تضاداتِ قادیان

قادیانی عقائد و نظریات کے دوغلے پن کو بے نقاب کرتی
ایک منفرد اور مستند دستاویز

ترتیب و تحقیق
محترم جناب سلمان احمد

باہتمام
حضرت مولانا سہیل باوا صاحب حفظہ اللہ
عالمی مبلغ ختم نبوت

انتساب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام جنہوں نے غلام کو جامِ زیارت سے سیراب کیا۔

انڈکس	حوالہ	سکین/لنک
انتساب	1	
حروف اول	6	
ضروری گذارشات	7	
زمینی فرشتے	8	
دل کی آواز	9	
دعوت حق کی اذان	10	
درود و سلام	11	
معیار نبوت	13-----110	
1۔مرزا فارسی/چینی/سادات	16-----119	
2۔مرزا قادیانی مرد/عورت	16-----124	
3۔مہدی کا آنا مستند/غیر مستند	17-----127	
4۔مہدی ہونے کا دعوہ/انکار	17-----131	
5۔مہدی بنی فاطمہ سے نہیں/مرزا مہدی بنی فاطمہ سے	18-----133	
6۔مہدی اور مسیح الگ الگ شخصیت/مہدی اور مسیح ایک شخصیت	18-----137	
7۔ مسیح ابن مریم کے معجزات کا اقرار/انکار	19-----139	
8۔امام حسین کی توہین/تعریف	19-----145	
9۔حضرت علی کی گستاخی/تعریف	21-----156	
10۔انگریزوں کی تعریف/مخالفت	22-----159	
11۔استادوں سے علم حاصل کرنے کا اقرا/انکار	23-----168	
12۔ مسیح موعود ہونے کا انکار/اقرار	23-----174	
13۔نبوت بند/نبوت جاری	24-----176	
14۔نبی و رسول ہونے کا اقرار/انکار	28-----208	
15۔ حقیقی و تشریعی نبوت کا اقرار/انکار	33-----251	
16۔آنے والے مسیح کی نبوت کا اقرار/انکار	33-----253	
17۔مرزا قادیانی کے علاوہ مسیح کی آمد کا اقرار/انکار	34-----263	

18۔ عیسیٰ علیہ السلام بے خبر/باخبر	267-----35
19۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام امتی/امتی کہنا کفر	271-----36
20۔آسف تلاش کرنے والا/غمگین	273-----36
21۔لدبیت المقدس کا دیہات/جھگڑا کرنے والے/لودھیانہ	279-----37
22۔حیات عیسیٰ علیہ السلام و رفع و نزول کا اقرار/انکار	283-----38
23۔حضرت مسیح علیہ السلام پر فضلیتکلی/جزوی	289-----38
24۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی/غیر تشریعی نبی	291-----39
25۔حضور ﷺ کی معراج جسمانی/کشف	296-----39
26۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر	298-----40
27۔ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں/بلاد شام/گلیل/مدینہ	305-----41
28۔حضرت مریم کی قبر کشمیر میں/بلدہ قدس میں	319-----43
29۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کی مخالفت/اقرار	321-----43
30۔غیر زبان میں وحی کی مخالفت/غیر زبان میں وحی	334-----46
31۔انگریزی سے ناواقفیت/واقفیت	363-----49
32۔الہامی کتابوں کے مبدل ہونے کا اقرار/غیر مبدل	366-----50
33۔عیسیٰ ابن مریم کے اخلاق فاضلہ کا انکار/اقرار	384-----52
34۔ عیسیٰ ابن مریم کی انکساری کا اقرار/انکار	387-----53
35۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی گستاخی/تعریف	391-----53
36۔ مسیح ابن مریم صلیب پر ڈیڑھ/دو/تین گھنٹے/چند منٹ	448-----63
37۔ عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ کی ماضی/مستقبل کی باتیں	453-----64
38۔مرزا کا منکر مسلمان/کافر	456-----65
39۔آتھم مر گیا سات ماہ میں/پندرہ ماہ میں	462-----65
40۔ وید گمراہی والی کتاب/کتاب اللہ	464-----66
41۔ مرزا قادیانی خدا (نعوذ باللہ)/خدائی سے انکار	466-----66
42۔ قادیانی طاعون سے محفوظ/طاعون قادیان میں	478-----67
43۔طاعون کی دعا/طلبگار کمبخت	488-----68

44۔طاعون زدہ علاقہ سے باہر نکلنا ممنوع/رہنا ممنوع	69-----492
45۔ میر عباس کی تعریف/مخالفت	70-----496
46۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی تعریف/مخالفت	72-----506
47۔اسلام واحد دین/تمام طبائع ملت کا ایک ہونا محال	73-----510
48۔بعثت نبوی ہزار ششم/بعثت نبوی ہزار پنجم	74-----515
49۔وحی کی غلطی/اجتہادی غلطی	74-----517
50۔سورۃ تحریم میں کئی افراد مریم/ایک ہی مریم	74-----519
51۔اسلام کی مخالفت میں کتابوں کی تعداد	75-----521
52۔حدیث ان لمہدینا آیتین غیر مرفوع/مرفوع متصل	76-----528
53۔دجال کا آنا غلط/دجال پادری/شیطان/با اقبال قومیں	76-----530
54۔قرآن مجید میں خسوف کا نشان/شق القمر	80-----550
55۔ موسیٰ کی اتباع سے نبوت/نبوت خدا کی موہبت	80-----554
56۔بہت سے افراد نبی/صرف ایک نبی	81-----559
57۔امام بخاری مہدی کے آنے کے مخالف/قائل	82-----562
58۔یسوع کی بابت قرآن خاموش/یسوع کا قرآن میں ذکر	83-----565
59۔آمد عیسیٰ علیہ السلام سولہویں/چودھویں صدی میں	84-----569
60۔پیدائش عیسیٰ بن باپ/یوسف باپ	84-----572
61۔عیسیٰ کی اولاد/اولاد کا انکار	85-----580
62۔ مسیح کی نبوت بدولت تابعداری/مسیح کی نبوت بغیر اتباع	86-----585
63۔ قانون قدرت اٹل/قانون قدرت تغیر پذیر	86-----587
64۔ مسیح کی دعا رد/قبول	87-----592
65۔ مسیح کی چند روزہ زندگی/ایک سو پچیس برس/شاہانہ زندگی	87-----594
66۔نبی کی تحقیر کفر/انبیاء کی تحقیر	88-----597
67۔ مجدد سرہند اور شرف ہمکلامی نبوت/محدثیت	90-----611
68۔بی بی مریم کا نکاح/بی بی مریم کنواری	90-----614
69۔"شاتان تذبحان"	91-----617

70۔اندھے کو اندھا کہنا منع ہے/اندھا عیسائی احمد مسیح	621-----92
71۔دابتہ الارض طاعون/علماء سو/جانور/شیطان کی خادمہ	623-----92
72۔سر سید احمد خان "تعریف/مخالفت"	641-----95
73۔گالی کے جواب میں خاموشی/جوابی گالی	646-----96
74۔مقدمات پر خرچ آٹھ ہزار/ستر ہزار/سنا سنایا ہزار ہا	648-----96
75۔عیسی علیہ السلام کی مانند جو قریش سے نہ ہو/مانند جو قریش	652-----97
76۔مومن لعان نہیں ہوتا/لعنت کی برسات	656-----98
77۔قادیان-کدعہ/اذنی الارض/دمشق/یروشلم	666-----99
78-مرزا غلام قادیانی غازی/غازی نام رکھنا نافرمانی	677----101
79۔انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا/مرزا کو احتلام	680----101
80۔مرزا کا قلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار/ رسول اللہ ﷺ کی تلوار	682----101
81۔نزول مسیح ایمانیات کا حصہ نہیں/شرک،گناہ،گپ، گمراہی، کفر، جھوٹ	684----102
82۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی تعریف/تکذیب	697----104
83۔انبیاء کا استاد اللہ سبحان و تعالیٰ/دنیاوی استاد	701----104
84۔معراج اور صعود عیسی ہمشکل/غیر مشابہہ	706----105
85۔وظائف کا ورد بدعت/مرزا کے وظائف کرنا	708----106
86۔ولد الحرام نام نہ رکھنا/حرام زادہ کہنا	711----106
87۔متعہ حرام/متعہ کی ضرورت	715----107
88۔اللہ پاک نور/کھا جانے والی آگ (نعوذ باللہ)	717----107
89۔چولہ غیب سے/مرشد کا انعام	719----108
90۔فریق سے مراد گروہ/اکائی	721----108
91۔مریدین آٹھ ہزار/تین سو اٹھارہ	725----109

حروف اول

زیر نظر کتاب جس کو لکھنے کا نہ تو میں حوصلہ رکھتا تھا نہ ہی اتنی حیثیت رکھتا تھا۔ علمی استعداد بھی اتنی نہ تھی کہ تحفظ عقیدہ ختم نبوت میں اور قادیانیت کی تردید میں قلم اٹھا سکوں۔ حفاظت عقیدہ ختم نبوت ایک بہت بڑا اور نازک موضوع ہے جس پر قلم اٹھانے کے لیے بہت حوصلہ ہمت اور علم کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ ہم جیسے طالب علموں کے لیے بہت مشکل کام ہے۔ خدا کی مصلحت خدا جانے کبھی وہ فاجر و فاسق سے دین کی خدمت لے لیتا ہے اور کبھی ہم جیسے کم علم لوگوں کے ہاتھوں میں قلم تھما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسرار انسانی سوچ سے بالاتر ہیں۔ اللہ تعالی قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

"ورفعنا لک ذکرک" اور ہم نے آپکا ذکر بلند کر دیا

اللہ سبحان و تعالی کسی بھی کام میں کسی کا محتاج نہیں ہے، ہم انسان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کا کام کریں گے تو ہوگا ورنہ نہیں ہوگا۔ ایسا نہیں ہے۔ وہ پاک ذات جو صاحب کن فیکون ہے اس کے لیے محمد عربی ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا ناممکنات میں سے نہیں ہے۔ اللہ سبحان و تعالی نے حضرت محمد ﷺ کا ذکر اس قدر بلند کر دیا کہ ہماری سوچ کی پرواز وہاں تک پہنچ نہیں سکتی تو پھر ہم کیا اور ہماری کوششیں کیا؟

حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو ختم نبوت کا کام ہم جیسے لوگوں کے لیے ہوتا ہے جو بشری تقاضوں کے تحت گناہ کرتے ہیں دین سے زیادہ دنیا میں مگن ہوتے ہیں۔ اللہ سبحان و تعالی ہمیں موقع دیتا ہے کہ اس کام کے صدقے سے اپنی آخرت کو سنوار لیں اور دوزخ سے نجات کی سعی کر لیں، دین و دنیا کی کامیابیاں سمیٹ لیں اور وہ بھی صرف اور صرف میرے محبوب ﷺ کی نبوت کی خاطر کام کرنے کے صلہ میں، صرف میرے محبوب ﷺ کی عزت و ناموس پر مر مٹنے کے صلہ میں۔ یہ ہی دین و دنیا کی کامیابی ہے یہ ہی پلِ صراط کا ٹکٹ، جام کوثر اور شفاعت محمدی ﷺ کی کنجی ہے۔

زیر نظر کتاب میں اس ناچیز نے قلم کے نشتر سے مرزا غلام احمد قادیانی کے تضادات بیانیوں کا آپریشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس ناسور کی نشاندہی کی ہے جو کہ کسی شریف النفس کا خاصہ نہیں ہوتا اسکی جگہ شیطانی نفس ہوتا ہے۔ دعا ہے خدا تعالیٰ اسکو لوگوں کے لیے قادیانیت سے آگاہی کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو ختم نبوت کے کام کے لیے قبول کر لے۔ آمین

آخر میں بہت مشکور ہوں ان تمام بھائیوں کا ساتھیوں کا جنہوں نے اس کتاب کی معاونت میں میرا بھرپور ساتھ تھا اور مجھے کبھی بھی میری علمی کم مائیگی کا احساس نہ ہونے دیا۔ خصوصا شکر گزار ہوں اپنی شریک حیات کا جس کا ساتھ اس علمی محاذ پر میری ہمت بندھاتا ہے دیگر ساتھیوں میں جناب متین خالد انکل، جناب مولانا عبدالحکیم نعمانی صاحب، جناب مولانا سعد کامران صاحب، جناب محمد احمد رضا صاحب، جناب جنید رفیق بھائی، جناب منیب الرحمٰن بھائی، جناب مظفر عباس بھائی، جناب عمیر خالد بھائی جنہوں نے میری بھرپور علمی معاونت کی۔

سلمان احمد 16 اگست 2015

ضروری گذارشات

- موجودہ کتاب کی تیاری میں اس امر کو زیر غور رکھا گیا کہ کوئی غلطی کا امکان نہ رہے۔ پروف ریڈنگ پر بھرپور توجہ دی گئی ہے مگر بشری تقاضاء کے تحت غلطی کا امکان بہر حال موجود ہے۔ اگر کسی بھی قاری کو زیر نظر کتاب میں کسی بھی قسم کی کوئی غلط نظر آئے تو براہ مہربانی مصنف کو اگاہ کر کے شکریہ کا موقع فراہم کریں۔ اس غلطی کی تصحیح اگلے ایڈیشن میں کر دی جائے گی۔
- زیر نظر کتاب میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکی جماعت کی کتابوں سے حوالہ جات دینے میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کسی دوست کسی ساتھی یا کسی قادیانی کو کوئی حوالہ غلط لگتا ہے تو اسکی نشاندہی مصنف کر کر دے اس حوالہ کو درست کر دیا جائے گا۔
- زیر نظر کتاب میں موجود توہین آمیر قادیانی تحریرات و حوالہ جات کو بوجہ مجبوری پیش کیا گیا ہے۔ قارئین ان حوالہ جات کو پڑھ کر قادیانی عقائد و نظریات کو بہت طور سمجھ سکیں گے۔
- اکثر حوالہ جات کی تکرار مختلف مضامین کے لیے ہو سکتی ہے اس لیے گذارش ہے کہ ہر مضمون کو اسکے حوالے کے مطابق دیکھیں اور تکرار کو اسکا حصہ سمجھیں۔

سلمان احمد

زمینی فرشتے

اللہ پاک نے کچھ دلوں کو انسانیت کی محبت سے لبریز کر دیا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو ہر شعبہ زندگی میں اپنی پاک ہستی کے باعث نمایاں ہیں انہیں بحیثیت انسان دیکھیں تو انسانیت کا سمندر رواں دواں نظر آئے گا انہیں بحیثیت استاد دیکھیں تو ایسا باعمل استاد اپکے سامنے ہوگا جس کا ہر عمل اپنے طالب علم کو کُندن بنانے کی خاصیت رکھتا ہے۔ الحمد اللہ ایسے لوگوں کے باعث دنیا قائم و دائم ہے۔ میں خود کو خوش قسمت سمجھتا ہوں مجھ ناچیز کو ایسے لوگوں کا ہمیشہ سایہ میسر رہا جو استاد کے روپ میں باپ ہیں انہی لوگوں میں جناب متین خالد انکل اور جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب قابل ذکر ہیں۔

جناب متین خالد انکل نے ہر مشکل عملی محاذ پر اس ناچیز کو ایک استاد بن کر تعلیم دی۔ رد قادیانیت پر ایک یونیورسٹی کا درجہ رکھنے والے متین خالد انکل نے مجھے کبھی بھی رد قادیانیت پر علمی یتیم نہ ہونے دیا۔ رد قادیانیت پر جب بھی کسی نادر و نایاب حوالے کی تلاش ہوئے نظر سب سے پہلے متین خالد انکل کی طرف اٹھی اور مایوسی کو ہمیشہ شکست کھانی پڑی۔ اللہ پاک انکے علم عمل زندگی مال و دولت و رتبہ اور صحت میں بیش بہا اضافہ فرمائے۔

جناب عبدالرحمٰن باوا صاحب و سہیل باوا صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انکی رد قادیانیت پر محنت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ دیار غیر میں علمی محاذ پر قادیانیت کا تعاقب کرنے میں جناب عبدالرحمٰن باوا و جناب سہیل باوا صاحب کی خدمات سنہری حروف سے لکھنے لائق ہیں۔ بہترین عمل یہ ہے کہ بیرون ملک رہ کر اس ملک کے قانونی تقاضوں کو مد نظر رکھ کر تحفظ ختم نبوت کی علمی و تحریری خدمت کسی بہترین صلاحیت کا دوسرا نام ہے۔۔ اللہ سبحان و تعالیٰ انکے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور ہم سب کو ان حضرات کے سائے میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سلمان احمد

دل کی آواز

شکر اس ذات باری تعالی کا جس کے محتاج بادشاہ بھی ہیں اور فقیر بھی۔ کائنات کا ذرہ ذرہ اسکی حمد و ثناء میں بلا تعطل مشغول ہے۔ درود اُس پاک ذات پر کہ جس نے عرب کے میدانوں سے توحید کی وہ شمع جلائی جس کی روشنی نے تمام جہانوں کو اللہ خالق کائنات نور السموات والارض سے روشناس کروا دیا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس اور دین اسلام کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی مانند ہیں۔ کفر اور اسکے گماشوں نے جب بھی دین اسلام پر ضرب لگانے کا ارادہ کیا ہمیشہ اسلام کی ریڑھ کی ہڈی پر وار کیا۔ حضور خاتم المرتب ﷺ کیے منصب نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے ہر دور میں کذابین آتے رہے اور فتنہ و فساد برپا کرتے رہے۔ یہ جھوٹے مدعیان نبوت کا سلسلہ حضور روف الرحیم ﷺ کے دور میں ہی شروع ہو گیا تھا جب مسیلمہ کذاب اور اسود عسنی نے دعوہ نبوت کر دیا تھا۔ اس دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے اس فتنہ کی سرکوبی کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی ایک کثیر تعداد کو عقیدہ تحفظ ختم نبوت کی خاطر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنا پڑے۔ خدا تعالیٰ کا یہ خاص کرم ہے کہ ہر دور میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے لیے اللہ پاک اپنے چنے ہوئے لوگوں سے حضور روف الرحیم ﷺ کی ناموس کی حفاظ کا کام لیتا ہے۔

محترم سلمان احمد بھائی سے میری ملاقات سوشل میڈیا کی مرہون منت ہے۔ آج سے تقریباً پانچ سال پہلے انکی کچھ پوسٹیں دیکھنے کو ملیں جن سے انکی عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لیے انتہائی محبت و لگن میرے دل میں گھر کر گئی۔ سلمان بھائی کا کچھ دن پہلے زیر نظر کتاب کا مسودہ موصول ہوا۔ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہر ہر لمحہ دل سے دعائیوں کے پھول جاری رہے۔

زیر نظر مضمون کوئی اچھوتا مضمون نہیں نہ یہ ایسا ہے کہ اس پر پہلے کچھ لکھا نہیں گیا مگر اس مسودہ کو پڑھ کر کچھ اور ہی دنیا میں پہنچ گیا۔ مرزا غلام قادیانی کے علمی سرقہ اور تضادات سے کون واقف نہیں خصوصاً ہمارے بزرگان دین اس فتنہ کی سرکوبی میں دن رات کوشاں رہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک ایک گستاخانہ تحریرات سے واقف رہے۔ اس مسودہ میں جو چیز مجھے پسند آئی وہ اس میں موجود حوالہ جات کے سکین اور قادیانی دجل وفریب کا اپریشن ہے۔ قادیانی حضرات اپنے ہر نئے ایڈیشن میں تحریف کرنے میں ید طولی رکھتے ہیں اور حوالہ جات کو آگے پیچھے کرتے رہتے ہیں۔ سلمان بھائی نے قادیانی کتابوں کے پرانے و نئے ایڈیشنوں سے ان تحریفات کو یکجا کر دیا۔ سوشل میڈیا کا دور ہے اس حوالے اس اس کتاب میں جو بہترین چیز ہے وہ اس میں موجود حوالہ جات کے قادیانی آفیشل سائٹ کے لنکس ہیں جہاں ایک کلک کر کے اپ متعلقہ سائٹ پر جا کر قادیانی کتاب سے حوالہ خود دیکھ سکتے ہیں۔ موجودہ دور میں نوجوان نسل کو اس طرح سہولت کے ساتھ ایک ہی جگہ پر تمام مواد فراہم کر دینا سلمان بھای کا ایک بہت ہی اعلی کارنامہ ہے اور میری نوجوان نسل سے یہ گذارش ہے اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ اللہ سبحان و تعالیٰ سلمان بھائی کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول کرے اور انکے قلم میں مزید طاقت عطا فرمائے۔ فتنہ قادیانیت پر انکی کاوشوں کو لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ قائم رکھے

مولانا عبد الحکیم نعمانی (مبلغ عالمی مجلس ختم نبوت چیچہ وطنی)

دعوت حق کی اذان

تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی بنایا اور رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کو تحفظ ختم نبوت ﷺ کے کام کی توفیق عطا فرمائی۔ تحفظ ختم نبوت ﷺ کا کام صرف کسی مولوی کا کام نہیں ہے بلکہ یہ کام ہر کلمہ گو مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ جہاں ضرورت محسوس کرے دامے درمے قدمے سخنے اپنے حصے کا کام کرتا رہے۔
اس پر فتن دور میں جہاں فتنے منہ پھیلائے کھڑے ہیں اللہ کی توفیق سے چند رجال قادیانیوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑے ہیں اور ہر محاذ پر فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔
ہمارے بھائی سلمان احمد جو کافی عرصہ سے سوشل میڈیا پر فتنہ قادیانیت کی سرکوبی دلائل سے کر رہے ہیں وہ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے وقت کی ضرورت کو مسوس کرتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی کے تضادات جو کئی کُتب میں بکھرے پڑے تھے ان کو ایک کتاب میں قدیم وجدید ایڈیشن کے حوالہ جات کے ساتھ جمع کر دیا۔
یہ کتاب جہاں مسلمانوں کے لئے نہایت اہم ہے وہیں قادیانیوں کو بھی دعوت فکر دے رہی ہے کہ وہ جس کو نبی مانے بیٹھے ہیں اس کی زندگی کس قدر تضادات کا مجموعہ ہے۔ کاش کہ کوئی قادیانی سمجھ لے اور صراط مستقیم کو پالے۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سلمان بھائی کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کا نفع عام فرمائے اور ہمیں مرتے دم تک تحفظ ختم نبوت ﷺ کے کام سے وابستہ رکھے۔ آمین

مفتی سعد کامران
فاضل درس نظامی/ایم فل علوم اسلامیہ
21/9/2020

ہدیہ سلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلام اُس پر کہ جو سردار ہے رب کے رسولوں کا
درود اُس پر کہ جو شہکار ہے رب کی دلیلوں کا

سلام اُس پر کہ جو خاتم ہوا رب کے رسولوں کا
درود اُس پر کہ جو منبع بنا رب کے اصولوں کا

سلام اُس پر کہ اول شرفِ مرسل جس نے ہے پایا
درود اُس پر نبی بن کر جو سب سے بعد میں آیا

سلام اُس پر کہ جو افضل ہوا رب کے رسولوں کا
درود اُس پر کہ جو مالک بنا جنت کے جھولوں کا

سلام اُس پر کہ جو ہے چودھویں کے چاند سے پیارا
درود اُس پر کہ جو ہے مومنوں کو جان سے پیارا

سلام اُس پر کہ جو دے بادشاہی ہم فقیروں کو
درود اُس پر بتوں سے جو رہائی دے اسیروں کو

سلام اُس پر کہ جس کا رعب ہر دشمن پہ طاری ہے
درود اُس پر کہ جس کا پیار ہر غصہ پہ بھاری ہے

سلام اُس پر کہ رب کے عرش تک جس کی رسائی تھی
درود اُس پر کہ جس کا کل اثاثہ ایک چٹائی تھی

سلام اُس پر کہ جس کی تاقیامت مِثل نہ پائی
درود اُس پر کہ جس کو دیکھنے کو آنکھ بھر آئی

سلام اُس پر کہ جس کے ساتھ رحمت کا سفینہ ہے
درود اُس پر جو رب کے نور کا اعلیٰ نگینہ ہے

سلام اس پر کہ جس نے دشمنوں کو بھی قبائیں دیں
درود اس پر کہ پتھر کھاکے بھی جس نے دعائیں دیں

سلام اس پر کہ جس کا ذکر پچھلی سب کتابوں میں
درود اُس پر کہ جس کا خُلق ہے قرآن کے بابوں میں

سلام اُس پر جسے رحمت پکارا سب جہانوں کا
درود اُس پر کہ جس کا فاصلہ تھا دو کمانوں کا

سلام اُس پر کہ جو مغلوب کو سینے لگاتا تھا
درود اُس پر کہ جو دشمن کی بھی عزت بڑھاتا تھا

سلام اُس پر کہ سورج جس کی انگلی سے پلٹتا تھا
دُرود اُس پر کہ جس کے اک اشارے چاند کٹتا تھا

سلام اُس پر جو امت کے لیے بے تاب ہوتا تھا
درود اُس پر کہ جو سجدوں میں بھی دن رات روتا تھا

سلام اس پر کہ جس کا شہر جنت کی ہوائیں دے
درود اُس پر کہ جو ہر دم امت کو دعائیں دے

سلام اُس پر کہ جس کا پاک تر سارا گھرانہ ہے
درود اُس پر کہ جس کی پشت کی نسبت کنانہ ہے

سلام اُس پر کہ جس نے دودھ کا پیالہ اُٹھایا تھا
درود اُس پر کہ جس نے فسق سے ہم کو بچایا تھا

سلام اُس پر کہ جو امید ہے ہم بے سہاروں کا
درود اُس پر کہ جو شافع بنا ہم گنہگاروں کا

سلام اُس پر جو کہ چاند تھا ساتھی ستارے تھے
درود اُس پر کہ جس کی دید پر قربان سارے تھے

سلام اُس پر کہ جس کی پیروی سب انبیاء نے کی
درود اس پر کہ جس نے اقتداء سب ابنیاء کی کی

سلام اس پر کہ جو مادر پدر ہر ذات سے پیارا
سلام اُس پر کہ رب کے عرش تک جس کی سماعت تھی
سلام اُس پر کہ جو بس آنکھ بند کرنے کو سوتا تھا
سلام اُس پر کہ خوشبو سے بھرا جسکا پسینہ تھا
سلام اُس پر کہ جس کا ذکر کرتے ہیں نمازوں میں
سلام اُس پر کہ جو مختار ہے رب کے خزانوں کا
سلام اُس پر کہ جس کی عرش پر تعریف ہوتی ہے
سلام اس پر کہ جو اعلیٰ ہوا بعد از خدا ہم میں

دورد اُس پر کہ جو مال و متاع اولاد سے پیارا
درود اُس پر کہ روز حشر تک جس کی بصارت تھی
درود اُس پر کہ جس کا قلب تک بیدار ہوتا تھا
درود اُس پر مہکتا جس سے مکہ اور مدینہ تھا
درود اُس پر کہ جو ہے ڈھال ہم پر سب عذابوں میں
درود اُس پر کہ جو مُرسل بنا سارے زمانوں کا
درود اس پر کہ جس کی فرش پر تعریف ہوتی ہے
درود اُس پر کہ جو ارفع ہوا بعد از خدا ہم میں

سلمان احمد

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کے راکھ نہ کردوں تو داغ نام نہیں

مرزاغلام قادیانی کے صدق و کذب کو جانچنے کے لیے بہت سے معیار ہیں جن میں سے کچھ تو اس نے خود مقرر کر دیے اور کچھ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی مقرر شدہ ہیں جیسا کی آیت مذکورہ بیان کرتی ہے۔

وَلَوْکَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوا فِیہِ اخْتِلَافًا کَثِیرًا (اگر یہ قرآن کسی غیر اللہ کی جانب سے ہوتا تو لوگ اس میں بڑا اختلاف پاتے)

یہ آیت صاف اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ الہامی کلام میں کوئی تضاد نہیں ہوتا چاہئے وہ قرآن، کوئی غیر محرف و مبدل الہامی کتاب یا حدیث۔ قرآن کا اسلوب اس قدر سادہ اور پر کشش ہے جیسے لڑی سے لڑی جوڑی گئی ہو۔ لہٰذا جھوٹے کے کلام میں تضاد پایا جاتا ہے خاص کر جب وہ جھوٹا دعوہ نبوت و رسالت کرے۔

اس آیت کے تناظر میں اگر مرزاغلام قادیانی کی شخصیت اسکے اقوال اسکی تصنیفات کو پرکھا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزاغلام قادیانی کے کلام میں تضاد کی بھرمار ہے۔ جس طرح مشرق و مغرب معکوس ہیں اس طرح مرزا کے بیانات معکوس ہیں۔

اس بات کو مرزاغلام احمد قادیانی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ جھوٹے کے کلام میں تضاد ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

"کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا"

(ازالہ اوہام صفحہ 239، مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 220)

"اور آتھم کے دورغگو ہونے پر وہ اختلاف او تناقض بھی شاہد ہے"

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 19)

"اور تناقص سے لازم آتا ہے کہ دو متناقض باتوں میں سے ایک جھوٹی ہو یا غلط ہو"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 196)

"کسی سچیار اور عقل مند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے"

(ست بچن صفحہ 30، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 142)

"ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق"

(ست بچن صفحہ 31، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 143)

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 111، روحانی خزائین جلد 21 صفحہ 275 از مرزا قادیانی)

"مگر ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے"

(حقیقتہ الوحی صفحہ 191، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 191 از مرزا قادیانی)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کے سچے مدعی الہام کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا اور اسکی گواہی قران دے رہا ہے اور جھوٹے مدعی الہام کے کلام تضاد کی بھرمار ہوتی ہے کیوں کہ وہ منجانب اللہ سبحان و تعالیٰ نہیں ہوتا۔ جو شخص دعوہ الہام کرے اور اس کے کلام میں تضاد نظر آئے ہماری نظر میں وہ مکار کذاب ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کا دعوہ الہام پانے کا تھا اور اس پر یہ دعوہ کہ روح القدس کی قدسیت ہر دم اسکے ساتھ ہے۔ان دعوں کے بعد اسکے کلام میں جو تضاد ہیں وہ قارئین کے پیش خدمت ہیں۔انکی روشنی میں مرزا کے کذاب ہونا اظہر من الشمس ہوگا اور قارئین کو فیصلہ کرنے میں بھی آسانی ہوگی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے۔

"اس عاجز کو اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم اور ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے۔"

(روحانی خزائین جلد 5 صفحہ 93 از مرزا غلام قادیانی)

مرزا قادیانی ایک اور جگہ رقمطراز ہے

جب میں عربی یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے

(نزول المسیح صفحہ 56 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا غلام قادیانی)

1۔ مرزا فارسی/چینی/سادات

قول:

"یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے"

(کتاب البریہ صفحہ 135 روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 163)

تضاد:

"ہمارا خاندا جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 209، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 209)

"سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنے تھے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 127 حاشیہ)

"بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں"

(نزول المسیح صفحہ 48، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 426)

"میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 216)

2۔ مرزا قادیانی مرد/عورت

قول:

الہام ہوا کہ تو فارسی جوان ہے۔

اصل حوالہ: (تذکرہ صفحہ 634 از مرزا غلام قادیانی)

تبدیل شدہ حوالہ: (تذکرہ صفحہ 543)

تضاد:

بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔

(البشریٰ صفحہ 65 جلد 2 از مرزا غلام قادیانی)

3۔ مہدی کا آنا مستند/غیر مستند

قول:

"دوسری گواہی اس حدیث (ان لمھدینا آیتین) کی صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت "فلا یظھر علی غیبہ احداا لا من ارتضی من رسول" میں ہے کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کا رسولوں پر حصر کرتی ہے جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ "ان لمھدینا" کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 135)

"آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا ہے کہ جو مہدی آنے والا ہے اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام اور اس کی ماں کا نام میری ماں کا نام ہوگا اور میرے خلق پر ہوگا۔ اس سے آنحضرت ﷺ کا یہی مطلب تھا کہ وہ میرا مظہر ہوگا"

(الحکم جلد 5، نمبر 27، 1901، صفحہ 7، ملفوظات صفحہ 315، جلد 2)

تضاد:

"مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے"

(حاشیہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 217)

"میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح و مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔ اور جسقدر افتراء اُن حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور میں ایسا نہیں ہوا"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 356)

"اہل سنت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا، لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے" (روحانی خزائین جلد 3 صفحہ 344 از مرزا غلام قادیانی)

4۔ مہدی ہونے کا دعوہ/انکار

قول:

"یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 101، روحانی خزائین جلد 17 صفحہ 264)

تضاد:

"میرا یہ دعوہ نہیں کہ میں مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ اور من عترتی وغیرہ ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 185، روحانی خزائین جلد 21 صفحہ 356)

5۔ مہدی بنی فاطمہ سے نہیں/مرزا مہدی بنی فاطمہ سے

قول:

مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کا انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کا بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں پر جما ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں۔ اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں"

(کشف العظاء صفحہ 12، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 193)

تضاد:

"وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی وہ میں ہی ہوں"

(تذکرۃ الشہادتین، صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 3 تا 4)

"میں خدس سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنزالعمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں (مولف: اس سے اگلا فقرہ لکھنے کی میں ہمت نہیں پاتا) اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں"

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 213)

6۔ مہدی اور مسیح الگ الگ شخصیت/مہدی اور مسیح ایک شخصیت

قول:

"اور بموجب حدیث لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجال او رجل من ھٰولاء) ای من فارس) دیکھو بخاری صفحہ 727۔ رجل فارسی کا جائے ظہور بھی یہ مشرق ہے۔ اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہی رجل فارسی مہدی ہے اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے اور وہ ملک ہند ہے۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 167)

تضاد:

"خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں مہدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من امتی کہ وہ ایک

آدمی میری امت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ میں لکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ لا مھدی الا عیسیٰ یعنی کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے"

(روحانی خزائین جلد 21 صفحہ 356 از مرزا قادیانی)

7۔ مسیح ابن مریم کے معجزات کا اقرار/انکار

قول:

"حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 68، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 68)

تضاد:

"اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہو جانا ثابت ہوتا ہے"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 307 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 256 تا 257)

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا"

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

"اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی معجزہ دیکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہر حال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدرے لائق نہیں۔ جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔"

(ازالہ اوہام حصہ اول، بقیہ حاشیہ 308 تا 309 روحانی خزائن جلد 3، بقیہ حاشیہ صفحہ 257 تا 258)

8۔ امام حسین کی توہین/تعریف

قول:

"اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا

عنقریب ظاہر کر دے گا"

(اعجاز احمدی صفحہ 52، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 164)

"اور مجھ میں اور تمھارے حسین میں بہت فرق ہے۔ کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔ مگر حسین، پس دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو"

(اعجاز احمدی صفحہ 69، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 181)

"اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے"

(اعجاز احمدی صفحہ 81، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 193)

"تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسین) کا ڈھیر ہے"

(اعجاز احمدی صفحہ 82، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 194)

کربلائے است سیر ہر آنم　صد حسین است در گریبانم

میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے　　سو حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں

(نزول المسیح صفحہ 99، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477)

"اے عیسائی مشنریوں! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمھارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے"

(دافع البلاء صفحہ 17 روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

تضاد:

"مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا اور بلا شبہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے۔ اور بلا شبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کا تقویٰ اور محبت اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس شخص کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا جو دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق و شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الہٰی کے تمام نقوس انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں، کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو انہی میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ انکو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی" (فتاوے حضرت مسیح موعود صفحہ 237،10 ستمبر 1935 ایڈیشن)

تبدیل شدہ حوالہ:

(فتاویٰ حضرت مسیح موعود صفحہ 264،2013ایڈیشن)

نوٹ: (1935کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر237پر تھا۔ تحریف کرکے 2013کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر264پر کر دیا گیا)

"غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے، وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے"

(مجموعہ اشہارات جلد سوم، صفحہ 545)

"حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحبِ کمال اور صاحبِ عفت و عصمت اور ائمۃ الہدٰی تھے اور وہ بلا شبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت ﷺ کے آل تھے"

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 364-365)

9۔ حضرت علی کی گستاخی/تعریف

قول:

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 142)

تبدیل شدہ حوالہ:

(ملفوظات جلد اول صفحہ 400)

نوٹ: (1984کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر142پر تھا۔ تحریف کرکے جدید ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر400پر کر دیا گیا)

تضاد:

"ولی مناسبتہ لطیفتہ بعلی والحسنین ولا یعلم سرھا الا رب المشرقین والمغربین وانی احب علیا وابناہ واعادی من عاداہ۔

کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسنین رضی اللہ عنہما سے ایک لطیف مناسبت ہے اس کے راز کو صرف دو مشرقوں اور مغربوں کا رب ہی جانتا ہے۔ اور میں علی رضی اللہ تعالی عنہ اور انکے دونوں بیٹوں سے محبت رکھتا ہوں۔ جو آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے دشمنی رکھے اس کا دشمن ہوں۔

(سر الخلافہ صفحہ 35، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 359)

10۔انگریزوں کی تعریف/مخالفت

قول:

" گورنمنٹ انگلشیہ خائی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لیے.برکت کا حکم رکھتی ہے۔خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کے لیے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے"

(شہادت القرآن، ضمیمہ، صفحہ 11ک-12لروحانی خزائن جلد 6 صفحہ 388-389)

" بعض احمق نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں، سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے، کیونکہ جس کا احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے، اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی آدمی کا کام ہے"

(شہادت القرآن، ضمیمہ بعنوان، " گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" صفحہ 3ج، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 380)

"جو شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا، خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑا ہے۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، ضمیمہ ، صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 28 تا 29)

" میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی کی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کاب اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والاے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں"

(تریاق القلوب، صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 155 تا 156)

تضاد:

"اے معزز ملکہ مجھے تعجب ہے کہ تو باوجود کمال فضل اور علم وفراست کے دین اسلام کی منکر ہے۔اور جس غور و فکر کی آنکھ سے سلطنت کے امور سرانجام دیتی ہے اس آنکھ سے اسلام ے بارے میں غور کیوں نہیں کرتی۔ سخت تاریکی کے بعد اب جب کہ آفتاب طلوع ہو چکا ہے تو کیا اب بھی تو نہیں دیکھتی۔ تو جان لے (اللہ تیری مدد کرے) یقیناَ دین اسلام ہی انوار کا مجموعہ ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 530 تا 531، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 530 تا 531)

11۔استادوں سے علم حاصل کرنے کا اقرار/انکار

قول:

"بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں"

(کتاب البریہ صفحہ 149 روحانی خزان جلد 13 صفحہ 179-180)

"ہم ایک شیعہ اُستاد سے پڑھا کرتے تھے اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے"

(ملفوظات جلد اول 1984 ایڈیشن صفحہ 177)

تبدیل شدہ حوالہ:

(ملفوظات جلد اول صفحہ 164)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 177 پر تھا۔ تحریف کرکے جدید ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 164 پر کر دیا گیا)

تضاد:

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو۔

(ایام صلح صفحہ 147، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394)

"براہین احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار و نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی اُستاد کے جاری کئے ہیں"

(ایام الصلح صفحہ 158، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 406)

12۔مسیح موعود ہونے کا اقرار/انکار

قول:

وہ مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ کیا گیا ہے یہ عاجز (مرزا قادیانی) ہی ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 682، روحانی خزائین جلد 3 صفحہ 468)

تضاد:

اس عاجز نے جو مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ میں نے ہر گز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ (ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 190، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192)

13۔ نبوت بند/نبوت جاری

قول:

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 761، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 511)

"یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے" (ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 583، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 414)

"ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرئیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لیے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے"

(ازالہ اوہام، صفحہ 577، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 412)

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے"

(ازالہ اوہام، صفحہ 614، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 432)

"قرآن مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا بھی چھا جانا عندالعقل محال اور ممتنع ہوا تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو، وہ بھی محال ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں"

(براہین احمدیہ صفحہ 112 بقیہ حاشیہ نمبر 9، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 103)

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسوال اللہ وخاتم النبین (الاحزاب: 40) یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والے نبیوں کے۔ یہ بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا"

(ازالہ اوہام، صفحہ 614، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 431)

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسوال اللہ وخاتم النبین (الاحزاب: 40) یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والے نبیوں کے کیا تو نہیں جانتا کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی ﷺ انام بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء رکھا اور آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعد سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اس کی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی

نبی نہیں اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے جو بالبداہت باطل ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد کوئی نبی کیسے آ سکتا ہے جبکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی ہے اور اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 200)

"حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرات اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک اور نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت جاری کر دیا جائے"

(ایام الصلح صفحہ 146، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 393)

"آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے"

(کتاب البریہ صفحہ 184 تا 185، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 217 تا 218)

"ہست او خیر الرسل خیر الانام　　　　ہر نبوت را بروشد اختتام"

پرانا حوالہ: 20 نومبر 1984 ایڈیشن

(سراج منیر صفحہ 93 **(ز)**، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 95)

تبدیل شدہ حوالہ: (سراج منیر صفحہ 93 **(ح)**، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 95)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 95 کے حصہ (ز) پر تھا۔ تحریف کرکے 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 95 کے حصہ (ح) پر کر دیا گیا)

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال　　　　لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ 10، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 19)

"خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کو مخاطب کیا کہ میں نے تمھارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور آیت کو اس طور نہ فرمایا کہ اے نبی، آج میں نے قرآن کو کامل کر دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ تا ظاہر ہو کہ صرف قرآن کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہو گئی کہ جن کو قرآن پہنچایا گیا اور رسالت کی علت غائی کمال تک پہنچ گئی"

پرانا حوالہ: 20 نومبر 1984 ایڈیشن

(نور القرآن صفحہ **23**، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 352)

تبدیل شدہ حوالہ: (نور القرآن صفحہ **19** حاشیہ، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 352)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 23 پر تھا۔ تحریف کرکے 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 19 پر کردیا گیا)

"اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ ﷺ کا وجود تھا، کمال کو پہنچ گئیں"

پرانا حوالہ: 20 نومبر 1984 ایڈیشن

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ <u>53</u>، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 367)

تبدیل شدہ حوالہ: (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ <u>39</u>، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 367)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 53 پر تھا۔ تحریف کرکے 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 39 پر کردیا گیا)

"میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے" (چشمہ معرفت صفحہ 324، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 340)

"میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ و رسول ﷺ کی پیروی سے دیے جاتے ہیں"

پرانا حوالہ: 20 نومبر 1984 ایڈیشن

(جنگ مقدس صفحہ <u>74</u>، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 156)

تبدیل شدہ حوالہ: (جنگ مقدس صفحہ <u>67</u>، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 156)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 74 پر تھا۔ تحریف کرکے 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 67 پر کردیا گیا)

"اے لوگو، اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو، دشمنِ قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیے جاوگے" پرانا حوالہ: نومبر 1901 (آسمانی فیصلہ صفحہ <u>29</u>)

تبدیل شدہ حوالہ: 20 نومبر 1984 ایڈیشن (آسمانی فیصلہ صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 335)

تبدیل در تبدیل حوالہ: 2008 ایڈیشن (آسمانی فیصلہ صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 335)

نوٹ: (1901 کے آسمانی فیصلہ کتاب میں یہ حوالہ صفحہ 29 پر تھا جیسے 1984 کے روحانی خزائن کے ایڈیشن میں تبدیل کرکے صفحہ نمبر 25 پر کردیا گیا اس کے بعد 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 15 پر پہنچادیا گیا)

"کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں" (انجام آتھم، صفحہ 27، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 27)

"زعشاق فرقان و پیغمبریم بدین آمدیم وبدیں بگذریم ہمارے مذہب کاخلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ ہمارااعتقاد جو ہم اس دینوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گزران سے کوچ کریں گے، یہ ہے کہ حضرت سیدنا مولانا محمد ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے"

(ازالہ اوہام، صفحہ 137، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 169 تا 170)

"اگر کوئی کہے کہ فساد اور بد عقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اِس زمانہ میں چالیس کروڑ لاالہ الااللہ کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا"

پرانا حوالہ: (نورالقرآن، صفحہ **10 حاشیہ**، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 339)

تبدیل شدہ حوالہ: (نورالقرآن نمبر 1 صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 9، حاشیہ صفحہ 339)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نورالقرآن کے صفحہ نمبر 10 پر تھا۔ تحریف کرکے 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نور القرآن کے صفحہ نمبر 7 پر کر دیا گیا)

تضاد:

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا؟ وکچھ ہیں قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے، اس کی رضاجوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کرلے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات و مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی، اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 183، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 354)

"جس قدر نبی گزرے ہیں، ان سب کو خدا نے براہ راست چن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ دخل نہیں تھا لیکن اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی" (حقیقۃ الوحی صفحہ 28 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 30)

"مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک گاوں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھر کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں بھی قید رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاوں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گُوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کرکے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ رسول اور نبی بھی بن جائے"

(تریاق القلوب صفحہ 67، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 279 تا 280)

14۔ نبی ورسول ہونے کا اقرار/انکار

قول:

"ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں"

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 127)

نیا ایڈیشن (ملفوظات جلد 5 صفحہ 447)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا

(دافع البلاء صفحہ 11، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 231)

وہ اللہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دین حق کے ساتھ۔

(البشریٰ جلد دوم صفحہ 10)

"اے نادانو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں، یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرتِ مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح۔ اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 68، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 503)

"ہماری جماعت میں بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے، وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے، اس لیے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ

ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس کی تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ، رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانے کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں"

پرانا حوالہ: 20 نومبر 1984 (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ <u>2</u>، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 206)

تبدیل شدہ حوالہ: (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ <u>1</u>، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 206)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ ایک غلطی کا ازالہ کے صفحہ نمبر 2 پر تھا۔ تحریف کر کے 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ ایک غلطی کا ازالہ کے صفحہ نمبر 1 پر کر دیا گیا)

"میرے پاس آئیل* آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آگیا"

*اس جگہ آئیل خدا تعالیٰ نے جبرئیل کا نام رکھا ہے، اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے"

(حقیقۃ الوحی، صفحہ 103، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 106)

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر بہ فلیبارز للمباھلتہ ولعنتہ اللہ علیٰ من کذب الحق اوافتریٰ علیٰ حضرتہ العزتہ۔ اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 503)

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 391، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 406 تا 407)

"مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی، اس نے مجھے عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 150، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 تا 154)

"میں خدا تعالیٰ کی تئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں" (حقیقۃ الوحی صفحہ 150، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 154)

"اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے"

(انجام آتھم (رسالہ دعوت قوم) صفحہ 62، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 62)

"خدا وہ خدا جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا"

(اربعین نمبر 3، صفحہ 36، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 426)

"جس طرح فرعون کے پاس رسول بھیجا گیا تھا وہی الفاظ ہم کو بھی الہام ہوئے ہیں کہ تو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 17 طبع جدید)

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لیے نشان ہے"

(دافع البلاء صفحہ 10، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 230)

"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 68، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 503)

"و قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا"

اور کہہ دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں

پرانا حوالاجات

(تذکرہ 1956 ایڈیشن صفحہ 360 تا 361)

(تذکرہ 1969 ایڈیشن صفحہ 352)

تبدیل شدہ حوالہ: (تذکرہ صفحہ 292 تا 293)

"انا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا"

"ہم نے تمھاری طرف ایک رسول بھیجا ہے، اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 101، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 105)

"یس، انک لمن المرسلین"

"اے سردار تو خدا کا مرسل ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 107، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 110)

"مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ "ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

(اعجاز احمدی صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 113)

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ، لا مبدل لکلمات اللہ وانا کفیناك المستھزئین "

خدا وہ ذات ہے جس نے اپنا رسول اپنی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو وہ تمام ادیان پر غالب کرے، خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ وہ لوگ جو تیرے پر ہنسی کرتے ہیں انکے لیے ہم تیری طرف سے کافی ہیں"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 183)

تضاد:

"اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامت باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا ہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 255)

"حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنخضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 586 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 416)

"قرآن کریم کے بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 761 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 511)

"ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنخضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں"

پرانہ حوالہ: (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 2)

تبدیل شدہ حوالہ: (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 297)

نوٹ: (پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ ایک صفحہ نمبر 2 پر تھا۔ تحریف کر کے نئے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 297 پر کر دیا گیا)

"وماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین۔۔۔۔۔ادعی النبوۃ وانا من المسلمین

(ترجمہ) مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاوں اور کافروں سے جاملوں۔۔۔۔اور یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں مسلمان ہو کر نبوت کا دعویٰ کروں"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 79، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 297)

"خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہلسنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ میں ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" پرانا حوالہ: (آسمانی فیصلہ صفحہ **3**)

(آسمانی فیصلہ صفحہ **4**، روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 313)

نوٹ: (آسمانی فیصلہ پبلش 1901 میں یہ حوالہ صفحہ 3 پر موجود ہے، 1984 کے روحانی خزائن میں بھی یہ حوالہ آسمانی فیصلہ کے صفحہ 3 پر ہی موجود ہے۔ مگر تحریف کرکے روحانی خزائن نئے ایڈیشن 2008 میں یہ حوالہ آسمانی فیصلہ کے صفحہ نمبر 4 پر کر دیا گیا)

"اس شہر کے بعض اکابر علما میری نسب یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکار اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلتہ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہٰذا مین اظہارا لحق عام و خاس اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں نہ معجزات اور ملائک اور لیلتہ القدر وغیرہ کا منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیساکہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا مولانہ محمد مصطفےٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ ﷺ پر ختم ہو گئی۔

پرانہ حوالہ: (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ **214**)

تبدیل شدہ حوالہ: (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231)

نوٹ: (مجموعہ اشتہارات پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ 214 پر تھا۔ جدید ایڈیشن پر یہ حوالہ صفحہ 230 تا 231 پر موجود ہے)

"دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کی یہ شخص لیلتہ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے، یہ سب الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت وماعت کا مذہب ہے اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو اعتراض نکالے گئے ہیں یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"

پرانا حوالہ: (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 232)

تبدیل شدہ حوالہ: (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 255)

نوٹ: (مجموعہ اشتہارات پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ 232 پر تھا۔ جدید ایڈیشن پر یہ حوالہ صفحہ 255 پر موجود ہے)

"ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اسکے ناسعادت مند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری نسبت یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید

المرسلین محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے یا ملائک سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و صلوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استخفاف سے دیکھتے یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ خدا گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں اور ان عقائد ان اعمال کے منکر کو ملعون اور خسر الدنیا والآخرہ یقین رکھتے ہیں"

(انجام آتھم صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 45)

"پھر ہمارے مخالف جبکہ اس بحث میں عاجز آجاتے ہیں تو افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں"

(کتاب البریہ، صفحہ 182، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 215)

"معاذ اللہ ان ادعی النبوۃ بعد ما جعل اللہ نبینا و سیدنا محمد المصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین"

ترجمہ: خدا کی پناہ، یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہاں حضرت محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا دیا تو میں نبوت کا مدعی بنتا۔ (حمامۃ البشری صفحہ **83**، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 302)

"میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں، یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کے رو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ و رسول ﷺ کی پیروی سے دیے جاتے ہیں"

(جنگ مقدس صفحہ 67، روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 156)

15۔ حقیقی و تشریعی نبوت کا اقرار/انکار

قول:

"ماسوا اس کے یہ بھی سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گا پس اس تعریف کی رو سے ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی"

(اربعین نمبر 4، صفحہ 6 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435)

☆ "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے"

(اربعین نمبر 4، صفحہ 6 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 435)

تضاد:

"جس جس جگہ نبوت یا رسالت کا انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 210)

16۔ آنے والے مسیح کی نبوت کا اقرار/انکار

قول:

"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اس کا ان ہی حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 29، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 31)

"بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 29، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 32)

"اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا" (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 3، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 209)

"پس آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہوگا"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 65، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 500)

تضاد:

"وہ ابن مریم جو آنے والا ہے کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط امتی لوگوں میں ایک شخص ہوگا"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 293، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 249)

"یعنی عیسیٰ ایسی حالت میں نازل ہوگا جو اس شریعت کے مطابق حکم کرے گا نہ نبی ہو کر"

(اتمام الحجتہ صفحہ 17، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 294)

"اِس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیے کیونکہ مسیح بنی تھا۔ تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ ﷺ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی" (توضیح مرام صفحہ 17، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 59)

"المسیحالموعودمجددا علیراسالمائتہعند غلبتہاالنصاری" ترجمہ: "مسیح موعود نصاریٰ کے غلبہ کے وقت مجدد کی حیثیت سے صدے کے سر پر آئے گا" (تحفہ بغداد صفحہ 26، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 33)

"حدیثوں میں درج ہے کہ ابن مریم آئے گا لیکن انہیں حدیثوں نے حلیہ میں اختلاف ڈال کر اور آنے والے ابن مریم کو امتی ٹھہرا کر صاف بتلادیا ہے کہ یہ ابن مریم اور ہے (ازالہ اوہام، حصہ دوم صفحہ 544، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 392)

"بعض صوفیوں کا قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اُمتی انسان ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 43، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 45)

17۔ مرزا قادیانی کے علاوہ مسیح کی آمد کا اقرار/انکار

قول:

"میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثل ہونا میرے پر ہی ختم ہوگیا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور کیا دس ہزار مثل مسیح آجائیں"

(ازالہ اوہام حصہ اولصفحہ 199، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 197)

"اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 295، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 251)

تضاد:

"پس میرے سوا اور دوسرے مسیح کے لیے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں"

(خطبہ الھامیہ صفحہ 158، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 243)

"جب ہم اس دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا"

(تفسیر مرزا غلام احمد قادیانی سورۃ الفاتحہ صفحہ 3)

18۔ عیسیٰ علیہ السلام بے خبر/باخبر

قول:

"دوسرے یہ کہ آیت میں صریح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ عیسائیوں کے بگڑنے کی بابت لاعلمی ظاہر کریں گے۔ اور کہیں گے کہ مجھے تو اس وقت تک ان کے حالات کی نسبت علم تھا جبکہ میں ان میں تھا اور پھر جب مجھے وفات دی گئی تب سے میں ان کے حالات سے محض بے خبر ہوں مجھے خبر نہیں کہ میرے پیچھے کیا ہوا"

(نصرۃ الحق صفحہ 40، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 51 تا 52)

"اسی آیت سے معلوم ہوتا کہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر سے دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اس کو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں"

(کشتی نوح صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 16 حاشیہ)

تضاد:

"اور میرے پر کشفاً ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے دنیا میں پھیل گئی ہے حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی۔ تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے حرکت میں آئی اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو مفسدہ پرداز پا کر زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا۔ جو اس کا ہم طبع ہر کر گویا وہی ہو" (آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 254، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 254)

19۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام امتی/امتی کہنا کفر

قول:

سو پہلے وہ حدیث سنو جو مشکوٰۃ میں ابوہریرۃ رضی الہ عنہ سے روایت ہے اور وہ یہ ہے۔

وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أعمار أمتي ما بين الستين إلى السبعين وأقلهم من يجوز ذلك . رواه الترمذي وابن ماجه

یعنی اکثر عمریں میری اُمت کی ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی۔ اور ایسے لوگ کمتر ہوں گے جو ان سے تجاوز کریں۔ یہ ظاہر کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں ہی آ گئے ہیں۔

(ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ 623، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 436)

تضاد:

"اور جو شخص امتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بیدار ہمت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ کیونکہ اُمتی اس کو کہتے ہیں کہ جو بغیر اتباع آنخضرت ﷺ اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو کر پھر آنخضرت ﷺ کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اس کو ایمان اور کمال نصیب ہو"

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم صفحہ 193، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 364)

"میں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہر گز نہیں"

(ضمیمہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ 193، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 364)

20۔ آسف تلاش کرنے والا/ غمگین

قول:

"ماسوا اس کے وہ لوگ شہزادہ نبی کا نام یوز آسف بیان کرتے ہیں۔ یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے کہ یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے آسف عبرانی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو قوم کو تلاش کرنے والا ہو۔ چونکہ حضرت عیسیٰ اپنی اس قوم کو تلاش کرتے کرتے جو بعض فرقہ یہودیوں میں سے گم تھے کشمیر میں پہنچے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 228، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 404)

"یُوز آسف وہی ہے جس کو یسُوع کہتے ہیں اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 502، طبع جدید)

"اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے جس کے معنے ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھے کرنے والا" (تحفہ گولڑویہ صفحہ 9، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 100)

تضاد:

یہ لفظ یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین آسف اور غم کو کہتے ہیں چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا"

(ست بچن، حاشیہ متعلقہ صفحہ 164، خزائن جلد 10 صفحہ 306)

"یسوع کے کشمیر میں یوز آسف کر کے مشہور ہے جس کے معنے ہیں کہ یسوع غم ناک"

(کتاب البریہ مقدمہ صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 21)

سلمان:

لغت کی کتابوں میں مثلاً لسان العرب، قاموس، تاج العروس، منتہی الارب اور مفردات امام راغب مجمع البحار میں لفظ آسف کے معنی یہ نہیں لکھے ہیں کہ قوم کو تلاش کرنے والا بلکہ اس کے معنی افسوس اندوہ غم وغصہ کے لکھے ہیں۔

21۔ لد بیت المقدس کا دیہات/ جھگڑا کرنے والے/ لودھیانہ

قول:

"پھر حضرت ابن مریم دجال کی تلاش میں لگیں گے اور لد کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 220، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 209)

تضاد:

"پھر آخر باب لد پر قتل کیا جائے گا لد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بیجا جھگڑنے والے ہوں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب دجال کے بیجا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 730 تا 731، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 492 تا 493)

"اول بلدۃٍ بایعنی الناس فیہا اسمہا لدھیانہ۔ وھی اول ارضٍ قامت الاشرار فیہا للاھانۃ فلما کانت بیعۃ المخلصین۔ حربۃ لقتل الدجال اللعین۔ باشاعۃ الحق المبین۔ اشیر فی الحدیث ان المسیح یقتل الدجال علیٰ باب اللد بالضربۃ الواحدۃ فاللد ملخص من لفظ لدھیانہ کما لایخفی علی ذوی الفطنۃ"

ترجمہ: "سب سے پہلے میرے ساتھ لودھانہ میں بیعت ہوئی تھی جو دجال کے قتل کے لیے ایک حربہ (ہتھیار) تھی۔ اس لیے حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کو باب لد پر قتل کرے گا۔ پس لد دراصل مختصر ہے لدھیانہ سے"

(الھدیٰ، صفحہ 92 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 341 حاشیہ)

22۔حیات عیسیٰ علیہ السلام ورفع ونزول کا اقرار/انکار

قول:

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَي الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور یں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دینِ اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم حاشیہ صفحہ 499، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 593)

"اور جب مسیح علیہ السلام نہایت جلالت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے"

(براہین احمدی حصہ چہارم، صفحہ 505 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 601)

"صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا"

(ازالہ اوہام، حصہ اول صفحہ 81، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142)

تضاد:

"قرآن شریف میں تیس کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بین کر رہی ہیں۔ غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا۔ نہایت لغو اور بے اصل بات ہے"

(ازالہ اوہام، حصہ اول صفحہ 302، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 254)

"اے حضرات مولوی صاحبان جبکہ عام طور پر قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ہے اور ابتداء سے آج تک بعض اقوال صحابہ اور مفسرین بھی اس کو مارتے ہی چلے آئے ہیں تو اب آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی تو دو" (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 469، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 351)

"یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 473، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 353)

23۔حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلتکُلی/جزوی

قول:

"اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کی رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام"

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے
(دافع البلاء صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240)
تضاد:
"اس جگہ وہم نہ گزرے کہ اس تقریر میں اپنے کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزوی فضیلت ہے"
(تریاق القلوب صفحہ 157، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 481)

24۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی/غیر تشریعی نبی

قول:
"ہماری ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لیے بھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد ایک حقیقی نبی آگیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو ختم نبوت کیوں کر اور کیسے ہوا"
(سراج منیر صفحہ 3 تا 4، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 5 اور 6)
"عیسیٰ علیہ السلام تو خود براہ راست خدا کے نبی تھے۔ کیا ان کی پہلی شریعت اور نبوت منسوخ ہو جائے گی"
(اخبار الحکم 14 جولائی 1908 صفحہ 12)
تضاد:
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی کوئی نئی شریعت لے کر نہ آئے تھے۔ بلکہ تورات کو پورا کرنے آئے تھے۔
(اخبار الحکم 17 جنوری 1903 صفحہ 3)
حضرت عیسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت نہ تھے۔
"خود مسیح کا قول ہے کہ میں توریت سے کوئی نقطہ اوپر تلے کرنے نہیں آیا یعنی اُسے برقرار رکھتا ہوں اس سے بھی ثابت ہے کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھے"
(اخبار الحکم 10 فروری 1904)

25۔ حضور ﷺ کی معراج جسمانی/کشف

قول:
"آنحضرت ﷺ کے رفع جسمانی کے بارے میں کہ وہ جسم سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔ تقریباً تمام صحابہ کا یہ اعتقاد تھا"
(ازالہ اوہام حصہ اول، صفحہ 289، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 247)
تضاد:

"اس جگہ اگر کوئی یہ اعتراض کرے اگر جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے"

(ازالہ اوہام حصہ اول، صفحہ 47 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 126)

26۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر

قول:

"عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو 32 برس کی عمر پا کر اس دارالفنا سے گزر گیا"

(ست بچن صفحہ 159، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 283)

"حضرت عیسی علیہ السلام اس واقعہ کے بعد 87 برس زندہ رہے"

(ست بچن، ب، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 302)

"طبرانی اور حاکم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی سے روایت کرتے ہیں کہ عیسی ایک سو بیس برس تک زندہ رہا"

(نشان آسمانی صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 367)

تضاد:

"اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسی ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جاملا"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 27، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 29)

"آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی معر میں وفات پائی"

(تریاق القلوب صفحہ ش، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499)

"آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم بطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پُرانی عبرانی میں لکھا ہوا دستیاب ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر فوت ہو گئے تھے"

(تحفۃ الندوہ صفحہ 10، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 103)

"لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ ہے اور بڑے بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش قریب قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ کی عمر قریبا 33 سال اور حضرت پطرس کی عمر اُس وقت تیس چالیس سال کے درمیان تھی (دیکھو کتاب سمتھس ڈکشنری جلد 3 صفحہ 2446 و موٹی ٹیولس یون ٹسٹیمنٹ، ہسٹری و دیگر کتب تاریخ)

(تحفۃ الندوہ صفحہ 10، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 104)

سلمان: مرزا غلام احمد قادیانی کے مطابق واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسی علیہ السلام کی عمر 33 برس تھی اور حضرت عیسی علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد 50 برس زندہ رہے اس کلیہ سے عیسی ابن مریم علیہ السلام کی عمر 83 برس قرار پاتی ہے جو کہ کسی بھی حال 120 سال یا 125 سال یا مرزا صاحب کی بیان کردہ کسی بھی عمر پر پوری نہیں اُترتی۔

27۔ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں / بلاد شام / گلیل / مدینہ

قول:

"اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سری نگر محلّہ خان یار میں اس کی قبر ہے"

(کشتی نوح صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 16)

"خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّآوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفی پانی کے چشمے جاری تھے۔ سو وہی کشمیر ہے اس وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ 101، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 104)

"حضرت عیسی علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ اُن کا مزار ہے اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلّہ خان یار میں ہے"

(رازِ حقیقت صفحہ 19، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 171)

"آخر سری نگر کشمیر میں وفات پائی اور آپ کا مزار سری نگر محلّہ خان یار میں موجود ہے"

(کشف الغطا صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 195)

"آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلّہ کے قریب آپ کا مُقدس مزار ہے"

(تریاق القلوب (ش)، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 499)

"جو شخص کشمیر سری نگر محلّہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھا یا گیا۔ کس قدر ظلم ہے"

(دافع البلاء صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 235)

"ثم حاجر عیسیٰ لیستقریٰ ویجمع شتات قبائل من بنی اسرائیل وشعوباً ۔ فبلغ کشمیر والقی عصا التسیار فی تلک الخطتہ الی ان مات ودُفن فی محلّتہ خان یار مع بعض الاحبتہ۔ وان تُحقق ان رسم الکتبتہ لتعریف القبور کان فی زمن المسیح۔ ولا اخال الا کذالک بلعلم الصحیح۔ لافتی العقل ان قبرہ علیہ السلام لا یخلو من ھذہ الاثار۔ وان کشف لظھر کثیر من الشواھد وبینات من الاسرار۔ فندعو اللہ ان یجعل کذالکہ ویقطع دابر الکفار۔ وانا اخذنا عکس قبر المسیح فکان حکذا ومن راہ فکانہ رای قبر عیسی"

(الھدیٰ 117 تا 118، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 371 تا 372)

"مسیح کی قبر سری نگر خانیار کے محلّہ میں ثابت ہو گی ہے اور یہ وہ بات ہے جو دُنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دے گی"
(ملفوظات جلد اول صفحہ 502)
"مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے، جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 219)

تضاد: **بلاد شام**

"لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے۔اور ہم زیادہ صفائی کے لیے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبی فی اللہ سید مولوی محمد السعدی طرابلس کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت عیسیٰ کی قبر ہے"
(اتمام الحجتہ صفحہ 18، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 296 تا 297)
"اور جب میں نے حضرت عیسیٰ کی نسبت حضرت سید مولوی محمد السعیدی طرابلس الشامی سے بذریعہ خط دریافت کیا تو انہوں نے میرے خط کے جواب میں یہ خط لکھا جس کو میں ذیل میں ترجمہ لکھتا ہوں
"حضرت عیسیٰ کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور ابتک موجود ہے اور اُسپر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاوں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں"
(اتمام الحجتہ صفحہ 21، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 299)

سلمان:

ایک طرف مرزا جی کو اخویم حبی فی اللہ سید مولوی محمد السعدی طرابلس کی شہادت پر بہت یقین ہے جسکی بدولت وہ لطف لے کر کہتے ہیں کہ قبر بلدہ قدس میں ہے دوسری طرف کہتے ہیں کشمیر میں ہے۔ یہ معمہ حل کرنے کے لیے قادیانی امت سے رجوع کرتے ہیں۔

تضاد: گلیل

"سچ تو یہ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا"
(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 473 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 353)

تضاد: **مدینہ کے قریب وجوار**

"کتاب تاریخ طبری کے صفحہ 739 مین ایک بزرگ کی روایت سے حضرت عیسیٰ کی قبر کا بھی حوالہ دیا ہے جو ایک جگہ دیکھی گئی یعنی ایک قبر پر پتھر پایا جس پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ عیسیٰ کی قبر ہے۔ یہ قصہ ابن جریر نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے مگر افسوس! کہ پھر بھی متعصب لوگ حق کو قبول نہیں کرتے۔ من مولف ھٰذا الکتاب"
(چشمہ معرفت صفحہ 251، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 261)

سلمان:

مرزاغلام احمد قادیانی نے تاریخ طبری سے جو حوالہ دیا ہے وہاں یہ بلا سند قصہ مدینہ کے قرب وجوار سے منسوب ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی نے ابن جریر کو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث تسلیم کیا ہے۔ کیا موجودہ قادیانی قیادت قبر عیسی کو مدینہ کے پاس تسلیم کرتے ہیں یا معتبر ائمہ حدیث کی بات کو رد کریں گے۔

28۔ حضرت مریم کی قبر کشمیر میں/بلدہ قدس میں

قول:

خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝50

یعنی ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کو اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفی پانی کے چشمے جاری تھے۔ سو وہی کشمیر ہے اس وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں۔

(حقیقۃ الوحی صفحہ 101، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 104)

تضاد:

"حضرت عیسیٰ کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور ابتک موجود ہے اور اُسپر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاوں سے بڑا ہے اور اسکے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں"

(اتمام الحجۃ صفحہ 21، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 299)

29۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کی مخالفت/اقرار

قول:

"والعجب من القوم انھم یفھمون من نزول عیسیٰ نزولہ من السماء یزیدون لفظ السماء من عندھم، ولا تجد اثرامنہ فی حدیث"

"پھر اس قوم پر تعجب ہے کہ نزول عیسیٰ سے اس کا آسمان نے اُترنا مراد لیتے ہیں اور اپنے پاس سے آسمان کا لفظ زیادہ کر لیتے ہیں، حالانکہ تو اِس کا کسی حدیث میں کوئی نشان نہیں پائیگا"

(حمامۃ البشریٰ صفحہ 18، بقیہ الحاشیہ، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 197)

"حضرت عیسی فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر جانا اور اب تک زندہ رہنا اور پھر کسی وقت بمعہ جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں" (ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 230، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406)

"ولن تجد لفظ السماء فی ملفوظات خیر الانبیاء ولا فی کلم الُاولین" اور تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں آسمان کا لفظ ہرگز نہیں

پاؤ گے اور نہ ہی یہ لفظ پہلے لوگوں کی باتوں میں ملے گا"
(مکتوب احمد، صفحہ 148، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 148)
"کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا
(حقیقۃ الوحی صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 47 حاشیہ)

تضاد:

"صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا"
(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 81، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 142)
"بائبل اور ہمارے احادیث کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اپنے وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو ہی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیاہ، دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ یعنی یسوع بھی کہتے ہیں"
(توضیح المرام صفحہ 3، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 52)
"حجج الکرامہ میں ابن واطیل سے روایت ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان سے نازل ہوگا"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ 112، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 281)
"مگر مجھ سے پہلے جو علماء اپنی اجتہادی غلطی سے ایسا خیال کرتے رہے کہ ابن مریم آسمان سے آئے گا وہ خدا کے نزدیک معذور ہیں ان کو بُرا نہیں کہنا چاہے ان کی نیتوں میں فساد نہیں تھا بوجہ بشریت بھول گئے"
(دافع البلاء صفحہ 16، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 236)
"اس نے جو کچھ پایا آسمان کے خدا سے پایا اسی وجہ سے اس کے حق میں نبی معصوم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اترے گا یعنی آسمان سے پائے گا زمین سے کچھ نہیں پائے گا"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 268، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 268)
"آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہونگی تو اسی طرح مجھے دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کی دھڑ کی" (ملفوظات جلد 5 صفحہ 33)
"میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہی ہوں اِس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 149، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 153)

سلمان:

مرزاغلام قادیانی کہتا ہے کہ کسی مرفوع متصل صحیح حدیث میں آسمان سے نازل ہونے کا ذکر نہیں جب کہ احادیث صحیح میں عیسی ابن

مریم علیہ السلام کے نزول من السماء کا جابجا ذکر موجود ہے۔ مرزاغلام قادیانی کی اس تضاد بیانی کو مزید واضح کرنے کے لیے کچھ مرفوع احادیث پیش کی جاتی ہیں جو عیسی علیہ السلام کے نزول من السماء کا ببانگ دہل اعلان کرتی ہیں۔

حدیث نمبر ایک

امام حافظ ابوبکر احمد بن عمرو البزار رحمتہ اللہ علیہ (وفات 292ھ) نے اپنی مسند "البحر الذخار" جو کہ "مسند البزار" کے نام سے معروف ہے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:۔

"حَدَّثَنَا علي بن المنذر , حَدَّثَنَا مُحَمَّد بن فضيل , عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ , عَنْ أَبِيهِ , عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ , قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها؟ فيلقى المؤمنون شدة شديدة، ثم ينزل عيسى بن مريم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ من السماء"

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کانا دجال یعنی گمراہ مسیح مشرق کی طرف سے نکلے گا اس وقت لوگوں میں افتراق و اختلاف ہوگا تو وہ چالیس دونوں میں جہاں اللہ چاہے گا پہنچے گا، اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں پہنچے گا، اس وقت مؤمن سخت حالات کا سامنا کریں گے، پھر مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

(مسند البزار، جلد 17 صفحہ 96، حدیث نمبر 9642)

امام حافظ ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی رحمتہ اللہ علیہ (وفات 458ھ) نے اپنی کتاب "الاسماء والصفات" میں اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے:۔

"أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ، أنا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، ثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ، مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ"

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا اس وقت (خوشی کے مارے: ہاشم) کیا حال ہوگا جب مریم کے بیٹے آسمان سے تمہارے اندر اتریں گے اور اس وقت تمہارا امام تمہی میں سے ہوگا۔

(الاسماء والصفات للبیہقی، صفحہ 393)

30۔ غیر زبان میں وحی کی مخالفت/غیر زبان میں وحی

قول:

"یہ بلکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جو کہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اُس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں اُن کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ اُن کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا"

(چشمہ معرفت صفحہ 209، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 218)

تضاد:

"بعض الہامت مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی، سنسکرت، عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے۔"

(نزول المسیح صفحہ 57، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 435)

انگلش

"دوہ آل مین شیڈ بی انگری بٹ گوڈ از وِدیُو۔ ہی شَیل ہَیلپ یُو۔ ورڈس آوف گوڈ کَین ناٹ ایکس چینج"

Though all man should be angry but God is with you.

He shall help you.

Words of God can not exchange.

(تذکرہ صفحہ 78)

"لائف آف پین"

Life of Pain

(تذکرہ صفحہ 601)

"دن ول یُو گو تو امرت سر"

تب تم امرت سر بھی جاوگے۔

Then will you go to Amritsar

(تذکرہ صفحہ 42)

"آئی لو یو (یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں)، آئی ایم وِدیُو (یعنی میں تمھارے ساتھ ہوں)، آئی شیل یہلپ یُو (یعنی میں تمھاری مدد

کروں گا)، آئی کین وہٹ آئی وِل ڈو (یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا)، وُی کین وَہٹ وُی وِل ڈو (یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے)

I love you, I am with you. I shall help you.

I can what I will do We can what we will do

(تذکرہ صفحہ 50)

"ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اول یہ الہام ہوا آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں، آئی ایم وِدیُو یعنی میں تمھارے ساتھ ہوں، آئی شیل ہیلپ یُو یعنی میں تمھاری مدد کروں گا"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، صفحہ 480، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 571)

"آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔ یعنی میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین ویٹ وی ول ڈو۔ یعنی ہم کر سکتے ہیں۔ جو چاہیں گے"

"ایک دفعہ ایک طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا اس کے روبرو یہ الہام ہوا۔ دس از مائی اینیمی یعنی یہ میرا دشمن ہے"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 481 بقیہ حاشیہ در حاشی نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 572)

"ایسوسی ایشن"

Association

(تذکرہ صفحہ 613)

"فیلنگ"

Feeling

(تذکرہ صفحہ 555)

"آئی ایم بائی عیسٰے" یعنی میں عیسی کے ساتھ ہوں I am by Isa.

"یس آئی ایم ہیپی" ہاں میں خوش ہوں Yes, I am happy.

"لائف آف پین" یعنی زندگی دکھ کی life of pain.

(تذکرہ صفحہ 51)

"فیر مین" اچھا آدمی

Fairman

(تذکرہ صفحہ 403)

"گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی، ہی از ود یُو تو کِل اینیمی"

یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لیے تمہارے ساتھ ہے"

God is coming by his army, he is with you to kill enemy.

(تذکرہ صفحہ 52)

"آئی ایم کورلئر" اُس کے معنے ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں"

I am quarreler

(تذکرہ صفحہ 43)

"دی ڈیز شَل کَم وہن گاڈ شیل ہیلپ یُو گلوری بی تو دس لارڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمھاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوی الجلال آفرینندہ زمین و آسمان"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 523، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 623)

(تذکرہ صفحہ 77)

"یو مسٹ ڈو وٹ آئی ٹولڈ یو" تم کو وہ کرنا چاہیے جو میں نے فرمایا ہے

You must do, what I told you

(تذکرہ صفحہ 91)

فارسی

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 522، بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 623)

(نزول المسیح صفحہ 133 پیشگوئی نمبر 14، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 511)

(تذکرہ صفحہ 77)

(انجام آتھم (رسالہ دعوت قوم) صفحہ 62، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 62)

(تذکرہ صفحہ 238)

"وقت رسید" وقت آگیا

(تذکرہ صفحہ 631)

"قدیمان خود را بیفزائے قدر" (رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد 5 صفحہ 76)

ترجمہ از مرتب: اپنے قدیمی تعلق والوں کی قدر بڑھا

(تذکرہ صفحہ 667)

"دختر نیک آگاہی شاں خورد تر چندیں سال"
ان کی نیک لڑکی سب سے چھوٹی چند سال کی ہے۔
(تذکرہ صفحہ 675)

عبرانی زبان

"ایلی ایلی لما سبقتنی"
ترجمہ: اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا
(براہین احمدیہ حصہ چہارم، صفحہ 513 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 612)

نامعلوم زبان

"پریشن۔ عمر۔ براطوس یا پلاطوس
یعنے پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے بباعث سُرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ اور عمر عربی لفظ ہے۔ اِس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ اور پھر دو لفظ اور ہیں۔
"ھُو شعنا نعسا" معلوم نہیں کس زبان کے ہیں (تذکرہ صفحہ 91)
"الہام ہوا۔ توپہ یا طوپہ فرمایا عبرانی لُغت میں تلاش کرو شاید کہ عبرانی لفظ ہو۔ (ذکر حبیب صفحہ 222 مولفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب)
(تذکرہ صفحہ 658)
"ایلی آوس"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم، صفحہ 523 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 612)
"آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی آوس بباعث سُرعت ورود مشتبہ رہا ہے نہ اس کے کچھ معنی کھلے ہیں"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم، صفحہ 524 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 613)

31۔ انگریزی سے ناواقفیت/واقفیت

قول:

"بعض انگریزی الہامات ہیں اور میں انگریزی نہیں جانتا۔ اس کوچہ سے بالکل ناواقف ہوں ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں مگر خارق عادت طور پر مندرجہ ذیل الہام ہوئے"
آئی لو یو۔ آئی ایم ود یو۔ آئی شل ہیلپ یو۔ آئی کین ویٹ آئی وِل ڈو۔ وی کین ویٹ وی وِل ڈو۔ صفحہ 480-481۔ گاڈاز کمنگ بائی ہز آرمی (صفحہ 484) ہی از وِد یو ٹو کل اینیمی (صفحہ 484)، دی ڈیز شل کم دین گاڈ شیل ہیلپ یو گلوری بی ٹو دس لارڈ۔ گارڈ میکر اوف ارتھ

اینڈ ہون (صفحہ 522) دوہ آل مین شڈ بھی اینگری بٹ گاڈ از ودیو ہی شیل ہیلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج (صفحہ 554)، آئی لو یو۔آئی شیل گو یو ہ لارج پارٹی آف اسلام"

(نزول المسیح صفحہ 140، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 516)

تضاد:

"اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں"

(سیرت المہدی جلد اول، صفحہ 155، از مرزا بشیر احمد ایم اے)

(تبدیل شدہ حوالہ: سیرت المہدی صفحہ 141)

نوٹ: سیرت المہدی کے پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ 155 پر تھا، مگر 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ 141 پر کر دیا گیا

32۔ الہامی کتابوں کے مبدل ہونے کا اقرار/ اقرار

قول:

"عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی متنبہ کیا تم نے اپنے دجل سے خدا کی کتابوں کو بدل دیا"

(نور القران جلد اول صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 337)

"قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ وہ ان کتابوں کو محرف اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے۔ (دافع البلاء صفحہ 19، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 239)

"اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرف و مبدل ہیں"

(دافع البلاء صفحہ 19، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 239)

"اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیے کہ خدائے بے مثل و مانند اور کامل کے کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کی انجیل بوجہ محرف و مبدل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے بلکہ الٰہی نشان تو ایک طرف رہے معمول راستے اور صداق بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام میں ہونی چاہیے انجیل کو نصیب نہیں"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 330، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 393)

"چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور بہ سبب اپنے بیان کی رو سے الہامی ہیں اور اس طرح انجیلوں کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچھ کا کچھ لکھا گیا" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 331 تا 332، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 394 تا 395)

"اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے"
(تذکرہ الشہادتین صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 4)
"پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت ﷺ نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت ﷺ کے زمانہ تک ردی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ ان میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں"
(چشمہ معرفت صفحہ 255، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 266)
"غرض یہی چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں"
(تریاق القلوب، صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 142)
"بلکہ ہر یک چیز تیری مخلوقات میں سے عجائبات قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے کہ جو تیری ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے۔ ہاں دوسری الہامی کتابیں کہ جو محرف اور مبدّل ہیں ان میں نامعقول اور محال باتوں پر جمے رہنے کی تاکید پائی جاتی ہے جیسی عیسائیوں کی انجیل شریف۔ مگر یہ الہام کا قصور نہیں۔ یہ بھی حقیقت میں عقلِ ناقص کا ہی قصور ہے۔ اگر باطل پرستوں کی عقل صحیح ہوتی اور حواس درست ہوتے تو وہ کاہے کو ایسی محرف اور مبدّل کتابوں کی پیروی کرتے"
(براہین احمدیہ حصہ سوم، بقیہ حاشیہ نمبر 11، صفحہ 275، روحانی خزائن جلد اول، صفحہ 306)
"ایک اور اعتراض متی وغیرہ انجیلوں پر ہے جو ہم نے بار بار پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تحریرات کا الہامی ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے کسی جگہ یہ دعوہ نہیں کیا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔ بلکہ بعض نے ان میں سے صاف اقرار بھی کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی تالیف ہیں۔ سچ ہے کہ قرآن شریف میں انجیل کے نام پر ایک کتاب حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے کی تصدیق ہے مگر قرآن شریف میں ہرگز نہیں ہے کہ کوئی الہام متی یا یوحنا وغیرہ کو بھی ہوا ہے۔ اور وہ الہام انجیل کہلاتا ہے۔ اس لئے مسلمان لوگ کسی طرح ان کتابوں کو خدا تعالیٰ کی کتابیں تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان ہی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور اپنے الہامات کا نام انجیل رکھتے تھے۔ پس عیسائیوں پر لازم ہے کہ وہ انجیل پیش کریں تعجب کہ یہ لوگ اس کا نام بھی نہیں لیتے۔ پس وجہ یہی ہے کہ اس کو یہ لوگ کھو بیٹھے ہیں" (کتاب البریہ صفحہ 52، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 76)
"کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ ان کی تصدیق شدہ ہیں بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے" (ضرورۃ الامام صفحہ 14، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 485)
"لیکن دوسری کتابیں جو الہامی کہلاتی ہیں۔ جب ان کی حالت موجودہ کو دیکھا گیا تو بخوبی ثابت ہو گیا جو وہ سب کتابیں ان صفات کاملہ سے بلکل خالی اور عاری ہیں اور خدا کی ذات اور صفات کی نسبت طرح طرح کی بدگمانیاں ان میں پائی جاتی ہیں"
(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 92 تا 93، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 82)

"بس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں۔ پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنے فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 110 بقیہ حاشیہ نمبر 9، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 101)

"باقی سب کتابوں کے اصول بگڑ گئے ہیں اور ایسی جعلی اور مصنوعی اور اس قدر طریقہ مستقیمہ حکمت اور مجری طبعی سے دور جاپڑے ہیں کہ ان کے لکھنے سے بھی ہمیں شرم آتی ہے"

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 90، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 79)

تضاد:

"یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف و مبدل ہیں ان کا بیان قابل اعتبار نہیں ایسی بات وہی کرے گا جو خود قرآن شریف سے بے خبر ہے"

(چشمہ معرفت صفحہ 75، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 83)

"فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ یعنی تمھیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کو اور اُن کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جاوے۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 616، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 433)

"اگر آسمان سے اُترنا اِسی طور سے جائز نہیں جیسے طور سے ایلیا کا اُترنا حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے تو پھر مسیح منجانب اللہ نبی نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ قرآن شریف پر بھی اعتراض آتا ہے جو مسیح کی نبوت کا مصدق ہے اب اگر مسیح کو سچا نبی ماننا ہے تو اس کے فیصلہ کو بھی مان لینا چاہیے زبردستی سے یہ نہیں چاہئے کہ یہ ساری کتابیں محرف و مبدل ہیں بلاشبہ ان مقامات سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں اور دونوں فریقوں یہود و نصاریٰ ان عبارتوں کی صحت کے قائل ہیں اور پھر ہمارے امام المحدثین حضرت اسمٰعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 273، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 238 تا 239)

33۔ عیسی ابن مریم کے اخلاق فاضلہ کا انکار/اقرار

قول:

"حضرت عیسٰی علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اُس پر بددُعا کی اور دوسروں کو دُعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے اُن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انھوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟" (چشمہ مسیحی صفحہ 11 تا 12، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 346)

تضاد:

"اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں استعمال کئے ہیں جیسا کہ سور، کتے، بے ایمان، بدکار وغیرہ وغیر۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے"

(ضرورت الامام صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 477 تا 478)

34۔ عیسیٰ ابن مریم کی انکساری کا اقرار/انکار

قول:

"جس کو عیسائیوں نے خدا بنا رکھا ہے اس نے اس کو کہا کہ اے نیک استاد تو اس نے جواب دیا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ نیک کوئی نہیں سوائے خدا کے۔ یہی تمام اولیاء کا شعار رہا سب نے استغفار کو اپنا شعار بنایا"

(ضمیمہ براہین احمدیہ جلد پنجم صفحہ 107، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 271)

"حضرت مسیح تو ایسے خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے جو انہوں نے یہ بھی روا نہ رکھا کہ کوئی ان کو نیک آدمی کہے" (براہین احمدیہ حصہ دوم، صفحہ 104 حاشیہ نمبر 6، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 94)

"حضرت مسیح تو وہ بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی ان کو نیک انسان کہے"

(چشمہ مسیحی صفحہ 57، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 375)

"جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ کسی نے حضرت مسیح کو کہا کہ اے نیک اُستاد! انہوں نے اُس کو کہا کہ تُو کیوں نیک کہتا ہے۔

(چشمہ مسیحی صفحہ 57، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 375)

تضاد:

"یسوع اس لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چال چلن ناخدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی دعویٰ شراب خوری کا بد نتیجہ ہے"

(ست بچن صفحہ 172، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296)

35۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی گستاخی/تعریف

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریرات میں یسوع اور عیسی علیہ السلام کو ایک ہی وجود تسلیم کیا ہے اس لیے قادیانی قوم کا یہ عذر کہ مرزا صاحب نے جہاں جہاں یسوع کے لیے بُرے الفاظ استعمال کیے ہیں اس سے مراد عیسی نہیں بلکہ عیسائیوں کا فرضی یسوع ہے قابل قبول نہیں ہے۔ دیکھیے مرزا صاحب نے کیا فرمایا ہے۔

"اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائیبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں" (توضیح مرام صفحہ 3، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 52)

"حضرت عیسی علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں"

(راز حقیقت صفحہ 19، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 171)

قول:

"وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا۔ اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا"

(ست بچن صفحہ 141، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 265)

"ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولد پاک کر (بقول عیسائیوں) وہ ذلت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھی دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے ہیں کہ جو بدقسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں۔ اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدررو ہے، پیدا ہو کر ہر ایک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی، جس سے وہ بیٹا باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہو اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا"

(براہین احمدیہ، صفحہ 368، روحانی خزائن جلد 1، صفحہ 440 حاشیہ)

"مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم، مفلوج، مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اُس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا۔

غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن کو پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی" (ازالہ اوہام، صفحہ 321 تا 322 بقیہ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 263)

"غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور سچے دل سے قبول کیا ہے اور بجز اِس

کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کو خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے

کس کے آگے یہ ماتم لے کر جائیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں، اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے"

(اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 17، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 121)

"یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے، اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہموزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے، قحط پڑیں گے، لڑائیاں ہوں گی"

(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 288)

"پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 423)

"مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی، نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعوٰی کرنے والا"

پرانا حوالہ: (نورالقرآن صفحہ 12، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 387)

تبدیل شدہ حوالہ: (نورالقرآن صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 387)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نورالقرآن نمبر 2 کے صفحہ 12 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کر کے نورالقرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 8 پر کر دیا گیا)

"مگر شاید کہ مسیح کو وہ عقل نہ تھی جو فتح مسیح کو تھی"

پرانا حوالہ: (نورالقرآن صفحہ 13، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 388)

تبدیل شدہ حوالہ: (نورالقرآن نمبر 2، صفحہ 9، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 388)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نورالقرآن نمبر 2 کے صفحہ 13 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کر کے نورالقرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 9 پر کر دیا گیا)

"مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روویں کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقع دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز اور نخرہ سے اس کے پاوں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی اگر یسوع کا دل بد خیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں

میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے۔ یسوع صاحب اک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بیڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے "

پرانا حوالہ: (نور القرآن نمبر 2، صفحہ 73، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 448)

تبدیل شدہ حوالہ: (نور القرآن نمبر 2، صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 448)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ 73 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کرکے نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 46 پر کر دیا گیا)

"ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے۔ کبھی ہاتھ لمبا کرکے سر پر عطر مل رہی ہے، کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے اور گود میں تماشہ کر رہی ہے۔ یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی اور زناکاری میں سارے شہر میں مشہور تھی" پرانا حوالہ: (نور القرآن صفحہ 74، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 449)

تبدیل شدہ حوالہ: (نور القرآن صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 449)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ 74 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کرکے نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 47 پر کر دیا گیا)

"لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کا مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی، اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے قرآن میں یحیٰی کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے"

(دافع البلاء مقدمہ، بقیہ حاشیہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 220)

" مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 422 تا 423)
" مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں مشیعہ عورت کا اور مشیع یہودی عاشق سلومی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلومی مشیع کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لیے اس مشیع نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا۔ گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔ ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے، تیل بالوں کو لگاتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مہنت کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں۔۔۔ ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی ہیں۔ ایک طرف پھر موڑھے پر بازا میں جا بیٹھتی ہیں۔۔ پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے۔ اس کی تخم ریزی مسیح نے کی"
(ملفوظات جلد دوم صفحہ 422 تا 423)
"یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا"
(ست بچن صفحہ 171 بقیہ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 295)
" عجیب تر یہ کہ یہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا حالانکہ ان کی بدکاروں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا۔ اور یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی دیکھو یشوع 1-2) اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی اس کا نام تمر ہے یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرامکار تھی دیکھو پیدائش 38۔ 16 سے 30 اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبع کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاکدامن تھی جس نے داود کے ساتھ زنا کیا تھا دیکھو سموئیل 2-11۔
(ست بچن صفحہ 168، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 292)
"پس اگر یسوع کے مصلوب ہونے کا یہ اثر سمجھا جاے کہ اس کی مصلوبیت پر ایمان لا کر گناہ سے انسان بچ سکتا ہے تو چاہیے تھا کہ یسوع کی دادیاں اور نانیاں زناکاریوں اور حرامکاریوں سے بچ جاتیں مگر جس حالت تمام پیغمبر باوجودیکہ بقول عیسائیاں یسوع کی خودکشی پر ایمان لاتے تھے۔ بدکاریوں سے نہ بچ سکے اور نہ یسوع کی دادیاں نانیاں بچ سکیں تو اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ جھوٹا کفارہ کسی کو نفسانی جذبات سے بچا نہیں سکتا اور خود مسیح کو بھی نہ بچا سکا" (ست بچن صفحہ 168، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 292)
" تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے" (ست بچن صفحہ 170، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 294)
"پس یہ نہایت لطیف نکتہ اور بہت صاف اور عاقلانہ رائے ہے کہ یسوع دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا"
(ست بچن صفحہ 170 بقیہ حاشیہ، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 294)

"یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بد نتیجہ ہے"

(ست بچن صفحہ 172 نوٹ، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 296)

"اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرام کار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا، خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے چیچک، دانتوں کی تکالیف وغیرہ وہ سب اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آگئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہ تھیں اس لیے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا"

(ست بچن صفحہ 173 تا 174، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 297 تا 298)

"یورپ جو زناکاری سے بھر گیا، اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا۔ اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا۔ پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی۔ یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں اور کوئی منع نہیں کرتا۔ شیرینیوں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے۔ عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو۔ نہ منہ کو۔ یہ یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا تا یہ بدکاریاں ظہور میں نہ آتیں" پرانا حوالہ (نور القرآن نمبر 2، صفحہ 41، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 417)

تبدیل شدہ حوالہ: (نور القرآن نمبر 2، صفحہ 26، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 417)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ 42 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کرکے نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 26 پر کر دیا گیا)

"ہاں آپ کے یسوع صاحب نے پردہ پوشی کے لئے یہ خوب تدبیر کی کہ لوگوں کو باتوں باتوں میں سمجھا دیا کہ میری تعلیم کچھ اچھی نہیں۔ آئندہ اس پر مضحکہ ہو گا بہتر ہے کہ تم ایک آنے والے کا انتظار کرو"

پرانا حوالہ: (نور القرآن نمبر 2، صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 428)

تبدیل شدہ حوالہ: (نور القرآن نمبر 2، صفحہ 34، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 428)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ 53 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کرکے نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 34 پر کر دیا گیا)

"آپ کے خدا (حضرت عیسی علیہ السلام) کو شاید یہ قوت ممیّزہ فطرت سے نہیں ملی ہو گی مگر پیٹ کی شہوت کے لئے تو انجیر کے درخت

کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے"
پرانا حوالہ: (نورالقرآن نمبر2، صفحہ 72، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 447)
تبدیل شدہ حوالہ: (نورالقرآن نمبر2، صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 447)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نورالقرآن نمبر2 کے صفحہ 72 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کرکے نورالقرآن نمبر2 کے صفحہ نمبر45 پر کر دیا گیا)

"میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لیے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لیے گئے ہوئے ہیں پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی آمد سے تو ساہنسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہو سکتی ہے جو اس قسم کا کام کرتے ہیں مسلمانوں کو کیسے خوشی ہو سکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کرکے آپ بہت ہنستے تھے یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں سے پانی آ جاتا تھا"
(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 809، طبع جدید حصہ اول دوم سوم روایت نمبر 946)

"ایسا ہی یسوع کی تین نانیاں زنا کی بُری حرکت میں مبتلا ہوئیں۔ پس ظاہر ہے کہ اگر یسوع کی لعنتی قربانی پر ایمان لانا اندرونی پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے کچھ اثر رکھتا تو اس کی نانیاں ضرور اس سے فائدہ اٹھاتیں اور ایسے قابل شرم گناہوں میں مبتلا نہ ہوتیں"
(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، صفحہ 11، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 337)

"سچ ہے "عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن" سور کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں، یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سور کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سور بھی کھایا تھا"
(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 373)

"آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے" (انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

"بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے چلے گئے"
(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

"ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے"
(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

"آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو، شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے"

(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

"عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا"

(انجام آتھم ضمیمہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 290)

"کیا تمھے خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دارہ سے اِدھر اُدھر نکل گئیں۔ اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی"

پرانا حوالہ: (نور القرآن صفحہ 17 تا 18، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 392 تا 393)

تبدیل شدہ حوالہ: (نور القرآن صفحہ 11، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 392 تا 393)

نوٹ: (1984 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ 17 تا 18 پر موجود تھا۔ مگر 2008 کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کر کے نور القرآن نمبر 2 کے صفحہ نمبر 11 پر کر دیا گیا)

"ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289)

"سو یسوع کی بند شوں اور تدبیروں پر قربان جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داو کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاوں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھی۔ اسی جگہ بھی وہی کاروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289)

"متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289)

"ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289)

"یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی"

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 289)

"آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے شرط ہوگی۔ آپکا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے"

(ضمیمہ انجام آتھم بقیہ حاشیہ صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 291)

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے"

(کشتی نوح، صفحہ 66، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 71 حاشیہ)

"یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لیے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سور کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پروا نہیں رکھے گا"

(حقیقۃ الوحی، صفحہ 31، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 31)

"ہاں آپ نے اجتہادی غلطی سے داود کے تخت کی تمنا کی تھی مگر وہ تمنا پوری نہ ہوئی اور مطابق مثل مشہور کہ بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک۔ آپ تو داود کے تخت سے محروم رہے"

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 134)

حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اس کا سبب شاید ہو گا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وہ پورے نہ ہو سکے"

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 134)

"مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا، ہاں وہ بھی کروڑہا مقربوں میں سے ایک تھا مگر اس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اس سے زیادہ نہ تھا بس اس سے دیکھ لو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ نبی کا مرید تھا اور شاگردوں کی طرح اصطباغ پایا۔ وہ (یعنی عیسیٰ علیہ اسلام) صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ نہ پہنچ سکا اور ایک ایسی نبوت کو نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدے سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلاء اور فتنہ بڑھ گیا"

(اتمام الحجۃ صفحہ 28، خزائن جلد 8 صفحہ 308)

"خونِ مسیح کی دلیری اور شرب کا جوش تقویٰ کی بیخ کنی میں کامیاب ہوگیا۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفار کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے"

(نسیم دعوت، صفحہ 66، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 434)

"مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے، میں نے جواب دیا کہ آپ نے مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی"

(نسیم دعوت، صفحہ 67، روحانی خزائن جلد 19 صفحات 434 تا 435)

"ہماری تو یہ سمجھ میں نہیں آتا یہ لوگ اس عیسیٰ کو اتار کر کریں گے کیا؟ آخر ان کے قویٰ تو وہی ہوں گے جو پہلے تھے، پہلے کیا کیا تھا جو اب کریں گے، ایک ذلیل سی معدودے چند ایک قوم تھی ان کی بھی اصلاح نہیں ہوئی۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ان سے پانچ سو آدمی مرتد ہو گئے تھے یہ لوگ اگر حضرت موسیٰ کے دربار میں آنے کی امید رکھتے تو کچھ موزوں بھی تھا کیونکہ وہ صاحب عظمت اور جبروت تو تھے ان میں شجاعت بھی تھی اب یہ عیسیٰ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں پھر مشکل یہ ہے کہ عادت کا جانا محال ہے ان کو مار کھانے اور بزدلی کی عادت ہو گئی تھی وہ اگر دجال سے جنگ کریں تو کس طرح؟"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 210 تا 211)

"جو شخص کشمیر سری نگر محلّہ یار خان میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے"

(دافع البلاء صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 235)

"بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر ابتر ہے کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس امر یہ ہے کہ جس قدر مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اِس قدر صحیح نہ نکل سکیں"

(ازالہ اوہام حصہ اول، صفحہ 6 تا 7، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 106)

اور مرزا غلام قادیانی نے نہایت صراحت کے ساتھ لکھا تھا:۔

"میری زندگی کو ابن مریم سے اشد مشابہت ہے"

(ازالہ اوہام حصہ اول، صفحہ 191، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 192)

سلمان: مرزا قادیانی کی دریدہ دہنی اور اس طرح کی متعفن تحریرات پر دل کانپ اُٹھتا ہے، حکومت سے استدعا ہے کہ ایسی تمام کُتب کو بحق سرکار ضبط کرلیا جائے۔

تضاد:

"افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کے مصداق بھی ہو گیا تھا"

(تحفہ قیصریہ صفحہ 22، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 274)

"یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنے والا اور ہر دم خدا کے ساتھ تھا"

(تحفہ قیصریہ صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 278)

"حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندے مال کو کام میں لایا۔ یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان ناپاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس کی پلید کا مادہ اور خمیر ہے"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 598، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 598)

"ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ عورت پر آپ عاشق ہو گئے تھے۔ لیکن جو بات دشمن کے منہ سے نکلے وہ قابل اعتبار نہیں ☆۔ آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں"

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 25، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 134)

"ہم اس بات کے لیے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور انکی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکا کھانے والا جھوٹا ہے" (ایام الصلح صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 228)

"بیشک حضرت مسیح باخدا انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے تھے نہایت مقدس تھے"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 131)

36۔ مسیح ابن مریم صلیب پر ڈیڑھ گھنٹہ/دو گھنٹے/تین گھنٹے/چند منٹ

قول:

"حضرت مسیح صلیب پر صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ رکھے گئے اور شاید اس سے بھی کم اور پھر اتارے گئے"

(ایام الصلح صفحہ 114، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 351)

تضاد

"انجیلوں کو ذرا غور سے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہ تین دن تک صلیب پر رہے نہ تین دن کی بھوک اور پیاس اٹھائی اور نہ ان کی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ قریباً دو گھنٹہ تک صلیب پر رہے"

(مسیح ہندوستان میں صفحہ 20، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 22)

"مسیح کے لیے اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ وُہ صرف دو تین گھنٹے کے اندر ہی صلیب سے اُتار لیے گئے"

(ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ 501)

"چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 381، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 296)

"پھر کیونکر ایسا شخص جو صرف چند منٹ صلیب پر رہا اور ہڈیاں نہ توڑی گئیں وہ مر گیا؟"

(ایام الصلح صفحہ 114، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 352)

37۔ عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ کی ماضی/مستقبل کی باتیں

قول:

"واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم اانت قلت لُلناس الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اس کے اوّل اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس کسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسیٰ کی طرف سے ہے یعنی "فلما توفیتنی" وہ بھی بصیغہ ماضی ہے"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 602، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 425)

تضاد:

"جیسا کہ آیت فلما توفیتنی سے یہ دونوں مطلب ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس تمام آیت کے اوّل آخر کی آیتوں کے ساتھ یہ معنے ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ کیا تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرانا۔ تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں اُن کے حالات سے مطلع تھا اور گواہ پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی اُن کے حالات سے واقف تھا۔ یعنی بعد وفات مجھے اُن کے حالات کی کچھ بھی خبر نہیں"

(ملخصاً براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 40، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 51)

یہ مرزا صاحب کا صریح جھوٹ ہے، اور یہ جھوٹ مرزا صاحب کے اپنے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر لکھتے ہیں

"جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آ جاتی ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 159)

38۔ مرزا کا منکر مسلمان/کافر

قول:

"کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا"

(تریاق القلوب صفحہ 130، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 432)

تضاد:

"اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صدہا نشانوں کے مُفتری ٹھہراتا ہے وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں اُن کی نظر میں مفتری ہوں"

(حقیقت الوحی صفحہ 164، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 168)

"خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے" (تذکرہ مارچ 1906 صفحہ 519)

"لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ 163، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 167)

"اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا"

(نزول المسیح، بقیہ حاشیہ صفحہ 4، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 382)

"اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے" (مکتوب حضرت اقدس اگست 1888 مندرجہ الحکم جلد 5، مورخہ 31 اگست 1901، صفحہ 6)

(تذکرہ صفحہ 130)

39۔ آتھم مر گیا سات ماہ میں / پندرہ ماہ میں

قول:

"وہ آتھم ہمارے آخری اشتہار سے جو اتمام حجت کی طرح تھا، سات ماہ کے اندر ہی فوت ہو گیا"

(سراج المنیر صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 8)

تضاد:

"میرے آخری اشتہار سے پندرہ ماہ کے اندر مر گیا"

(حاشیہ حقیقت الوحی صفحہ 207، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 216)

40۔وید گمراہی والی کتاب/کتاب اللہ

قول:

"وید گمراہی سے بھرا پڑا ہے"

(البشریٰ جلد اول صفحہ 50)

تضاد:

"ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں"

(پیغام صلح صفحہ 23،روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 453)

41۔مرزا قادیانی خدا(نعوذ باللہ)/خدائی سے انکار

قول:

"ایک بار مجھے یہی الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا،اپنے وعدہ کے موافق"

(تذکرہ ایدیشن دوم 1965، صفحہ 452)

تبدیل شدہ حوالہ

(تذکرہ اڈیشن سوم 1969، صفحہ 437)

تبدیل در تبدیل شدہ حوالہ

(تذکرہ اڈیشن چہارم 2004، صفحہ 358)

نوٹ:(1965 کے اڈیشن میں یہ حوالہ تذکرہ کے صفحہ 452 پر موجود تھا جس کو 1969 کے اڈیشن میں تبدیل کرکے صفحہ نمبر 437 پر کر دیا گیا مگر اس کو مزید 2004 کے اڈیشن میں تبدیل کرکے صفحہ 358)

"ورایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو" ترجمہ: میں (مرزا غلام قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ 564، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 564)

"میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں" (کتاب البریہ صفحہ 78، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 103)

"آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا ہے)" (کتاب البریہ صفحہ 76، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 102)

"خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرے غصب اور حلم اور تلخی اور شرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا"

(کتاب البریہ صفحہ 79، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 104)

"انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول لہ کن فیکون" ترجمہ: تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے، وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے"

(حقیقت الوحی صفحہ 108، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 108)

"اعطیت صفتہ الافناوالاحیاء من الرب الفعال" ترجمہ: مجھ (مرزاغلام قادیانی) کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو ملی ہے"

(خطبہ الہامیہ صفحہ 23، روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 55 تا 56)

تضاد:

"آپ نہیں جانتے کہ ہمارے نزدیک وہ نادان ہر ایک زناکار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ میں سے نکل کر خدا ہونے کا دعوہ کرے"

(نورالقرآن جلد دوم صفحہ 12، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 394)

"مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رُو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم، صفحہ 255) سہ جلد ایڈیشن

وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ۝29

اور جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ خدا کے سوا میں معبود ہوں تو اسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے (اور) ظالموں کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں **(الانبیاء 29)**

42۔ قادیانی طاعون سے محفوظ/طاعون قادیان میں

قول:

"قادیان طاعون سے اس لیے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا"

(دافع البلاء صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 226)

"قادیاں کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیاں میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا"

(دافع البلاء صفحہ 5 تا 6، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 226)

ماکان اللّٰہ لیعذّ بھم وانت فیھم انہ اوی القریۃ. لولا الاکرام لھلک المقام"

"خدا ایسا نہیں کہ قادیاں کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو اُن میں رہتا ہے. وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس کی تباہی سے بچالے گا. اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدِّ نظر نہ ہوتا تو میں اِس گاؤں کو ہلاک کر دیتا"

(دافع البلاء صفحہ 6 تا 7، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 226 تا 227)

"تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بر حال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو سترہ برس تک رہے قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے

(دافع البلاء صفحہ 10، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 230)

"اور خدا نے اس گاوں کو اپنی پناہ میں لے لیا"
(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 403) سہ جلد ایڈیشن
"سواُس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے"
(کشتی نوح صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 2)
"وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا (کشتی نوح صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 2)

تضاد:

"اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک تپ سخت محرقہ کی رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بلکل بے ہوش ہو گیا"
(حقیقۃ الوحی، حاشیہ صفحہ 84، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 87)
"ایک دفعہ کس قدر شدید طاعون قادیان میں ہوئی"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 232، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 244)
"قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے مگر اپنے وعدے کے مطابق خدا نے اس تباہ کن ویرانی سے بچایا جو اس زمانہ میں دوسرے دیہات اور قصبات میں نظر آ رہی تھیں۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ خدا نے اپنے نشان کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود کے مکان کے ارد گرد بھی طاعون کی تباہی دیکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں"
(سلسلہ احمدیہ صفحہ 118 تا 119)

43۔ طاعون کی دعا/طلبگار کمبخت

قول:

"اسی طرح اس زمانہ میں جب کہ بمبئی میں بھی طاعون کا نام و نشان نہ تھا طاعون کے آنے کے لیے دعا کی گئی اور دعا منظور ہو گئی"
(نزول المسیح، صفحہ 155، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 533)
"فَلَمَّا طَغَی الفِسقُ المُبِیدُ بِسَیلِہٖ   تَمَنَّیتُ لَو کَانَ الوَبَاءُ المُتَبِّرُ
دیکھو صفحہ اول قصیدہ حمامۃ البشریٰ یعنی جب فسق کا طوفان برپا ہوا تو میں نے خدا سے چاہا کہ طاعون آئے"
(نزول المسیح، صفحہ 155، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 533)

"عرصہ نو برس کا جاتا ہے کہ کتاب سر الخلافۃ کے صفحہ 62 میں مخالفوں پر تباہی پڑنے اور نیز طاعون نازل ہونے کے لئے دعا کی گئی تھی سو اب تک ہزارہا مخالف طاعون اور دوسری آفات سے ہلاک اور تباہ ہو چکے ہیں۔ اور وہ دعا یہ ہے۔

وخذرب من عادی الصلاح و مفسدا — ونزل علیہ الرجز حقا و دمر
وفرج کروبی یا کریمی و نجنی — ومزق خصیمی یا الٰھی و عفر

ترجمہ: یعنی اے میرے خدا ہر ایک پر جو مفسد ہے طاعون نازل کر یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر اور مجھے غموں سے نجات بخش اور میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملادے اور خاک سے آلودہ کر اور خاک میں غلطاں پیچاں کر۔

(نزول المسیح، صفحہ 156، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 534)

(سر الخلافۃ صفحہ 62، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 391)

تضاد:

"قرآن میں یہی لکھا ہے کہ وہ لوگ خود عذاب طلب کرتے تھے۔ کمبخت یہ نہیں کہتے کہ دعا کرو کہ ہمیں ہدایت ہو جائے طاعون ہی مانتے ہیں۔ دراصل یہ لوگ دہریہ ہیں"

(ملفوظات جلد دوم، طبع جدید صفحہ 549)

44۔ طاعون زدہ علاقہ سے باہر نکلنا ممنوع/علاقہ میں رہنا ممنوع

قول:

"چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقوں میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے نکل کر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی روکیں"

(اشتہار لنگر خانہ، مجموعہ اشتہارات جلد 3، صفحہ 467)

"ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام پر ہیں جہاں طاعون اک زور ہے میں گھبرایا ہوا ہوں اور وہاں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا!

مت جاو۔ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ۔ پچھلی رات کو اٹھ کر اُن کے لیے دُعا کرو۔ یہ بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ تم خود جاو۔ ایسے مقام پر جانا گناہ ہے" (ملفوظات جلد دوم صفحہ 203)

تضاد:

حکیم محمد حسین صاحب قریشی کو مخاطب کرکے فرمایا کہ:

لاہور میں اکتوبر کے ماہ میں طاعون کا خوف معلوم ہوتا ہے آپ ہمارے پہلے اصول کو یاد رکھیں کہ جب ارد گرد طاعون کا غلبہ ہو یا مکان

میں چوہے مریں تو فوراً اس مکان کو چھوڑ دو اور شہر سے بارہ کہیں کھلی ہوا میں اپنے لیے جگہ بناو۔ باہر نکل کر بھی اس امر کی احتیاط کرنی چاہیے کہ ایک ہی جگہ بہت سے آدمی جمع ہو کر وہی صورت خراب ہوا کی پیدا نہ کریں جو شہر میں تھی۔ سنت انبیاء یہی ہے کہ ایسی جگہ سے بھاگ جانا چاہیے خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 315 از مرزا غلام قادیانی)

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب ویسرائے گورنر جنرل ہند اس تجویس کو طاہون کا علاج کے لیے پسند فرماتے کہ جب کسی گاوں یا شہر کی کسی محلّہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاوں یا اس شہر کے اس محلّہ کے لوگ جن کا محلّہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلا توقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین مین جو اس تاثیر سے پاک ہے، رہائش اختیار کریں سو میں دلی یقین سے جانتا ہون کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے ہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں دبا نازل ہو تو اُس شہر کے لوگوں کو چاہیے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں"

"میں تمھیں حکم کرتا ہوں کہ اگر تمھای کسی شہر میں خدا نخواستہ یہ وبا ظاہر ہو جائے تو سب سے پہلے تم اس زمین کو چھوڑ دو جو طاعون سے آلودہ ہے"

(ریویو جلد 6، نمبر 9، صفحہ 365، ماہ ستمبر 1907)

45۔ میر عباس کی تعریف/مخالفت

میر عباس لودھیانوی:

میر عباس علی لدھیانوی حضرت شاہ سلیمان تونسی کے مرید تھے۔ انکی وفات کے بعد ایک اور مرشد کی تلاش میں مرزا غلام قادیانی کے ہتھے چڑھ گئے۔ 1880 کا زمانہ تھا ابھی مرزا قادیانی نے دعوہ نبوت نہیں کیا تھا بلکہ ابھی مجددیت کے دام سے لوگوں کو گمراہ کر رہا تھا۔ مرزا قادیانی اور میر صاحب کا تعلق 1882 سے شروع ہو جب مرزا قادیانی براہین احمدیہ کا حصہ سوم لکھ رہا تھا۔ مکتوبات احمدیہ کی پہلی جلد ان خطوط پر مشتمل ہے جو مرزا غلام قادیانی نے میر صاحب لدھیانوی کو لکھے تھے اور میر صاحب نے اخلاص و تابعداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کئی دھچکے کھانے کے باوجود مرزا قادیانی کا ساتھ نہ چھوڑا۔ مگر خدا تعالیٰ نے میر صاحب کے حق میں دامن مصطفیٰ کا سایہ مقرر کیا تھا اس لیے بالاخر 9 سال کفر کی تاریکیوں میں بھٹکنے کے بعد دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

"اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین یا چار سے زیادہ نہیں جن میں سے ایک آپ ہیں"

(ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ 5)

میں اپکی ذات میں بہت ہی نیک طبّی اور سلامت روشی پاتا ہوں۔ اور میں خداوند کریم کی نعمتوں میں سے اس نعمت کا بھی شکر گذار ہوں کہ آپ جیسے خالص دوست سے رابطہ پیدا ہوا ہے۔

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 17)

"اگرچہ آپکا اخلاص کامل اس درجہ پر ہے کہ اس عاجز کا دل بلا اختیار آپ کی دعا کے لئے کھینچا چلا جاتا ہے پر جس ذات قدیم نے آپ کو یہ اخلاص بخشا ہے اُس نے خود آپ کو چُن لیا ہے تب ہی یہ اخلاص بخشا ہے"
(مکتوبات احمدیہ جلد اول، صفحہ 21)

"آپ میں آثار سعادت و رشد کے ظاہر ہیں۔ کہ آپ کی حقیقت بینی پر نظر ہے۔ اور صدق اور وفا اور حسن ظن کا خلق موجود ہے۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جس کو مولیٰ کریم کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں اس کے لئے استقامت کا عطا ہونا ساتھ ہی مقدر ہوتا ہے"
(مکتوبات احمدیہ جلد اول، صفحہ 44)

"سوالحمد اللہ والمنتہ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ اس عاجز کے انصار میں سے بنایا اور اس ناچیز کو آپ کے وجود سے فخر ہے۔ اور اپنے خداوند کریم کی طرف سے آپ کو ایک رحمت مجسّم خیال کرتا ہے"
(مکتوبات احمدیہ، جلد اول، صفحہ 63)

"اور سعید وہ انسان ہے جس پر نیک ظن غالب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ٹھوکر کھانے سے بچتے ہیں اور اُس کا فطرتی نور اُن کو شیطانی تاریکی سے بچالیتا ہے۔ اور تھوڑے ہیں۔ جو ایسے ہیں۔ اور الحمد اللہ کہ میں آپ کو اُن تھوڑوں کے اول درجہ میں دیکھتا ہوں"
(مکتوبات احمدیہ، جلد اول صفحہ 70)

"آپکا اخلاص اور جوش محبت اپنے کمال کو پہونچ گیا" (مکتوبات احمدیہ جلد اول، صفحہ 86)

" حبی فی اللہ میر عباس علی لودہانوی۔ یہ میرے وہ اول دوست ہیں جن کے دل میں خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اُٹھا کر ابرار اخیار کی سُنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان مین میرے ملنے کے لئے آئے وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اِس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر ایک قسم کی تکلیفیں اُٹھائیں اور قوم کے مُنہ سے ہر ایک قسم کی باتیں سُنیں۔ میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور اُن کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو اُن کے حق میں الہام ہوا تھا اصلہ ثابت وفرعہ فی السماء وہ اس مسافر خانہ میں میں محض متوکلانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے اوائل ایام میں وہ بیس برس تک انگریز دفتر میں سرکاری ملازم رہے مگر بباعث غربت و درویشی کے اُن کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے ہر گز یہ خیال نہیں آتا کہ وہ انگریز خواں بھی ہیں۔ لیکن دراصل وہ بڑے لائق اور مستقیم الاحوال اور دقیق الفہم ہیں مگر بااِیں ہمہ سادہ بہت ہیں۔ اسی وجہ سے بعض موسوسین کے وساوس اُن کے دل کو غم میں ڈال دیتے ہیں۔ لیکن ان کی قوت ایمانی جلد ان کو دفع کر دیتی ہے"
(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 790 تا 791، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 527 تا 528)

تضاد:

" بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے 12 دسمبر 1891ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار شائع کیا ہے جو کہ ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا پڑا ہے سو ان الفاظ سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں جب دل بگڑتا ہے تو زبان ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے لیکن اس اشتہار کی تین باتوں کا جواب دینا ضروری ہے:-

اول: یہ کہ میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے سواس وسوسہ کے دور کرنے کے لیے میرا یہ اشتہار کافی ہے بشرطیکہ میر صاحب اس کو غور سے پڑھیں۔

دوم: یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں معجزات کا منکر اور لیلتہ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے منہ پھیرنے والا سوان اوہام کے دور کرنے کیلئے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ عنقریب میری طرف سے اس بارہ میں رسالہ مستقلہ شائع ہوگا اگر میر صاحب توجہ سے اس رسالہ کو دیکھیں گے تو بشرط توفیق ازلی اپنی بے بنیاد اور بے اصل بدظنیوں سے سخت نامت اٹھائیں گے۔

سوئم: یہ کہ میر صاحب نے اپنے اس اشتہار میں اپنے کمالات ظاہر فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ گویا ان کو رسول نمائی کی طاقت ہے چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا میں نے کہا تھا کہ ہم دونوں کسی مسجد میں بیٹھ جائیں اور پھر یا تو مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرا کر اپنے دعاوی کی تصدیق کرادی جائے اور یا میں زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرادوں گا" (آسمانی فیصلہ، ٹائٹل پیج 4، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 347)

46۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی تعریف/ مخالفت

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی وہ مشہور و معروف شخصیت ہیں جو کہ تقریباً 25 برس تک مرزا غلام قادیانی کے مریدوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹر صاحب پر اپنا کرم کیا اور ڈاکٹر صاحب 25 برس بعد قادیانیت پر لعنت بھیج کر دوبارہ مسلمان ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے قادیانیت سے تائب ہونے کے زمانے میں قرآن پاک کی ایک تفسیر بنام "تفسیر القرآن بالقرآن" لکھی تھی۔

"حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی، جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ یہ پیشگوئی آج پوری ہو گئی" (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ 40 اور 43، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 324 اور 327)

اگے مرزا صاحب نے تین سو تیرہ صاحبان کے نام درج کیے جن میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی صاحب کا کا نام 159 نمبر پر درج ہے

"حبی فی اللہ میاں عبدالحکیم خان جوان صالح ہے علامت رشد و سعادت اُسکے چہرہ سے نمایا ہیں۔ زیرک اور فہیم آدمی ہے۔ انگریزی زبان میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کئی خدمات اسلام اُن کے ہاتھ سے پوری کرے"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 808، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 537)

تضاد:

"ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور اُن کا نام و نشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اُس کی زندگی

میں ہی 4 اگست 1908ء تک ہلاک ہو جاوں گا۔ اور یہ اُس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعوہ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اُس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اُس کو کی تھی مرتد ہو گیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت ﷺ کے نجات ہو سکتی ہے۔ گو کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔ چونکہ یہ دعوی باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اُنے یہ پیشگوئی کی کہ میں اُس کی زندگی میں ہی 4 اگست 1908ء تک اُس کے سامنے ہلاک ہو جاوں گا۔ مگر خدا نے اُس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اُس کو ہلاک کرے گا اور میں اُس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اُس کی مدد کرے گا" (چشمہ معرفت صفحہ 21 تا 322، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 336 تا 337)

47۔ اسلام واحد دین/ تمام طبائع ملتکا ایک ہونا محال

قول:

"کیونکہ اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا۔ اور ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گی" (ایام الصلح صفحہ 136، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 381)

"کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اُسی نائب النبوت (مرزا) کے عہد سے وابستہ کی گئ"

"یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود (مرزا) کے وقت میں ظہور میں آئیگا" (چشمہ معرفت صفحہ 83، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 91)

تضاد:

"یہ تو غیر ممکن ہے کہ تمام لوگ مان لیں۔ کیونکہ بموجب آیت وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (ہود 119) اور بموجب آیت کریمہ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران 45) سب کا ایمان لانا خلاف نص صریح ہے"
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 25 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 74)

"اور یہ خیال کرنا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئیگا کہ تمام لوگ اور تمام طبائع ملت واحدہ پر ہو جائینگی یہ غلط ہے۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو تقسیم یہ فرماتا ہے کہ مِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ (ہود 105) تو ممکن نہیں کہ کسی زمانہ میں صرف سعید رہ جائیں اور شقی مارے جائیں"

"پس جب انسانوں کی فطرت کثرت مذاہب کو چاہتی ہے تو پھر وہ ایک مذہب پر کیوں کر ہو سکتے ہیں"
(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ 131، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 319)

"انبیاء سابقین میں سے کسی ایک نبی کے وقت میں بھی تمام لوگ ایک عقیدے اور ایک مذہب پر جمع نہیں ہوئے اور نہ کبھی آئندہ ایسا ہو سکتا ہے" (الفضل، 20 مئی، 1930 صفحہ 8 کالم 2)

سلمان: اگر مرزا جی خود کو مسیح کہتے ہیں تو لازمی طور پر مرزا جی کے دور مسیحت میں تمام ملل باطلہ کو ہلاک ہو جانا چاہیئے تھے اور ہر طرف اسلام ہی نظر آنا چاہیئے تھا مگر یہاں تو یہ حساب ہے کہ مسیح ابن چراغ بی بی رخصت ہو گئے اور مرزا کے بعد عیسائیوں اور یہودیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا

48۔ بعثت نبوی ہزار ششم / بعثت نبوی ہزار پنجم

قول:

"امر واقعی اور صحیح ہے کہ بعثت نبوی ہزار ششم کے آخر میں ہے جیسا کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بالاتفاق گواہی دے رہی ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 92، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 246)

تضاد:

"پس اس سے ظاہر ہے کہ آنخضرت ﷺ ہزار پنجم میں یعنے الف خامس میں ظہور فرما ہوئے نہ کہ ہزار ششم میں اور یہ حساب بہت صحیح ہے۔ کیونکہ یہود اور نصاریٰ کے علماء کا تواتر اِسی پر ہے اور قرآن شریف اِسی کا مصدق ہے"

(تحفہ گولڑویہ حاشیہ صفحہ 92، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 247)

49۔ وحی کی غلطی / اجتہادی غلطی

قول:

"اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی در حقیقت وحی کی غلطی ہے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کھو جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے پس چونکہ ہر ایک بات جو اُسکے مُنہ سے نکلتی ہے وحی ہے۔ اِس لیے جب اُسکے اجتہاد میں غلطی ہو گئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہاد کی غلطی"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 353، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 353)

تضاد:

"ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 573)

50۔ سورۃ تحریم میں کئی افراد مریم / ایک ہی مریم

قول:

"سورہ تحریم میں صریح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 361)

تضاد:

"اور اسی واقعہ کو سُورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اِس اُمت میں اِس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اِس اُمت کا مریم بنایا جائے گا۔ اور پھر بعد اسکے اس مریم میں عیسیٰ کی رُوح پھونک دی جائے گی"

(کشتی نوح صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 49)

51۔ اسلام کی مخالفت میں کتابوں کی تعداد چھ/سات/دس/بیس کروڑ

"خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے"

(اعجاز احمدی بنام ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 69، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 181)

قول:

چھ کروڑ

"خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس قوم نے چھ کروڑ کتاب وساوس اور شبہات کے پھیلانے کے لئے اب تک تقسیم کر دی"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 736، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 496 تا 497)

تضاد: **سات کروڑ**

"اور بے جا حملے جن کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں کئے گئے ان کی تعداد کی ساتھ کروڑ تک نوبت پہنچ گئی تھی"

(ایام الصلح صفحہ 27، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 255)

دس کروڑ

"کیا اب تک اسلام کے رد میں دس کروڑ کے قریب کتابیں نہیں لکھی گئیں" (ایام الصلح صفحہ 89، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 325)

سلمان: چند صفحات پہلے تک یہ تعداد 7 کروڑ تھی مگر اچانک ہی چھلانگ لگا کر یہ تعداد 10 کروڑ تک پہنچ گئی۔ اسلام کے رد میں کتابوں کی تعداد اتنی تیزی پوری دنیا میں نہیں بڑھی جتنی تیزی سے مرزا صاحب کی کتابوں میں بڑھ گئی چند چند صفحات کے بعد کروڑوں کا اضافہ کر بیٹھے

بیس کروڑ

"اسلام کی تکذیب اور رد میں اس تیرھویں صدی میں بیس کروڑ کے قریب کتاب اور رسالے تالیف ہو چکے ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 103، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 266)

پہاڑوں کے موافق

"اور جو کتابیں اسلام کے رد میں لکھی گئیں اگر وُہ ایک جگہ اکٹھی کی جائیں تو کئی پہاڑوں کے موافق اُن کی ضخامت ہوتی ہے"

(چشمہ معرفت صفحہ 313، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 327)

52۔ حدیث ان لمہدینا آتین غیر مرفوع / مرفوع متصل

قول:

"اگرچہ بباعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت ﷺ تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 29، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 136)

تضاد:

"بلاشبہ قرآنی شہادت سے اب یہ حدیث (ان لمہدینا آیتن) مرفوع متصل ہے"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 29، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 136)

مرزا قادیانی نے اس حدیث کو مرفوع و متصل قرار دیا جبکہ کچھ سطور پہلے ہی مرزا جی اسے غیر مرفوع مان چکے ہیں

سلمان: اصول حدیث کے مطابق یہ حدیث موضوع و ضعیف ہے کیوں کہ اس میں ایک راوی عمر بن شمر ہے اور دوسرا جابر جعفی ہے۔ دونوں کے متعلق فن رجال کے علماء فرماتے ہیں کہ یہ جھوٹے، منکر الحدیث، جھوٹی حدیث بنانے والے، متروک الحدیث، تبرائی، رافضی اور بھولکڑ ہیں، (بحوالہ میزان الاعتدال، تہذیب التہذیب)

53۔ دجال کا آنا غلط / دجال پادری / شیطان / با آقبال قومیں

قول:

"آخری زمانہ میں دجال معہود کا آنا سراسر غلط ہے"

(ازالہ اوہام، صفحہ 237، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 220)

"صدر اول کے لوگوں نے دجال معہود کے بارہ میں ہر گز اس بات سے اتفاق نہیں کیا کہ وہ آخری زمانہ میں آئے گا"

(ازالہ اوہام، صفحہ 238، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 220)

تضاد:

"دجال معہود یہی پادریوں اور عیسائی متکلموں کا گروہ ہے جس نے زمین کو اپنے ساحرانہ کاموں سے تہ بالا کر دیا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ 722، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 488)

"پادریوں کے سوا اور کوئی دجال اکبر نہیں ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 260)

"ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجال سے مراد بااقبال قومیں ہوں اور گدھا ان کا یہی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزارہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہو" (ازالہ اوہام صفحہ 174، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 174)

"میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا" (ازالہ اوہام صفحہ 488، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 362)

"لغت میں دجال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں اور خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لیے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ 488، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 362)

"بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ 496، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 366)

"ایک بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ وہ دخان کے زور پر چلتی ہیں جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی ﷺ نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام و مقتدا یہی دجالی گروہ ہے۔ اس لیے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا"

(ازالہ اوہام صفحہ 398، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 493)

"اس شیطان (دجال) کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے۔ یہ بھوت آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھ۔ پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اس کی طاقت بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اس نے خروج کیا۔ اسی بھوت کا نام دجال ہے۔ جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ کے اخیر میں ولا الضالین کی دعا میں ڈرایا ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 43، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 45 حاشیہ)

"واضح ہو کہ دجال کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ دجال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسے یہ کہ دجال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 313، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 326)

"دجال پادریوں کا ایک فرقہ ہے جس کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجال کے یہی معنے ہیں جو تحریف و تبدیل کرکے حق کو چھپانے والا ہو"

دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کا کام میں سب سے بڑھ کر ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پس اسی وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی" (حقیقۃ الوحی صفحہ 456، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 456)

" صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام فتنہ ء صلیب رکھا ہے اور مسیح موعود کا صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے۔ صحیح مسلم میں اس فتنہ کا نام فتنہ ء دجال رکھا ہے ار کسرِ صلیب کو بطور قتل دجال قرار دیا ہے۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 62، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 497)

"جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اس میں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کاروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ دجال کے نام سے موسوم نہ ہوں؟-------- جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجال اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 62تا63، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 497)

"یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنے پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہو گی کہ خدا کی کلام کی مخالفت کرکے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرایا جائے"
(انجام آتھم صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 47)

"اور یہ امر کہ مسیح موعود دجال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طرح سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ ماننا پڑیگا کہ دجال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہر حال یہ حدیث قابل تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہو گا جس کا نام دجال ہے"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 310، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 323)

"خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے" (حقیقۃ الوحی، حاشیہ صفحہ 310، روحانی خزائن جلد 22، حاشیہ صفحہ 323)

"قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں، اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی ہ اس کے ہاتھ پر کسرِ صلیب ہو گا اور وہ دجال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسرِ صلیب اور قتلِ دجال اکبر ہے، اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنای کا ہو جائے، وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجالِ اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے، وہ قرآن کا مکذب ہے" (انجام آتھم صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 47)

"پس ظاہر ہے کہ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کاروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اول درجہ کے دجال کے جو دجال معہود ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا انہی لوگوں کو جو پادری صاحبوں کا گروہ ہے، دجال معہود ماننا پڑا"

(ازالہ اوہام صفحہ 365، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 365)

"مسیح الدجال جس کا ترجمہ ہے کہ خلیفہ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے جس کے معنے ہیں کہ حق کو چُھپانے والا اور جھوٹ کو رونق اور چمک دینے والا اور ہلاکت کی راہوں کو کھولنے والا اور زندگی کی راہوں پر پردہ ڈالنے والا

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 103، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 268)

"اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل دجال شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابل خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے ہے جو اللہ حی القیوم ہے اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کو پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں خدا نے اپنے مقابل پر انہیں کچھ اختیار نہیں دیا پس کس طرح انکا نام دجال نہیں ہو سکتا"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 104، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 269)

"قرآن شریف اُس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں دجال ہے، شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کرکے فرماتا ہے قال انظرنی الی یوم یبعثون قال انک من المنظرین۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اس وقت تک ہلاک نہ کیا جاوں جب تک کہ وہ مُردہ جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ خدا نے کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخری زمانہ میں قتل کیا جائے گا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 38 تا 39، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 41)

"حدیثوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل دجال شیطان کا نام ہے پھر جس گروہ سے شیطان اپنا کام لے گا اُس گروہ کا نام بھی استعارہ کے طور پر دجال رکھا گیا ہے"

(ایام الصلح صفحہ 61، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 296)

"اور مفسرین نے لکھا ہے کہ اس جگہ انسانوں سے مراد دجال ہے اور یہ قول دلیل اس بات پر ہے کہ دجال معہود ایک شخص نہیں ہے ورنہ نَاس کا نام اُس پر اطلاق نہ پاتا اور اس میں کیا شک ہے کہ نَاس کا لفظ صرف گروہ پر بولا جاتا ہے سو جو گروہ شیطان کے وساوس کے نیچے چلتا ہے وہ دجال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ اسی کی طرف قرآن شریف کی اس ترتیب کا اشارہ ہے کہ وہ الحمد اللہ رب العلمین سے شروع کیا گیا اور اس آیت پر ختم کیا گیا ہے۔ الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنتہ والناس۔ پس لفظ ناس سے مراد اس جگہ بھی دجال ہے"

(ایام الصلح صفحہ 62، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 296)

" ہم پہلے اس سے قرآن شریف سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لیے جمع کے صیغے استعمال کیے گئے ہیں جیسے یختلون اور یلبسون اور یفترون اور یجترون اور اولئک اور مھم یہ بھی باآواز بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان "
(تحفہ گولڑویہ صفحہ 86 تا 87، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 236)

54۔ قرآن مجید میں خسوف کا نشان / شق القمر

قول:

" لہ خسف القمر المنیر وان لی خسف القمرن المشر قان اتنکر " اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا" (اعجاز احمدی صفحہ 71، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 183)

"اس پر ایک صاحب نے پوچھا۔ شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا۔ ہمارے رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا ہم نے اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں لکھ دیا ہے"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 634 طبع جدید)

نوٹ: "قرآن مجید اور کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا ہے کہ حضور ﷺ کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا تھا بلکہ سورۃ القمر کی آیت : "اقتربت الساعتہ وانشق القمر" اور صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، مسند احمد کی صحیح روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ چاند دو ٹکرے ہوا تھا نہ کہ چاند گرہن۔

تضاد:

" قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکرے ہو گیا تھا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا"

(چشمہ معرفت، صفحہ 41، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 411)

"ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت ﷺ سے خدائی تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو (2) ٹکڑے کر دیا"

(سرمہ چشمہ آریہ صفحہ 16، روحانی خزائن جلد 2، صفحہ 64)

55۔ موسیٰ کی اتباع سے نبوت / نبوت خدا کی موہبت

قول:

" گویا آنحضرت ﷺ نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں ہیں بلکہ مردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہو سکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں کہ موسیٰ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے۔ اور مسیح اسی کی پیروی تیس (30) برس تک کرکے اور

توریت کے احکام کو بجالا کر اور موسیٰ کی شریعت کا جُوا اپنی گردن پر لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا"
(چشمہ مسیحی صفحہ 73، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 388)

"جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔ اس کے مقابلے پر اگر کوئی شخص بجائے تیس (30) برس کے پچاس (50) برس بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پا سکتا گویا آنحضرت ﷺ کی پیروی کوئی کمال نہیں بخش سکتی"
(چشمہ مسیحی صفحہ 67، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 381 تا 382)

تضاد:

"اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح اُن کا نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوت ملا"
(حقیقت الوحی، صفحہ 97 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 100)

"اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح اُن کا نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست اُن کو منصب نبوت ملا"
(تذکرہ صفحہ 555)

56۔ بہت سے افراد نبی / صرف ایک نبی

قول:

"پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنافی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنی اتم اور اکمل درجہ پر پائے گئے۔ پس اس طرح بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت، نبوت محمدیہ سے الگ نہیں" (الوصیت صفحہ 11 تا 12، روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 312)

تضاد:

"اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطب کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو (13) سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اسی وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔

(حقیقت الوحی، صفحہ 391 خلاصہ، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 406)

57۔ امام بخاری مہدی کے آنے کے مخالف / قائل

قول:

"اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانے کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا۔ اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنی صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے لیکن جس حالت میں انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا۔ اور حصر کے طور پر دعویٰ کرکے بتلا دیا کہ فلاں فلاں امر کا ظہور ہوگا لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رو سے ان حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا۔ جو مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم منفک ٹھہرا رہی ہیں"

(ازالہ اوہام، حصہ دوم، صفحہ 518، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 378)

تضاد:

"اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجے بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ہٰذا خلیفتہ اللہ المہدی۔ اب سوچو یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے"

پُرانا حوالہ: (شہادت القرآن صفحہ 29)

تبدیل شدہ حوالہ: (شہادت القرآن، صفحہ 40، روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 337)

سلمان:

بعض قادیانی مربی مرزا قادیانی کے جھوٹوں پر شرمندہ ہونے کی بجائے نہایت ڈھٹائی سے الٹا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر الزام لگا دیتے ہیں کہ انھوں نے جھوٹ بولے تھے۔ لہٰذا اگر مرزا جی نے جھوٹ بولا تو کوئی حرج نہیں۔ قرآن پاک ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرماتا ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ؕ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۔ 41

اس کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کر، بیشک وہ بڑی سچائی والے پیغمبر تھے (مریم 41)

جس کی صداقت کی گواہی قرآن کریم خود دے اسے جھوٹا کہنے والے پلید اور شیطان ہی ہو سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خود مرزا قادیانی خبیث شیطان اور پلید کہا ہے

"حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا، یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندے مال کو اپنے کام میں لایا یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے"

(آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 598، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 598)

58۔ یسوع کی بابت قرآن خاموش/یسوع کا قرآن میں ذکر

قول:

"اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا"

(ضمیمہ انجام آتھم، صفحہ 9 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 293)

تضاد:

"یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بندی کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ بے باپ پیدا ہوا"

(ریویو جلد 1 نمبر 4 صفحہ 151)

"اسی وجہ سے خدا تعالے نے یسوع کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے "اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ یعنی عیسیٰ کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک آدم کی ہے کیونکہ خدا نے آدم کو مٹی سے بنا کر پھر کہا کہ تو زندہ ہو جا پس وہ زندہ ہو گیا"

(چشمہ معرفت صفحہ 218، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 227)

"جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ کے پیدا ہونا (جس سے اُن کی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی) یہ کہہ کر رد کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ"

(حقیقت الوحی صفحہ 41، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 43)

سلمان: غور کیجیے اگر مرزا جی یہ اعتراض کریں کہ مسیح اور یسوع دو الگ شخصیات ہیں تو مرزا جی اپنے بیان کی خود سے ہی تردید کر بیٹھے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کیا وہی شخصیت نہیں جسے عیسائی یسوع کہتے ہیں۔ کیا نام بدل دینے سے شخصیت بھی بدل جاتی ہے۔ سبحان اللہ۔ یہ عقیدہ بھی جھوٹ محض کا اظہار ہے اور اس کا جھوٹ ہونا بھی خود ہی تسلیم کرتے ہیں گو انکی امت نہ کرے

59۔آمد عیسی علیہ السلام سولہویں صدی/چودھویں صدی میں

قول:

"اگر خدا تعالیٰ کو ابتلاء خلق اللہ کا منظور نہ ہوتا اور ہر طرح سے کھلے کھلے طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا، ارادہ الٰہی ہوتا، تو پھر اس طرح پر بیان کرنا چاہیئے تھا کہ اے موسیٰ میں تیرے بعد بائیسویں صدی میں ملک عرب میں نبی اسماعیل میں سے ایک نبی پیدا کروں گا۔ جس کا نام محمد ﷺ ہوگا"

(ازالہ اوہام، صفحہ 278، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 241)

"وہ نبی جو ہمارے نبی ﷺ سے چھ سو سال پہلے گزرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں"

(راز حقیقت صفحہ 15 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 167)

تضاد:

"مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا"

(کشتی نوح، صفحہ 13، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 14)

سلمان: بقول مرزا قادیانی کے آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بائیسویں صدی میں پیدا ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے چھ سو برس پہلے پیدا ہوئے۔اس حساب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد سولہویں صدی میں پیدا ہوئے۔

60۔عیسی علیہ السلام کی پیدائش بن باپ/یوسف عیسی ابن مریم علیہ السلام کا باپ

قول:

"وبودن عیسی بے پدر بے فرزندان دلیلے بریں واقعہ بود بدلالت قطعیہ واشارت بود سوئے قطع ایں سلسلہ الاسرائیلیۃ"

ترجمہ: "حضرت عیسی کیا بغیر باپ اور بے اولاد ہونا اس بات پر قطعی دلالت ہے اس سے سلسلہ بنی اسرائیل سے اس نعمت کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہے"

(اصل حوالہ مواہب الرحمان صفحہ 79)

تبدیل شدہ حوالہ: (مواہب الرحمٰن صفحہ 76، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 295)

نوٹ: (مواہب الرحمان کے پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 79 پر تھا۔ تحریف کرکے 2008 کے روحانی خزائن کے ایڈیشن میں یہ حوالہ مواہب الرحمان کے صفحہ نمبر 76 پر کردیا گیا)

"ایسا ہی عیسیٰ بن مریم، مریم کے خون سے اور مریم کی منی سے پیدا ہوا اور پھر خدا نے کہا ہو جا سو ہو گیا۔ پس اتنی بات میں کون سی خدائی اور کون سی خصوصیت اس میں پیدا ہو گئی"

(نصرۃ الحق، صفحہ 39 تا 40، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 50)

"ہم مسیح کو بن باپ پیدا ہوا مانتے ہیں" (ملفوظات جلد دوم، صفحہ 290)

"میں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بے باپ پیدا ہوئے تھے"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 475)

"خود حضرت مسیح کی پیدائش طور نشان تھی یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوا" (ملفوظات جلد اول صفحہ 496)

تضاد:

"حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس 22 برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 303، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 254 تا 255 حاشیہ)

61۔ عیسیٰ کی اولاد/اولاد کا انکار

قول:

"اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے۔ اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں"

اصل حوالہ: (مسیح ہندوستان میں صفحہ 43)

تبدیل شدہ حوالہ: (مسیح ہندوستان میں صفحہ 68، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 70)

نوٹ: (مسیح ہندوستان کے پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 43 پر تھا۔ تحریف کر کے روحانی خزائن 2008 کے ایڈیشن میں یہ حوالہ مسیح ہندوستان کے صفحہ نمبر 68 پر کر دیا گیا)

تضاد:

"اور ظاہر ہے کہ دنیاوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی کوئی آل نہیں تھی"

(تریاق القلوب، صفحہ 99، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 363)

"وبودن عیسی بے پدر بے فرزندان دلیلے بریں واقعہ بود بدلالت قطعیہ واشارت بود سوئے قطع ایں سلسلہ الاسرائیلیۃ"

ترجمہ: "حضرت عیسی کیا بغیر باپ اور بے اولاد ہونا اس بات پر قطعی دلالت ہے اس سے سلسلہ بنی اسرائیل سے اس نعمت کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہے" (اصل حوالہ مواہب الرحمان صفحہ 79)

تبدیل شدہ حوالہ: (مواہب الرحمٰن صفحہ 76، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 295)

نوٹ: (مواہب الرحمان کے پرانے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر 79 پر تھا۔ تحریف کر کے 2008 کے روحانی خزائن کے ایڈیشن میں یہ حوالہ مواہب الرحمان کے صفحہ نمبر 76 پر کر دیا گیا)

62۔ مسیح کی نبوت بدولت تابعداری/ مسیح کی نبوت بغیر اتباع

قول:

"اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابعداری حضرت محمد ﷺ کی ملی کیونکہ مسیح علیہ السلام کو آنحضرت ﷺ کے وجود کی خبر دی گئی اور مسیح آنجناب پر ایمان لایا"

(الحکم مورخہ 30 جون 1901، صفحہ 3 کالم 2، جلد 5 نمبر 24)

تضاد:

"حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے"

(اخبار البدر قادیان، مورخہ 18 رمضان 1320 ہجری، صفحہ 64)

63۔ قانون قدرت اٹل/ قانون قدرت تغیر پذیر

قول:

"خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت ہر گز بدل نہیں سکتا"

(کرامات الصادقین، صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 50)

تضاد:

"وہ (خدا) اپنے خاص بندوں کے لیے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے۔ مگر وہ بدلنا بھی اس کے قانون میں ہی داخل ہے"

(چشمہ معرفت، صفحہ 96، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 104)

"خدا تعالیٰ اس کی پروا نہیں کرتا لیکن جہاں کوئی پیچ پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض ہوا رد ہوتا ہے، وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 296)

"جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اس میں اور اس کے رب میں حائل ہیں، شوقِ توصل الٰہی میں توڑتا ہے تو خدائے تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اس کے لیے توڑ دیتا ہے۔ یہ توڑنا بھی عاداتِ ازلیہ میں سے ہے۔ کوئی مستحدث نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیث جل شانہ اسی طور پر چلا آتا ہے"

(سرمہ چشم آریہ، صفحہ 57 تا 58، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 105 تا 106)

64۔ مسیح کی دعا رد/قبول

قول:

"حضرت مسیح نے ابتلاء کی رات میں جس قدر تضرعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسے کسی کی جان ٹوٹتی ہے غم واندوہ سے ایسی حالت ان پر طاری تھی وہ ساری رات روروکے دعا کرتے رہے کہ وہ بلا کا پیالہ کہ جو ان کے مقدر تھا ٹل جائے باواجود یہ اس قدر گریہ وزاری کے پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ کیونکہ ابتلاء کے وقت کی دعا منظور نہیں ہوا کرتی"

(مجموعہ اشتہارات جلد 1، صفحہ 175 حاشیہ)

تضاد:

"اور منجملہ ان شہادتوں کے جو حضرت مسیح کے صلیب سے محفوظ رہنے کے بارے میں ہمیں انجیل سے ملتی ہیں ہو شہات ہے جو انجیل متی باب 26 میں یعنی آیت 36 تا 46 تک مرقوم ہے۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح گرفتار کئے جانے کا الہام پا کر تمام رات جناب الٰہی مین رورو کر اور سجدہ کرتے ہوئے دعا کرتے رہے اور ضرور تھا ایسی تضریع کی دعا جس کے لئے مسیح کو بہت لمبا وقت دیا گیا تھا قبول کی جاتی کیونکہ مقبول کا سوال جو بیقراری کے وقت کا سوال ہو ہرگز رد نہیں ہوتا۔ پھر کیوں مسیح کی ساری رات کی دعا اور دردمند دل کی دعا اور مظلومانہ حالت کی دُعا رد ہو گئی۔"

(مسیح ہندوستان مین صفحہ 28 تا 29، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 30 تا 31)

65۔ مسیح کی چند روزہ بے کس زندگی/عمر ایک سو پچیس برس/شاہانہ زندگی

قول:

"مسیح ایک بے کس کی طرح دنیا میں چند روزہ زندگی بسر کرکے چلا گیا اور یہودیوں نے اس کی ذلت کیلئے بہت سا غلو کیا"

(ازالہ اوہام صفحہ 387، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 300)

تضاد:

"اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا مسیح کی عمر ایک سو پچیس برس کی ہوئی ہے"

(مسیح ہندوستان میں، صفحہ 53، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 55)

"مسیح کو خدا نے ایسی برکت دی ہے کہ جہاں جائے وہ مبارک ہوگا سو ان ملکوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے خدا سے بڑی برکت پائی اور وہ فوت نہ ہوا جب تک اس کو ایک شاہانہ عزت نہ دی گئی"

(مسیح ہندوستان میں، صفحہ 52، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 54)

66۔ نبی کی تحقیر کفر/انبیاء کی تحقیر

قول:

اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ وہ دونوں طرف ان کے پیارے ہوتے ہیں. بر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی"

(چشمہ معرفت حصہ دوم، صفحہ 18، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 390)

تضاد:

"یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث ان کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے ان راہوں سے وہ نبی نہیں آئے بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آ گئے"

(نزول المسیح صفحہ 35 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 413)

"اور کوئی کلمہ اسکی زبان پر جاری ہو جاتا ہے دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے"

(ازالہ اوہام صفحہ 629، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 439)

"ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبیوں نے اسکی فتح کے بارے میں پیشگوئی ی اور وہ جھوٹ نکلے"

(ازالہ اوہام صفحہ 629، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 439)

"میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہ کی"

(تتمہ حقیقت الوحیٰ صفحہ 135، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 573)

"اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے"

(چشمہ معرفت صفحہ 317، روحانی خزائن جلد 23، صفحہ 332)

ان اللہ خلق اٰدم وجعلہ سید او حاکما وامیر اعلی کل ذی روح من الانس والجان۔ کما یفھم من اٰیتہ اسجد والاٰدم ثم ازلہ الشیطان واخرجہ من الجنان۔ وردالحکومتہ الی ھٰذا الثعبان۔ ومس اٰدم ذلتہ وخزی فی ھٰذہ الحرب والھوان۔ وان الحرب سجال۔ والاتقیاء مال عندالرحمٰن۔

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی تحقیر "ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کرکے انھیں تمام ذی روح انس و جن پر سردار، حاکم اور امیر بنایا جیسا کہ آیت اسجد والادم سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر شیطان نے انھیں بہکایا اور جنتوں سے نکلوا دیا اور حکومت اس اژدہے کی طرف لوٹائی گئی۔ اس جنگ وجدل میں آدم کو ذلت ورسوائی نصیب ہوئی اور جنگ کبھی اس رخ اور کبھی اُس رخ ہوتی ہے اور رحمٰن کے ہاں پرہیزگاروں کے لیے نیک انجام ہے" (خطبہ الہامیہ صفحہ 312، روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 312)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تحقیر "موسیٰ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے، کوئی عیسائی نہیں کہتا کہ برا کام کیا"
پرانا حوالہ: (نورالقرآن صفحہ 24، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 353)
تبدیل شدہ حوالہ: (نورالقرآن حاشیہ صفحہ نمبر 19، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 353)

نوٹ: (1984کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر24پر تھا۔ تحریف کرکے 2008کے ایڈیشن میں یہ حوالہ صفحہ نمبر19کے حاشیہ پر کر دیا گیا)

"وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے"
(حقیقۃ الوحیٰ تتمہ صفحہ 83، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 519)

حضرت نوح علیہ السلام کی تحقیر "خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے"
(تتمہ حقیقت الوحیٰ صفحہ 137، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 575)

حضرت یوسف علیہ السلام کی تحقیر "پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا غلام قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کرکے بھی قید سے بچا لیا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا"
(براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 99، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 99)

آدمم نیز احمد مختار — در برم جامئہ ہمہ ابرار
آنچہ داد ست ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا بہ تمام
"انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم زکسے
کم نیم زان ہمہ بروئے یقین — ہر کہ گوید دروغ ہست لعین"
زندہ شد ہر نبی بامدنم — ہر رسولے نہاں بہ پیر ہنم

(الف) میں آدم ہوں نیز احمد مختار ہوں، میں تمام نیکوں کے لباس میں ہوں
(ب) خدا نے ہر نبی کو (کمالات و معجزات کا) جام دیا مگر وہی جام مجھے لبالب پھر کر دیا ہے
(ج) اگرچہ دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں، میں عرفان میں ان نبیوں میں سے کسی سے کم نہیں ہوں
(د) مجھے اپنی وحی پر یقین ہے اور اس یقین میں، میں کسی نبی سے کم نہیں ہوں جو اسے جھوٹ کہتا ہے وہ لعنتی ہے۔
(ہ) میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہو گیا، ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے۔
(نزول المسیح صفحہ 99 تا 100، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 477 تا 478)

"ہر ایک نبی اور ولی سے اپنے ان مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں کہ جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بخوبی تفہیم نہیں ہوئی غلطی واقع ہو سکتی ہے" (مجموعہ اشتہارات جلد اول، صفحہ 173)

67۔ مجدد سرہنداور شرف ہمکلامی نبوت/ محدثیت

قول:

"مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وُہ نبی کہلاتا ہے" (حقیقتہ الوحی، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 406)

تضاد:

"جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں" (ازالہ اوہام، حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 601)

مرزاغلام احمد قادیانی کی علمی خیانت۔

مکتوبات سرہندی میں لفظ محدث لکھا ہے، مرزاجی نے اپنی نبوت کے ثبوت کے لیے مجدد صاحب کی تحریر کو غلط انداز میں پیش کر کے اسکے پیچھے پناہ لینے کی ناکام کوشش کی ہے۔

جب مرزاصاحب کا دعوہ محدث ہونے کا تھا تو یہ حوالہ نقل کرتے ہوئے لفظ محدث لکھ دیا

(تحفہ بغداد صفحہ 21 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 28 حاشیہ)

68۔ بی بی مریم کا نکاح/ بی بی مریم کنواری

قول:

"حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم کی پختہ شہادت ہے"

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 300، حاشیہ)

"اب اس خواب کے دیکھنے سے اس کو یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجھے یہ بشارت دی ہے کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ اس خواب کو اندر ہی اندر دبا گئی لیکن وہ خواب سچی تھی اور ساتھ ہی اس کے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت تک بے خبر رہی جب پانچواں مہینہ حمل پر گزرا تب یہ چرچا پھیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس وقت لوگوں کو خواب سنادی لیکن اُس وقت سُنانا بے فائدہ تھا۔آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے طور پر یوسف نام ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا اس طرح پر یہ نشان مکدر ہو گیا"

(نسیم دعوت صفحہ 17، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 381)

تضاد:

"یہ جو انجیلوں میں بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان میں دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ بلکل دروغ اور بناوٹ ہے" (ریویو آف ریلیجنز، جلد اول نمبر 4، صفحہ 150، بابت اپریل 1902)

69۔ "شاتان تذبحان"

مولوی عبداللطیف اور عبدالرحمٰن قادیانی/مرزا احمد بیگ اور اسکا داماد

قول: "شاتان تذبحان"

(ترجمہ: "دو بکریاں ذبح کی جائیں گی")

(براہین احمدیہ جلد 1، صفحہ 610، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 610، حاشیہ در حاشیہ)

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنی بیگناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالی کی کتابوں میں محاورہ ہے کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی گائیوں سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ سو خدا تعالی نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا ہے۔ کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اُس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی عبداللطیف اور ان کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو "براہین احمدیہ" کے لکھے جانے کے بعد پورے تیئیس برس بعد پوری ہوئی۔ اب تک لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری کتاب "براہین احمدیہ" کے صفحہ 511 میں پڑھا ہوگا اور ظاہر ہے کہ جیساکہ ابھی میں نے لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں"

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 72، مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 72)

تضاد:

"ایسا ہی "براہین احمدیہ" میں احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق کی پیشگوئی کی نسبت صفحہ 510 ارو صفحہ 511 میں اور صفحہ 515 میں پہلے سے خبر موجود ہے اور وہ یہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی پہلے بکری سے مراد مرزا احمد بیگ ہاشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے۔ ان پیشگوئیوں میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے جو ان کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریاں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی احمد بیگ اور اس کے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ برس پہلے "براہین احمدیہ" میں شائع ہو چکی ہے"

(انجام آتھم صفحہ 55، 57، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 339، 341)

70۔اندھے کو اندھا کہنا منع ہے/اندھا عیسائی احمد مسیح

قول:

"اگر کوئی اندھے کو اندھا اندھا کرکے پکارے اور پھر کسی کے منع کرنے پر یہ کہے کہ میاں کیا میں جھوٹ بولتا ہوں تو اسے یہ کہا جائے گا کہ بے شک تو راس گو ہے مگر احمق یا شریر کہ جس راستی کا اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو واجب الاظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کا

دل کو دکھاتا ہے"

(شحنہ حق صفحہ 40، روحانی خزائن جلد 2، صفحہ 366)

تضاد:

"2 مئی 1906 کو ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تھا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا ہے" (مجموعہ اشتہارات، جلد سوم صفحہ 556، طبع جدید)

71۔دابتہ الارض طاعون/علماء سو/جانور/شیطان کی خادمہ

قول:

"تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون ہے اور یہ وہ دابتہ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں وعدہ ہے"

(نزول المسیح صفحہ 38، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 415 تا 416)

"اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابتہ الارض جو ان آیات میں مذکور ہے جس کا مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے۔ یہ وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے عالم کشف میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ طاعون کا کیڑا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابتہ الارض رکھا" (نزول المسیح صفحہ 39، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 416)

"خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابتہ الارض کے معنی کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے" (نزول المسیح صفحہ 40، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 418)

"اور بھی دلائل اس بات پر بہت ہیں کہ یہی دابتہ الارض جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہے"

(نزول المسیح صفحہ 42، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 420)

تضاد:

دابتہ الارض علماء سو

"ان المراد من دابتہ الارض علماء السوی" ترجمہ: "یقیناً دابتہ الارض سے مراد علماء سو ہیں"

پرانا حوالہ (حمامتہ البشریٰ صفحہ **142**، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 308)

تبدیل شدہ صفحہ نمبر (حمامتہ البشریٰ صفحہ **86**، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 308)

نوٹ: (1984کے ایڈیشن میں یہ حوالہ حمامۃ البشریٰ کے صفحہ 142 پر موجود تھا۔ مگر 2008کے ایڈیشن میں اسکو تبدیل کرکے حمامۃ البشریٰ کے صفحہ نمبر 86 پر کردیا گیا)

دابتہ الارض مسلمان

"یہ مسلمان دابتہ الارض ہیں"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 143)

دابتہ الارض متکلمین کا گروہ

"واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابتہ من الارض (سورتہ نمل آیت 38) یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقدر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابتہ الارض کا زمین سے نکالیں گے، وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 503، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 370)

دابتہ الارض علماء وواعظین

"ایسا ہی دابتہ الارض یعنی وہ علماء واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلتے آتے ہیں۔ لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہوگی اور ان کے خروج سے مراد وہی ان کی کثرت ہے"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، صفحہ 510، روحانی خزئن جلد 3 صفحہ 373)

"وہ بعض الاحادیث یدل علی انھا امراتہ کافرتہ خادمہ للشیطان و جساستہ للدجال ولیس فیھا خیر"

(بعض احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ایک کافر عورت ہے جو شیطان کی خادمہ اور دجال کی جاسوس ہے اور اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے)

(حمامتہ البشریٰ صفحہ 86، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 308) پرانا حوالہ 305

"ان بعض الصحابہ زعموا ان دابتہ الارض علی رضی اللہ عنہ، فقیل لہ ان الناس یظنون انک انت دابتہ الارض، فقال الا تعلمون انہ انسان ومعہ لوازم بعض الحیوانات، ولھا وبر وریش، وشیء فیہ کالطیر، وشیء فیہ کالسباع، وہ فیہ کالبھائم، وھو یسعٰی کمثل فرس ضلیع ثلاث مرتہ ولم یخرج الا اقل من ثلثیہ، وما انا الا انسان"

ترجمہ: یہاںتک کہ بعض صحابہ نے خیال کیا کہ دابتہ الارض علی رضی اللہ عنہ ہیں، اور آپ سے کہا گیا کہ لوگ آپ کو دابتہ الارض خیال کرتے ہیں، تو انھوں نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ وہ انسان ہے اور اس کے ساتھ بعض حیوانات کے لواز ہوں گے اور اس کی پشم اور پر ہوں گے اور اس میں کچھ چیزیں پرندوں کی مشابہ ہوں گی اور کچھ چوپائیوں کے اور وہ تین بار ایک مضبوط گھوڑے کی طرح دوڑ یگا لیکن اپنے دو تہائی سے کم ہی نکل سکے گا اور میں تو محض ایک انسان ہوں"

(حمامتہ البشری صفحہ 85، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 305 تا 306)

"حتی ان اکثر الصحابتہ ظنوا انہ انسان فقط ولاجل ذٰلک حسبوا ان علیا ہو دابتہ الارض"
ترجمہ: یہاںتک کہ اکثر صحابہ نے سمجھ لیا کہ وہ فقط ایک انسان ہے اور اس لیے اُنھوں نے خیال کیا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ ہی دابتہ الارض ہیں۔ (حمامتہ البشریٰ صفحہ 86، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 307)
وقال بعض الناس ان دابتہ الارض التی ذکرہ القرآن ھو اسم الجنس لا اسم شخص معین فاذاانشقت الارض فیخرج منہ الوف من دواب الارض سمی کل واحد منھا دابتہ الارض لھم صور کصور الانسان وابدان کابدان السباع والکلاب والبھائم وقیل انھا حیوان لھا عنق طویلتہ یرا ھاالمغربی کمایراہ المشرقی ولھا مناقیر الطیور وھی حیوان اصوف ذات زغب وذات وبر وریش وفیھا من کل لون من الوان الدواب ولھا اربع قوائم وفیھا من کل امتہ سیما وسیماھا من ھٰذہ الامتہ انھا تکلم الناس بلسان عربی مبین تکلمھم بکال مھم ھٰذا قول ابن عباس وجائ من ابی ھریرتہ انھا ذات عصب دریش وان فیھا من کل لون مابین قرنیھا فرخ للراکب المجد وعن ابن عمر قال انھا زغبائ ذات وبرو ریش۔ وعن حذیفتہ قال انھا سلمعتہ ذات وبر وریش لن یدرکھا طالب ولایفوتھا ھارب وعن عمرو بن العاص قالا انھا حیوان طویل القامتہ راسہ یبلغ السماء ویسمھا ولم یخرج رجلاہ من الارض وانھا التخرج کجری الفرس ثلثتہ ایام لم یخرج ثلثا وعن ابن زبیر ھی دابتہ راسھا کراس البقر وعینھا کعین الخنزیر واذنھا کاذن الفیل وقرنھا کقرن الایل وعنقھا کعنق النعامتہ وصدرھا کصدر الاسد ولونھا کلون النمر وخاصرھا کخاصر السنور وذنبھا کذنب المعیز وارجلھا کقوئم الابل ومابین مفصلیھا اثنا عشر ذراعا"
ترجمہ: اور بعض لوگوں نے کہا کہ دابتہ الارض جس کا قرآن میں ذکر ہے وہ اسم جنس ہے۔ کسی معین شخص کا نام نہیں۔ پس جب زمین پھٹ جائے گی تو اس میں ہزاروں زمینی جانور نکلیں گے ان میں سے ہر ایک کو دابتہ الارض کہیں گے۔ ان کی صورتیں انسانوں کی مانند ہوں گی اور ان کے بدن درندوں اور کتوں اور چوپایوں کے بدنوں کے مانند ہوں گے اور کہا گیا ہے کہ وہ ایک لمبی گردن والا حیوان ہے اس کو ایک مغربی ویسے ہی دیکھے گا جیسے ایک مشرقی اور اس کی پرندوں کی سی چونچیں ہوں گی اور وہ بڑی صوف والا اور چانوں والا اور پشم والا اور بالوں والا جانور ہے اور اس میں جانوروں کے تمام رنگ ہوں گے اور اس کی چار ٹانگیں ہوں گی اور اس میں ہر کا نشان ہوگا اور اس کا نشان اس اُمت کے لیے یہ ہے کہ وہ لوگوں سے فصیح عربی میں کلام کریگا۔ اور وہ ان سے ان زبانوں میں گفتگو کریگا۔ یہ ابن عباس رضی اللہ تعالی کا قول ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ وہ پٹھوں والا اور پَروں والا ہے اور اس میں ہر رنگ موجود ہے۔ اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان تیز رو سوار کے لیے فرسخ کا فاصلہ ہے اور ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ پٹھوں والا پروں والا اور پشم والا جانور ہے اور حذیفہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ وہ پشم اور بالوں والا بھیڑیا ہے جیسے کوئی تلاش کرنیوالا پکڑ نہیں سکتا اور نہ اس سے کوئی بھاگنے والا آگے نہیں نکل سکتا اور عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ وہ ایک طویل القامت حیوان ہے جسکا سر آسمان تک پہنچتا ہے اور اسے چُھوتا ہے اور اس کے دونوں پاوں زمین سے نیں نکلے اور وہ گھوڑے کے بھاگنے کی طرح تین دن نکلے گا اور تین دن نہیں نکلے اور ابن زبیر سے روایت ہے کہ وہ ایک جانور ہے جسکا سر گائے کے سر اور آنکھ اور کان ہاتھ کے کان اور سینگ بارہ سنگھے کے سینگ اور گردن شتر مرغ کی گردن اور سینہ شیر کے سینہ اور رنگ چیتے کے رنگ کی مانند ہے اس کا پہلو بلی کے پہلو کی مانند اور اس کی دُم

بکریوں کے دم کی مانند ہے اور اس کے پاؤں اونٹ کی ٹانگوں کی مانند ہیں اور اس کے دوجوڑوں کے درمیان بارہ گز کا فاصلہ ہے"
(حمامتہ البشریٰ صفحہ 85، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 306 تا 307)
"پس اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ دابتہ الارض جو شیطان کی خادمہ ہے۔ یعنی جو مقعد سے بات کرتی ہے نہ کی صالحین کی طرح منہ سے جو نوع انسان میں سے ہیں"
(حمامتہ البشریٰ صفحہ 87، روحانی خزائن جلد 7، صفحہ 309 بقیہ حاشیہ)

72۔ سر سید احمد خان "تعریف/مخالفت"

قول:

"میں نے سید احمد خان صاحب کا نام منکرین کی مد میں اس لیے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اُس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل ہوتی اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے"
(سراج منیر صفحہ **50**، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 58)
"اُن کے وقت میں خدا نے یہ آسمانی سلسلہ پیدا کیا۔ مگر انھوں نے اپنی دنیوی عزت کی وجہ سے اس سلسلہ کو ایک ذرہ عظمت کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اپنے ایک خط میں کسی اپنے رُوآشنا کو لکھا کہ یہ شخص جو ایسا دعویٰ کرتا ہے بلکل ہیچ ہے اور اس کی تمام کتابیں لغو اور بے سود اور باطل ہیں اور اس کی تمام باتیں ناراستی سے بھری ہوئی ہیں۔ حالانکہ سر سید صاحب اس بات سے بکلی محروم رہے کہ کبھی میرے کسی چھوٹے سے رسالہ کو بھی اول سے آخر تک دیکھیں۔ وہ غصے کے وقت دنیوی رعونت سے ایسے مدہوش تھے کہ ہر ایک کو اپنے پیروں کے نیچے کچلتے تھے اور یہ دکھلاتے تھے کہ گویا ان کی دنیوی حیثیت کے رُو سے ایسا عروج ہے کہ ان کا کوئی بھی ثانی نہیں۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اکثر ان کا شیوہ تھا۔ جب میں ایک دفعہ علی گڑھ میں گیا تو مجھ سے بھی اسی رعونت کی وجہ سے جس کا محکم پودہ ان کے دل میں مستحکم ہو چکا تھا ہنسی ٹھٹھا کیا اور یہ کہا کہ آو میں مرید بنتا ہوں اور آپ مرشد بنیں اور حیدر آباد میں چلیں اور کچھ جھوٹی کرامات دکھائیں اور میں تعریف کرتا پھروں گا۔ تب ریاست اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ دے دے گی۔ اس میں دو حصے میرے اور ایک حصہ آپ کا ہوا۔ گویا اس تقریر میں وہ ٹھگ جو سادھو کہلاتے ہیں مجھے قرار دیا۔ ایسا ہی اور کئی باتیں تھیں جن کا اب ان کی وفات کے بعد لکھنا بے فائدہ ہے" (تریاق القلوب، صفحہ 339 تا 340، روحانی خزائن جلد 15، صفحہ 467 تا 468)

تضاد:

"سر سید احمد خان صاحب کے۔سی۔ایس۔آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویہ کو بدل پسند کیا ہے" (کشف الغطاء، صفحہ 13، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 189)

"سر سید احمد خان بالقابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا۔انھوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا رد لکھنا بہت ضروری سمجھا اور میموریل بھیجنے کی طرف ہر گز التفات نہ کیا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج وہ میری رائے کی ایسی تائید کرتے جیسا کہ انھوں نے سلطان روم کے بارے میں صرف میری ہی رائے کی تائید کی تھی اور مخالفانہ راوں کو بہت ناپسند اور قابل اعتراض قرار دیا تھا۔ اب ہم اس بزرگ پولٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں تا وہ بھی ہم سے مل کر اس انجمن کی شتاب کاری پر روئیں۔ سچ ہے "قدر مرداں بعد از مُردن" (البلاغ صفحہ 54، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 425)

73۔ گالی کے جواب میں خاموشی/جوابی گالی

قول:

"وقد سبونی بکل سب فما رددت علیھم جوابھم"

ترجمہ: مجھ کو گالی دی گئی مگر میں نے جواب نہیں دیا"

(مواہب الرحمٰن صفحہ 18، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 236)

تضاد:

"یہ بات بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کس قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں"

(کتاب البریہ (دیباچہ) صفحہ 11، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 11)

74۔ مقدمات پر خرچ آٹھ ہزار/ستر ہزار/سنا سنایا ہزار ہا

قول:

مرزا غلام قادیانی نے جو طویل رجسٹری شدہ مکتوب مولوی محمد حسین مرحوم بٹالوی کے نام 4 جنوری 1893 کو بھیجا، اس میں لکھا تھا کہ

"میرے والد مرزا غلام مرتضٰی نے ان مقدمات پر آٹھ ہزار روپیہ خرچ برداشت کیا" (مکتوبات احمدیہ جلد 4، صفحہ 32)

تضاد:

اس کے پانچ سال بعد کتاب البریہ میں جو کہ 24 جنوری 1898 کو شائع کی، یہ لکھ مارا کہ

"ان مقدمات پر میرے والد کے قریباً ستر ہزار روپے خرچ ہوئے تھے" (کتاب البریہ صفحہ 155، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 187)

پھر اسکے ساڑھے چار سال بعد کتاب "تریاق القلوب" میں جو 28 اکتوبر 1902 کو شائع ہوئی نہ آٹھ ہزار کا ذکر کیا نہ ستر ہزار کا۔ بلکہ اس کو ایک سنا سنایا قصہ قرار دیا۔ چنانچہ لکھا کہ

"اعظم بیگ نام کا ایک باشندہ تھا جو اکسٹرا اسسٹنٹ تھا اُس نے اپنی حیلہ سازی سے ہمارے بے دخل شرکاء کو جو ملکیت قادیان کی سرکاری کاغذات کی رو سے حصہ دار تھے مگر ملکیت سے بلکل بے تعلق تھے اور ملکیت قادیاں کے ہزار ہا خرچ و حرج میں کسی کام میں شریک نہیں ہوئے تھے، اٹھایا اور مقدمہ کر کر ان کو کہا کہ اپنے حصے میرے پاس فروخت کر دو اور میں مقدمہ کروں گا۔ چنانچہ اُن کو کچھ تھوڑا روپیہ دے کر خوش کر دیا اور ان سے ملکیت قادیاں کے مقدمے کرائے اور آپ ان کو مدد دی۔ بھائی مرزا غلام قادر کو اپنی فتح یابی کا بہت یقین تھا۔ وہ سرگرمی سے جواب دہی میں مصروف ہوئے۔ میں نے سنا ہوا تھا کہ میرے والد مرزا غلام مرتضٰی نے ان دیہات پر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا تھا اور شرکاء اس میں شریک نہ ہوئے اس لیے میں نے بھی فتح یابی کے لیے دعا کی"

(تریاق القلوب، صفحہ 38، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 209 تا 210)

75۔ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند جو قریش سے نہ ہو/مانند جو قریش

قول:

"اور جس وقت کہ وعدہ مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ موکد کیا گیا تھا۔ اس بات نے تقاضا کیا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو۔ کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ خاتم الخلفاء ہے، قریش میں سے نہ ہووے اور تلوار نہ اٹھائے اور جنگ کا حکم نہ کرے، تا کہ مشابہت پوری ہو جائے"

(خطبہ الہامیہ صفحہ 46، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 83 تا 84)

تضاد:

"خلاصہ کلام یہ کہ اسماعیلی سلسلہ کی عمارت بلکل اسرائیلی سلسلہ کے مطابق بنائی گئی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اس سلسلہ کا عیسیٰ بھی خاندان بنی اسماعیل میں سے نہ نہیں ہے۔ کیونکہ مسیح بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کا باپ نہ تھا۔ صرف ماں اسرائیلی تھی۔ یہی مشابہت اس جگہ موجود ہے۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ میری بعض اُمہات سادات میں سے تھیں اور خدا کی وحی نے بھی یہ ہی مجھ پر ظاہر کیا اور جس طرح حضرت عیسیٰ نے باپ کے ذریعے سے رُوح حاصل نہیں کی تھی اس طرح میں نے بھی علم و معرفت کی رُوح کسی روحانی باپ سے یعنی استاد سے حاصل نہیں کی۔ پس ان تمام باتوں میں مجھ میں اور حضرت عیسیٰ میں شدید مشابہت ہے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابل پر اسماعیلی سلسلہ قائم کر کے عیسیٰ بننے کے لئے مجھے چن لیا۔ صدر سلسلہ اسلام میں حضرت سیدنا محمد ﷺ ہیں جن کا نام موسیٰ رکھا گیا جن کے ماں باپ دونوں قریشی تھے۔ اور آخر سلسلہ میں یہ عاجز ہے جو فقط ماں کے لحاظ سے قریش ہے۔ جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا"

(براہین احمدیہ ضمیمہ حصہ پنجم صفحہ 136، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 303 تا 304)

76۔ مومن لعان نہیں ہوتا/لعنت کی برسات

قول:

"لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا"

(ازالہ اوہام صفحہ 660، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 456)

تضاد:

"میرے دل سے اس وقت حق کی تائید کے لیے ایک بات نکلتی ہے اور میں اس کو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ القاء ربی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپ نے مجھے کافر ٹھہرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ بالا میرے مقابلہ پر فی الفور آجاو تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی ﷺ کے رد سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر اس تبلیغ کے بعد ہم دونوں میں سے کوئی شخص مستخلف رہا اور باوجود اشد غلو اور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق کے میدان میں نہ آیا اور شغال کی طرح دُم دبا کر بھاگ گیا گو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا۔ (1) لعنت (2) لعنت (3) لعنت (4) لعنت (5) لعنت (6) لعنت (7) لعنت (8) لعنت (9) لعنت (10) لعنت

(مکتوبات احمد جلد اول، صفحہ 341 تا 342)

"اب آپ کسی حیلہ و بہانہ سے گریز نہیں کر سکتے۔ اب تو دس لعنتیں آپ کی خدمت میں نذر کر دی ہیں اور الہ جلشانہ کی قسم بھی دی ہے کہ آپ آسمانی طریق سے میرے ساتھ صدق اور کذب کا فیصلہ کر لیں۔ آگر آپ مجھ کو جھوٹا سمجھنے میں سچے ہیں تو میری اس بات کو سنتے ہی مقابلہ کیلئے کھڑے ہو جائیں گے ورنہ ان تمام لعنتوں کو ہضم کر جائیں گے"

(مکتوبات احمد جلد اول، صفحہ 353)

"لعنت نمبر 1، لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3، لعنت نمبر 4،۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لعنت نمبر 1000"

(نور الحق صفحہ 118 تا 122، روحانی خزائن جلد 8، صفحہ 158 تا 162)

"اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا۔ اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے؟ اے خبیث کب تک تو جئے گا؟ کیا تیرے لیے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔ ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہیے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم تعال لعن اللہ الف الف مرت۔ (یعنی ان پر 10 لاکھ جوتے اور اللہ کی لعنتیں)"

(انجام آتھم صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 329، 330)

77۔ قادیان۔کدعہ/اذنی الارض/دمشق/یروشلم

قول:

"اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اس پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ ﷺ میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے۔ پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیانی میں پیدا ہوگا اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی جس میں تین سو تیرہ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے"

(انجام آتھم صفحہ 45، روحانی خزائن جلد 11، صفحہ 329)

تضاد:

ادنی الارض

(الف) "خواب میں دیکھا کہ میرے پاس مرزا غلام قادر میرے بھائی کھڑے ہیں اور میں یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتا ہوں غلبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد غلبھم سیغلبون اور کہتا ہوں کہ ادنی الارض سے قادیانی مراد ہے اور میں کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے"

(مکتوبات پیر سراج الحق نعمانی حضرت مسیح موعود کے دست مبارک کے لکھے ہوئے میں سے)

(ب) "ایک دفعہ ہمیں یہ الہام ہوا کہ:

غلیبت الروم فی ادنی الارض وھم من بعد علیھم سیغلبون۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ اس وعدہ کی آخری آیت تک جس قدر حروم ہیں ان میں اکمل اور اخلص واقفین کے نام بھی مخفی ہیں اور جو اشد انکار و عناد و مخالفت میں اپنی قوم میں سے ہیں۔ ان کے نام بھی اس میں پوشیدہ ہیں

پھر فرمایا: اور میں نے دیکھا ایک شخص نے اَذنی الارض پر قرآن شریف میں ہاتھ رکھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قادیان کا نام ہے"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ 45، مکتوبات پیر سراج الحق صاحب نعمانی صفحہ 313 تا 314 ہر دو حصہ)

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 649)

دمشق

"صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا یا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔۔۔۔۔۔ مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے" (ازالہ اوہام صفحہ 63 تا 66 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 134 تا 135)

1891

"قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ

اخرج منہ الیزیدتون

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141)

"یہ قصبہ قادیانی بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ تشبہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سو خدائے تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا کہ اخرج منہ الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں

(ازالہ اوہام صفحہ 72 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 138 حاشیہ)

"انا انزلنا قریباً من القادیان" اس کی تفسیر یہ ہے کہ انزلنا قریبا من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 59)

"اب چونکہ قادیان کو اپنی ایک خاصیت کی رُو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا"

(ازالہ اوہام حصہ اول صفحہ 74 حاشیہ، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 139)

یروشلم

"ذکریا 14 باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔ اس زمانہ میں تمام فرقہ دنیا کے متفق ہوں گے کہ یروشلم کو تباہ کر دیں۔ تب انہی دنوں میں طاعون پھوٹے گی اس اسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لیے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دار الامان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس امت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اُس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا"

(نزول المسیح صفحہ 44، روحانی خزائن جلد 18، صفحہ 420)

78- مرزاغلام قادیانی غازی/غازی نام رکھنا نافرمانی

قول:

"اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے"

(نشان آسمانی صفحہ 15، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375)

تضاد:

"اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 284 تا 285)

79-انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا/مرزا کو احتلام

قول:

"ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے سوا کچھ نہیں رکھتے اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے، اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا"

(سیرت المہدی جلد اول، صفحہ 143)

تضاد:

"ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا"

(سیرت المہدی جلد سوم، صفحہ 242)

80-مرزا کا قلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار/رسول اللہ ﷺ کی تلوار

قول:

"اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلطان القلم اور میرے قلم کو ذوالفقار علی فرمایا ہے۔ اس میں یہی سِر ہے کہ زمانہ جنگ وجدال کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے" (ملفوظات احمدیہ جلد اول صفحہ 151)

تضاد:

"اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں" (ملفوظات جلد اول صفحہ 114)

81۔نزول مسیح ایمانیات کا حصہ نہیں/شرک، گناہ، گپ، گمراہی، کفر، جھوٹ

قول:

"اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اُس زمانہ تک اسلام کا کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کا کچھ کامل نہیں ہو گیا"

(ازالہ اوہام صفحہ 140، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 171)

"سو یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے، اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور برپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑھی بلکہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا"

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے صفحہ 3)

"اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں، صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے"

(حقیقت الوحی حاشیہ صفحہ 30، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 32)

"میں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لیے جائیں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیہ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسکی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے"

(ملفوظات جلد اول طبع جدید، صفحہ 352)

تضاد:

"ہاں اس میں شک نہیں کہ وفات مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیات اسلام کے واسطے ضروری ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے سخت مخالف ہے جو دین کو ضرر پہنچانے والے ہوں۔ حیات مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی مگر آج کل وہ ایک اژدھا ہے" (احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے صفحہ 4)

"فمن سوالادب ان یقال ان عیسیٰ مامات وان ھوالاشرک عظیم" ترجمہ: سو من جملہ سوادب کے ہے کہ یہ کہا جائے کہ عیسیٰ مرا نہیں، یہ تو نزا شرک عظیم ہے"

(حقیقۃ الوحی الاستفتاء ضمیمہ صفحہ 39، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 660)

"حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر جانا محض ایک گپ ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، ضمیمہ صفحہ 100، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 262)

"ان الذین ظنوا من المسلمین ان عیسیٰ نازل من السماء مااتبعوا الحق بل ھم فی وادی الضلال یتیھون۔ ترجمہ: آسمان سے حضرت عیسی علیہ السلام کے نزول کے قائل مسلمان گمراہی کی وادی میں سر گرداں ہیں"

(خطبہ الہامیہ صفحہ 6، روحانی خزائن جلد 16، صفحہ 6)

"ولا شک ان حیات عیسی و عقیدۃ نزولہ باب من ابواب الاضلال ولا یتوقع منہ الا انواع الوبال۔ واللہ فی افعالہ حکم" ترجمہ: اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے نزول کا عقیدہ گمراہی کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور اس سے سوائے قسم قسم کے مصیبتوں کے اور کوئی امید نہیں کی جا سکتی"

(حقیقۃ الوحی الاستفتاء صفحہ 47، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 670)

"کال بل ھو ھیت ولا یعود الی الدنیا الی یوم یبعثون و من قال متعمدا خلاف ذلک فھو من الذین ھم بالقران یکفرون" ترجمہ: یاد رکھو بلکہ وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) مر چکا ہے اور وہ قیامت تک دنیا میں واپس نہیں آئے گا اور جو شخص اس کے خلاف کہے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں"

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ صفحہ 44، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 666)

"حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لیے گھڑا تھا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 31، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 31)

"حضرت سید الرسل و سید الانبیاء ﷺ کو ایک مردہ رسول قرار دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا اس میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی بڑی ہتک ہے اور یہ ہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے (حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام) جس کی شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 5، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 94)

"عیسیٰ علیہ السلام کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں اسلام کی موت ہے"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 231، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 406)

82۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی تعریف/تکذیب

قول:

"اور خود آنحضرت ﷺ کی زندگی میں بھی لوگ کہا کرتے تھے کہ ابو ہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ ایک دن ابو ہریرہ نے ایک ایسا کہنے والے سے پوچھا کہ کل عشاء کی نماز میں آنحضرت ﷺ نے کون کون سی سورتیں پڑھیں تھیں تو وہ نہ بتا سکا۔ اور پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو بتا دیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابو ہریرہ کو ابتدا سے ہی یہ شوق تھا کہ آنحضرت ﷺ کے متعلق معمولی سی معمولی باتوں کو توجہ سے دیکھتے اور یاد رکھتے تھے" (ریویو آف ریلیجنز بابت ستمبر 1906 نمبر 9)

تضاد:

"جیسا کہ ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا"

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح صفحہ 18، روحانی خزائن جلد 19، صفحہ 128)

"غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ھریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کے پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے جیسا کی ابتداء میں ابو ہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باتوں میں ابو ہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا"

(حقیقۃ الوحی، صفحہ 34، روحانی خزائن جلد 22، صفحہ 36)

"دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنے ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ "ابو ہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اسکی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔ اور میں کہتا ہوں اگر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے معنے کئے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ اور کئی مقام میں محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور فہم اور درایت کے متعلق ہیں اکثر ابو ہریرہ اُن کو سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے اور غلطی کرتا ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ 234، روحانی خزائن جلد 21، صفحہ 410)

83۔ انبیاء کا استاد اللہ سبحان و تعالیٰ/دنیاوی استاد

قول:

"اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا"

(براہین احمدیہ حصہ اول، صفحہ 7، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 16)

"یہ صفت مہدویت اگرچہ تمام نبیوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں"

☆ کیونکہ سب نبی تلامیذ الرحمان ہیں (اربعین نمبر 2، صفحہ 11، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 358)

تضاد:

"حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی"

(ایام الصلح صفحہ 147، روحانی خزائن جلد 14، صفحہ 394)

"دوسرے نبیوں نے انسانوں سے بھی تعلیم پائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے گویا شہزادگی کی حثیت میں زیر نگرانی فرعون تعلیم پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُستاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا"

(اربعین نمبر 2، صفحہ 11، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 358)

سلمان: مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ خود مختلف استادوں کا شاگرد رہا ہے اور اسی وجہ سے اپنے اس انسانی وصف کو انبیاء علیہ السلام کی پاک زندگی میں شامل کر کے اپنی نبوت کے جھوٹے دعوے کی ڈوبتی کشتی کو سہارا دینے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس نے باقی انبیاء پر جھوٹ بہتان باندھا اور ان سے استاد منسوب کر دیے۔ جب کہ اللہ تعالی قرآن مجید میں حضرت عیسی علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ (ال عمران 48)

ترجمہ: ور اللہ اُسے کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا، تورات اور انجیل کا علم سکھائے گا۔

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ :

"إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرًا مِنْ نُورٍ، وَإِنِّي لَعَلَى أَطْوَلِهَا وَأَنْوَرِهَا، فَيَجِيءُ مُنَادٍ، فَيُنَادِي: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ؟ قَالَ: فَيَقُولُ الْأَنْبِيَاءُ: كُلُّنَا نَبِيٌّ أُمِّيٌّ، فَإِلَى أَيِّنَا أُرْسِلَ؟ فَيَرْجِعُ الثَّانِيَةَ، فَيَقُولُ: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ؟ قَالَ: فَيَنْزِلُ مُحَمَّدٌ حَتَّى يَأْتِيَ بَابَ الْجَنَّةِ،۔۔۔۔الی آخر الحدیث "

قیامت کے دن ہر نبی کے لیئے ایک منبر ہو گا لیکن میرا منبر سب سے لمبا اور سب سے زیادہ روشن ہو گا، پس ایک آواز لگانے والا آواز لگائے گا کہ: امی نبی کہاں ہیں؟ تو تمام انبیاء کرام فرمائیں گے کہ ہم سب امی نبی ہیں، ہم میں سے کسے بلایا جا رہا ہے؟ تو آواز لگانے والا دوبارہ آواز لگائے گا: عربی امی نبی کہاں ہیں؟ تو فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم) منبر سے (اتریں گے اور جنت کے دروازے کے پاس جائیں گے اور باب جنت پر دستک دیں گے۔ الی آخر الحدیث۔ (صحیح ابن حبان حدیث نمبر 6480)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نبی امی ہے اور کسی دنیاوی استاد سے تعلیم یافتہ نہیں بلکہ اللہ پاک اپنی قدرت سے اسے علم لدنی سے مالا مال کرتا ہے۔

84۔ معراج اور صعود عیسی ہمشکل/غیر مشابہہ

قول:

"پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ ہمارے نبی ﷺ کا جسمانی معراج کا مسئلہ بلکل مسیح کے جسمانی طور پر آسمان پر چڑھنے اور آسمان سے اُترنے کا ہمشکل ہے" (ازالہ اوہام حصہ اول، روحانی خزائن جلد 3، صفحہ 248)

تضاد:

"فانت تعلم و تفھم اُن قصتہ المعراج شئ آخرلا یضاھیہ قصتہ صعود عیسی علیہ السلام الی السماء، وان کنت تشک فیہ فارجع الی البخاری"

ترجمہ: "پس تو جانتا اور سمجھتا ہے کہ معراج کا واقعہ ایک الگ نوعیت کا ہے جس سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان کی طرف صوعد فرمائے جانے کا قصہ کوئی مشابہت نہیں رکھتا اور اگر تجھے اس بارے میں کوئی شک ہو تو بخاری کی طرف رجوع کر" (حمامتہ البشری، صفحہ 34، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 220)

85۔ وظائف کا ورد بدعت/مرزا کے وظائف کرنا

قول:

"ایک روز ایک شخص نے سوال کیا کہ دلائل الخیرات کا ورد اور پڑھنا کیسا ہے، فرمایا دلائل الخیرات میں جتنا وقت خرچ ہوا اگر نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں خرچ ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے ہی کتابیں قرآن شریف اور نماز سے روک دیتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور حکم ہے۔ اور انسانوں کے بناوٹی وظیفہ ہے فرمایا قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کو بھی لوگ وظیفہ کرتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور ناسمجھی سے ایسا کرتے ہیں" (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 183)

تضاد:

"جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورتہ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے سورتہ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سورتہ تھی۔ جیسے الم ترکف فعل ربک باصحاب الفیل ہے الخ۔ اور ہم نے وظیفہ قریبا ساری رات صرف کرکے ختم کیا تھا۔ وضیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھ کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا"

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 163)

"اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے میرا اور میاں عبداللہ صاحب سنوری کا نام لیا اور حضرت نے پسند فرمایا اور ہم دونوں کو ماش کے دانوں پر ایک ہزار دفعہ سورتہ الم ترکیف پڑھنے کا حکم دیا" (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ 290)

86۔ والد الحرام نام نہ رکھنا/حرام زادہ کہنا

قول:

"نہ ہم کسی کو الدالحرام کہتے نہ حرام زادہ نام رکھتے بلکہ جو شخص ایسے سیدھے اور صاف فیصلہ کو چھوڑ کر زبان درازی سے باز نہیں رہے گا وہ آپ یہ نام اپنے لئے اختیار کرے گا" (انوار السلام صفحہ 31، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 32)

تضاد:

"آگر کوئی مولویوں میں سے کہے کہ ثابت نہین تو اگر وہ اس بات میں سچا اور حلال زادہ ہے تو عبداللہ آتھم کو اس حلف پر آمادہ کرے"

(انوار السلام صفحہ 24، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 25)

"میاں عبدالحق غزنوی ہو یا میاں ثناء اللہ یا سعد اللہ یا غلام رسول یا کوئی اور ہو خوب یاد رکھیں کہ مسلمان کہلا کر بے وجہ عیسائیوں کو غالب قرار دینا سراسر ظلم کی راہ سے ان کا نام فتح یاب رکھنا یہ حلال زادوں کا کام نہیں چاہیے کہ اب بھی سمجھ جائیں"

(انوار السلام صفحہ 24، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 26)

"اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولدالحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں"

(انوار السلام صفحہ 30، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 31)

87۔ متعہ حرام/متعہ کی ضرورت

قول:

"اول تو متعہ صرف اس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کر دیا گیا ہو پھر ماسوا اس کے مُتعہ اوائل اسلام میں یعنی اس وقت میں جب کہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کے لیے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کے لئے مردار کھانا نہایت بے قراری کی حالت میں جائز ہو جاتا ہے اور پھر مُتعہ ایسے حرام ہو گیا جیسے سُور کا گوشت اور شراب حرام اور نکاح کے احکام نے مُتعہ کے لئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی"

(آریہ دھرم صفحہ ج، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 67)

تضاد:

"جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوئی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ ہو سکا اور نہ گورنمنٹ اس فطرتی قانون کو تبدیل کر سکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے۔ آخر یہ قبول کیا گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو۔ کاش اگر اس کی جگہ متعہ بھی ہوتا تو لاکھوں بندگان خدا زنا سے تو بچ جاتے" (آریہ دھرم صفحہ، روحانی خزائن جلد 10، صفحہ 71)

88۔ اللہ پاک نور/کھا جانے والی آگ (نعوذ باللہ)

قول:

اللہ آسمانوں کا بھی نور ہے اور زمین کا بھی" (تفسیر مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ 449، حصہ سوم)

تضاد:

"وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانیوالی آگ ہے"

(سراج منیر صفحہ 55، روحانی خزائن جلد 12، صفحہ 64)

89۔ چولہ غیب سے / مرشد کا انعام

قول:

"ہم باوا صاحب کی کرامت کو اس جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ وہ چولہ ان کو غیب سے ملا اور قدرت کے ہاتھ نے اس پر قرآن شریف لکھ دیا" (ست بچن صفحہ 68، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 192)

تضاد:

"سکھوں کو اب تک خبر نہیں کہ قاضیوں کا کام نہیں کہ چولے اپنے پاس رکھیں اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی ایک رسم تھی پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان کو دیا تھا"

(نزول المسیح صفحہ 205، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 583)

90۔ فریق سے مراد گروہ / اکائی

قول:

"اب یاد رہے کہ پیشگوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلت کا وعدہ تھا ایک گروہ مراد ہے۔ جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سر گروہ تھا۔ ہاں مقدم سب سے ڈپٹی عبداللہ آتھم تھا کیونکہ وہی دوسرے عیسائیوں کی طرف سے منتخب ہو کر پندرہ دن جھگڑتا رہا مگر در حقیقت اس لفظ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک اور ان کے سر گروہ بھی تھے کیونکہ عرفاً فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام بلمقابل کرنے والا یا اس کام کا معاون یا اس کام کا بانی یا مجوز یا حامی ہو اور پیشگوئی کی کس عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے"

(انوار الاسلام صفحہ 2، روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 2)

"یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے تھے خواہ اعانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا کا یا مجوز بحث یا حامی ہونے کا یا سر گروہ ہونے کا ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزہ دیکھ لیا۔ چنانچہ اول خدا تعالیٰ نے پادری رائٹ کو لیا جو دراصل اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سر گروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے اس جہان سے گذر گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی بے وقت موت سے ڈاکٹر مارٹین کلارک اور ایسا ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچایا" (انوار الاسلام صفحہ 8، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 8)

تضاد:

" بیان مرزا غلام احمد بلاحلف 13 اگست 97ء

ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مر جائیں گے۔ ہرگز ہمارا منشا کسی لفظ سے یہ نہ تھا کہ صاحب موصوف مر جاویں گے۔ عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مر جاوے گا۔ عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحث کی بابت پیشگوئی نہ تھی"

(کتاب البریہ صفحہ 173، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 206)

"20 اگست 97ء بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلاحلف

جب مباحثہ 93ء کا ختم ہوا آخر پر ہم نے حسب درخواست عبداللہ آتھم کے اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیشگوئی نہیں تھی اور نہ وہ اس پیشگوئی میں شامل تھا۔ فریق سے مراد آتھم ہی ہے جیسا کہ عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ فریق اور شخص کے ایک ہی معنے ہیں" (کتاب البریہ صفحہ 244، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 279)

91۔ مریدین آٹھ ہزار/ تین سو اٹھارہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب آتھم کے ساتھ مباحثہ کیا تو اس وقت اپنی بات کی وقعت بڑھانے اور اپنی شان بالا کرنے کے لیے اپنی کتاب انجام آتھم (مطبوعہ 1897) میں اپنے مریدین کی تعداد اٹھ ہزار بیان کی۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی پر انکم ٹیکس کا چارج لگایا گیا تو اس سے بچنے کے لیے مرزا جی نے اپنی کتاب ضرورت الامام (مطبوعہ 1898) میں یعنی تقریبا ایک سال بعد ہی اپنے مریدین کی تعداد کو آٹھ ہزار سے گھٹا کر ایک دم تین سو اٹھارہ کر دی (یہ بیان جو داخل عدالت ہوا وہ ایک تحصیل دار صاحب کا بیان تھا جس کی تائید مرزا قادیانی نے ان الفاظ **"اور اس جگہ محنت اور تفتیش منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار گنہ بٹالہ قابل ذکر ہے جنہوں نے انصاف اور احقاق حق مقصود رکھ کر واقعات صحیحہ کو آئینہ کی طرح حکام بالادست کو دکھلادیا"** کے ساتھ کی) تاکہ کم مریدین کا چندہ کم نظر آئے اور ٹیکس سے چھوٹ حاصل کی جائے۔

قول:

" مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ تین چار سو آدمی ہوں گے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں "

(حاشیہ ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ 26، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 310)

تضاد:

"اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا (318) آدمی ہیں"

(ضرورۃ الامام، صفحہ 43، روحانی خزائن جلد 13، صفحہ 514)

سکین حوالہ جات

روحانی خزائن جلد ۳ ۲۲۰ ازالہ اوہام حصہ اول

وہ قتل کریں اور یہی ایک خدمت تھی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب ہم بجز اس صورت کے اور کسی طور سے دے نہیں سکتے کہ آخری زمانہ میں دجال معہود کا آنا سراسر غلط ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے یہ فرض صاحب مسلم کے سر پر تھا کہ وہ اپنی ذکر کردہ حدیث کا تعارض اپنی قلم سے رفع کرتے مگر انہوں نے جو ایسے تعارض کا ذکر تک نہیں کیا تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد بن المنکدر کی حدیث کو نہایت قطعی اور یقینی اور صاف اور صریح سمجھتے ﴿۲۲۸﴾ تھے اور نواس بن سمعان کی حدیث کو از قبیل استعارات و کنایات خیال کرتے تھے اور اُس کی حقیقت حوالہ بخدا کرتے تھے۔

غرض اے بھائیو! ان حدیثوں پر نظر ڈال کر ہر یک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کبھی صدر اول کے لوگوں نے دجال معہود کے بارہ میں ہرگز اس بات پر اتفاق نہیں کیا کہ وہ آخری زمانہ میں آئے گا اور مسیح ابن مریم ظہور فرما کر اس کو قتل کرے گا بلکہ وہ تو ابن صیاد کو ہی دجال معہود سمجھتے رہے اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب انہوں نے ابن صیاد کو دجال معہود یقین کیا اور پھر یہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ وہ مشرف باسلام ہو گیا اور پھر یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت بھی ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر ایسی صورت میں اُن بزرگوں کا اس بات پر کیوں کر ایمان یا اعتقاد ہو سکتا تھا کہ مسیح ابن مریم آخری زمانہ میں دجال معہود کے قتل کرنے کے لئے آسمان سے اُتریں گے کیونکہ وہ بزرگوار لوگ تو پہلے ہی دجال معہود کا فوت ہو جانا تسلیم کر چکے تھے پھر اس اعتقاد کے ساتھ یہ دوسرا اعتقاد کیوں کر جوڑ کھا سکتا ہے کہ ﴿۲۲۹﴾ اُن کو مسیح ابن مریم کے آسمان سے اُترنے اور دجال معہود کے قتل کرنے کی انتظار لگی ہوئی تھی یہ تو صریح اجتماع ضدّین ہے اور کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-03.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۱۹﴾ اگرچہ حال کے فلاسفروں کی نظر میں یہ پہلا احتمال بہت قدر کے لائق نہیں ہے یعنی یہ کہ آتھم کو فرشتے نظر آئے ہوں مگر چونکہ خود اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ ''میں خونی فرشتوں سے ڈرتا رہا'' اس لئے ہمیں مناسب ہے کہ اس کے ان الفاظ کو بھی اس سچائی پر قیاس کریں کہ جو بعض اوقات بے اختیار مجرم کی زبان پر جاری ہو جاتی ہے۔

ایک محقق کی نظر میں یہ امر بہت مشکل ہے کہ اگر یہ تمام حملے انسان ہی کے حملے تھے تو ان مختلف حملوں میں کوئی دوسرا شخص کسی موقعہ پر بھی آتھم کا شریک رویت نہ ہو سکا اور آتھم کی زبان پر بھی مہر لگی رہی اور اس نے اس میعاد میں کوئی کارروائی ایسی نہ دکھلائی جیسا کہ ایک شخص خونیوں کے حملوں سے ڈرنے والا **طبعی** جوش سے دکھلاتا ہے بلکہ اس نے تو اپنا دامن قسم کھانے سے بھی پاک نہ کیا جس کے کھانے میں نہ صرف آسانی بلکہ نقد چار ہزار روپیہ ملتا تھا۔

پس ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا عین انصاف ہے کہ کوئی ڈرانے والا امر اس کو اس جرأت کرنے سے روکتا تھا کہ وہ نالش کرتا یا قسم کھاتا یا خانگی تحقیقات کرواتا۔ اگر ایک پاک نظر لے کر اس مقدمہ پر سلسلہ وار غور کرو تو تمہیں بہت جلد سمجھ آجائے گا کہ اول سے آخر تک تمام سلسلہ اس نتیجہ کو چاہتا ہے کہ آتھم کا وہ خوف جس کا اس کو اقرار ہے صرف پیشگوئی کی عظمت کی وجہ سے تھا نہ کسی اور وجہ سے۔

اور آتھم کے دروغ گو ہونے پر وہ اختلاف اور تناقض بھی شاہد ہے جو اس کے دعویٰ عیسائیت اور اس قدر بزدلی سے مترشح ہو رہا ہے کیونکہ اس نے عیسائیت کا اقرار کر کے اسلام کے مقابل وہ خوف دکھلایا کہ جب تک انسان کم سے کم **تذبذب** کی حالت میں نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا اور نیز اس کی کلام میں یہ

حاشیہ: فوجداری میں نالش کر کے ان بہتانوں کو ثابت کراتے اور یا چند گواہوں کے پیش کرنے سے ان کا ثبوت دیتے اور یا جلسہ عام میں قسم کھا لیتے مگر آتھم صاحب نے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو اختیار نہیں کیا۔ پھر آتھم صاحب کے جھوٹا ہونے کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ ان الزاموں کو انہوں نے نہ ایام میعاد پیشگوئی میں بیان کیا اور نہ ان ایام کے گزرنے کے بعد ان چاروں حملوں کو یکدفعہ بیان کر دیا بلکہ جیسا کہ جھوٹ رفتہ رفتہ فکر اور سوچ کے ساتھ بنایا جاتا ہے ایسا ہی کیا۔ اب اے عزیزو آپ ہی سوچ کر کیا وہ اس خوف کا اقرار کر کے جو الہامی شرط کا مؤید تھا اس خوف کے کوئی اور اسباب ثابت کر سکا اور کیا وہ اس بات کا کچھ ثبوت دے سکا کہ درحقیقت اس پر چار حملے ہوئے اور انہیں حملوں کی وجہ سے اس کا یہ سارا خوف تھا۔ منہ

وید نے اپنے قابل شرم اصولوں کے ساتھ نہ پرمیشر کی عزت کا پاس کیا نہ آریوں کی آبرو کا خیال رکھا نیوگ کے عقیدہ کے ساتھ آریوں کی پگڑی اُتاری اور پرمیشر کی سلب قدرت اور سلب خالقیت کے عقیدہ کے ساتھ اُس نے اپنے پرمیشر کو بے عزت کیا۔ پس جس وید نے اپنے پرمیشر اور اپنے پیروی کرنے والوں کے ساتھ یہ سلوک کیا اُس سے دوسروں کو کیا توقع ہے؟ وہ تو درحقیقت اس شعر کا مصداق ہے۔

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری ۔۔۔ حذر است واجب آمد ز تو احتراز کردن

مضمون پڑھنے والے نے ایک اور نشانی الہامی کتاب کی یہ پیش کی کہ اس میں اختلاف ﴿۱۸۸﴾ نہ ہو۔ ہم اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ واقعی یہ نشانی الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کیونکہ اگر بیان میں تناقض پایا جاوے اور قواعد مقررہ منطق کے رُو سے درحقیقت وہ تناقض ہو تو ایسا بیان اس عالم الغیب کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا جس کی ذات غلطی اور نقص اور خطا سے پاک ہے کیونکہ تناقض سے لازم آتا ہے کہ دو متناقض باتوں میں سے ایک جھوٹی ہو یا غلط ہو اور اس دونوں قسم کی منقصت سے خدا تعالیٰ کی شان بلند و برتر ہے لیکن بعض نادان اپنی کوتہ اندیشی اور حماقت سے ایسے امور میں بھی تناقض سمجھ لیتے ہیں جن کو درحقیقت تناقض سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ زید مُردہ ہے یعنی باعتبار روحانی حیات کے اور یہ کہنا کہ زید زندہ ہے یعنی باعتبار جسمانی حیات کے۔ ان دونوں فقروں میں کچھ اختلاف اور تناقض نہیں کیونکہ اعتبار الگ الگ ہیں۔ ایسا ہی یہ کہنا کہ زید جو خالد کا بیٹا ہے بہت شریر آدمی ہے اور یہ کہنا کہ زید جو ولید کا بیٹا ہے بہت نیک اور بھلا مانس آدمی ہے اس میں بھی کچھ تناقض اور اختلاف نہیں۔ کیونکہ موضوع یعنی وہ لوگ جن کے حالات کا بیان ہے وہ الگ الگ ہیں اور ایسا ہی یہ کہنا کہ زید صبح کے وقت جنگل میں تھا اور یہ کہنا کہ زید شام کے وقت گھر میں تھا ان دونوں فقروں میں بھی کچھ تناقض اور اختلاف نہیں کیونکہ اوقات الگ الگ ہیں اور ایسا ہی یہ کہنا کہ زید بغداد میں کبھی نہیں گیا اور یہ کہنا کہ زید دمشق میں گیا تھا ان دونوں فقروں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

﴿۳۰﴾

کے رنگ میں ہیں اس لئے انہوں نے باوا صاحب کے اشعار میں اپنی طرف سے اشعار ملا دیئے۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان اشعار میں تناقض پیدا ہو گیا۔ مگر صاف ظاہر ہے کہ کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔ رہا یہ فیصلہ کہ ہم کیونکر ان تمام اشعار میں سے کھرے کھوٹے میں فرق کر سکیں اور کیونکر سمجھیں کہ ان میں سے یہ یہ اشعار باوا صاحب کے منہ سے نکلے ہیں اور یہ یہ اشعار جو ان پہلے شعروں کی نقیض پڑے ہیں وہ کسی اور نے باوا صاحب کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔ تو واضح رہے کہ یہ فیصلہ نہایت آسان ہے چنانچہ طریق فیصلہ یہ ہے کہ ان تمام دلائل پر غور اور انصاف سے نظر ڈالی جاوے جو باوا صاحب کے مسلمان ہو جانے پر ناطق ہیں سو بعد غور اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دلائل صحیح نہیں ہیں اور دراصل باوا صاحب ہندو ہی تھے اور وید کو مانتے تھے۔ اور اپنی عملی صورت میں انہوں نے اپنا اسلام ظاہر نہیں کیا بلکہ اسلام کی عداوت ظاہر کی تو اس صورت میں ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ جو کچھ باوا صاحب کی نسبت مسلمانوں کا یہ پرانا خیال چلا آتا ہے کہ درحقیقت وہ مسلمان ہی تھے اور پانچ وقت نماز بھی پڑھتے تھے اور حج بھی کیا تھا۔ یہ خیال صحیح نہیں ہے اور اس صورت میں وہ تمام اشعار الحاقی مانے جائیں گے جو باوا صاحب کے اسلام پر دلالت

بقیہ حاشیہ۔ یہ فیصلہ لکھا ہے چاہئے کہ کوئی جلدی سے انکار نہ کرے یہی سچ ہے اور ماننا پڑے گا۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ صوفی لوگ اسی زندگی میں ایک قسم کے آواگون کے قائل ہیں۔ اور ہر یک آن کو وہ ایک عالم سمجھتے ہیں اور نیز کہتے ہیں کہ انسان جب تک کمال تک نہیں پہنچتا وہ طرح طرح کے حیوانوں سے مشابہ ہوتا ہے اسی لئے اہل کشف کبھی انسان کو کتے کی صورت میں دیکھتے ہیں اور پھر دوسرے وقت میں بیل کی صورت پر اس کو پاتے ہیں۔ ایسا ہی صدہا صورتیں بدلتی رہتی ہیں اور مدت کے بعد انسان بنتا ہے تب جنموں کی پھانسی ٹوٹتی ہے۔ پس کیا تعجب کہ باوا صاحب کی بھی یہی مراد ہو ورنہ آریوں کے تناسخ سے باوا صاحب صریح منکر ہیں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

﴿۳۱﴾ کرتے ہیں اور ہم تسلیم کرلیں گے کہ شاید کسی مسلمان نے موقعہ پاکر گرنتھ میں داخل کر دیئے ہیں لیکن اگر دلائل قاطعہ سے یہ ثابت ہو جائے کہ باوا صاحب نے اسلام کے عقائد قبول کر لئے تھے اور وید پر ان کا ایمان نہیں رہا تھا تو پھر وہ چند اشعار جو باوا صاحب کے اکثر حصہ کلام سے مخالف پڑے ہیں جعلی اور الحاق تسلیم کرنے پڑیں گے یا ان کے ایسے معنے کرنے پڑیں گے جن سے تناقض دور ہو جائے اور ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ پس بڑی بے ادبی ہوگی کہ متناقض باتوں کا مجموعہ باوا صاحب کی طرف منسوب کیا جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ باوا صاحب نے ایسے مسلمانوں اور قاضیوں مفتیوں کو بھی اپنے اشعار میں سرزنش کی ہو جنہوں نے اس حق اور حقیقت کو چھوڑ دیا جس کی طرف خدا تعالیٰ کا کلام بلاتا ہے اور محض رسم اور عادت کے پابند ہوگئے چنانچہ قرآن شریف اور حدیث میں بھی ہے کہ ایسے نمازیوں پر لعنتیں ہیں جن میں صدق اور اخلاص نہیں اور ایسے روزے نری فاقہ کشی ہے جن میں گناہ ترک کرنے کا روزہ نہیں۔ سو تعجب نہیں کہ غافل مسلمانوں کے سمجھانے کے لئے اور اس غرض سے کہ وہ رسم اور عادت سے آگے قدم بڑھاویں باوا صاحب نے بعض بے عمل مولویوں اور قاضیوں کو نصیحت کی ہو۔

اب ہم کھول کر لکھتے ہیں کہ ہماری رائے باوا نانک صاحب کی نسبت یہ ہے۔ کہ بلاشبہ وہ سچے مسلمان تھے اور یقیناً وہ وید سے بیزار ہو کر اور کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** سے مشرف ہو کر اس نئی زندگی کو پاچکے تھے جو بغیر خدائے تعالیٰ کے پاک رسول کی پیروی کے کسی کو نہیں مل سکتی۔ وہ ہندوؤں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہے اور پوشیدہ ہی چلے گئے اور اس کے دلائل ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

کی ہے درحقیقت میرے ہی قلم سے نکلی ہے۔ چنانچہ وہ عبارت جو آپ نے محض جعلسازی
سے میری طرف منسوب کردی ہے وہ یہ ہے۔ ''براہین احمدیہ کی پیشگوئی سے مجھے بہت صفائی ﴿۱۱۱﴾
سے خدا کی طرف سے یہ خبر مل چکی تھی کہ اس سے زلزلہ مراد ہے تاہم مَیں نے قوم کی بدگوئی
اور بدظنی کے خوف سے اُس کو چھپایا اور عربی کا ترجمہ اردو میں کر کے شائع نہ کیا۔ اور مَیں
اس فعل سے خدا کے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ اور پچیس[۲۵] برس تک اسی گناہ پر قائم اور مُصر
رہا''۔ اے مفتری نابکار کیا اب بھی ہم نہ کہیں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ جس نے آپ
عبارت بنا کر میری طرف منسوب کردی۔ اے سخت دل ظالم تجھے مولوی کہلا کر شرم نہ آئی کہ تُو
نے ناحق اس قدر میرے پر جھوٹ بولا۔ کیا تُو دکھلا سکتا ہے کہ میرے اشتہار ۱۱ رمئی ۱۹۰۵ء
میں یا کسی اور اشتہار میں یا کسی رسالہ میں یہ عبارت موجود ہے جو تُو نے لکھی! لعنۃ اللّٰہ علی
الکاذبین۔

اس جگہ اُن لوگوں کو متنبہ رہنا چاہئے کہ جو ایسے لوگوں کو مولوی اور دیانتدار سمجھ کر اُن
کے قول پر عمل کرنے کو طیار رہتے ہیں۔ یہ حال ہے ان لوگوں کی دیانت کا اور جھوٹے کے
کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے مولوی صاحب موصوف کا یہ بیان بھی تناقض سے
بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ اخبار مذکور کے صفحہ پانچ[۵] کالم تیسرے[۳] میں پندرھویں[۱۵] سطر و چوبیسویں[۲۴]
سطر میں میرے اشتہار کی عبارت یہ لکھتے ہیں کہ ''مَیں نے براہین احمدیہ میں اس زلزلہ کی خبر
دی تھی اور اگرچہ اُس وقت اس خارق عادت بات کی طرف ذہن منتقل نہ ہو سکا لیکن اب
ان پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ آنے والے زلزلہ کی نسبت تھیں جو
اُس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں''۔

اب ناظرین خود دیکھ لیں کہ اس عبارت مذکورہ بالا کا یہی مطلب ہے کہ اُس
زمانہ میں کہ براہین احمدیہ کے لکھنے کا زمانہ تھا ذہن اس طرف منتقل نہ ہو سکا کہ زلزلہ
سے مُراد درحقیقت زلزلہ ہے اور یہ امر اُس وقت نظر سے مخفی رہا اور اب پچیس[۲۵] برس

اب دیکھو کہ ایک طرف تو یہ شخص میرے مسیح موعود ہونے کا اقرار کرتا ہے اور نہ صرف اقرار بلکہ میری تصدیق کے بارہ میں ایک خواب بھی پیش کرتا ہے جو سچی نکلی۔

پھر اسی کتاب کے آخر میں اور نیز اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام دجال اور شیطان بھی رکھتا ہے اور مجھے خائن اور حرامخوار اور کذاب ٹھہراتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ عبدالحکیم خان نے اپنے ان دونوں متناقض بیانوں میں چند روز کا بھی فرق نہیں رکھا۔ ایک طرف تو مجھے مسیح موعود کہا اور اپنے خواب کے ساتھ میری تصدیق کی اور پھر ساتھ ہی دجال اور کذاب بھی کہہ دیا۔ مجھے اِس بات کی پروا نہیں کہ ایسا کیوں کیا۔ مگر ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہوگئی اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور تناقض ہوگا اور جن عیبوں کو وہ میری طرف منسوب کرتا ہے اُس کو خود سوچنا چاہئے تھا کہ جب خواب کی رُو سے میری سچائی کی اُس کو تصدیق ہو چکی تھی بلکہ میری تصدیق کے لئے خدا نے حسن بیگ کو طاعون سے ہلاک بھی کر دیا تھا☆ تو کیا ایک دجال کے لئے خدا نے اس کو مارا اور کیا خدا کو وہ عیب معلوم نہ تھے جو بیس سال کے بعد اُس کو معلوم ہو گئے ❁ اور یہ عذر اُس کا قابل قبول نہ ہوگا کہ مجھ کو شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور یہ بھی ایک شیطانی خواب تھی۔ کیونکہ یہ تو ہم قبول کر سکتے ہیں کہ اُس کو بوجہ فطرتی مناسبت کے شیطانی خوابیں آتی ہوں گی اور شیطانی الہام

☆ اب عبدالحکیم کے لئے لازم ہے کہ محمد حسن بیگ کی قبر پر جا کر رووے کہ اے بھائی تو تکذیب میں سچا تھا اور میں جھوٹا۔ میرا گناہ معاف کر اور خدا سے معلوم کر کے مجھے بتلا کہ ایک کذاب اور دجال کے لئے کیوں اُس نے تجھے ہلاک کر دیا۔ منہ

❁ یہ بات بھی غور کے لائق ہے کہ جو شخص بیس سال تک تحریر اور تقریر میں میری تائید کرتا رہا اور مخالفوں کے ساتھ جھگڑتا رہا۔ اب بیس سال کے بعد کونسی نئی بات اُس کو معلوم ہوئی جو عیب اُس نے لکھے ہیں وہ تو وہی ہیں جن کا جواب وہ آپ دیا کرتا تھا۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۹۳﴾ کے لئے ہمیشہ اور ہر دم کے لئے اُس کا قرین اور مصاحب مقرر کرے تا وہ اُس کے ایمان کی بیخ کنی کے فکر میں رہیں اور ہر وقت اُس کے خون اور اُس کے دل اور دماغ اور رگ و ریشہ میں اور آنکھوں اور کانوں میں گھس کر طرح طرح کے وساوس ڈالتے رہیں۔ **اور ہدایت کرنے کا ایسا قرین جو ہر دم انسان کے ساتھ رہ سکے ایک بھی انسان کو نہ دیا جائے**۔ یہ اعتراض درحقیقت اُن کے عقیدہ مذکورہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت وَمَامِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ [1] یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل اور عزرائیل یعنی ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اُتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اُوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اس کے اُن کا زمین پر

ان دونوں **حضرتوں** کے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں ہوں گی کیونکہ وحی کی روشنی سے خالی ہیں اور اُن کے نزدیک اُن دنوں میں خوابوں کا سلسلہ بھی بکلّی بند تھا۔

اب منصفو دیکھو کہ کیا ان دونوں شیخوں کی بے ادبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت انتہا کو پہنچ گئی یا نہیں وہ **آفتاب صداقت** جس کا کوئی دل کا خطرہ بھی بغیر وحی کی تحریک کے نہیں اُس کے بارے میں ان لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ گویا وہ نعوذ باللہ مدتوں ظلمت میں بھی پڑا رہتا تھا اور اُس کے ساتھ کوئی روشنی نہ تھی۔ اس عاجز کو **اپنے ذاتی تجربہ** سے یہ معلوم ہے کہ **رُوح القدس کی قدسیّت** ہر وقت اور ہر دم اور ہر لحظہ بلافصل ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے اور وہ بغیر روح القدس اور اس کی تاثیر **قدسیّت** کے ایک دم بھی اپنے تئیں ناپاکی سے بچا نہیں سکتا اور انوار دائمی اور استقامت دائمی اور محبت دائمی اور عصمت دائمی اور برکات دائمی کا بھی سبب ہوتا ہے کہ روح القدس

[1] الصافات:۱۶۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

﴿۵۲﴾ قابلِ اعتراض ٹھہرے گا۔ ایسا ہی اُدباء کو یہ اتفاق بھی پیش آ جاتا ہے کہ کوبیس شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیس ہی ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پر اُن کا توارد ہو جائے گا اور یہ باتیں ادباء کے نزدیک مسلّمات میں سے ہیں جن میں کسی کو کلام نہیں اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے اگر اُردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دُوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہہ دیتا ہے اور بجز ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کرتا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست طیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزارہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے ان کو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ مَیں خاص طور پر خدائے تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب مَیں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو مَیں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے۔ (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور مَیں اُس کو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اس کے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اس کی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لے کر اُن مضامین کو مَیں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم۔ (۲) دوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے☆ اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں مثلاً ایک عربی عبارت

☆ جیسا کہ بارہا بعض امراض کے علاج کے لئے مجھے بعض ادویہ بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ پہلے مجھ سے جالینوس کی کتاب میں لکھی گئی ہیں یا بقراط کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پردازی کا حال ہے۔ جو عبارتیں تائید کے طور پر مجھے خدائے تعالیٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے اُن میں کچھ بھی پروا نہیں کہ وہ کسی اور کتاب میں ہوں گی بلکہ وہ میرے لئے اور ہر یک کے لئے جو میرے حال سے واقف ہو معجزہ ہے اور اگر کسی کے نزدیک معجزہ نہ ہو تو اس پر پانی پینا حرام ہے جب تک بالمواجہ بیٹھ کر پابندی شرائط مشتہرہ مقابلہ نہ کرے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

1۔ مرزا فارسی/چینی/سادات

قول:

اس مباحثہ کے وقت سے ہے جو ۱۸۹۳ء میں موسم گرما میں ہوا تھا۔ میں نے اس مباحثہ میں
بڑا بھاری حصہ لیا تھا۔ یہ مباحثہ اس میں اور ایک بڑے بھاری عیسائی عبداللہ آتھم کے مابین
﴿۱۳۵﴾ ہوا۔ جو مر گیا ہے۔ میں میر مجلس تھا۔ اور دو موقعوں پر مسٹر آتھم کی جگہ بطور مباحث کے بیٹھا
تھا۔ مرزا صاحب کو بہت ہی رنج ہوا تھا۔ اس کے بعد اس نے ان تمام کی موت کی پیش گوئی
کی جنہوں نے اس مباحثہ میں حصہ لیا تھا اور میرا حصہ بہت ہی بھاری تھا۔ اس وقت سے
اس کا سلوک میرے ساتھ بہت ہی مخالفانہ رہا ہے۔ اس مباحثہ کے بعد خاص دلچسپی کا
مرکز مسٹر آتھم رہا۔ چار الگ کوششیں اس کی جان لینے کے لئے کی گئیں۔ اس کی موت کی مقرر
کردہ میعاد کے آخری دو ماہ میں خاص پولیس کا پہرہ دن رات فیروز پور میں رکھا گیا۔ اسے امرتسر
سے انبالے اور انبالے سے فیروز پور بھاگنا پڑا۔ ان کوششوں کے باعث سے جو اس کی جان لینے
کے لئے کی گئیں} اور یہ کوششیں عام طور پر مرزا صاحب سے منسوب کی گئی ہیں۔ اس کی موت

بقیہ حاشیہ

پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے
آئے تھے اور ان کے ساتھ قریباً دو سو آدمی ان کے توابع اور خدام اور اہل وعیال میں
سے تھے اور وہ ایک معزز رئیس کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہوئے اور اس قصبہ کی
جگہ میں جو اس وقت ایک جنگل پڑا ہوا تھا جو لاہور سے تخمیناً بفاصلہ پچاس کوس بگوشہ شمال
مشرق واقع ہے فروکش ہو گئے جس کو انہوں نے آباد کر کے اس کا نام اسلام پور رکھا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ

﴿۱۳۳﴾ التوحید یا ابناء الفارس یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ پھر دوسرا الہام میری
نسبت یہ ہے لو کان الایمان معلقا بالثریا لناله رجل من فارس یعنی اگر ایمان ثریا سے معلق
ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے وہیں جا کر اس کو لے لیتا۔ اور پھر ایک تیسرا الہام میری نسبت یہ ہے
انّ الذین کفروا ردّ علیھم رجل من فارس شکر اللّٰہ سعیہ۔ یعنی جو لوگ کافر ہوئے اس مرد
نے جو فارسی الاصل ہے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گذار ہے۔ یہ تمام الہامات
ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباء اولین فارسی تھے۔ والحق ما اظھرہ اللّٰہ۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

تضاد:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

روحانی خزائن جلد۲۲ | ۲۰۹ | حقیقۃ الوحی

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1] اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا ☆۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اُس کے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے ۞۔ اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنی جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوّا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمدللہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ وہ چندروز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا ۞۔ بہر حال

☆ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ والعصر کے حروف حساب جمل کے رو سے ابتدائے آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گزرے ہیں ان کی تعداد ظاہر کرتے ہیں۔ سورۃ ممدوحہ کی رو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب ساتواں ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

۞ دیکھو حجج الکرامہ تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپال۔ منہ

۞ اس سے مطلب یہ ہے کہ اس کے خاندان میں تُرک کا خون ملا ہوا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کی رہنے والی۔ منہ

[1] الحج:۴۸

نسبت یہ ماننا ضروری ہے کہ وہ اس اُمت کا خاتم الاولیاء ہے☆۔ جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔ اگر درحقیقت وہی عیسیٰ علیہ السلام ہے جو دوبارہ آنے والا ہے تو اس سے قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے کیونکہ قرآن جیسا کہ کَمَا کے لفظ سے مستنبط ہوتا ہے دونوں سلسلوں کے تمام خلیفوں کو من وجہ مغائر قرار دیتا ہے اور یہ ایک نص قطعی ہے کہ اگر ایک دنیا اس کے مخالف اکٹھی ہو جائے تب بھی وہ اس نص واضح کو ردّ نہیں کرسکتی کیونکہ جب پہلے سلسلہ کا عین ہی نازل ہو گیا تو وہ مغائرت فوت ہوگئی اور لفظ کَمَا کا مفہوم باطل ہو گیا۔ پس اس صورت میں تکذیب قرآن شریف لازم ہوئی۔ و ھذا باطل و کلّما یستلزم الباطل فھو باطل۔ یاد رہے کہ قرآن شریف نے آیت کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] میں وہی کَمَا استعمال کیا ہے جو آیت کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا [2] میں ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہو کر نہیں آئے بلکہ یہ خود موسیٰ بطور تناسخ آ گیا ہے یا یہ دعویٰ کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ توریت کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں بلکہ اس پیشگوئی کے معنے یہ ہیں کہ خود موسیٰ ہی آ جائے گا جو بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہے تو کیا اس فضول دعویٰ کا یہ جواب نہیں دیا جائے گا کہ قرآن شریف میں ہرگز بیان نہیں فرمایا گیا کہ خود موسیٰ آئے گا بلکہ کَمَا کے لفظ سے مثیل موسیٰ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ پس یہی جواب ہماری طرف سے ہے کہ اس جگہ بھی سلسلہ خلفاء محمدی کے لئے کَمَا کا لفظ موجود ہے۔

☆ شیخ محی الدین ابن عربی اپنی کتاب فصوص میں مہدی خاتم الاولیاء کی ایک علامت لکھتے ہیں کہ اس کا خاندان چینی حدود میں سے ہوگا اور اس کی پیدائش میں یہ ندرت ہوگی کہ اس کے ساتھ ایک لڑکی بطور توام پیدا ہوگی۔ یعنی اس طرح پر خدا اناث کا مادہ اس سے الگ کر دے گا۔ سو اسی کشف کے مطابق اس عاجز کی ولادت ہوئی ہے اور اسی کشف کے مطابق میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے ہیں۔ منہ

[1] النور: ۵۶ [2] المزمل: ۱۶

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔ پس بلاوجہ ان کو تمام انبیاء کا سردار بنا دینا خدا کے پاک رسولوں کی سخت ہتک کرنا ہے۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے اور اُس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالیٰ کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اس کو **تمام انبیاء** کے صفات کاملہ کا **مظہر**☆ ٹھہرایا ہے۔ «۴۸»

حاشیہ در حاشیہ

«۴۸» کی طرف رجوع کیا ہوتا کہ وہ کیا کہتے ہیں جہاں تک مَیں اپنی تفسیروں کو دیکھتا ہوں ان میں بھی اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں ایک شخص بیہقی اور حاکم اور ابونعیم کا حوالہ دیتا ہے اور ایک روایت یا واقعہ بیان کرتا ہے۔ دُوسرا اس کے بالمقابل قرآن مجید سے نکال کر خدا کا کلام پیش کرتا ہے اور اپنے دعویٰ کے واسطے سنت صحیحہ اور حدیث پیش کرتا ہے ہم کس کو مانیں اور کس کو جانیں کہ وہ عالم اور عامل بالقرآن ہے۔ اس کے آگے آپ فرماتے ہیں ثابت ہے کہ حسینؑ اور اس کے آباء اطہار کو انبیاء و اوصیاء نے سخت تکلیف کے وقت خدا اور اپنے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے جس کی وجہ سے ان کی حاجتیں پُوری ہو گئیں۔ آپ اپنے زعم کی بنیاد مجاہد اور طبرانی اور حاکم وغیرہ کا قول قرار دیتے ہیں اور آیت فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ کو اپنے زعم کی تفسیر قرار دیتے ہیں گویا آپ کا قول مجمل تھا جو پہلے سے کسی کتاب آسمانی میں درج چلا آتا تھا قرآن نے اس کی تصریح کر دی ہے۔ بریں علم و دانش بباید گریست۔ اسی فہم لطیف کے بھروسہ پر اپنے مخالف پر طعن کرتے ہیں ذرا انصاف کریں اور اپنی ہی کتابوں کو دیکھیں کہ کیا علماء اور مفسرین امامیہ نے کلمات کی تفسیر میں انہی نامہائے مبارک پر حصر تفسیر رکھا ہے۔ میرے پاس اس وقت تین تفسیریں امامیہ کی موجود ہیں۔ تفسیر عمدۃ البیان۔ خلاصۃ المنھج۔ مجمع البیان۔ ان میں بہت سے مختلف اقوال درج ہیں پھر حیات القلوب نکال کر جلد اول صفحہ ۵۶ و ۵۷ میں روایات مختلفہ کا حال

☆ علی حائری صاحب نے اپنے رسالہ تبصرۃ العقلاء میں اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ اہل بیت کے برابر غیر اہل بیت نہیں ہو سکتا اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو مَیں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں اُن کے گئیں۔ ماسوا اس «۴۹» کے یہ مرتبہ فضیلت جو ہمارے خاندان کو حاصل ہے صرف انسانی روایتوں تک محدود نہیں بلکہ خدا نے اپنی پاک وحی سے اس کی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ وہ عزوجل ایک اپنی وحی میں جو حکایتاً عن الرسول ہے میرا نام سلمان رکھتا ہے اور فرماتا ہے سلمان منّا اہل البیت علی مشرب الحسن یعنی اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سلمان جو دو سلم کا موجب ہوگا۔ یعنی دو صلح کا موجب ہوگا۔ یہی شخص ہے اور یہ اہل بیت میں سے ہے حسن کے مشرب پر۔ اور پھر ایک اور وحی میں فرماتا ہے الحمد للہ الذی جعل لکم الصھر و النسب اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں سادات کا داماد بنایا اور نیز نسب عالی بھی عطا کی جس میں خون فاطمی ملا ہوا ہے اور پھر ایک کشف میں جو براہین احمدیہ میں مندرج ہے میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے علاوہ اس کے جس شخص کو خدا نے مسیح موعود بنایا صدہا نشان دیئے اور اس کو رسول اللہ صلعم نے ائمہ اہل بیت میں سے قرار دیا اور اس کو مظہر صفات تمیع انبیاء ٹھہرایا اس کی نسبت یہ زبان درازیاں کرنا خدا اور رسول پر حملہ کرنا ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ سے ظاہر ہے اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہ میں سے ٹھہرائے گئے لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترک ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفی وجود کا رکھتا ہے اس لئے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مُہر ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اس کے عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے اور اسی طرح آیت اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ[1] میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی اور دونوں خونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن میں روحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔ اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ میں اس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں میں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی میں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اسی لحاظ سے میرا نام **محمد** اور **احمد** ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵/ نومبر ۱۹۰۱ء

اشتہار کتاب آیات الرحمان

یہ قابل قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے رد میں لکھی ہے اور مصنف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اس کو اپنی وہ کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس ہوگی۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لئے اس طرح پر سرمایہ جمع ہو کر ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ والسلام خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ

[1] الکوثر: ۲

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

2۔ مرزا قادیانی مرد/عورت

قول:

۶۳۴

الْجَنَّةَ۔ يَآ اَحْمَدُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔
داخل ہو۔ اے احمد! تو اور تیرے دوست بہشت میں داخل ہو۔
نُصِرْتَ وَقَالُوْا لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ اِنَّ الَّذِيْنَ
تجھے مدد دی جائے گی اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ وہ لوگ جو
كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ
کافر ہوئے اور خدا کے راہ کے مانع ہوئے ان کا ایک فارسی الاصل آدمی
مِّنْ فَارِسَ۔ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهٗ۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ
نے رد کیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک
جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔
زبردست جماعت تباہ کرنے والے ہیں۔ یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے

بقیہ حاشیہ۔ ہے۔ بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے۔ جو یہ فارسی خاندان ہے۔ اور مجھ کو ابناء فارس کرکے پکارا ہے۔ جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهٗ۔ یعنی جو لوگ کافر ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے ان کا رد لکھا ہے۔ خدا اس کی اس کوشش کا شکر گزار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے۔ لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا۔ تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی اس کو پا لیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے۔ خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَآ اَبْنَآءَ الْفَارِسِ۔ یعنی توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا۔ اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے۔ میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ اور ان کے والد کا نام مرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد کا نام میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد۔ اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا

۵۴۳

نُصِرْتَ وَقَالُوْا لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ - اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ
تجھے مدد دی جائے گی اور مخالف کہیں گے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ وہ لوگ جو کافر ہوئے اور خدا کے
سَبِيْلِ اللّٰهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ ۔ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهٗ ۔ اَمْ
راہ کے مانع ہوئے ان کا ایک فارسی الاصل آدمی نے رَدّ کیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے۔ کیا
يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔
یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایک زبردست جماعت تباہ کرنے والے ہیں۔ یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے۔
اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ۔ وَاِنَّ عَلَيْكَ رَحْمَتِيْ فِي الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ ۔
تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ امین ہے اور تجھ پر میری رحمت دُنیا اور دین میں ہے۔
وَاِنَّكَ مِنَ الْمَنْصُوْرِيْنَ ۔ يَحْمَدُكَ اللّٰهُ وَيَمْشِيْ اِلَيْكَ ۔ سُبْحَانَ الَّذِيْ
اور تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کے شامل نصرتِ الٰہی ہوتی ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ وہ پاک ذات ہی خدا ہے

بقیہ حاشیہ:۔ سے جاتے رہے اور صرف چار گاؤں رہ گئے اور اس طرح پر دُنیوی شوکت جو کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہو گئی بہر حال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دُنیا کی عزتوں کا بجز بے جا شیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اس لئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لے گا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائے گا۔ اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائے گی اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقتِ حال ہے بار بار اپنی وحی مقدس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناءِ فارس کرکے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ رَدَّ عَلَيْهِمْ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ شَكَرَ اللّٰهُ سَعْيَهٗ۔ یعنی جو لوگ کافر ہو کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے ان کا رَدّ لکھا ہے خدا اس کی اس کوشش کا شکر گزار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ۔ یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی اُس کو پا لیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کرکے فرماتا ہے خُذُوا التَّوْحِيْدَ التَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءَ الْفَارِسِ۔ یعنی توحید کو پکڑو۔ توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلماتِ الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور اُن کے والد کا نام میرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد کا نام میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۲ | ۵۸۱ | تتمہ حقیقۃ الوحي

﴿۱۴۳﴾ کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کروں گا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اِس لئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن اسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱؍ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

برمقام فلک شدہ یارب گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱

انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہر حال ایک نشان میری بریّت کے لئے اِس مدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کرے گا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں دریا خشک ہو سکتے ہیں موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پورا نہ ہو لے۔

اِسی طرح میری کتاب **اربعین نمبر ۴** صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے **یریدون اَنْ یروا طمثک واللّٰہ یرید ان یریک انعامہ الانعامات المتواترۃ. انت منی بمنزلۃ اولادی واللّٰہ ولیک وربک فقلنایا نار کونی بردًا** یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے۔ اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گند ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک روحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی طمث انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیاء کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کر سکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہوا۔ اسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

3۔ مہدی کا آنا مستند/غیر مستند

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۷ — ۱۳۵ — تحفہ گولڑویہ

مِنْ رَّسُوْلٍ [1] قطعی اور یقینی طور پر ماننا پڑا کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اِس کا راوی بھی عظیم الشان ائمہ میں سے ہے یعنی امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔ تو اب بعد شہادت قرآن شریف کے جو آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا [1] سے اس حدیث کے منجانب رسول ہونے پر مل گئی ہے پھر بھی اس کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ سمجھنا کیا یہ دیانت کا طریق ہے؟ اور کیا آپ لوگوں کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کی پیشگوئی پر بجز خدا کے رسولوں کے کوئی اور بھی قادر ہو سکتا ہے؟ اور اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ قرآنی شہادت کے رُو سے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے ☆۔ اور اگر آپ لوگوں کے نزدیک ایسی پیشگوئی پر کوئی دوسرا بھی قادر ہو سکتا ہے تو پھر آپ اس کی نظیر پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ کسی مفتری یا رسول کے سوا کسی اور نے بھی یہ پیشگوئی کی ہو کہ ایک زمانہ آتا ہے جس میں فلاں مہینے میں چاند اور سورج کا خسوف کسوف ہوگا اور فلاں فلاں تاریخوں میں ہوگا اور یہ نشان کسی مامور من اللہ کی تصدیق کے لئے ہوگا جس کی تکذیب

☆ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف کی گواہی صحت حدیث کسوف خسوف کی نسبت صرف ایک گواہی نہیں ہے بلکہ دو گواہیاں ہیں ایک تو یہ آیت کہ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ [2] جو پیشگوئی کے طور پر بتلا رہی ہے کہ قیامت کے قریب جو مہدی آخر الزمان کے ظہور کا وقت ہے چاند اور سورج کا ایک ہی مہینہ میں گرہن ہوگا۔ دوسری گواہی اس حدیث کی صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [3] میں ہے کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کا رسولوں پر حصر کرتی ہے جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ان لمھدینا کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ منه

۱ و ۳ الجن: ۲۷-۲۸ ۲ القیامۃ: ۱۰

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۲ | ۲۱۷ | حقیقة الوحی

﴿۲۰۸﴾

کے بارہ میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دستبردار ہونا پڑتا اور انجام اس کا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس پر تمام قرار دادہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آ گئی ہوں۔ کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسٰی کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُس وقت آئے گا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آ جائے گا۔ پس کیا الیاس آ گیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اس بات پر اصرار تھا کہ آنے والا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر ان کے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اس میں کونسی تعجب کی جگہ ہے۔ خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے۔☆

پس جبکہ یہودی اپنے خیالات پر زور دینے سے ایمان سے محروم رہے تو مسلمانوں کے لئے یہ عبرت پکڑنے کا مقام ہے کیونکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں میں سے بعض یہودی ہو جائیں گے یعنی یہودیوں کی عادت اختیار کریں گے اور اُن کے قدم پر چلیں گے جیسا کہ لکھا ہے کہ اگر کسی یہودی نے اپنی ماں سے بھی زنا کیا ہوگا تو وہ بھی کریں گے۔ پس کس قدر

☆ حدیثوں کو خوب غور کر کے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمّتی یعنی میری اُمت سے ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا مھدی اِلّا عیسٰی یعنی عیسٰی ہی مہدی ہے اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے۔ پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حَکَم موعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

اقول۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مَیں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمة و من عترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں مَیں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افترا ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا۔ خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں مہدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من اُمّتی کہ وہ ایک آدمی میری اُمّت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنّت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ لا مھدی الّا عیسٰی یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسٰی ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔

قولہ۔ پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس میں علماء نے بھی تاویل کی ہے اکثر ایسی پائی جاتی ہیں جو بطور رؤیا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

اقول۔ اس اعتراض کو مَیں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قولہ۔ اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اللہ و اہلِ باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچاننا ضروری ہے۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں امام مہدی موعود ﴿۱۸۲﴾
کے حال میں لکھتے ہیں کہ ابدال از شام و عصائب از عراق آمدہ باوے بیعت کنند۔

اقول۔ یہ تمام اقوال اس بنا پر ہیں کہ مہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا اور ابدال اور قطب اس کی بیعت کریں گے مگر مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سو برس کے بعد کوئی شخص زمین پر زندہ نہیں رہ سکتا۔ سو سُنّت جماعت کا یہ مذہب ہے کہ امام محمد مہدی فوت ہوگئے ہیں اور آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔

اس جگہ مجھے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت اس مسئلہ میں شیعہ اور سنّت جماعت میں جو اختلاف ہے اُس میں کسی تاریخی غلطی کو دخل نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ شیعہ کی روایات کی بعض سادات کرام کے کشفِ لطیف پر بنیاد معلوم ہوتی ہے چونکہ ائمہ اثنا عشر نہایت درجہ کے مقدّس اور راستباز اور اُن لوگوں میں سے تھے جن پر کشف صحیح کے دروازے کھولے جاتے ہیں اس لئے ممکن اور بالکل قرین قیاس ہے جو بعض اکابر ائمہ نے خدائے تعالیٰ سے الہام پاکر اس مسئلہ کو اُسی طرز اور ایسے رنگ سے بیان کیا ہو جیسا کہ ملاکی کی کتاب میں ملاکی نبی نے ایلیاہ نبی کے دوبارہ آنے کا حال بیان کیا تھا اور جیسا کہ مسیح کے دوبارہ آنے کا شور مچا
ہوا ہے اور درحقیقت مراد صاحبِ کشف کی یہ ہوگی کہ کسی زمانہ میں اس امام کے ہمرنگ ایک ﴿۳۵۸﴾
اَور امام آئے گا جو اس کا ہمنام اور ہم قوت اور ہم خاصیت ہوگا گویا وہی آئے گا۔ پھر یہ لطیف نکتہ جب جسمانی خیالات کے لوگوں میں پھیلا تو اُن لوگوں نے موافق اپنی موٹی سمجھ کے سچ مچ یہی اعتقاد کرلیا ہوگا کہ وہ امام صدہا برس سے کسی غار میں چھپا ہوا ہے اور آخری زمانہ میں باہر نکل آئے گا۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسا خیال صحیح نہیں ہے۔ یہ عام محاورہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص کسی کا ہمرنگ اور ہم خاصیت ہوکر آتا ہے تو کہتے ہیں کہ گویا وہی آگیا متصوفین بھی اِن باتوں کے عام طور پر قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض اولیاء گذشتہ کی روحیں اُن کے بعد میں آنے والے ولیوں میں سماتی رہی ہیں اور اس قول سے اُنکا مطلب یہ ہے کہ بعض ولی بعض اولیاء کی قوت اور طبع لیکر آتے ہیں گویا وہی ہوتے ہیں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

4۔ مہدی ہونے کا دعوہ/انکار

قول:

خدا تعالیٰ کے کاموں میں تناسب واقع ہے اور وضع شیء فی محلّہٖ اس کی عادت ہے جیسا کہ اسم حکیم کے مفہوم کا مقتضا ہونا چاہئے اور نیز وہ بوجہ واحد ہونے کے وحدت کو پسند کرتا ہے اس لئے اُس نے یہی چاہا کہ جیسا کہ تکمیل ہدایت قرآن خلقتِ آدم کی طرح چھٹے دن کی گئی یعنی بروز جمعہ ایسا ہی تکمیل اشاعت کا زمانہ بھی وہی ہو جو چھٹے دن سے مشابہ ہو لہٰذا اُس نے اس بعث دوم کے لئے ہزار ششم کو پسند فرمایا اور وسائل اشاعت بھی اسی ہزار ششم میں وسیع کئے گئے اور ہر ایک اشاعت کی راہ کھولی گئی۔ ہر ایک ملک کی طرف سفر آسان کئے گئے جابجا مطبع جاری ہو گئے۔ ڈاک خانہ جات کا احسن انتظام ہو گیا اکثر لوگ ایک دوسرے کی زبان سے بھی واقف ہو گئے اور یہ امور ہزار پنجم میں ہرگز نہ تھے بلکہ اس ساٹھ سال سے پہلے جو اس عاجز کی گذشتہ عمر کے دن ہیں ان تمام اشاعت کے وسیلوں سے ملک خالی پڑا ہوا تھا اور جو کچھ ان میں سے موجود تھا وہ ناتمام اور کم قدر اور شاذ و نادر کے حکم میں تھا۔

یہ وہ ثبوت ہیں جو میرے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونے پر کھلے کھلے دلالت کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک شخص بشرطیکہ متقی ہو جس وقت اِن تمام دلائل میں غور کرے گا تو اس پر روز روشن کی طرح کھل جائے گا کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ انصاف سے دیکھو ﴿۱۰۲﴾
کہ میرے دعویٰ کے وقت کس قدر میری سچائی پر گواہ جمع ہیں☆ (۱) زمین پر وہ مفاسد موجود ہیں جنھوں نے اسلام اور مسلمانوں کی قریباً بیخ کنی کر دی ہے اسلام کی اندرونی حالت

☆ منجملہ گواہوں کے ایک یہ بھی زبردست گواہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ثبوت ہر ایک پہلو سے اس زمانہ میں پیدا ہو گئے ہیں یہاں تک کہ یہ ثبوت بھی نہایت قوی اور روشن دلائل سے مل گیا کہ آپ کی قبر سری نگر علاقہ کشمیر خان یار کے محلہ میں ہے یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں۔ اور اگر وہ درحقیقت قرآن کے رُو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔ اب قرآن درمیان میں ہے اس کو سوچو۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۱ ۳۵۶ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

اقول ۔ میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مَیں وہ مہدی ہوں جو مصداق **من ولد فاطمة. و من عترتی** وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔ اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں مَیں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔ اور جس قدر افترا ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا۔ خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں مہدی موعود قرار دیں۔ پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ **رجل من اُمّتی** کہ وہ ایک آدمی میری اُمّت میں سے ہوگا۔ مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنّت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ **لا مهدی الّا عیسٰی** یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسیٰ ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔

قولہ ۔ پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس میں علماء نے بھی تاویل کی ہے اکثر ایسی پائی جاتی ہیں جو بطور رؤیا کے منکشف ہوئی ہیں۔ الخ

اقول ۔ اس اعتراض کو مَیں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قولہ ۔ اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچاننا ضروری ہے۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں امام مہدی موعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ ابدال از شام وعصائب از عراق آمدہ باوے بیعت کنند۔ ﴿۱۸۶﴾

اقول ۔ یہ تمام اقوال اُس بنا پر ہیں کہ مہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا اور ابدال اور قطب اس کی بیعت کریں گے مگر مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

5۔ مہدی بنی فاطمہ سے نہیں / مرزا مہدی بنی فاطمہ سے

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۴ | ۱۹۳ | کشف الغطاء

اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں کہ مجھے تمام اخلاقی حالتوں میں خدائے قیوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کا نمونہ ٹھہرایا ہے تا امن اور نرمی کے ساتھ لوگوں کو روحانی زندگی بخشوں۔ میں نے اس نام کے معنے یعنی مسیح موعود کے صرف آج ہی اس طور سے نہیں کئے بلکہ آج سے انیس[19] برس پہلے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں بھی یہی معنے کئے ہیں۔

ممکن ہے کہ کئی لوگ میری ان باتوں پر ہنسیں یا مجھے پاگل اور دیوانہ قرار دیں کیونکہ یہ باتیں دنیا کی سمجھ سے بڑھ کر ہیں اور دنیا ان کو شناخت نہیں کر سکتی خاص کر قدیم فرقوں کے مسلمان جن کے ایسی پیشگوئیوں کی نسبت خطرناک اصول ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کی انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفانِ اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔ مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو اور باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں میں جما ہوا ہے اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں اور صحیح اور راست صرف اس قدر ہے کہ ایک شخص عیسٰی علیہ السلام کے نام پر آنے والا بیان کیا گیا ہے کہ جو نہ لڑے گا اور نہ خون کرے گا اور غربت اور مسکینی اور حلم اور براہین شافیہ سے دلوں کو حق کی طرف پھیرے گا۔ سو خدا نے کھلے کھلے کلام اور نشانوں کے ساتھ مجھے خبر دی ہے کہ وہ شخص تو ہی ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے آسمانی نشان نازل کئے ہیں اور غیب کے بھید اور آنے والی باتیں میرے پر ظاہر فرمائی ہیں اور وہ معارف مجھ کو عطا کئے ہیں کہ دنیا ان کو نہیں جانتی۔ اور یہ میرا عقیدہ کہ کوئی خونی مہدی دنیا میں آنے والا نہیں تمام مسلمانوں سے الگ عقیدہ ہے اور میں نے اس عقیدہ کو اپنی تمام جماعت اور لاکھوں انسانوں میں شائع کیا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی امیدوں کے ﴿۱۳﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

تضاد:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

بسم اللہ الرحمن الرحیم {۱}

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اس زمانہ میں اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہیں۔ مگر جس ظلم کو ابھی مَیں ذیل میں بیان کروں گا وہ ایک ایسا دردناک حادثہ ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے۔ اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے۔

اس امر کو بترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پا کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ....اس دنیا کے لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اُس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ **مَیں ہی ہوں** تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اُس کو دوبارہ قائم کروں۔ اور خدا سے قوت پا کر اُسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقویٰ اور راستبازی کی طرف کھینچوں۔ اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیوں کو دُور کروں اور پھر جب اس پر چند سال
گزرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس اُمّت کے لئے ابتدا {۲}
سے موعود تھا۔ اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ ۱۳۰۰ سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرّف ومبدّل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اِس ملک میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا قریباً بائیس ۲۲ برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔

اتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا ﴿۴﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

کے لئے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو۔ سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لئے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہوگا بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کے لئے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ میں اُس موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور

دکھا کر غیر مذہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دے گی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اُس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ ☆

☆ **نوٹ از ناشر۔** براہین احمدیہ میں یہ کشف بایں الفاظ درج ہے:۔ ”اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے سو اس میں سر یہی ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی بہت عظیم دخل ہے اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے وہ انہیں طیّبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے اور تمام علوم و معارف میں ان کا وارث ٹھہرتا ہے۔ اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا اور وہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں ایک تھوڑی سی غیبت حس سے جو خفیف سے نشاء سے مشابہ تھی ایک عجیب عالم ظاہر ہوا کہ پہلے ایک دفعہ چند آدمیوں کے جلد جلد آنے کی آواز آئی جیسی بسرعت چلنے کی حالت میں پاؤں کی جوتی اور موزہ کی آواز آتی ہے پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم اجمعین اور ایک نے ان میں سے اور ایسا یاد پڑتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے۔ اور اب علیؓ وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔“ فالحمد للہ علیٰ ذالک (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

6۔ مہدی اور مسیح الگ الگ شخصیت/مہدی اور مسیح ایک شخصیت

قول:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۷ — ۱۶۷ — تحفہ گولڑویہ

اس لئے ماننا پڑا کہ انوارِ مسیحیہ کے ظہور کا مشرق بھی ہندوستان ہی ہے کیونکہ جہاں بیمار ہو وہیں طبیب آنا چاہئے اور بموجب حدیث لو کان الایمان عند الثریّا لناله رجال او رجل من ھؤلاء (ای من فارس) دیکھو بخاری صفحہ ۷۲۷[*] ۔ رجل فارسی کا جائے ظہور بھی یہی مشرق ہے۔[☆] اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وہی رجل فارسی مہدی ہے اس لئے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے اور وہ ملک ہند ہے۔

اب اس سوال کا میں جواب دیتا ہوں کہ اکثر مخالف جوش میں آ کر مجھ سے پوچھا کرتے ہیں کہ تمہارے مسیح موعود ہونے کا کیا ثبوت ہے۔ کیا کسی قرآن شریف کی آیت سے تمہارا مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے؟ اور پھر آپ ہی یہ حجت پیش کرتے ہیں کہ اگر صرف کسی سچی خواب یا کسی سچے کشف سے کوئی مسیح موعود یا مہدی بن سکتا ہے تو دنیا میں ایسے ہزارہا لوگ موجود ہیں جن کو سچی خوابیں آتی ہیں اور کشف بھی ہوتے ہیں اور ہم بھی انہی میں سے ہیں تو کیا وجہ کہ ہم مسیح موعود نہ کہلاویں؟

اما الجواب واضح ہو کہ یہ اعتراض صرف میرے پر نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ہے۔ اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آ جاتی ہیں اور کشف بھی ہو جاتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارک صلوٰۃ ﴿۴۸﴾ بلکہ بدکار اور حرام کار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور سخت توہین کرنے والے اور سچ مچ اخوان الشیاطین شاذ و نادر طور پر سچی خوابیں دیکھ

☆ ایسا ہی ایک حدیث میں لکھا ہے کہ اصفہان سے ایک لشکر آئے گا جن کی جھنڈیاں کالی ہوں گی اور ایک فرشتہ آواز دے گا کہ ان میں خلیفۃ اللہ المہدی ہے۔ اور اصفہان بھی حجاز سے مشرق کی طرف ہے اس لئے ثابت ہوا کہ مہدی مشرق میں ہی پیدا ہوگا یا یہ کہ فارسی الاصل ہوگا۔ منہ

* بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ (ناشر)

تضاد:

اقول ۔میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مَیں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمة و من عترتی وغیرہ ہے بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے۔اور مسیح موعود کے لئے کسی محدث کا قول نہیں کہ وہ بنی فاطمہ وغیرہ میں سے ہوگا۔ ہاں ساتھ اس کے جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں مَیں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی اُن میں سے صحیح نہیں۔اور جس قدر افترا ان حدیثوں میں ہوا ہے کسی اور حدیث میں ایسا افترا نہیں ہوا۔خلفاء عباسی وغیرہ کے عہد میں خلیفوں کو اس بات کا بہت شوق تھا کہ اپنے تئیں مہدی موعود قرار دیں۔پس اس وجہ سے بعض حدیثوں میں مہدی کو بنی عباس میں سے قرار دیا اور بعض میں بنی فاطمہ میں سے اور بعض حدیثوں میں یہ بھی ہے کہ رجل من اُمّتی کہ وہ ایک آدمی میری اُمّت میں سے ہوگا۔مگر دراصل یہ تمام حدیثیں کسی اعتبار کے لائق نہیں یہ صرف میرا ہی قول نہیں بلکہ بڑے بڑے علماء اہل سنّت یہی کہتے چلے آئے ہیں۔اور ان حدیثوں کے مقابل پر یہ حدیث بہت صحیح ہے جو ابن ماجہ نے لکھی ہے۔اور وہ یہ ہے کہ لا مھدی الّا عیسٰی یعنی اور کوئی مہدی نہیں صرف عیسٰی ہی مہدی ہے جو آنے والا ہے۔

قولہ ۔پیشین گوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس میں علماء نے بھی تاویل کی ہے اکثر ایسی پائی جاتی ہیں جو بطور رویا کے منکشف ہوئی ہیں۔الخ

اقول۔اس اعتراض کو مَیں نہیں سمجھ سکا اس لئے جواب سے مجبوری ہے۔

قولہ ۔اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ تعجب نہیں۔مگر جو لوگ اہل اللہ و اہلِ باطن ہیں ان لوگوں کو تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ پہچاننا ضروری ہے۔جیسا کہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں امام مہدی موعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ ابدال از شام وعصائب از عراق آمدہ باوے بیعت کنند۔ ﴿۱۸۶﴾

اقول ۔یہ تمام اقوال اُس بنا پر ہیں کہ مہدی موعود بنی فاطمہ سے یا بنی عباس سے آئے گا اور ابدال اور قطب اس کی بیعت کریں گے مگر مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

7۔ مسیح ابن مریم کے معجزات کا اقرار/انکار

قول:

روحانی خزائن جلد ۵ — ۶۸ — آئینہ کمالات اسلام

﴿۶۸﴾ ان افعال سے کم رتبہ پر رہے گا جو خود خدا تعالیٰ علانیہ اور بالجبر اپنی قوت کاملہ سے ظہور میں لاتا ہے یعنی ایسا اقتداری معجزہ بہ نسبت دوسرے الٰہی کاموں کے جو بلا واسطہ اللہ جلّ شانہٗ سے ظہور میں آتے ہیں ضرور کچھ نقص اور کمزوری اپنے اندر موجود رکھتا ہوگا تا سرسری نگاہ والوں کی نظر میں **تشابہ فی الخلق** واقع نہ ہو۔ اسی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا **عصا** باوجود اس کے کئی دفعہ سانپ بنا لیکن آخر عصا کا عصا ہی رہا۔ اور حضرت مسیح کی **چڑیاں** باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے مگر پھر بھی مٹی کے مٹی ہی تھے اور کہیں خدا تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ وہ زندہ بھی ہوگئیں اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری خوارق میں چونکہ طاقت الٰہی سب سے زیادہ بھری ہوئی تھی کیونکہ وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تجلّیاتِ الٰہیہ کیلئے اتم واعلیٰ وارفع واکمل نمونہ تھا اس لئے ہماری نظریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری خوارق کو کسی درجہ بشریت پر مقرر کرنے سے قاصر ہیں مگر تاہم ہمارا اس پر ایمان ہے کہ اس جگہ بھی اللہ جلّ شانہٗ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل میں مخفی طور پر کچھ فرق ضرور ہوگا۔

اب ان تحریرات سے ہماری غرض اس قدر ہے کہ **لقا** کا مرتبہ جب کسی انسان کو میسر آتا ہے تو اس مرتبہ کے **تموّج** کے اوقات میں الٰہی کام ضرور اس سے صادر ہوتے ہیں اور ایسے شخص کی گہری صحبت میں جو شخص ایک حصہ عمر کا بسر کرے تو ضرور کچھ نہ کچھ یہ اقتداری خوارق مشاہدہ کرے گا کیونکہ اس تموّج کی حالت میں کچھ الٰہی صفات کا رنگ ظلّی طور پر انسان میں آجاتا ہے یہاں تک کہ اس کا رحم خدا تعالیٰ کا رحم اور اس کا غضب خدا تعالیٰ کا غضب ہو جاتا ہے اور بسا اوقات وہ بغیر کسی دعا کے کہتا ہے کہ فلاں چیز پیدا ہو جائے تو وہ پیدا ہو جاتی ہے اور کسی پر غضب کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس پر کوئی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

تضاد:

ہوسکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا
﴿۳۰۶﴾ امریکن یا کسی اور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و
حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے
ہیں اور ہر یک زمانہ کے خیالات کو مقابلہ کرنے کے لئے مسلح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں
﴿۳۰۷﴾ اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامّہ
نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر یک خواندہ
ناخواندہ کو معلوم ہو جائے کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق

حاشیہ

سے بطور لہو ولعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ **عمل الترب** میں جس کو زمانہ حال میں
مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی
گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ
ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ تب جماد
سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہوا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہذا نے اس علم کے
﴿۳۰۶﴾ بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے جنہوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح
سے اُسے گرم کیا کہ اس نے چارپایوں کی طرح حرکت کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑے کی
طرح اس پر سوار ہوئے اور اس کی تیزی اور حرکت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ
اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک پرندہ بنا کر اس کو پرواز کرتا ہوا بھی دکھا دے تو
کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہاء ہے۔ اور جبکہ ہم بچشم
خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی
طرح چلنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا جانور جو مٹی
﴿۳۰۷﴾ یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور **عمل الترب** سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے وہ در حقیقت
زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کے روح کی گرمی بارُوت[1] کی طرح
اُس کو جنبش میں لاتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے

[1] اسے آجکل "بارود" لکھا جاتا ہے (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علم قرآن سے سخت ﴾۳۰۸﴿
بے نصیب ہے **ومن لم یؤمن بذالک الاعجاز فواللہ ما قدر القرآن حق قدرہ**
وما عرف اللّٰہ حق معرفتہ وما وقر الرسول حق توقیرہ۔ ﴾۳۰۹﴿
اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا
کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی
حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس ﴾۳۰۹﴿
کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص

ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ
ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سلب امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں
ڈال دینا درحقیقت یہ سب **عمل الترب** کی شاخیں ہیں۔ ہر یک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے
ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج،
مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ ﴾۳۰۸﴿
میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی و سہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں
کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صدہا بیماروں کو اپنے یمین
ویسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص
درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین
ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا
کسی اور نیت سے ان مشغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی
ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن و حکم الٰہی **الیسع** نبی کی طرح اس **عمل الترب** میں کمال رکھتے تھے ﴾۳۰۹﴿
گو **الیسع** کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی معجزہ دکھلایا کہ اس کی
ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ
ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہر حال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے
مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ

مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔ ﴿۲﴾

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمة علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۳۰۹﴾ اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علمِ قرآن سے سخت بے نصیب ہے **ومن لم یؤمن بذالک الاعجاز فواللہ ما قدر القرآن حق قدرہ**

﴿۳۰۹﴾ **وما عرف اللہ حق معرفتہ وما وقر الرسول حق توقیرہ۔**

اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی

﴿۳۰۹﴾ حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص

ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہو جانا ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سلبِ امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب **عمل الترب** کی شاخیں ہیں۔ ہر یک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلبِ امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج،

﴿۳۰۹﴾ مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی وسہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صد ہا بیماروں کو اپنے یمین ویسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشغلوں میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی

﴿۳۰۹﴾ ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی **الیسع** نبی کی طرح اس **عمل الترب** میں کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال
۳۱۱ نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی
ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ
تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہرہ
کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو اور مَیں اس سے پہلے لکھ
۳۱۲ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور
اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس
عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقتِ آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حاشیہ

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل
و توفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ
۳۱۰ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس
عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے
باذن و حکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک
نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع
کرنے کے لئے اپنی دلی و دماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر
اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ
نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح
۳۱۱ جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں
کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب
قریب ناکام کے رہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں فرمائی
اور تمام زور اپنی روح کا دلوں میں ہدایت پیدا ہونے کیلئے ڈالا اسی وجہ سے تکمیل نفوس میں سب سے بڑھ کر
رہے اور ہزار ہا بندگان خدا کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا اور اصلاح خلق اور اندرونی تبدیلیوں میں وہ ید بیضا
دکھلایا کہ جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی۔ حضرت مسیح کے **عمل الترب** سے وہ
مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلاتوقف

8۔امام حسین کی توہین/تعریف

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۹ ۱۶۴ اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح

اِلَیْکَ اَرُدُّ مَحَامِدِیْ رُدَّتْ کُلُّھَا   وَمَا اَنَا اِلَّا مِثْلُ ذَرْقٍ یُّعَفَّرُ

میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں۔ اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے

وَ قَالُوْا عَلَی الْحَسْنَیْنِ فَضَّلَ نَفْسَهٗ   اَقُوْلُ نَعَمْ وَاللّٰہُ رَبِّیْ سَیُظْھِرُ

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا

وَلَوْ کُنْتُ کَذَّابًا لَمَا کُنْتُ بَعْدَہٗ   کَمِثْلِ یَھُوْدِیٍّ وَّ مَنْ یَّتَنَصَّرُ

اور اگر میں جھوٹا ہوتا تو پھر اس کے بعد۔ میں ایک یہودی اور مرتد نصرانی کی مانند بھی نہ ہوتا

وَلٰکِنَّنِیْ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ خَلِیْفَةٌ   مَسِیْحٌ سَمِعْتُمْ وَعْدَہٗ فَتَفَکَّرُوْا

مگر میں اپنے خدا کے حکم سے خلیفہ۔ اور مسیح موعود ہوں۔ اب تم سوچ لو

فَمَا شَاْنُ مَوْعُوْدٍ وَّمَا فِیْهِ عِنْدَکُمْ   مِنَ الْقَوْلِ قَوْلِ نَبِیِّنَا فَتَدَبَّرُوْا

پس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اس کے باب میں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے؟

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ عِنْدَکُمْ تَقْرَءُوْنَہٗ   فَلَا تَکْتُمُوْا مَا تَعْلَمُوْنَ وَاَظْھِرُوْا

تمہارے پاس ایک صحیح حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو۔ پس جو کچھ تم جانتے ہو اس کو پوشیدہ مت کرو اور ظاہر کرو

وَمَنْ یَّکْتُمَنْ شَھَادَةً کَانَ عِنْدَہٗ   فَسَوْفَ یَرٰی تَعْذِیْبَ نَارٍ تُسَعَّرُ

اور جو شخص اس گواہی کو پوشیدہ کرے گا جو اس کے پاس ہے۔ پس عنقریب وہ آگ کا عذاب دیکھے گا جو خوب بھڑکائی جائے گی

فَلَا تَجْعَلُوْا کِذْبًا عَلَیْکُمْ عُقُوْبَةً   وَدَعْ یَا ثَنَاءَ اللّٰہِ قَوْلًا تُزَوِّرُ

پس تم جھوٹ کو اپنے لئے وبال کا ذریعہ مت ٹھہراؤ۔ اور اے ثناء اللہ! تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے

تَرَکْتَ طَرِیْقَ کِرَامِ قَوْمٍ وَّ خُلْقَھُمْ   ھَجَوْتَ بِمُدٍّ عَامِدًا لِّتُحَقِّرُ ﴿۵۲﴾

تو نے شریفوں کے خلق اور طریق کو چھوڑ دیا۔ اور تو نے موضع مُد میں قصداً ہماری ہجو کی تا تو تحقیر کرے

وَ شَتَّانَ مَا بَیْنَ الْکِرَامِ وَبَیْنَکُمْ   وَاِنَّ الْفَتٰی یَخْشَی الْحَسِیْبَ وَیَحْذَرُ

اور کہاں شریف۔ اور کہاں تم لوگ۔ اور نیک انسان خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے پرہیز کرتا ہے

تَرَکْنَاکَ حَتّٰی قِیْلَ لَا یَعْرِفُ الْقِلٰی   فَجِئْتَ خَصِیْمًا اَیُّھَا الْمُتَکَبِّرُ

ہم نے تو تجھے چھوڑ دیا تھا یہاں تک کہ تم لوگ کہتے تھے کہ اب کیوں کچھ لکھتے نہیں؟۔ پس تُو خود مقابلہ کے لئے آیا ہے اے متکبر!

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ الْعُلٰی مِنْ کَلَامِکُمْ تَـفَـطَّـرْنَ لَـوْلَا وَقْتُهَـا مُتَقَرَّرُ

قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اَکَانَ حُسَیْنٌ اَفْضَلَ الرُّسْلِ کُلِّهِمْ اَکَـانَ شَـفِیْـعَ الْاَنْبِیَـاءِ وَ مُوْثَرُ

کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا

﴿۲۹﴾ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ الْغَیُوْرِ عَلَی الَّذِیْ یَـمِـیْـنُ بِـاِطْـرَاءٍ وَّ لَا یَتَبَصَّـرُ

خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

وَاَمَّا مَقَامِیْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ خَالِقِیْ یُحَمِّدُنِیْ مِنْ عَرْشِهٖ وَ یُوَقِّرُ

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا۔ عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لَنَا جَنَّةٌ سُبُلُ الْهُدٰی اَزْهَارُهَا نَسِیْمُ الصَّبَا مِنْ شَاْنِهَا تَتَحَیَّرُ

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اس کے پھول ہیں۔ اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے

تَکَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِیْنَ وَ عَیْنُنَا اِلٰی آخِرِ الْاَیَّامِ لَا تَتَکَدَّرُ

پہلوں کا پانی مکدّر ہو گیا اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدّر نہیں ہوگا

رَاَیْنَا وَاَنْتُمْ تَذْکُرُوْنَ رُوَاتَکُمْ وَهَلْ مِنْ نُقُوْلٍ عِنْدَ عَیْنٍ تُبَصِّرُ

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں؟

وَ شَتَّانَ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَ حُسَیْنِکُمْ فَاِنِّیْ اُؤَیَّدُ کُلَّ اٰنٍ وَّ اُنْصَرُ

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے

وَاَمَّا حُسَیْنٌ فَاذْکُرُوْا دَشْتَ کَرْبَلَا اِلٰی هٰذِهِ الْاَیَّامِ تَبْکُوْنَ فَانْظُرُوْا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو

وَ اِنِّیْ بِفَضْلِ اللّٰهِ فِیْ حِجْرِ خَالِقِیْ اُرَبّٰی وَ اُعْصَمُ مِنْ لِّئَامٍ تَنَمَّرُوْا

اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں

وَاِنْ یَّاْتِنِی الْاَعْدَاءُ بِالسَّیْفِ وَالْقَنَا فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ اُحْفَظَنْ وَ اُظْفَرُ

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

وَیَوْمَ فَعَلْتُمْ مَافَعَلْتُمْ بِغَدْرِکُمْ بِاَخِ الْحُسَیْنِ وَ وُلْدِہٖ اِذْ اُحْصِرُوْا

اور جب کہ تم نے وہ کام کیا جو کیا حسین کے بھائی مسلم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ اور وہ قید کئے گئے

فَظَلَّ الْاُسَارٰی یَلْعَنُوْنَ وَفَائَکُمْ فَرَرْتُمْ وَاَھْلُ الْبَیْتِ اُوْذُوْا وَدُمِّرُوْا

پس وہ قیدی یعنی اہل بیت تمہاری وفا پر لعنت کرتے تھے تم بھاگ گئے اور اہل بیت دُکھ دیئے گئے اور قتل کئے گئے

ھُنَاکَ تَرَاءَ یْ عَجْزُ مَنْ تَحْسَبُوْنَہٗ شَفِیْعَ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ فَتَفَکَّرُوْا

تب عجز اور ضعف اس شخص کا یعنی حسین کا ظاہر ہوگیا جس کو تم کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی قیامت کو وہی شفاعت کرے گا

زَعَمْتُمْ حُسَیْنًا اَنَّہٗ سَیِّدُ الْوَرٰی وَکُلُّ نَبِیٍّ مِّنْہُ یَنْجُوْ وَ یُغْفَرُ

تم گمان کرتے ہو کہ حسین تمام مخلوق کا سردار ہے۔ اور ہر ایک نبی اسی کی شفاعت سے نجات پائے گا اور بخشا جائے گا

فَاِنْ کَانَ ھٰذَا الشِّرْکُ فِی الدِّیْنِ جَائِزًا فَبِاللَّغْوِ رُسْلُ اللّٰہِ فِی النَّاسِ بُعْثِرُوْا

پس اگر یہ شرک دین میں جائز ہوتا تو تمام پیغمبر محض لغو طور پر مبعوث شمار کئے جاتے

وَ ذٰلِکَ بُھْتَانٌ وَّ تَوْھِیْنُ شَاْنِھِمْ لَکَ الْوَیْلُ یَاغُوْلَ الْفَلَا کَیْفَ تَجْسُرُ ﴿۸۱﴾

اور یہ بہتان ہے اور انبیاء علیہم السلام کی کسر شان ہے۔ اے جنگلوں کے غول! تجھ پر ویل! یہ تو کیا دلیری کر رہا ہے

طَلَبْتُمْ فَلَاحًا مِّنْ قَتِیْلٍ بِخَیْبَۃٍ فَخَیَّبَکُمْ رَبٌّ غَیُوْرٌ مُّتَبِّرُ

تم نے اس کشتہ سے نجات چاہی کہ جو نومیدی سے مر گیا پس تم کو خدا نے جو غیور ہے ہر ایک مراد سے نومید کیا۔ وہ خدا جو ہلاک کرنے والا ہے

وَوَاللّٰہِ لَیْسَتْ فِیْہِ مِنِّیْ زِیَادَۃٌ وَعِنْدِیْ شَھَادَاتٌ مِّنَ اللّٰہِ فَانْظُرُوْا

اور بخدا اُسے مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو

وَاِنِّیْ قَتِیْلُ الْحِبِّ لٰکِنْ حُسَیْنُکُمْ قَتِیْلُ الْعِدَا فَالْفَرْقُ اَجْلٰی وَاَظْھَرُ

اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے

حَدَرْنَا سَفَائِنَکُمْ اِلٰی اَسْفَلِ الثَّرٰی وَاَوْثَانُکُمْ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ تُکَسَّرُ

ہم نے تمہاری کشتیاں تحت الثّریٰ کی طرف اتار دیں۔ اور تمہارے بُت ہر وقت توڑ رہے ہیں

وَوَاللّٰہِ اِنَّ الدَّھْرَ فِیْ کُلِّ وَقْتِہٖ نَصِیْحٌ لَّکُمْ فِیْ نُصْحِہٖ لَا یُقَصِّرُ

اور بخدا کہ زمانہ اپنے ہر ایک وقت میں تمہیں نصیحت کر رہا ہے اور نصیحت میں کچھ قصور نہیں کرتا

تَنَاهَى لِسَانُ النَّاسِ عَنْ دَأْبِ فُحْشِهِمْ وَ مِقْوَلُكُمْ يَجْرِيْ وَلَا يَتَحَسَّرُ

تمام لوگوں نے بدزبانی کی عادت چھوڑ دی۔ اور تمہاری زبان اب تک لعنت بازی پر جاری ہو رہی ہے اور نہیں تھکتی

اَشَعْتُمْ طَرِيْقَ اللَّعْنِ فِيْ اَهْلِ سُنَّةٍ فَاَجْرَوْا طَرِيْقَتَكُمْ فَاِنْ شِئْتُمْ انْظُرُوْا

تم نے لعنت بازی کے طریقوں کو اہل سنت والجماعت میں شائع کر دیا۔ پس انہوں نے بھی یہ طریق جاری کر دیا۔ اگر چاہو تو دیکھ لو

فَيَا لَيْتَ مِتُّمْ قَبْلَ تِلْكَ الطَّرَائِقِ وَلَمْ يَكُ دِيْنُ اللّٰهِ مِنْكُمْ يُخَسَّرُ

پس کاش! تم ان تمام طریقوں سے پہلے ہی مر جاتے۔ اور خدا کا دین تمہارے سبب سے تباہ نہ ہوتا

جَعَلْتُمْ حُسَيْنًا اَفْضَلَ الرُّسْلِ كُلِّهِمْ وَجُزْتُمْ حُدُوْدَ الصِّدْقِ وَاللّٰهُ يَنْظُرُ

تم نے حسین کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا۔ اور سچائی کی حدوں سے آگے گذر گئے (اور اللہ دیکھ رہا ہے ☆)

وَعِنْدَ النَّوَائِبِ وَالْاَذٰى تَذْكُرُوْنَهٗ كَاَنَّ حُسَيْنًا رَبُّكُمْ يَا مُزَوِّرُ

اور مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو گویا حسین تمہارا رب ہے۔ اے بدبخت جھوٹ بولنے والے!

وَخَرَّتْ لَهٗ اَحْبَارُكُمْ مِثْلَ سَاجِدٍ فَمَا جُرْمُ قَوْمٍ اَشْرَكُوْا اَوْ تَنَصَّرُوْا ﴿۸۲﴾

اور تمہارے علماء سجدہ کرنے والوں کی طرح اس کے آگے گر گئے۔ پس اب مشرکوں یا نصرانیوں کا کیا گناہ ہے

نَسِيْتُمْ جَلَالَ اللّٰهِ وَالْمَجْدَ وَالْعُلٰى وَمَا وِرْدُكُمْ اِلَّا حُسَيْنٌ اَتُنْكِرُ

تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا۔ اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا ہے؟

فَهٰذَا عَلَى الْاِسْلَامِ اِحْدَى الْمَصَائِبِ لَدٰى نَفَحَاتِ الْمِسْكِ قَذَرٌ مُقَنْطَرُ

پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے

وَاِنْ كَانَ هٰذَا الشِّرْكُ فِي الدِّيْنِ جَائِزًا ✿ فَبِاللَّغْوِ رُسْلُ اللّٰهِ فِي النَّاسِ بُعْثِرُوْا

اور اگر شرک دین میں جائز ہے۔ پس خدا کے پیغمبر بیہودہ طور پر لوگوں میں بھیجے گئے

وَاَيُّ صَلَاحٍ سَاقَ جُنْدَ نَبِيِّنَا اِلٰى حَرْبِ حِزْبِ الْمُشْرِكِيْنَ فَدَمَّرُوْا

اور کیا غرض تھی کہ ہمارے نبی کا لشکر مقابلہ کے لئے چلا گیا۔ مشرکوں کی لڑائی کے مقابل پر پس ان کو ہلاک کیا

✿ حاشیہ۔ اس شعر کا یہ مطلب ہے کہ جبکہ شرک جائز تھا اور کافروں نے صرف اپنے ان معبودوں کی حمایت میں جو حسین کی طرح غیر اللہ تھے مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تھا جس پر آخر مسلمانوں کو اجازت ہوئی کہ اب تم بھی ان مشرکوں کا

☆ وَاللّٰهُ يَنْظُرُ کا ترجمہ ایڈیشن اول میں لکھنے سے رہ گیا ہے (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۸ ۴۷۷ نزول المسیح

﴿۹۹﴾ آنچنان عشق تیز مرکب راند کزان مشت خاک ہیچ نماند کشتۂ دلبر و دلآرامے رستہ یکسر ز ننگ و از نامے
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے قصہ کوتاہ کرد آوازے آن ندائے یقین کہ گوش شنید کرد کار و ز غیر حق ببرید
رفتہ بیرون ز حلقۂ اغیار دل بریدہ ز غیر آن دلدار پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش رستہ از بند خود پرستی خویش
آنچنان یار در کمند انداخت کہ نماند بدیگرے پرداخت قدم خود زدہ براہ عدم گم بیادش ز فرق تا بقدم
ذکرِ دلبر غذائے او گشتہ ہمہ دلبر برائے او گشتہ سوختہ ہر غرض بجز دلدار دوختہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان بر رخے فدا کردہ وصل او اصل مدعا کردہ مردہ و خویشتن فنا کردہ عشق جوشید و کارہا کردہ
از خودی ہائے خود فتاد جدا سیل پُر زور بود بُرد از جا تن چو فرسود دلستان آمد دل چو از دست رفت جان آمد
عشق دلبر بروئے او بارید ابر رحمت بکوئے او بارید از بیضے کہ شد ز گفتارے در دل او برست گلزارے
ہر ظہورے یکے سبب دارد داند آن کو بدل طلب دارد پس چنین شورش محبت یار کہ بجوشد ہم از خودی آثار
این میسر نے شود ز نہار جز سخن ہائے دلبر و دلدار عشق کور و نماند از دیدار تیز گر گر بہ خیزد از گفتار
بالخصوص آن سخن کہ از دلدار خاصیت دارد اندر این اسرار کشتہ او نہ یک نہ دو نہ ہزار این قتیلان او برون ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست غازۂ روئے او دم شہداست این سعادت چو بود قسمت ما رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم **آدم** نیز **احمد** مختار در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار برتر آن دفتر است از اظہار آنچہ داد است ہر نبی را **جام** داد آن جام را مرا **بتمام**
دل من بردہ لطفِ خود دار خود مرا شد یقیِ خود استاد وحی او را عجب اثر دیدم روئے آن مہر زان قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و مکروہات وآنچہ چیز است پیش این لذات دیدم از ہجر خلق جلوۂ یار کار دیگر براہد از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا بخدا پاک دانمش ز خطا ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمین است ایمانم
من خدا را بدو شناختہ ام دل بدین آتشش گداختہ ام بخدا ہست این کلام مجید از دہان خدائے پاک و وحید
آنچہ بر من عیان شد از داور آفتابے است با دو صد انوار این خدائیست رب اربابم یکہ رو آرم ار ازو **تابم**
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفان نہ **کمترم** ز کسے وارث مصطفیٰ شدم بہ یقین شدہ رنگین برنگ یار حسین
آن یقینے کہ بود **عیسیٰ** را بر کلامے کہ شد برو القا وان یقین **کلیم** بر تورات وان یقین ہائے سید السادات

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

﴿۱۳﴾ یہ خدا کا کلام ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ اے جو خلقت کے لئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری اس مہلک بیماری کے لئے شفاعت کر۔ تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہیں باستثناء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ شفیع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہے بلکہ اس کی شفاعت درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہے۔ اے عیسائی مشنریو! اب ربّنا المسیح مت کہو اور دیکھو کہ آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔ اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے کہ اُس حسین سے بڑھ کر ہے۔ اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تم اس سے لڑنے والے ٹھہرو۔ اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔ سچا شفیع میں ہوں جو اس بزرگ شفیع کا سایہ ہوں اور اس کا ظل جس کو اس زمانہ کے اندھوں نے قبول نہ کیا اور اس کی بہت ہی تحقیر کی یعنی حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس لئے خدا نے اس وقت اس گناہ کا ایک ہی لفظ کے ساتھ پادریوں سے بدلہ لے لیا کیونکہ عیسائی مشنریوں نے عیسیٰ بن مریم کو خدا بنایا اور ہمارے سیّد و مولیٰ حقیقی شفیع کو گالیاں دیں اور بدزبانی کی کتابوں سے زمین کو نجس کر دیا اس لئے اس مسیح کے مقابل پر جس کا نام خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمدؐ رکھا۔ تا یہ اشارہ ہو کہ عیسائیوں کا مسیح کیسا خدا ہے جو احمدؐ کے ادنیٰ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتا یعنی وہ کیسا مسیح ہے جو اپنے قرب اور شفاعت کے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

تضاد:

۲۳۷

نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا۔ اور بلاشبہ ان برگزیدوں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی محبت سے ماسور کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے۔ اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہی اور اس امام کا تقویٰ اور محبت اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں۔ جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو انہی میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی۔ تا حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے۔ کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسین رضہ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے۔ تحقیر کرتا ہے۔ یا کوئی کلمہ استخفاف ان کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے۔ جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے۔ یا لعن طعن کرتا ہے۔ اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقعہ پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ میں کس کی طرف سے ہوں۔ تو ہرگز بُرا نہ کہتے۔ وہ مجھے ایک دجال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ میں نے جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا۔ وہ میں نے نہیں کہا۔ بلکہ خدا نے کہا۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ ان بحثوں کو طول دوں۔ اگر میں درحقیقت مفتری اور دجال ہوں۔ اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو میں خدا کی وحی کی طرف ان کو منسوب کرتا ہوں۔ کاذب اور مفتری

فتاوے احضرت مسیح موعود 10 ستمبر 1935 ایڈیشن

ہر ایک چیز جو بہت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقع پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دعا کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ میں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ میں نے جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ میں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں اگر میں درحقیقت مفتری اور دجال ہوں اور اگر درحقیقت میں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Ftawa-Hazrat-Masih-e-Maud.pdf

۵۴۵

قالت الاعراب اٰمنّا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا۔ مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دُنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دُنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن

مجموعہ اشتہارات جلد سوم

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v3.pdf

ایسا ہی وقوع میں آیا اور جب آتھم کی زندگی کے وقت اور نیز اُس کے فوت کے بعد
ہمارے وہ رسائل اور اشتہار شائع ہوئے جن میں نہایت صاف اور مدلل طور پر
ثابت کیا گیا تھا کہ آتھم کے متعلق جو پیشگوئی تھی وہ کمال صفائی سے پوری ہوگئی تو «۱۰۰»
تمام اہل انصاف اور دیانت نے اپنی غلطی کا اقرار کیا کیونکہ وہ پیشگوئی ایسی صفائی
اور قوت اور عظمت سے بھری ہوئی تھی کہ نہ صرف ایک پہلو سے بلکہ دو پہلو سے
ثابت ہوگئی تھی یعنی ایک یہ پہلو کہ آتھم نے الہامی شرط کی پابندی اختیار کر کے اور

بقیہ حاشیہ

درخت کی طرح ہوتے ہیں جس کی جڑ نہایت مضبوط اور زمین کے پاتال تک پہنچی ہوئی
ہو اور شاخیں آسمان میں داخل ہوں۔ لیکن وہی کلمات جب عوام کے محاورہ میں آتے ہیں تو
عوام کالانعام اپنی محدود فہم اور کوتاہ عقل کی وجہ سے نہایت ذلیل معنوں میں ان کو لے آتے ہیں
جو روحانیوں کے نزدیک قابل شرم ہوتے ہیں کیونکہ اُن کی دنیوی عقلوں کو آسمان سے کچھ
بھی علاقہ نہیں ہوتا اور وہ نہیں جانتے کہ روحانی روشنی کیا شے ہے اس لئے وہ جلد تر اپنی موٹی
سمجھ کے موافق نبی کے اعلیٰ مقاصد اور بلند تر اشارات کو صرف دنیوی اور فانی رشتوں پر ہی ختم
کر دیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس فانی اور ناپایدار رشتہ کے وراء الوراء اور قسم کے رشتے
بھی ہوتے ہیں اور ایسا ہی اور قسم کی آل ہوتی ہے جو مرنے کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی اور نفی
لَا اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ کے نیچے نہیں آتی نہ صرف اس قسم کی آل جو فدک جیسے ایک نام کے باغ «۱۰۰»
اور چند درختوں کے لئے لڑتے پھریں اور مشتعل ہو کر کبھی ابوبکرؓ کو برا کہیں اور کبھی عمرؓ کو۔ بلکہ
خدا کے پیاروں اور مقبولوں کیلئے رُوحانی آل کا لقب نہایت موزوں ہے اور وہ روحانی آل
اپنے رُوحانی نانا سے وہ روحانی وراثت پاتے ہیں جس کو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا
اور وہ اُن باغوں کے وارث ٹھہرتے ہیں جن پر کوئی دوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا۔ پس
یہ سفلی خیال بعض اسلامی فرقوں میں اس وقت آ گئے ہیں جبکہ اُن کی رُوح مردہ ہوگئی
اور اُس کو رُوحانی طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا اس لئے روحانی مال سے
لاوارث ہونے کی وجہ سے اُن کی عقلیں موٹی ہوگئیں اور اُن کے دل مکدر اور کوتہ بین
ہوگئے۔ اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما
خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

اپنی عادات سابقہ سے رجوع اختیار کر کے خدا تعالیٰ کے پاک وعدہ کے موافق کسی قدر مہلت ملنے کا فائدہ اُٹھا لیا۔ ہاں چونکہ اُس کا رجوع کامل طور پر نہ تھا اس لئے مہلت بھی کامل طور پر نہ ملی۔ اور دوسرے اس پہلو سے یہ پیشگوئی ثابت ہوئی کہ جب آتھم نے خدا تعالیٰ کی مہلت دینے کا قدر نہ کیا اور سچ کی گواہی نہ دی بلکہ اس نشان کو تین حملوں کے بہانہ سے چھپانا چاہا تو خدا تعالیٰ نے جلد تر اُس کو پکڑ لیا۔ ہاں خدا تعالیٰ نے لیکھرام کی پیشگوئی کی طرح جلالی اور

حاشیہ

وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے لیکن کلام اس بات میں ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قسم کو چھوڑا گیا ہے اور ادنیٰ پر فخر کیا جاتا ہے۔ تعجب کہ وہ اعلیٰ قسم امام حسنؓ اور حسینؓ کے آل ہونے کی یا اور کسی کے آل ہونے کی جس کی رو سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے ہیں یہ لوگ اس کا تو کچھ ذکر ہی نہیں کرتے۔ اور ایک فانی رشتہ کو بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ روحانی وراثت لازم ملزوم نہیں اور اگر یہ فانی رشتہ جو جسمانی تعلق سے پیدا ہوتا ہے ضروری طور پر خدا تعالیٰ کے نزدیک حقدار ہوتا تو سب سے پہلے قابیل کو یہ حق ملتا جو حضرت آدم علیہ السلام کا پہلوٹا بیٹا اور پیغمبر زادہ تھا اور پھر اس کے بعد حضرت نوح آدم ثانی کے اُس بیٹے کو حق ملتا جس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ [1] کا لقب پایا۔ سوا اہل معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نطفی رشتہ کے لحاظ سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ روحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھہر گئے تھے۔ وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ ہوتا ہے تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں۔ بلکہ حدیث صحیح سے اور خود قرآن شریف سے بھی ثابت ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے۔ اب ایک عقلمند انسان سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آل رسول ہونا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آل رسول ہونا جو بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز نہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں بلکہ اس تحریر سے

[1] ھود:۴۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

9۔ حضرت علی کی گستاخی/تعریف

قول:

۱۴۲

کی تلاش ہے تو اُس کو ڈھونڈو۔ جو خدا کی طرف سے مامُور ہو کر آیا ہے۔ اگر کوئی شخص خُبث کو نہیں چھوڑتا۔ تو کیا ہم اندھے ہیں۔ مُنافق کے دل کی بدبُو نہیں سُونگھتے۔ ہم انسان کو فوراً تاڑ جاتے ہیں۔ کہ اس کی بات اس بنا پر ہے۔ پس یاد رکھو۔ خدا نے یہی راہ پسند کی ہے جو میں بتاتا ہوں۔ اور یہ اقرب راہ اُسی نے نکالی ہے۔ دیکھو۔ جو ریل جیسی آرام دہ سواری کو چھوڑ کر ایک لنگڑے مریل ٹٹو پر سوار ہوتا ہے وہ منزل پر پہنچ نہیں سکتا۔ افسوس یہ لوگ خدا کی باتوں کو چھوڑ کر زید بکر کی باتوں پر مرتے ہیں۔ اُن سے پوچھو کہ وہ حدیثیں کس نے دی ہیں۔

میں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مُسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر وُہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں تو اُن سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

زندہ علی

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا جس کا جواب نہ آیا۔ اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پرواہ کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وُہ کرنا ہے۔ جو ہمارا کام ہے۔

اس لئے یاد رکھو کہ پُرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اُس کو چھوڑتے ہو اور مُردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔"

(الحکم جلد ۴ نمبر ۴۱۔ صفحہ ۱-۲ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۰ء)

۸ر دسمبر ۱۹۰۰ء۔

الہام

فرمایا۔ "کل رات میری اُنگلی کے پوٹے میں درد تھا اور اس شدت کے ساتھ درد

ملفوظات جلد دوم، 1984 ایڈیشن

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v1.pdf

ملفوظات جلد اول، جدید ایڈیشن

۴۰۰

مَیں تو بار بار یہی کہتا ہوں کہ ہمارا طریق تو یہ ہے کہ نئے سرے سے مُسلمان بنو۔ پھر اللہ تعالیٰ اصل حقیقت خود کھول دے گا۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر وُہ امام جن کے ساتھ یہ اس قدر محبت کا غلو کرتے ہیں زندہ ہوں، تو اُن سے سخت بیزاری ظاہر کریں۔

جب ہم ایسے لوگوں سے اعراض کرتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ ہم نے ایسا اعتراض کیا جس کا جواب نہ آیا اور پھر بعض اوقات اشتہار دیتے پھرتے ہیں۔ مگر ہم ایسی باتوں کی کیا پروا کر سکتے ہیں۔ ہم کو تو وہ کرنا ہے جو ہمارا کام ہے۔

اس لیے یاد رکھو کہ پُرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے اُس کو چھوڑتے ہو اور مُردہ علی کی تلاش کرتے ہو[۱]۔"

۸ر دسمبر ۱۹۰۰ء

ایک الہام اور اپنی وحی پر یقین

فرمایا: "کل رات میری اُنگلی کے پوٹے میں دَرد تھا اور اِس شدّت کے ساتھ دَرد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔ آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ کُونِی بَرْدًا وَّسَلَامًا۔ اور سَلَامًا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ معًا دَرد جاتا رہا ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔"

نیز فرمایا کہ:

"ہم کو تو خدا تعالیٰ کے اُس کلام پر جو ہم پر وحی کے ذریعہ نازل ہوتا ہے۔ اس قدر یقین اور علیٰ وجہ البصیرۃ یقین ہے کہ بیت اللہ میں کھڑا کرکے جس قسم کی چاہو قسم دے دو۔ بلکہ میرا تو یقین یہاں تک ہے کہ اگر مَیں اس بات کا انکار کروں، یا وہم بھی کروں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں تو معًا کافر ہو جاؤں[۲]۔"

۱۳ر دسمبر ۱۹۰۰ء

نصرتِ الٰہی فیصلہ کُن قاضی ہے

الٰہی بخش لاہوری مخالف کی کتاب "عصائے موسیٰ" تمام و کمال پڑھ کر حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کی لغویات کو چھوڑ کر چند گھنٹوں کا کام ہے اس کا جواب دے دینا لیکن مَیں

۱۔ الحکم جلد ۴ نمبر ۴۱ صفحہ ۱-۲ مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۰۰ء

۲۔ الحکم جلد ۴ نمبر ۴۴ صفحہ ۹ مورخہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۰ء

تضاد:

﴿۳۵﴾

خاتم النبيين، وكانت معهم فتاة جميلة صالحة جليلة مباركة مطهّرة معظّمة مُوَقرة باهرة السفور ظاهرة النور، ووجدتها ممتلئة من الحزن ولكن كانت كاتمة، وأُلقى فى روعى أنها الزهراء فاطمة. فجاء تنى وأنا مضطجع فقعدت ووضعت رأسى على فخذها وتلطفت، ورأيتُ أنها لبعض أحزانى تحزن وتضجر وتتحنن وتقلق كأمّهات عند مصائب البنين. فعُلّمتُ أنى نزلتُ منها بمنزلة الابن فى عُلَق الدّين، وخطر فى قلبى أن حزنها إشارة إلى ما سأرى ظلما من القوم وأهل الوطن والمعادين. ثم جاءنى الحسنان، وكانا يبديان المحبة كالإخوان، ووافيانى كالمواسين. وكان هذا كشفًا من كشوف اليقظة، وقد مضت عليه بُرهة من سنين. ولى مناسبة لطيفة بعلىّ والحسين، ولا يعلم سرّها إلا ربّ المشرقين والمغربين. وإنى أحبّ عليًا وابناه، وأعادى من عاداه، ومع ذٰلک لستُ من الجائرين المتعسفين. وما كان لى أن أعرض عما كشف اللّٰه علىّ، وما كنت من المعتدين. وإن لم تقبلوا فلى عملى ولكم عملكم، وسيحكم اللّٰه بيننا وبينكم، وهو أحكم الحاكمين.

الباب الثانى

فى المهدى الذى هو آدم الأُمّة وخَاتَم الأئمة

اعلموا أن اللّٰه الذى خلق الليل والنهار، وأبدأ الظلامات والأنوار، قد جرت عادته من قديم الزمان وأوائل الأزمنة والأوان، أنه لا يتوجّه إلى إصلاح إلا بعد رؤية كمال طلاح، وإذا بلغت الآفة مداها، وانتهت البلية إلى منتهاها، فتتوجه العناية الإلٰهية إلى إماطتها، وإلى خلق شيء يكون سببا لإزالتها. وأما مثله فيوجد فى العالم الجسمانى أمثلة واضحة ونظائر بينّة جليّة للذى اعترته شبهة أو كان من الغافلين.

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

10۔ انگریزوں کی تعریف/مخالفت

قول:

روحانی خزائن جلد ۶ ۳۸۸ شہادۃ القرآن

﴿۱۱﴾ چکے اور اپنی اسی کتاب میں جس کی اشاعت ان کا شبا روزی فرض ہے وہ صاف درج کر چکے ☆ ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے۔ یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا

☆ **اصل کلام** مؤلف یہ ہے جو اس کتاب کے حصہ سوم و چہارم سے یہ تلخیص نقل کیا جاتا ہے۔ حصہ سوم کے ابتدائی اوراق میں آپ فرماتے ہیں۔ مسلمانوں پر جن امور کا اپنی اصلاح حال کے لئے اپنی ہمت اور کوشش سے انجام دینا لازم ہے۔ وہ انہیں فکر اور غور کے وقت آپ ہی معلوم ہو جائیں گے حاجت بیان وتشریح نہیں۔ مگر اس جگہ ان امروں میں سے یہ امر قابل تذکرہ ہے جس پر گورنمنٹ انگلشیہ کی عنایات اور توجہات موقوف ہیں کہ گورنمنٹ ممدوحہ کے دل پر اچھی طرح یہ امر مرکوز کرنا چاہیئے کہ مسلمانان ہند ایک وفادار رعیت ہے کیونکہ بعض ناواقف انگریزوں نے خصوصاً ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے جو کمیشن تعلیم کے اب پریزیڈنٹ ہیں اپنی ایک مشہور تصنیف میں اس دعویٰ پر بہت اصرار کیا ہے کہ مسلمان لوگ سرکار انگریزی کے دلی خیر خواہ نہیں ہیں اور انگریزوں سے جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں گو یہ خیال ڈاکٹر صاحب کا شریعت اسلام پر نظر کرنے کے بعد ہر یک شخص پر محض بے اصل اور خلاف واقعہ ثابت ہوگا لیکن افسوس کہ بعض کوہستانی اور بے تمیز سبھا کی نالائق حرکتیں اس خیال کی تائید کرتی ہیں اور شاید انہی اتفاقی مشاہدات سے ڈاکٹر صاحب موصوف کا وہم بھی مستحکم ہو گیا ہے کیونکہ کبھی کبھی جاہل لوگوں کی طرف سے اس قسم کی حرکات صادر ہوتی رہتی ہیں لیکن محقق پر یہ امر پوشیدہ نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کے لوگ اسلامی تدین سے دور مہجور ہیں اور ایسے ہی مسلمان ہیں جیسے مکلین عیسائی تھا۔ پس ظاہر ہے کہ ان کی یہ ذاتی حرکات ہیں نہ شرعی پابندی سے۔ اور ان کے مقابل پر ان ہزارہا مسلمانوں کو دیکھنا چاہیئے جو ہمیشہ خیر خواہی دولت انگلشیہ کی کرتے رہے ہیں اور کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش اور خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-6.pdf

﴿۱۳﴾ حکم رکھتی ہے خداوند رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے ایک باران رحمت بھیجا ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے۔ اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا

بقیہ حاشیہ

ہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کئے اور اپنی غریبانہ حالت سے بڑھ کر خیر خواہی دکھلائی اور جو مسلمان صاحب دولت و ملک تھے انہوں نے تو بڑی بڑی خدمات نمایاں ادا کیں۔ اب ہم پھر اس تقریر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ گو مسلمانوں کی طرف سے اخلاص اور وفاداری کے بڑے بڑے نمونہ ظاہر ہو چکے ہیں مگر ڈاکٹر صاحب نے مسلمانوں کی بدنصیبی کی وجہ سے ان تمام وفاداریوں کو نظر انداز کر دیا اور نتیجہ نکالنے کے وقت ان مخلصانہ خدمات کو نہ اپنے قیاس کے صغریٰ میں جگہ دی اور نہ کبریٰ میں۔ بہرحال ہمارے بھائی مسلمانوں پر لازم ہے کہ گورنمنٹ پر ان کے دھوکوں سے متاثر ہونے سے پہلے بے حد طور پر اپنی خیر خواہی ظاہر کریں جس حالت میں شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی اور ہدایت پھیلانے کے لیے کامل مددگار ہو قطعی حرام ہے تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ علماء اسلام اپنے جمہوری اتفاق سے اس مسئلہ کو اچھی طرح شائع نہ کرکے ناواقف لوگوں کی زبان اور قلم سے مورد اعتراض ہوتے رہیں جن اعتراضوں سے ان کے دین کی سبکی پائی جائے اور ان کی دنیا کو ناحق ضرر پہنچے۔ سو اس عاجز کی دانست میں قرین مصلحت یہ ہے کہ انجمن اسلامیہ لاہور و کلکتہ و بمبئی وغیرہ یہ بندوبست کریں کہ چند نامی مولوی صاحبان جن کی فضیلت اور علم اور زہد اور تقویٰ اکثر لوگوں کی نظر میں مسلم الثبوت ہو اس امر کے لئے چن لئے جاویں کہ اطراف اکناف کے اہل علم کو جو اپنے مسکن کے گرد و نواح میں کسی قدر شہرت رکھتے ہوں اپنی اپنی عالمانہ تحریریں جن میں برطبق شریعت حقہ سلطنت انگلشیہ سے جو مسلمانان ہند کی مربی و محسن ہے جہاد کرنے کی صاف ممانعت ہو۔ ان علماء کی خدمت میں بہ ثبت مواہیر بھیج دیں کہ جو بموجب قرارداد بالا اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور جب سب خطوط جمع ہو جاویں تو یہ مجموعہ خطوط جو مکتوبات علماء ہند سے موسوم ہو سکتا ہے کسی خوشخط مطبع میں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-6.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-6.pdf

میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دے دی ہے بہر حال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اِس قوم میں سے ہمارے لئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اِس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز دعا کے اور کیا ہے۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اِس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا۔ سو اگر ہم اِس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خُدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدائے تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسری سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اِس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں۔ سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے اُس سے جہاد کیسا۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو مَیں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دُوسرے اِس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلافِ مذہب رکھتے ہیں اور ہم ہرگز خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو اُنھوں نے ﴾۵﴿
پسند کی ہیں۔ لیکن اِن مذہبی امور کو رعیّت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

اور مجھے خو اور بو اور رنگ اور روپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کرکے بھیجا ایسا ہی اُس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لئے تمام خو اور بو اور رنگ اور روپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو میں ان معنوں کرکے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا۔ اور اس کا خلیفہ اور صدق اور راستبازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو «۷» حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ و بروز محمدؐ۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دے گا۔ سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے☆ جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اُسی روز سے اُس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آ چکا۔ خاص کر میری تعلیم

☆ اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں بلکہ شائد زیادہ ہوں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے اور یہ وہ صلح کاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لئے ایسا پُر تاثیر سلسلہ قائم کرے تو اس کے لئے غیر ممکن تھا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لیں گے۔

﴿۸﴾ اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے میں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور میں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلاواسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اُس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اُس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دُعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس

ہمارا کوئی الہام پیش کرنا چاہیئے۔ اجتہادی غلطی نبیوں اور رسولوں سے بھی ہو جاتی ہے۔ جس پر وہ قائم نہیں رکھے جاتے۔ ذرہ صحیح بخاری کو کھولو اور حدیث ذھب وھلی کو غور سے پڑھو۔ ایسا اعتراض کرنا جو دوسرے پاک نبیوں پر بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی وہی اعتراض آوے مسلمانوں اور نیک آدمیوں کا کام نہیں ہے بلکہ لعنتیوں اور شیطانوں کا کام ہے۔ اگر دل میں فساد نہیں تو قوم کا تفرقہ دور کرنے کے لئے ایک جلسہ کرو اور مجلس عام میں میرے پر اعتراض کرو کہ فلاں پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ پھر اگر حاضرین نے قسم کھا کر کہہ دیا کہ فی الواقع جھوٹی نکلی اور میرے جواب کو سن کر مدلل بیان اور شرعی دلیل سے رد کر دیا تو اُسی وقت میں توبہ کروں گا۔ ورنہ چاہیئے کہ سب توبہ کر کے اس جماعت میں داخل ہو جائیں اور درندگی اور بدزبانی چھوڑ دیں۔

﴿۱۵﴾ اے مسلمانوں کی ذریّت! میں نے آپ لوگوں کا کیا گناہ کیا ہے کہ آپ لوگ انواع اقسام کے منصوبوں سے میری ایذا کے درپے ہو گئے۔ تم میں سے جو مولوی ہیں وہ ہر وقت یہی وعظ کرتے ہیں کہ یہ شخص کافر بے دین دجال ہے اور انگریزوں کی سلطنت کی حد سے زیادہ تعریف کرتا ہے اور رُومی سلطنت کا مخالف ہے۔ اور تم میں سے جو ملازمت پیشہ ہیں وہ اس کوشش میں ہیں کہ مجھے اس محسن سلطنت کا باغی ٹھہراویں۔ میں سنتا ہوں کہ ہمیشہ خلاف واقعہ خبریں میری نسبت پہنچانے کے لئے ہر طرف سے کوشش کی جاتی ہے حالانکہ آپ لوگوں کو خوب معلوم ہے کہ میں باغیانہ طریق کا آدمی نہیں ہوں۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۵ ۱۵۶ تریاق القلوب

جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں پھر کیونکر ممکن تھا کہ میں اس سلطنت کا بدخواہ ہوتا یا کوئی ناجائز باغیانہ منصوبے اپنی جماعت میں پھیلاتا جبکہ میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا۔ اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے کی میں تعلیم کروں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے۔ یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ معظمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔ پھر میں خود اپنے آرام کا دشمن بنوں۔ اگر اس سلطنت کے بارے میں کوئی باغیانہ منصوبہ دل میں مخفی رکھوں اور جو لوگ مسلمانوں میں سے ایسے بدخیال جہاد اور بغاوت کے دلوں میں مخفی رکھتے ہوں میں ان کو سخت نادان بدقسمت ظالم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ہم اس بات کے گواہ ہیں کہ اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے پیدا ہوئی ہے۔ تم چاہو دل میں مجھے کچھ کہو۔ گالیاں نکالو یا پہلے کی طرح کافر کا فتویٰ لکھو۔ مگر میرا اصول یہی ہے کہ ایسی سلطنت سے دل میں بغاوت کے خیالات رکھنا یا ایسے خیال جن سے بغاوت کا احتمال ہو سکے سخت بدذاتی اور خدا تعالیٰ کا گناہ ہے۔ بہتیرے ایسے مسلمان ہیں جن کے دل کبھی صاف نہیں ہوں گے۔ جب تک اُن کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ خونی مہدی اور خونی مسیح کی حدیثیں تمام افسانہ اور کہانیاں ہیں۔

اے مسلمانو اپنے دین کی ہمدردی تو اختیار کرو مگر سچی ہمدردی۔ کیا اس معقولیت کے زمانہ میں دین کے لئے یہ بہتر ہے کہ ہم تلوار سے لوگوں کو مسلمان کرنا چاہیں۔ کیا جبر کرنا اور زور اور تعدی سے اپنے دین میں داخل کرنا اس بات کی دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ دین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ خدا سے ڈرو اور یہ بیہودہ الزام دین اسلام پر مت لگاؤ کہ اس نے جہاد کا مسئلہ سکھایا ہے اور زبردستی اپنے مذہب میں داخل کرنا اس کی تعلیم ہے۔ معاذ اللہ ہرگز

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

تضاد:

﴿۵۳۰﴾ انّما الاعمال بالنیات و بصدق النیة یعرف المخلصون. و ما کان لمخلص ان یستشعر أمرا فیه خیر محسنه بل یستعرض متاعه له و لا یکون من الذین یکتمون. أیتها الملیکة الکریمة الجلیلة أعجبتی انک مع کمال فضلک و علمک و فراستک تنکرین لدین الاسلام، و لا تُمعنین فیه بعیون التی تمعنین بها فی الأمور العظام. قد رایت فی لیلٍ دجی، والآن لاحت الشمس فما لک لا ترین فی الضحی، ایتها الجلیلة اعلمی ایدک اللّٰہ

ترجمہ: پیروان را از انوار انبیاء (علیہم السلام) بہرہ مند و مہبط سرور روحانی می نماید۔ بلے این انوار نصیب آنہا می باشد کہ فساد و کبر و بلندی را دوست ندارند و از تمام اخلاص و صمیم دل رو بقبول انوارش آرند۔ البتہ امثال این مردم کشاد دیدہ و زکوۃ نفس با مرحمت می کنند۔

من از منت و فضل خداوند (عزّ اسمہ) بہرۂ وافر و حظے متکاثر از انوار قرآن میدارم۔ دل مرا از آن نور منور و از ہدایت و اصلانہ بہر ور ساختہ اند۔ از انعام جلیل خدا بر من آنست کہ او مرا با آیات بینہ بجہت آن فرستادہ کہ ہمہ خلق را بسوئے دین حق الٰہی دعوت کنم۔ فرخندہ بختے کہ مرا پذیرد و موت را بخاطر در آرد یا نشانے بخواہد و بعد از دیدنش بمن گردد۔

اے ملیکۂ کریمہ از نعمائے دنیویہ ترا نصیبے بسیار دادہ اند۔ باید اکنون رغبت بملک آخرت بکنی و سر نیاز بدرگاہ پروردگار یگانہ فرود آری کہ ذاتش از گرفتن پسرے و ملکش از مشارکت شریکے بری و غنی است۔ آن رب وحید را از دل برون کردہ۔ بچو معبودان را اختیار می نمائید کہ چیزے را نیافریدہ اند و خود شان آفریدہ شدہ اند؟

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

روحانی خزائن جلد ۵ ۵۳۱ آئینہ کمالات اسلام

﴿۵۳﴾ آن دین الاسلام مجمع الانوار، و منبع الانهار و حدیقة الأثمار و ما
من دین الا هو شعبته فانظری الی حبره و سبره و جنته و کونی من
الذین یُرزقون منه رزقًا رغدًا و یرتعون. و ان هذا الدین حی مجمع
البرکات و مظهر الآیات یامر بالطیبات و ینهٰی عن الخبیثات و من
قال خلاف ذالک أو أبان فقد مان، ونعوذ باللّٰہ من الذین یفترون.
فیما اخفاء هم الحق و إیواء هم الباطل لعنهم اللّٰه و نزع من صدورهم
انوار الفطرة فنسوا حظهم منها فرحوا بالتعصبات و ما یصنعون. أیتها
الملیکة ان هذا القرآن یطهّر الصدور و یلقی فیها النور و یری
الحبور الروحانی و السرور من تبعه فسیجد نورا و جده النبیون و لا
یلقی انواره الا الذین لا یریدون علوًّا فی الارض و لا فساد و یاتونه

ترجمہ: واگر از اسلام شکے در دلت باشد من بحول وقوت خدا آمادہ ہستم کہ آیات
صدقش بنمایم۔ خدا بہر حال با من است۔ دعا ہائے مرا می شنود وندائے مرا پاسخ
می گزارد۔ و چون از وے نصرت وعون بخواہم دست من میگیرد۔ من بہ یقین
میدانم کہ او در ہر موطن و میدان مرا مدد فرماید و مرا ضائع نسازد۔ آیا می شود کہ ترا
از خوف روز قیامت رغبت ومیل بدیدن نشانہائے صدق من در دل پدید آید۔
اے قیصرہ توبہ بکن۔ توبہ بکن۔ وبشنو بشنو۔ خدا در ہمہ چیز ہائے تو و مال تو برکت
بخشد۔ و بر تو رحمت وبخشائش نازل فرماید۔ واگر بعد از امتحان کذب ودروغ من
پیدا شود تن بر آن درمیدہم کہ مرا بکشند و بردار بکشند یا دست و پائے مرا از ہم ببرند۔
واگر صادق برآیم مردے دیگر آرزو ندارم جز این کہ رجوع انابت بآفریدگار خود
آوری کہ ترا پرورده ونواختہ وہمہ مسئولات ترا بتو مکرمت کردہ۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

11۔ استادوں سے علم حاصل کرنے کا اقرار/انکار

قول:

روحانی خزائن جلد۱۳ | ۱۷۹ | کتاب البریۃ

عبدالمجید بتلایا اور کہا کہ میں جنم کا برہمن ہوں اور کہ میرا ہندو نام رلیا رام ہے اور والد کا نام رام چند ہے اور کھجوری دروازہ بٹالہ کا رہنے والا ہوں ۱۵ سال[1] کی عمر میں مرزا نے مجھے مسلمان کیا تھا جس کو سات سال گذرے ہیں وہ ایک ہندو دوست کی ترغیب سے مسلمان ہوا تھا اور وہ دوست ﴾۱۳۸﴿ بھی اسی وقت مسلمان ہو گیا تھا۔ میرا دوست اروڑہ قوم کا تھا اور کرپا رام اس کا نام تھا اب اس کا نام عبدالعزیز ہے اور بٹالہ میں کپوری دروازہ کے اندر تمباکو فروشی کرتا ہے۔ سات سال کے عرصہ میں مرزا صاحب کے یہاں طالب علم رہا اور قرآن کی تعلیم پاتا رہا۔ حال میں جو مرزا صاحب کے دعاوی کی نسبت الہامات باطل ثابت ہوئے تو اس کو یقین ہوا کہ مرزا صاحب نبی نہیں ہیں اور اس نے خیال کیا کہ مرزا صاحب اچھے آدمی نہیں ہیں اور شرانگیز ہیں۔ میں سیدھے قادیان سے آیا ہوں۔ اور عام طور پر علانیہ میں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ جب میں وہاں سے چلا تھا میں اپنے ساتھ کچھ نہیں لایا۔ خداوند مسیح کا قول ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ پیچھے چلو میں اور کچھ نہیں چاہتا صرف بپتسمہ لینا چاہتا ہوں اپنی معاش ٹوکری اٹھا کر قلی گری کر کے بسر کروں گا۔ ہم کو کوئی کافی وجہ اس نے نہ بتلائی کہ وہ امرتسر کیوں آیا ہے

﴾۱۳۸﴿ اور ملک داری کی لپیٹی گئی اور وہ سلسلہ ہمارے وقت میں آ کر بالکل ختم ہو گیا اور ایسا ہوا تا کہ خدا تعالیٰ نیا سلسلہ قائم کرے جیسا کہ براہین احمدیہ میں اُس سبحانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہے سُبحان اللّٰہ تبارک و تعالٰی زاد مجدک ینقطع آباءک و یبدء منک یعنی خدا جو بہت برکتوں والا اور بلند اور پاک ہے اس نے تیری بزرگی کو تیرے خاندان کی نسبت زیادہ کیا۔ اب سے تیرے آبا کا ذکر قطع کیا جائے گا اور خدا تجھ سے شروع کرے گا۔ اور ایسا ہی اس نے مجھے بشارت دی کہ ”میں تجھے برکت دوں گا اور بہت برکت دوں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔“

پھر میں پہلے سلسلہ کی طرف عود کر کے لکھتا ہوں کہ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم

[1] پندرہ سال (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں۔ جب ہم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے
بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف «۱۳۹»
خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقفیت دینِ عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی اس نے کہا کہ قادیاں میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا۔ جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اوّل اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

بقیہ حاشیہ

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلّم میرے لئے نوکر رکھا «۱۳۹»
گیا۔ جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صَرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

اُن کی اس نکتہ دانی پر مجھے ایک پوستی کی حکایت یاد آئی۔ وُہ یہ ہے۔ کہ ایک پوستی کے پاس ایک لوٹا تھا۔ اور اُس میں ایک سُوراخ تھا۔ جب رفع حاجت کو جاتا۔ اس سے پیشتر کہ وہ فارغ ہو کر طہارت کرے۔ سارا پانی لوٹے سے نکل جاتا تھا۔ آخر کئی دن کی سوچ اور فکر کے بعد اس نے یہ تجویز نکالی کہ پہلے طہارت ہی کر لیا کریں۔ اور اپنی اس تجویز پر بہت ہی خوش ہوا۔ اسی قسم کا نکتہ اور نسخہ ان کو ملا ہے۔ جو فَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ[1] سے امام حسینؑ کی شہادت نکالتے ہیں۔ شیعہ لوگوں کی مسجدیں تک تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں۔ ہم ایک شیعہ اُستاد سے پڑھا کرتے تھے اور وہاں کُتّے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے۔ اور مجھے یاد نہیں۔ کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسینؑ اور اہلِ بیت شہید ہو چکے ہیں۔ اُن کے غم میں رو لینا اور ماتم کر لینا بس یہی کافی ہے جنّت کے لئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے منجی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہوں پر بھی باز پُرس ہوتی ہے اور تمہیں ان کی سزا بھگتنی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے؟

اس اُصول کا اثر درحقیقت بہت بُرا پڑتا ہے۔ اگر یہ اصُول نہ ہوتا۔ تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا۔ اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے۔ لندن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے۔ اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں ہو آئے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جن کی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے۔ شائع ہوتی ہیں۔

مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ کی تفسیر

اب ہم تو اصُول ہی کو دیکھیں گے ہمارے اصُول میں تو یہ لکھا ہے۔ کہ مَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ[2]۔ اب اس کا اثر تم خود سوچ لوگے۔ کیا پڑیگا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت محسوس کریگا۔ اور نیک عمل کرنے کی سعی کریگا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا

[1] الصّٰفّٰت: ۱۰۸ [2] الزلزال: ۸

ملفوظات جلد اول 1984 ایڈیشن

تو صاف نہیں رہ سکتی ہیں۔ ہم ایک شیعہ اُستاد سے پڑھا کرتے تھے اور وہاں کتے پیشاب و پاخانہ پھر جاتے تھے اور مجھے یاد نہیں ہے کہ کسی نے کبھی وہاں نماز پڑھی ہو۔ شیعہ یہی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے امام حسینؓ اور اہل بیت شہید ہو چکے ہیں۔ اُن کے غم میں رو لینا اور ماتم کر لینا بس یہی کافی ہے۔ جنت کے لئے اور کسی عمل کی بجز اس کے ضرورت نہیں اور ایسا ہی عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح کا خون ہمارے لئے مُنجی ہوا۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ اگر تمہارے گناہوں پر بھی باز پُرس ہونی ہے اور تمہیں بھی ان کی سزا بھگتنی ہے تو پھر یہ نجات کیسی ہے؟

اس اُصول کا اثر درحقیقت بہت بُرا پڑا۔ اگر یہ اصول نہ ہوتا تو یورپ کے ملکوں میں اس کثرت سے فسق و فجور نہ ہوتا اور اس طرح پر بدکاری کا سیلاب نہ آتا جیسے اب آیا ہوا ہے۔ لنڈن اور پیرس کے ہوٹلوں اور پارکوں میں جا کر دیکھو کیا ہو رہا ہے اور ان لوگوں سے پوچھو جو وہاں سے آتے ہیں۔ آئے دن اخبارات میں ان بچوں کی فہرستیں جن کی ولادت ناجائز ولادت ہوتی ہے، شائع ہوتی ہیں۔

کفّارہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے

ہم تو اُصول ہی کو دیکھیں گے۔ ہمارے اصول میں تو یہ لکھا ہے کہ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ (الزلزال:۸) اب اس کا اثر تم خود سوچ لو گے، کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت کو محسوس کرے گا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پا سکتا۔ تو یہ اُصول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دے گا اور اس کو بالکل مایوس کر کے بے دست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اُصول انسانی قویٰ کی بھی بے حرمتی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قویٰ میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے ابھی میں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالاتِ آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائیڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہم کو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیے۔ بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-new-v1.pdf

تضاد:

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى[1] اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا مگر حضرت عیسےٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْـرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اِس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسّر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویّت ہے جو نبوّت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائے گا اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدویّت کو اس کے اندر پھونکا ☆ «۱۳۸»

☆ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذلّ ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے☆۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں فَــوْزٌ

☆ نوٹ:۔ یہ مرتبہ عبودیّت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدی کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آسکتا کیونکہ اپنی جہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشھدوا انّا نشھد انّ محمدًا عبداللہ و رسولہ۔ منہ

[1] الضحیٰ: ۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

نشان آسمانی مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ان دونوں قسم کی برکتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ تو معلوم ہے کہ محمدی برکتیں معارف اور اسرار اور نکات اور کلم جامعہ اور بلاغت اور فصاحت ہے سو میری کتابوں میں اُن برکات کا نمونہ بہت کچھ موجود ہے۔ براہین احمدیہ سے لے کر آج تک جس قدر متفرق کتابوں میں اسرار اور نکات دینی خدا تعالیٰ نے میری زبان پر باوجود نہ ہونے کسی اُستاد کے جاری کئے ہیں اور جس قدر میں نے اپنی عربیّت میں باوجود نہ پڑھنے علم ادب کے بلاغت اور فصاحت کا نمونہ دکھایا ہے اُس کی نظیر اگر موجود ہے تو کوئی صاحب پیش کریں۔ مگر انصاف کی پابندی کے لئے بہتر ہوگا کہ اوّل تمام میری کتابیں براہین احمدیہ سے لے کر فریاد درد یعنی کتاب البلاغ تک دیکھ لیں اور جو کچھ اُن میں معارف اور بلاغت کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اس کو ذہن میں رکھ لیں اور پھر دوسرے لوگوں کی کتابوں کو تلاش کریں اور مجھ کو دکھلاویں کہ یہ تمام امور دوسرے لوگوں کی کتابوں میں کہاں اور کس جگہ ہیں۔ اور اگر دکھلا نہ سکیں تو پھر یہ امر ثابت ہے کہ محمدی برکتیں اس زمانہ میں خارق عادت کے طور پر مجھ کو عطا کی گئی ہیں جن کے رو سے مہدی موعود ہونا میرا لازم آتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے بغیر انسانی توسط کے یہ تمام برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عنایت فرمائیں جن کی وجہ سے آپ کا نام مہدی ہوا یعنی آپ کو بلا واسطہ کسی انسان «۱۵۹»
کے محض خدا کی ہدایت نے یہ کمال بخشا ایسا ہی بغیر انسانی توسط کے یہ رُوحانی برکتیں مجھ کو عطا کی گئیں اور یہی مہدیٔ موعود کی نشانی اور حقیقتِ مہدویّت ہے۔ رہیں عیسوی برکتیں جن سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کو اپنی دُعا اور توجہ سے مشکلات سے رہائی دینا بیماریوں سے صاف کرنا اور دشمنوں سے خلاصی دینا اور فقر و فاقہ سے چھڑانا اور برکات عامہ دنیوی کے پیدا ہونے کا موجب ہونا۔ سو اس میں بھی میں کمال دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے میری ہمّت اور توجہ اور دُعا سے لوگوں پر برکات ظاہر کی ہیں اس کی نظیر دوسروں میں ہرگز نہیں ملے گی اور عنقریب خدا تعالیٰ اور بھی بہت سے نمونے ظاہر کرے گا یہاں تک کہ دشمن کو بھی سخت ناچار

12۔ مسیح موعود ہونے کا اقرار/انکار

قول:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

روحانی خزائن جلد ۳ ۔ ۴۶۸ ۔ ازالہ اوہام حصہ دوم

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ خدائے تعالیٰ نے اگرچہ ایک طرز جدید سے قرآن کریم میں صاف
طور پر بیان کر دیا کہ آخری خلیفہ اسلام کے الٰہی خلیفوں کا روحانی طور پر ایسے خلیفہ کا روپ اور
رنگ لے کر آئے گا جو اسرائیلی خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھا یعنی مسیح ابن مریم لیکن کیا وجہ ﴿۲۸۲﴾
کہ خدائے تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں مسیح ابن مریم کا بصراحت نام لیا۔ گو مطلب وہی نکل آیا۔
اس کا جواب یہ ہے کہ تا لوگ غلط فہمی سے بلا میں نہ پڑ جائیں۔ کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ صاف
طور پر نام لے کر بیان کر دیتا کہ اس اُمّت کا آخری خلیفہ یہی مسیح ابن مریم ہی ہوگا تو نادان
مولویوں کے لئے بلا پر بلا پیدا ہو جاتی اور غلط فہمی کی آفت ترقی کر جاتی۔ سو خدائے تعالیٰ نے
اپنے بیان میں دو مسلک اختیار کرنا پسند رکھا۔ ایک وہ مسلک جو حدیثوں میں ہے جس میں
ابن مریم کا لفظ موجود ہے۔ اور دوسرا وہ مسلک جو قرآن کریم میں ہے جس کا ابھی بیان ہو چکا
ہے۔ اب ثبوت اِس بات کا کہ وہ مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے یہ
عاجز ہی ہے۔ اِن تمام دلائل اور علامات اور قرائن سے جو ذیل میں لکھتا ہوں ہر یک طالب حق
پر بخوبی کھل جائے گا۔

ازانجملہ ایک یہ ہے کہ یہ عاجز ایسے وقت میں آیا ہے جس وقت میں مسیح موعود آنا چاہیئے تھا
کیونکہ حدیث الآیات بعد المائتین جس کے یہ معنے ہیں کہ آیات کبریٰ تیرھویں صدی ﴿۲۸۳﴾
میں ظہور پذیر ہوں گی اسی پر قطعی اور یقینی دلالت کرتی ہے کہ مسیح موعود کا تیرھویں صدی
میں ظہور یا پیدائش واقع ہو۔ بات یہ ہے کہ آیات صغریٰ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
وقت مبارک سے ہی ظاہر ہونی شروع ہو گئی تھیں۔ پس بلاشبہ الآیات سے آیات کبریٰ
مراد ہیں جو کسی طرح سے دو سو برس کے اندر ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں لہذا علماء کا اسی پر اتفاق
ہو گیا ہے کہ بعد المائتین سے مراد تیرھویں صدی ہے اور الآیات سے مراد آیات کبریٰ
ہیں جو ظہور مسیح موعود اور دجّال اور یاجوج ماجوج وغیرہ ہیں اور ہر یک شخص

تضاد:

عُلمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

﴿۱۹۰﴾ اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سُنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے مُنہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پُرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر **براھین احمدیہ** کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذّاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے ﴿۱۹۱﴾ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم سے اشد مشابہت ہے اور یہ بھی میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے وارد ہو چکی ہے۔ تعجب کہ **مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی** اپنے رسالہ اِشَاعة السُّنَة نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے اِن تمام الہامات کی اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر پھر بھی سُنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی اور لوگوں کا شور اور غوغا دیکھ کر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

13۔ نبوت بند/نبوت جاری

قول:

روحانی خزائن جلد ۳ ۵۱۱ ازالۂ اوہام حصہ دوم

دوم۔ قرآن شریف قطعی طور پر عیسیٰ ابن مریم کی موت ثابت وظاہر کر چکا ہے صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب سمجھی گئی ہے۔ اس میں فلمّا توفیتنی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں۔ اِسی وجہ سے امام بخاری اس آیت کو کتاب التفسیر میں لایا ہے۔

سوم۔ قرآن کریم کئی آیتوں میں بتصریح فرما چکا ہے کہ جو شخص مر گیا پھر وہ دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن نبیوں کے ہمنام اس اُمت میں آئیں گے۔

چہارم۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علمِ دین بتوسط جرائیل ملتا ہے اور باب نزول جرائیل بہ پیرایہ وحیٔ رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پنجم۔ یہ کہ احادیث صحیحہ بصراحت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا مسیح ابن مریم اُمتیوں کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ اس کو امتی کر کے بیان بھی کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امامکم
«۷۶۲» منکم سے ظاہر ہے اور نہ صرف بیان کیا گیا بلکہ جو کچھ اطاعت اور پیروی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرائی گئی۔

ششم۔ یہ کہ بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اصل مسیح ابن مریم کا اور حلیہ بتایا گیا ہے اور آنے والے مسیح ابن مریم کا اور حلیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اب ان قرائن ستہ کے رو سے صریح اور صاف طور پر ثابت ہے کہ آنے والا مسیح ہرگز وہ مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ اس کا مثیل ہے اور اِس وقت اُس کے آنے کا وعدہ تھا کہ جب کروڑہا افراد مسلمانوں میں سے یہودیوں کے مثیل ہو جائیں گے تا خدائے تعالیٰ اس اُمّت کی دونو قسموں کی استعدادیں ظاہر کرے نہ یہ کہ اس اُمّت میں صرف یہودیوں کی نجس صورت قبول کرنے کی استعداد ہو اور مسیح بنی اسرائیل میں سے آوے۔ بلاشبہ ایسی صورت میں اس مقدس اور روحانی معلّم اور پاک نبی کی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

یہی ہے کہ وہ بھی موت کے بعد ہی اُٹھایا گیا تھا۔ پھر لکھتے ہیں کہ شیعہ کا یہ بھی قول ہے کہ آسمان سے آنیوالا عیسیٰ کوئی بھی نہیں درحقیقت مہدی کا نام ہی عیسیٰ ہے پھر بعد اس کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صوفیوں نے اپنے کشف سے اسی کے مطابق اس حدیث کے معنے کہ **لَا مَھْدِی اِلَّا عِیْسٰی** یہ کئے ہیں کہ مہدی جو آنے والا ہے درحقیقت عیسیٰ ہی ہے کسی اَور عیسیٰ کی حاجت نہیں جو آسمان سے نازل ہو۔ اور صوفیوں نے اس طرح آخرالزمان کے مہدی کو عیسیٰ ٹھہرایا ہے کہ وہ شریعت محمدیہ کی خدمت کے لئے اُسی طرز اور طریق سے آئے گا جیسے عیسیٰ شریعت ﴿۵۸۲﴾ موسویہ کی خدمت اور اتباع کے لئے آیا تھا۔

پھر صفحہ ۴۳۱ میں لکھتے ہیں کہ احادیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ پر اس کے نزول کے بعد رسولوں کی طرح وحی نبوت نازل ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ مسلم کے نزدیک نواس بن سمعان کی حدیث میں ہے کہ **یقتل عیسی الدجال عند باب لد الشرقی فبینھما ھم کذالک اذ اوحی اللہ تعالٰی الٰی عیسی بن مریم** یعنی جب عیسیٰ دجّال کو قتل کرے گا تو اس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل کرے گا۔ پھر لکھتے ہیں کہ وحی کا لانیوالا جبرائیل ہوگا کیونکہ جبرائیل ہی پیغمبروں پر وحی لاتا ہے۔

اس تمام تقریر سے معلوم ہوا کہ چالیس۴۰ سال تک برابر جو مدّت توقف حضرت مسیح کی دنیا میں بعد دوبارہ آنے کے لئے قرار دی گئی ہے حضرت جبرائیل وحی الٰہی لے کر نازل ہوتے رہیں گے۔ اب ہر یک دانشمند اندازہ کر سکتا ہے کہ جس حالت میں تیئیس برس میں تیس جزو قرآن شریف کی نازل ہوگئی تھیں تو بہت ضروری ہے کہ اس چالیس۴۰ برس میں کم سے کم پچاس ﴿۵۸۳﴾ جزو کی کتاب اللہ حضرت مسیح پر نازل ہو جائے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے۔ اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے فتدبّر۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

نازل ہونا برابر ہے۔ ہر یک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔ لیکن اگر ہم فرض کے طور پر مان بھی لیں کہ مسیح ابن مریم زندہ ہو کر پھر دنیا میں ﴿۵۷۸﴾
آئے گا تو ہمیں کسی طرح اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ وہ رسول ہے اور بحیثیت رسالت آئے گا اور جبرئیل کے نزول اور کلام الٰہی کے اُترنے کا پھر سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جس طرح یہ بات ممکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔ اسی طرح ممکن نہیں کہ دنیا میں ایک رسول اصلاح خلق اللہ کے لئے آوے اور اس کے ساتھ وحی الٰہی اور جبرائیل نہ ہو۔ علاوہ اس کے ہر یک عاقل معلوم کر سکتا ہے کہ اگر سلسلہ نزول جبرائیل اور کلام الٰہی کے اُترنے کا حضرت مسیح کے نزول کے وقت بکلی منقطع ہوگا تو پھر وہ قرآن شریف کو جو عربی زبان میں ہے کیوں کر پڑھ سکیں گے۔ کیا نزول فرما کر دو چار سال تک مکتب میں بیٹھیں گے اور کسی مُلّا سے قرآن شریف پڑھ لیں گے۔ اگر فرض کر لیں کہ وہ ایسا ہی کریں گے تو پھر وہ بغیر وحی نبوت کے تفصیلات مسائل دینیہ مثلاً نماز ظہر کی سُنت جو اتنی رکعت ہیں اور نماز مغرب کی نسبت[1] جو اتنی رکعات ہیں اور یہ کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر فرض ہے۔ اور نصاب کیا ہے کیوں کر قرآن شریف سے استنباط کر سکیں گے۔ اور یہ تو ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ حدیثوں کی طرف ﴿۵۷۹﴾
رجوع بھی نہیں کریں گے۔ اور اگر وحی نبوت سے ان کو یہ تمام علم دیا جائے گا تو بلاشبہ جس کلام کے ذریعہ سے یہ تمام تفصیلات اُن کو معلوم ہوں گی وہ بوجہ وحی رسالت ہونے کے کتاب اللہ کہلائے گی۔ پس ظاہر ہے کہ اُن کے دوبارہ آنے میں کس قدر خرابیاں اور کس قدر مشکلات ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ بھی کہ وہ بوجہ اس کے کہ وہ قوم کے قریشی نہیں ہیں کسی حالت میں امیر نہیں ہو سکتے۔ ناچار اُن کو کسی دوسرے امام اور امیر کی بیعت کرنی پڑے گی۔ بالخصوص جبکہ

[1] ایڈیشن اول میں سہو کتابت سے ”نسبت“ لکھا گیا ہے۔ سیاق کلام سے یہ لفظ ”سُنت“ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

مسیح ابن مریم رسول ہے اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو
بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔ اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تابقیامت منقطع
ہے۔ اس سے ضروری طور پر یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح ابن مریم ہرگز نہیں آئے گا اور یہ امر خود مستلزم
اس بات کو ہے کہ وہ مر گیا۔ اور یہ خیال کہ پھر وہ موت کے بعد زندہ ہو گیا مخالف کو کچھ فائدہ نہیں
پہنچا سکتا۔ کیونکہ اگر وہ زندہ بھی ہو گیا تاہم اس کی رسالت جو اس کے لئے لازم غیر منفک ہے ﴿۶۱۵﴾
اس کے دنیا میں آنے سے روکتی ہے۔ ماسوا اس کے ہم بیان کر آئے ہیں کہ مسیح کا مرنے کے
بعد زندہ ہونا اس قسم کا نہیں جیسا کہ خیال کیا گیا ہے بلکہ شہداء کی زندگی کے موافق ہے جس میں
مراتب قرب و کمال حاصل ہوتے ہیں۔ اس قسم کی حیات کا قرآن کریم میں جابجا بیان ہے۔
چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے یہ آیت قرآن شریف میں درج ہے۔ وَالَّذِیْ
یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ[1] یعنی وہ خدا جو مجھے مارتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے۔ اس موت اور
حیات سے مراد صرف جسمانی موت اور حیات نہیں بلکہ اس موت اور حیات کی طرف اشارہ
ہے جو سالک کو اپنے مقامات و منازل سلوک میں پیش آتی ہے۔ چنانچہ وہ خلق کی محبت ذاتی
سے مارا جاتا ہے اور خالق حقیقی کی محبت ذاتی کے ساتھ زندہ کیا جاتا ہے اور پھر اپنے رفقاء
کی محبت ذاتی سے مارا جاتا ہے اور رفیق اعلیٰ کی محبت ذاتی کے ساتھ زندہ کیا جاتا ہے۔ اور
پھر اپنے نفس کی محبت ذاتی سے مارا جاتا ہے اور محبوب حقیقی کی محبت ذاتی کے ساتھ زندہ ﴿۶۱۶﴾
کیا جاتا ہے۔ اسی طرح کئی موتیں اس پر وارد ہوتی رہتی ہیں اور کئی حیاتیں۔ یہاں تک کہ
کامل حیات کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے سو وہ کامل حیات جو اس سفلی دنیا کے چھوڑنے کے بعد
ملتی ہے وہ جسم خاکی کی حیات نہیں بلکہ اور رنگ اور شان کی حیات ہے۔ قال اللّٰہ تعالیٰ
وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الجزو نمبر ۲۱[2]

[1] الشعراء: ۸۲ [2] العنکبوت: ۶۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

کہ جو لوگ اس تحقیق اور تدقیق کے مالک ہیں اور جن کے وید مقدس میں بجز آگ اور ہوا اور سورج اور چاند وغیرہ مخلوق چیزوں کے خدا کا پتہ بھی مشکل سے ملتا ہے وہ حضرت موسیٰ اور حضرت مسیح اور حضرت خاتم الانبیاء کو مفتری ٹھہراویں اور ان کے ادوار مبارک کو مکر اور فریب کے دور قرار دیں اور ان کی کامیابیوں کو جو تائید الٰہی کے بڑے نمونہ ہیں بخت اور ۱۱۲ اتفاق پر حمل کریں اور ان کی پاک کتابیں جو خدا کی طرف سے عین ضرورتوں کے وقتوں میں ان کو ملیں جن کے ذریعہ سے بڑی اصلاح دنیا کی ہوئی وہ وید کے مضامین مسروقہ خیال کئے جائیں۔ اور تماشا یہ کہ اب تک یہ پتہ نہیں دیا گیا کہ کس طور کے سرقہ کا ارتکاب

بقیہ حاشیہ نمبر ۹

اور بت پرستی نے توحید کی جگہ نہیں لی۔ اور آئندہ بھی عقل اس پیشین گوئی کی سچائی پر کامل یقین رکھتی ہے کیونکہ جب اوائل ایام میں کہ مسلمانوں کی تعداد بھی قلیل تھی۔ تعلیم توحید میں کچھ تزلزل واقع نہیں ہوا بلکہ روز بروز ترقی ہوتی گئی۔ تو اب کہ جماعت اس موحد قوم کی بیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ ہے کیونکر تزلزل ممکن ہے۔ علاوہ اس کے زمانہ بھی وہ آ گیا ہے کہ مشرکین کی طبیعتیں بباعث متواتر استماع تعلیم فرقانی اور دائمی صحبت اہل توحید کے کچھ کچھ توحید کی طرف میل کرتی جاتی ہیں۔ جدھر دیکھو دلائل وحدانیت کے بہادر سپاہیوں کی طرح شرک کے خیالی اور وہمی برجوں پر گولہ اندازی کر رہے ہیں اور توحید کے قدرتی جوش نے مشرکوں کے دلوں پر ایک ہلچل ڈال رکھی ہے اور مخلوق پرستی کی عمارت کا بودا ہونا عالی خیال لوگوں پر ظاہر ہوتا جاتا ہے اور وحدانیت الٰہی کی پرزور بندوقیں شرک کے بدنما جھونپڑوں کو اڑاتی جاتی ہیں۔ پس ان تمام آثار سے ظاہر ہے کہ اب اندھیرا شرک کا ان اگلے دنوں کی طرح پھیلنا کہ جب تمام دنیا نے مصنوع چیزوں کی ٹانگ صانع کی ذات اور صفات میں پھنسا رکھی تھی۔ ممتنع اور محال ہے اور جبکہ فرقان مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا۔ یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا بھی چھا جانا عند العقل محال اور ممتنع ہوا۔ تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں بھی امتناع عقلی لازم آیا۔ کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو۔ وہ بھی محال ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت بحقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

(۱۹) اُنیسویں آیت یہ ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ [۱] الجزو نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔ اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ تمام نبی نہ کھانا کھاتے ہیں اور نہ بازاروں میں پھرتے ہیں اور پہلے ہم بہ نص قرآنی ثابت کر چکے ہیں کہ دنیوی حیات کے لوازم ﴿۲۱۳﴾
میں سے طعام کا کھانا ہے سو چونکہ وہ اب تمام نبی طعام نہیں کھاتے لہٰذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب فوت ہو چکے ہیں جن میں بوجہ کلمہ حصر مسیح بھی داخل ہے۔

(۲۰) بیسویں آیت یہ ہے وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۔ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ [۲] سورۃ النحل الجزو نمبر ۱۴ یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں۔ مر چکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔ دیکھو یہ آیتیں کس قدر صراحت سے مسیح اور اُن سب انسانوں کی وفات پر دلالت کر رہی ہیں جن کو یہود اور نصاریٰ اور بعض فرقے عرب کے اپنا معبود ٹھہراتے تھے اور اُن سے دعائیں مانگتے تھے اگر اب بھی آپ
لوگ مسیح ابن مریم کی وفات کے قائل نہیں ہوتے تو سیدھے یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ ہمیں قرآن کریم ﴿۲۱۴﴾
کے ماننے میں کلام ہے۔ قرآن کریم کی آیتیں سن کر پھر وہیں ٹھہر نہ جانا کیا ایمانداروں کا کام ہے۔

(۲۱) اکیسویں آیت یہ ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [۳] یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ پس اس سے بھی بکمال وضاحت ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم رسول اللہ دنیا میں آ نہیں سکتا۔ کیونکہ

[۱] الفرقان: ۲۱ [۲] النحل: ۲۱، ۲۲ [۳] الاحزاب: ۴۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

فی حدیثٍ ذِکْرَ رفع المسیح حیًّا بجسمه العنصری، بل نجد ذکر وفاة المسیح فی البخاری والطبرانی وغیرهما من کتب الحدیث، فلیرجع إلى تلک الکتب من کان من المرتابین.

وأما ذکرُ نزول عیسى ابن مریم فما کان لمؤمن أن یحمل هذا الاسم المذکور فی الأحادیث علٰی ظاهرِ معناه، لأنه یخالف قول الله عزوجل ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾[1] الا تعلم ان الربّ الرحیم المتفضّل سمّى نبیّنا صلى الله علیه وسلم خاتَمَ الأنبیاء بغیر استثناء، وفسّره نبیُّنا فی قوله لا نَبِیَّ بَعْدِی ببیان واضح للطالبین؟ ولو جوّزْنا ظهورَ نبی بعد نبیّنا لجوّزْنا انفتاح باب وحی النبوة بعد تغلیقها، وهذا خُلْفٌ کما لا یخفى على المسلمین. وکیف یجیء نبی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبیّین. أنعتقد ﴿۲۰﴾

بقیہ الحاشیة

کثیرًا من الجاهلین.

وأما الاختلافات التی توجد فی هذه الأحادیث فلا یخفى على مهرة الفن تفصیلها، وقد ذکرنا شطرًا منها فی رسالتنا "الإزالة"، فلیرجع الطالب إلیها. وقد جاء فی حدیث أن المسیح والمهدی یجیئان فی زمن واحد، وجاء فی حدیث آخر أنه لا مهدی إلا عیسٰی، وجاء فی حدیث أن المسیح والمهدی یتلاقیان ویُشاور المهدی المسیح فی مهمات الخلافة، ویکون زمانهما زمانًا واحدًا. وفی حدیث آخر أن المهدی یُبعث فی وسط قرون هذه الأمة والمسیح ینزل فی آخرها، وفی حدیث من البخاری أن المسیح یجیء حکمًا عدلًا فیکسر الصلیب.. یعنی یجیء فی وقت غلبة عبدة الصلیب فیکسر شوکة الصلیب ویقتل خنازیر النصارى. وفی حدیث آخر أنه یجیء فی وقت غلبة الدجّال على وجه الأرض فیقتله بحربته. فاعلم أن هذا المقام مقام حیرة وتعجُّب للناظرین. وتفصیله أن مجیء المسیح لکسر صلیب النصارى وقتل خنازیرهم یشهد بصوت عال على أن المسیح الموعود لا یجیء إلا فی وقت غلبة النصارى ﴿۲۱﴾

[1] الاحزاب: ۴۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

نہیں لیکن ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پُرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لَانَبِیَّ بَعْدِیْ میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلۂ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شانِ نبوت باقی ہے اُس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ افسوس یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ مسلم اور بخاری میں فقرہ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ اور اَمَّکُمْ مِنْکُمْ صاف موجود ہے۔ یہ جواب سوال مقدر کا ہے یعنی جبکہ ﴿۱۴۷﴾ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں مسیح ابن مریم حَکَم عدل ہو کر آئے گا تو بعض لوگوں کو یہ وسوسہ دامنگیر ہو سکتا تھا کہ پھر ختم نبوت کیونکر رہے گا۔ اس کے جواب میں یہ ارشاد ہوا کہ وہ تم میں سے ایک اُمّتی ہوگا اور بروز کے طور پر مسیح بھی کہلائے گا☆۔ چنانچہ مسیح کے مقابل پر جو مہدی کا آنا لکھا ہے اس میں بھی یہ اشارات موجود ہیں کہ مہدی بروز کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کا مورد ہوگا۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس کا خلق میرے خلق کی طرح ہوگا اور یہ حدیث کہ لَا مَھْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف کرتی ہے کہ وہ آنے والا ذوالبروزین ہوگا اور دونوں شانیں مہدویت اور مسیحیت کی اُس میں جمع ہوں گی یعنی اس وجہ سے کہ اُس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت اثر کرے گی مہدی کہلائے گا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہدی تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

☆ نوٹ: اگر حدیث میں یہ مقصود ہوتا کہ عیسیٰ باوجود نبی ہونے کے پھر اُمتی بن جائے گا تو حدیث کے لفظ یوں ہونے چاہیے تھے۔ اِمَامُکُمُ الَّذِیْ یَصِیْرُ مِنْ اُمَّتِیْ بَعْدَ نُبُوَّتِہٖ۔ یعنی تمہارا امام جو نبوت کے بعد میری اُمت میں سے ہو جائے گا۔ منہ

روحانی خزائن جلد ۱۳ ۔ ۲۱۷ ۔ کتاب البریۃ

﴿۱۸۳﴾ کرتے تھے میں مٹھیاں بھرتا تھا۔ اور وہ مجھ سے پیار کیا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ ۳۰،۴۰ ثار کا پتھر اٹھا کر سوتے وقت یا اور موقعہ پا کر کلارک صاحب کو مارنا اور مار دینا۔ میں نے یہ سب حال قطب الدین کو بتلایا تھا۔ اور اس نے کہا تھا کہ بیشک تو یہ کام کر اور میرے پاس چلا آ۔ (بسوال عدالت) اس وقت برہان الدین اور سلطان محمود مجھ سے ناراض ہیں کہ میرا روپیہ و جائداد ان کے پاس ہے اور وہ دینا نہیں چاہتے۔ مولوی نور الدین کے پاس اس واسطے خط بھیجا تھا کہ مرزا صاحب اور وہ ایک ہی ہیں۔ جب میں امرتسر ہسپتال میں تھا میرا کوئی تعلق قطب الدین سے نہیں رہا تھا اور نہ کسی کے پاس میں نے کوئی خط لکھا تھا۔ خط **ما**☆ میں نے بیاس میں

بقیہ حاشیہ

﴿۱۸۳﴾ غیر معقول بات ہرگز مقصود نہ تھی کہ ایک نبی جو اپنی زندگی کے دن پورے کر کے عادۃ اللہ کے موافق خدا تعالیٰ اور نعیم آخرت کی طرف بلایا گیا پھر وہ اس دار تکالیف اور دار المحن میں بھیجا جائے گا اور وہ نبوت جس پر مہر لگ چکی ہے اور وہ کتاب جو خاتم الکتب ہے فضیلت ختمیت سے محروم رہ جائے گی۔ بلکہ نہایت لطیف استعارہ کے طور پر یہ پیشگوئی کی گئی کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب عیسائی لوگ اپنی مخلوق پرستی اور صلیب کے باطل خیالات میں انتہا درجہ کے تعصب تک پہنچ جائیں گے اور اپنی کمال تحریف اور دجل کی وجہ سے مسیح دجال ہو جائیں گے تب خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کی اصلاح کے لئے ایک آسمانی مسیح پیدا کرے گا جو دلائل شافیہ سے ان کی صلیب کو توڑ دے گا۔

اس پیشگوئی کے سمجھنے میں اہل عقل اور تدبر کرنے والوں کے لئے کچھ بھی دقت نہ تھی کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ مقدسہ ایسے صاف تھے کہ خود اس مطلب کی طرف رہبری کرتے تھے کہ ہرگز اس پیشگوئی میں نبی اسرائیلی کا دوبارہ دنیا میں آنا مراد نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت کریمہ

☆ غالباً یہ صرف آ ہے جو کاتب نے الٹا لکھ دیا ہے۔ (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

﴿۱۸۵﴾ ڈاکٹر صاحب کو لکھا تھا۔ (بسوال وکیل ملزم) لقمان جب میں چھ سال کی عمر کا تھا مر گیا تھا۔ میں نے للعہ روپیہ بغیر علم سلطان محمود کے گھر سے لئے تھے۔ گھر والی عورتوں کو اطلاع کر دی تھی اور نہر پر چلا گیا تھا۔ میرے دو بھائی اور محمد کامل و محمد عالم گھر پر ہیں۔ میں نے محمد عالم کا زیور نہیں لیا۔ اس نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا کہ اس کے پاس میرا روپیہ تھا۔ پانچ چھ سال کی بات ہے۔ باپ کی زمین پر دوسرے بھائی میرے قابض ہیں۔ حصہ پیداوار لیتا ہوں وہ میری طرف سے کاشت کرتے ہیں۔ جائداد کی وجہ سے اور سوتیلے بھائی ہونے کی وجہ سے مجھ سے خفا رہتے ہیں۔ سات ماہ سے جہلم سے نکلا ہوا ہوں۔ برہان الدین کا لڑکا محمد کامل کی لڑکی سے منسوب ہے

بقیہ حاشیہ

﴿۱۸۵﴾ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[۱] سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ پھر کیونکر ممکن تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تشریف لاوے۔ اس سے تو تمام تار و پود اسلام درہم برہم ہو جاتا تھا۔ اور یہ کہنا کہ ”حضرت عیسیٰ نبوت سے معطل ہو کر آئے گا“۔ نہایت بے حیائی اور گستاخی کا کلمہ ہے۔ کیا خدا تعالیٰ کے مقبول اور مقرب نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اپنی نبوت سے معطل ہو سکتے ہیں؟ پھر کون سا راہ اور طریق تھا کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آتے۔ غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت نے لَا نَبِيَّ بَعْدِي فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا اور پھر اس بات کو زیادہ واضح کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث **اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ** اور صحیح مسلم کی حدیث **فامكم منكم** جو عین مقام ذکر مسیح موعود میں ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ وہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔!!!
پھر دوسرا فیصلہ کہ جو اس بارے میں قرآن اور حدیث نے کر دیا یہ موجود تھا کہ

[۱] الاحزاب: ۴۱

۹۵ ص سراج منیر

کس بچشمِ یار صدیقے نشد — تا بچشمِ غیر زندیقے نشد
کافرم گفتند و دجال و لعین — بہرِ قتلم ہر لئیمے در کمیں
بنگر ایں بازی کناں راچوں جہند — از حسد بر جانِ خود بازی کنند
مومنے را کافرے دادن قرار — کارِ جاں بازیست نزدِ ہوشیار
زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود — واپس آید بر سرِ اہلش فتد
سفلۂ کو غرق در کفرِ نہاں — ہرزہ نالد بہرِ کفرِ دیگراں
گر خبر زاں کفرِ باطن داشتے — خویشتن را بدترے انگاشتے
تا مرا از قومِ خود ببریدہ اند — بہرِ تکفیرم چہا کوشیدہ اند
افترا ہا پیشِ ہر کس بُردہ اند — وز خیانتہا سخن پروردہ اند
تا مگر لغزد کسے زاں افترا — سادہ لوحے کافر انگارد مرا
در رہِ ما فتنہ ہا انگیختند — با نصاریٰ رائے خود آمیختند
کافرم خواندند از جہل و عناد — ایں چنیں کورے بدنیا کس مباد
بُخل و نادانی تعصب ہا فزود — کیں بجوشید و دو چشمِ شاں ربود
ما مسلمانیم از فضلِ خدا — مصطفےٰ مارا امام و مقتدا
اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دارِ دنیا بگذریم
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست — بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
آں رسولے کش محمدؐ ہست نام — دامنِ پاکش بدستِ ما مدام
مہرِ او باشیر شد اندر بدن — جاں شد و باجاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ مارا وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصلِ دلدارِ ازل بے او محال
اقتدائے قولِ او در جانِ ماست — ہر چہ زو ثابت شود ایمانِ ماست

۹۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

﴿ح﴾

کس بچشم یار صدیقے نہ شد
تا بچشم غیر زندیقے نہ شد

کافرم گفتند و دجال و لعین
بہر قتلم ہر لئیمے در کمین

بنگر این بازی کنان راچون جہند
از حسد برجان خود بازی کنند

مومنے را کافرے دادن قرار
کار جان بازیست نزد ہوشیار

زانکہ تکفیرے کہ از ناحق بود
واپس آید بر سر اہلش فتد

سفلۂ کو غرق در کفر نہان
ہرزہ نالد بہرکفر دیگران

گر خبر زان کفر باطن داشتے
خویشتن را بدترے انگاشتے

تامرا از قوم خود ببریدہ اند
بہر تکفیرم چہا کوشیدہ اند

افتراہا پیش ہرکس بردہ اند
وزخیالہا سخن پروردہ اند

تا مگر لغزد کسے زاں افترا
سادہ لوحے کافر انگارد مرا

در رہ ما فتنہ ہا انگیختند
بانصاریٔ رائے خود آمیختند

کافرم خواندند از جہل و عناد
این چنین کورے بدنیا کس مباد

بخل و نادانی تعصب ہا فزود
کین بجوشید و دوچشم شان ربود

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰی ما را امام و مقتدا

اندرین دین آمدہ از ما دریم
ہم برین از دار دنیا بگذریم

آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش **محمد** ہست نام
دامن پاکش بدست ما مدام

مہر او باشیر شد اندر بدن
جان شد و باجان بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست
زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست

آنچہ مارا وحی و ایمائے بود
آن نہ از خود ازہمان جائے بود

ما ازو یابیم ہر نور و کمال
وصل دلدار ازل بے او محال

اقتدائے قول او درجان ماست
ہرچہ زد ثابت شود ایمان ماست

آفتاب و مہ چہ میماند بدو ۔ در دلش از نور حق صد نیرے
یک نظر بہتر زعمر جاودان ۔ گرفتہ کس را برآن خوش پیکرے
منکہ از حسنش ہمی دارم خبر ۔ جان فشانم گر دہد دل دیگرے
یاد آن صورت مرا از خود برد ۔ ہر زمان مستم کند از ساغرے
می پریدم سوئے کوئے او مدام ۔ من اگر میداشتم بال و پرے
لالہ و ریحان چہ کار آید مرا ۔ من سرے دارم بآں روے وسرے
خوبئ او دامن دل می کشد ۔ موکشانم می برد زور آورے
دیدہ ام کوہست نور دیدہ ہا ۔ در اثر مہرش چو مہر انورے
تافت آں روئے کزاں روسرنتافت ۔ یافت آں درمان کہ نجویدآں درے
ہر کہ بے او زد قدم در بحر دین ۔ گرد در اول قدم گم معبرے
امی و در علم و حکمت بے نظیر ۔ زیں چہ باشد حجتی روشن ترے
آں شراب معرفت داوش خدا ۔ کز شعاعش خیرہ شد ہر اخترے
شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم ۔ جوہر انسان کہ بود آں مضمرے
ختم شد برنفس پاکش ہر کمال ۔ لا جرم شد ختم ہر پیغمبرے
آفتاب ہر زمین و ہر زمان ۔ رہبر ہر اسود و ہر احمرے
مجمع البحرین علم و معرفت ۔ جامع الامیمن ابرو خاورے ﴿۱۱﴾
چشم من بسیار گردید و ندید ۔ چشمہ چون دین او صافی ترے
سالکاں را نیست غیر از وے امام ۔ رہرواں را نیست جز وے رہبرے
جائے او جائے کہ طیر قدس را ۔ سوزد از انوار آں بال و پرے
آں خداوندش بداد آں شرع و دین ۔ کان نگردد تا ابد متغیرے
تافت اول بر دیار تازیان ۔ تازیانش را شود درمان گرے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس کامل تر کیا گیا ✚ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ

بقیہ حاشیہ: ہے کہ بت پرستی کے خیال کو بھی بیٹے پرستی کے خیال نے ہی تقویت دی۔ اور عیسائی غلو کی ریس سے وہ لوگ بھی مخلوق پرستی پر زیادہ جم گئے۔ یاد رہے کہ عرب کے جنگلی لوگ شراب کو جانتے بھی نہیں تھے کہ کس بلا کا نام ہے مگر جب حضرات عیسائی وہاں پہنچے اور انہوں نے بعض نو مریدوں کو بھی تحفہ دیا۔ تب تو یہ خراب عادت دیکھا دیکھی عام طور پر پھیل گئی اور نماز کے پانچ وقتوں کی طرح شراب کے پانچ وقت مقرر ہو گئے۔ یعنی جاشریہ جو صبح قبل طلوع آفتاب کی شراب ہے۔ صبوح جو بعد طلوع کے شراب پی جاتی ہے۔ غبوق جو ظہر یا عصر کی شراب کا نام ہے قیل جو دوپہر کی شراب کا نام ہے۔ فحم جو رات کی شراب کا نام ہے۔ اسلام نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی۔ جو ان پانچ وقتوں کے شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں مقرر کر دیں اور ہر یک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خدا تعالیٰ کا نام سکھا دیا۔ اس پاک تبدیلی سے انکار کرنا کسی سخت بدذات کا کام ہے نہ کسی سعید انسان کا۔ کیا کوئی مذہب اسی رنگ تبدیلی کا نمونہ پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں اور اس وقت ہم عیسائیوں کے اقراری اشعار میں سے اسی پر کفایت کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے چون چرا کیا تو کئی سو اسی طور کے شعر ان کی نذر کیا جائے گا مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ اس موقع پر کوئی بھی نہیں بولے گا کیونکہ ایسے ہزارہا شعر جو جملہ فحش و زنا کے اقرار پر مشتمل ہیں کیونکر چھپ سکتے ہیں۔

اب کوئی پادری ٹھاکر داس صاحب سے جنہوں نے عدم ضرورت قرآن پر ناحق بیجا تعصب سے یاوہ گوئی کی ہے پوچھے کہ کیا اب بھی ضرورت قرآن کے بارے میں آپ کو اطلاع ہوئی یا نہیں۔ اور کیا ہم نے ثابت نہیں کر دیا کہ قرآن اس وقت نازل ہوا کہ جب تمام عیسائی جذامیوں کی طرح گل سڑ گئے

✚ **حاشیہ:** خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور آیت کو اس طور سے نہ فرمایا کہ اے نبی آج میں نے قرآن کو کامل کر دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ تا ظاہر ہو کہ صرف قرآن کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہو گئی کہ جن کو قرآن پہنچایا گیا اور رسالت کی علت غائی کمال تک پہنچ گئی۔ منہ

تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس سے کامل نہ کیا گیا☆ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ﴿۱۹﴾

بقیہ حاشیہ: ہے کہ بت پرستی کے خیال کو بھی عیسیٰ پرستی کے خیال نے ہی قوت دی اور عیسائیوں کی
ریس سے وہ لوگ بھی مخلوق پرستی پر زیادہ جم گئے۔ یاد رہے کہ عرب کے جنگلی لوگ شراب کو
جانتے بھی نہیں تھے کہ کس بلا کا نام ہے مگر جب حضرات عیسائی وہاں پہنچے اور انہوں نے
بعض نومریدوں کو بھی تحفہ دیا۔ تب تو یہ خراب عادت دیکھا دیکھی عام طور پر پھیل گئی اور نماز
کے پانچ وقتوں کی طرح شراب کے پانچ وقت مقرر ہو گئے۔ یعنی جاشریہ[1] صبح قبل طلوع
آفتاب کی شراب ہے۔ صبوح[2] جو بعد طلوع کے شراب پی جاتی ہے۔ غبوق[3] جو ظہر اور عصر
کی شراب کا نام ہے۔ قیل[4] جو دوپہر کی شراب کا نام ہے۔ فحم[5] جو رات کی شراب کا نام
ہے۔ اسلام نے ظہور فرما کر یہ تبدیلی کی۔ جو ان پانچ وقتوں کے شرابوں کی جگہ پانچ نمازیں
مقرر کر دیں اور ہر یک بدی کی جگہ نیکی رکھ دی اور مخلوق پرستی کی جگہ خدا تعالیٰ کا نام سکھا دیا۔
اس پاک تبدیلی سے انکار کرنا کسی سخت بدذات کا کام ہے نہ کسی سعید انسان کا کیا کوئی مذہب
ایسی بزرگ تبدیلی کا نمونہ پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں اور اس وقت ہم عیسائیوں کے اقراری ﴿۱۸﴾
اشعار میں سے اسی پر کفایت کرتے ہیں۔ لیکن اگر کسی نے چوں چرا کیا تو کئی سو اسی طور کے
شعر ان کی نذر کیا جائے گا مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ اس موقعہ پر کوئی بھی نہیں بولے گا۔
کیونکہ ایسے ہزار ہا شعر جو جرائم ورزی کے اقرار پر مشتمل ہیں کیونکر چھپ سکتے ہیں۔

اب کوئی پادری ٹھاکر داس صاحب سے جنہوں نے عدم ضرورت
قرآن پر ناحق بے جا تعصب سے یاوہ گوئی کی ہے پوچھے کہ کیا اب بھی ضرورت
قرآن کے بارے میں آپ کو اطلاع ہوئی یا نہیں یا کیا ہم نے ثابت نہیں کر دیا
کہ قرآن اس وقت نازل ہوا کہ جب تمام عیسائی جذامیوں کی طرح گل سڑ گئے

☆ **حاشیہ:** خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحابہ کو مخاطب کیا کہ میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور تم پر ﴿۱۹﴾
اپنی نعمت پوری کی اور آیت کو اس طور سے نہ فرمایا کہ اے نبی آج میں نے قرآن کو کامل کر
دیا۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ تا ظاہر ہو کہ صرف قرآن کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل
ہو گئی کہ جن کو قرآن پہنچایا گیا اور رسالت کی علّت غائی کمال تک پہنچ گئی۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

۳۶۷

چشمہ سے مالامال کرنے کو تیار ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہوگئیں۔ اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا۔ کمال کو پہنچ گئیں۔

آنحضرتؐ کے عرب سے ظاہر ہونے میں حکمت

اس آخری نور کا عرب سے ظاہر ہونا بھی خالی حکمت سے نہ تھا۔ عرب وہ بنی اسمٰعیل کی قوم تھی جو اسرائیل سے منقطع ہوکر حکمتِ الٰہی سے بیابانِ فاران میں ڈال دی گئی تھی اور فاران کے معنی ہیں دو فرار کرنے والے یعنی بھاگنے والے۔ پس جن کو خود حضرت ابراہیمؑ نے بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا تھا۔ ان کا توریت کی شریعت میں کچھ حصہ نہیں رہا تھا جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ اسحٰقؑ کے ساتھ حصہ نہیں پائیں گے۔ پس تعلق والوں نے انہیں چھوڑ دیا۔ اور کسی دوسرے سے ان کا تعلق اور رشتہ نہ تھا۔ اور دوسرے تمام ملکوں میں کچھ کچھ رسوم عبادات اور احکام کی پائی جاتی تھیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ کسی وقت ان کو نبیوں کی تعلیم پہنچی تھی۔ مگر صرف عرب کا ملک ہی ایک ایسا ملک تھا جو ان تعلیموں سے محض ناواقف تھا اور تمام جہان سے پیچھے رہا ہوا تھا۔ اس لئے آخر میں اس کی نوبت آئی اور اس کی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ برکات کا حصہ دیوے اور جو غلطی پڑ گئی تھی اس کو نکال دے۔ پس ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم سے واسطہ نہیں رکھا بلکہ تمام قوموں کی اصلاح چاہی اور انسانی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے۔ وحشیوں کو انسانیت کے آداب سکھائے۔ پھر انسانی صورت بنانے کے بعد اخلاق فاضلہ کا سبق دیا۔

قرآن کریم کا دُنیا پر احسان

یہ قرآن نے ہی دنیا پر احسان کیا کہ طبعی حالتوں اور اخلاقِ فاضلہ میں فرق کر کے دکھلایا

۵۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

چشمہ سے مالا مال کرنے کو تیار ہے جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسے کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہوگئے اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آ کر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا۔ کمال کو پہنچ گئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرب سے ظاہر ہونے میں حکمت

اس آخری نور کا عرب سے ظاہر ہونا بھی خالی حکمت سے نہ تھا۔ عرب وہ بنی اسماعیل کی قوم تھی جو اسرائیل سے منقطع ہو کر حکمت الٰہی سے بیابانِ فاران میں ڈال دی گئی تھی اور فاران کے معنی ہیں دو فرار کرنے والے یعنی بھاگنے والے۔ پس جن کو خود حضرت ابراہیمؑ نے بنی اسرائیل سے علیحدہ کر دیا تھا اُن کا توریت کی شریعت میں کچھ حصہ نہیں رہا تھا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ وہ اسحاقؑ کے ساتھ حصہ نہیں پائیں گے۔ پس تعلق والوں نے انہیں چھوڑ دیا اور کسی دوسرے سے ان کا تعلق اور رشتہ نہ تھا۔ اور دوسرے تمام ملکوں میں کچھ کچھ رسوم عبادات اور احکام کی پائی جاتی تھیں جن سے پتہ لگتا ہے کہ کسی وقت ان کو نبیوں کی تعلیم پہنچی تھی۔ مگر صرف عرب کا ملک ہی ایک ایسا ملک تھا جو ان تعلیموں سے محض ناواقف تھا اور تمام جہان سے پیچھے رہا ہوا تھا۔ اس لئے آخر میں اُس کی نوبت آئی اور اس کی نبوت عام ٹھہری تا تمام ملکوں کو دوبارہ برکات کا حصہ دیوے ﴿۴۰﴾ اور جو غلطی پڑ گئی تھی اس کو نکال دے۔ پس ایسی کامل کتاب کے بعد کس کتاب کا انتظار کریں جس نے سارا کام انسانی اصلاح کا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پہلی کتابوں کی طرح صرف ایک قوم سے واسطہ نہیں رکھا۔ بلکہ تمام قوموں کی اصلاح چاہی اور انسانی تربیت کے تمام مراتب بیان فرمائے۔ وحشیوں کو انسانیت کے آداب سکھائے۔ پھر انسانی صورت بنانے کے بعد اخلاق فاضلہ کا سبق دیا۔

قرآن کریم کا دنیا پر احسان

یہ قرآن نے ہی دنیا پر احسان کیا کہ طبعی حالتوں اور اخلاق فاضلہ میں فرق کر کے دکھلایا۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا مگر
نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں بلکہ اس لئے کہ میں اُس کے رسول پر دلی صدق سے
ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اُس پر ختم ہیں اور اُس کی شریعت خاتم الشرائع
ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں یعنی وہ نبوت جو اُس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اُس کے
چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اُس کا ظل ہے اور اُسی کے
ذریعہ سے ہے اور اُسی کا مظہر ہے ☆ اور اُسی سے فیضیاب ہے۔ خدا اُس شخص کا دشمن ہے جو
﴿۳۴۵﴾ قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے اور اپنی
شریعت چلانا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کرتا بلکہ آپ کچھ بننا چاہتا ہے۔
مگر خدا اُس سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے اور
اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو در حقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور اس کے فیض کا اپنے
تئیں محتاج جانتا ہے پس ایسا شخص خدا تعالیٰ کی جناب میں پیارا ہو جاتا ہے اور خدا کا پیار یہ ہے
کہ اُس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُس کو اپنے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کرتا ہے اور اُس کی حمایت
میں اپنے نشان ظاہر کرتا ہے اور جب اُس کی پیروی کمال کو پہنچتی ہے تو ایک ظلّی نبوت اُس کو
عطا کرتا ہے جو نبوت محمدیہ کا ظل ہے یہ اس لئے کہ تا اسلام ایسے لوگوں کے وجود سے تازہ رہے

☆ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ
کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ
کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اُس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طور
سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ
نام دیا گیا تا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔ منہ

سے انکار کر دیا۔ پھر اس سے بھی عجب طرح کا ایک اور مقام دیکھئے کہ جب مسیح صلیب پر کھینچے گئے تو تب یہودیوں نے کہا کہ اُس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب سے اُتر آوے تو ہم اسپر ایمان لاوینگے۔ اب ذرا نظر غور سے اس آیت کو سوچیں کہ یہودیوں نے صاف عہد اور اقرار کر لیا تھا کہ اب صلیب سے اُتر آوے تو وہ ایمان لاوینگے۔ لیکن حضرت مسیح اُتر نہیں سکے۔ ان تمام مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ نشان دکھلانا اقتداری طور پر انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ ایک اور مقام میں حضرت مسیح فرماتے ہیں یعنی متی باب ۱۲ - آیت ۳۸ کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھلایا نہ جائیگا۔ اب دیکھئے کہ اس جگہ حضرت مسیح نے اُنکی درخواست کو منظور نہیں کیا بلکہ وہ بات پیش کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو معلوم تھی۔ اسی طرح میں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہے۔ میرا دعویٰ نہ خدائی کا اور نہ اقتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کے رُو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کے رُو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ و رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں تو پھر میں دعوتِ حق کی غرض سے دوبارہ اتمام حجت کرتا ہوں کہ یہ حقیقی نجات اور حقیقی نجات کے برکات اور ثمرات صرف انھیں لوگوں میں موجود ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور قرآن کریم کے احکام کے سچے تابعدار ہیں اور میرا دعویٰ قرآن کریم کے مطابق صرف اتنا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسائی صاحب اس نجات حقیقی کے منکر ہوں جو قرآن کریم

﴿۶۷﴾ سے انکار کر دیا پھر اس سے بھی عجب طرح کا ایک اور مقام دیکھئے کہ جب مسیح صلیب پر کھینچے گئے تو تب یہودیوں نے کہا کہ اُس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب سے اُتر آوے تو ہم اس پر ایمان لاویں گے اب ذرا نظر غور سے اس آیت کو سوچیں کہ یہودیوں نے صاف عہد اور اقرار کر لیا تھا کہ اب صلیب سے اُتر آوے تو وہ ایمان لاوینگے لیکن حضرت مسیح اُتر نہیں سکے ان تمام مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ نشان دکھلانا اقتداری طور پر انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ ایک اور مقام میں حضرت مسیح فرماتے ہیں یعنی متی ب ۱۲۔ آیت ۳۸ کہ اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھلایا نہ جائیگا اب دیکھئے کہ اِس جگہ حضرت مسیح نے اُنکی درخواست کو منظور نہیں کیا بلکہ وہ بات پیش کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو معلوم تھی اِسی طرح مَیں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہے میرا دعویٰ نہ خدائی کا اور نہ اقتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کے رُو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رُو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں تو پھر مَیں دعوتِ حق کی غرض سے دوبارہ اتمام حُجت کرتا ہوں کہ یہ حقیقی نجات اور حقیقی نجات کے برکات اور ثمرات صرف اُنھیں لوگوں میں موجود ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے اور قرآنِ کریم کے احکام کے سچے تابعدار ہیں اور میرا دعویٰ قرآن کریم کے مطابق صرف اِتنا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسائی صاحب اس نجات حقیقی کے منکر ہوں جو قرآن کریم

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-6.pdf

٢٩

قادر نہیں کہ ایک کی قوت اور طبع دوسرے کو عطا کرے اور ایک کا رنگ اور کیفیت دوسرے
میں کہہ دیوے اور ایک کے اسم سے دوسرے کو موسوم کر دیوے اگر انسان کو خدا تعالیٰ کی وسیع قدرت
پر ایمان ہو تو وہ بلا تامل ان باتوں کا یہی جواب دیگا کہ ہاں بلاشبہ اللہ جلشانہ ہر یک بات پر
قادر ہے اور اپنی باتوں اور اپنی پیشگوئیوں کو جس طرز اور طریق اور جس پیرایہ سے چاہے پورا کر سکتا ہے
ناظرین تم آپ ہی سوچکر دیکھو کہ کیا **آنیوالے عیسیٰ** کی نسبت کسی جگہ یہ بھی لکھا تھا
کہ وہ در اصل وہی بنی اسرائیلی ناصری صاحب انجیل ہوگا بلکہ **بخاری** میں جو بعد کتاب اللہ
اصح الکتاب کہلاتی ہے بجائے ان باتوں کے **امامکم منکم** لکھا ہے اور حضرت مسیح
کی **وفات** کی شہادت دی ہے جسکی آنکھیں ہیں دیکھے منصفو سوچکر جواب دو کہ کیا
قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑنیوالا اور خنزیروں کو
قتل کرنیوالا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لانیوالا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنیوالا
ظہور کریگا اور آیت **اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ** اور آیت **حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ**
اسوقت منسوخ ہو جائیگی اور نئی وحی قرآنی وحی پر خط نسخ کھینچ دیگی۔ اے لوگو اے مسلمانوں کی
ذریت کہلانیوالو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ
کرو اور اُس خدا سے شرم کرو جسکے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ اور بالآخر میں ناظرین کو
مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں پر حضرت مولوی نذیر حسین صاحب اور انکی جماعت نے
تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور میرا نام کافر اور دجال رکھا ہے اور روا گالیاں ان میں کہ کوئی
مہذب آدمی غیر قوم کے آدمی کی نسبت بھی پسند نہیں کرتا اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ گویا یہ
باتیں میری کتاب **توضیح مرام** اور **ازالہ اوہام** میں درج ہیں۔ میں انشاء اللہ القدیر
عنقریب ایک مستقل رسالہ میں اُن تمام مقامات معترض علیہا کو لکھ کر منصفین کو دکھلاؤنگا
کہ کیا درحقیقت مینے اسلام کے عقیدہ سے انحراف کیا ہے یا انہیں کی آنکھوں پر پردہ اور انہیں کے
دلوں پر مہر ہے کہ باوجود عالم کے دعوے کی حقیقت کو شناخت نہیں کر سکتے اور رأس

آسمانی فیصلہ

خلق و عالم جملہ در شور و شر اند | طالبانت در مقامِ دیگراند	آں یکے را نور بے بخشی بہل | واں دگر را میگزاری با بگل
چشم و گوش و دل ز تو گیرد ضیاء	ذاتِ تو سر چشمۂ فیض و ہدیٰ

غرض خداوند قادر و قدّوس میری پناہ ہے اور میں تمام کام اپنا اُسی کو سونپتا ہوں اور گالیوں کے عوض میں گالیاں نہیں دینا چاہتا اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک ہی ہے جو کہیگا۔ افسوس کہ ان لوگوں نے تھوڑی سی بات کو بہت دُور ڈالدیا اور خدائے تعالٰی کو اِس بات پر قادر نہ سمجھا کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے مامور کر کے بھیجے کیا انسان اُس سے لڑ سکتا ہے یا آدم زاد کو اُسپر اعتراض کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ تو نے ایسا کیوں کیا ایسا کیوں نہیں کیا۔ کیا وُہ اِس بات پر قادر نہیں کہ ایک کی قوّت اور طبع دُوسرے کو عطا کرے اور ایک کے رنگ اور کیفیت دُوسرے میں رکھ دیوے اور ایک کے اسم سے دُوسرے کو موسوم کر دیوے۔ اگر انسان کو خدائے تعالٰی کی وسیع قدرت پر ایمان ہو تو وُہ بلا تامل اِن باتوں کا یہی جواب دیگا کہ ہاں بلا شُبہ اللہ جلّشانہٗ ہر یک بات پر قادر ہے اور اپنی باتوں اور اپنی پیشگوئیوں کو جس طرز اور طریق اور جس پیرایہ سے چاہے پُورا کر سکتا ہے۔ ناظرین تم آپ ہی سوچکر دیکھو کہ کیا آنیوالے عیسٰے کی نسبت کسی جگہ یہ بھی لکھا تھا کہ وُہ در اصل وُہی نبی اسرائیلی ناصری صاحب انجیل ہوگا بلکہ بخاری میں جو بعد کتاب اللہ اصح الکتاب کہلاتی ہے بجائے ان باتوں کے اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ لکھا ہے اور حضرت مسیح کی وفات کی شہادت دی ہے جسکی آنکھیں ہیں دیکھے منصفو سوچ کر جواب دو کہ کیا قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑنے والا اور ذمیوں کو قتل کرنیوالا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لانے والا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنیوالا ظہور کریگا اور آیت اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ[1] اور آیت حَتّٰى یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ[2] اُسوقت منسوخ ہو جائیگی اور نئی وحی قرآنی وحی پر خطِ نسخ کھینچ دیگی۔ اے لوگو اے مسلمانوں کی ذریّت کہلانے والو دُشمنِ قرآن نہ بنو اور خاتم النبیّین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اُس خدا سے شرم کرو جسکے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ اور بالآخر میں ناظرین کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں پر حضرت مولوی نذیر حسین صاحب اور اُنکی جماعت نے تکفیر کا فتوٰی دیا ہے اور میرا نام کافر اور دجّال رکھا ہے اور وُہ گالیاں دی ہیں کہ کوئی مہذب آدمی غیر قوم کے آدمی کی نسبت بھی پسند نہیں کرتا۔ اور یہ دعوٰی کیا ہے کہ گویا یہ باتیں میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں درج ہیں۔ میں انشاء اللہ القدیر عنقریب ایک مستقل رسالہ

[1] مائدہ : ۴ [2] التوبۃ : ۲۹

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-4.pdf

خلق و عالم جملہ در شور و شرانند طالبانت در مقام دیگر اند
آن یکے را نورے بخشی بدل واں دگر را می گزاری پابگل
چشم و گوش و دل ز تو گیرد ضیاء ذات تو سرچشمۂ فیض و ہُدا

غرض خداوند قادر و قدوس میری پناہ ہے اور میں تمام کام اپنا اسی کو سونپتا ہوں اور گالیوں کے عوض میں گالیاں دینا نہیں چاہتا اور نہ کچھ کہنا چاہتا ہوں ایک ہی ہے جو کہے گا افسوس کہ ان لوگوں نے تھوڑی سی بات کو بہت دور ڈال دیا اور خدائے تعالیٰ کو اس بات پر قادر نہ سمجھا کہ جو چاہے کرے اور جسکو چاہے مامور کر کے بھیجے کیا انسان اس سے لڑسکتا ہے یا آدم زادکو اس پر اعتراض کرنے کا حق پہنچتا ہے کہ تو نے ایسا کیوں کیا ایسا کیوں نہیں کیا۔ کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ ایک کی قوت اور طبع دوسرے کو عطا کرے اور ایک کا رنگ اور کیفیت دوسرے میں رکھ دیوے اور ایک کے اسم سے دوسرے کو موسوم کر دیوے اگر انسان کو خدائے تعالیٰ کی وسیع قدرت پر ایمان ہو تو وہ بلا تامل ان باتوں کا یہی جواب دے گا کہ ہاں بلاشبہ اللہ جل شانہٗ ہر یک بات پر قادر ہے اور اپنی باتوں اور اپنی پیشگوئیوں کو جس طرز اور طریق اور جس پیرایہ سے چاہے پورا کر سکتا ہے ناظرین تم آپ ہی سوچ کر دیکھو کہ کیا آنیوالے عیسیٰ کی نسبت کسی جگہ یہ بھی لکھا تھا کہ وہ دراصل وہی بنی اسرائیلی ناصری صاحب انجیل ہوگا بلکہ بخاری میں جو بعد کتاب اللہ اصح الکتاب کہلاتی ہے بجائے ان باتوں کے امامکم منکم لکھا ہے اور حضرت مسیح کی وفات کی شہادت دی ہے جسکی آنکھیں ہیں دیکھے۔ منصفو! سوچ کر جواب دو کہ کیا قرآن کریم میں کہیں یہ بھی لکھا ہے کہ کسی وقت کوئی حقیقی طور پر صلیبوں کو توڑنے والا اور ذمیوں کو قتل کرنیوالا اور قتل خنزیر کا نیا حکم لانے والا اور قرآن کریم کے بعض احکام کو منسوخ کرنیوالا ظہور کرے گا اور آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ [1] اور آیت حَتّٰی یُعۡطُوا الۡجِزۡیَۃَ عَنۡ یَّدٍ [2] اس وقت منسوخ ہو جائے گی اور نئی وحی قرآنی وحی پر خط نسخ کھینچ دے گی۔ اے لوگو اے مسلمانوں کی ذریّت کہلانے والو دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اُس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ اور بالآخر میں ناظرین کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ جن باتوں پر حضرت مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کی جماعت نے تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور میرا نام کافر اور دجال رکھا ہے اور وہ گالیاں دی ہیں کہ کوئی مہذب آدمی غیر قوم کے آدمی کی نسبت بھی پسند نہیں کرتا اور یہ دعویٰ کیا ہے کہ گویا یہ باتیں میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام میں درج ہیں۔ میں انشاء اللہ القدیر عنقریب ایک مستقل رسالہ

[1] المائدة: ۴ [2] التوبة: ۲۹

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

اُس پر وارد ہوگا اُس کے جلد مرنے کا موجب ہوگئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں وہ ہمارے اشتہار ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کے بعد جو ہمارا آخری اشتہار بطور اتمام حجت تھا پورے سات مہینے بھی زندہ نہ رہ سکا۔ پس کیا یہ خدا کا فعل نہیں ہے کہ اس نے آتھم کے اصرار انکار پر موت کی سزا سے اس کا تمام جھوٹ اور افترا ایک لخت ظاہر کر دیا۔ ﴿۲۷﴾

اب بیان کرو کہ کونسا قانونی حکم ہماری اس تقریر میں ہے۔ اور آتھم کو ملزم قرار دینے کے لئے کس ثبوت کی کسر رہ گئی ہے۔ بلاشبہ اُسی کی عملی حالت نے اس پر فرد قرارداد جرم لگا دی جس پر وہ ایک بھی صفائی کا گواہ پیش نہ کر سکا۔ اب عیسائیوں کو اس کی ناحق کی حمایت سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ ہم نے بہت صفائی سے بار بار اس بات پر زور دیا کہ آتھم اس بیان میں بالکل جھوٹا ہے کہ اس کے قتل کے

بقیہ حاشیہ

ہوں اور قرآن شریف کو مانتا ہوں۔ کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ [1] کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔ صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں۔ مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکہ لگ جانے کا احتمال ہے۔ لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے مجھ کو ملے ہیں جن میں یہ لفظ نبوت اور رسالت کا بکثرت آیا ہے ان کو میں بوجہ مامور ہونے کے مخفی نہیں رکھ سکتا۔ لیکن بار بار کہتا ہوں کہ ان الہامات میں جو لفظ مُرسَل یا رسول یا نبی کا میری نسبت آیا ہے☆ وہ اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔ اور اصل حقیقت جس کی میں علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں یہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔ ومن قال بعد رسولنا وسيدنا اني نبيّ او رَسُول على وجه الحقيقة والافتراء وترک القرآن واحكام الشريعة الغرّاء فهو كافرٌ كذّاب۔ غرض ہمارا مذہب یہی ہے کہ جو شخص حقیقی طور پر نبوت کا دعویٰ کرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن فیوض سے اپنے تئیں الگ کر کے اور اس پاک سرچشمہ سے جدا ہو کر آپ ہی براہ راست نبی اللہ بننا چاہتا ہے تو وہ ملحد بے دین ہے اور غالباً ایسا شخص اپنا کوئی نیا ﴿۲۷﴾

☆ نوٹ۔ ایسے لفظ نہ اب سے بلکہ سولہ برس سے میرے الہامات میں درج ہیں چنانچہ براہین احمدیہ میں ایسے کئی مخاطبات الٰہیہ میری نسبت پاؤ گے۔ منہ

[1] الاحزاب: ۴۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا[1]۔ ایسا ہی قرآن شریف میں بیسیوں نظیریں موجود ہیں جو پڑھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ماسوا اس کے روحانی واعظوں کا ظاہر ہونا اور ان کے ساتھ فرشتوں ﴿۱۳۶﴾ کا آنا ایک روحانی قیامت کا نمونہ ہوتا ہے جس سے مردوں میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور جو قبروں کے اندر ہیں وہ باہر آ جاتے ہیں اور نیک اور بدلوگ اپنی سزا جزا پا لیتے ہیں سو اگر سورۃ الزلزال کو قیامت کے آثار میں سے قرار دیا جائے تو اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ایسا وقت روحانی طور پر ایک قسم کی قیامت ہی ہوتی ہے خدائے تعالیٰ کے تائید یافتہ بندے قیامت کا ہی رُوپ بن کر آتے ہیں اور انہیں کا وجود قیامت کے نام سے موسوم ہو سکتا ہے جن کے آنے سے روحانی مردے زندہ ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور نیز اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ جب ایسا زمانہ آ جائے گا کہ تمام انسانی طاقتیں اپنے کمالات کو ظاہر کر دکھائیں گی اور جس حد تک بشری عقول اور افکار کا پرواز ممکن ہے اس حد تک وہ پہنچ جائیں گی اور جن مخفی حقیقتوں کو ابتدا سے ظاہر کرنا مقدر ہے وہ سب ظاہر ہو جائیں گی تب اس عالم کا دائرہ پورا ہو کر یک دفعہ اس کی صف لپیٹ دی جائے گی۔

کُلُّ شَیْءٍ فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُوالْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

﴿۱۳۷﴾

ہمارا مذہب

ز عشاق فرقان و پیغمبریم بدیں آمدیم و بدیں بگذریم

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] الاعراف: ۵۹

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے

اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ﴾۱۳۸﴿
ایک حکم کے تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتدا اُس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں کوئی مرتبہ شرف وکمال کا اور کوئی مقام عزت اور قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے اور ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ جو راستباز اور کامل لوگ شرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر تکمیل منازل سلوک کر چکے ہیں اُن کے کمالات کی نسبت بھی ہمارے کمالات اگر ہمیں حاصل ہوں بطور ظل کے واقع ہیں اور اُن میں بعض ایسے جزئی فضائل ہیں جو اَب ہمیں کسی طرح سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ غرض ہمارا اُن تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام
محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنم تک پہنچانے والی راہ یقین رکھتے ہیں مگر ﴾۱۳۹﴿
افسوس کہ ہماری قوم میں ایسے لوگ بہت ہیں جو بعض حقائق اور معارف قرآنیہ اور دقائق آثار نبویہ کو جو اپنے وقت پر بذریعہ کشف والہام زیادہ تر صفائی سے کھلتے ہیں محدثات اور بدعات میں ہی داخل کر لیتے ہیں حالانکہ معارف مخفیہ قرآن وحدیث ہمیشہ اہل کشف پر کھلتے رہے ہیں

کے عمیق کنوئیں میں ڈوب گئی ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ انجیل میں بھی کسی قدر
یہودیوں کی بدچلنیوں کا ذکر ہے لیکن مسیح نے کہیں یہ ذکر تو نہیں کیا کہ جس قدر
دنیا کے صفحہ میں لوگ موجود ہیں جن کو عالمین کے نام سے نامزد کر سکتے ہیں کہ وہ
بگڑ گئے مر گئے اور دنیا شرک اور بدکاریوں سے بھر گئی اور نہ رسالت کا عام دعویٰ
کیا پس ظاہر ہے کہ یہودی ایک تھوڑی سی قوم تھی جو مسیح کے مخاطب تھی بلکہ وہی
تھی جو مسیح کے نظر کے سامنے اور چند دیہات کے باشندے تھے لیکن قرآن
کریم نے تو تمام زمین کے مر جانے کا ذکر کیا ہے اور تمام قوموں کی بری حالت
کو وہ بتلاتا ہے کہ زمین ہر قسم کے گناہ سے مر گئی + یہودی تو نبیوں کی اولاد
اور توریت کو اپنے اقرار سے مانتے تھے گو عمل سے قاصر تھے لیکن قرآن
کے زمانہ میں علاوہ فسق و فجور کے عقاید میں بھی فتور ہو گیا تھا۔ ہزارہا لوگ
دہریہ تھے ہزارہا وحی اور الہام سے منکر تھے اور ہر قسم کی بدکاریاں زمین پر
پھیل گئی تھیں اور دنیا میں اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ایک طوفان برپا
تھا ماسوا اس کے مسیح نے اپنی چھوٹی سی قوم یہودیوں کی بدچلنی کا کچھ ذکر
تو کیا جس سے البتہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اُس وقت یہود کی ایک خاص قوم کو
ایک مصلح کی ضرورت تھی مگر جس دلیل کو ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
منجانب اللہ ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں یعنی آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا فساد عام کے وقت میں آنا اور کامل اصلاح کے بعد واپس

+ نوٹ: اگر کوئی کہے کہ فساد بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا تو جواب
یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الہ الا اللہ کہنے والے
موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔ منہ

۱۰

کے عمیق کنوئیں میں ڈوب گئی ہیں۔ یہ بات سچ ہے کہ انجیل میں بھی کسی قدر یہودیوں کی بدچلنیوں کا ذکر ہے لیکن مسیح نے کہیں یہ ذکر تو نہیں کیا کہ جس قدر دنیا کے صفحہ میں لوگ موجود ہیں جن کو عالمین کے نام سے نامزد کر سکتے ہیں وہ بگڑ گئے مر گئے اور دنیا شرک اور
﴿۷﴾ بدکاریوں سے بھر گئی اور نہ رسالت کا عام دعویٰ کیا۔ پس ظاہر ہے کہ یہودی ایک تھوڑی سی قوم تھی جو مسیح کی مخاطب تھی بلکہ وہی تھی جو مسیح کی نظر کے سامنے اور چند دیہات کے باشندے تھے۔ لیکن قرآن کریم نے تو تمام زمین کے مرجانے کا ذکر کیا ہے اور تمام قوموں کی بری حالت کو وہ بتلاتا ہے اور صاف بتلاتا ہے کہ زمین ہر قسم کے گناہ سے مر گئی☆ یہودی تو نبیوں کی اولاد اور **توراۃ** کو اپنے اقرار سے مانتے تھے گو عمل سے **قاصر** تھے لیکن **قرآن** کے زمانہ میں علاوہ فسق اور فجور کے عقائد میں بھی فتور ہو گیا تھا۔ ہزار ہا لوگ **دہریہ** تھے۔ ہزار ہا وحی اور الہام سے **منکر** تھے اور ہر قسم کی بدکاریاں زمین پر پھیل گئی تھیں اور دنیا میں اعتقادی اور عملی خرابیوں کا ایک سخت طوفان برپا تھا۔ ماسوا اس کے مسیح نے اپنی چھوٹی سی قوم یہودیوں کی بدچلنی کا کچھ ذکر تو کیا جس سے البتہ یہ خیال پیدا ہوا کہ اس وقت یہود کی ایک خاص قوم کو ایک مصلح کی ضرورت تھی مگر جس دلیل کو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **منجانب اللہ** ہونے کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فساد عام کے وقت میں آنا اور کامل اصلاح کے بعد واپس

☆ **نوٹ:** اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ بھی تو کم نہیں پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ **لا الٰہ الا اللہ** کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

تضاد

روحانی خزائن جلد ۲۱ ۳۵۴ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

کیا عزت اور کیا مرتبت اور کیا تاثیر اور کیا قوت قدسیہ اپنی ذات میں رکھتا ہے جس کی پیروی کے دعویٰ کرنے والے صرف اندھے اور نابینا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ اپنے مکالمات ومخاطبات سے اُن کی آنکھیں نہ کھولے۔ یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں۔ صرف قصوں کی پوجا کرو پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہوسکتا ہے جس میں براہ راست خدا تعالیٰ کا کچھ بھی پتہ نہیں لگتا جو کچھ ہیں قصے ہیں۔ اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے اُس کی رضا جوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اُس کو اختیار کرلے تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔ مگر میں ساتھ ہی خدائے کریم و رحیم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسلام ایسا مذہب نہیں بلکہ دنیا میں صرف اسلام ہی یہ خوبی اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ بشرط سچی اور کامل اتباع ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکالمات الٰہیہ سے مشرف کرتا ہے۔ اسی وجہ سے تو حدیث میں آیا ہے کہ علماء امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل یعنی میری ﴿۱۸۴﴾
اُمت کے علماء ربانی بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں۔ اس حدیث میں بھی علماء ربانی کو ایک طرف اُمتی کہا اور دوسری طرف نبیوں سے مشابہت دی ہے۔

اور خود ظاہر ہے کہ جب کہ خدا تعالیٰ قدیم سے اپنے بندوں کے ساتھ ہمکلام ہوتا آیا ہے یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں عورتوں کو بھی خدا تعالیٰ کے مکالمہ اور مخاطبہ کا شرف حاصل ہوا ہے جیسے حضرت موسیٰ کی ماں اور مریم صدیقہ کو۔ تو پھر یہ امت کیسی بدقسمت اور بے نصیب ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

﴿۲۸﴾ اور اس کی اُمّت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا اور بجز اُس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مُہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے اُمّتی ہونا لازمی ہے۔ اور اُس کی ہمت اور ہمدردی نے اُمّت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔☆ اور اُن پر وحی کا دروازہ جو حصول معرفت کی اصل جڑھ ہے بند رہنا گوارا نہیں کیا۔ ہاں اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیضِ وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص اُمّتی نہ ہو اُس پر وحی الٰہی کا دروازہ بند ہو سو خدا نے ان معنوں سے آپ کو خاتم الانبیاء ٹھہرایا۔ لہٰذا قیامت تک یہ بات قائم ہوئی کہ جو شخص سچی پیروی سے اپنا اُمّتی ہونا ثابت نہ کرے اور آپ کی متابعت میں اپنا تمام وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پا سکتا ہے اور نہ کامل ملہم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے مگر ظلّی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیضِ محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دنیا سے مٹ نہ جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمت نے قیامت تک یہی چاہا ہے کہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کے دروازے کھلے رہیں اور معرفتِ الٰہیہ جو مدارِ نجات ہے مفقود نہ ہو جائے۔

کسی حدیث صحیح سے اس بات کا پتہ نہیں ملے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے جو اُمّتی نہیں یعنی آپ کی پیروی سے فیض یاب نہیں اور اسی جگہ سے اُن

☆ اس جگہ یہ سوال طبعاً ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی اُمّت میں بہت سے نبی گذرے ہیں۔ پس اس حالت میں موسیٰ کا افضل ہونا لازم آتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس قدر نبی گذرے ہیں اُن سب کو خدا نے براہ راست چُن لیا تھا۔ حضرت موسیٰ کا اس میں کچھ بھی دخل نہیں تھا۔ لیکن اس اُمّت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔ اس کثرت فیضان کی کسی نبی میں نظیر نہیں مل سکتی اسرائیلی نبیوں کو الگ کر کے باقی تمام لوگ اکثر موسوی اُمّت میں ناقص پائے جاتے ہیں۔ رہے انبیاء سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ سے کچھ نہیں پایا بلکہ وہ براہ راست نبی کئے گئے مگر اُمّتِ محمدیہ میں سے ہزارہا لوگ محض پیروی کی وجہ سے ولی کئے گئے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

اور رسولوں اور محدثوں کے بارے میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں اور تمام قوموں کے لئے واجب الاطاعت ٹھہرتے ہیں قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک خاص قانون ہے جو ہم ذیل میں لکھتے ہیں۔

ہم اس سے پہلے ابھی بیان کر چکے ہیں کہ ایسے اولیاء اللہ جو مامور نہیں ہوتے یعنی نبی یا رسول یا محدث نہیں ہوتے اور اُن میں سے نہیں ہوتے جو دنیا کو خدا کے حکم اور الہام سے خدا کی طرف بلاتے ہیں ایسے ولیوں کو کسی اعلیٰ خاندان یا اعلیٰ قوم کی ضرورت نہیں۔ ﴿۱۷﴾ کیونکہ اُن کا سب معاملہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے لیکن ان کے مقابل پر ایک دوسری قسم کے ولی ہیں جو رسول یا نبی یا محدث کہلاتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک منصب حکومت اور قضا کا لے کر آتے ہیں اور لوگوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کو اپنا امام اور سردار اور پیشوا سمجھ لیں اور جیسا کہ وہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں اس کے بعد خدا کے اُن نائبوں کی اطاعت کریں۔ اس منصب کے بزرگوں کے متعلق قدیم سے خدا تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کی قوم اور خاندان میں سے پیدا کرتا ہے تا ان کے قبول کرنے اور ان کی اطاعت کا جُوا اُٹھانے میں کسی کو کراہت نہ ہو اور چونکہ خدا نہایت رحیم و کریم ہے اس لئے نہیں چاہتا کہ لوگ ٹھوکر کھاویں اور اُن کو ایسا ابتلا پیش آوے جو ان کو اس سعادت عظمیٰ سے محروم رکھے کہ وہ اُس کے مامور کے قبول کرنے سے اس طرح پر رُک جائیں کہ اس شخص کی نیچ قوم کے لحاظ سے ننگ اور عار اُن پر غالب ہو اور وہ دلی نفرت کے ساتھ اس بات سے کراہت کریں کہ اس کے تابعدار بنیں اور اس کو اپنا بزرگ قرار دیں اور انسانی جذبات اور تصورات پر نظر کر کے یہ بات خوب ظاہر ہے کہ یہ ٹھوکر طبعاً نوع انسان کو پیش آ جاتی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑہ یعنی بھنگی ہے اور ایک

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دووقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اُٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا ہے اور چند دفعہ زنا میں بھی گرفتار ہو کر اُس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید بھی رہ چکا ہے اور چند دفعہ ایسے بُرے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اس کو جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ اٹھاتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ کی قدرت پر خیال کر کے ممکن تو ہے کہ وہ اپنے کاموں سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ رسول اور نبی بھی بن جائے اور اُسی گاؤں کے شریف لوگوں کی طرف دعوت کا پیغام لے کر آوے اور کہے کہ جو شخص تم میں سے میری اطاعت نہیں کرے گا خدا اُسے جہنم میں ڈالے گا لیکن باوجود اس امکان کے جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کبھی خدا نے ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا کرنا اس کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے اور وہ جانتا ہے کہ لوگوں کے لئے یہ ایک فوق الطاقت ٹھوکر کی جگہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو پشت در پشت رذیل چلا آتا ہے اور لوگوں کی نظر میں نہ صرف وہ پنچ ہے بلکہ اُس کا باپ اور دادا اور پڑدادا اور جہاں تک معلوم ہے قوم کے پنچ ہیں اور ہمیشہ سے شریر اور بدکار ہوتے چلے آئے ہیں اور مویشیوں کی طرح ادنیٰ خدمتیں کرتے رہے ہیں اب اگر لوگوں سے اس کی اطاعت کرائی جائے تو بلاشبہ لوگ اس کی اطاعت سے کراہت کریں گے کیونکہ ایسی جگہ میں کراہت کرنا انسان کے لئے ایک طبعی امر ہے اس لئے خدا تعالیٰ کا قدیم قانون اور سنت یہی ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں کو منصب دعوت یعنی نبوت وغیرہ پر مامور کرتا ہے جو اعلیٰ خاندان میں سے ہوں اور ذاتی طور پر بھی چال چلن اچھے رکھتے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

14۔ نبی و رسول ہونے کا اقرار/انکار

قول:

۱۲۷

دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں۔ ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہیئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہلِ حق کا قاعدہ نہیں۔ صحابہ کرام کے طرزِ عمل پر نظر کرو۔ وہ بادشاہوں کے درباروں میں گئے اور جو کچھ ان کا عقیدہ تھا وہ صاف صاف کہہ دیا۔ اور حق کہنے سے ذرا نہیں جھجکے۔ جبھی تو لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق ہوئے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسُول ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالےٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت و کیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت و صداقت کا اظہار ہوتا۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے دیکھو اور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہو جاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے۔ یہ اس لئے تا ان پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہ دیئے گئے۔ پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مُردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مُردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ اُن میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے۔ صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت و کیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہوسکتے۔ اسی

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v5.pdf

۴۴۷

مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ نبوت

ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے کہ جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بڑھ کر ہو اور اس میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کئی ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگوئیاں کرتے تھے جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہوتا۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لیے اور کونسا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔

دیکھو اَور لوگوں کو بھی بعض اوقات سچے خواب آجاتے ہیں بلکہ بعض دفعہ کوئی کلمہ بھی زبان پر جاری ہوجاتا ہے جو سچ نکل آتا ہے۔ یہ اس لیے تا اُن پر حجت پوری ہو اور وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو یہ حواس نہ دیئے گئے۔ پس ہم سمجھ نہیں سکتے کہ یہ کس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آپ کو سمجھانا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ کس قسم کی نبوت کے مدعی ہیں۔

ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مُردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مُردہ کہتے ہیں تو اسی لیے کہ اُن میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لیے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہیئے صرف سچے خوابوں کا آنا تو کافی نہیں کہ یہ تو چوہڑے چماروں کو بھی آجاتے ہیں۔ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہونا چاہیئے اور وہ بھی ایسا کہ جس میں پیشگوئیاں ہوں اور بلحاظ کمیت وکیفیت کے بڑھ چڑھ کر ہو۔ ایک مصرعہ سے تو شاعر نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح معمولی ایک دو خوابوں یا الہاموں سے کوئی مدعی رسالت ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لیے ہم نبی ہیں۔ امرِ حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی

فرمایا:۔ آریہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پوتر نہیں تھی۔ یہ ان لوگوں کی سخت غلطی ہے کیونکہ پاک ناپاک ہونا بہت کچھ دل سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا حال سوائے اللہ کے اور کسی کو معلوم نہیں۔ پس پاک وہ ہے جس کے پاک ہونے پر خدا گواہی دے۔ دیکھو ابوجہل نے مباہلہ کیا تھا کہ جو ہم میں اَفْسَدُ لِلْقَوْمِ اور اَقْطَعُ لِلرَّحِمِ ہے اسے ہلاک کر۔ وہ اسی روز ہلاک ہوگیا۔ ایسا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کردے۔ اِسی طرح عیسائیوں کو
چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا
کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو
﴿۱۱﴾ چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کردیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش
اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی
نسبت پیشگوئی کرکے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر
امرتسر کی نسبت پیشگوئی کردیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ
نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس
طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں
سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی
خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور
عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جھوٹے ہیں اور
ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام
ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنۡ
یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ[1] لکھی ہے اور اس سے قبولیت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح
نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ
ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختۂ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق
نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے
وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

[1] النمل: ۶۳

کے لئے توجہ کی گئی تھی کہ کب آویگا اسی توجہ کی حالت میں زلزلہ کی صورت آنکھوں کے آگے آگئی۔ اور پھر یہ الہام ہوا۔ قاعدہ نحو کے مطابق ھٰذا کی جگہ ھٰذہٖ چاہئے تھا۔ مگر اسجگہ ھٰذا سے مراد ھٰذا العذاب ہے کیونکہ اصل غرض تو عذاب سے ہے ورنہ زلزلے تو پہلے بھی آچکے ہیں پھر اسکے ساتھ ہی مندرجہ ذیل الہام ہوا (۲) رَبِّ سَلِّطْنِیْ عَلَی النَّارِ (ترجمہ) اے میرے خدا مجھے آگ پر مسلط کر دے یعنی ایسا کر کہ عذاب کی آگ میرے حکم میں ہو جاوے۔ جس کو میں عذاب دینا چاہوں۔ وہ عذاب میں گرفتار ہو۔ اور جسکو میں چھوڑنا چاہوں۔ وہ عذاب سے محفوظ رہے (بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ صفحہ)

(۴۴۷) ۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء آخَّرَہُ اللّٰہُ اِلٰی وَقْتٍ مُّسَمًّی (ترجمہ) اللہ تعالٰے نے اس میں تاخیر ڈالدی ہے وقت مقررہ تک (نوٹ) حضرت مسیح موعود نے فرمایا چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنیوالا ہے۔ اسکے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے (بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ صفحہ)

(۴۴۸) ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء میں پچاس یا ساٹھ اور نشان دکھلاؤں گا (بدر جلد ۲ نمبر ۱۳ صفحہ)

(۴۴۹) مارچ ۱۹۰۶ء۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمٍ نَافِلَةً لَّکَ (ترجمہ) ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جو تیرے لئے نافلہ ہوگا (نوٹ) حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔ ممکن ہے کہ اسکی یہ تعبیر ہو۔ کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں۔ یا بشارت کسی اور وقت تک موقوف ہو (بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ صفحہ)

(۴۵۰) ۳ اپریل ۱۹۰۶ء۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ مَنَّ عَلَیْنَا (ترجمہ) وہ اللہ جسنے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ اور دین حق کے ساتھ تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب ثابت کرے۔ بیشک اللہ تعالٰے نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے (بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ صفحہ)

(۴۵۱) ۴ اپریل ۱۹۰۶ء یَاْتِیْکَ الْفَرَجُ (ترجمہ) تیرے پاس خوشی اور کشائش آئیگی (بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ صفحہ)

(۴۵۲) ۸ اپریل ۱۹۰۶ء (۱) رَبِّ اَرِنِیْ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ (ترجمہ) خدایا مجھے وہ زلزلہ دکھا۔ جو اپنی شدت کیوجہ سے نمونہ قیامت ہے (۲) یُرِیْکُمُ اللّٰہُ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ (ترجمہ) خدا تعالٰے تمہیں وہ زلزلہ دکھائیگا جو اپنی شدت کیوجہ سے نمونہ قیامت ہوگا یعنی اس میں بہت جانوں کا نقصان ہوگا یہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور تبصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن یکربه فلیبارز للمباهلة ولعنة الله علٰی من کذب الحق او افترٰی علٰی حضرة العزّة. اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف مَیں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو! میری مُراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلّ ان یصطلح.

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

☆

٢٠٦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوٰی اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اِس لئے باوجود اہلِ حق ہونے کے انکو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوٰی کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جسکو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے۔ یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدٰی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلّہٖ (دیکھو ص۴۹۸ براہین احمدیہ) اس میں صاف طور پر اس

٢

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

(۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مُرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں اُن میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھُوَالَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس

مــن لـــدن ربّ کـــریـــم ۔ در کلام تو چیزے ست کہ شعرا را دران

فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو

دخلے نیست۔ رب علّمنی ماھو خیر عندک ۔ یعصمک اللّٰہ من ﴿۱۰۳﴾

دخل نہیں۔ اے میرے خدا مجھے وہ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے تجھے خدا دشمنوں سے

العدا و یسطو بکلّ من سطا ۔ بـرزمـا عـنـد ھم من الرّماح ۔ انی

بچائے گا اور حملہ کرنے والوں پر حملہ کرے گا۔ انہوں نے جو کچھ اُن کے پاس ہتھیار تھے سب ظاہر کر دئے

سأخبرہ فی اٰخر الوقت ۔ انک لست علی الحق ۔ ان اللّٰہ رءوف

مَیں مولوی محمد حسین بٹالوی کو آخر وقت میں خبر دیدونگا کہ تُو حق پر نہیں ہے۔ خدا رؤف و

رحیم ۔ انّـا الـنّـا لک الحدید ۔ انی مع الافواج اٰتیک بغتة ۔

رحیم ہے۔ ہم نے تیرے لئے لوہے کو نرم کر دیا۔ مَیں فوجوں کے ساتھ ناگہانی طور پر آؤں گا۔

انی مع الرسول اُجیب اُخطی و اُصیب☆۔ وقالوا انّٰی لک

مَیں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دُونگا اپنے ارادہ کو کبھی چھوڑ بھی دونگا اور کبھی ارادہ پورا کرونگا۔ اور کہیں گے کہ تجھے یہ مرتبہ کہاں

ھذا ۔ قل ھو اللّٰہ عجیب ۔ جآءنی اٰیل❁ واختار ۔ وادار اصبعہٗ

سے حاصل ہوا۔ کہہ خدا ذوالعجائب ہے۔ میرے پاس آیل آیا اور اُس نے مجھے چُن لیا۔ اور اپنی انگلی کو گردش دی

و اشار ۔ ان وعد اللّٰہ اتٰی ۔ فطوبٰی لمن وجد ورأی ۔ الامراض

اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اُس کو پاوے اور دیکھے۔ طرح طرح کی بیماریاں

☆ حاشیہ۔ اس وحی الٰہی کے ظاہری الفاظ یہ معنے رکھتے ہیں کہ مَیں خطا بھی کرونگا اور صواب بھی یعنی جو مَیں چاہوں گا کبھی کروں گا اور کبھی نہیں اور کبھی میرا ارادہ پورا ہوگا اور کبھی نہیں۔ ایسے الفاظ خدا تعالیٰ کی کلام میں آ جاتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث میں لکھا ہے کہ مَیں مومن کی قبض رُوح کے وقت تردّد میں پڑتا ہوں۔ حالانکہ خدا تردّد سے پاک ہے اسی طرح یہ وحی الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ کبھی مَیں اپنی تقدیر اور ارادہ کو منسوخ کر دیتا ہوں اور کبھی وہ ارادہ جیسا کہ چاہا ہوتا ہے۔ منہ

❁ اس جگہ آیل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور تصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر به فلیبارز للمباهلة ولعنة الله على من كذب الحق او افترىٰ على حضرة العزّة. اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف مَیں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو! میری مُراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلٍّ ان یصطلح.

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

☆

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔

اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اُس ﴿۳۹۱﴾ شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے مَیں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے ☆ تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس ۲۰ جزو سے کم نہیں ہوگا اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اس کے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین۔ و اٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

تمّت

☆ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمّت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] یعنی اُمّت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پشت پر مارا اور فرمایا لو کان الایمان معلقًا بالثریا لنالہ رجلٌ من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معیّن نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معیّن کر دیا۔ فالحمد للّٰہ۔ منہ

[1] الجمعۃ:۴

میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح ﴿۱۴۹﴾
میں ہی ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا
اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا
اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس
لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو
عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح
وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں
آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان
میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا
اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی
کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت
ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمت میں سے آئے گا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ
جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی
قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے
تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا
نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے
شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور
پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اُس خدا
سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا
کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر
کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو ﴿۱۵۰﴾
خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی۔☆ اور جیسا کہ مَیں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آ سکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھ کو اُس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے

☆ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمّتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی۔☆ اور جیسا کہ مَیں نے نمونہ کے طور پر بعض عبارتیں خدا تعالیٰ کی وحی کی اس رسالہ میں بھی لکھی ہیں اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم کے مقابل پر خدا تعالیٰ میری نسبت کیا فرماتا ہے۔ میں خدا تعالیٰ کی تیئیس ۲۳ برس کی متواتر وحی کو کیونکر رد کر سکتا ہوں۔ میں اُس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ اُن تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اُس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے اس لئے خدا نے چاہا کہ مجھے اس سے کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے اُن لوگوں کو گوارا نہ ہوں گے جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی محبت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں اُن کی پرواہ نہیں کرتا۔ میں کیا کروں کس طرح خدا کے حکم کو چھوڑ سکتا ہوں اور کس طرح اُس روشنی سے جو مجھے دی گئی تاریکی میں آ سکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میری کلام میں کچھ تناقض نہیں مَیں تو خدا تعالیٰ کی وحی کا پیروی کرنے والا ہوں۔ جب تک مجھے اس سے علم نہ ہوا میں وہی کہتا رہا جو اوائل میں مَیں نے کہا اور جب مجھ کو اُس کی طرف سے علم ہوا تو میں نے اُسکے مخالف کہا۔ میں انسان ہوں مجھے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ نہیں۔ بات یہی ہے جو شخص چاہے قبول کرے یا نہ کرے۔ میں نہیں جانتا کہ خدا نے ایسا کیوں کیا۔ ہاں میں اس قدر جانتا ہوں کہ آسمان پر خدا تعالیٰ کی غیرت عیسائیوں کے مقابل پر بڑا جوش مار رہی ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے مخالف وہ توہین کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ قریب ہے کہ اُن سے آسمان پھٹ جائیں۔ پس خدا دکھلاتا ہے

☆ یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعوے میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعویٰ کیا ہے جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور میری نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت۔ اسی وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ایسا ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۶۳ رسالہ دعوت قوم

﴿۶۲﴾ یَفرح المؤمنون. ثلةٌ من الاولین وثلةٌ من الآخرین. وھذا تذکرة فمن شاء

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰی ربّہٖ سبیلا. اِنّ النّصاریٰ حَوّلوا الامر. سنردّھا علی النّصاریٰ.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لَیُنبذن فی الحطمة. انا نبشّرک بغلام حلیم مظھر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

کَاَنّ اللّٰہ نزل من السّماء. اسمُہ عمانوایل. یُولد لک الولد. ویُدنیٰ منک

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نوری قریب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہ میں شرِ مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسد لہ خوار. فلہٗ نصبٌ وّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی وارد و الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔

اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۷ — ۴۲۶ — اربعین نمبر ۳

ممن افتریٰ علی اللّٰہ کذبا۔ تنزیل من اللّٰہ العزیز الرحیم۔ لتنذر قومًا ما انذر
آباء ھم ولتدعو قومًا آخرین۔ عسی اللّٰہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم
مودۃً۔ یخرّون علی الاذقان سجدا ربنا اغفرلنا انا کنّا خاطئین۔ لا تثریب
علیکم الیوم یغفر اللّٰہ لکم و ھو ارحم الراحمین۔ انی انا اللّٰہ فاعبدنی ولا ﴿۳۶﴾
تنسانی واجتھد ان تصلنی واسئل ربک وکن سئولا۔ اللّٰہ ولیّ حنّان۔ علّم
القران۔ فبایّ حدیث بعدہ تحکمون۔ نزّلنا علٰی ھٰذا العبد رحمۃ۔ وما ینطق
عن الھوی۔ ان ھو الاوحی یوحٰی۔ دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی۔
ذرنی والمکذبین۔ انّی مع الرسول اقوم۔ انّ یومی لفصل عظیم۔ وانک علی
صراط مستقیم۔ وانا نرینک بعض الذی نعد ھم اونتوفینک۔ وانی رافعک
الیّ۔ ویاتیک نصرتی۔ انی انا اللّٰہ ذوالسلطان۔ ترجمہ:- اور کہتے ہیں کہ یہ
بناوٹ ہے اور یہ شخص دین کی بیخ کنی کرتا ہے کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ کہہ اگر یہ
امر خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت سا اختلاف پاتے یعنی خدا تعالیٰ کی کلام
سے اس کے لئے کوئی تائید نہ ملتی۔ اور قرآن جو راہ بیان فرماتا ہے یہ راہ اس کے مخالف
ہوتی اور قرآن سے اس کی تصدیق نہ ملتی اور دلائل حقہ میں سے کوئی دلیل اس پر قائم نہ
ہوسکتی اور اس میں ایک نظام اور ترتیب اور علمی سلسلہ اور دلائل کا ذخیرہ جو پایا جاتا ہے یہ ہرگز
نہ ہوتا اور آسمان اور زمین میں سے جو کچھ اس کے ساتھ نشان جمع ہو رہے ہیں ان میں سے
کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت
اور دین حق ....اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ ان کو کہہ دے کہ اگر مَیں نے افترا کیا ہے تو

https://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v5.pdf

۱۷

۱۴؍اپریل ۱۹۰۶ء

طُوری مشاہدات

فرمایا: خدا تعالیٰ اپنے وجود کو آپ دوبارہ ثابت کرنا چاہتا ہے جیسا کہ کوہ طُور پر تجلّیاتِ الٰہیہ کا نمونہ دکھایا گیا تھا۔ ایسا ہی اب بھی دکھایا جائے گا۔ جس طرح فرعون کے پاس رسول بھیجا گیا تھا وہی الفاظ ہم کو بھی الہام ہوتے ہیں کہ تُو بھی ایک رسول ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا گیا تھا۔ بجز طُوری مشاہدات کے اب دُنیا کے لوگ سیدھے نہیں ہو سکتے۔[1]

۱۷؍اپریل ۱۹۰۶ء

معجزات کے بارہ میں سنتِ الٰہی

فرمایا: بعض لوگ یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے مانگے ہوئے معجزات ان کو دکھائے جائیں۔ یہ دُرست نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سُنّت نہیں۔ جس حد تک خدا تعالیٰ کا قانونِ قدرت تشفّی دینے کا ہے۔ اگر اس حد تک تشفّی نہ ہو جائے تو پھر مواخذہ کے لائق انسان ہو جاتا ہے۔

جماعت میں داخل ہونیوالوں کی قبولیت فرمایا:

خدا تعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے کہ جو لوگ اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ اُن کو قبول کرے گا۔ باقی جو لوگ اپنی ضد پر قائم رہتے ہیں اور شقاوت کی راہ سے انکار کرتے ہیں وہ راستباز نہیں ٹھہر سکتے۔

دینی عقل تقویٰ سے تیز ہوتی ہے فرمایا:

دینی عقل اَور ہے اور دُنیوی عقل اَور ہے۔ جو لوگ دُنیوی عقل میں ریاضت کرنے والے ہیں وہ یہ دعویٰ

---

[1] بدر جلد ۲ نمبر ۱۷ صفحہ ۲ مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۶ء

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دُنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو اُن کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مَری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اِسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ اُن میں پیدا ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اُٹھالی جائے گی مگر اِس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کرلیں گے اور آسمانی برکتوں «۱۰» سے حصہ لیں گے اور زمین سعادتمندوں سے بھر جائے گی (۳) **تیسری بات** جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستّر برس تک رہے قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔

اَب اگر خدا تعالیٰ کے اِس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اِس رسول کے طاعون دُور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمائش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیاں کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو اُن کو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ اُن کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچا لے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اگر اس قدر گئو اپنا معجزہ دکھاوے

روحانی خزائن جلد۲۲ ۵۰۳ تتمہ حقیقۃ الوحی

وحی الٰہی نے مجھے ٹھہرایا ہے اور تبصریح بیان فرمایا کہ وہ میرے حق میں ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر بہ فلیبارز للمباھلۃ ولعنۃ اللّٰہ علٰی من کذب الحق او افترٰی علٰی حضرۃ العزّۃ. اور یہ دعویٰ اُمت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی سے صرف مَیں اس نام کا مستحق ہوں۔ اور یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے **اے نادانو! میری مُراد نبوت** سے یہ نہیں ہے کہ مَیں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں صرف مُراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں مَیں اُس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکلّ ان یصطلح.

اور میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو **تین لاکھ** تک پہنچتے ہیں جن میں سے بطور نمونہ کسی قدر اِس کتاب میں بھی لکھے گئے ہیں۔ اگر اس کے معجزانہ افعال اور کھلے کھلے نشان جو ہزاروں تک پہنچ گئے ہیں میرے صدق پر گواہی نہ دیتے تو میں اُس کے مکالمہ کو کسی پر ظاہر نہ کرتا اور نہ یقیناً کہہ سکتا کہ یہ اُس کا کلام ہے پر اُس نے اپنے اقوال کی تائید میں وہ افعال دکھائے جنہوں نے اُس کا چہرہ دکھانے کے لئے ایک صاف اور روشن آئینہ کا کام دیا۔

☆

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

۳۶۰

تکلّف کے طور پر یہ سمجھا۔ کہ یہ صحت کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن دل نہیں مانتا تھا۔ کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو۔ سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ " (از مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء بنام ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۶)

۴۹۹ — ۱۹۰۰ء ۲۵ اپریل

"اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی۔ کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ کہ یک دفعہ الہام ہوا۔

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ عزیزی ایوب[1] بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے۔ اور خوش نصیب وہ ہے۔ جس کی ایسی موت ہو۔"

(از مکتوب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء بنام ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۷)

1956

۵۰۰ — ۱۹۰۰ء

" خدا نے مجھے کہا۔ کہ اٹھ اور ان لوگوں کو کہہ دے۔ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم خدا کی گواہی رد کر دو گے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا۔ اس کے یہ الفاظ ہیں۔

قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔

قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔

وَقُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

(از اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۳ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء)

(ترجمہ) ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس تم قبول کرو گے یا نہیں۔ کہہ اگر تم

[1] مرزا ایوب بیگ صاحب۔ (مرتب)

خدا سے محبت رکھتے ہو، تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت رکھے"[1]

٥٠١ سنہ ۱۹۰۰ء "اب اس رسالہ[2] کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا۔ کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر مَیں نے لکھا۔ یعنی یہ کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے۔ کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے۔ اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکتِ اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ برکاتِ اسلامی کے زمانہ تک، جو مسیح موعود کا زمانہ ہے، پہونچا دیا۔ پس اس پہلو کی رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا، قرآن شریف کی آیت بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔"

(از اشتہار منارۃ المسیح مورخہ ۲۸۔ مئی ۱۹۰۰ء)

٥٠٢ سنہ ۱۹۰۰ء ۲ جون "آج ۲۔ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا، دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا:۔

[1] (بقیہ ترجمہ از مرتب) اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

[2] خطبہ الہامیہ۔ (مرتب)

1956

۲۵۲

اکتوبر 1969ء

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔
وَقُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔
اَىْ مُرْسَلٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

(از اشتہار معیار الاخیار ص۳ مورخہ ۵ مئی ۱۹۰۲ء)

(ترجمہ) انکو کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ ان کو کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس تم قبول کرو گے یا نہیں۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو۔ تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ [1]

"اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت مجھ پر یہ منکشف ہوا۔ کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر میں نے لکھا۔ یعنی یہ کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے۔ درحقیقت یہ صحیح بات ہے۔ کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے۔ اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہنچا دیا تھا۔ ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا۔ برکات اسلامی کے زمانہ تک، جو مسیح موعود کا زمانہ ہے، پہنچا دیا۔ پس اس پہلو کے رو سے جو اسلام کے انتہا زمانہ تک آنحضرت صلے اللہ علیہ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔ جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے۔ مُبَارِكٌ وَّمُبَارَكٌ وَّكُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَكٍ يُّجْعَلُ فِيْهِ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا۔ قرآن شریف کی آیت بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔" [2]

(از اشتہار منارۃ المسیح مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء ص۶ حاشیہ)

[1] یعنی ترجمہ از مرتب) اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

[2] خطبہ الہامیہ۔ (مرتب)

https://www.alislam.org/library/books/tadhkirah/

۲۹۲

نے فرمایا کہ "ابھی میں نے سُرخ الفاظ میں لکھا دیکھا ہے کہ

مُبارک

یہ گویا قبولیت کا نشان ہے۔" (الحکم جلد ۴ نمبر ۱۶ مورخہ یکم مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۵)

اپریل ۱۹۰۰ء "ایک دفعہ عزیزہ مرحومؒ کی زندگی میں بکثرت اس کی شفا کے لئے دُعا کی تب خواب میں دیکھا کہ ایک سڑک ہے۔ گویا وہ چاند کے ٹکڑے اکٹھے کرکے بنائی گئی ہے اور ایک شخص ایّوبؑ بیگ کو اس سڑک پر سے لے جا رہا ہے اور وہ سڑک آسمان کی طرف جاتی ہے اور نہایت خوش اور چمکیلی ہے۔ گویا زمین پر چاند بچھایا گیا ہے۔ مَیں نے یہ خواب اپنی جماعت میں بیان کی اور تکلّف کے طور پر یہ سمجھا کہ صحت کی طرف اشارہ ہے لیکن دل نہیں مانتا تھا کہ اس خواب کی تعبیر صحت ہو سو اب اس خواب کی تعبیر ظہور میں آئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔"

(از مکتوب بنام ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۴)

۲۵ اپریل ۱۹۰۰ء "اس خط کے لکھنے کے وقت میں جو ایّوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہو گیا اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا کہ یک دفعہ الہام ہوا:

مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کے راہ سے داخل ہو

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایّوبؑ بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے، اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔"

(از مکتوب بنام ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۱۸ مورخہ ۷ مئی ۱۹۰۰ء صفحہ ۴)

۱۹۰۰ء "خدا نے مجھے کہا کہ اُٹھ اور ان لوگوں کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی رَدّ کر دو گے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اُس کے یہ الفاظ ہیں:

قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ وَقُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔ اَیْ مُرْسَلٌ مِّنَ اللّٰهِ۔"

(از اشتہار معیار الاخیار صفحہ ۳ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء مجموعہ اشتہارات جلد ۳ صفحہ ۲۶۹، ۲۷۰)

(ترجمہ) ان کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں۔ ان کو کہہ کہ میرے

---

[1] مرزا ایّوب بیگ صاحب (مرتّب)

[2] مرزا ایّوب بیگ صاحب (مرتّب)

۲۹۳

پاس خدا کی گواہی ہے پس تم قبول کرو گے یا نہیں۔ کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔[1]

---

[1] (بقیہ ترجمہ از مرتّب) اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

[2] خطبہ الہامیہ (مرتّب)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

کمثل زمن مُوسٰی۔ اِنَّـا اَرْسَلْنَـا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھدًا
کی طرح ایک زمانہ آئے گا۔ ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اُسی رسول
علیکم کما ارسلنا الٰی فرعون رسولًا۔ آسمان سے بہت دُودھ
کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔ آسمان سے بہت دُودھ
«۱۰۲» اُترا ہے محفوظ رکھو۔ انّی انرتک و اخترتک۔ تیری
اُترا ہے یعنی معارف اور حقائق کا دُودھ۔ مَیں نے تجھے روشن کیا اور چُن لیا۔ اور تیری
خوش زندگی کا سامان ہوگیا۔ واللّٰہ خیر من کلّ شیءٍ۔ عندی
خوش زندگی کا سامان ہو گیا ہے۔ خدا ہر چیز سے بہتر ہے۔ میرے قرب
حسنة ھی خیر من جبل۔ بہت سے سلام میرے تیرے پر
میں ایک نیکی ہے جو وہ ایک پہاڑ سے زیادہ ہے تیرے پر بکثرت میرے سلام
ہوں۔ انّا اعطیناک الکوثر۔ ان اللّٰہ مع الذین اھتدوا والذین ھم
ہیں۔ ہم نے کثرت سے تجھے دیا ہے۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو راہ راست اختیار کرتے ہیں اور
صادقون۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔
جو صادق ہیں۔ خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقوٰی اختیار کرتے ہیں اور نیکوکار ہیں۔
اراد اللّٰہ ان یبعثک مقامًا محمودًا۔ دو۲ نشان ظاہر ہونگے۔
خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائیگا۔ دو۲ نشان ظاہر ہوں گے۔
وامتازوا الیوم ایّھا المجرمون۔ یکاد البرق یخطف
اور اے مجرمو! آج تم الگ ہو جاؤ۔ خدا کے نشانوں کی برق اُن کی آنکھیں اُچک کر
ابصارھم۔ ھٰذا الذی کنتم بہٖ تستعجلون۔ یا احمد
لے جائے گی۔ یہ وہی بات ہے جس کے لئے (تم) جلدی کرتے تھے۔ اے احمد!
فاضت الرحمة علٰی شفتیک۔ کلام اُفصحت
تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے

﴿۱۰۷﴾ اَلحمد للّٰہ الذی جعل لکم الصھرو النسب☆۔ الحمدللّٰہ الذی اذھب
اُس خدا کو تعریف ہے جس نے دامادی اور نسب کی رو سے تیرے پر احسان کیا۔ اس خدا کو تعریف ہے جس نے میرا
عنی الحزن ۔ واٰتانی مالم یؤت احد من العالمین ۔ یٰسٓ۔ انک
غم دُور کیا۔ اور مجھ کو وہ چیز دی جو اس زمانہ کے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دی گئی ۔ اے سردار تُو خدا کا
لمن المرسلین ۔ علٰی صراط مستقیم ۔ تنزیل العزیز الرحیم ۔ اردت
مُرسل ہے راہ راست پر اُس خدا کی طرف سے جو غالب اور رحم کرنے والا ہے مَیں نے ارادہ
ان استخلف فخلقت ادم ۔ یُحْیِی الدین ویقیم الشریعۃ۔
کیا کہ اس زمانہ میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے اس آدم کو پیدا کیا۔ وہ دین کو زندہ کریگا اور شریعت کو قائم کرے گا۔

چو دورِ خسروی❁ آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند

جب مسیح السلطان کا دور شروع کیا گیا تو مسلمانوں کو جو صرف رسمی مسلمان تھے نئے سرے مسلمان بنانے لگے
ان السمٰوات والارض کانتا رتقا ففتقناھما۔ قرب اجلک
آسمان اور زمین ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے ہم نے ان دونوں کو کھول دیا یعنی زمین نے اپنی پوری قوت ظاہر کی اور آسمان نے بھی۔
المقدّر۔ انّ ذاالعرش یدعوک ۔ ولا نبقی لک من المخزیات
اب تیرا وقت موت قریب آ گیا۔ ذوالعرش تجھے بلاتا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی رُسوا کنندہ امر نہیں چھوڑیں گے
ذکرا۔ قلّ میعاد ربّک۔ ولا نبقی لک من المخزیات شیئًا۔
تیرے رب کا وعدہ کم رہ گیا ہے اور ہم تیرے لئے کوئی امر رُسوا کنندہ باقی نہیں چھوڑیں گے۔
بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اُس دن خدا کی طرف سے
زندگی کے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اس دن سب جماعت دل برداشتہ
سب پر اُداسی چھا جائے گی۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔ یہ ہوگا۔
اور اُداس ہو جائے گی۔ کئی واقعات کے ظہور کے بعد

☆ یعنی خدا نے تجھ پر یہ احسان کیا کہ ایک شریف اور معزز اور شہرت یافتہ اور باوجاہت خاندان سے تجھے پیدا کیا اور دوسرے یہ احسان کیا کہ ایک معزز دہلی کے سادات خاندان سے تیری بیوی آئی۔ منہ

❁ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں مسیح آخر الزمان کو بادشاہ کے نام سے یاد کیا گیا ہے اس سے مراد آسمانی بادشاہی ہے یعنی وہ آئندہ سلسلہ کا ایک بادشاہ ہوگا اور بڑے بڑے اکابر اُس کے پیرو ہوں گے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں عالم الغیب ہوں جب تک مجھے خدا نے اس طرف **توجہ** نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور **عیسیٰ فوت** ہو گیا ہے تب تک میں اسی عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے۔ اسی وجہ سے کمال سادگی سے مَیں نے حضرت مسیح کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو مَیں اس عقیدہ سے باز آ گیا۔ مَیں نے بجز کمال یقین کے جو میرے دل پر **محیط** ہو گیا اور مجھے نُور سے بھر دیا ﴿۷﴾ اُس رسمی عقیدہ کو نہ چھوڑا حالانکہ اسی براہین میں میرا نام **عیسیٰ** رکھا گیا تھا اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تُو ہی **کسرِ صلیب** کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ [1] تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت عملی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ مَیں براہین احمدیہ میں صاف اور روشن طور پر مسیح موعود ٹھہرایا گیا تھا مگر پھر بھی مَیں نے بوجہ اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی مگر مَیں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا۔ مَیں خود تعجب کرتا ہوں کہ مَیں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی کیونکر اسی کتاب میں رسمی عقیدہ لکھ دیا۔

پھر مَیں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدّ و مدّ سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور مَیں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گزر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ **تو ہی مسیح موعود** ہے۔

پس جب اس بارہ میں انتہا تک خدا کی وحی پہنچی اور مجھے حکم ہوا کہ فاصدع بما تؤمر یعنی جو تجھے حکم ہوتا ہے وہ کھول کر لوگوں کو سُنا دے اور بہت سے نشان مجھے دیئے گئے اور میرے دل میں روزِ روشن

[1] الصّف: ۱۰

يا مشعرَ العرب . في هذه النِّعَم، و كنتُ لهذا اليوم من المتشوفين. فهل ترغبون أن تلحقوا بي لله رب العالمين؟

وإن بعض علماء هذه الديار لم يزالوا يبتغون بي الغوائل، ويريدون بي السوء ويتربصون عليَّ الدوائر، ويتطلبون لي العثرات، ويكتبون فتاوى التكفيرات.

و كنت أقول في نفسي :اللّٰهم فاطر السماوات والأرض، عالم الغيب والشهادة، أنت تحكم بين عبادك فيما كانوا فيه يختلفون. **فألهمني ربي** مبشّرًا بفضلٍ من عنده وقال " :إنك من المنصورين. "وقال" :يَا أَحْمَدُ بَارَکَ اللّٰهُ فِيکَ، مَا رَمَيتَ إِذْ رميتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمَى، لِتُنذِرَ قَوْمًا مَا أُنذِرَ آبَاؤُهُمْ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ المجرِمِينَ" . **وقال:**

﴿۸﴾ "قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي. هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ. لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّا كَفَيْنَاکَ الْمُسْتَهْزِئِينَ" . وقال" :أَنْتَ عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّکَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِهِ وَمَا أَنْتَ بِفَضْلِهِ مِن مَجَانِينَ. وَيُخَوِّفُونَکَ مِنْ دُونِهِ. إِنَّکَ بِأَعْيُنِنَا. سَمَّيْتُکَ الْمُتَوَكِّلَ، يَحْمَدُکَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهِ. وَلَنْ تَرْضَى عَنْکَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى، وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ واللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ" . فأدخل اللّٰه سبحانه في لفظ اليهود معشرَ علماء الإسلام الذين تَشابهَ الأمر عليهم كاليهود، وتشابهت القلوب والعادات والجذبات والكلمات من نوع المكائد و البهتانات و الافتراءات، وإن تلك العلماء قد أتوا هذا التشابه على النظّارة بأقوالهم وأعمالهم، وانصرافهم واعتسافهم، وفرارهم من ديانة الإسلام، ووصية خير الأنام صلى اللّٰه عليه و سلم وكونهم من المسرفين العادين.

وكنت أظن بعد هذه التسمية أن المسيح الموعود خارج، وما كنتُ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

تضاد:

۲۵۵

اور قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت کر دیں تو میں دوسرے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے خود دست بردار ہو جاؤں گا اور مولوی صاحب کے سامنے توبہ کروں گا۔ بلکہ اس مضمون کی تمام کتابیں جلا دوں گا اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے۔ جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو اعتراض نکالے گئے ہیں۔ یہ نکتہ چینیوں کی سراسر غلطی ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بدفہمی سے بعض کوتہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کے لئے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شایع کروں گا۔ غرض میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔

پھر بعد اس کے خواجہ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ جب کہ ان عقائد میں درحقیقت کوئی نزاع نہیں۔ فریقین بالاتفاق مانتے ہیں تو پھر ان میں بحث کیونکر ہو سکتی ہے۔ بحث کے لائق وہ مسئلہ ہے جس میں فریقین اختلاف رکھتے ہیں۔ یعنی وفات حیات مسیح کا مسئلہ جس کے طے ہونے سے سارا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بصورت ثبوت حیات مسیح مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سب ساتھ ہی باطل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی بار بار اس عاجز کا نام لے کر کہا کہ انہوں نے خود وعدہ کر لیا ہے کہ اگر نصوص بیّنہ قطعیہ قرآن و

https://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

منفعل ہوکر جواب دیتے ہیں کہ اگرچہ درحقیقت یہ صریح خرابیاں ہیں جن سے انکار نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا کریں درحقیقت اسی بات پر اجماع ہوگیا ہے کہ حضرت مسیح رسول اللہ ہونے کی حالت میں نزول فرمائیں گے اور چالیس برس حضرت جبرائیل علیہ السلام ان پر نازل ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ یہی مضمون حدیثوں سے بھی نکلتا ہے اس کے جواب میں مَیں کہتا ہوں کہ اس قدر تو بالکل سچ ہے کہ اگر وہی مسیح رسول اللہ صاحب کتاب آجائیں گے جن پر جبرائیل نازل ہوا کرتا تھا تو وہ شریعت محمدیہ کے قوانین دریافت کرنے کے لئے ہرگز کسی کی شاگردی اختیار نہیں کریں گے بلکہ سُنّت اللہ کے موافق جبرائیل کی معرفت وحی الٰہی اُن پر نازل ہوگی
اور شریعت محمدیہ کے تمام قوانین اور احکام نئے سرے اور نئے لباس اور نئے پیرایہ اور نئی زبان ﴿۵۸۶﴾
میں اُن پر نازل ہوجائیں گے اور اس تازہ کتاب کے مقابل پر جو آسمان سے نازل ہوئی ہے قرآن کریم منسوخ ہوجائیگا۔ لیکن خدائے تعالیٰ ایسی ذلت اور رسوائی اِس اُمّت کے لئے اور ایسی ہتک اور کسرِ شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھے گا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرائیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹا دیوے حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ اور حدیثوں کے پڑھنے والوں نے یقیناً یہ بڑی بھاری غلطی کھائی ہے کہ صرف عیسیٰ یا ابن مریم کے لفظ کو دیکھ کر اس بات کو یقین کرلیا ہے کہ سچ مچ وہی ابن مریم آسمان سے نازل ہوجائے گا جو رسول اللہ تھا۔ اور اس طرف خیال نہیں کیا کہ اُس کا آنا گویا دین اسلام کا دنیا سے رخصت ہونا ہے یہ تو اجماعی عقیدہ ہوچکا۔ اور مسلم میں اس بارہ میں حدیث بھی ہے کہ مسیح نبی اللہ ہونے کی حالت میں آئے گا۔ اب اگر مثالی طور پر مسیح یا ابن مریم کے لفظ سے کوئی اُمتی
شخص مراد ہو جو محدثیت کا مرتبہ رکھتا ہو تو کوئی بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ محدث من وجہ ﴿۵۸۷﴾
نبی بھی ہوتا ہے مگر وہ ایسا نبی ہے جو نبوت محمدیہ کے چراغ سے روشنی حاصل کرتا ہے اور اپنی

دوم۔ قرآن شریف قطعی طور پر عیسیٰ ابن مریم کی موت ثابت و ظاہر کر چکا ہے صحیح بخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب سمجھی گئی ہے۔ اس میں فلما توفیتنی کے معنی وفات ہی لکھے ہیں۔ اسی وجہ سے امام بخاری اس آیت کو کتاب التفسیر میں لایا ہے۔

سوم۔ قرآن کریم کئی آیتوں میں بتصریح فرما چکا ہے کہ جو شخص مر گیا پھر وہ دنیا میں کبھی نہیں آئے گا۔ لیکن نبیوں کے ہمنام اس اُمت میں آئیں گے۔

چہارم۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پُرانا ہو۔ کیونکہ رسول کو علمِ دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔

پنجم۔ یہ کہ احادیث صحیحہ بصراحت بیان کر رہی ہیں کہ آنے والا مسیح ابن مریم اُمتیوں کے رنگ میں آئے گا۔ چنانچہ اس کو امتی کر کے بیان بھی کیا گیا ہے جیسا کہ حدیث امامکم منکم سے ظاہر ہے اور نہ صرف بیان کیا گیا بلکہ جو کچھ اطاعت اور پیروی اُمت پر لازم ہے وہ سب اس کے لازم حال ٹھہرائی گئی۔ ﴿۷۶۲﴾

ششم۔ یہ کہ بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے اصل مسیح ابن مریم کا اور حلیہ بتایا گیا ہے اور آنے والے مسیح ابن مریم کا اور حلیہ ظاہر کیا گیا ہے۔ اب ان قرائن ستّہ کے رو سے صریح اور صاف طور پر ثابت ہے کہ آنے والا مسیح ہرگز وہ مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ اس کا مثیل ہے اور اِس وقت اُس کے آنے کا وعدہ تھا کہ جب کروڑہا افراد مسلمانوں میں سے یہودیوں کے مثیل ہو جائیں گے تا خدائے تعالیٰ اس اُمت کی دونو قسموں کی استعدادیں ظاہر کرے نہ یہ کہ اس اُمت میں صرف یہودیوں کی نجس صورت قبول کرنے کی استعداد ہو اور مسیح بنی اسرائیل میں سے آوے۔ بلاشبہ ایسی صورت میں اس مقدس اور روحانی معلّم اور پاک نبی کی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

٤

ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر و مفتری پر بمقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کرکے دکھلادیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ میں تو نبوت کا مدعی ہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں" ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ اور اگر قرآنی الہامات سے کوئی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ فتویٰ کفر سید عبد القادر رضی اللہ عنہ پر لگانا چاہیئے کہ انہوں نے بھی قرآنی الہامات کا دعویٰ کیا ہے۔

غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔ اور مولوی غلام دستگیر صاحب مجھ کو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے کافر ٹھیراتے ہیں اور اپنے تئیں مومن قرار دیتے ہیں جو قرآن شریف کے بیان کے موافق ولی اللہ ہوتا ہے اور شیخ محمد حسین بطالوی کے فتویٰ میں ان تمام علماء نے مجھے اکفر قرار دیا ہے۔ یعنی یہ شخص کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بڑھ کر ہے۔ پھر جس حالت میں نجران کے نصاریٰ کو فوری عذاب کا وعدہ دیا گیا تھا تو مولوی صاحب جو عالم اسلام ہو کر بزعم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ایسے شخص کے لیے جو ان کی نظر میں اکفر ہے نجران کے نصاریٰ سے بھی جلد تر عذاب نازل ہونے کا وعدہ کریں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مباہلہ میں فریقین کی ہر یک فریق مقابل کے عذاب کے لیے درخواست ہوتی ہے۔ کیونکہ مباہلہ دوسرے لفظوں میں ملاعنہ ہے۔ یعنی کاذب کے لیے خواہ فریقین میں سے کوئی کاذب ہو عذاب کی درخواست۔ پس یہ مولوی صاحب موصوف کی کس قدر زبردستی ہے کہ اپنے عذاب کے اثر کی تو کوئی میعاد نہیں ٹھیراتے اور مجھ سے فوری عذاب مانگتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے الہام کے موافق ایک سال کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کے نزدیک یہ وعدہ خلاف سنت ہے تو کوئی ایسی صحیح حدیث پیش کریں جس سے سمجھا جائے کہ فوری عذاب مباہلہ کے لیے شرط ضروری ہے یعنی یہ کہ فوراً کاذب یا مکذب کے صدق کا اثر فریق ثانی پر ظاہر ہو۔ حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو کافر بنانے کا بہت

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 2 (پرانا ایڈیشن)

سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباھلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گذر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو منٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سو مَیں بھی اس بات پر ضد نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالےٰ بہت جلد اس تکفیر و تکذیب کی پاداشن میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصہ میں یہ عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتدا میں یا درمیان میں یا اخیر میں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لئے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر یک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے۔ کیونکہ لما حال الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لئے فوراً عذاب نازل ہونا شرط ہوتا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور مفتری پر بمقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کرکے دکھلا دیں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ " مَیں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں " ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 297

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v2.pdf

وما قلت للناس إلا ما كتبت في كتبي من أني محدَّث ويكلّمني الله كما يكلّم المحدَّثين. والله يعلم أنه أعطاني هذه المرتبة، فكيف أردّ ما أعطاني الله ورزقني من رزق.. أأعرضُ عن فيض ربّ العالمين وما كان لي أن أدّعي النبوة وأخرج من الإسلام وألحق بقوم كافرين. وها إنني لا أصدّق إلهامًا من إلهاماتي إلا بعد أن أعرضه على كتاب الله، وأعلم أنه كل ما يخالف القرآن فهو كذب وإلحاد وزندقة، فكيف أدّعي النبوة وأنا من المسلمين؟ وأحمد الله على أني ما وجدت إلهاما من إلهاماتي يخالف كتاب الله، بل وجدت كلها موافقا بكتاب رب العالمين.

ومن الناس من يقول إن باب الإلهام مسدودٌ على هذه الأمة، وما تدبّرَ في القرآن حق التدبر، وما لقي المُلهَمين. فاعلم أيها الرشيد أن هذا القول باطل بالبداهة، ويخالف الكتاب والسنة وشهادات الصالحين. أما كتاب الله.. فأنت تقرأ في القرآن الكريم آياتٍ تؤيد قولنا هذا، وقد أخبر الله تعالى في كتابه المحكم عن بعض رجال ونساء كلّمهم ربهم وخاطبهم وأمرهم ونهاهم، وما كانوا من الأنبياء ولا رسل رب العالمين. ألا تقرأ في القرآن وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي ۚ إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ[1]

فتدبَّرْ أيها المنصف العاقل كيف لا يجوز مكالماتُ الله ببعض رجال هذه الأمة التي هي خير الأمم وقد كلّم الله نساءَ قوم خلوا من قبلكم، وقد
{٨٠} أتاكم مثل الأولين فإن كان بعض الناس في شك من إلهامي، وكان لهم عجبٌ من أن يخاطب الله أحدا من هذه الأمّة ويكلّمه من غير أن يكون نبيًا.. فلِمَ لا يحكّمون القرآنَ فيما شجر بينهم؟ ولِمَ لا يردّون الأمر إلى الله ورسوله إن كانوا مؤمنين وقد قال الله تعالى: لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

۳

شائد دہلی میں ساٹھ یا ستّر ہزار کے قریب مسلمان ہوگا لیکن اُنمیں سے واللہ اعلم شاذ و نادر کوئی
ایسا فرد ہوگا جو اس عاجز کی نسبت گالیوں اور لعنتوں اور ٹھٹھوں کے کرنے یا سُننے میں شریک
نہ ہوا ہو یہ تمام ذخیرہ میاں صاحب کے ہی اعمالنامہ سے متعلق ہے جسکو اُنہوں نے اپنی زندگی
کے آخری دنوں میں اپنی عاقبت کے لئے اکٹھا کیا اُنہوں نے سچی گواہی پوشیدہ کرکے لاکھوں
دلوں میں جما دیا کہ درحقیقت یہ شخص کافر اور لعنت کے لائق اور دین اسلام سے خارج ہے
اور میں نے اُنہیں دنوں میں جبکہ میں دہلی میں مقیم تھا شہر میں تکفیر کا عام غوغا دیکھ کر ایک خاص
اشتہار میاں صاحب کو مخاطب کرکے شائع کیا اور چند خط بھی لکھے اور نہایت انکسار اور فروتنی سے
ظاہر کیا کہ میں کافر نہیں ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور اُن سب عقاید پر
ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت و الجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا
قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ
اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائک کا منکر بھی نہیں بخدا میں اُسیطرح ملائک کو
مانتا ہوں جیسا کہ شرع میں مانا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں لیلۃ القدر کا بھی انکاری نہیں بلکہ
میں اُس لیلۃ القدر پر ایمان رکھتا ہوں جسکی تصریح قرآن اور حدیثوں میں وارد ہو چکی ہے اور
یہ بھی ظاہر کردیا کہ میں وجود جبرائیل اور وحی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں انکاری نہیں اور نہ حشر
و نشر اور یوم البعث سے منکر ہوں اور نہ خام خیال نیچریوں کی طرح اپنے مولیٰ کی کامل عظمتوں اور
کامل قدرتوں اور اسکے نشانوں میں شک رکھتا ہوں اور نہ کسی استبعاد عقلی کیوجہ سے
معجزات کے ماننے سے مُنہ پھیرنیوالا ہوں اور کئی دفعہ میں نے عام جلسوں میں ظاہر کیا کہ
خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں پر میرا یقین ہے بلکہ میرے نزدیک قدرت کے غیر محدود ہونے
الوہیت کا ایک ضروری لازمہ ہے اگر خدا کو مان کر پھر کسی امر کے کرنے سے اسکو عاجز قرار
دیا جائے تو ایسا خدا خدا ہی نہیں اور اگر نعوذ باللہ وہ ایسا ہی ضعیف ہو تو اُس پر بھروسہ
کرنیوالے جیتے ہی مرگئے اور تمام امیدیں اُنکی خاک میں مل گئیں بلاشبہ کوئی بات اُس سے

آسمانی فیصلہ صفحہ 3

﴿۴۳﴾ ساٹھ یا ستر ہزار کے قریب مسلمان ہوگا لیکن ان میں سے واللہ اعلم شاذو نادر کوئی ایسا فرد ہوگا جو اس عاجز کی نسبت گالیوں اور لعنتوں اور ٹھٹھوں کے کرنے یا سننے میں شریک نہ ہوا ہو یہ تمام ذخیرہ میاں صاحب کے ہی اعمال نامہ سے متعلق ہے جس کو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں اپنی عاقبت کیلئے اکٹھا کیا انہوں نے سچی گواہی پوشیدہ کر کے لاکھوں دلوں میں جما دیا کہ درحقیقت یہ شخص کافر اور لعنت کے لائق اور دین اسلام سے خارج ہے اور میں نے انہیں دنوں میں جب کہ میں دہلی میں مقیم تھا شہر میں تکفیر کا عام غوغا دیکھ کر ایک خاص اشتہار انہیں میاں صاحب کو مخاطب کر کے شائع کیا اور چند خط بھی لکھے اور نہایت انکسار اور فروتنی سے ظاہر کیا کہ میں کافر نہیں ہوں۔ اور خدائے تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائک کا منکر بھی نہیں بخدا میں اسی طرح ملائک کو مانتا ہوں جیسا کہ شرع میں مانا گیا اور یہ بھی بیان کیا کہ میں لیلۃ القدر کا بھی انکاری نہیں بلکہ میں اس لیلۃ القدر پر ایمان رکھتا ہوں جس کی تصریح قرآن اور حدیثوں میں وارد ہو چکی ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ میں وجود جبرائیل اور وحی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں انکاری نہیں۔ اور نہ حشر و نشر اور یوم البعث سے منکر ہوں اور نہ خام خیال نیچریوں کی طرح اپنے مولیٰ کی کامل عظمتوں اور کامل قدرتوں اور اس کے نشانوں میں شک رکھتا ہوں اور نہ کسی استبعاد عقلی کی وجہ سے معجزات کے ماننے سے منہ پھیرنے والا ہوں اور کئی دفعہ میں نے عام جلسوں میں ظاہر کیا کہ خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرتوں پر میرا یقین ہے بلکہ میرے نزدیک قدرت کی غیر محدودیت الوہیت کا ایک ضروری لازمہ ہے اگر خدا کو مان کر پھر کسی امر کے کرنے سے اس کو عاجز قرار دیا جائے تو ایسا خدا خدا ہی نہیں اور اگر نعوذ باللہ وہ ایسا ہی ضعیف ہے تو اس پر بھروسہ کرنے والے جیتے ہی مر گئے اور تمام امیدیں ان کی خاک میں مل گئیں بلاشبہ کوئی بات اس سے انہونی نہیں ہاں وہ بات ایسی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی شان اور تقدس کو زیبا ہو اور اس کے صفات کاملہ اور اس کے مواعید صادقہ کے برخلاف نہ ہو۔ لیکن میاں صاحب نے باوجود میرے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-4.pdf

۲۱۴

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 214 (اولڈ ایڈیشن)

(۷۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ[1]

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابلِ توجہ

جمیع مسلمانانِ انصاف شعار و حضرات

علمائے نامدار

اے برادرانِ مومنین اے برادرانِ سکانِ دہلی و ہندوستان اس سرزمین!!! بعد سلام مسنون و دعائے درویشانہ آپ سب صاحبوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن چند ہفتے کے لیے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی و ملائک کا منکر، بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہٰذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اٰمنت باللّٰہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ والبعث بعد الموت و اٰمنت بکتاب اللّٰہ العظیم القراٰن الکریم۔ و اتبعت افضل رسل اللّٰہ و خاتم انبیاء اللّٰہ محمدن المصطفٰی و انا من المسلمین۔ و اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمدًا عبدہٗ و رسولہٗ۔ رب احینی مسلمًا و توفنی مسلمًا و احشرنی فی عبادک المسلمین و انت تعلم ما فی نفسی ولا یعلم غیرک و انت خیر الشاھدین۔ اس میری تحریر پر ہر ایک شخص

---

[1] الاعراف: ۹۰

۲۳۰

(۹۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر الفاتحین

ایک عاجز مسافر کا اشتہار قابل توجہ جمیع مسلمانان انصاف شعار و حضرات علمائے نامدار

اے اخوان مومنین اے برادران سکنائے دہلی و متوطنان ایں سرزمین !!! بعد سلام مسنون و دعائے درویشانہ آپ سب صاحبوں پر واضح ہو کہ اس وقت یہ حقیر غریب الوطن چند ہفتے کے لئے آپ کے اس شہر میں مقیم ہے اور اس عاجز نے سنا ہے کہ اس شہر کے بعض اکابر علماء میری نسبت یہ الزام مشہور کرتے ہیں کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ملائک کا منکر بہشت و دوزخ کا انکاری اور ایسا ہی وجود جبرائیل اور لیلۃ القدر اور معجزات اور معراج نبوی سے بکلی منکر ہے۔ لہذا میں اظہاراً للحق عام و خاص اور تمام بزرگوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء ہے۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائک اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہلسنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب

۲۳۱

اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اٰمنت باللّٰہ وملائکتہٖ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v1.pdf

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 230 تا 231 (جدید ایڈیشن)

۲۳۲

سے مجھ کو منکر عقاید اہل سنت کا قرار دے دیا۔ تب انھوں نے کہا کہ بہت اچھا۔ اگر فی الحقیقت یہی بات ہے تو مجھے ایک پرچہ پر یہ سب باتیں لکھ دیں۔ میں ابھی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اور نیز پبلک کو سنا دوں گا۔ اور ایک نقل اس کی علی گڑھ بھی لے جاؤں گا۔ تب میں نے مفصل طور پر اس بارے میں ایک پرچہ لکھ دیا جو بطور نوٹ درج ذیل ہے۔ اور خواجہ صاحب نے وہ تمام مضمون صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو بلند آواز سے سنایا اور تمام معزز حاضرین نے جو نزدیک تھے سن لیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی

واضح ہو کہ اختلافی مسئلہ جس پر میں بحث کرنا چاہتا ہوں صرف یہی ہے کہ یہ دعویٰ جو حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں میرے نزدیک ثابت نہیں ہے اور نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے ایک بھی آیت صریحۃ الدلالۃ اور قطعیۃ الدلالت اور ایک بھی حدیث صحیح مرفوع متصل نہیں مل سکتی جس سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہو سکے بلکہ جابجا قرآن کریم کی آیات صریحہ اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے وفات ہی ثابت ہوتی ہے۔ اور میں اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب حیات مسیح علیہ السلام کی آیات صریحۃ الدلالۃ اور قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت کر دیں تو میں دوسرے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے خود دست بردار ہو جاؤں گا اور مولوی صاحب کے سامنے توبہ کروں گا۔ بلکہ اس مضمون کی تمام کتابیں جلا دوں گا اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے۔ اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو اعتراض نکالے گئے ہیں، یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بدفہمی سے بعض کوتہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کے لیے عنقریب ایک مستقل رسالہ تصنیف کر کے شائع کروں گا۔ غرض میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔

پھر بعد اس کے خواجہ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ جب کہ ان عقاید میں درحقیقت کوئی نزاع نہیں۔ فریقین بالاتفاق مانتے ہیں تو پھر ان میں بحث کیا کر ہو سکتی ہے۔ بحث کے لائق وہ مسئلہ ہے جس میں فریقین اختلاف رکھتے ہیں یعنی وفات و حیات مسیح کا مسئلہ جس کے طے ہونے سے سارا فیصلہ ہو جاتا

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 232 (اول ایڈیشن)

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 255 (نیو ایڈیشن)

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v1.pdf

۲۵۵

اور قطعیۃ الدلالت اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت کر دیں تو میں دوسرے دعویٰ مسیح موعود ہونے سے خود دست بردار ہو جاؤں گا اور مولوی صاحب کے سامنے توبہ کروں گا۔ بلکہ اس مضمون کی تمام کتابیں جلا دوں گا اور دوسرے الزامات جو میرے پر لگائے جاتے ہیں کہ یہ شخص لیلۃ القدر کا منکر ہے اور معجزات کا انکاری اور معراج کا منکر اور نیز نبوت کا مدعی اور ختم نبوت سے انکاری ہے یہ سارے الزامات باطل اور دروغ محض ہیں۔ ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے۔ جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اور میری کتاب توضیح مرام اور ازالہ اوہام سے جو اعتراض نکالے گئے ہیں۔ یہ نکتہ چینوں کی سراسر غلطی ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی میں ملائکہ اور معجزات اور لیلۃ القدر وغیرہ کا قائل ہوں اور یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ جو کچھ بدفہمی سے بعض کوتہ فہم لوگوں نے سمجھ لیا ہے ان اوہام کے ازالہ کے لئے عنقریب ایک مستقل رسالہ تالیف کر کے شایع کروں گا۔ غرض میری نسبت جو بجز میرے دعویٰ وفات مسیح اور مثیل مسیح ہونے کے اور اعتراض تراشے گئے ہیں وہ سب غلط اور ہیچ اور صرف غلط فہمی کی وجہ سے کئے گئے ہیں۔

پھر بعد اس کے خواجہ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ جب کہ ان عقاید میں درحقیقت کوئی نزاع نہیں۔ فریقین بالاتفاق مانتے ہیں تو پھر ان میں بحث کیونکر ہو سکتی ہے۔ بحث کے لایق وہ مسئلہ ہے جس میں فریقین اختلاف رکھتے ہیں۔ یعنی وفات و حیات مسیح کا مسئلہ جس کے طے ہونے سے سارا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بصورت ثبوت حیات مسیح مسیح موعود ہونے کا دعویٰ سب ساتھ ہی باطل ہوتا ہے۔ اور یہ بھی بار بار اس عاجز کا نام لے کر کہا کہ انہوں نے خود وعدہ کر لیا ہے کہ اگر نصوص بیّنہ قطعیہ قرآن و

﴿۴۵﴾

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

(رسالہ دعوت قوم)

اشتہار مباہلہ

بغرض دعوت ان مسلمان مولویوں کے جو اس عاجز کو کافر اور کذّاب اور مفتری اور دجّال اور جہنمی قرار دیتے ہیں

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَبَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہے

چونکہ علماء پنجاب اور ہندوستان کی طرف سے فتنہ تکفیر و تکذیب حد سے زیادہ گزر گیا ہے اور نہ فقط علماء بلکہ فقرا اور سجادہ نشین بھی اس عاجز کے کافر اور کاذب ٹھہرانے میں مولویوں کی ہاں میں ہاں ملا رہے ہیں۔ اور ایسا ہی ان مولویوں کے اغوا سے ہزارہا ایسے لوگ پائے جاتے ہیں کہ وہ ہمیں نصاریٰ اور یہود اور ہنود سے بھی اکفر سمجھتے ہیں۔ اگرچہ اس تمام فتنہ تکفیر کا بوجھ نذیر حسین دہلوی کی گردن پر ہے مگر تاہم دوسرے مولویوں کا یہ گناہ ہے کہ انہوں نے اس نازک امر تکفیر مسلمانوں میں اپنی عقل اور اپنی تفتیش سے کام نہیں لیا۔ بلکہ نذیر حسین کے دجالانہ فتویٰ کو دیکھ کر جو محمد حسین بٹالوی نے طیار کیا تھا بغیر تحقیق اور تنقیح کے اس پر ایمان لے آئے۔ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں کہ اس نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادت مند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افترا ہے کہ ہماری طرف یہ بات منسوب کرتے ہیں کہ گویا ہمیں معجزات انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے یا ہم خود دعویٰ نبوت کرتے ہیں یا نعوذ باللہ حضرت سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء نہیں سمجھتے یا ملائک سے انکاری یا حشر و نشر وغیرہ اصول عقائد اسلام سے منکر ہیں۔ یا صوم و صلوٰۃ وغیرہ ارکان اسلام کو نظر استخفاف سے دیکھتے یا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ گواہ ہے کہ ہم ان سب باتوں کے قائل ہیں۔ اور ان عقائد اور ان اعمال کے منکر کو ملعون اور خَسِرَ الدُّنۡیَا وَ الۡاٰخِرَۃَ یقین رکھتے ہیں۔

اگر ہمیں ہمارے دعویٰ کے موافق قبول کرنے کے لئے یہی مابہ النزاع ہے تو ہم بلند آواز سے بار بار سناتے ہیں کہ ہمارے یہی عقائد ہیں جو ہم بیان کر چکے ہیں۔ ہاں ایک بات ضرور ہے جس کے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۱۸۲﴾ کر دینا۔ میرے باپ کا نام لقمان ہے۔ سلطان محمود غلطی سے لکھایا تھا۔ سلطان محمود کے ساتھ شادی مکرر میری ماں نے کی تھی۔ پہلے غلطی سے لکھایا ہے کہ لقمان سے شادی ہوئی تھی۔ سلطان محمود کی ایک لڑکی ہے۔ لقمان کا اور بیٹا ہے جو میرا بھائی ہے۔ ہم تین بھائی ہیں۔ میں نے بپتسمہ کبھی نہیں لیا متلاشی رہا تھا۔ مالاکنڈ میں فوج کے ساتھ نہیں گیا تھا۔ بوجہ کام نہ ہوسکنے کے مجھے برخاست کیا گیا تھا۔ جب واپس مالاکنڈ سے آیا متلاشی نہ تھا۔ محمدی تھا۔ دو سال کے قریب اس بات کو ہوئے ہیں۔ قادیان آنے سے پہلے سلطان محمود مجھ سے ناراض ہوا تھا۔

بقیہ حاشیہ

﴿۱۸۲﴾ اسی امت میں سے ہوگا۔ اور اسی طرح صحیح مسلم میں فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ لکھا تھا یعنی مسیح تم میں سے ایک امتی آدمی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا۔ کیا یہ باتیں تسلی پانے کے لئے کافی نہ تھیں؟ کیا یہ امر تسلی بخش نہ تھا کہ قرآن نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فوت ہوجانا بیان فرمایا؟ حدیثوں میں ان کی عمر ایک سو بیس برس لکھ کر یہ اشارہ فرمایا کہ وہ ۱۲۰ عیسوی میں ضرور فوت ہوگئے ہیں۔ توفّی کے معنے مارنا بیان فرمایا گیا اور آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ [1] نے صاف طور پر خبر دے دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے اور وہ جھگڑا جو اس سے پہلے ہو چکا ہے جو یہود اور حضرت عیسیٰ میں ایلیا نبی کے نزول کے بارے میں تھا کوئی ایسا مسلمان نہیں کہ اس میں یہود کو سچا قرار دے۔ سو دنیا میں دوبارہ آنے کے معنے جو ایک نبی نے کئے وہی معنے ہم حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں کرتے ہیں۔ مگر ہمارے مخالف مولوی جو معنے کرتے ہیں ان کے پاس ان معنوں کی کوئی سند موجود نہیں۔

اب سوچنا چاہئے کہ ہم تو اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جس کی پہلی کتابوں میں نظیر موجود ہے اور جس کا قرآن مصدق ہے۔ اور ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ کے نزول کے بارے میں اس عقیدہ کو پیش کرتے ہیں جس کی تمام انبیاء کے سلسلہ میں کوئی نظیر موجود نہیں اور قرآن اس کا مکذب ہے۔ پھر ہمارے مخالف جبکہ اس بحث میں عاجز آجاتے ہیں تو افترا کے طور پر ہم پر یہ تہمت لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے **نبوت** کا دعویٰ کیا ہے اور گویا ہم معجزات اور فرشتوں کے منکر ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام افترا ہیں۔ ہمارا ایمان ہے

[1] المائدۃ : ۱۱۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

فخُذْها منی ولا تخفْ إلا اللهَ، وادعُ اللهَ أن تكون من العارفين. هذا ما قلنا في بعض
كتبنا استنباطًا من الأحاديث النبوية والقرآن الكريم، وما قال بعض السلف فهو أكبر
من هذا، ألا ترى إلى قول ابن سيرين أنه ذُكر المهدى عنده وسئل عنه هل هو أفضل
من أبي بكر فقال ما أبو بكر هو أفضلُ من بعض النبيّين!

هذا ما كتب صاحب "فتح البيان" صدّيق حسن في كتابه "الحُجَج"، ومثله
أقوال أخرى ولكنا نتركها خوفا من الإطناب وعليك أن تدقّق النظر بالإنصاف
الكامل ليتضح لك الحق الحقيق وتكون من الفائزين. وقد بيّنت لك كُلّ ما هو ﴿٨٣﴾
كلمة الكفر في أعين المستعجلين، فانظر.. أين هذا وأين ادعاء النبوة؟ فلا تظن يا
أخي أني قلت كلمة فيه رائحةُ ادّعاء النبوة كما فهِم المتهوّرون في إيماني وعِرضي،
بل كُلّ ما قُلت إنما قلتها تَبيينًا لمعارف القرآن ودقائقه، وإنما الأعمال بالنّيات
ومعاذَ اللّٰه أن أدّعي النبوة بعدما جعل اللّٰه نبيّنا وسيدنا محمدًا المصطفٰى صلى اللّٰه
عليه وسلم خاتم النبيّين.

ومن اعتراضاتهم أنهم قالوا إن المسيح الموعود لا يأتي إلا عند قُرب القيامة
وظهور أماراتها الكبرىٰ.. يعني ظهور يأجوج ومأجوج، ودابّة الأرض، والدجّال
الذي تسير معه الجنة والنار، وطلوع الشمس من مغربها، وما ظهر شيء من هذه
العلامات.. فمن أين جاء المسيح الموعود مع عدم مجيء آيات أخرى؟ وكيف
يطمئن القلب على هذا وكيف يحصل الثلج واليقين؟

أما الجواب فاعلم أن هذه الأنباء قد تمّتْ كلها، ووقعت كما كان في الآثار
المنتقاة المدوّنة عن الثقات، ولكن الناس ما عرفوها وكانوا غافلين.

والكلام المفصّل في ذلك أن أمارات القيامة علىٰ قسمين: الأمارات الصغرىٰ،

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-6.pdf

﴿۶۷﴾
سے انکار کر دیا پھر اس سے بھی عجب طرح کا ایک اور مقام دیکھئے کہ جب مسیح صلیب پر کھینچے گئے تو تب یہودیوں نے کہا کہ اُس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب سے اُتر آوے تو ہم اس پر ایمان لاویں گے اب ذرا نظر غور سے اس آیت کو سوچیں کہ یہودیوں نے صاف عہد اور اقرار کر لیا تھا کہ اب صلیب سے اُتر آوے تو وہ ایمان لاوینگے لیکن حضرت مسیح اُتر نہیں سکے ان تمام مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ نشان دکھلانا اقتداری طور پر انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ ایک اور مقام میں حضرت مسیح فرماتے ہیں یعنی متی ب ۱۲۔ آیت ۳۸ کہ اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھلایا نہ جائیگا اب دیکھئے کہ اِس جگہ حضرت مسیح نے اُنکی درخواست کو منظور نہیں کیا بلکہ وہ بات پیش کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُنکو معلوم تھی اسی طرح مَیں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھ کو معلوم ہے میرا دعویٰ نہ خدائی کا اور نہ اقتدار کا اور میں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پَیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کے رُو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں ۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا بلکہ ہمارے مذہب کی رُو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ رسولؐ کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں تو پھر مَیں دعوتِ حق کی غرض سے دوبارہ اتمام حُجّت کرتا ہوں کہ یہ حقیقی نجات اور حقیقی نجات کے برکات اور ثمرات صرف اُنھیں لوگوں میں موجود ہیں جو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی کرنے والے اور قرآنِ کریم کے احکام کے سچے تابعدار ہیں اور میرا دعویٰ قرآن کریم کے مطابق صرف اِتنا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسائی صاحب اس نجات حقیقی کے منکر ہوں جو قرآن کریم

15۔ حقیقی و تشریعی نبوت کا اقرار/انکار

قول:

ایک دلیل ہے اور خدا تعالیٰ کے قول کی تصدیق تبھی ہوتی ہے کہ جھوٹا دعویٰ کرنے والا ہلاک ہو جائے ورنہ یہ قول منکر پر کچھ حجت نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے لئے بطور دلیل ٹھہر سکتا ہے بلکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیئیس ۲۳ برس تک ہلاک نہ ہونا اس وجہ سے نہیں کہ وہ صادق ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ خدا پر افترا کرنا ایسا گناہ نہیں ہے جس سے خدا اسی دنیا میں کسی کو ہلاک کرے کیونکہ اگر یہ کوئی گناہ ہوتا اور سنت اللہ اس پر جاری ہوتی کہ مفتری کو اسی دنیا میں سزا دینا چاہئے تو اس کے لئے نظیریں ہونی چاہئے تھیں۔ اور تم قبول کرتے ہو کہ اس کی ۶ کوئی نظیر نہیں بلکہ بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں کہ لوگوں نے تیئیس ۲۳ برس تک بلکہ اس سے زیادہ خدا پر افترا کئے اور ہلاک نہ ہوئے۔ تو اب بتلاؤ کہ اس اعتراض کا کیا جواب ہوگا؟ اور اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری۔ تو اول تو یہ دعویٰ بے دلیل ہے۔ خدا نے افترا کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔☆ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین

☆ چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم ۔ یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے بنا۔ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۸ ۲۱۰ ایک غلطی کا ازالہ

ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنی ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لئے شارع ہونا شرط نہیں ہے یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کر دوں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے **مسیح موعود** بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ ﴿۴﴾
میرے لئے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لئے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا اس لئے جن کے دلوں پر پردے ہیں وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کرے گا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید ان کے ساتھ نہیں۔ اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

16۔ آنے والے مسیح کی نبوت کا اقرار/انکار

قول:

روحانی خزائن جلد۲۲ ۳۱ حقیقۃ الوحی

لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ ﴿۲۹﴾
حقیقت جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔☆
اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا
ہے اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی مگر کیا
مریم کا بیٹا اُمتی ہوسکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ ط وَاِنْ
تَوَلَّوا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ
اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اور ہزار کوشش کی جائے اور
تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا
نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف
بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ
عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب
پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی
عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی
مُہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا۔

☆ حاشیہ: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے تا اس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ جب اُن کی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہوکر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۳۰﴾ اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقامِ نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اس کی عملی حالتیں شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہوں گی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا☆۔ بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمّتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے۔ کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمّتی بنایا جائے گا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلائے گا۔ یہ طریق عزتِ اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اسی اُمّت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اس اُمّت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس اُمّت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائے گا ایسا ہی اسی اُمّت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسیٰ اور مسیح موعود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان سے اُتارا جائے اور اس کی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمّتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اُن کی اُمّت نے اُن کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ کا کیا قصور ہے۔

حاشیہ ☆ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ[1] پھر بعد ان کے اُمّت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمّت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[1] اٰل عمران:۱۴۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

رکھا جائے یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے وَمَنِ ادَّعٰی فَقَدْ کَفَرَ۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین پر ہے لیکن اگر کوئی شخص اُسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہوگیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ **محمد** ہے گو ظلی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر **محمد** اور **احمد** رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمدؐ خاتم النبیین ہی رہا کیونکہ یہ محمد ثانی اُسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مُہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1] ☆ سو یاد رکھنا چاہیے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیے تو میں کہتا ہوں تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے اور نبی

☆ یہ ضرور یاد رکھو کہ اس اُمت کیلئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے۔ لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ [2] سے ظاہر ہے پس مصفّٰی غیب پانے کیلئے نبی ہونا ضروری ہوا اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ اُمت محروم نہیں اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کیلئے محض بروز اور ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبر۔ منہ

[1] الفاتحۃ: ۶ [2] الجن: ۲۷، ۲۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

کے مقتضی ہیں اور **عذاب** رسول کے **وجود** کا مقتضی ہے اور وہی رسول **مسیح موعود** ہے۔ پس تعجب ہے اُس قوم سے جو کہتی ہے کہ مسیح موعود کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ علاوہ اس کے قرآن شریف کی یہ آیت بھی کہ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ [1] یہی چاہتی ہے کہ اس اُمت کے لئے چودھویں[14] صدی میں **مثیل عیسیٰ** ظاہر ہو جیسا کہ **حضرت** عیسیٰ حضرت موسیٰ سے چودھویں صدی میں ظاہر ہوئے تھے تا دونوں مثیلوں کے اول و آخر میں مشابہت ہو اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا [2] یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کریں گے یا اُس پر شدید **عذاب** نازل نہ کریں گے یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت **عذاب نازل** ہوگا اور دوسری طرف یہ فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا [3] پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک **رسول کا مبعوث** ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔

اور یہی پیشگوئی سورۂ فاتحہ میں بھی موجود ہے کیونکہ سورہ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کا نام الضَّآلِّیْن رکھا ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ دنیا کے صدہا فرقوں میں ضلالت موجود ہے مگر عیسائیوں کی ضلالت کمال تک پہنچ جائے گی گویا دنیا میں فرقہ ضالہ وہی ہے اور جب کسی قوم کی ضلالت کمال تک پہنچتی ہے اور وہ اپنے گناہوں سے باز نہیں آتی تو سنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ ان پر **عذاب** نازل ہوتا ہے پس اس سے بھی مسیح موعود کا آنا ضروری ٹھہرتا ہے یعنی بموجب آیت وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا۔ ﴿۶۶﴾

اور یہ عجیب **بات** ہے کہ جیسا کہ احادیث نبویہ میں مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی ایک رجل فارسی کی نسبت پیشگوئی ہے کہ وہ آخری زمانہ میں ضائع شدہ ایمان کو پھر بحال کرے گا جیسا کہ لکھا ہے۔ **لو کان الایمان معلقًا بالثریا لناله رجل من فارس** یعنی اگر ایمان ثریا پر چلا جاتا تب بھی ایک رجل فارسی اس کو واپس لے آتا۔ اب ظاہر ہے کہ رجل فارسی کو اس حدیث میں اس قدر فضیلت دی گئی ہے اور اس قدر کار نمایاں کام اس کا دکھلایا گیا ہے کہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ رجل فارسی مسیح موعود سے **افضل** ہے کیونکہ مسیح موعود بقول مخالفوں

[1] النور: ۵۶ [2] بنی اسرآئیل: ۵۹ [3] بنی اسرآئیل: ۱۶

تضاد:

جو اس کے رسول کی نہیں کی گئیں۔ اور وہ عظمت اس کو دی جائے جو اس کے رسول کو نہیں دی گئی۔

اور اگر یہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُمتی کر کے کہاں پکارا گیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ صحیح بخاری کی وہ حدیث دیکھو جس میں اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ موجود ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ منکم کے خطاب کے مخاطب اُمتی لوگ ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے دنیا کے اخیر تک ہوتے رہیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ جب مخاطب صرف اُمتی لوگ ہیں اور یہ اُمتیوں کو خوشخبری دی گئی کہ ابن مریم جو آنیوالا ہے وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تم میں سے ہی پیدا ہوگا تو دوسرے لفظوں میں اس فقرے کے یہی معنے ہوئے کہ وہ ابن مریم جو آنے والا ہے
کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ فقط اُمتی لوگوں میں سے ایک شخص ہوگا۔ ﴿۲۹۲﴾

اب سوچنا چاہئے کہ اس سے بڑھ کر اس بات کے لئے اور کیا قرینہ ہوگا کہ ابن مریم سے اس جگہ وہ نبی مراد نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی کیونکہ نبوت ایک عطاء غیر مجذوذ ہے اور نبی کا اس عطا سے محروم و بے نصیب کیا جانا ہرگز جائز نہیں اور اگر فرض کر لیں کہ وہ نبی ہونے کی حالت میں ہی آئیں گے اور بحیثیت نبوت نزول فرمائیں گے تو ختم نبوت اس کا مانع ہے۔ سو یہ قرینہ ایک بڑا بھاری قرینہ ہے بشرطیکہ کسی کے دل و دماغ میں خداداد تقویٰ و فہم موجود ہو۔

میرے دوست مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اپنے ایک خط میں مجھے لکھتے ہیں کہ اگر آپ کا مثیل موعود ہونا مان لیا جائے تو پھر بخاری و مسلم و دیگر صحاح نکمی و بے کار ہو جائیں گی اور ایک سخت تفرقہ اُمہات مسائل دین میں پڑے گا۔ سو اوّل میں ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ میرے دوست وہی مولوی صاحب ہیں کہ جو اپنے اشاعۃ السنۃ نمبر ۷ جلد ساتویں میں امکانی طور پر اس
عاجز کا مثیل مسیح اور پھر موعود بھی ہونا تسلیم کر چکے ہیں۔ کیونکہ براہین احمدیہ میں جس کا مولوی ﴿۲۹۳﴾
صاحب نے ریویو لکھا ہے ان دونوں دعووں کا ذکر ہے یعنی اس عاجز نے براہین میں صاف اور صریح طور پر لکھا ہے کہ یہ عاجز مثیل مسیح ہے اور نیز موعود بھی ہے۔ جس کے آنے کا وعدہ قرآن شریف اور حدیث میں روحانی طور پر دیا گیا ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

کے کس قسم کے ایمان ہیں کہ نہ قرآن کریم کا فیصلہ ان کی نظر میں کچھ چیز ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ نہ صحابہ کی تفسیر۔ یہ کیسا زمانہ آ گیا کہ مولوی کہلا کر اللہ رسول کو چھوڑتے جاتے ہیں۔ اور اگر بہت تنگ کیا جائے اور کہا جائے کہ جس حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توفی کے معنے مارنا کر دیئے ہیں تو پھر کیوں آپ لوگ قبول نہیں کرتے تو آخری جواب ان حضرات کا یہ ہے کہ حضرت مسیح کی زندگی پر اجماع ہو چکا ہے پھر ہم کیونکر قبول کر لیں مگر یہ عذر بھی بدتر از گناہ اور نہایت مکروہ چالاکی اور بے ادبی ہے۔ کیونکہ جس اجماع میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل نہیں ہیں بلکہ اس کے صریح مخالف ہیں وہ اجماع کے ساتھ اور کیا حقیقت رکھتا ہے۔ ماسوا اس کے اجماع «۱۷»
کا دعویٰ بھی سراسر جھوٹ اور افترا ہے۔ دیکھو کتاب مجمع بحار الانوار جلد اول صفحہ ۲۸۶ جو اس میں حَکَمًا کے لفظ کی شرح میں لکھا ہے **ینزل (ای ینزل عیسٰی) حکمًا ای حاکما بھذہ الشریعۃ لا نبیًا والاکثر انّ عیسٰی لم یمت وقال مالک مات وھو ابن ثلٰث وثلٰثین سنۃ** یعنی عیسیٰ ایسی حالت میں نازل ہو گا جو اس شریعت کے مطابق حکم کرے گا نہ نبی ہو کر۔ اور اکثر کا یہ قول ہے کہ عیسیٰ نہیں مرا۔ اور امام مالک نے کہا ہے کہ عیسیٰ مر گیا اور وہ تینتیس ۳۳ برس کا تھا جب فوت ہوا۔ اب دیکھو کہ امام مالکؒ کس شان اور مرتبہ کا امام اور خیر القرون کے زمانہ کا اور کروڑہا آدمی ان کے پیرو ہیں۔ جب انہیں کا یہ مذہب ہوا تو گویا یہ کہنا چاہیئے کہ کروڑہا عالم فاضل اور متقی اور اہل ولایت جو سچے پیرو حضرت امام صاحب کے تھے ان کا یہی مذہب تھا کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں کیونکہ ممکن نہیں کہ سچا پیرو اپنے امام کی مخالفت کرے خاص کر ایسے امر میں جو نہ صرف امام کا قول بلکہ خدا کا قول رسول کا قول صحابہ کا قول تابعین کا تبع تابعین کا قول ہے۔ اب ذرہ شرم کرنا چاہیئے کہ جب ایسا عظیم الشان امام جو تمام ائمہ حدیث سے پہلے ظہور پذیر ہوا اور تمام احادیث نبویہ پر گویا ایک دائرہ کی طرح محیط تھا جب اسی کا یہ مذہب ہو تو کس قدر حیا کے برخلاف ہے کہ ایسے مسئلہ میں اجماع کا نام لیں افسوس کہ حضرات مولوی صاحبان عوام کو دھوکہ تو دیتے ہیں مگر بولنے کے وقت یہ خیال نہیں کرتے کہ دنیا تمام اندھی نہیں کتابوں کو دیکھنے والے اور خیانتوں کو ثابت کرنے والے بھی تو اسی قوم میں موجود ہیں۔ یہ نام کے مولوی جب دیکھتے ہیں کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

مسیح اوّل اور مسیح ثانی میں مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے صرف یہی نہیں فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا اور شریعت قرآنی کے موافق عمل کرے گا اور مسلمانوں کی طرح صوم وصلوٰۃ وغیرہ احکام فرقانی کا پابند ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور ان کا امام ہوگا اور کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ یہ بھی ظاہر فرمایا ہے کہ مسیح اوّل اور مسیح ثانی کے حلیہ میں بھی فرق بیّن ہوگا۔ چنانچہ مسیح اوّل کا حلیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات میں نظر آیا وہ یہ ہے کہ درمیانہ قد اور سرخ رنگ اور گھنگر والے بال اور سینہ کشادہ ہے دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۴۸۹ لیکن اسی کتاب میں مسیح ثانی کا حلیہ جناب ممدوح نے یہ فرمایا ہے کہ وہ گندم گوں ہے اور اس کے بال گھنگر والے نہیں ہیں اور کانوں تک لٹکتے ہیں .اب ہم سوچتے ہیں کہ کیا یہ دونوں ممیز علامتیں جو مسیح اول اور ثانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و

«۱۷» سلم نے بیان فرمائی ہیں کافی طور پر یقین نہیں دلاتیں کہ مسیح اول اور ہے اور مسیح ثانی اور ان دونوں کو ابن مریم کے نام سے پکارنا ایک لطیف استعارہ ہے جو باعتبار مشابہت طبع اور روحانی خاصیت کے استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اندرونی خاصیت کی مشابہت کی رو سے دو نیک آدمی ایک ہی نام کے مستحق ہو سکتے ہیں اور ایسا ہی دو بد آدمی بھی ایک ہی بد مادہ میں شریک مساوی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے قائم مقام کہلا سکتے ہیں مسلمان لوگ جو اپنے بچوں کے نام احمد اور موسیٰ اور عیسیٰ اور سلیمان اور داؤد وغیرہ رکھتے ہیں تو درحقیقت اسی تفاول کا خیال انہیں ہوتا ہے جس سے نیک فال کے طور پر یہ ارادہ کیا جاتا ہے کہ یہ بچے بھی ان بزرگوں کی روحانی شکل اور خاصیت ایسی اتم اور اکمل طور سے پیدا کرلیں کہ گویا انہی کا روپ ہوجائیں۔

اِس جگہ اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیئے کیونکہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اوّل جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان

«۱۸» ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے

المسيح الموعود مجددًا على رأس المائة عند غلبة النصارى على ظهر
الأرض ويخرج فى أرض أفسدوها وجعلوا مسلمى أهلها متنصّرين فيكسر «۲۷»
صليبهم ويقتل خنازيرهم ويُدخل السعادة فى الباقين. وإن حاکَ فى صدرک
شيء من لفظ نزولٍ عند منارة دمشق فقد أثبتنا أن النزول من السماء محال
باطل لا يصدّقه الفرقان بل يكذّبه بقول مبين.

فإن كنت تؤمن بالفرقان وتؤثره على غيره فآمِنْ بوفاة المسيح وعدم
نزوله من السماء كما تقرأ فى كلام رب العالمين. والعجب أن لفظ النزول
من السماء لا يوجد فى حديثٍ وإن هو إلا فِرْية المفترين. والأحاديث كلها قد
اتفقت على أن المسيح الموعود من هذه الأمة فإن النبوة قد خُتِمَت وإن
رسولنا خاتم النبيين.

والنزول فى الحديث بمعنى نزول المسافر من مكان إلى مكان فإن
النَزيل هو المسافر فلو سلم صحة الحديث فيثبت أن المسيح الموعود أو أحدً
من خلفائه يسافر من أرض وينزل بدمشق فى وقتٍ من الأوقات فلم يكون
الناس على لفظ دمشق؟ بل يثبت من لفظ النزول عند منارة دمشق أن وطن
المسيح الموعود الذى يخرج فيه هو مُلکٌ آخر وإنما ينزل بدمشق بطريق
المسافرين. هذا إذا سلّمنا الحديث بألفاظه وفيه كلام لأن الأحاديث من
الظنيات إلا الحصة التى ثبتت من تعامل المؤمنين.

ولو كانت الآثار المدونة فى البخارى وغيره من اليقينيات
كالقرآن الكريم للزم مِن إنكارها الكفرُ كلزوم الكفر من إنكار آيات القرآن
كما لا يخفى على الماهرين فى الشرع المتين. فحينئذٍ يلزم أن يكون
المسلمون كلهم كافرين ويلزم أن لا ينجو من ورطة الكفر أحد من أكابر
المسلمين وأصاغرهم بل من الأئمة السابقين المتقدمين؛ لأن ترک

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

ثابت نہ ہوسکا کہ جسم آسمان پر چلا گیا۔ کیا جو لوگ رات کو یا دن کو سوتے ہیں تو اُن کا جسم آسمان
پر چلا جایا کرتا ہے۔ سونے کی حالت میں جیسا کہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں صرف تھوڑی
«۵۴۳» مدّت تک روح قبض کر لی جاتی ہے جسم کے اٹھائے جانے سے اس کو علاقہ ہی کیا ہے۔ ابھی
میں بیان کر چکا ہوں کہ نصوص ظاہرہ متواترہ صریحہ قرآن کریم نے توفّی کے لفظ کو صرف روح
تک محدود رکھا ہے یعنی روح کو اپنے قبضہ میں کر لینا اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔ اور جبکہ یہ حال
ہے تو پھر توفّی کے لفظ سے یہ نکالنا کہ گویا خدائے تعالیٰ نے نہ صرف مسیح ابن مریم کی روح کو
اپنی طرف اٹھایا بلکہ اس کے جسم عنصری کو بھی ساتھ ہی اٹھا لیا۔ یہ کیسا سخت جہالت سے بھرا ہوا
خیال ہے جو صریح اور بدیہی طور پر نصوص بیّنہ قرآن کریم کے مخالف ہے۔ قرآن کریم نے نہ
ایک بار نہ دو بار بلکہ پچیس بار فرما دیا کہ توفّی کے لفظ سے صرف قبض روح مراد ہے جسم سے
کچھ غرض نہیں۔ پھر اگر اب بھی کوئی نہ مانے تو اس کو قرآن کریم سے کیا غرض۔ اس کو تو صاف
یہ کہنا چاہیئے کہ میں اپنے چند موہومی بزرگوں کی لکیر کو کسی حالت میں چھوڑنا نہیں چاہتا۔

پھر قرآن کریم کے بعد حدیثوں کا مرتبہ ہے سو تقریباً تمام حدیثیں تصریح کے ساتھ
قرآن کریم کے بیان کے موافق ہیں اور ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ وہی
«۵۴۴» مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جس کو قرآن شریف مار چکا ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی پھر
دنیا میں آئے گا۔ ہاں بار بار لکھا ہے کہ ان اسرائیلی نبیوں کے ہم نام آئیں گے۔ سچ ہے کہ
حدیثوں میں درج ہے کہ ابن مریم آئے گا لیکن انہیں حدیثوں نے حلیہ میں اختلاف ڈال
کر اور آنے والے ابن مریم کو اُمتی ٹھہرا کر صاف بتلا دیا ہے کہ یہ ابن مریم اَور ہے۔
اور پھر اگر اس قسم کی حدیثوں کی تشریح کے لئے جو متنازعہ فیہ ہیں دوسری حدیثوں سے مدد
لینا چاہیں تو پھر کوئی ایسی حدیث نہیں ملتی جس سے یہ ثابت ہو کہ گذشتہ نبیوں میں سے کبھی
کوئی نبی بھی دنیا میں آئے گا۔ ہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ اُن کے مثیل آئیں گے اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

اب آخری زمانہ میں اس نے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اُس کی مُشکلیں کھولی گئی ہیں تا جو حملے کرنا اُس کی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ دجّال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے☆۔ اور بعض حضرت عیسیٰ کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل ہیں اور بعض صُوفیوں کا قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اُمّتی انسان ہے کہ جو اِسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ اب ذرا غور کر کے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے میں کس قدر اس اُمّت میں اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[1] ہر ایک اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعویٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعاً چاہتے ہیں کہ اُن کے تصفیہ کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سُنّت اللہ ہے۔ جب یہودیوں میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے تو اُن کے لئے حضرت عیسیٰ حَکَم بن کر آئے۔ اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو اُن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔ «۴۳»

اب اِس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی۔ ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُمّتِ محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اِس لئے بموجب سُنّت اللہ کے ضروری تھا کہ

☆ اِس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا۔ پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اِس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اس کی طاقت بڑھتی گئی یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا اسی بھوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سُورۃ فاتحہ کے اخیر میں وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی دُعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

[1] الروم:۳۳

17۔ مرزا قادیانی کے علاوہ مسیح کی آمد کا اقرار/انکار

قول:

روحانی خزائن جلد۳ ۔۔۔ ۱۹۷ ۔۔۔ ازالۂ اوہام حصہ اول

لازم ہے کیونکہ جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں وہ بغیر بُلائے نہیں بولتے اور بغیر سمجھائے نہیں سمجھتے اور بغیر فرمائے کوئی دعویٰ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے کسی قسم کی دلیری نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تک خدائے تعالیٰ کی طرف سے بعض عبادات کے ادا کرنے کے بارہ میں وحی نازل نہیں ہوتی تھی تب تک اہل کتاب کی سُنن دینیہ پر قدم مارنا بہتر جانتے تھے اور بروقت نزول وحی اور دریافت اصل حقیقت کے اس کو چھوڑ دیتے تھے سو اسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے براہین میں کوئی بحث نہیں کی گئی تھی اب جو خدائے تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو عام طور پر
﴿۱۹۹﴾ اس کا اعلان ازبس ضروری تھا لیکن مجھے اگر کچھ افسوس ہے تو اس زمانہ کے اُن مولوی صاحبان پر ہے کہ جنہوں نے قبل اس کے جو میری تحریر پر غور اور خوض کی نگاہ کریں ردّ لکھنے شروع کر دئے ہیں مصنّفین اور محققین خوب سمجھتے ہیں کہ جس قدر حال کے بعض مولوی صاحبوں نے مجھے اپنی دیرینہ رائے کا مخالف ٹھہرایا ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ درحقیقت اتنی بڑی مخالفت نہیں ہے جس پر اتنا شور مچایا گیا میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دُوسرے کی انتظار بے سُود ہے اور یہ بھی ظاہر رہے کہ یہ کچھ میرا ہی خیال نہیں کہ مثیل مسیح بہت ہو سکتے ہیں بلکہ احادیث نبویہ کا بھی یہی منشاء پایا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا کے اخیر تک قریب تیس کے دجّال پیدا ہوں گے اب ظاہر ہے کہ جب تیس دجّال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لِکُلِّ دجّال عیسٰی تیس مسیح بھی آنے چاہئیں پس
﴿۲۰۰﴾ اس بیان کے رُو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

اس عذر کا جواب یہ ہے کہ اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی ۲۹۵
آوے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔ مگر اے میرے دوست مجھے اس بات کے ماننے اور قبول کرنے سے معذور تصوّر فرمایئے کہ وہی مسیح ابن مریم جو فوت ہو چکا ہے اپنے خاکی جسم کے ساتھ پھر آسمان سے اُترے گا۔ اسلام اگرچہ خدائے تعالیٰ کو قادر مطلق بیان فرماتا ہے اور فرمودۂ خدا اور رسول کو عقل پر فوقیت دیتا ہے مگر پھر بھی وہ عقل کو معطل اور بے کار ٹھہرانا نہیں چاہتا اور اگر صاف اور صریح طور پر کوئی امر خلاف عقل کسی الہامی کتاب میں واقع ہو اور ہم اس کے چاروں طرف نظر ڈال کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ دراصل یہ امر خلاف عقل ہے برتر از عقل نہیں تو ہمیں شریعت اور کتاب الٰہی ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ ہم اس امر غیر معقول کو حقیقت پر حمل کر بیٹھیں بلکہ قرآن شریف میں ہمیں صاف تاکید فرمائی گئی ہے کہ آیات متشابہات یعنی جن کا سمجھنا عقل پر مشتبہ رہے اُن کے ظاہری معانی پر ہرگز زور نہیں دینا چاہیئے کہ درحقیقت یہی مطلب اور مراد
خدائے تعالیٰ کی ہے۔☆ بلکہ اس پر ایمان لانا چاہیئے اور اس کی اصل حقیقت کو ۲۹۶

☆حاشیہ بعض لوگ موحدین کے فرقہ میں سے بحوالہ آیات قرآنی یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم ۲۹۶
انواع واقسام کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر زندہ کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی بناء پر اس عاجز پر اعتراض کیا ہے کہ جس حالت میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے تو پھر آپ بھی کوئی مٹی کا پرندہ بنا کر پھر اس کو زندہ کر کے دکھلایئے۔ کیونکہ جس حالت میں حضرت مسیح کے کروڑہا پرندے بنائے ہوئے اب تک موجود ہیں جو ہر طرف پرواز کرتے نظر آتے ہیں تو پھر مثیل مسیح بھی کسی پرندہ کا خالق ہونا چاہیئے۔

ان تمام اوہام باطلہ کا جواب یہ ہے کہ وہ آیات جن میں ایسا لکھا ہے متشابہات میں سے ہیں اور ان کے یہ معنے کرنا کہ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت عیسیٰ کو صفات خالقیت میں شریک کر رکھا تھا صریح
الحاد اور سخت بے ایمانی ہے کیونکہ اگر خدائے تعالیٰ اپنی صفات خاصۂ الوہیت بھی دوسروں کو دے سکتا ہے ۲۹۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد۱۶ ۲۴۳ خطبہ الہامیہ

خُلقتُ فی الألف السادس فی آخر أوقاته كما خُلق

در آخر اوقات ہزار و ششم آفریدہ شدہ ام چنانکہ آدم

چھٹے ہزار کے آخر اوقات میں پیدا کیا گیا ہوں جیسا کہ آدم

آدم فی الیوم السادس فی آخر ساعاته، **فلیس لمسیح**

در روز ششم در ساعت آخری وے مخلوق شد پس بدون من **برائے مسیحے دیگر**

چھٹے دن میں اس کی آخری ساعت میں پیدا کیا گیا **پس میرے سوا دوسرے مسیح**

مِن دونی موضعُ قدم بعد زمانی إن کنتم تفکّرون ولا

جائے قدم گذاشتن بعد وقت من نیست اگر فکر بکنید و

کے لئے میرے زمانہ کے بعد قدم رکھنے کی جگہ نہیں اگر فکر کرو اور

﴿۱۵۹﴾ تظلمون .فأنا صاحب الزمان لا زمان بعدی، فبأی زمان

بیداد اختیار مکنید۔ پس من صاحب زمان منتظر ہستم و بعد از من ہیچ زمانے نیست و آں

ظلم اختیار نہ کرو۔ پس میں صاحب زمان موعود ہوں اور میرے بعد کوئی زمانہ نہیں اور اے جھوٹو!

تُنــزِلون مسیحکم المفروض أیها الکاذبون؟ و

کدام زمان خواہد بود کہ در وے اے دروغ زنان مسیح فرضی و خیالی خود را فرود خواہید آورد

وہ کون سا زمانہ ہو گا جس میں تم اپنے فرضی اور خیالی مسیح کو اتارو گے اور

قد اتّفق علی هذه العِدّة التوراةُ والإنجیل

و بر ایں وقت و زمان تورات و انجیل و قرآن ہمہ متفق ہستند

اس وقت اور زمانہ پر تورات اور انجیل اور قرآن سب متفق ہیں۔

والقرآن، فاسألوا أهل الکتاب إن کنتم ترتابون .

اگر شک دارید از اہل کتاب پرسید۔

اگر شک ہے تو اہل کتاب سے پوچھ لو۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

۳

وَدَّعْنَا الدُّنْيَا فَلَا مَسِيْحَ بَعْدَنَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَا يَنْزِلُ اَحَدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَلَا يَخْرُجُ رَأْسٌ مِّنَ الْمَغَارَةِ اِلَّا مَا سَبَقَ مِنْ رَّبِّيْ قَوْلٌ فِي الذُّرِّيَّةِ[1] وَاِنَّ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ وَقَدْ نَزَلَ مَنْ كَانَ نَازِلًا مِّنَ الْحَضْرَةِ وَتَشْهَدُ عَلَيْهِ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَلٰكِنَّكُمْ لَا تَطَّلِعُوْنَ عَلٰى هٰذِهِ الشَّهَادَةِ۔ وَسَتَذْكُرُوْنَنِيْ بَعْدَ الْوَقْتِ وَالسَّعِيْدُ مَنْ اَدْرَكَ الْوَقْتَ وَمَا اَضَاعَهٗ بِالْغَفْلَةِ۔ (اعجاز المسیح ص ۶ تا ۷)

اِنَّ لِلْفَاتِحَةِ اَسْمَآءٌ اُخْرٰى۔ مِنْهَا سُوْرَةُ الْحَمْدِ بِمَا افْتُتِحَ بِحَمْدِ رَبِّنَا الْاَعْلٰى۔

تفسیر سورۃ الفاتحہ از مرزا غلام قادیانی

وَمِنْهَا اُمُّ الْقُرْاٰنِ بِمَا جَمَعَتْ مَطَالِبَهٗ كُلَّهَا بِاَحْسَنِ الْبَيَانِ۔ وَتَاَبَّطَتْ كَصَدَفٍ دُرَرَ الْفُرْقَانِ وَصَارَتْ كَعُشٍّ لِطَيْرِ الْعِرْفَانِ۔ فَاِنَّ الْقُرْاٰنَ جَمَعَ عُلُوْمًا اَرْبَعَةً فِي الْهِدَايَاتِ۔ عِلْمُ الْمَبْدَءِ وَعِلْمُ الْمَعَادِ وَعِلْمُ النُّبُوَّةِ وَعِلْمُ تَوْحِيْدِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ۔ وَلَا شَكَّ اَنَّ هٰذِهِ الْاَرْبَعَةَ مَوْجُوْدَةٌ

ہم اس دنیا سے رخصت ہوجائیں گے تو پھر ہمارے بعد قیامت تک کوئی اور مسیح نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی آسمان سے اُترے گا اور نہ ہی کوئی غار سے نکلے گا۔ سوائے اس موعود لڑکے کے[1] جس کے بارہ میں پہلے سے میرے رب کے کلام میں ذکر آچکا ہے۔ یہی بات سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مسیح موعود آنے والا تھا وہ آگیا ہے اور زمین و آسمان اس پر گواہی دے رہے ہیں، لیکن تم اُس گواہی کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، تم عنقریب وقت نکل جانے کے بعد مجھے ضرور یاد کرو گے۔ سعادت مند وہی شخص ہے جس نے اس وقت کو پایا اور اس کو غفلت میں ضائع نہ کیا۔

سورۃ فاتحہ کا دوسرا نام سورۃ الحمد

سورۃ فاتحہ کے اور نام بھی ہیں جن میں سے ایک سورۃ الحمد بھی ہے، کیونکہ یہ سورۃ ہمارے رب اعلیٰ کی حمد سے شروع ہوتی ہے۔

سورۃ فاتحہ کا تیسرا نام اُمّ القرآن

سورۃ فاتحہ کا ایک نام اُمّ القرآن بھی ہے کیونکہ وہ تمام قرآنی مطالب پر احسن پیرایہ میں حاوی ہے اور اس نے سیپ کی طرح قرآن کریم کے جواہرات اور موتیوں کو اپنے اندر لیا ہوا ہے اور یہ سورۃ علم و عرفان کے پرندوں کے لیے گھونسلوں کی مانند بن گئی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن کریم میں ا[illegible]ن کی راہنمائی کے لیے چار مضامین بیان کیے گئے ہیں۔ ۱۔ علم مبدء۔ ۲۔ علم معاد۔ ۳۔ علم نبوت۔ ۴۔ علم توحید ذات و صفات۔ اور لاریب

---

[1] اِلَيْهِ اِشَارَةٌ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ (منہ)

(ترجمہ) اسی کی طرف اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں کہ مسیح موعود نکاح کریگا اور اس کو اولاد دی جائے گی (منہ)

18۔ عیسیٰ علیہ السلام بے خبر / باخبر

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۱ | ۵۱ | نصرۃ الحق

پیدا ہو جاتے ہیں۔ کوئی اُن کو خدا نہیں ٹھہراتا۔ کوئی اُن کی پرستش نہیں کرتا۔ کوئی اُن کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ پھر خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اتنا شور کرنا اگر جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ اب تک زندہ ہے اور دوسرے نبی سب فوت ہو چکے یہ قرآن شریف کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں بتصریح اُن کی موت بیان فرماتا ہے پھر وہ زندہ کیونکر ہوئے اور قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ ہرگز نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي [1] سے یہ دونوں مطلب ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس تمام آیت کے اوّل آخر کی آیتوں کے ساتھ یہ معنے ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ کیا تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرانا۔ تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں اُن کے حالات سے مطلع تھا اور گواہ تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی اُن کے حالات سے واقف تھا۔ یعنی بعد وفات مجھے اُن کے حالات کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اب اس آیت سے صریح طور پر دو باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) اوّل یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آیت میں اقرار کرتے ہیں کہ جب تک میں اُن میں تھا میں ان کا محافظ تھا۔ اور وہ میرے روبرو بگڑے نہیں بلکہ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں۔ پس اب اگر فرض کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ ہیں تو ساتھ ہی اقرار کرنا پڑے گا کہ اب تک عیسائی بھی بگڑے نہیں کیونکہ اس آیت میں عیسائیوں کا بگڑنا آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا ایک نتیجہ ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر موقوف رکھا گیا ہے۔ لیکن جبکہ ظاہر ہے کہ عیسائی بگڑ چکے ہیں تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں ورنہ تکذیب آیت قرآنی لازم آتی ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ آیت میں صریح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے بگڑنے کی نسبت اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو اُس وقت تک ان کے حالات کی نسبت علم تھا جبکہ میں اُن میں تھا۔

[1] المائدۃ: ۱۱۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

اور پھر جب مجھے وفات دی گئی تب سے میں اُن کے حالات سے محض بے خبر ہوں مجھے معلوم
نہیں کہ میرے پیچھے کیا ہوا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ عذر اُن کا اس حالت میں کہ وہ قیامت سے
پہلے دوبارہ دنیا میں کسی وقت آئے ہوتے اور عیسائیوں کی ضلالت پر اطلاع پاتے۔ محض ﴿۳۱﴾
دروغگوئی ٹھہرتا ہے اور اس کا جواب تو خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہ ہونا چاہیے کہ اے گستاخ
شخص میرے روبرو اور میری عدالت میں کیوں جھوٹ بولتا ہے اور کیوں محض دروغ کے طور پر
کہتا ہے کہ مجھے اُن کے بگڑنے کی کچھ بھی خبر نہیں حالانکہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے قیامت
سے پہلے دوبارہ تجھے دنیا میں بھیجا تھا اور تو نے عیسائیوں سے لڑائیاں کی تھیں اور اُن کی صلیب
توڑی تھی اور اُن کے خنزیر قتل کئے تھے اور پھر میرے روبرو اتنا جھوٹ کہ گویا تجھے کچھ بھی خبر
نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ ایسے عقیدے میں کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں
گے کس قدر ان کی ہتک ہے اور نعوذ باللہ اس سے وہ دروغگو ٹھہرتے ہیں۔

اور اگر کہو کہ پھر ان حدیثوں کے کیا معنے کریں جن میں لکھا ہے کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوگا اس کا یہ جواب ہے کہ اُسی طرح معنے کر لو جس طرح حضرت عیسیٰ نے الیاس کے دوبارہ آنے کی نسبت معنے کئے تھے۔ اور نیز حدیثوں میں صاف لکھا ہے کہ وہ عیسیٰ اسی امت میں سے ہوگا کوئی اور شخص نہیں ہوگا۔ اور یہ نہیں لکھا کہ دوبارہ آئے گا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ ’’نازل ہوگا‘‘ اگر دوبارہ آنا مقصود ہوتا تو اُس جگہ رجوع کا لفظ چاہئے تھا نہ نزول کا۔ اور اگر فرض محال کے طور پر کوئی حدیث قرآن شریف سے مخالف ہوتی تو وہ رد کرنے کے لائق تھی نہ یہ کہ کسی حدیث سے قرآن شریف کو رد کیا جائے۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ قرآن شریف یہود و نصاریٰ کی غلطیوں اور اختلافات کو دُور کرنے کیلئے آیا ہے۔ اور قرآن شریف کی کسی آیت کے معنے کرنے کے وقت جو یہود و نصاریٰ کے متعلق ہو یہ ضرور دیکھ لینا چاہئے کہ اُن میں کیا جھگڑا تھا جس کو قرآن شریف فیصلہ کرنا چاہتا ہے اب اس اصول کو مدنظر رکھ کر اس آیت کے معنے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ...... بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ [1]

[1] النسآء: ۱۵۸، ۱۵۹

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے **نبی** کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دورنگی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار☆ میں اس کی قبر ہے خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مرجانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ [1]✿ سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے یہ معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

☆ **نوٹ:** عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے دیکھو کتاب سوپر نیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منہ

✿ اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اس کو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ منہ

[1] المآئدۃ:۱۱۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

تضاد:

نہیں تو خدائے تعالیٰ سے ڈرو اور حدیثوں کے وہ معنے کرو جو ہو سکتے ہیں واقعات «۲۵۴»
موجودہ کو نظر انداز مت کرو تا تم پر کھل جائے کہ یہ تمام ضلالت وہی سخت دجّالیت ہے
جس سے ہر یک نبی ڈراتا آیا ہے جس کی بنیاد اس دنیا میں عیسائی مذہب اور عیسائی قوم
نے ڈالی جس کے لئے ضرور تھا کہ مجدد وقت مسیح کے نام پر آوے کیونکہ بنیاد فساد مسیح کی
ہی امت ہے اور میرے پر کشفاً یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ زہرناک ہوا جو عیسائی قوم سے
دنیا میں پھیل گئی حضرت عیسیٰ کو اس کی خبر دی گئی تب ان کی روح روحانی نزول کے لئے
حرکت میں آئی اور اس نے جوش میں آکر اور اپنی امت کو ہلاک[1] کا مفسدہ پرداز پاکر
زمین پر اپنا قائم مقام اور شبیہ چاہا جو اس کا ایسا ہم طبع ہو کہ گویا وہی ہو سو اس کو
خدائے تعالیٰ نے وعدہ کے موافق ایک شبیہ عطا کی اور اس میں مسیح کی ہمت اور سیرت

بقیہ حاشیہ

پر جو مجاہدات سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں ظاہر ہو جاتا ہے۔ غرض جو بات مومنوں کی
معمولی سمجھ سے برتر ہے اس کے دریافت کرنے کی یہ راہ نہیں ہے کہ وہ فرقہ ضالہ فلاسفروں
کے دست نگر ہوں اور گم گشتہ سے راہ پوچھیں بلکہ ان کے لئے صدق اور صبر سے عرفان کا
مرتبہ عطا کیا جاتا ہے جس مرتبہ پر پہنچ کر تمام عقدے ان کے حل ہو جاتے ہیں۔
اِس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور
علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس
لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ
اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ
پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلّت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح
پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں۔ کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں
کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے

[1] مطابق ایڈیشن اول۔ یہ سہو کتابت ہے درست لفظ ہلاکت ہے۔ (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

19۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام امتی/امتی کہنا کفر

قول:

حضرت عزیز اور حضرت مسیح ہیں اور اُن کا بہشت میں داخل ہو جانا اس سے ثابت ہوتا ہے جس سے اُن کی موت بھی بپایہ ثبوت پہنچتی ہے۔

(۲۸) اٹھائیسویں آیت اَیْنَ مَاتَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ۱ الجزو نمبر ۵۔ یعنی جس جگہ تم ہو اُسی جگہ موت تمہیں پکڑے گی اگرچہ تم بڑے مرتفع بُرجوں میں بود و باش اختیار کرو۔ اس آیت سے بھی صریح ثابت ہوتا ہے کہ موت اور لوازم موت ہر یک جگہ جسم خاکی پر وارد ہو جاتے ہیں۔ یہی سُنّت اللہ ہے اور اس جگہ بھی استثناء کے طور پر کوئی ایسی عبارت بلکہ ایک ایسا کلمہ بھی نہیں لکھا گیا ہے جس سے مسیح باہر رہ جاتا۔ پس بلاشبہ یہ اشارة النص بھی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کر رہے ہیں۔ موت کے تعاقب سے مراد زمانہ کا اثر ہے جو ضعف اور پیری یا امراض و آفات منجرہ الی الموت تک پہنچاتا ہے۔ اس سے کوئی نفس مخلوق خالی نہیں۔ ﴿۲۲۳﴾

(۲۹) انتیسویں آیت مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا ۲ یعنی رسول جو کچھ تمہیں علم و معرفت عطا کرے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔ لہذا اب ہم اس طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کیا فرمایا ہے۔ سو پہلے وہ حدیث سنو جو مشکوٰة میں ابو ہریرة رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ یہ ہے۔

وعنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین واقلھم من یجوز ذالک رواہ الترمذی وابن ماجہ.

یعنی اکثر عمریں میری اُمت کی ساٹھ سے ستر برس تک ہوں گی۔ اور ایسے لوگ کمتر ہوں گے جو ان سے تجاوز کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس اُمت کے شمار میں ہی آ گئے ہیں۔ پھر اتنا فرق کیونکر ممکن ہے کہ اور لوگ ستر برس تک مشکل سے پہنچیں اور اُن کا یہ حال ہو کہ دو ہزار کے قریب اُن کی زندگی کے برس گذر گئے اور اب تک مرنے میں ﴿۲۲۴﴾

۱ النساء: ۷۹ ۲ الحشر: ۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

روحانی خزائن جلد ۲۱	۳۶۴	ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

لیکن خدا تعالیٰ مجھے باپ کے لحاظ سے فاری الّنسل قرار دیتا ہے اور ماں کے لحاظ سے مجھے فاطمی ٹھہراتا ہے اور وہی حق ہے جو وہ کہتا ہے۔ اور چوتھا امر جو مجھے دوؔ پر مشتمل کرتا ہے وہ یہ ہے کہ مَیں جوڑا پیدا ہوا تھا۔ ایک میرے ساتھ لڑکی تھی جو مجھ سے پہلے پیدا ہوئی تھی۔

پھر ہم اپنے پہلے مقصد کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ یہ بالکل غلط اور دھوکا کھانا ہے کہ حدیثوں میں مسیح موعود کے بارے میں نبی کا نام دیکھ کر یہ سمجھا جائے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ انہیں حدیثوں میں اگرچہ آنے والے عیسیٰ کا نام نبی رکھا گیا ہے مگر اُس کے ساتھ ایک ایسی شرط لگادی گئی ہے کہ اس شرط کے لحاظ سے ممکن ہی نہیں کہ اس نبی سے مراد حضرت عیسیٰ اسرائیلی ہوں کیونکہ باوجود نبی نام رکھنے کے اس عیسیٰ کو انہیں حدیثوں میں اُمّتی بھی قرار دیا ہے۔ اور جو شخص اُمّتی کی حقیقت پر نظر غور ڈالے گا وہ بداہت سمجھ لے گا کہ حضرت عیسیٰ کو اُمّتی قرار دینا ایک کفر ہے کیونکہ اُمّتی اُس کو کہتے ہیں جو بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بغیر اتباع قرآن شریف محض ناقص اور گمراہ اور بے دین ہو اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور قرآن شریف کی پیروی سے اُس کو ایمان اور کمال نصیب ہو۔ اور ظاہر ہے کہ ایسا خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کرنا کفر ہے کیونکہ گو وہ اپنے درجہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسے ہی کم ہوں مگر نہیں کہہ سکتے کہ جب تک وہ دوبارہ دنیا میں آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں داخل نہ ہوں تب تک نعوذ باللہ وہ گمراہ اور بے دین ہیں یا وہ ناقص ہیں اور ان کی معرفت ناتمام ہے۔ پس مَیں اپنے مخالفوں کو یقیناً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ اُمّتی ہرگز نہیں ہیں۔ گو وہ بلکہ تمام انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر ایمان رکھتے تھے مگر وہ ان ہدایتوں کے پَیرو تھے جو اُن پر نازل ہوئی تھیں۔ اور براہ راست خدا نے اُن پر تجلّی فرمائی تھی یہ ہرگز نہیں تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تعلیم سے وہ نبی بنے تھے یا وہ اُمّتی کہلاتے۔ اُن کو خدا تعالیٰ نے الگ کتابیں دی تھیں اور ان کو ہدایت تھی کہ اُن کتابوں پر عمل ﴿۱۹۳﴾
کریں اور کراویں۔ جیسا کہ قرآن شریف اس پر گواہ ہے۔ پس اس بدیہی شہادت کی رو سے

1

2

20۔آسف تلاش کرنے والا/ غمگین

قول:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

روحانی خزائن جلد ۲۱ ۔۔۔ ۴۰۴ ۔۔۔ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

اور پھر باوجود اس اعتقاد کے پورے یقین سے اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک اسرائیلی نبی کشمیر میں آیا تھا کہ جو اپنے تئیں شہزادہ نبی کر کے مشہور کرتا تھا۔ اور ان کی کتابیں بتلاتی ہیں کہ شمار کی رو سے اس زمانہ کو اب انیس سو برس سے کچھ زیادہ برس گذر گئے ہیں۔ اس جگہ کشمیریوں کی سادہ لوحی سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا ہے کہ اگر وہ اس بات کا علم رکھتے کہ شاہزادہ نبی بنی اسرائیل میں کون تھا اور وہ نبی کون ہے جس کو اب انیس سو برس گذر گئے تو وہ کبھی ہمیں یہ کتابیں نہ دکھلاتے۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ ہم نے ان کی سادہ لوحی سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ ماسوا اس کے وہ لوگ شہزادہ نبی کا نام یوز آسف بیان کرتے ہیں یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے، کہ یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔ آسف عبرانی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو قوم کو تلاش کرنیوالا ہو چونکہ حضرت عیسیٰ اپنی اس قوم کو تلاش کرتے کرتے جو بعض فرقے یہودیوں میں سے گم تھے کشمیر میں پہنچے تھے اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا اور یوز آسف کی کتاب میں صریح لکھا ہے کہ یوز آسف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔ پس باوجود اس قدر دلائل واضحہ کے کیونکر اس بات سے انکار کیا جائے کہ یوز آسف دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہے ورنہ یہ بار ثبوت ہمارے مخالفوں کی گردن پر ہے کہ وہ کون شخص ہے جو اپنے تئیں شاہزادہ نبی ظاہر کرتا تھا جس کا زمانہ حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے بالکل مطابق ہے اور یہ پتہ بھی ملا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ کشمیر میں آئے تو اس زمانہ کے بدھ مذہب والوں نے اپنی پتکوں میں ان کا کچھ ذکر کیا ہے۔

ایک اور قوی دلیل اس بات پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اٰوَیْنٰهُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ[1] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو ایک ایسے ٹیلے پر پناہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور ہر ایک دشمن کی دست درازی سے دور تھی اور پانی اُس کا بہت خوشگوار تھا۔ ﴿۴۲۹﴾

یاد رہے کہ اوی کا لفظ عربی زبان میں اس جگہ بولا جاتا ہے جب ایک مصیبت کے بعد کسی شخص کو پناہ دیتے ہیں ایسی جگہ میں جو دار الامان ہوتا ہے پس وہ دار الامان ملک شام

[1] المؤمنون :۵۱

۵۰۲

گواہ ہیں پھر ایک اور بڑی شہادت ہے جو اس کی تائید میں ہے۔ وُہ مرہم عیسٰی ہے۔ جو طب کی ہزاروں کتابوں میں برابر درج ہے اور اس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ مرہم عیسٰی کے زخموں کے واسطے حواریوں نے تیار کی تھی۔ یہودیوں، عیسائیوں کی طبّی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے۔ پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر پیدا ہو گیا ہے جس نے قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے اور وُہ ہے مسیح کی قبر۔

مسیح کی قبر

"مسیح کی قبر سری نگر خانیار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے اور یہ وہ بات ہے جو دُنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دے گی کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے، تو یہ قبر کہاں سے آگئی؟"

سوال: آپ نے خود دیکھا ہے؟

جواب: "مَیں خود وہاں نہیں گیا، لیکن مَیں نے اپنا ایک مُخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس کے متعلق پوری تحقیقات کر کے پانسو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنھوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کو شہزادہ نبی کہتے ہیں اور عیسٰی صاحب کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ آج سے گیارہ سو سال پہلے اکمال الدین نام ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہٖ انجیل ہے۔ وُہ کتاب یُوز آسف کی طرف منسُوب ہے اُس نے اس کا نام بُشریٰ یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں، یہی قصّے، یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔ اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ وہ یُوز آسف کی قبر ہے۔

یُوز آسف

یُوز آسف وہی ہے، جس کو یسُوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہلِ کشمیر بہ اتفاقِ اہلِ تحقیق بنی اسرائیل ہی ہیں۔ اس لیے اُن کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود یُوز آسف کا قصّہ یورپ میں مشہور ہے، بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔ اب اس قدر صَرف کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وُہ کہتے ہیں کہ یُوز آسف مسیحؑ کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات سچی نہیں ہے۔ یُوز آسف خود ہی مسیح تھا۔ اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی تھا۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر ہم اس بات کے قائل نہ ہوتے، تو البتہ بحث بند ہو جاتی، لیکن جبکہ انھوں نے قبول کر لیا ہے کہ یُوز آسف ایک شخص ہوا

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v1.pdf

کی طرف چلا جا کہ یہ شریر یہودی تیری نسبت بد ارادے رکھتے ہیں اور فرمایا کہ ایسا کر جو ان ملکوں سے دُور نکل جا تا تجھ کو شناخت کر کے یہ لوگ دُکھ نہ دیں۔ اب دیکھو کہ اس حدیث اور ﴿۹﴾ مرہم عیسیٰ کا نسخہ اور کشمیر کے قبر کے واقعہ کو باہم ملا کر کیسی صاف اصلیت اس مقولہ کی ظاہر ہو جاتی ہے۔ کتاب سوانح یوز آسف جس کی تالیف کو ہزار سال سے زیادہ ہو گیا ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ ایک نبی یوز آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا اور پھر اُسی کتاب میں اُس نبی کی تعلیم لکھی ہے اور وہ تعلیم مسئلہ تثلیث کو الگ رکھ کر بعینہٖ انجیل کی تعلیم ہے۔ انجیل کی مثالیں اور بہت سی عبارتیں اُس میں بعینہٖ درج ہیں چنانچہ پڑھنے والے کو کچھ بھی اس میں شک نہیں رہ سکتا کہ انجیل اور اس کتاب کا مؤلف ایک ہی ہے اور طرفہ تر یہ کہ اس کتاب کا نام بھی انجیل ہی ہے۔ اور استعارہ کے رنگ میں یہودیوں کو ایک ظالم باپ قرار دے کر ایک لطیف قصہ بیان کیا ہے جو عمدہ نصائح سے پُر ہے اور مدّت ہوئی کہ یہ کتاب یورپ کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے اور یورپ کے ایک حصہ میں یوز آسف کے نام پر ایک گرجا بھی طیار کیا گیا ہے اور جب میں نے اس قصہ کی تصدیق کے لئے ایک معتبر مرید اپنا جو خلیفہ نورالدین کے نام سے مشہور ہیں کشمیر سری نگر میں بھیجا تو انہوں نے کئی مہینے رہ کر بڑی آہستگی اور تدبر سے تحقیقات کی۔ آخر ثابت ہو گیا کہ فی الواقع صاحب قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں جو یوز آسف کے نام سے مشہور ہوئے۔ یوز کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا اس کا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا جیسا کہ انجیل سے ظاہر ہے جس کے معنے ہیں یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھے کرنے والا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کشمیر کے بعض باشندے اس قبر کا نام عیسیٰ صاحب کی قبر بھی کہتے ہیں۔ اور اُن کی پُرانی تاریخوں میں لکھا ہے ۱۹۰۰ کہ یہ ایک نبی شہزادہ ہے جو بلادِ شام کی طرف سے آیا تھا۔ جس کو قریباً اُنیس سو برس آئے ہوئے گذر گئے اور ساتھ اس کے بعض شاگرد تھے اور وہ کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا اور اُس کی عبادت گاہ پر ایک کتبہ تھا جس کے یہ لفظ تھے کہ یہ ایک شہزادہ نبی ہے جو بلادِ شام

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

﴿۵﴾ ایک اور قرینہ یہ ہے کہ اس مرہم کو مرہم رسل بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ حواری حضرت عیسیٰ کے رسول تھے۔ اور اگر یہ گمان ہو کہ ممکن ہے کہ یہ چوٹیں حضرت مسیح کو نبوت کے بعد کسی اور حادثہ سے لگ گئی ہوں اور صلیب پر مر گئے ہوں جیسا کہ نصاریٰ کا زعم ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ۔ قوم بنی اسرائیل بھی اس جگہ موجود تھی تو حضرت مسیح اس ملک کے چھوڑنے کے بعد ضرور کشمیر میں آئے ہوں گے مگر جاہلوں نے دور دراز زمانہ کے واقعہ کو یاد نہ رکھا اور بجائے عیسیٰ کے موسیٰ یا سلیمان یاد رہ گیا۔ اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ۱۴ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں اور اکثر کشمیر میں ہر ایک عجیب مکان وغیرہ کے دیکھنے کا موقعہ ملتا تھا لہٰذا اس مدت دراز کے تجربہ کے رو سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر برنیر صاحب نے اس بات کے بیان کرنے میں کہ اہل کشمیر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ کشمیر میں موسیٰ کی قبر ہے غلطی کی ہے جو لوگ کچھ مدت کشمیر میں رہے ہیں وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہوں گے کہ کشمیر میں موسیٰ نبی کے نام سے کوئی قبر مشہور نہیں ڈاکٹر صاحب کو بوجہ اجنبیت زبان کے ٹھیک ٹھیک نام کے لکھنے میں غلطی ہوگئی ہے یا ممکن ہے کہ سہو کاتب سے یہ غلطی ظہور میں آئی ہو اصل بات یہ ہے کہ کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں اس نام پر ایک سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے کیونکہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہیں مگر ایک عمیق نظر کے بعد نہایت تسلی بخش طریق کے ساتھ کھل جائے گا کہ دراصل یہ لفظ یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین۔ اسف اندوہ اور غم کو کہتے ہیں چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہو کر اپنے وطن سے نکلے تھے اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملا لیا مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر اجنبی زبان میں بکثرت مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم بامسمّٰی ہے اور ایسے نام جو واقعات پر دلالت کریں اکثر عبرانی نبیوں اور دوسرے اسرائیلی راست بازوں میں پائی جاتی ہیں چنانچہ یوسف جو حضرت یعقوب کا بیٹا تھا اس کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے کہ اس کی جدائی پر اندوہ اور غم کیا گیا جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اس بات کی طرف اشارہ فرما کر کہا ہے یَاَسَفٰی عَلٰی یُوۡسُفَ[1] پس اس سے صاف نکلتا ہے کہ یوسف پر اسف یعنی اندوہ

[1] یوسف: ۸۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

اس کی زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ وہ ایک شہزادہ نبی تھا جو اسلامی ملکوں کی طرف سے اسلام سے پہلے کشمیر میں آیا تھا اور اس شہزادہ کا نام غلطی سے بجائے یسوع کے کشمیر میں یوز آسف کرکے مشہور ہے جس کے معنے ہیں کہ یسوع غم ناک۔ اور جب پلاطوس کی بیوی کو ﴿۳﴾ فرشتہ نظر آیا اور اس نے اس کو دھمکایا کہ اگر یسوع مارا گیا تو تمہاری تباہی ہوگی یہی اشارہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بچانے کے لئے تھا۔ ایسا دنیا میں کبھی نہیں ہوا کہ اس طرح پر کسی راستباز کی حمایت کے لئے فرشتہ ظاہر ہوا ہو اور پھر رؤیا میں فرشتہ کا ظاہر ہونا عبث اور لاحاصل گیا ہو اور جس کی سفارش کے لئے آیا ہو وہ ہلاک ہوگیا ہو۔ غرض یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس وقت کے یہودی اپنے ارادہ میں نامراد رہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کوٹھے میں رکھے گئے تھے جو قبر کے نام سے مشہور تھا اور دراصل ایک بڑا وسیع کوٹھا تھا وہ اس سے تیسرے دن بخیر و عافیت باہر آ گئے اور شاگردوں کو ملے اور ان کو مبارک باد دی کہ میں خدا کے فضل سے دنیوی زندگی کے ساتھ بدستور اب تک زندہ ہوں اور پھر ان کے ہاتھ سے لے کر روٹی اور کباب کھائے اور اپنے زخم ان کو دکھلائے اور چالیس دن تک ان کے ان زخموں کا اس مرہم کے ساتھ علاج ہوتا رہا جس کو قرابا دینوں میں **مرہم عیسیٰ** یا **مرہم رُسل** یا **مرہم حواریین** کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ مرہم چوٹ وغیرہ کے زخموں کے لئے بہت مفید ہے اور قریباً طب کی ہزار کتاب میں اس مرہم کا ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے اس کو بنایا گیا تھا۔ وہ پرانی طب کی کتابیں عیسائیوں کی جو آج سے چودہ سو برس پہلے رومی زبان میں تصنیف ہو چکی تھیں ان میں اس مرہم کا ذکر ہے اور یہودیوں اور مجوسیوں کی طبابت کی کتابوں میں بھی یہ نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرہم الہامی ہے اور اس وقت جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر کسی قدر زخم پہنچے تھے انہیں دنوں میں خدا تعالیٰ نے بطور الہام یہ دوائیں ان پر ظاہر کی تھیں۔

الا بلغ أبا حفص رسولاً
فدى لك من أخي ثقة إزاري

وتسميتهما بذلك لما قال تعالى: (هن لباس لكم وأنتم لباس لهن) وقوله تعالى: (اشدد به أزري) أي أتقوى به. والأزر القوة الشديدة، وآزره أعانه وقواه وأصله من شد الإزار، قال تعالى: (كزرع أخرج شطأه فآزره) يقال آزرته فتأزر أي شددت إزاره، وهو حسن الأزرة، وأزرت البناء وآزرته قويت أسافله، وتأزر النبات طال وقوي، وآزرته وواززته صرت وزيره وأصله الواو. وفرس آزر انتهى بياض قوائمه إلى موضع شد الإزار. قال تعالى: (وإذ قال إبراهيم لأبيه آزر) قيل كان اسم أبيه تارخ فعرب فجعل آزر وقيل آزر معناه الضال في كلامهم.

أزف: قال تعالى: (أزفت الآزفة) أي دنت القيامة وأزف وأفد يتقاربان لكن أزف يقال اعتبارا بضيق وقتها، ويقال أزف الشخوص والأزف ضيق الوقت وسميت به لقرب كونها وعلى ذلك عبر عنها بساعة، وقيل: (أتى أمر الله) فعبر عنها بلفظ الماضي لقربها وضيق وقتها، قال تعالى: (وأنذرهم يوم الآزفة).

أس: أسس بنيانه جعل له أسا وهو قاعدته التي يبتنى عليها، يقال أس وأساس، وجمع الأس إساس وجمع الإساس أسس، يقال كان ذلك على أس الدهر كقولهم على وجه الدهر.

أسف: الأسف الحزن والغضب معا. وقد يقال لكل واحد منهما على الانفراد وحقيقته ثوران دم القلب شهوة الانتقام، فمتى كان ذلك على من دونه انتشر فصار غضبا، ومتى كان على من فوقه انقبض فصار حزنا، ولذلك سئل ابن عباس عن الحزن والغضب فقال مخرجهما واحد واللفظ مختلف، فمن نازع من يقوى عليه أظهره غيظا وغضبا، ومن نازع من لا يقوى عليه أظهره حزنا وجزعا، وبهذا النظر قال الشاعر:

• فحزن كل أخي حزن أخو الغضب •

وقوله تعالى: (فلما آسفونا انتقمنا منهم) أي أغضبونا، قال أبو عبد الله الرضا: إن الله لا يأسف كأسفنا ولكن له أولياء يأسفون ويرضون فجعل رضاهم رضاه وغضبهم غضبه، قال: وعلى ذلك قال: من أهان لي وليا فقد بارزني بالمحاربة وقال تعالى: (ومن يطع الرسول فقد أطاع الله) وقوله: (غضبان أسفا) والأسيف الغضبان، ويستعار للمستخدم المسخر ولمن لا يكاد يسمى فيقال هو أسيف.

أسر: الأسر الشد بالقيد من قولهم: أسرت القتب وسمي الأسير بذلك ثم قيل لكل مأخوذ ومقيد وإن لم يكن مشدودا ذلك، وقيل في جمعه أسارى وأسارى وأسرى. وقال: (ويتيما وأسيرا) ويتجوز به فيقال أنا أسير

(٣ — مفردات)

مفردات امام راغب

21۔ لد بیت المقدس کا دیہات / جھگڑا کرنے والے / لودھیانہ

قول:

روحانی خزائن جلد ۳ — ۳۰۹ — ازالۂ اوہام حصہ اول

تب وہ شخص زندہ ہو کر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آ جائے گا اور اس کی الوہیت سے انکار کرے گا سو دجّال اِسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہوگا کہ ناگہاں مسیح بن مریم ظاہر ہو جائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اُترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ وہ بیت المقدس میں اُترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے۔ ﴿۲۱۹﴾

اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اُترے گا اُس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی۔ یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے (یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی) اور دونوں ہتھیلی اُس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ مگر بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر طواف کرتے دیکھا۔ پس اس حدیث سے نہایت صفائی سے یہ بات کھلتی ہے کہ دمشقی حدیث میں جو دو فرشتے لکھے ہیں وہ دراصل وہی دو آدمی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اور اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسیح کے مددگار اور انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اُس کے پسینہ کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اُوپر کو اُٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے دانوں کی طرح گریں گے جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ اُن کے دم کی ہوا پا کر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائے گا اور دم اُن کا اُن کی حدِ نظر تک پہنچے گا۔ ﴿۲۲۰﴾ پھر حضرت ابن مریم دجّال کی تلاش میں لگیں گے اور لدّ کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ تمّت ترجمة الحدیث ۔ یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

(۶) دجّال جب گدھے پر سوار ہوگا تو گدھا جس جلدی سے چلے گا اس کی یہ مثال ہے کہ جیسے بادل اس حالت میں چلتا ہے جبکہ پیچھے اس کے ہوا ہو۔ یہ ایک لطیف اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ دجّال کا گدھا کوئی جاندار مخلوق نہیں ہوگا بلکہ وہ کسی ہوائی مادہ کے زور سے چلے گا۔

(۷) زمین اور آسمان دونوں دجّال کے فرمانبردار ہوں گے یعنی خدائے تعالیٰ اس کی تدبیر کے ساتھ تقدیر موافق کر دے گا اور اس کے ہاتھ پر زمین کو اس کی مرضی کے موافق آباد کریگا۔

(۸) دجّال مشرق کی طرف سے خروج کرے گا یعنی ملک ہند سے کیونکہ یہ ملک زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔ متفق علیہ۔

(۹) دجّال جس ویرانہ پر گذرے گا اُسے کہے گا کہ تُو اپنے خزانے باہر نکال۔ سو وہ تمام خزانے باہر نکل آئیں گے اور دجّال کے پیچھے پیچھے جائیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دجّال زمین سے بہت فائدہ اٹھائے گا۔ اور اپنی تدبیروں سے زمین کو آباد کرے گا اور ویرانے کو خزانے کر کے دکھائے گا پھر آخر باب لد پر قتل کیا جائیگا۔ لد اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑنے والے ہوں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے ﴿۷۳۰﴾

بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے اور انکے دلی اور دماغی قویٰ پر بہت بُرا اثر ان سے پڑا ہے۔ اس زمانہ میں بلاشبہ کتاب الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی ایک نئی اور صحیح تفسیر کی جائے کیونکہ حال میں جن تفسیروں کی تعلیم دی جاتی ہے وہ نہ اخلاقی حالت کو درست کر سکتی ہیں اور نہ ایمانی حالت پر نیک اثر ڈالتی ہیں بلکہ فطرتی سعادت اور نیک روشی کی مزاحم ہو رہی ہیں۔ کیوں مزاحم ہو رہی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل اپنے اکثر زوائد کی وجہ سے قرآن کریم کی تعلیم نہیں ہے قرآنی تعلیم ایسے لوگوں کے دلوں سے مٹ گئی ہے کہ گویا قرآن آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وہ ایمان جو قرآن نے سکھلایا تھا ﴿۷۲۷﴾ اس سے لوگ بے خبر ہیں وہ عرفان جو قرآن نے بخشا تھا اس سے لوگ غافل ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ قرآن پڑھتے ہیں مگر قرآن اُن کے حلق کے نیچے نہیں اُترتا۔ انہیں معنوں سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

کہ جب دجّال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کردے گا۔

(۱۰) دجّال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدائے تعالیٰ کا قائل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ مسلم۔

اِن دسوںؔ علامتوں میں سے ایک بھاری علامت دجّال معہود کی یہ لکھی ہے کہ اُس کا فتنہ تمام اُن فتنوں سے بڑھ کر ہوگا کہ جو ربّانی دین کے مٹانے کے لئے ابتدا سے لوگ کرتے آئے ہیں اور ہم اسی رسالہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ علامت عیسائی مشنوں میں بخوبی ظاہر وہویدا ہے۔

از انجملہ ایک بڑی بھاری علامت دجّال کی اُس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر ریلؔ گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام ومقتدا یہی دجّالی گروہ ہے اس لئے اِن گاڑیوں کو دجّال کا گدھا قرار دیا گیا۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ علاماتِ خاصہ دجّال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے مکروں اور فریبوں کا اپنے وجود پر خاتمہ کر دیا ہے اور دین اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی نظیر دنیا کے ابتداء سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو دخان کے زور سے چلتا ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے۔ اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو ٭۴۲۱

حاشیہ: کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جیسا کہ فرماتا ہے لو کان الایمان معلقا عند الثریا لناله رجل من فارس۔ یہ حدیث درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

من الضربة☆ فلا تهنوا ولا تحزنوا وإن الله معكم إن كنتم معه بالصدق والطاعة. ولقد نصركم الله ببدر وأنتم أذلّة. والآن أُعيدَ إليكم البدر في المرّة الثانية. وإنّ الفتح قريب ولكن لا بالسيف والملحمة. بل بالتضرّعات وعقد الهمّة والأدعية. فلا تظنّوا ظنّ السوء واسعوا إليّ كالصحابة. ولا تموتوا الا وأنتم مسلمون. وصلّوا على محمد خير البريّة. وإن هذه مائة كليلة البدر عدّة. وكليلة القدر مرتبة. فأبشروا ببدركم وانتظروا أيام النصرة. ﴿۹۲﴾

في ذكر أهل الجرائد والأخبار

لعلك تقول بعد ذالك أن أهل الجرائد والأخبار. يستحقون أن يُصلحوا مفاسد البلدان والديار. فأقول رحمك الله إنه خطأ في الأفكار. أتُبرَءُ من هؤلاء أمراض النفوس. ووساوس القسوس. نعم. لا شك أن هذه الصناعات تفيد قومنا لو رعوه حق المراعات. وتكون كهاد إلى مجاهل. وتقود إلى مناهل. وتكون كناصر للدينيات. وإن الجرائد مرآة تُرى الغائب كالمشهود. والغابر كالموجود. وتكون الوصلة إلى بعض الخفايا. بل قد تُعين على فصل القضايا. وتُرى

☆**الحاشية:** اوّل بلدةٍ بَايَعني الناسُ فيها اسمها لدهيانه. وهي اوّل ارضٍ قامت الاشرار فيها للاهانة. فلماكانت بيعة المخلصين. حربةً لقتل الدجال اللعين. باشاعة الحق المبين. اشير في الحديث ان المسيح يقتل الدجال علٰى باب اللُدّ بالضربة الواحدة. فاللُدّ ملخّصٌ من لفظ لدهيانه كما لايخفٰى على ذوى الفطنة.منه

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

22۔حیات عیسیٰ علیہ السلام رفع و نزول کا اقرار/انکار

قول:

روحانی خزائن جلد ۱ | ۵۹۳ | براہین احمدیہ حصہ چہارم

﴿۴۹۹﴾ **تمہید ہشتم** ۔ جو امر خارق عادت کسی ولی سے صادر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں اس متبوع کا معجزہ ہے جس کی وہ اُمّت ہے اور یہ بدیہی اور

﴿۴۹۹﴾ **بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱**

کہ قادر مطلق کہ جس کے علم قدیم سے ایک ذرہ مخفی نہیں اور جس کی طرف کوئی نقصان اور خسران عاید نہیں ہوسکتا اور جو ہر یک قسم کے جہل اور آلودگی اور ناتوانی اور غم اور حزن اور درد اور رنج اور گرفتاری سے پاک ہے وہ کیوں کر اس چیز کا عین ہوسکتا ہے کہ جو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴

بدرجۂ یقین کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں۔ پھر بعد اس کے فرمایا۔ انا انزلناہ قریبا من القادیان. و بالحق انزلناہ و بالحق نزل. صدق اللہ و رسولہ و کان امر اللہ مفعولا. یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورتِ حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورتِ حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ یہ آخری فقرات اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حدیث متذکرہ بالا میں اشارہ فرما چکے ہیں اور خدائے تعالیٰ اپنے کلام مقدس میں اشارہ فرما چکا ہے چنانچہ وہ اشارہ حصہ سوم کے الہامات میں درج ہو چکا ہے۔ اور فرقانی اشارہ اس آیت میں ہے۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[1] یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں
﴿۴۹۹﴾
پھیل جائے گا لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل اور ایثار اور آیات اور انوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدی اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے اور نیز ظاہری طور پر

[1] الصف:۱۰

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

نے منع کیا ہے اور اُسی کتاب کا پابند رہتا ہے جو اُس کے شارع نے دی ہے تو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

«۵۰۵» برخلاف قسمِ دوم کے کہ اُس میں اِنفکاک جائز ہے اور جب تک ولایت کسی ولی کی قسم سوم تک نہیں پہنچتی عارضی ہے اور خطرات سے امن میں نہیں۔ وجہ یہ کہ جب تک انسان کی سرشت میں خدا کی محبت اور اس کے غیر کی عداوت داخل نہیں۔ تب تک کچھ رگ وریشہ ظلم کا اس میں باقی ہے کیونکہ اُس نے حق ربوبیت کو

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

خلق آدم فاکرمہ۔ پیدا کیا آدم کو پس اکرام کیا اس کا۔ جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء جری اللہ نبیوں کے حلوں میں۔ اس فقرہ الہامی کے یہ معنے ہیں کہ منصب ارشاد و ہدایت اور مورد وحی الٰہی ہونے کا دراصل حلّۂ انبیاء ہے اور ان کے غیر کو بطور مستعار ملتا ہے اور یہ حلّۂ انبیاء امت محمدیہ کے بعض افراد کو بغرض تکمیلِ ناقصین عطا ہوتا ہے اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْ اِسْرَآئِیْلَ۔ پس یہ لوگ اگرچہ نبی نہیں پر نبیوں کا کام ان کو سپرد کیا جاتا ہے۔ وکنتم علٰی شفا حفرۃ فانقذکم منہا۔ اور تھے تم ایک گڑھے کے کنارہ پر سو اس سے تم کو خلاصی بخشی یعنی خلاصی کا سامان عطا «۵۰۵» فرمایا۔ عسٰی ربکم اَن یرحم علیکم وان عدتم عدنا و جعلنا جہنم للکافرین حصیرا۔ خدائے تعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بیّنہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے۔ تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدّت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پیچوں میں پھنس
گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا اُنہیں پیش آ گیا ہے کہ اب اُن سے بآسانی نکلنا «۸۱»
ان لوگوں کے لئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ اُنہیں قبول نہیں
کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان
سے اُتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا
لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی
استعارہ قرار دے کر معبّرین کے مذاق اور تجارب کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں

حاشیہ

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی
ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور اُن کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلی دور فرما کر «۸۰»
جواہرات علوم وحقائق ومعارف اُن کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے
لیتے تھک جائیں گے اور اُن میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ
جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیّب غذا صداقت کی اور شربت شیریں
معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقّہ کے موتیوں سے اُن کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور
لُبِ لُباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے اُن کو دیئے جائیں گے۔ «۸۱»

دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں
کو قتل کرے گا اور دجّال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی
وہ فی الفور مر جائے گا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر رکھی گئی ہے یہ ہے کہ
مسیح دنیا میں آ کر صلیبی مذہب کی شان وشوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا اور اُن
لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور خوکوں کی بے شرمی اور نجاست خواری ہے اُن پر «۸۲»
دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ
رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلی ندارد بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے انکو بیّن حجتوں کی
سیف قاطعہ سے ملزم کر کے اُن کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے یک چشم
لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دینِ محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے مسیحی دلائل کے جلالی دم سے
روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

﴿۳۰۱﴾ اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنے کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد
ہے جیسے مولوی عبدالرحمان صاحبزادہ مولوی محمد لکھووالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں
کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنے نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ
﴿۳۰۲﴾ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہوا کثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، دجال
معہود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہو قرآن شریف میں تمیں
کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بیّن کر رہی ہیں غرض یہ
﴿۳۰۳﴾ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو

جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر
کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے
﴿۳۰۲﴾ ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرۡحٌ
مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ [1] ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔
اب جاننا چاہیئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی
طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات
جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے
تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے
اور کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت
﴿۳۰۳﴾ میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام
سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ
نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے
یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے
چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک

[1] النمل: ۴۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

حسب اپنے مرتبہ کے رہائش اختیار کرتا ہے سو کیوں مسیح کے اُٹھائے جانے کا ایک نرالا مسئلہ بناویں۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ وہ ایک نورانی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا گیا جیسا کہ اَور نبی اُٹھائے گئے۔ اس کو نورانی جسم دیا گیا تبھی تو وہ کھانے اور پینے اور پاخانہ اور پیشاب کرنے کا محتاج نہ ہوا۔ اگر یہ کثیف اور خاکی جسم ہوتا تو آسمان پر اس کے لئے ایک باورچی خانہ اور ایک پاخانہ بھی چاہئے تھا کیونکہ اس خاکی جسد کے لئے خدائے تعالیٰ نے یہ تمام ضروری امور ٹھہرائے ہیں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات بیّنات سے ظاہر ہے۔

اے حضرات مولوی صاحبان جبکہ عام طور پر قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہوتی ﴿۴۶۹﴾
ہے اور ابتداء سے آج تک بعض اقوال صحابہ اور مفسّرین بھی اس کو مارتے ہی چلے آئے ہیں تو اب آپ لوگ ناحق کی ضد کیوں کرتے ہیں **کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے بھی تو دو۔** کب تک اس کو حیّ لا یموت کہتے جاؤ گے کچھ انتہاء بھی ہے پھر اگر آپ محض ضد کی راہ سے یہ کہیں کہ مسیح ابن مریم فوت تو ضرور ہو گیا تھا مگر اُسی خاکی جسم میں اُس کی روح آ گئی۔ تو کیا اس کا کوئی ثبوت بھی ہے۔ ماسوا اس کے اس صورت میں دو موتیں اس کے لئے تجویز کرو گے۔ یہ کہاں لکھا ہے اور کس کی ہدایت ہے کہ خدائے تعالیٰ **موتِ اُولیٰ** پر کفایت نہ کرے اور سارے جہان کے لئے ایک موت اور مسیح ناکردہ گناہ پر دو موتوں کی تکلیف نازل ہو۔ کیا کوئی حدیث ہے یا قرآن شریف کی آیت ہے جو اِن دو موتوں کے بارے میں آپ کے پاس ہے۔ یوں تو آپ حضرت مسیح کی لاش کو بڑی عزت کے ساتھ دفن کرنا چاہتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ حضرت سیّدنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کئے جائیں گے لیکن یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ دوسری
موت اُن کے لئے کس سخت گناہ کا پاداش ہوگی۔ اور واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ ﴿۴۷۰﴾
علیہ وسلم کی قبر میں اُن کا آخری زمانہ میں دفن ہونا یہ اس بات کی فرع ہے کہ پہلے اُن کا اسی جسم خاکی کے ساتھ زندہ اُٹھایا جانا ثابت ہو۔ ورنہ فرض کے طور پر اگر اس حدیث کو جو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

نور افشاں مطبوعہ ۲۳؍ اپریل کا اعتراض

﴿۴۷۲﴾ پرچہ نور افشاں میں مسیح کے صعود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صعود کی نسبت گیارہ شاگرد بچشم دید گواہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہاں تک حد نظر ہے جاتے دیکھا۔ چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعمال باب اوّل کی یہ آیتیں پیش کی ہیں۔

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ۔ اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظروں سے چھپا ﴿۴۷۳﴾ لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کے شاگردوں سے کچھ سُنا۔ پھر ایسے شخص کا بیان کیوں کر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

23۔ حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت کُلی/جزوی

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۲۴۰ — دافع البلاء

سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خداتعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے:۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاریٰ وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل ھو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد. و یمکرون و یمکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین. الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولوا العزم و قل رب ادخلنی مدخل صدق.

یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے۔ (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کردے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولد سے پاک ہے اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمد ہے یعنی احمد کا غلام۔

زندگی بخش جام احمد ہے — کیا پیارا یہ نام احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھ کر مقام احمد ہے
باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا — میرا بستاں کلام احمد ہے
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلام احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کے رو سے خدا کی تائید مسیح ابن مریم سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

تضاد:

صفی اللہ کے لئے کئی بروزات تھے جن میں سے حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی تھے لیکن یہ آخری بروز اکمل اور اتم ہے۔

اس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جزئی فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے اور تمام اہلِ علم اور معرفت اس فضیلت کے قائل ہیں اور اس سے کوئی محذور لازم نہیں آتا اور ﴿۱۵۸﴾ نہ میں اکیلا اس کا قائل ہوں۔ جس قدر اکابر اور عارف مجھ سے پہلے گذرے ہیں وہ تمام آخری آدم کو ولایت عامہ کا خاتم سمجھتے ہیں اور حقیقت آدمیہ کی بروزات کا تمام دائرہ اس پر ختم کرتے ہیں اور اپنے کشوف صحیحہ کے رُو سے اسی کا نام آخری آدم رکھتے ہیں اور اسی کا نام مہدی معہود اور اسی کا نام مسیح موعود رکھتے ہیں۔ ہاں جن لوگوں نے بروز کے مسئلہ کو اپنی جہالت سے نظر انداز کر دیا ہے اور خدا کی اس سنت کو جو اُس کی تمام مخلوق میں جاری وساری ہے بھول گئے ہیں وہ لوگ ایک سطحی خیال کو ہاتھ میں لے کر حضرت عیسٰی علیہ السلام کو جن کی رُوح حدیث معراج کی شہادت سے گذشتہ روحوں میں داخل ثابت ہوتی ہے۔ پھر دوبارہ آسمان سے اُتارتے اور دُنیا میں لاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ اس خیال سے مسئلہ بروز کا انکار لازم آتا ہے اور وہ انکار ایسا خطرناک ہے کہ اس سے اسلام ہی ہاتھ سے جاتا ہے۔ تمام ربّانی کتابیں مسئلہ بروز کی قائل ہیں خود حضرت مسیح نے بھی یہی تعلیم سکھلائی اور احادیث نبویہ میں بھی اِس کا بہت ذکر ہے اس لئے اس کا انکار سخت جہالت ہے اور اس سے خطرہ سلب ایمان ہے اور اسی غلطی سے درمیانی زمانہ کے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فیج اعوج کا نہایت برا لقب پایا اور اس اجماع کو بھول گئے جو حضرت ابوبکر کی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

23۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی/غیر تشریعی نبی

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۲ ۵ سراج منیر

﴿۳﴾ پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے۔کیا قراءت ولا محدّث کی یاد نہیں رہی۔پھر یہ کیسی بیہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔اے نادانو! بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے۔مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے۔یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول اور مرسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔و لکل ان یصطلح سو خدا کی اصطلاح ہے جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔

ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے اور نہ پرانا۔قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے۔کیا تم نے وہ حدیثیں نہیں پڑھیں جن میں رَسُولُ رَسُولِ اللّٰہ آیا ہے۔عرب کے لوگ تو اب تک انسان کے فرستادہ کو بھی رسول کہتے ہیں۔پھر خدا کو کیوں یہ حرام ہو گیا کہ مرسل کا لفظ مجازی معنوں پر بھی استعمال کرے۔کیا قرآن میں سے فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ[1] بھی یاد نہیں رہا۔انصاف دیکھو کیا یہی تکفیر کی بنا ہے۔اگر خدا کے حضور میں پوچھے جاؤ تو بتاؤ کہ میرے کافر ٹھہرانے کیلئے تمہارے ہاتھ میں کونسی دلیل ہے۔بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کیلئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا۔یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بکلی بند ہیں۔اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کے رو سے آ سکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔بلکہ ان کے

[1] یٰس: ۱۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

﴿۴﴾ نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کیلئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے۔ پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا۔ کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور۔ کیا یہ عقیدہ ہے کہ تمہارا فرضی مسیح وحی سے بکلی بے نصیب ہو کر آئے گا؟ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے کہ خواہ نخواہ ایسے شخص کو کافر بنایا جاتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی معنوں کی رو سے خاتم الانبیاء سمجھتا ہے اور قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کرتا ہے۔ تمام نبیوں پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ ہے اور شریعت کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتا ہے۔

اے مفتری لوگو! میں نے کسی نبی کی توہین نہیں کی۔ میں نے کسی عقیدہ صحیحہ کے برخلاف نہیں کہا۔ پر اگر تم خود نہ سمجھو تو میں کیا کروں۔ تم تو قائل ہو کہ جزئی فضیلت ایک ادنیٰ شہید کو ایک بڑے نبی پر ہو سکتی ہے۔ اور یہ سچ ہے کہ میں خدا کا فضل اپنے پر مسیح سے کم نہیں دیکھتا۔ مگر یہ کفر نہیں یہ خدا کی نعمت کا شکر ہے۔ تم خدا کے اسرار کو نہیں جانتے اس لئے کفر سمجھتے ہو۔ اس کو کیا کہو گے جو کہہ گیا ھو افضل من بعض الانبیاء۔ اگر میں تمہاری نظر میں کافر ہوں تو بس ایسا ہی کافر جیسا کہ ابن مریم یہودی فقیہوں کی نظر میں کافر تھا۔ میرے پاس خدا کے فضل کی اس سے بھی بڑھ کر باتیں ہیں مگر تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ خوب یاد رکھو کہ مجھ کو کافر کہنا **آسان** نہیں۔ تم نے ایک بھاری بوجھ سر پر اٹھایا ہے اور تم سے ان سب باتوں کا جواب پوچھا جائے گا!!

اے بدقسمت لوگو! تم کہاں گرے کونسی چھپی ہوئی بداعمالیاں تھیں جو تمہیں پیش آ گئیں۔ اگر تم میں ایک ذرہ بھی نیکی ہوتی تو خدا تمہیں ضائع نہ کرتا ابھی کچھ تھوڑا وقت ہے اور بہت سا ثواب کھو چکے ہو باز آ جاؤ۔ کیا خدا سے اس بیوقوف کی طرح لڑائی کرو گے جو زور آور کے آگے سے نہیں ہٹ جاتا یہاں تک کہ مارے پیسا جاتا اور کچلا جاتا ہے اور آخر ہڈیاں چور ہو کر اور مردہ سا بن کر زمین پر گر پڑتا ہے۔ یہودیوں نے لڑائی سے کیا لیا اور تم کیا لو گے؟ هذا و بعد الموت نحن نخاصم۔ بہت کچھ صوفیوں نے بھی انسانی کمالات

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

الحکم نمبر ۱۷ جلد ۱۲ — ۱۴ — ۱۴- جولائی [illegible]

مردے کو زندہ کر سکتا ہے؟ اور شفا دے سکتی ہے کر سکتا ہے وہ۔

میں سچ کہتا ہوں کہ خدا اسی طرح زندہ ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زندہ تھا۔ خدا نے ہمیں ایک شخص مستقل پہنچانے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا اب وہ ہمیں رستے میں ہی چھوڑ دے گا؟ بطور مثال کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ خدا ایک انسان سے کسی نے وعدہ کیا کہ تمہیں مثلاً کلکتہ تک پہنچا دیگا مگر جب وہ نصف رستہ میں پہنچا تو اس کو چھوڑ دیا اب وہ نہ ادھر کا نہ ادھر کا۔ کیا یہ انصاف ہے اور ظلم نہیں۔

ہم خدا پر ایسا الزام نہیں لگا سکتے

کہ اس نے وعدہ کیا کہ قیامت تک خلفاء اور مجددین کا سلسلہ جاری رکھونگا۔ مگر ایک خاص وقت کے بعد اس نے ایسا کرنا چھوڑ دیا۔ سورہ نور میں آیت استخلاف کو غور سے پڑھ کر دیکھ لو۔ میں بھی اسی وعدہ کے موافق آیا ہوں، اور اسی لئے موعود کہلاتا ہوں۔ یہ نہیں کہ آدم کی طرح میرا ہی نام آ گیا ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ آخری زمانہ میں امت بگڑ جائے گی۔ اور جس قسم کی حالت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہود کی حالت تھی۔ وہی حالت مسلمانوں کی موعود مسیح محمدی کے زمانہ میں ہو جائے گی۔ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ خود مسلمانوں سے پوچھ لو کہ آج زمانہ کے مسلمانوں اور علماء کا کیا حال ہو رہا ہے کہ کہا ہے کہ ایسے ہو جاویں گے کہ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ ایمان صرف زبانوں پر ہی ہوگا۔ اب صاف ہے کہ ایسے وقت میں ان کی اصلاح کے واسطے جو شخص آئیگا۔ وہ بھی مناسب حال ہی آئیگا۔ اور ضرورت اور کام کے لحاظ سے اس کا نام بھی مسیح ہوگا۔

کیا یہ ظاہر نہیں۔ کہ دین مرگیا تو پھر جب کسی آدمی کا عزیز دوست مثل کو یا الّو گیا۔ بلی بھی مر جائے زمانے سے تو رنج ہوتا ہے اور افسوس آتا ہے تو کیا وجہ کہ دین کی موت کا کسی کو رنج نہیں اور کسی کے دل میں ماتم نہیں نظر آتا؟

یہ بھی مجھ پر الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نبوت کا دعوے کرتا ہوں اور کہ میں نے نیا دین بنا لیا ہے یا میں کسی الگ قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں یا مسلمانوں سے الگ نکل گیا ہوں یا قرآن کو منسوخ کر کے اور قرآن بنا لیا ہے۔ سو اس تہمت کے جواب میں بجز اس کے کہ

لعنت اللہ علی الکاذبین کہوں

اور کیا کہوں۔ میرا دعوے صرف یہ ہے کہ موجودہ مفاسد کے باعث خدا نے مجھے بھیجا ہے اور میں اس امر کا اخفا نہیں کر سکتا کہ مجھے مکالمہ مخاطبہ کا شرف عطا کیا گیا ہے۔ اور خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور کثرت سے ہوتا ہے۔ اسی کا نام نبوت ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔ نبأ ایک عربی لفظ ہے جس کے معنے ہیں خبر کے۔ اب جو شخص کوئی خبر خدا سے پاکر خلق پر ظاہر کرے گا۔ اس کو عربی میں نبی کہیں گے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر کوئی دعوے نہیں کرتا۔ یہ تو نزاع لفظی ہے کثرت مکالمہ مخاطبہ کو دوسرے الفاظ میں نبوت کہا جاتا ہے۔

دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ اس امر کی صراحت کرتا ہے نبوت اگر اسلام میں موقوف ہو چکی ہے تو یقیناً جانو کہ اسلام بھی مر گیا۔ اور پھر کوئی امتیازی نشان بھی نہیں ہے۔ ایک باغ جسکو رکھنے والی اور باغبان نے چھوڑ دیا۔ اسے بحالہ اس کی آبپاشی کی اسکو فکر نہیں۔ تو نتیجہ ظاہر ہے کہ چند سال بعد وہ باغ خشک ہو کر بے ثمر ہو جائیگا۔ اور آخر کار لکڑیاں جلانے کے کام میں لائی جاوینگی اصل میں ان کی اور ہماری تو

نزاع لفظی ہے

مکالمہ مخاطبہ کا تو یہ لوگ خود بھی اقرار کرتے ہیں۔ محمود صاحب بھی اس کے قائل ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اور اولیاء اللہ کو کثرت سے خدا کا مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ وہ محدث اور نبی کہلاتے ہیں۔ اچھا میں پوچھتا ہوں کہ ایک انسان خدا سے خبر پا کر دنیا پر ظاہر کرے۔ تو اس کا نام آپ لوگ عربی زبان میں بجز نبی کے اور کیا تجویز کرتے ہیں؟ عجیب بات ہے کہ اسی لفظ کے مفہوم کو اگر زبان اردو میں یا پنجابی میں بیان کیا جاوے تو مان لیتے ہیں اور اگر عربی میں پیش کریں۔ تو نفرت اور انکار کرتے ہیں یہ تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟

اب صرف یہی بات باقی ہے جسے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے شاید اس مذہب ... گروہ کو بھی اس امر پر جھکا دیا ہوا ہے اور ہم سے بدظن کرنے کی کوشش ہے۔ لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں پر ظاہر کر دوں۔ کہ

خدا نے مجھے تجدید دین کیواسطے تائید اور نصرت کیساتھ تازہ نشانات دیکر بھیجا ہے۔ تا دین کو تازہ کر دیا جاوے۔ آپ بھی نہیں سمجھتے کہ اگر خدا نے مجھے نہ بھیجا ہوتا تو یہ دین بھی اور دینوں کی طرح صرف قصے کہانیوں پر رہ جاتا محدود ہو جاتا۔ خدا سے آنیوالا نور نہیں رہ جاتا۔ انجام کار خدا اسکی سرسبزی اپنا ظاہر کر دیتا ہے۔

ان لوگوں نے میری تردید کے واسطے جھوٹ سے حجت سے افترے اور طرح طرح کے حیلوں سے کام لیا ہے اور ہماری ترقی روکنے کے واسطے بہت لوگوں کو بدظن کرنے کے واسطے سخت سے سخت کوششیں کی ہیں مگر خدا کی قدرت ہے کہ باوجود ہماری ترقی ہی ہوتی گئی۔ اور یہی ہے جتنے کہ اب چار لاکھ سے بھی زیادہ لوگ مختلف ممالک میں ہماری جماعت کے موجود ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ سمجھدار لوگ جب سمجھ لیتے ہیں۔ کہ یہی راہ دشمن پر غلبہ پانے کی ہے تو پھر وہ اس پر سچے دل سے قائم ہو جاتے ہیں۔

اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ ان کا مذہب ہے کہ حضرت عیسیٰ مرے نہیں۔ بلکہ زندہ ہیں۔ اور آنحضرت وفات پاکر مدینے میں مدفون ہیں۔ بتایئے انہوں نے آنحضرت کی عزت پر کیا حملہ کیا ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ وہی اسرائیلی نبی پھر دنیا میں آکر امت محمدیہ کی اصلاح اور تجدید دین کرے گا۔ اب فرمایئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب ایک اسرائیلی نبی آ گیا تو پھر آنحضرت م کس طرح خاتم النبیین ہوئے؟ اس اعتقاد سے تو خاتم النبیین حضرت عیسےٰ ٹھہرے۔ نہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حاشا و کلا جیسے ہم تو خود براہ راست خدا کے نبی تھے کیا ان کی پہلی شریعت اور نبوت منسوخ ہو جائے گی؟ جب سورہ نور میں بہ صاف الفاظ میں وعدہ ہو چکا کہ جو آئیگا تم میں سے ہی آئیگا۔ تمہارے غیر کو قدم رکھنے کی اب گنجائش نہیں۔ اور بخاری میں بھی جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ اما مکم منکم

تضاد:

الحکم نمبر ۹ جلد ۷ — ۳ — ۱۰ مارچ ۱۹۰۳ء

حضرت مسیح علیہ السلام غیر نبی کوئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ توریت کو پورا کرنے آئے تھے

بلکہ قرآن شریف کے احیاء کے لیے آیا ہے

تکمیل اشاعت ہدایت کہلاتی ہے

میرا ایک کام یہ بھی ہے کہ تکمیل اشاعت ہدایت کروں

سوالات اور ان کے جواب

دارالامان کا ہفتہ

ہمارے مقدمات

حضرت مسیح کے صاحب شریعت نہ ہونے کا ثبوت

25۔ حضور ﷺ کی معراج جسمانی/کشف

قول:

اپنی طرف اُٹھا لیا ہے جیسا کہ آیت اِرْجِعِيٓ اِلٰى رَبِّكِ [1] اسی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ خدائے تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے اور حاضر ناظر ہے اور جسم اور جسمانی نہیں اور کوئی جہت نہیں رکھتا پھر کیوں کر کہا جائے کہ جو شخص خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھایا گیا ضرور اس کا جسم آسمان میں پہنچ گیا ہوگا۔ یہ بات کس قدر صداقت سے بعید ہے راستباز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ اُن کا گوشت اور پوست ﴿۲۴۸﴾
اور اُن کی ہڈیاں خدائے تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں۔ خدائے تعالیٰ خود ایک آیت میں فرماتا ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ [2] یعنی خدائے تعالیٰ تک گوشت اور خون قربانیوں کا ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اعمال صالحہ کی رُوح جو تقویٰ اور طہارت ہے وہ تمہاری طرف سے پہنچتی ہے۔

اس تمام تقریر سے ایک سچائی کے طالب کے لئے ایک پوری پوری اطمینان اور تسلّی ملتی ہے کہ جہاں جہاں قرآن شریف اور حدیث میں کسی مجسم چیز کا آسمان سے اتارا جانا لکھا ہے خواہ حضرت مسیح ہیں یا اور چیزیں، وہ سب الفاظ ظاہر پر ہرگز محمول نہیں ہیں چنانچہ ہمارے علماء بھی ایک مسیح کو باہر نکال کر باقی تمام مقامات میں ظاہر معانی کو باطن کی طرف پھیر لیتے ہیں فقط مسیح کی نسبت کچھ ایسی ضد اور چِڑ ان کی طبیعتوں میں بیٹھ گئی ہے کہ بجز اس کے راضی نہیں ہوتے کہ اُن کے جسم کو آسمان پر پہنچاویں اور پھر کسی نامعلوم زمانہ میں اُسی جسم کا آسمان سے اُترنا یقین کریں۔

ہمارے علماء خدائے تعالیٰ ان کے حال پر رحم کرے ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ﴿۲۴۹﴾
مرتبہ اور شان کو نہیں دیکھتے کہ سب سے زیادہ خدائے تعالیٰ کا انہیں پر فضل تھا مگر باوجودیکہ آنحضرت کے رفع جسمی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے سمیت شب معراج میں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے تھے تقریباً تمام صحابہ کا یہی اعتقاد تھا جیسا کہ مسیح کے اُٹھائے جانے کی نسبت اس زمانہ کے لوگ اعتقاد رکھتے ہیں یعنی جسم کے ساتھ اُٹھائے جانا اور پھر جسم کے ساتھ اترنا

[1] الفجر: ۲۹ [2] الحج: ۳۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد

:

اور وہ یہ ہے۔ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ[1] اب جب کہ فوت ہوجانا ثابت ہوا تو اس سے ظاہر ہے کہ اُن کا جسم اُن سب لوگوں کی طرح جو مرجاتے ہیں زمین میں دفن کیا گیا ہوگا کیونکہ قرآن شریف بصراحت ناطق ہے کہ فقط اُن کی روح آسمان پر گئی نہ کہ جسم۔ تب ہی تو حضرت مسیح نے آیت موصوفہ بالا میں اپنی موت کا صاف اقرار کردیا اگر وہ زندوں کی شکل پر خاکی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف پرواز کرتے تو اپنے مرجانے کا ہرگز ذکر نہ کرتے اور ایسا ہرگز نہ کہتے کہ میں وفات پاکر اس جہان سے رخصت کیا گیا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ جبکہ آسمان پر ﴿۲۷﴾ اُن کی روح ہی گئی تو پھر نازل ہونے کے وقت جسم کہاں سے ساتھ آجائے گا۔

ازانجملہ ایک یہ اعتراض ہے کہ نیا اور پُرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کُرّۂ زَمْہَرِیر تک بھی پہنچ سکے بلکہ علم طبعی کی نئی تحقیقاتیں اس بات کو ثابت کرچکی ہیں کہ بعض بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچ کر اس طبقہ کی ہوا ایسی مُضرِ صحت معلوم ہوئی ہے کہ جس میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ پس اس جسم کا کرّۂ ماہتاب یا کرّۂ آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے ☆

☆ حاشیہ: اس جگہ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات میں سے ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اس جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہوگا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیئے۔ ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک نوری جسم کے ساتھ حسبِ استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی ﴿۲۸﴾ سیر کرسکتا ہے پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس ناطقہ کی اعلیٰ درجہ کی استعداد تھی اور انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے پہنچ گئے سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنیٰ درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفیٰ اور اجلیٰ ہوتی ہے اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف خود صاحب تجربہ ہے۔ اس جگہ زیادہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ انشاء اللہ کسی اور محل میں مفصل طور پر بیان کیا جائے گا۔ منہ

[1] المآئدۃ : ۱۱۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

26۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۰ ۲۸۳ ست بچن

﴿۱۵۹﴾

بچالے گا۔ بلکہ بیشمار جونوں کا بھگتنا ضروری ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتا اور کرم اور جود کے طور پر کچھ بخشش کرنا تو پرمیشر کی عادت ہی نہیں۔ جو کچھ انسان یا حیوان کوئی عمدہ حالت رکھتا ہے یا کوئی نعمت پاتا ہے وہ کسی پہلی جون کا **پھل** ہے مگر افسوس کہ باوجودیکہ آریوں کو وید کے اصولوں پر بہت ہی ناز ہے مگر پھر بھی یہ ویدکی **باطل تعلیم** ان کی انسانی کانشنس کو مغلوب نہیں کرسکی اور مجھے ان ملاقاتوں کی وجہ سے جو اکثر اس فرقہ کے بعض لوگوں سے ہوتی ہیں یہ بات بارہا تجربہ میں آچکی ہے کہ جس طرح نیوگ کے ذکر کے وقت ایک **ندامت** آریوں کو دامنگیر ہوجاتی ہے اسی طرح وہ نہایت ہی ندامت زدہ ہوتے ہیں جب کہ ان سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ پرمیشر کی قدرتی اور اخلاقی طاقتیں کیوں ایسی محدود ہوگئیں جن کی شامت سے اس کی خدائی بھی عندالعقل ثابت نہیں ہوسکتی اور جس کی وجہ سے بدنصیب آریہ **دائمی نجات** پانے سے محروم رہے۔ غرض ہندوؤں کے پرمیشر کی **حقیقت** اور ماہیت یہی ہے کہ وہ اخلاقی اور **الوہیت** کی طاقتوں میں نہایت کمزور اور قابل رحم ہے اور شاید یہی سبب ہے کہ ویدوں میں پرمیشر کی پرستش چھوڑ کر اگنی اور وایو اور چاند اور سورج اور پانی کی پرستش پر زور ڈالا گیا ہے اور ہریک عطا اور بخشش کا سوال ان سے کیا گیا ہے کیونکہ جبکہ پرمیشر آریوں کو کسی منزل تک نہیں پہنچا سکتا بلکہ خود پوری قدرتوں سے محروم رہ کر نامرادی کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے تو پھر دوسرے کا اس پر بھروسہ کرنا صریح غلطی ہے۔ ہندوؤں کے پرمیشر کی **کامل تصویر** آنکھوں کے سامنے لانے کیلئے اسی قدر کافی ہے جو ہم لکھ چکے۔

اب دوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے جس کے حامی نہایت زور وشور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع **مسیح** رکھا ہوا ہے بڑے مبالغہ سے **سچا خدا** سمجھتے ہیں اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے جو ۳۲ برس کی عمر پاکر اس دارالفنا سے گذر گیا۔ جب ہم سوچتے ہیں کہ کیونکر وہ گرفتار ہونے کے وقت ساری رات دعا کرکے پھر بھی اپنے مطلب سے نامراد رہا اور ذلت کے ساتھ پکڑا گیا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

﴿ب﴾

نے خود اپنے اس قصہ کی مثال یونس کے قصہ سے دی اور ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا پس اگر مسیح مر گیا تھا تو یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبّہ اور مشبّہ بہٖ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔

غرض اس مرہم کی تعریف میں اس قدر لکھنا کافی ہے کہ مسیح تو بیماروں کو اچھا کرتا تھا مگر اس مرہم نے مسیح کو اچھا کیا انجیلوں سے یہ پتہ بھی بخوبی ملتا ہے کہ انہیں زخموں کی وجہ سے حضرت مسیح پلاطوس کی بستی میں چالیس۴۰ دن تک برابر ٹھہرے اور پوشیدہ طور پر یہی مرہم ان کے زخموں پر لگتی رہی آخر اللہ تعالیٰ نے اسی سے ان کو شفا بخشی اس مدت میں زیرک طبع حواریوں نے یہی مصلحت دیکھی کہ جاہل یہودیوں کو تلاشی اور جستجو سے باز رکھنے کے لئے اور نیز ان کا پُرکینہ جوش فرو کرنے کی غرض سے پلاطوس کی بستیوں میں یہ مشہور کر دیں کہ یسوع مسیح آسمان پر معہ جسم اٹھایا گیا اور فی الواقعہ انہوں نے یہ بڑی دانائی کی کہ یہودیوں کے خیالات کو اور طرف لگا دیا اور اس طرف پہلے سے یہ انتظام ہو چکا تھا اور بات پختہ ہو چکی تھی کہ فلاں تاریخ پلاطوس کی عملداری سے یسوع مسیح باہر نکل جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حواری ان کو کچھ دور تک سڑک پر چھوڑ آئے اور حدیث صحیح سے جو طبرانی میں ہے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس واقعہ کے بعد ستاسی ۸۷ برس زندہ رہے اور ان برسوں میں انہوں نے بہت سے ملکوں کی سیاحت کی اسی لئے ان کا نام مسیح ہوا۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ اس سیاحت کے زمانہ میں تبت میں بھی آئے ہوں جیسا کہ آجکل بعض انگریزوں کی تحریروں سے سمجھا جاتا ہے ڈاکٹر برنیئر اور بعض دوسرے یوروپین عالموں کی یہ رائے ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ کشمیر کے مسلمان باشندہ دراصل یہود ہوں پس یہ رائے بھی کچھ بعید نہیں کہ حضرت مسیح انہیں لوگوں کی طرف آئے ہوں اور پھر تبت کی طرف رخ کر لیا ہو اور کیا تعجب کہ حضرت مسیح کی قبر کشمیر☆ یا اس کے نواح میں ہو۔ یہودیوں کے ملکوں سے ان کا نکلنا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ نبوت ان کے خاندان سے خارج ہو گئی۔ جو لوگ اپنی قوت عقلیہ سے کام لینا نہیں چاہتے ان کا منہ بند کرنا مشکل ہے مگر مرہم حواریّین نے اس بات کا صفائی سے فیصلہ کر دیا کہ

☆ حاشیہ در حاشیہ۔ ڈاکٹر برنیر اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''کشمیر میں یہودیت کی بہت سی علامتیں پائی جاتی ہیں چنانچہ پیر پنجال سے گذر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا تو دیہات کے باشندوں کی صورتیں یہود کی سی دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی ان کی صورتیں اور ان کے طور طریق اور وہ ناقابل بیان خصوصیتیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے لوگوں کی خود بخود شناخت اور تمیز کر سکتا ہے۔ سب یہودیوں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-4.pdf

قسم کے دھوکوں کے نمونے دوسری قوموں میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لوگ عادت اللہ کی طرف خیال نہیں کرتے اور وہ معنے جو مسنون اللہ اور قرین قیاس ہیں ترک کر کے ایک بے ہودہ اور بے اصل معنے قبول کر لیتے ہیں سو سید احمد صاحب کا دوبارہ آنا جو ہمارے اکثر موحد بھائی بڑے ذوق وشوق سے انتظار کر رہے ہیں درحقیقت اسی قسم کے خیالات میں سے ہے اے حضرات! احمد آنے والا آ گیا۔ اب تم بھی سمجھ لو کہ سید احمد آ گیا کیونکہ مومن کنفسٍ واحدۃٍ ہوتے ہیں۔ ولِلّٰہِ دَرُّ القائل۔

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند ہر زمان آیند در رنگے دگر

ہائے افسوس لوگ اس بات سے کیسے بے خبر ہیں کہ ہر ایک فرد بشر کو موت لگی ہوئی ہے اور دوبارہ آنا کسی فوت شدہ کا۔ یعنی حقیقی طور پر خدائے تعالیٰ ہرگز تجویز نہیں کرتا اور کوئی صالح آدمی دو موتوں اور دو جان کندنوں سے ہرگز معذب نہیں ہوسکتا۔ اس بے ہودہ خیال سے کہ مسیح ابن مریم زندہ آسمان پر بیٹھا ہے بڑے بڑے فتنے دنیا میں پڑ گئے ہیں ﴿۷﴾ دراصل عیسائیوں کے پاس مسیح کو خدا ٹھہرانے کی یہی بنیاد ہے اور اس کو زندہ ماننے سے رفتہ رفتہ انکا یہ خیال ہو گیا کہ اب باپ کچھ نہیں کرتا سب کچھ اس نے اپنے بیٹے کو جو زندہ موجود ہے سپرد کر رکھا ہے۔ غرض یہی اول دلیل مسیح کے خدا ہونے کی عیسائیوں کے پاس ہے۔ جس کی ہمارے علماء تائید کر رہے ہیں مگر حق بات یہی ہے کہ وہ فوت ہو گئے قرآن کریم ان کے فوت پر انہیں لفظوں سے شاہد ہے جو دوسرے موتیٰ کیلئے استعمال کئے گئے ہیں بخاری میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موت کی تصدیق کرتے ہیں ابن عباس جیسے جلیل الشان صحابی اس آیت توفّی عیسیٰ کے بھی موت ہی معنے بیان کرتے ہیں اور طبرانی اور حاکم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ ایک سو بیس برس تک زندہ رہا۔ اسی حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیسیٰ سے میری عمر آدھی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو غالباً ہمارے نبی

تضاد:

کرتے کرتے اس کے منہ پر آنسو رواں ہوگئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اُس کے رخساروں پر بہنے
لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا تب اُس کے تقویٰ کی وجہ سے اس کی دُعا سنی گئی اور خدا کے فضل ﴿۲۷﴾
نے کچھ اسباب پیدا کر دیئے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اُتارا گیا اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل
بنا کر اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا باہر نکل آیا اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف
چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ
قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ[1] یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو
ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی۔ اور
احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسیٰؑ ابن مریم نے ایک سو بیس برس عمر پائی اور پھر فوت ہو کر
اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰؑ کا ہم نشین ہوا کیونکہ اس کے واقعہ اور یحییٰؑ نبی کے
واقعہ کو باہم مشابہت تھی۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر
ہے۔ لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گزر چکے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے۔ خدا کسی کے برگزیدہ کرنے
میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیصر روم کی
عملداری کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے۔ (۷) ساتویں خصوصیت یہ ہے کہ رومی سلطنت کو
مذہب عیسوی سے مخالفت تھی مگر آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب عیسائی قیصری قوم میں گھس گیا یہاں تک
کہ کچھ مدت کے بعد خود قیصر روم عیسائی ہوگیا۔ (۸) آٹھویں خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کے
وقت میں جس کو اہل اسلام عیسیٰؑ کہتے ہیں ایک نیا ستارہ نکلا تھا (۹) نویں خصوصیت یہ ہے کہ جب
اس کو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا (۱۰) دسویں خصوصیت یہ ہے کہ اس کو دکھ دینے
کے بعد یہودیوں میں سخت طاعون پھیلی تھی (۱۱) گیارہویں خصوصیت یہ ہے کہ اس پر مذہبی تعصب
سے مقدمہ بنایا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ سلطنت روم کا مخالف اور بغاوت پر آمادہ
ہے (۱۲) بارہویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ صلیب پر چڑھایا گیا تو اس کے ساتھ ایک چور بھی
صلیب پر لٹکایا گیا (۱۳) تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ پیلاطوس کے سامنے سزائے موت
کے لئے پیش کیا گیا تو پیلاطوس نے کہا کہ میں اس کا کوئی گناہ نہیں پاتا۔ (۱۴) چودھویں خصوصیت یہ ﴿۲۸﴾
کہ اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا

[1] المؤمنون: ۵۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پر چڑھتا ہے سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچا لیا اور ان کی تمام رات کی دعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے ان کو صلیب اور صلیب کے نتیجوں سے نجات دی ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدّت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلّہ کے قریب آپ کا مُقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی میں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اِس جرم کی سزا میں سولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دِل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے وہ مجھے اِس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اُسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لئے چاہیئے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

کوئی **صورت** ادائے قرضہ کی نظر نہ آتی تھی۔ جب عیسائی کہا کرتے تھے کہ **ربنا یسوع** مسیح آسمان پر زندہ مع جسم چڑھ گیا بڑی طاقت دکھلائی خدا جو تھا مگر تمہارا نبی تو **ہجرت** کرنے کے بعد مدینہ تک بھی پرواز کر کے نہ جا سکا غارِ ثور میں ہی تین دن تک چھپا رہا آخر بڑی مشکل سے مدینہ تک پہنچا اور پھر بھی عمر نے وفا نہ کی دس برس کے بعد **فوت** ہو گیا اور **اب** وہ قبر میں اور زیرِ زمین ہے مگر یسوع مسیح **زندہ آسمان** پر ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہی دوبارہ **آسمان** سے اُتر کر دنیا کا انصاف کرے گا۔ ہر ایک جو اس کو خدا نہیں جانتا وہ پکڑا جائے گا اور آگ میں ڈالا جائے گا۔

اس کا جواب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں آتا نہایت شرمندہ اور ذلیل ہوتے تھے **اب** یسوع مسیح کی خوب خدائی **ظاہر** ہوئی۔ آسمان پر چڑھنے کا سارا **بھانڈا پھوٹ** گیا۔ **اوّل** تو ہزار نسخہ سے زیادہ ایسی طبی کتابیں جن کو پُرانے زمانہ میں رومیوں یونانیوں مجوسیوں عیسائیوں اور سب سے بعد مسلمانوں نے بھی ان کا ترجمہ کیا تھا پیدا ہو گئیں جن میں ایک نسخہ مرہم عیسیٰ کا لکھا ہے اور ان کتابوں میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ مرہم **حضرت** عیسیٰ کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ ازاں بعد کشمیر میں **حضرت** عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بھی پیدا ہو گئی۔ پھر اس کے بعد عربی اور فارسی میں پُرانی کتابیں پیدا ہو گئیں جو **بعض ان** میں سے ہزار برس کی تصنیف ہیں اور **حضرت** عیسیٰ کی **وفات** کی گواہی دیتی اور قبر اُن کی کشمیر میں بتلاتی ہیں اور پھر سب کے بعد جو آج ہمیں خبر ملی یہ تو ایک ایسی خبر ہے کہ گویا آج اس نے مسلمانوں کے لئے **عید کا دن** چڑھا دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حال میں بمقام یروشلم پطرس حواری کا دستخطی ایک کاغذ پُرانی عبرانی میں لکھا ہوا **دستیاب** ہوا ہے جس کو کتاب کشتی نوح کے ساتھ شامل کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ **حضرت** مسیح صلیب کے واقعہ سے تخمیناً پچاس برس بعد اسی زمین پر **فوت** ہو گئے تھے اور وہ کاغذ ایک عیسائی کمپنی نے **اڑھائی لاکھ روپیہ دے کر خرید لیا ہے** کیونکہ یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ وہ پطرس کی تحریر ہے اور ظاہر ہے کہ اس قدر ثبوتوں کے جمع ہونے کے بعد جو زبردست شہادتیں ہیں پھر اس بیہودہ اعتقاد سے جو عیسیٰ زندہ ہے باز نہ آنا ایک دیوانگی ہے امورِ محسوسہ مشہودہ سے انکار نہیں ہو سکتا سو **مسلمانو تمہیں مبارک ہو آج تمہارے لئے عید** کا دن ہے اُن پہلے جھوٹے عقائد کو دفع کرو اور اب قرآن کے مطابق اپنا عقیدہ بنالو۔ مکرر یہ کہ یہ آخری شہادت

حضرت عیسیٰ کے سب سے بزرگ تر حواری کی شہادت ہے یہ وہ حواری ہے کہ اپنی تحریر میں جو برآمد ہوئی ہے خود اس شہادت کے لئے یہ الفاظ استعمال کرتا ہے کہ مَیں ابن مریم کا خادم ہوں اور اب مَیں نوے۹۰ سال کی عمر میں یہ خط لکھتا ہوں جبکہ مریم کے بیٹے کو مرے ہوئے تین سال گزر چکے ہیں لیکن تاریخ سے یہ امر ثابت شدہ ہے اور بڑے بڑے مسیحی علماء اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ پطرس اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش قریب قریب وقت میں تھی اور واقعہ صلیب کے وقت حضرت عیسیٰ کی عمر قریباً ۳۳ سال اور حضرت پطرس کی عمر اُس وقت تیس چالیس سال کے درمیان تھی (دیکھو کتاب سمتھس ڈکشنری جلد ۳ صفحہ ۲۴۴۶ و موٹی ٹیولس نیو ٹسٹیمنٹ ہسٹری و دیگر کتب تاریخ) اور اس خط کے متعلق اکابر علماء مذہب عیسوی نے بہت تحقیقات کر کے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ صحیح ہے اور اس کیلئے بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں ایسی عزت سے یہ تحریر دیکھی گئی ہے کہ ایک رقم کثیر اس کے عوض میں وارثان اُس مقدس راہب کو دی گئی ہے جس کے کتب خانہ سے بعد وفات یہ کاغذ برآمد ہوا اور ہمارے نزدیک اس کاغذ کی صحت پر ایک اور قوی دلیل ہے کہ ایسے شخص کے کتب خانہ سے یہ کاغذ نکلا ہے جو رومن کیتھولک عقیدہ رکھتا تھا اور نہ صرف حضرت عیسیٰ کی خدائی کا قائل تھا بلکہ حضرت مریم کی خدائی کا بھی قائل تھا یہ کاغذات اُس نے محض ایک پُرانے تبرکات میں رکھے ہوئے تھے اور چونکہ وہ پُرانی عبرانی تھی اور طرز تحریر بھی پُرانی تھی اس لئے وہ اس کے مضمون سے محض ناآشنا تھا۔ **یہ ایک نشان ہے** ماسوا اس نئی شہادت کے جو حضرت پطرس کے خط میں سے نکلی ہے۔ متقدمین میں بھی عیسائیوں کے بعض فرقے خود اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ صلیب پر سے ایک موت کی سی سخت بیہوشی میں اُتارے گئے تھے اور ایک غار کے اندر تین دن کے علاج معالجہ سے تندرست ہو کر کسی اور طرف چلے گئے جہاں مدت تک زندہ رہے ان عقائد کا ذکر انگریزی کتابوں میں مفصل درج ہے جن میں سے کتاب نیو لائف آف جیزس مصنفہ سٹراس اور کتاب ماڈرن ڈوٹ اینڈ کرسچن بیلیف اور کتاب سوپر نیچرل ریلیجن کی بعض عبارتیں ہم نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں درج کی ہیں۔

المؤلف میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۰۲ء

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

27۔ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں/بلاد شام/گلیل/مدینہ

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۹ — ۱۶ — کشتی نوح

نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی کیونکہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔ سو ایسا ہی خدا نے مسیح موعود میں چاہا یہی بھید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا یعنی وہ میں ہی ہوں اور اس میں دورنگی نہیں آئی اور تم یقیناً سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہو گیا ہے اور کشمیر سرینگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے☆ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس کے مر جانے کی خبر دی ہے اور اگر اس آیت کے اور معنی ہیں تو عیسیٰ بن مریم کی موت کی قرآن میں کہاں خبر ہے۔ مرنے کے متعلق جو آیتیں ہیں اگر وہ اور معنی رکھتی ہیں جیسا کہ ہمارے مخالف سمجھتے ہیں تو گویا قرآن نے اس کے مرنے کا کہیں ذکر نہیں کیا کہ وہ کسی وقت مرے گا بھی۔ خدا نے ہمارے نبی کے مرنے کی خبر دی مگر سارے قرآن میں عیسیٰ کے مرنے کی خبر نہ دی۔ اس میں کیا راز ہے اور اگر کہو کہ عیسیٰ کے مرنے کی اس آیت میں خبر ہے کہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ[1] ❁ سو یہ آیت تو صاف دلالت کرتی ہے کہ وہ عیسائیوں کے بگڑنے سے پہلے مر چکے ہیں غرض اگر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے یہ معنی ہیں کہ مع جسم زندہ عیسیٰ کو آسمان پر اٹھا لیا تو کیوں خدا نے ایسے شخص کی موت کا سارے قرآن میں ذکر نہیں کیا جس کی زندگی

☆ **نوٹ:** عیسائی محققوں نے اسی رائے کو ظاہر کیا ہے دیکھو کتاب سوپرنیچرل ریلیجن صفحہ ۵۲۲۔ اگر تفصیل چاہتے ہو تو ہماری کتاب تحفہ گولڑویہ کا صفحہ ۱۳۹ دیکھ لو۔ منہ

❁ اسی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا میں نہیں آئیں گے کیونکہ اگر وہ دنیا میں آنے والے ہوتے تو اس صورت میں یہ جواب حضرت عیسیٰ کا محض جھوٹ ٹھہرتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں جو شخص دوبارہ دنیا میں آیا اور چالیس برس رہا اور کروڑہا عیسائیوں کو دیکھا جو اس کو خدا جانتے تھے اور صلیب توڑا اور تمام عیسائیوں کو مسلمان کیا وہ کیونکر قیامت کو جناب الٰہی میں یہ عذر کر سکتا ہے کہ مجھے عیسائیوں کے بگڑنے کی کچھ خبر نہیں۔ منہ

[1] المائدۃ:۱۱۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

ویخرّون علی الاذقان۔ ربّنا اغفرلنا ذُنوبنا انّا کنّا
اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر کہ ہم
خاطئین۔ یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک۔ لا تثریب علیکم الیوم
خطا پر تھے۔ اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی مَیں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو! آج تم پر کوئی ملامت نہیں
یغفر اللّٰہ لکم۔ وھو ارحم الراحمین۔ تلطّف بالنّاس وترحّم ﴿۱۰۱﴾
خدا تمہارے گناہ بخش دے گا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات سے
علیھم انت فیھم بمنزلۃ موسٰی۔ یأتی علیک زمنٌ
پیش آ۔ تُو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ تیرے پر موسیٰ کے زمانہ

بقیہ حاشیہ

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمت میں جو اس درجہ کی صلاح و تقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دل سوزی اُمت کیلئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:- اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ [1] پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مرگیا اور اُس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰوَیۡنٰھُمَاۤ اِلٰی رَبۡوَۃٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیۡنٍ [2] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفّا پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مکالمہ مخاطبہ الہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ **ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا۔** منہ ﴿۱۰۱﴾

[1] الفاتحۃ : ۶،۷ [2] المومنون : ۵۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۱۹﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ اُن کا مزار ہے اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔

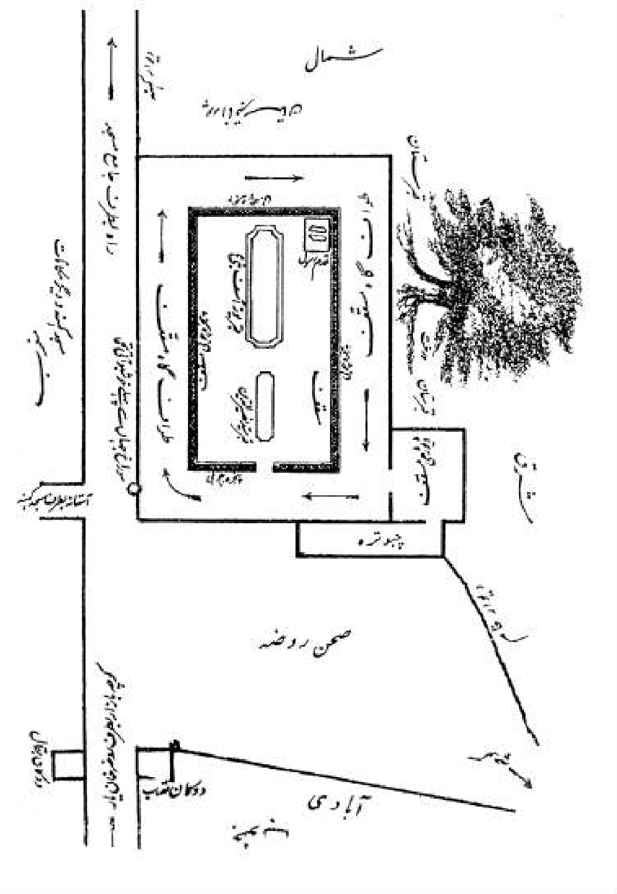

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

پھر جب انجمن حمایت اسلام لاہور کے ذریعہ سے اس نواح کے مسلمانوں نے رسالہ امہات المومنین کے مصنف پر مؤاخذہ کرانا چاہا اور اس مطلب کیلئے بحضور صاحب لیفٹیننٹ گورنر بہادر کئی میموریل بھیجے اور بہت جوش ظاہر کیا تو اس وقت بھی میں نے ان کے برخلاف میموریل بھیجا۔ اور صاف لکھا کہ ہم مؤلف امہات المومنین سے ہرگز انتقام نہیں چاہتے۔ ہاں معقول طور پر رد لکھنا ہمارا فرض ہے۔ سو ان امور میں ہمیشہ سے ان لوگوں اور ان کے مولویوں سے میرا اختلاف رہا ہے جس سے ان کو بڑا رنج ہے۔ مگر میں ان سے کچھ دشمنی نہیں رکھتا۔☆ اور بہر حال ان کو قابل رحم جانتا ہوں اور اس شخص سے زیادہ قابل رحم کون شخص ہو سکتا ہے جو سچائی اور راستی کی راہ کو چھوڑتا ہے۔ ایک اختلاف عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کی نسبت ہے جس سے یہ لوگ ہمیشہ افروختہ رہے۔ میں نے ایک وسیع تحقیقات سے ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ اور مجھے بڑے پختہ ثبوت اس بات کے ملے ہیں کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے صلیب سے نجات دے کر ہندوستان کی طرف ان یہودیوں کی دعوت کے لئے روانہ کیا جو بخت نصر کے ہاتھ سے متفرق ہو کر فارس اور تبت اور کشمیر میں آ کر سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ چنانچہ آپ نے ان ملکوں میں ایک مدت تک رہ کر اور پیغام الٰہی پہنچا کر آخر سری نگر میں وفات پائی اور آپ کا مزار مقدس سری نگر محلہ خان یار میں موجود ہے❁ جو شہزادہ نبی یوز آسف کی مزار کہلاتی ہے۔

☆ **نوٹ۔** ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں جب مولوی محمد حسین ڈاکٹر کلارک کی طرف سے گواہ ہو کر آیا تو میرے وکیل مولوی فضل دین صاحب نے محمد حسین کی نسبت ایک ایسے سوال کی مجھ سے اجازت چاہی جس سے عدالت میں محمد حسین کی بہت ذلت ہوتی تھی تب میں نے ان کو ایسے سوال سے منع کر دیا اور روک دیا۔ اگر میں دنیا میں کسی سے دشمنی رکھتا تو کیوں ایسا کرتا۔ منہ

❁ کشمیریوں کی بعض معزز قوموں کے نام کے ساتھ جیو کا لفظ ایک ابدی قومی یادگار ہے جو ان کو بنی اسرائیل ثابت کرتی ہے کیونکہ جیو کے معنے یہودی ہی کے ہیں۔ اور یہ لفظ جیو بمعنے یہودی انگریزی میں بھی اسی طرح بنایا گیا ہے۔ اس زبردست ثبوت قومی ناموں کی طرز مشابہت کے علاوہ ڈاکٹر برنیر مشہور فرانسیسی سیاح نے اپنے سفر نامہ میں زبردست دلائل اور نیز بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے ثابت کیا ہے کہ اہل کشمیر اصل میں بنی اسرائیل ہی ہیں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لئے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح اُس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عنان گھوڑے پر چڑھتا ہے سو ایسا ہی میں بھی مخلوق کی بھلائی کے لئے صلیب سے پیار کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچالیا اور ان کی تمام رات کی دعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے ان کو صلیب اور صلیب کے نتیجوں سے نجات دی ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوئے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اُس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانہ تک اُن کی یادگار کا کوہِ سلیمان پر کتبہ موجود تھا آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خان یار کے محلّہ کے قریب آپ کا مُقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لئے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی میں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دنیا پر غالب نہ ہوں تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اِس جرم کی سزا میں سولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے وہ مجھے اِس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کرے گا۔ اُسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اُس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجت کے لئے چاہیئے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشاء کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُکم مِنکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمَّکُم مِنکم کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکاوے بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملادے کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھے گی اور پادری لوگ آ کر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا
﴿۱۶﴾ بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گزرا ہے اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ [1]۔ اب آسمان کی طرف

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

آسف. ومعنى يسوع النجاة☆. ويستعمل فى الذى نجا من الحوادث والعواصف. وأمّا لفظ "آسف "فمعناه جامع الفرق المنتشرة. وهو اسم المسيح فى الإنجيل. كما لا يخفى على ذوى العلم والخبرة. وكذالك جاء في بعض صحف أنبياء بني إسرائيل. وهذا أمر مُسَلّمٌ عند النصارى. فلا حاجة إلى أن نذكر الأقاويل. فثبت من هذا المقام أن عيسى لم يمت مصلوبًا. بل نجّاه الله من الصليب وما تركه معتوبًا. ثم هاجر عيسى ليستقرىَ ويجمع شتات قبائل من بنى إسرائيل وشعوبًا. فبلغ كشمير وألقى عصا التسيار فى تلك الخطّة. إلى أن مات ودُفن فى محلّة خان يار مع بعض الأحبّة. وإنّ تُحقق أن رسم الكتبة لتعريف القبور كان فى زمن المسيح. ولا أخال الا كذالك بالعلم الصحيح. لافتَى العقل أن قبره عليه السلام لا يخلو من هذه الآثار. وإنّ كُشِفَ لظهر كثير من الشواهد وبيّنات من الأسرار. فندعو الله أن يجعل كذالک ويقطع دابر الكفّار. وإنّا أخذنا عكس قبر المسيح فكان هكذا ومن رآه فكأنه رأى قبر عيسى.

☆ الحاشية. كان من عادة اليهود انهم يسمون اطفالهم يسوع اعنى النجاة على سبيل التفاول وطلب العصمة. من امراض الجدرى وخروج الاسنان والحصبة. خوفًا من موت الاطفال بهذه الامراض المخوفة. فكذالك سمّت مريم ابنه يسوع اعنى عيسٰى. وتمنّت ان يعيش ولايموت بالجدرى وامراض اُخرى. والذين يقولون ان معنى يسوع المنجّى فهم كذّابون دجّالون. يكتمون الحق ويفترون. ويضلون الناس ويخدعون. فاسئل اهل اللسان ان كنت من الذين يرتابون. منه

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۳۷۲ — الھدیٰ

زیارت نبی - بمقام خانیار- سری نگر- کشمیر

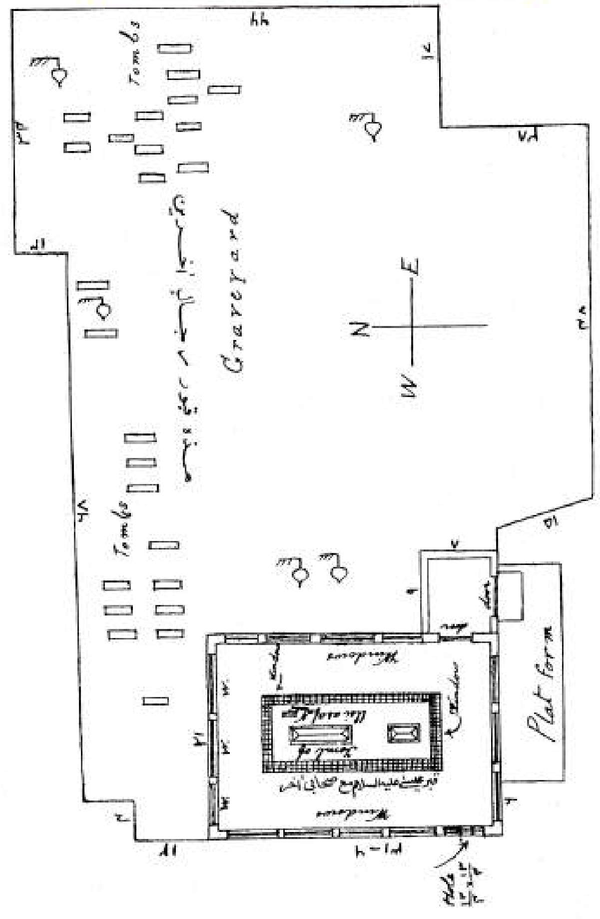

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v1.pdf

گواہ ہیں پھر ایک اور بڑی شہادت ہے جو اس کی تائید میں ہے۔ وُہ مرہم عیسیٰ ہے۔ جو طب کی ہزاروں کتابوں میں برابر درج ہے اور اس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ یہ مرہم عیسیٰ کے زخموں کے واسطے حواریوں نے تیار کی تھی۔ یہودیوں، عیسائیوں کی طبی کتابوں میں اس مرہم کا ذکر موجود ہے۔ پھر یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے۔ ان سب باتوں کے علاوہ ایک اور امر پیدا ہو گیا ہے جس نے قطعی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے اور وُہ ہے مسیح کی قبر۔

مسیح کی قبر

"مسیح کی قبر سری نگر خانیار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے اور یہ وہ بات ہے جو دُنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دے گی، کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے، تو یہ قبر کہاں سے آگئی؟"

سوال: آپ نے خود دیکھا ہے؟

جواب: مَیں خود وہاں نہیں گیا، لیکن مَیں نے اپنا ایک مُخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس کے متعلق پوری تحقیقات کر کے پانسو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنھوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کو شہزادہ نبی کہتے ہیں اور عیسیٰ صاحب کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ آج سے گیارہ سو سال پہلے اکمال الدین نام ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہٖ انجیل ہے۔ وُہ کتاب یُوز آسف کی طرف منسوب ہے اُس نے اس کا نام بُشریٰ یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں، یہی قصے، یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں ہیں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔ اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ وہ یُوز آسف کی قبر ہے۔

یُوز آسف

یُوز آسف وہی ہے، جس کو یسُوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنی ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا، چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہلِ کشمیر بہ اتفاقِ اہلِ تحقیق، بنی اسرائیل ہی ہیں۔ اس لیے اُن کا یہاں آنا ضروری تھا۔ اس کے علاوہ خود یُوز آسف کا قصہ یورپ میں مشہور ہے، بلکہ یہاں تک کہ اٹلی میں اس نام پر ایک گرجا بھی بنایا گیا ہے اور ہر سال وہاں ایک میلہ بھی ہوتا ہے۔ اب اس قدر صرفِ کثیر سے ایک مذہبی عمارت کا بنانا اور پھر ہر سال اس پر ایک میلہ کرنا کوئی ایسی بات نہیں ہے جو سرسری نگاہ سے دیکھی جائے۔ وُہ کہتے ہیں کہ یُوز آسف مسیحؑ کا حواری تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ بات سچی نہیں ہے۔ یُوز آسف خود ہی مسیح تھا۔ اگر وہ حواری ہے تو یہ تمہارا فرض ہے کہ تم ثابت کرو کہ مسیح کے کسی حواری کا نام شہزادہ نبی تھا۔

یہ ایسی باتیں ہیں جو صلیب کے واقعہ کا سارا پردہ ان سے کھل جاتا ہے۔ ہاں اگر مسیحی اس بات کے قائل نہ ہوتے، تو البتہ بحث بند ہو جاتی، لیکن جبکہ انھوں نے قبول کر لیا ہے کہ یُوز آسف ایک شخص ہوا

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v2.pdf

کہ انشاء اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ سب کچھ ہو جاوے گا۔

تبلیغ کا جوش

ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کرکے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جاویں۔

مسیح کی قبر کی اشاعت یورپ میں

یورپ اور دوسرے ملکوں میں ہم ایک اشتہار شائع کرنا چاہتے ہیں جو بہت ہی مختصر ایک چھوٹے سے صفحے کا ہو تاکہ سب اُسے پڑھ لیں۔ اس کا مضمون اتنا ہی ہو کہ مسیح کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے۔ جو واقعات صحیحہ کی بنا پر ثابت ہو گئی ہے۔ اس کے متعلق مزید حالات اور واقفیت اگر کوئی معلوم کرنا چاہے تو ہم سے کرے۔ اس قسم کا اشتہار ہو جو بہت کثرت سے چھپوا کر شائع کیا جاوے۔

مضرِ صحت چیزیں مضرِ ایمان ہیں

حدیث میں آیا ہے وَمِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔

اسی طرح پر یہ پان، حقہ، زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرض محال نہ ہو، تو بھی اس سے ابتلا آ جاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً قید ہو جاوے تو روٹی تو ملے گی لیکن بھنگ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دی جاوے گی۔ یا اگر قید نہ ہو کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائم مقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہو جاتے ہیں۔ عمدہ صحت کو کسی بیہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہیے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضرِ صحت چیزوں کو مضرِ ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔

یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ طبی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے ان کو ضائع کر دیتی ہے۔

تضاد:

ذات کی نسبت منسوب کرلیا جیسا کہ وہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھی اور منسوب کرنے کے وقت یہ نہ فرمایا کہ اس آیت کو جب حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب کریں تو اس کے اور معنے ہوں گے اور جب میری طرف منسوب ہو تو اس کے اور معنے ہیں۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت میں کوئی معنوی تغییر و تبدیل ہوتی تو رفع فتنہ کے لئے یہ عین فرض تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس تشبیہ و تمثیل کے موقعہ پر فرما دیتے کہ میرے اس بیان سے کہیں یوں نہ سمجھ لینا کہ جس طرح میں قیامت کے دن فلمّا توفیتنی کہہ کر جناب الٰہی میں ظاہر کروں گا کہ بگڑنے والے لوگ میری وفات کے بعد بگڑے۔ اسی طرح حضرت مسیح بھی فلمّا توفیتنی کہہ کر یہی کہیں گے کہ میری وفات کے بعد میری امت کے لوگ بگڑے کیونکہ فلمّا توفیتنی سے میں تو اپنا وفات پانا مراد رکھتا ہوں لیکن مسیح کی زبان سے جب فلمّا توفیتنی نکلے گا تو اس سے وفات پانا مراد نہیں ہوگا بلکہ زندہ اٹھایا جانا مراد ہوگا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرق کرکے نہیں دکھلایا جس سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں موقعوں پر ایک ہی معنے مراد لئے ہیں۔ پس اب ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ جبکہ فلمّا توفیتنی کے لفظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ دونوں شریک ہیں گویا یہ آیت دونوں کے حق میں وارد ہے تو اس آیت کے خواہ کوئی معنے کرو دونوں اس میں شریک ہوں گے۔ سو اگر تم یہ کہو کہ اس جگہ توفی کے معنے زندہ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے تو تمہیں اقرار کرنا پڑے گا کہ اس زندہ اٹھائے جانے میں حضرت عیسیٰ کی کچھ خصوصیت نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں کیونکہ آیت میں دونوں کی مساوی شراکت ہے۔ لیکن یہ تو معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ آسمان پر نہیں اٹھائے گئے بلکہ وفات پاگئے ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ کی قبر مبارک موجود ہے تو پھر اس سے تو بہرحال ماننا پڑا کہ حضرت عیسیٰ بھی وفات پاگئے ہیں۔ اور لطف تو یہ کہ حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے اور ہم زیادہ صفائی کے لئے اس جگہ حاشیہ میں اخویم حبّی فی اللہ سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی کی شہادت درج کرتے ہیں اور وہ طرابلس بلاد شام کے رہنے والے ہیں اور انہیں کی حدود میں حضرت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

﴿۱۹﴾ عیسیٰ علیہ السلام کی قبر[1] ہے اور اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جعل کا ثبوت دینا چاہیئے۔ اور ثابت کرنا چاہیئے کہ کس وقت یہ جعل بنایا گیا ہے اور اس صورت میں دوسرے انبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی اور امان اٹھ جائے گا۔ اور کہنا پڑے گا کہ شاید وہ تمام قبریں جعلی ہی ہوں۔ بہرحال آیت فلمّا توفیتنی سے یہی معنے ثابت ہوئے کہ مار دیا۔ بعض نادان نام کے مولوی کہتے ہیں کہ یہ تو سچ ہے کہ اس آیت فلمّا توفیتنی کے مارنا ہی معنے ہیں نہ اور کچھ لیکن وہ موت نزول کے بعد وقوع میں آئے گی اور اب تک واقع نہیں ہوئی۔

لیکن افسوس کہ یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اس طور سے آیت کے معنے فاسد ہو جاتے ہیں کیونکہ آیت کے معنے تو یہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ جناب الٰہی میں عرض کریں گے کہ میری امت کے لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں۔ یعنی جب تک میں زندہ تھا وہ سب صراط مستقیم پر قائم تھے اور میرے مرنے کے بعد میری امت بگڑی۔ نہ میری زندگی میں۔

سو اگر یہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے تو ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ ان کی امت بھی اب تک بگڑی نہیں۔ کیونکہ آیت اپنے منطوق سے صاف

﴿۱۹﴾ [1] جب میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی نسبت حضرت سید مولوی محمد السعیدی طرابلسی الشامی سے بذریعہ خط دریافت کیا تو انہوں نے میرے خط کے جواب میں یہ خط لکھا جس کو میں ذیل میں معہ ترجمہ لکھتا ہوں۔

یا حضرة مولانا و امامنا السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاته نسأل اللّٰہ الشافی ان یشفیکم. اما ما سألتم عن قبر عیسی علیه السلام وحالات اخری مما یتعلق به فابیّنه مفصّلا فی حضرتکم وهو ان عیسٰی علیه السلام ولد فی بیت لحم وبینه وبین بلدة القدس ثلثة اقواس وقبره فی بلدة القدس والی الان موجود وهنالک کنیسة وهی اکبر الکنائس من کنائس النصاری وداخلها قبر عیسٰی علیه السلام کما هو مشهود وفی تلک الکنیسة ایضا قبر امه مریم ولکن کل من القبرین علیحدة وکان اسم بلدة القدس فی عهد بنی اسرائیل یروشلم ویقال ایضا اورشلیم وسمّیت من بعد المسیح ایلیاء ومن بعد الفتوح الاسلامیة الی هذا الوقت اسمها القدس والاعاجم تسمیها بیت المقدس

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہوگئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔
«۲۱» پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسٰی کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ یہ خوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گزر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُر ہے۔ لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

بقیہ الحاشیہ

یصل الی یافا بیوم ولیلۃ ومنہا الی القدس ساعۃ فی الریل والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہ ادام اللّٰہ وجودکم وحفظکم وایدکم ونصرکم علی اعدائکم. امین.

کتبہ خادمکم محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللّٰہ عنہ

ترجمہ اے حضرت مولانا وامامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسٰی علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسٰی کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے
«۲۱» عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اس کو اورشلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسٰی کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیاء رکھا گیا اور پھر فتوح اسلامیہ کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

«۳۷۲» ## نورافشاں مطبوعہ ۲۳/ اپریل کا اعتراض

پرچہ نورافشان میں مسیح کے صعود کی نسبت یہ دلیل پیش کی گئی ہے کہ مسیح کے صعود کی نسبت گیارہ شاگرد بچشم دید گواہ موجود ہیں جنہوں نے اُسے آسمان کو جہاں تک حدنظر ہے جاتے دیکھا۔ چنانچہ معترض صاحب نے اپنے دعوے کی تائید میں رسولوں کے اعمال باب اوّل کی یہ آیتیں پیش کی ہیں۔

(۳) اُن پر (یعنی اپنے گیارہ شاگردوں پر) اُس نے (یعنی مسیح نے) اپنے مرنے کے پیچھے آپ کو بہت سی قوی دلیلوں سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک انہیں نظر آتا رہا اور خدا کی بادشاہت کی باتیں کہتا رہا۔ اور اُن کے ساتھ ایک جا ہو کے حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ
«۳۷۳» جاؤ..اور وہ یہ کہہ کے اُن کے دیکھتے ہوئے اُوپر اُٹھایا گیا اور بدلی نے اُن کی نظروں سے چھپا لیا۔ اور اس کے جاتے ہوئے جب وے آسمان کی طرف تک رہے تھے دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ہوئے اُن کے پاس کھڑے تھے (۱۱) اور کہنے لگے اے جلیلی مردو تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو یہی یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اُٹھایا گیا ہے اُسی طرح جس طرح تم نے اسے آسمان کو جاتے دیکھا پھر آوے گا۔

اب پادری صاحب صرف اس عبارت پر خوش ہو کر سمجھ بیٹھے ہیں کہ درحقیقت اسی جسم خاکی کے ساتھ مسیح اپنے مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا گیا۔ لیکن انہیں معلوم ہے کہ یہ بیان لوقا کا ہے جس نے نہ مسیح کو دیکھا اور نہ اُس کے شاگردوں سے کچھ سُنا۔ پھر ایسے شخص کا بیان کیوں کر قابل اعتبار ہو سکتا ہے جو شہادت رویت نہیں اور نہ کسی دیکھنے والے کے نام کا اُس میں حوالہ ہے۔ ماسوا اس کے یہ بیان سراسر غلط فہمی سے بھرا ہوا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ بلکہ اسی باب کی تیسری آیت ظاہر کر رہی ہے

28۔ حضرت مریم کی قبر کشمیر میں/ بلدہ قدس میں

قول:

روحانی خزائن جلد۲۲ ۱۰۴ حقیقة الوحی

ویخرّون علی الاذقان. ربّنا اغفرلنا ذُنوبنا انّا کنّا
اور تیرے مخالف ٹھوڑیوں پر گرینگے یہ کہتے ہوئے کہ اے خدا ہمیں بخش اور ہمارے گناہ معاف کر کہ ہم
خاطئین. یا نبی اللّٰہ کنت لا اعرفک. لا تثریب علیکم الیوم
خطا پر تھے۔ اور زمین کہے گی کہ اے خدا کے نبی میں تجھے شناخت نہیں کرتی تھی اے خطا کارو! آج تم پر کوئی ملامت نہیں
یغفرَ اللّٰہ لکم ۔ وھو ارحم الراحمین. تلطّف بالنّاس وترحّم «۱۰۱»
خدا تمہارے گناہ بخش دے گا وہ ارحم الراحمین ہے۔ لوگوں کے ساتھ لطف اور مدارات سے
علیھم انت فیھم بمنزلة موسٰی. یأتی علیک زمنٌ
پیش آ۔ تو مجھ سے بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ تیرے پر موسیٰ کے زمانہ

بقیہ حاشیہ

یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔ پس پہلے نبیوں کی اُمت میں جو اس درجہ کی صلاح وتقویٰ پیدا نہ ہوئی اس کی یہی وجہ تھی کہ اس درجہ کی توجہ اور دل سوزی اُمت کیلئے اُن نبیوں میں نہیں تھی۔ افسوس کہ حال کے نادان مسلمانوں نے اپنے اس نبی مکرم کا کچھ قدر نہیں کیا اور ہر ایک بات میں ٹھوکر کھائی وہ ختم نبوت کے ایسے معنے کرتے ہیں جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو نکلتی ہے نہ تعریف۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفس پاک میں افاضہ اور تکمیل نفوس کیلئے کوئی قوت نہ تھی اور وہ صرف خشک شریعت کو سکھلانے آئے «۱۰۱» تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ اس امت کو یہ دعا سکھلاتا ہے:- اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ[1] پس اگر یہ امت پہلے نبیوں کی وارث نہیں اور اس انعام میں سے ان کو کچھ حصہ نہیں تو یہ دعا کیوں سکھلائی گئی۔ افسوس کہ تعصب اور نادانی کے جوش سے کوئی اس آیت میں غور نہیں کرتا۔ بڑا شوق رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہو مگر خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاٰوَیْنٰھُمَآ اِلٰی رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِیْنٍ[2] یعنی ہم نے عیسیٰ اور اس کی ماں کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مصفا پانی کے چشمے اس میں جاری تھے سو وہی کشمیر ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ کی طرح مفقود ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے جو نادان مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے بے نصیب ہے اور خود حدیثیں پڑھتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہوں گے اور ایک ایسا ہوگا کہ **ایک پہلو سے نبی ہوگا اور ایک پہلو سے اُمتی۔ وہی مسیح موعود کہلائے گا۔** منہ

[1] الفاتحة : ۶،۷ [2] المومنون : ۵۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

تضاد:

جیسے جلیل الشان امام قائل وفات ہو گئے۔ اور امام بخاری جیسے مقبول الزمان امام حدیث نے محض وفات کے ثابت کرنے کے لئے دو متفرق مقامات کی آیتوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ ابن قیم جیسے محدث نے مدارج السالکین میں وفات کا اقرار کر دیا۔ ایسا ہی علامہ شیخ علی بن احمد نے اپنی کتاب سراج منیر میں ان کی وفات کی تصریح کی۔ معتزلہ کے بڑے بڑے علماء وفات کے قائل گذر گئے۔
﴿۲۱﴾ پر ابھی تک ہمارے مخالفوں کی نظر میں حضرت عیسیٰ کی حیات پر اجماع ہی رہا۔ یہ خوب اجماع ہے۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے حال پر رحم کرے یہ تو حد سے گزر گئے۔ جو باتیں اللہ اور رسول کے قول سے ثابت ہوتی ہیں انہیں کو کلمات کفر قرار دیا۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

اب ہم اس تقریر کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتے اور نہ ہم جتلانا چاہتے ہیں کہ مولوی رسل بابا صاحب کا رسالہ حیات المسیح کس قدر بے بنیاد اور واہیات باتوں سے پُر ہے۔ لیکن نہایت ضروری امر جس کے لئے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اپنے رسالہ مذکورہ میں محض عوام کا دل خوش کرنے کے لئے یہ چند لفظ بھی منہ سے نکال دیئے

بقیۃ الحاشیۃ

یصل الی یافا بیوم ولیلۃ ومنھا الی القدس ساعۃ فی الریل والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ و برکاتہ ادام اللّٰہ وجودکم وحفظکم وایدکم ونصرکم علی اعدائکم. امین.

کتبہ خادمکم محمد السعیدی الطرابلسی عفا اللّٰہ عنہ

ترجمہ اے حضرت مولانا و امامنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو شفا بخشے۔ (میری بیماری کی حالت میں یہ خط شامی صاحب کا آیا تھا) جو کچھ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر اور دوسرے حالات کے متعلق سوال کیا ہے سو میں آپ کی خدمت میں مفصل بیان کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیت اللحم میں پیدا ہوئے اور بیت اللحم اور بلدہ قدس میں تین کوس کا فاصلہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدہ قدس میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجا تمام گرجاؤں سے بڑا ہے اور اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے اور اسی گرجا میں حضرت مریم صدیقہ کی قبر ہے اور دونوں قبریں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور بنی اسرائیل کے
﴿۲۱﴾ عہد میں بلدہ قدس کا نام یروشلم تھا اور اس کو اورشلم بھی کہتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ کے فوت ہونے کے بعد اس شہر کا نام ایلیاء رکھا گیا اور پھر فتوح اسلامیہ کے بعد اس وقت تک اس شہر کا نام

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

29۔ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کی مخالفت/اقرار

قول:

ویحرّفون الکلم عن مواضعها، ولیس عندهم من برهانٍ علیٰ هذا.. إن یتّبعون إلا أهواء هم، وما کان لهم أن یتکلموا فی القرآن إلا خائفین. وأنت تعلم أن الله مُنزَّه عن هذه الاضطرارات، وکلامه کله مُرتَّب کالجواهرات، والتکلُّم فی شأنه بمثل ذلک جهالةٌ عظیمة، وسفاهة شنیعة، وما یقع فی هذه الوساوس إلا الذی نسی قدرة الله تعالی وقُوّته وحوله، واحتقره وما قدَره حقّ قدره، وما عرَف شأن کلامه، بل اجترأ وألحقَ کلام الله بکلام الشاعرین.

﴿۱۸﴾ وکیف یجوز لأحدٍ من المسلمین أن یتکلم بمثل هذا، ویبدّل کلام الله مِن تلقاء نفسه، ویُحرّفه عن موضعه من غیر سند من الله ورسوله؟ ألیست لعنة الله علی المحرّفین؟ ولو کانوا علی الحق فلِم لا یأتون ببرهان علی هذا التحریف من آیة أو حدیث أو قول صحابی أو رأی إمام مجتهد إن کانوا من الصادقین

بقیة الحاشیة

فی حدیث مسلم أن المسیح الدجال ینزل دُبُرَ أُحد، وعیسیٰ ینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق. والعجب من القوم أنهم یفهمون من نزول عیسیٰ نزوله من السماء ویزیدون لفظ "السماء" من عندهم، ولا تجد أثرا منه فی حدیث. وأما ما ذُکر فی قصة نزول عیسیٰ أنه ینزل واضعًا کَفَّیْه علی جناحی الملائکة، فلیس هذا اللفظ دلیلا علی نزوله من السماء، وقد جاء مثل هذا اللفظ فی فضائل الذی یخرج مِن بیته لطلبِ علم الدین، وکذلک نظائره کثیرة فی الأحادیث، ولو لم یکن خوفُ طول المکتوب لذکرتُ کلها. بل الحق الذی کشف الله علیّ أمرٌ یقبَله کل مؤمن طالب الحق، ولا یأبیٰ إلا الذی لا یتخذ سبیل المهتدین، وهو أن نزول المسیح عند المنارة البیضاء شرقیَّ دمشق واضعًا کَفَّیْه علی أجنحة ملَکینِ إشارةٌ إلی شیوع أمره فی بلاد الشام خالصًا من العلل السماویة، منزّهًا عن دخل الأسباب الأرضیة، وعن دخل سلطانها ودولتها وعساکرها وأفواجها ومسّ تدابیرها، بل یعلو أمره بحمایة الله وجنده السماویة، کأنه نزل علی أجنحة الملائکة وأمّا الدجّال فیخرج بالحِیَل الأرضیة

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

ہاں اس جگہ ایک طالب حق کا یہ حق ضرور ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا حکمت اور مصلحت تھی کہ توریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مثیل موسیٰ کر کے بیان کیا گیا لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کر کے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد درحقیقت عیسیٰ ہی ہو اور وہی دوبارہ آنے والا ہو۔

اِس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آسکتے کیونکہ وہ وفات پا گئے اور اُن کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں بیان فرما دیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جماعت میں آسمان پر بیٹھے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گذر چکے ہیں۔ پھر تیسری شہادت یہ کہ تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر بعد اس کے عقل سلیم کی شہادت ہے جو شہاداتِ ثلاثہ مذکورہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے عقل نے اس واقعہ کی کوئی نظیر نہیں دیکھی اور کوئی نبی آج تک نہ کبھی مع جسم عنصری آسمان پر گیا اور نہ واپس آیا، پس چار شہادتیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بُت پرستی سے بہت
دور تھا لیکن آخر کار اسلام میں بھی بُت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو
ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم «۲۳۱»
کی بُت پرستی سے رہائی بخشے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں
اسلام کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ راست پر پڑے۔ آمین

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ گمان بداہت باطل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ رہا سوال مذکورہ کے اِس حصہ کا جواب کہ ایک اُمتی کا عیسیٰ نام رکھنے میں کیا مصلحت تھی اور کیوں انجیل

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۱۴۸ مکتوب احمد

﴿۱۴۸﴾ وَبَحثوا عن أمور ما كان لهم أن يبحثوا عنها، فَضلّوا وأضلّوا وكانوا قومًا عمين.

درخبرہائے غیب گفتگوہا شروع کردند نہ از بصیرت بلکہ محض از دلیری و از ان امور بحث ہا نمودند کہ ہرگز مناسب نبود

أما ترى كيف نحتوا من عند أنفسهم نزول المسيح من السّماء؟ ولن تجد

کہ درآنہا افتند۔ پس گمراہ شدند وگمراہ کردند ومردمان کور بودند۔ آیا نمی بینی کہ چگونہ از طرف خود تراشیدند کہ مسیح از آسمان

لفظ السّماء في ملفوظات خير الأنبياء ولا في كَلِمِ الأوّلين.

نازل خواہد شد حالانکہ در تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لفظ آسمان ہرگز نیست و نہ در کلام پیشینیان۔

وَأمّا نفس النزول فهو حق ولا نجادلهم فيه، ولا نردّه عليهم بَلْ إنّا نؤمن به

مگر لفظ نزول پس آن حق است و ما درین امر با او شان مجادلہ نمی کنیم و نہ این را بر ایشان رد کنیم بلکہ بدان

كما يؤمنون وما نحن بمنكرين. وَلَيسَ عندنا إلّا تسليمٌ في هذا الباب،

ایمان می آریم۔ چنانکہ ایشان ایمان می آرند و منکر نیستیم۔ و درین مسئلہ نزد ما بجز تسلیم ہیچ نیست۔

ومَن أنكر فقد كفر بما جاء في الآثار وَالكتاب، وإنه من الملحدين. بيد أنّا نحمل

وہر کہ انکار کند پس او منکر حدیث و قرآن شد۔ مگر این است کہ ما

هذا النزول على أمرٍ فيه أمنٌ مِنَ التّناقضات، وَنجاة مِن الاعتراضات، وَهُو النزول

این نزول را بر امرے محمول میکنیم کہ دران امن از تناقضات است و از اعتراضات نجات است۔ و آن نزول

البروزي الذي قد جرت سُنّة الله عليه من زمن الأوّلين. فليس إنكارنا إلّا من

بروزی است کہ سنت الٰہی بر آن رفتہ۔ پس انکار ما صرف ازین امر است کہ مسیح بنفسہ از آسمان

نزول المسيح بنفسه مِن السّماوات، فإنه يخالف سُنن الله والبيّنات من الآيات، فإن القرآن

نازل شود۔ چراکہ این عقیدہ سنت اللہ و بینات قرآن را مخالف افتادہ

فرض عَلَيْنا أن نؤمن بوفاة المسيح☆ ونحسبه من الأموات، فالقول بحياة المسيح

است زیرا کہ قرآن بر ما این فرض کردہ است کہ ما بوفات مسیح ایمان آریم و او را از مردگان پنداریم۔ پس اعتقاد

☆ **نوٹ**: جاء في بعض الاحاديث من رسول الله صلى الله عليه و سلم بالتصريح. ان عمره نصف عمر المسيح.
در بعض احادیث از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتصریح آمدہ است کہ عمر آنحضرت از عمر مسیح نصف است۔ صاحب فتح البیان

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

خاندان یعنی ابراہیم کی اولاد میں سے پیدا ہوں گے اور انہیں میں سے اور انہیں کے بھائیوں میں سے اُن کا ظہور ہوگا اور تمام نبیوں نے جو بنی اسرائیل میں آتے رہے اس پیشگوئی کے یہی معنے سمجھے تھے کہ وہ آخرالزمان کا نبی بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا مگر آخر وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے پیدا ہو گیا اور یہ امر یہودیوں کیلئے سخت ٹھوکر کا باعث ہوا اگر توریت میں صریح طور پر یہ الفاظ ہوتے کہ وہ نبی بنی اسمٰعیل میں سے آئے گا اور اُس کا مولد مکہ ہوگا اور اُس کا نام مُحَمَّد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس کے باپ کا نام عبداللہ ہوگا تو یہ فتنہ یہودیوں میں ہرگز نہ ہوتا۔

پس جب کہ اس امر کے لئے دو مثالیں موجود ہیں کہ ایسی پیشگوئیوں میں خدا تعالیٰ کو اپنے بندوں کا کچھ ابتلا بھی منظور ہوتا ہے تو پھر تعجب کہ کس طرح ہمارے مخالف باوجود بہت سے اختلافات کے جو مسیح موعود کے بارے میں ہر ایک فرقہ کی حدیثوں میں پائے جاتے ہیں «۴۵» اور بالاتفاق اس کو اُمتی بھی قرار دیا گیا ہے اس بات پر مطمئن ہیں کہ ضرور مسیح آسمان سے ہی نازل ہوگا حالانکہ آسمان سے نازل ہونا خود غیر معقول اور خلاف نص قرآن ہے☆۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا [1] پس اگر بشر کے جسم عنصری کا آسمان پر چڑھ جانا عادت اللہ میں داخل تھا تو اس جگہ کفار قریش کو کیوں انکار کے ساتھ جواب دیا گیا کیا عیسیٰ بشر نہیں تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں۔ اور کیا خدا تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کو آسمان پر چڑھانے کے وقت وہ وعدہ یاد نہ رہا کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَآءً وَّ اَمْوَاتًا [2] مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان پر چڑھنے کا جب سوال کیا گیا تو وہ وعدہ یاد آ گیا۔ اور جس کو علم کتاب اللہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ قرآن شریف نے اپنے قول سے حضرت عیسیٰ کی وفات کی گواہی دیدی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی اپنی رؤیت کے ساتھ اسی شہادت کو ادا کر دیا

☆ کسی حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ عیسیٰ آسمان سے نازل ہوگا رہا نزول کا لفظ سو وہ اکرام اور اعزاز کے لئے آتا ہے جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلاں لشکر فلاں جگہ اُترا ہے اسی لئے نزیل مسافر کو کہتے ہیں پس صرف نزول کے لفظ سے آسمان سمجھ لینا پرلے درجہ کی نا فہمی ہے۔ منہ

[1] بنی اسرائیل: ۹۴ [2] المرسلات: ۲۶، ۲۷

تضاد:

روحانی خزائن جلد۳ ۱۴۲ ازالۂ اوہام حصہ اول

افسوس کہ ہماری قوم کے لوگ استعارات کو حقیقت پر حمل کر کے سخت پیچوں میں پھنس
گئے ہیں اور ایسی مشکلات کا سامنا اُنہیں پیش آ گیا ہے کہ اب اُن سے بآسانی نکلنا ﴿۸۱﴾
ان لوگوں کے لئے سخت دشوار ہے اور جو نکلنے کی راہیں ہیں وہ اُنہیں قبول نہیں
کرتے۔ مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان
سے اُتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ اس لفظ کو ظاہری لباس پر حمل کرنا کیسا
لغو خیال ہے زرد رنگ پہننے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن اگر اس لفظ کو ایک کشفی
استعارہ قرار دے کر معبّرین کے مذاق اور تجارب کے موافق اس کی تعبیر کرنا چاہیں

حاشیہ

ایک یہ کہ جب وہ مسیح آئے گا تو مسلمانوں کی اندرونی حالت کو جو اُس وقت بغایت درجہ بگڑی ہوئی
ہوگی اپنی صحیح تعلیم سے درست کر دے گا اور اُن کے روحانی افلاس اور باطنی ناداری کو بکلّی دور فرما کر ﴿۸۰﴾
جواہراتِ علوم وحقائق ومعارف اُن کے سامنے رکھ دے گا یہاں تک کہ وہ لوگ اس دولت کو لیتے
لیتے تھک جائیں گے اور اُن میں سے کوئی طالب حق روحانی طور پر مفلس اور نادار نہیں رہے گا بلکہ
جس قدر سچائی کے بھوکے اور پیاسے ہیں ان کو بکثرت طیّب غذا صداقت کی اور شربت شیریں
معرفت کا پلایا جائے گا اور علوم حقّہ کے موتیوں سے اُن کی جھولیاں پُر کر دی جائیں گی اور جو مغز اور
لُبِ لُباب قرآن شریف کا ہے اس عطر کے بھرے ہوئے شیشے اُن کو دیئے جائیں گے۔ ﴿۸۱﴾
دوسری علامت خاصہ یہ ہے کہ جب وہ مسیح موعود آئے گا تو صلیب کو توڑے گا اور خنزیروں
کو قتل کرے گا اور دجّال یک چشم کو قتل کر ڈالے گا اور جس کافر تک اس کے دم کی ہوا پہنچے گی
وہ فی الفور مر جائے گا سو اس علامت کی اصل حقیقت جو روحانی طور پر رکھی گئی ہے یہ ہے کہ
مسیح دنیا میں آ کر صلیبی مذہب کی شان وشوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل ڈالے گا اور اُن
لوگوں کو جن میں خنزیروں کی بے حیائی اور خوکوں کی بے شرمی اور نجاست خواری ہے اُن پر ﴿۸۲﴾
دلائل قاطعہ کا ہتھیار چلا کر ان سب کا کام تمام کرے گا اور وہ لوگ جو صرف دنیا کی آنکھ
رکھتے ہیں مگر دین کی آنکھ بکلّی ندارد بلکہ ایک بدنما ٹینٹ اس میں نکلا ہوا ہے انکو بیّن حجتوں کی
سیف قاطعہ سے ملزم کر کے اُن کی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا اور نہ صرف ایسے یک چشم
لوگ بلکہ ہر ایک کافر جو دینِ محمدی کو بنظر استحقار دیکھتا ہے مسیحی دلائل کے جلالی دم سے
روحانی طور پر مارا جائے گا۔ غرض یہ سب عبارتیں استعارہ کے طور پر واقع ہیں جو اس عاجز پر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

چاہیں گے۔ پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا اُن کے لیے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لیے مشکل بلکہ محال ہوگا کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رُؤسِ الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُس کو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اس کو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے۔ لہٰذا میں نے ترحمًا للہ یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آ کر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی اُن کو ایسے صاف اور مدلّل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور ﴿۴﴾ طالبِ حق کی تسلی کے لیے کافی ہو اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شائد ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غائت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات و دقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں اور لَا یَمَسُّہٗ کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ **بائبل** اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک **یوحنّا** جس کا نام **ایلیا** اور **ادریس**[۱] بھی ہے۔ دوسرے **مسیح بن مریم** جن کو **عیسیٰ** اور **یسوع** بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اُتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جُلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس[۲] کی نسبت جو ﴿۴﴾ بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے اُن کا آسمان سے اُترنا وقوع میں آ گیا ہے چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ”یوحنّا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو“۔ سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اُترنے والے یعنی یوحنّا کا مقدمہ

[۱] [۲] الیاس پڑھا جائے۔ ناشر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

سواری اور بار برداری کا اکثر حصہ زمین سے موقوف ہو جانا ایک خاص علامت مسیح کے آجانے کی ہے۔ حجج الکرامہ میں ابن واطیل سے روایت لکھی ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا اور عصر سے ہزار کا آخری حصہ مراد لیا ہے۔ دیکھو ﴿۱۱۳﴾

حاشیہ

دعا کرو کہ اس میں ایک گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ وہی گھڑی ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی۔ اس گھڑی میں جو پیدا ہو وہ آسمان پر آدم کہلاتا ہے اور ایک بڑے سلسلہ کی اس سے بنیاد پڑتی ہے۔ سو آدم اسی گھڑی میں پیدا کیا گیا۔ اس لئے آدم ثانی یعنی اس عاجز کو یہی گھڑی عطا کی گئی۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے کہ ینقطع ابائک ویبدء منک دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۰۔ اور یہ اتفاقات عجیبہ میں سے ہے کہ یہ عاجز نہ صرف ہزار ششم کے آخری حصہ میں پیدا ہوا جو مشتری سے وہی تعلق رکھتا ہے جو آدم کا روز ششم یعنی اس کا آخری حصہ تعلق رکھتا تھا بلکہ یہ عاجز بروز جمعہ چاند کی چودھویں تاریخ میں پیدا ہوا ہے۔ اس جگہ ایک اور بات بیان کرنے کے لائق ہے کہ اگر یہ سوال ہو کہ جمعہ کی آخری گھڑی جو عصر کے وقت کی ہے جس میں آدم پیدا کیا گیا کیوں ایسی مبارک ہے اور کیوں آدم کی پیدائش کے لئے وہ خاص کی گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے تاثیر کواکب کا نظام ایسا رکھا ہے کہ ایک ستارہ اپنے عمل کے آخری حصہ میں دوسرے ستارے کا کچھ اثر لے لیتا ہے جو اس حصے سے ملحق ہو اور اس کے بعد میں آنے والا ہو۔ اب چونکہ عصر کے وقت سے جب آدم پیدا کیا گیا رات قریب تھی لہٰذا وہ وقت زحل کی تاثیر سے بھی کچھ حصہ رکھتا تھا اور مشتری سے بھی فیضیاب تھا جو جمالی رنگ کی تاثیرات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو خدا نے آدم کو جمعہ کے دن عصر کے وقت بنایا کیونکہ اس کو منظور تھا کہ آدم کو جلال اور جمال کا جامع بناوے جیسا کہ اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ خَلَقْتُ بِیَدَیَّ[1] یعنی آدم کو میں نے اپنے

[1] صٓ: ۷۶

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

دیکھنا کہ کب آسمان سے ابن مریم اترتا ہے سخت جہالت ہے۔ مگر مجھ سے پہلے جو جو علماء اپنی اجتہادی غلطی سے ایسا خیال کرتے رہے کہ ابن مریم آسمان سے آئے گا وہ خدا کے نزدیک معذور ہیں ان کو بُرا نہیں کہنا چاہئے ان کی نیتوں میں فساد نہیں تھا بوجہ بشریت بھول گئے۔ خدا ان کو معاف کرے کیونکہ ان کو علم نہیں دیا گیا تھا اور ان کی اجتہادی غلطی ایسی تھی جیسا کہ داؤد نے غنم القوم کے مسئلہ میں اجتہادی غلطی کی تھی مگر ان کے بیٹے سلیمان کو خدا نے فہم عطا کر دیا تھا جیسا کہ اس کے بارے میں براہین احمدیہ میں آج سے بائیس برس پہلے یہ الہام ففہمناھا سلیمان کتاب کے آخری صفحہ میں موجود ہے اس کے یہ معنے ہیں جیسا کہ براہین کے اوپر کے الہامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ کیا یہ معنے قرآن اور حدیثوں کے جو تم کرتے ہو ہمارے پہلے علماء اور اکابر کو معلوم نہ تھے اور تمہیں معلوم ہو گئے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ یہ دیتا ہے کہ ہاں حقیقت میں یہی ہوا مگر ایسا ہونا بعید نہیں ہے۔ تمہارے علماء تو کچھ نبی نہیں تھے مگر داؤد نے نبی ہو کر ایک فیصلہ دینے میں غلطی کی اور خدا نے سلیمان اس کے بیٹے کو سچے فیصلہ کا طریق سمجھا دیا۔ سو یہ سلیمان جو مسیح موعود بنایا گیا ہے اسی طرح تمہارے بزرگوں کے مقابلہ پر حق بجانب ہے جس طرح سلیمان نبی اس فیصلہ میں اپنے باپ داؤد کے مقابل پر حق بجانب تھا۔

اور اگر مولوی احمد حسن صاحب کسی طرح باز نہیں آتے تو اب وقت آ گیا ہے کہ آسمانی فیصلہ سے ان کو پتہ لگ جائے یعنی اگر وہ درحقیقت مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں اور میرے الہامات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں نہ خدا کا کلام تو سہل طریق یہ ہے کہ جس طرح میں نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کہا ہے انہ اوی القریۃ لو لا الاکرام لھلک المقام. وہ انہ اوی امروھہ لکھ دیں مومنوں کی دعا تو خدا سنتا ہے۔ وہ شخص کیسا مومن ہے کہ ایسے شخص کی دعا
اس کے مقابل پر تو سنی جاتی ہے جس کا نام اس نے دجال اور بے ایمان اور مفتری رکھا ہے مگر «۱۷»
اس کی اپنی دعا نہیں سنی جاتی۔ پس جس حالت میں میری دعا قبول کر کے اللہ تعالیٰ نے

جگہ دیتا ہے۔ اور میرے فضل سے نومیدمت ہو۔ یوسف کو دیکھ اور اس کے اقبال کو۔ «۲۶۸»
فتح کا وقت آرہا ہے اور فتح قریب ہے۔ مخالف یعنی جن کے لئے توبہ مقدر ہے اپنی سجدہ گاہوں میں گریں گے کہ اے ہمارے خدا ہمیں بخش کہ ہم خطا پر تھے آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا تمہیں بخش دے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ایک اپنا خلیفہ زمین پر مقرر کروں تو میں نے آدم کو پیدا کیا جو نجی الاسرار ہے ہم نے ایسے دن اس کو پیدا کیا جو وعدہ کا دن تھا۔ یعنی جو پہلے سے پاک نبیؐ کے واسطہ سے ظاہر کر دیا گیا تھا کہ وہ فلاں زمانہ میں پیدا ہوگا اور جس وقت پیدا ہوگا فلاں قوم دنیا میں اپنی سلطنت اور طاقت میں غالب ہوگی اور فلاں قسم کی مخلوق پرستی روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہوگی اسی زمانہ میں وہ موعود پیدا ہوا اور وہ

حاشیہ

بنیاد فساد اور زمین میں دجالیت کی نجاست پھیلانے والے تھے اور اصلیت سے بگڑ کر دجال اکبر بن گئے تھے اور چونکہ اس اترنے والے کے لئے یہ موقعہ نہ ملا کہ وہ کچھ روشنی زمین والوں سے حاصل کرتا یا کسی کی بیعت یا شاگردی سے فیضیاب ہوتا بلکہ اس نے جو کچھ پایا آسمان کے خدا سے پایا اسی وجہ سے اس کے حق میں نبی معصوم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اترے گا یعنی آسمان سے پائے گا زمین سے کچھ نہیں پائے گا اور حضرت عیسیٰ کے نام پر اس عاجز کے آنے کا سر یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس عیسائی فتنہ کے وقت میں یہ فتنہ حضرت مسیح کو دکھایا یعنی ان کو آسمان پر اس فتنہ کی اطلاع دے دی کہ تیری قوم اور تیری امت نے اس طوفان کو برپا کیا ہے تب وہ اپنی قوم کی خرابی کو کمال فساد پر دیکھ کر نزول کے لئے بے قرار ہوا اور اس کی روح سخت جنبش میں آئی اور اس نے زمین پر اپنی ارادات کا ایک مظہر چاہا تب خدا تعالیٰ نے اس وعدہ کے موافق جو کیا گیا تھا مسیح کی روحانیت اور اس کے جوش کو ایک جوہر قابل میں نازل کیا سو ان معنوں کر کے وہ آسمان سے اترا اسی کے موافق جو ایلیا نبی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-5.pdf

۴۳

پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرتِ بَول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وُہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان نیچے اُتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے چونکہ معبّروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنے بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنے بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنے یہی ہیں۔

صلح پسندی کے ساتھ مذہب کی غیرت ضروری ہے

دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ:

قرآن شریف میں آیا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النسآء: ۱۲۹) اس لیے اگر آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صُلح کر لینی چاہیئے کیونکہ اس میں خیر اور برکت ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ غیر مذاہب کے ساتھ بھی یہ بات رکھی جائے بلکہ اُن کے ساتھ سخت مذہبی عداوت رکھنا چاہیئے۔ جبتک مذہب کی غیرت نہ ہو انسان کا مذہب ٹھیک نہیں ہوتا۔ اب یہ جو ہندو عیسائی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں تو کیا ہم اُن کے ساتھ صُلح رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی محفلوں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کے گھروں میں جانا تو معصیت میں داخل ہے

جھگڑوں کی بنیاد بدظنّی ہوتی ہے

ہاں آپس میں جو ایک فرقہ میں ہوں تو لڑائی جھگڑا کی زیادہ تر بنیاد بدظنّی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دوزخ میں دو تہائی آدمی بدظنّی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قیامت کے دن مَیں لوگوں سے پُوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنّی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنّی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنّی کی اور کُفر اختیار کیا۔ اور بعض تو خدا کے وجُود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام فساد اور لڑائیوں کی وجہ یہی بدظنّی ہے۔

پیشگوئیوں کے مطابق زلزلوں کا وقوع

زلزلہ کی نسبت باتوں میں فرمایا کہ:

قرآن شریف میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے کہ مسیح کے وقت ایسے زلزلے آئیں گے کہ شدت میں نہایت ہی سخت ہوں گے۔ اَبتک ان مولویوں نے

میں مَیں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح ﴿۱۴۹﴾
میں ہی ہوں اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا
اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا
اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہوں گے اس
لئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو
عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا لیکن بعد اس کے اس بارہ میں بارش کی طرح
وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تو ہی ہے اور ساتھ اس کے صدہا نشان ظہور میں
آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان
میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا
اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اس پر کفایت نہ کر کے اس وحی
کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت
ہو گیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمت میں سے آئے گا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ
جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی
قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے
تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا
نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حُجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے
شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ مَیں پوشیدہ رہوں اور
پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ مَیں تجھے تمام دنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ پس یہ اُس خدا
سے پوچھو کہ ایسا تو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا
کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ اور اگر
کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُس کو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا۔ مگر بعد میں جو ﴿۱۵۰﴾
خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

البحر الزخار المعروف مسند البزار، جلد 19 صفحہ 96، حدیث نمبر 9642

من النار»[١].

وهذا الحديث قد روي عن أبي هريرة من وجوه.

٩٦٤٢- حدثنا علي بن المنذر، نا محمد بن فضيل عن عاصم بن كليب، عن أبيه، عن أبي هريرة قال: سمعت من أبي القاسم الصادق المصدوق يقول: «**يخرج الأعور الدجال مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوما، الله أعلم ما مقدارها، فيلقى المؤمنون شدة شديدة ثم ينزل عيسى ابن مريم صلى الله عليه من السماء فيؤم الناس، فإذا رفع رأسه من ركعته قال: سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وظهر المؤمنون**»، فأحلف أن رسول الله أبا القاسم الصادق المصدوق ﷺ قال: «**إنه لحق وأما قريب فكل ما هو آت قريب**»[٢].

٩٦٤٣- ونا بشر بن خالد العسكري قال: نا سعيد بن مسلمة عن عاصم بن كليب عن أبيه عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:

---

(١) أخرجه أحمد في مسنده (٩٣٣٩) من طريق عفان، وإسحاق بن راهويه في مسنده (٢٦٤) عن المخزومي، وكلاهما عفان والمخزومي عن عبد الواحد بن زياد، به.

وأخرجه الدارمي في سننه (٥٩٣) من طريق صالح بن عمر عن عاصم بن كليب، به.

(٢) أخرجه إسحاق بن راهويه في مسنده (٢٦٢) من طريق عبد الواحد بن زياد.

وأخرجه ابن حبان في صحيحه (٦٨١٢) من طريق صالح بن عمر، كلاهما عبد الواحد وصالح بن عمر عن عاصم بن كليب.

ذكره. وقد قال بعض أهل النظر معناه من في السماء إله؟ والأول أشبه بالكتاب والسنة، وبالله التوفيق

(باب)

قول الله عز وجل لعيسى عليه السلام ﴿إني متوفيك ورافعك إلي﴾ وقوله تعالى ﴿بل رفعه الله إليه﴾ وقوله جل وعلا ﴿تعرج الملائكة والروح إليه﴾ وقوله تعالى ﴿إليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه﴾ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا أبو بكر بن إسحاق أنا أحمد بن إبراهيم ثنا ابن بكير حدثني الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى أبي قتادة الانصاري قال إن أبا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: «كيف أنتم إذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وإمامكم منكم» رواه البخاري في الصحيح عن يحيى بن بكير، وأخرجه مسلم من وجه آخر عن يونس، وإنما أراد نزوله من السماء بعد الرفع إليه.

* أخبرنا أبو الحسن محمد بن الحسين بن داود العلوي أنا أبو حامد أحمد بن الحسين الحافظ ثنا محمد بن عقيل ثنا حفص بن عبد الله حدثني إبراهيم بن طهمان عن موسى بن عقبة أخبرني أبو الزناد عن عبد الرحمن الأعرج عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه سمعه يقول قال رسول الله ﷺ: «الملائكة يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار، ويجتمعون في صلاه الفجر وصلاة العصر، ثم يعرج إليه الذين باتوافيكم فيسألهم ـ وهو أعلم بهم ـ فيقول كيف تركتم عبادي؟ فيقولون تركناهم وهم يصلون، وأتيناهم وهم يصلون». أخرجاه في الصحيح من وجه آخر عن أبي الزناد.

* أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو بكر بن الحسن القاضي قالا: ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا العباس بن محمد الدوري ثنا أبو النضر هاشم بن القاسم ثنا ورقاء عن عبد الله بن دينار عن سعيد بن يسار عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ «من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ـ ولا يصعد إلى الله تعالى إلا الطيب ـ فان الله عز وجل يقبلها بيمينه فيربيها لصاحبها كما يربي أحدكم فلوه حتى تكون مثل أحد». أخرجه البخاري في الصحيح من حديث سليمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن أبي صالح عن أبي هريرة رضي الله عنه. ثم قال: ورواه ورقاء فذكره، وأخرجه مسلم من وجه آخر عن سعيد بن يسار إلا انه قال في

٣٩٣

30۔ غیر زبان میں وحی کی مخالفت/غیر زبان میں وحی

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۳ ۲۱۸ چشمہ معرفت

میں تغیرات ڈالتا ہے اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے پس جب کہ بموجب اصول آریہ سماج کے وید کے رشیوں کی زبان ویدک سنسکرت نہیں تھی اور نہ وہ اُس کے بولنے اور سمجھنے پر قادر تھے اور پھر خدا کا ایسی بیگانہ زبان میں اُن کو الہام کرنا گویا دیدہ دانستہ اُن کو اپنی تعلیم سے محروم رکھنا تھا۔ اور اگر کہو کہ خدا اُن کو اُن کی زبان میں سمجھا دیتا تھا کہ ان عبارتوں کے یہ معنی ہیں تو اس صورت میں پرمیشر کا یہ عہد بحال نہیں رہے گا کہ انسانی زبان میں اُس کو بولنا حرام ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ ان نہایت کچی اور خام باتوں کے پیش کرنے سے آریوں کو فائدہ کیا ہے کیا جو کچھ انسان کا ہے وہ سب کچھ پرمیشر کا نہیں ہے تو پھر کونسی پرمیشر کی ہتک عزت ہے کہ انسان کو اُسی کی زبان میں سمجھا دے کیا ہمارا خدا ہماری دعائیں ہماری زبان میں ہی نہیں سنتا۔ پس جب کہ ہماری زبان میں ہی ہماری دعا سننے سے اُس کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر ہماری زبان میں ہی ہمیں کوئی راہ راست سمجھانے سے کیوں اُس کی شان میں فرق آئے گا۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الٰہی ہے کہ وہ ہر ایک ﴿۲۱۰﴾
قوم کے لئے اُسی زبان میں ہدایت کرتا ہے لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد ہو اور گویا اُس کی زبان کے حکم میں ہو تو بسا اوقات ملہم کو اس زبان میں الہام ہو جاتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کے بعض الفاظ سے یہ سند ملتی ہے کیونکہ اوّل قرآن شریف قریش کی زبان میں ہی نازل ہونا شروع ہوا تھا کیونکہ اوّل مخاطب قریش ہی تھے مگر بعد اس کے قرآن شریف میں عرب کی اور اور زبانوں کے بھی الفاظ آ گئے ہیں اور ہم لوگ جو قرآن شریف کے پیرو ہیں اور ہماری شریعت کی کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن شریف ہے اس لئے ہم خدا تعالیٰ سے اکثر عربی میں الہام پاتے ہیں تا وہ اس بات کا نشان ہو کہ جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ آنحضرت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

تضاد:

لکھتا ہوں اور سلسلہ عبارت میں بعض ایسے الفاظ کی حاجت پڑتی ہے کہ وہ مجھے معلوم نہیں ہیں تب اُن
کی نسبت خدا تعالیٰ کی وحی رہنمائی کرتی ہے اور وہ لفظ وحی متلو کی طرح رُوح القدس میرے دل میں ﴿۵۷﴾
ڈالتا ہے اور زبان پر جاری کرتا ہے اور اس وقت مَیں اپنی حس سے غائب ہوتا ہوں۔ مثلاً عربی
عبارت کے سلسلہ تحریر میں مجھے ایک لفظ کی ضرورت پڑی جو ٹھیک ٹھیک **بسیاری عیال** کا ترجمہ ہے اور
وہ مجھے معلوم نہیں اور سلسلہ عبارت اُس کا محتاج ہے تو فی الفور دل میں وحی متلو کی طرح لفظ **ضفف** ڈالا
گیا جس کے معنے ہیں بسیاری عیال۔ یا مثلاً سلسلہ تحریر میں مجھے ایسے لفظ کی ضرورت ہوئی جس کے
معنی ہیں غم و غصہ سے چُپ ہو جانا اور مجھے وہ لفظ معلوم نہیں تو فی الفور دل پر وحی ہوئی کہ وجوم۔ ایسا
ہی عربی فقرات کا حال ہے۔ عربی تحریروں کے وقت میں صدہا بنے ہوئے فقرات وحی متلو کی طرح
دل پر وارد ہوتے ہیں اور یا یہ کہ کوئی فرشتہ ایک کاغذ پر لکھے ہوئے وہ فقرات دکھا دیتا ہے اور بعض
فقرات آیات قرآنی ہوتے ہیں یا اُن کے مشابہ کچھ تھوڑے تصرف سے۔ اور بعض اوقات کچھ
مدّت کے بعد پتہ لگتا ہے کہ فلاں عربی فقرہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے بر رنگ وحی متلو القا ہوا تھا وہ
فلاں کتاب میں موجود ہے چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی
عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان
عربی کے متعلق بیان ہے مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے اُن زبانوں
میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ
براھین احمدیہ میں کچھ نمونہ اُن کا لکھا گیا ہے اور مجھے اُس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری
جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا
ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ میرے پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو اس کی کچھ بھی
پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القا ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو
کیونکہ میرے لئے وہ غیب محض ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت سے توریت کے
قصّے بیان کر کے ان کو علم غیب میں داخل کیا ہے کیونکہ وہ قصّے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم
غیب تھا گو یہودیوں کے لئے وہ غیب نہ تھا۔ پس یہی راز ہے جس کی وجہ سے مَیں ایک دنیا کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۱۸۸۳ء "ابھی چند روز کا ذکر ہے کہ یک دفعہ بعض امور میں تین طرح کا غم پیش آگیا تھا جس کے تدارک کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اور بجز ہرج و نقصان اُٹھانے کے اَور کوئی سبیل نمودار نہ تھی۔ اُسی روز شام کے قریب یہ عاجز اپنے معمول کے مطابق جنگل میں سَیر کو گیا اور اُس وقت ہمراہ ایک آریہ ملاوامل نامی تھا جب واپس آیا تو گاؤں کے دروازہ کے نزدیک یہ الہام ہوا:۔

نُنَجِّيْكَ مِنَ الْغَمِّ

پھر دوبارہ الہام ہوا:۔

نُنَجِّيْكَ مِنَ الْغَمِّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

یعنی ہم تجھے اِس غم سے نجات دیں گے۔ ضرور نجات دیں گے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

چنانچہ اُسی قدم پر جہاں الہام ہوا تھا اُس آریہ کو اُس الہام سے اطلاع دی گئی تھی اور پھر خدا نے وہ تینوں طور کا غم دُور کر دیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۳، ۵۵۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۵۹، ۶۶۰)

۱۸۸۳ء دوہ آل مین شُڈ بی اینگری بٹ گوڈ از وِد یُو۔ ہی شیل ہیلپ یُو۔ ورڈس اوف گوڈ کین ناٹ ایکس چینج۔

یعنی اگرچہ تمام آدمی ناراض ہوں گے مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۶۰، ۶۶۱)

۱۸۸۳ء اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ كِتَابُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ

یعنی تمام بھلائی قرآن میں ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ وہی اللہ جو رحمٰن ہے۔ اُسی رحمٰن کی طرف کلماتِ طیبہ صعود کرتے ہیں۔

ؔ 1. Though all men should be angry but God is with you.
2. He shall help you.
3. Words of God can not exchange.

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۶۰۱

اِس میں ابتدائی حروف کچھ اَور تھے جو یاد نہیں رہے مگر مفہوم یہی تھا۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۲ اپریل ۱۹۰۷ء اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ۔ وَ اُعْطِیْكَ مَا یَدُوْمُ۔[1]

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۴ اپریل ۱۹۰۷ء "(۱) لائف آف پین۔[2] (۲) یا اللہ رحم کر۔ (۳) اِنِّیْ مَعَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ حَالٍ۔[3] (۴) اِخْتَرَطْنَا سَیْفَہٗ۔[4] (۵) خدا کے سات نکوکار بندے ہر جگہ پر بیٹھے ہیں۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۵ اپریل ۱۹۰۷ء "(۱) حٰمٓ۔ تِلْكَ اٰیَاتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔[5] (۲) راز کھل گیا۔

تفہیم: وہ جو حٰم ہے۔ اس میں خدا کے نوشتہ کے کئی نشان ہیں جو ظاہر ہونے والے ہیں۔ حٰم مقطعات میں کسی کا نام ہے۔ یہی تفہیم ہے۔

(۳) اَلَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ۔[6]

یہ قومِ مخالف کی طرف اشارہ ہے۔ ساتھ کا فقرہ بھول گیا۔ واللہ اعلم۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۵ اپریل ۱۹۰۷ء "(۱) مُتْ اَیُّهَا الْخَوَّانُ۔[7] (۲) تَمَّتْ کَلِمَۃُ اللّٰہِ۔ (۳) اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا۔ (۴) اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا۔ (۵) رَحِمَہُ اللّٰہُ

---

[1] مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور جو اُسے ملامت کرتا ہے اسے ملامت کروں گا اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے۔

[2] (۱) Life of pain (ترجمہ) تلخ زندگی۔ [3] (۳) مَیں ہر حال میں اللہ کے ساتھ ہوں۔

[4] (۴) ہم نے اس کی تلوار کو کھینچا ہے۔ [5] (ترجمہ از مرتّب) حٰم۔ یہ کھول کر بیان کرنے والی کتاب کے نشان ہیں۔

[6] (ترجمہ) وہ لوگ جنہوں نے سَبت کے معاملہ میں زیادتی کی۔

[7] (ترجمہ) اے بڑے خیانت کرنے والے مَر جا۔ اللہ کی بات پوری ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ وہ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے۔ اللہ نے رحم کیا۔

[8] (نوٹ از مرتّب) منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی روایت ہے کہ یہ الہام ایڈیٹر اخبار شُبھ چنتک قادیان کے متعلق تھا۔ لکھتے

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۴۲

۱۸۸۲ء یا اس سے قبل

"ایک مرتبہ اِس عاجز نے اپنی نظرِ کشفی میں سُورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اِس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سُورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سُرخ سُرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اِس قدر لدا ہؤا ہے کہ جس کا کچھ انتہا نہیں۔ اور جب یہ عاجز اِس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اُس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اُوپر کی طرف اُڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سُندر اور تر و تازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اُوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطّر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالمِ مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذّتوں کی کشش سے دُنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔

اِس مکاشفہ سے معلوم ہؤا کہ گلاب کے پھول کو سُورۃ فاتحہ کے ساتھ ایک روحانی مناسبت ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم حاشیہ ۱۱ صفحہ ۳۳۲۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۳۹۵، ۳۹۶ حاشیہ نمبر ۱۱)

۱۸۸۲ء

کچھ عرصہ گذرا ہے کہ ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی جس ضرورت کا ہمارے اِس جگہ کے آریہ ہم نشینوں کو بخوبی علم تھا..... اِس لئے بلا اختیار دل میں اِس خواہش نے جوش مارا کہ مشکل کشائی کے لئے حضرتِ احدیّت میں دُعا کی جائے تا اُس دُعا کی قبولیّت سے ایک تو اپنی مشکل حل ہو جائے اور دوسرے مخالفین کے لئے تائیدِ الٰہی کا نشان پیدا ہو، ایسا نشان کہ اُس کی سچائی پر وہ لوگ گواہ ہو جائیں۔ سو اُسی دن دُعا کی گئی اور خدائے تعالیٰ سے یہ مانگا گیا کہ وہ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے تب یہ الہام ہؤا :۔

دس دن کے بعد مَیں مَوج دکھاتا ہوں۔ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ۔ فِیْ شَآئِلٍ مِقْیَاسٍ۔

دن وِل یُو گو ٹُو امرت سر[۱]

یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا۔ خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جَننے کے لئے اُونٹنی دُم اُٹھاتی ہے تب اُس کا بچہ جَننا نزدیک ہوتا ہے ایسا ہی مددِ الٰہی بھی قریب ہے۔ اور پھر انگریزی فقرہ میں یہ فرمایا کہ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم اَمرت سر بھی جاؤ گے۔

تو جیسا اِس پیشگوئی میں فرمایا تھا ایسا ہی ہندوؤں یعنی آریوں مذکورۂ بالا کے رُوبرو وقوع میں آیا یعنی حسبِ منشاءِ پیشگوئی دس دن تک ایک خرمُہرہ نہ آیا اور دس دن کے بعد یعنی گیارھویں روز محمد افضل خان صاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست راولپنڈی نے ایک سَو دس روپیہ بھیجے اور بیست روپیہ ایک اَور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری ہو گیا جس کی امید نہ تھی اور اُسی روز کہ جب دس دن کے گذرنے کے بعد محمد افضل خان صاحب

---

[۱] Then will you go to Amritsar.

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۵۰

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل "ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا:-

آئی لو یُو

یعنی مَیں تم سے محبت رکھتا ہوں

پھر یہ الہام ہوا:-

آئی ایم وِد یُو

یعنی مَیں تمہارے ساتھ ہوں

پھر الہام ہوا:-

آئی شَیل ہَیلپ یُو

یعنی مَیں تمہاری مدد کروں گا

پھر الہام ہوا:-

آئی کین وہٹ آئی وِل ڈُو

یعنی مَیں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا

پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا:-

وُی کین وہٹ وُی وِل ڈُو

یعنی ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے

اور اُس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفّظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اُس میں ایک لذّت تھی جس سے رُوح کو معنے معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلّی اور تشفّی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصّہ چہارم صفحہ ۴۸۰، ۴۸۱ حاشیہ درحاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۱، ۵۷۲)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل "ایک دفعہ صبح کے وقت بہ نظرِ کشفی چند ورق چھپے ہوئے دکھائے گئے کہ جو ڈاکخانہ

---

1. I love you.
2. I am with you.
3. I shall help you.
4. I can what I will do.
5. We can what we will do.

اور واقعات سے بے خبر اور ناواقف قرار دے سکیں بلکہ وہ تمام لوگ ایسے تھے
﴿۴۹۰﴾ جن میں آنحضرت نے ابتداء عمر سے نشوونما پایا تھا اور ایک حصۂ کلاں عمر اپنی کا
ان کی مخالطت اور مصاحبت میں بسر کیا تھا پس اگر فی الواقعہ جناب ممدوح اُمّی نہ
ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ اپنے اُمّی ہونے کا ان لوگوں کے سامنے نام بھی لے سکتے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تذلّل کی تعلیم دی اور فرمایا اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اے مبدء
تمام فیوض ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں یعنی ہم عاجز ہیں آپ سے
کچھ بھی نہیں کر سکتے جب تک تیری توفیق اور تائید شامل حال نہ ہو پس خدائے تعالیٰ نے دعا میں
جوش دلانے کے لئے دو محرک بیان فرمائے ایک اپنی عظمت اور رحمتِ شاملہ دوسرے بندوں کا
﴿۴۹۰﴾ عاجز اور ذلیل ہونا۔ اب جاننا چاہئے کہ یہی دو محرک ہیں جن کا دعا کے وقت خیال میں لانا دعا
کرنے والوں کے لئے نہایت ضروری ہے جو لوگ دعا کی کیفیت سے کسی قدر چاشنی حاصل
رکھتے ہیں انہیں خوب معلوم ہے کہ بغیر پیش ہونے ان دونوں محرکوں کے دعا ہو ہی نہیں سکتی اور بجز
ان کے آتش شوق الٰہی دعا میں اپنے شعلوں کو بلند نہیں کرتے یہ بات نہایت ظاہر ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

زبان خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ ہوتا ہے جس طرح اور جس طرف چاہتا ہے اس آلہ کو یعنی زبان کو
پھیرتا ہے اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ الفاظ زور کے ساتھ اور ایک جلدی سے نکلتے آتے ہیں اور کبھی
﴿۴۹۰﴾ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جیسے کوئی لطف اور ناز سے قدم رکھتا ہے اور ایک قدم پر ٹھہر کر پھر دوسرا قدم اٹھاتا
ہے اور چلنے میں اپنی خوش وضع دکھلاتا ہے اور ان دونوں اندازوں کے اختیار کرنے میں حکمت یہ ہے
کہ تا ربّانی الہام کو نفسانی اور شیطانی خیالات سے امتیاز کلی حاصل رہے اور خداوند مطلق کا الہام اپنی
جلالی اور جمالی برکت سے فی الفور شناخت کیا جائے۔ ایک دفعہ کی حالت یاد آئی ہے کہ انگریزی
میں اول یہ الہام ہوا۔ آئی لو یو یعنی میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر یہ الہام ہوا۔ آئی ایم وِد یو یعنی میں
تمہارے ساتھ ہوں پھر الہام ہوا۔ آئی شیل ہیلپ یو یعنی میں تمہاری مدد کروں گا۔ پھر الہام ہوا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

جن پر کوئی حال ان کا پوشیدہ نہ تھا اور جو ہر وقت اس گھات میں لگے ہوئے تھے کہ کوئی خلاف
گوئی ثابت کریں اور اُس کو مُشتہر کردیں۔ جن کا عناد اس درجہ تک پہنچ چکا تھا کہ اگر بس چل سکتا
تو کچھ جھوٹ موٹ سے ہی ثبوت بنا کر پیش کردیتے اور اسی جہت سے ان کو ان کی ہر یک بدظنی
پر ایسا مسکت جواب دیا جاتا تھا کہ وہ ساکت اور لاجواب رہ جاتے تھے مثلاً جب مکہ کے بعض ﴿۴۸۱﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کہ جو شخص خدا کی عظمت اور رحمت اور قدرت کاملہ کو یاد نہیں رکھتا وہ کسی طرح سے خدا کی
طرف رجوع نہیں کرسکتا اور جو شخص اپنی عاجزی اور درماندگی اور مسکینی کا اقراری نہیں اس کی
روح اس مولیٰ کریم کی طرف ہرگز جھک نہیں سکتی۔ غرض یہ ایسی صداقت ہے جس کے سمجھنے
کے لئے کوئی عمیق فلسفہ درکار نہیں بلکہ جب خدا کی عظمت اور اپنی ذلت اور عاجزی محقق طور پر
دل میں منقش ہو تو وہ حالت خاصہ خود انسان کو سمجھا دیتی ہے کہ خالص دعا کرنے کا وہی
ذریعہ ہے سچے پرستار خوب سمجھتے ہیں کہ حقیقت میں انہیں دو چیزوں کا تصوّر دعا کے لئے ﴿۴۸۱﴾
ضروری ہے یعنی اول اس بات کا تصوّر کہ خدائے تعالیٰ ہر یک قسم کی ربوبیت اور پرورش اور
رحمت اور بدلہ دینے پر قادر ہے اور اس کی یہ صفات کاملہ ہمیشہ اپنے کام میں لگی ہوئی ہیں۔

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

آئی کین ویٹ آئی ول ڈو۔ یعنی میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔ پھر بعد اس کے بہت ہی زور سے
جس سے بدن کانپ گیا یہ الہام ہوا۔ وی کین ویٹ وی ول ڈو۔ یعنی ہم کرسکتے ہیں۔ جو چاہیں ﴿۴۸۱﴾
گے اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے
اور باوجود پُر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی جس سے روح کو معنے معلوم کرنے سے
پہلے ہی ایک تسلی اور تشفّی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہا ہے۔ ایک دفعہ ایک
طالب العلم انگریزی خوان ملنے کو آیا اس کے روبروہی یہ الہام ہوا۔ دِس از مائی اینمی یعنی یہ میرا
دشمن ہے اگرچہ معلوم ہوگیا تھا کہ یہ الہام اسی کی نسبت ہے مگر اسی سے یہ معنی بھی دریافت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

معلوم نہیں کب تک میں زمین پر رہوں گا۔

(۳) پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور مَیں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا۔ پھر کسی نے کہا۔

غلام احمد کی جے[1]

یعنی فتح۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء

"(۱) اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَ اُرِیْدُ مَا یُرِیْدُ۔[2]

(۲) کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے گئے اور اس کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ مَیں اُٹھا کر بادام لوں۔

(۳) رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ۔[3]

(۴) ایسوسی ایشن[4]۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۳۰ مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۷)

---

[1] حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فتنۂ احرار کے دوران میں ۱۴ جون ۱۹۳۵ء میں خطبہ جمعہ کے دوران میں فرمایا "ان الہامات کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کوئی خاص مصائب نہیں آئے جس سے ثابت ہے کہ یہ الہامات آئندہ زمانہ کے متعلق ہیں..... دیکھو ان الہامات میں کس طرح بتایا گیا ہے کہ آپ کے متبعین کے لئے ایک جتھہ تیار کی جائے گی۔ یہ جتھہ چونکہ آپ کے زمانہ میں نہیں اس لئے لازماً آپ کے بعد کے زمانہ کے لئے ماننی پڑے گی مگر اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھیوں کو اس سے بچالے گا۔ کثرت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دی جائیں گی جن کا جواب خود خدا دے گا اور اُس وقت تک تائید الٰہی ختم نہ ہوگی جب تک احمدیت کی فتح نہ ہو اور دُنیا میں غلام احمد کی جے کے نعرے بلند نہ ہوں۔ جے کا لفظ بتاتا ہے کہ اس مخالفت میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں گے لیکن بتادیا ہے کہ آخر وہ جے کہنے پر مجبور ہوں گے پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں خبریں ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد ابتلاء آئیں گے اور سخت آئیں گے۔ گالیاں دی جائیں گی۔ ہندو بھی مخالفت میں مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے مگر اللہ تعالیٰ احمدیت کو فتح دے گا حتٰی کہ مخالف بھی پکار اُٹھیں گے کہ غلام احمد کی جے۔"

(الفضل جلد ۲۲ نمبر ۱۹۲ مورخہ ۱۸ جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۴)

[2] (ترجمہ) مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گے اور اس بات کا قصد کروں گا جس کا وہ قصد کرے۔

[3] (ترجمہ) اے میرے ربّ! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

[4] Association

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۵۵۵

مِنْ عِبَادِہٖ۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ
نبوت اُس کو بخشتا ہے۔ اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو
مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔ خدا کی فیلنگ☆ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔
تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر
نے جس میں بشدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس
کرنا اور (۲) آنحضرتؐ کی مُہر کا فیضان۔

اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ وَمَعَ کُلِّ مَنْ اَحَبَّکَ۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ رُوحانی
مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے۔ تیرے لئے میرے نام نے اپنی چمک دکھلائی۔
عالَم تیرے پر کھولا گیا۔ بَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔ اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ۔ اسّی یا اس پر
روحانی عالَم تیرے پر کھولا گیا۔ پس آج نظر تیری تیز ہے۔ خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسّی برس یا
پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ مَیں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اَور
دکھاؤں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور ان کی

؎ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اِس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالا اِس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمّتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اِسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھیرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنے اِس حدیث کے ہیں کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔ اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست ان کو منصبِ نبوت ملا اور ان کو چھوڑ کر جب اَور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رُشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی اُمّت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ منہ

☆ Feeling (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶، ۹۷ حاشیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱ حاشیہ)

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۵۱

سے آئے ہیں اور اخیر پر اُن کے لکھا تھا:-

آئی ایم بائی عیسےٰ[1]
یعنی مَیں عیسےٰ کے ساتھ ہوں

چنانچہ وہ مضمون کسی انگریزی خوان سے دریافت کرکے دُو ہندو آریہ کو بتلایا گیا جس سے یہ سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص عیسائی یا عیسائیوں کی طرز پر دینِ اسلام کی نسبت کچھ اعتراض چھپوا کر بھیجے گا چنانچہ اُسی روز ایک آریہ کو ڈاک آنے کے وقت ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تو وہ چند چھپے ہوئے ورق لایا جس میں عیسائیوں کی طرز پر ایک صاحب خام خیال نے اعتراضات لکھے تھے۔" (براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۱، ۴۸۲ حاشیہ در حاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۲، ۵۷۴)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل

"ایک دفعہ کسی امر میں جو دریافت طلب تھا خواب میں ایک درم نُقرہ جو بشکل بادامی تھا اِس عاجز کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اُس میں دُو سطریں تھیں۔ اوّل سطر میں یہ انگریزی فقرہ لکھا تھا

یَس آئی ایم ہیپی[2]

اور دوسری سطر جو خطِ فارق ڈال کر نیچے لکھی ہوئی تھی وہ اُسی پہلی سطر کا ترجمہ تھا یعنی یہ لکھا تھا کہ

"ہاں مَیں خوش ہوں"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۲، ۴۸۳ حاشیہ در حاشیہ ۱۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۴، ۵۷۵)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل

"ایک دفعہ کچھ محزون اور غم کے دن آنے والے تھے کہ ایک کاغذ پر بنظرِ کشفی یہ فقرہ انگریزی میں لکھا ہوا دکھایا گیا:-

لائف آف پین[3]
یعنی زندگی دُکھ کی۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۳ حاشیہ در حاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۵)

۱۸۸۳ء یا اس سے قبل

"ایک دفعہ بعض مخالفوں کے بارہ میں جنہوں نے عناد دلی سے خواہ نخواہ قرآن شریف کی توہین کی تھی اور عداوتِ ذاتی سے جس کا کچھ چارہ نہیں دینِ متین اسلام پر بے جا اعتراضات اور بیہودہ تعرضات کئے

---

1. I am by Isa. 2. Yes, I am happy.
3. Life of pain.

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۴۰۳

پھر بھی سر اُٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں۔"

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۱؍ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۶۵۔ کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵)

(ب) "پھر میں نے آئینہ خواب میں دیکھا اور رعب ناک اور چمکتا ہوا چہرہ نظر آیا۔"

(کاپی الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱۵)

یکم ستمبر ۱۹۰۳ء

" فرمایا۔ آج خواب میں ایک فقرہ مُنہ سے یہ نکلا:-

فیر مین[1]"

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۱؍ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۶۶)

۲؍ستمبر ۱۹۰۳ء

" فرمایا۔ اسہال آنے سے میری طبیعت میں کچھ کمزوری پیدا ہو گئی۔ ایک تھوڑی سی غنودگی میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں طرف دُو آدمی پستولیں لئے کھڑے ہیں۔ اِس اثنا میں مجھے الہام ہوا:

فِیْ حِفَاظَةِ اللّٰہِ[2]"

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۸۰۔ الحکم جلد ۷ نمبر ۳۶ مورخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

۵؍ستمبر ۱۹۰۳ء[3]

"میں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ ۔۔۔ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے تو کسی نے کہا کہ اِس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگادو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی، اور ساتھ ہی مجھے یہ وحیِ الٰہی ہوئی کہ[4]

"کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا"

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) اچھا آدمی (Fairman) [2] (ترجمہ از مرتّب) اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں۔

[3] یہ تاریخ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی کاپی صفحہ ۱۴ میں درج ہے۔ (مرتّب)

[4] حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس کشف کو دُو شہیدوں (صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب اور مولوی نعمت اللہ صاحب) پر چسپاں فرماتے ہوئے فرمایا: "بیری جو پہلے کاٹی گئی تھی اس سے مراد سید عبد اللطیف صاحب تھے۔ انہیں بیری قرار دے کر اس طرف اشارہ کیا گیا کہ وہ پھلدار یعنی صاحبِ اولاد تھے اور سرو کی شاخ سے یہ مراد تھی کہ بیری کے بعد جو شاخ کاٹی جائے گی وہ پھلدار نہیں ہوگی۔ چنانچہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی ابھی شادی بھی نہ ہوئی تھی کہ شہید کر دیئے گئے۔" (الفضل جلد ۱۲ نمبر ۷۴ مورخہ ۱۱؍دسمبر ۱۹۲۴ء صفحہ ۵)

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

تھے، دو فقرے انگریزی میں الہام ہوئے :-

گاڈ اِز کمنگ بائی ہِز آرمی۔ ہی اِز وِد یو ٹو کِل اینیمی

یعنی خدا تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۳، ۴۸۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۶، ۵۷۷)

۱۸۸۳ء

" بُوْرِكْتَ يَا اَحْمَدُ وَكَانَ مَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ حَقًّا فِيْكَ

اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے اور خدا نے جو تجھ میں برکت رکھی ہے وہ حقانی طور پر رکھی ہے۔"

شَأْنُكَ عَجِيْبٌ وَّاَجْرُكَ قَرِيْبٌ

تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے

اِنِّيْ رَاضٍ مِّنْكَ۔ اِنِّيْ رَافِعُكَ اِلَيَّ۔ اَلْاَرْضُ

وَالسَّمَآءُ مَعَكَ كَمَا هُوَ مَعِيْ۔

میں تجھ سے راضی ہوں میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔

ھُوَ کا ضمیر واحد بتاویل مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ہے اور ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہیں جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر یک کامل مومن کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور دوسرے سب طفیلی ہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۸۶ تا ۴۸۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۷۹، ۵۸۰)

۱۸۸۳ء

" پھر بعد اس کے فرمایا :-

اَنْتَ وَجِيْهٌ فِيْ حَضْرَتِيْ اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِيْ

تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا۔

---

1. God is coming by his army.

2. He is with you to kill enemy.

نوٹ :- انگریزی زبان میں لفظ بائی by بمعنی togather with اور in company with یعنی معیّت اور ساتھ ہونے کے معنوں میں بھی بولا جاتا ہے۔ حوالہ کے لئے دیکھئے

Dialect Dictionary by Joseph wright P.470

۴۳

ذخیرہ کا روپیہ آیا امرتسر بھی جانا پڑا کیونکہ عدالتِ خفیفہ امرتسر سے ایک شہادت کے ادا کرنے کے لئے اِس عاجز کے نام اُسی روز ایک سمن آگیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۶۸۔۴۷۰ حاشیہ در حاشیہ ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۵۹۔۵۶۱)

۱۸۸۲ء

"کچھ عرصہ ہوا..... ایک صاحب نور احمد نامی جو حافظ اور حاجی بھی ہیں بلکہ شاید کچھ عربی دان بھی ہیں اور واعظ قرآن ہیں اور خاص امرتسر میں رہتے ہیں اتفاقاً اپنی درویشانہ حالت میں سیر کرتے کرتے یہاں بھی آ گئے .....
چونکہ وہ ہمارے ہی یہاں ٹھہرے اور اِس عاجز پر اُنہوں نے خود آپ ہی یہ فلط رائے جو الہام کے بارے میں اُن کے دل میں تھی[1] مدعیانہ طور پر ظاہر بھی کر دی اِس لئے دِل میں بہت رنج گذرا۔ ہر چند معقولی طور پر سمجھایا گیا کچھ اثر مترتب نہ ہؤا۔ آخر توجہ اِلی اللہ تک نوبت پہنچی اور اُن کو قبل از ظہور پیشگوئی بتلایا گیا کہ خداوند کریم کی حضرت میں دُعا کی جائے گی کچھ تعجب نہیں کہ وہ دُعا بہ پایۂ اجابت پہنچ کر کوئی ایسی پیشگوئی خداوند کریم ظاہر فرماوے جس کو تم بچشم خود دیکھ جاؤ۔
سو اُس رات اِس مطلب کے لئے قادرِ مطلق کی جناب میں دُعا کی گئی علی الصباح بنظرِ کشفی ایک خط دکھلایا گیا جو ایک شخص نے ڈاک میں بھیجا ہے۔ اُس خط پر انگریزی زبان میں لکھا ہؤا ہے:۔

آئی ایم کوڑلر[2]

اور عربی میں یہ لکھا ہؤا ہے:۔

هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ

اور یہی الہام حکایۃً عن الکاتب القا کیا گیا اور پھر وہ حالت جاتی رہی۔
چونکہ یہ خاکسار انگریزی زبان سے کچھ واقفیت نہیں رکھتا۔ اِس جہت سے پہلے علی الصباح میاں نور احمد صاحب کو اُس کشف اور الہام کی اطلاع دے کر اور اُس آنے والے خط سے مطلع کر کے پھر اُسی وقت ایک انگریزی خوان سے اُس انگریزی فقرہ کے معنے دریافت کئے گئے تو معلوم ہؤا کہ اُس کے یہ معنے ہیں کہ میں جھگڑنے والا ہوں۔ سو اُس مختصر فقرہ سے یقیناً یہ معلوم ہو گیا کہ کسی جھگڑے کے متعلق کوئی خط آنے والا ہے اور هٰذَا شَاهِدٌ نَزَّاغٌ کہ جو کاتب کی طرف سے دوسرا فقرہ لکھا ہؤا دیکھا تھا اُس کے یہ معنے کھلے کہ کاتبِ خط نے کسی مقدمہ کی شہادت کے بارہ میں وہ خط لکھا ہے۔
اُس دن حافظ نور احمد صاحب بہ باعث بارش باران امرتسر جانے سے روکے گئے اور درحقیقت ایک سماوی سبب سے اُن کا رُکا جانا بھی قبولیتِ دُعا کی ایک خبر تھی تا وہ جیسا کہ اُن کے لئے خدائے تعالیٰ سے درخواست کی گئی

---

[1] کہ الہام انسان کے دماغی خیالات ہی کا نام ہے۔ (مرتب)

[2] I am quarreler.

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

﴾۵۲۲﴿ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا۔[1] وَلَوْ شِئْنَا
لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا
كَبِيْرًا[2] وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کے سخت صدمات کے بیچ میں دے کر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبت الٰہیہ کے اور کچھ اس کے دل اور جان سے نہیں نکلتا۔ اسی کے درد سے لذت پاتا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

دوسرے تمام لوگ اُس کی متابعت اور اس کی محبت کی طفیل سے علیٰ قدر متابعت ومحبت مراتب پاتے ہیں۔ فما اعظم شان کمالہ اللّٰھم صل علیہ و آلہ۔ اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ الہام یہ ہے۔ اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ وہ تجھ پر راضی اور تو اس پر راضی۔ پھر میرے بندوں میں داخل ہو اور میری بہشت میں اندر آ جا۔ خدا نے تجھ پر احسان کیا اور تیرے دوستوں سے نیکی کی اور تجھ کو وہ علم بخشا جس کو تو خود بخود نہیں جان سکتا تھا۔ اور اگر تو خدا کی نعمتوں کو گننا چاہے تو یہ تیرے لئے غیر ممکن ہے۔ پھر ان الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور
﴾۵۲۳﴿ اردو میں اور ایک انگریزی میں ہوا۔ وہ بھی بغرض افادۂ طالبین لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ **بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔ دی ڈیز شَل کَم وہن گاڈ شیل ہیلپ یُو گلوری بی ٹو دِس لارڈ گوڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔** وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان ان الہامات کے بعد ایک ایسی پیشگوئی چند آریوں کے روبرو جو پنڈت دیانند کے توابع ہیں پوری ہوئی کہ جس کی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہیں۔ سو اگرچہ اس کے لکھنے سے کسی قدر طول ہی ہو۔ لیکن بہ نظر خیر خواہی

[1] الفرقان:۴۹، ۵۰ [2] الفرقان:۵۲، ۵۳

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

"

الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے۔"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۱)

۱۸۸۳ء

"پھر ان الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور اُردو میں اور ایک انگریزی میں ہوا...... اور وہ یہ ہے :-

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔[1] پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اِس طرف توجہ کرے گا۔ اِس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔[2] جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کُھلا ہے اور اُس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔ دی ڈیز شیل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو۔ گلوری بی ٹو دِس لارڈ گوڈ میکر اوف اَرتھ اینڈ ہیون۔[3]

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان۔"
(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۲)

---

[1] (ترجمہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام) "اب طور کر، اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر اُن کا قدم پڑے گا۔" (نزول المسیح صفحہ ۱۳۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۱۱)

[2] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ حضور کو جو الہام ہوا ہے "قرآن خدا کا کلام ہے اور میرے منہ کی باتیں" اس الہام الٰہی میں "میرے" کی ضمیر کس کی طرف پھرتی ہے یعنی کس کے منہ کی باتیں۔
فرمایا۔ خدا کے منہ کی باتیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے منہ کی باتیں۔ اس طرح کے ضمائر کے اختلاف کی مثالیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۲۹۔ ۱۸ جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

[3] 9. The days shall come when God shall help you.
10. Glory be to this Lord God Maker of earth and heaven.

۹۱

میرے اُس لڑکے کو اس کی موت کا صدمہ پہنچا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۳۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۲)

۱۸۸۳ء

"ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہُوا:۔

"جنـــازہ"

اور مَیں نے اِس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دے دی چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوگئے[1]"

(نزول المسیح صفحہ ۲۲۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۳)

دسمبر ۱۸۸۳ء

"اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں ...... اور وہ کلمات یہ ہیں:۔

پریشن[2]۔ عمر۔ براطوس یا پلاطوس

یعنے پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے بباعث سُرعت الہام دریافت نہیں ہُوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اِس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں؟ پھر دو لفظ اَور ہیں۔

ھُوْ شَعْنَا نَعْسَا

معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں۔ اوّل عربی فقرہ ہے۔

یَا دَاؤُدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ اِحْسَانًا

یُو مسٹ ڈُو وہاٹ آئی ٹولڈ یُو[3] تم کو وہ کرنا چاہیئے جو مَیں نے فرمایا ہے۔

---

[1] خاکسار مرتب کے عرض کرنے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت اُمّ المؤمنین سے دریافت کیا کہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کس سنہ میں ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا کہ میری شادی سے (جو ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی) ایک سال قبل اُن کی وفات ہو چکی تھی۔ نیز کتاب پنجاب چیفس میں بھی سنہ وفات ۱۸۸۳ء ہی لکھا ہے۔

[2] (ا) "یہ ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں نجات دے۔ فرمایا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کا مضمون اس سے ملتا جلتا ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۱۶ پرچہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۲ کالم نمبر ۳) (ب) "چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سُرعت ہوتی ہے اسلئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اَور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں مثلاً یہ آیت اِنْ ھٰذَانِ لَسَاحِرَانِ انسانی نحو کی رُو سے اِنْ ھٰذَیْنِ چاہیئے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۷ حاشیہ)

[3] You must do what I told you.

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

فارسی

﴿۵۲۲﴾ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّ نُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِيَّ كَثِيْرًا۔[1] وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا[2] وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

کے سخت صدمات کے بیچ میں دے کر کوفتہ کیا جائے اور نچوڑا جائے تو بجز محبت الٰہیہ کے اور کچھ اس کے دل اور جان سے نہیں نکلتا۔ اسی کے درد سے لذت پاتا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

دوسرے تمام لوگ اُس کی متابعت اور اس کی محبت کی طفیل سے علیٰ قدر متابعت و محبت مراتب پاتے ہیں۔ فما اعظم شان کماله اللّٰھم صل علیه و آله۔ اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ الہام یہ ہے۔ اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ وہ تجھ پر راضی اور تو اس پر راضی۔ پھر میرے بندوں میں داخل ہو اور میری بہشت میں اندر آ جا۔ خدا نے تجھ پر احسان کیا اور تیرے دوستوں سے نیکی کی اور تجھ کو وہ علم بخشا جس کو تو خود بخود نہیں جان سکتا تھا۔ اور اگر تو خدا کی نعمتوں کو گننا چاہے تو یہ تیرے لئے غیر ممکن ہے۔ پھر ان الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور اردو میں اور ایک انگریزی میں ہوا۔ وہ بھی بغرض افادۂ طالبین لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ ﴿۵۲۳﴾ **بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد**۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔ دی ڈیز شَل کَم وہن گاڈ شیل ہیلپ یُو گلوری بی ٹو دِس لارڈ گوڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہیون۔ وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان ان الہامات کے بعد ایک ایسی پیشگوئی چند آریوں کے روبرو جو پنڈت دیانند کے توابع ہیں پوری ہوئی کہ جس کی کیفیت پر مطلع ہونا ناظرین کے لئے خالی فائدہ سے نہیں۔ سو اگرچہ اس کے لکھنے سے کسی قدر طول ہی ہو۔ لیکن بہ نظر خیر خواہی

[1] الفرقان:۴۹، ۵۰ [2] الفرقان:۵۲، ۵۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۵۱۱ — نزول المسیح

﴿۱۳۳﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائی ہیں جو دُنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۳		سخت وبا کا زمانہ آئے گا اور آخر کار یہ ہوگا کہ جو لوگ خدا اور اس کے مامور کی طرف سچے دل سے اور پورے اخلاص سے توجہ کریں گے وہ بچائے جائیں گے اور بہر حال نسبتاً عافیت سے حصہ لینے والے سب سے زیادہ وہی ہوں گے سو یہ طاعون کے زمانہ کی طرف اشارہ ہے اور جو لوگ انجام تک جیتے رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ وباء طاعون کے دنوں میں خدا کی خاص برکات اس سلسلہ کے مخلصوں کے شامل حال رہیں گی اور وہ نسبتاً جلتی ہوئی آگ سے بہت دور رہیں گے۔	
پیشگوئی نمبر ۱۴	۱۸۸۰و۸۲ء	**بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد**۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۲۲۔ یعنی اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آرہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر ان کا قدم پڑے گا۔ اس کے ساتھ ہی براہین احمدیہ میں ایک انگریزی الہام ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب خدا تمہاری مدد کرے گا خدائے ذوالجلال آفرینندہ زمین و آسمان۔ یہ ان دنوں کی پیشگوئی ہے جب کہ اس سلسلہ کا نام و نشان نہ تھا کیا یہ انسان کی قدرت میں سے ہے۔	تیس برس بعد طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ رویت کے		طاعون زور پر ہے اور معلوم نہیں کہ موسم سرما میں کیا صورت پیش آئے گی اب سوچ لو کہ کیا یہ امور غیبیہ انسان کے ہاتھ میں ہیں کیا آج سے بیس۲۰ برس پہلے کسی کو خبر بھی تھی کہ اس ملک میں اس زور سے طاعون آئے گی ایسا ہی ان پیشگوئیوں میں ترقی کے زمانہ کی اس وقت خبر دی گئی ہے جب کہ یہ عاجز گوشہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔ اب سوچ لو کہ کیا انسان بھی یہ قدرت رکھتا ہے۔	

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

"
الہامی طور پر زبان پر سوال جاری کرنا اور پھر یہ کہنا کہ یہ تیرا سوال منظور کیا گیا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۱)

۱۸۸۳ء

"پھر ان الہامات کے بعد چند الہام فارسی اور اُردو میں اور ایک انگریزی میں ہوا ...... اور وہ یہ ہے:-

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد[1]۔ پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ ربّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں[2]۔ جناب الٰہی کے احسانات کا دروازہ کھلا ہے اور اس کی پاک رحمتیں اس طرف متوجہ ہیں۔ دی ڈیز شیل کم وہن گاڈ شیل ہیلپ یو۔ گلوری بی ٹو دِس لارڈ گوڈ میکر اوف اَرتھ اینڈ ہیون[3]۔

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔ خدائے ذوالجلال آفرینندۂ زمین و آسمان"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۲۱، ۵۲۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۳)

---

[1] (ترجمہ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام) "اب ظہور کر اور نکل کہ تیرا وقت نزدیک آگیا اور اب وہ وقت آ رہا ہے کہ محمدی گڑھے میں سے نکال لئے جاویں گے اور ایک بلند اور مضبوط مینار پر اُن کا قدم پڑے گا۔" (نزول المسیح صفحہ ۱۳۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۵۱۱)

[2] حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک سوال پیش ہوا کہ حضور کو جو الہام ہوا ہے "قرآن خدا کا کلام ہے اور میرے منہ کی باتیں" اس الہام الٰہی میں "میرے" کی ضمیر کس کی طرف پھرتی ہے یعنی کس کے منہ کی باتیں۔
فرمایا:- خدا کے منہ کی باتیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے منہ کی باتیں۔ اس طرح کے ضمائر کے اختلاف کی مثالیں قرآن شریف میں موجود ہیں۔ (بدر جلد ۶ نمبر ۲۸۔ ۱۱ر جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۹)

[3] 9. The days shall come when God shall help you.
10. Glory be to this Lord God Maker of earth and heaven.

يَفرح المؤمنون. ثلةٌ من الاولين وثلةٌ من الآخرين. وهٰذا تذكرة فمن شاء «۶۴»

اور گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے

اتخذ الٰى ربّه سبيلا. اِنّ النّصارىٰ حَوّلوا الامر. سنرذها على النّصارىٰ.

خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصاریٰ نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلت اور شکست کو نصاریٰ پر واپس پھینک دیں

لَيُنبذن فى الحطمة. انا نبشّرك بغلام حليم مظهر الحق والعلاء

گے۔ اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور

كَاَنّ اللّٰه نزل من السّماء. اسمه عمانوايل. يُولد لك الولد. ويُدنىٰ منك

بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اترا۔ نام اس کا عمانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ تجھے

الفضل. اِنّ نورى قريب قل اعوذ بربّ الفلق من شر ما خلق.

لڑکا دیا جائے گا اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے کہہ میں شر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔

عجل جسدله خوار. فله نصبٌ وّ عذاب.

یہ بیجان گوسالہ ہے اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری سو اس کو دکھ کی مار اور عذاب ہوگا۔ یعنی اسی دنیا میں۔

(فارسی وار دو الہام)

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا

آمین

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے اور نیز ان تمام الہامات میں اس عاجز کی اس قدر تعریف اور توصیف ہے کہ اگر یہ تعریفیں در حقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو ہر یک مسلمان کو چاہئے کہ تمام تکبر اور نخوت اور شیخی سے الگ ہو کر ایسے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

http://www.alislam.org/librarv/books/tadhkirah

اَنْتَ الْاَعْلٰی۔ وَنُمَزِّقُ الْاَعْدَآءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ وَمَکْرُ اُولٰٓئِکَ هُوَ یَبُوْرُ۔ اِنَّا نَکْشِفُ السِّرَّ عَنْ سَاقِهٖ۔ یَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ وَهٰذَا تَذْکِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا۔ اِنَّ النَّصَارٰی حَوَّلُوا الْاَمْرَ۔ سَنَرُدُّهَا عَلَی النَّصَارٰی۔ لَیُنْبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ مَّظْهَرِ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ اِسْمُهٗ عِمَّانُوْایِل۔ یُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ۔ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ عِجْلٌ جَسَدٌ لَّهٗ خُوَارٌ۔ فَلَهٗ نَصَبٌ وَّعَذَابٌ۔

(فارسی و اُردو الہام)

بخرام کہ وقتِ تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنارِ بلند تر محکم افتاد۔ خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا اور تیری برکتیں پھیلاؤں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(انجام آتھم صفحہ ۵۱ تا ۶۲ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۵۱ تا ۶۲)

کہ غلبہ تجھی کو ہے۔ اور ہم دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ اور ان کا مکر ہلاک ہو جائے گا۔ اور ہم حقیقت کو اس کی پنڈلی سے کھول دیں گے۔ اُس دن مومن خوش ہوں گے۔ اور (ایک) گروہ پہلوں میں سے اور ایک پچھلوں میں سے۔ اور یہ تذکرہ ہے پس جو چاہے خدا کی راہ کو اختیار کرے۔ نصارٰی نے حقیقت کو بدلا دیا ہے سو ہم ذلّت اور شکست کو نصارٰی پر واپس پھینک دیں گے اور آتھم نابود کرنے والی آگ میں ڈال دیا جاوے گا۔ ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اُترا۔ نام اُس کا عمّانوایل ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "خدا ہمارے ساتھ ہے"۔ تجھے لڑکا دیا جائے گا۔ اور خدا کا فضل تجھ سے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے۔ کہہ مَیں شریر مخلوقات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ یہ بے جان گوسالہ ہے۔ اور بیہودہ گو یعنی لیکھرام پشاوری۔ سو اس کو دُکھ کی مار اور عذاب ہوگا یعنی اسی دُنیا میں۔"

(انجامِ آتھم صفحہ ۵۱ تا ۶۲ ۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۵۱ تا ۶۲)

لہ "اِن میں سے بعض الہامات بیس برس کے عرصہ سے ہیں جو مختلف ترتیبوں اور کمی بیشی کے ساتھ بار بار القا ہوتے ہیں۔" (انجام آتھم صفحہ ۵۱)

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۲۰ر دسمبر ۱۹۰۷ء "(۱) آج ہماری بخت بیداری۔
(۲) اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔[1]
(۳) خدا نے اُسے لیا۔
(۴) وَاللہ! وَاللہ! سِدھا ہویا اَوْلاَ۔
فرمایا۔ یہ پنجابی فقرہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کج طبع آدمی درست ہوگیا ہے۔
(۵) وقت رسید۔[2]"
(بدر جلد ۶ نمبر ۵۲ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ایامِ جلسہ ۱۹۰۷ء "يَآ اَيُّهَا النَّبِيُّ اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔[3]"
(بدر جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰۔ الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱ مورخہ ۲ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

---

[1] (ترجمہ) یقیناً تیرا دشمن جو ہے وہی اَبتر ہے۔
[2] (ترجمہ) وقت آگیا۔
[3] (ترجمہ از مرتب) یعنی اے نبی! بھوکوں اور محتاجوں کو کھانا کھلاؤ۔

(نوٹ) "بعض مہمانوں کو (سالانہ جلسہ ۱۹۰۷ء کے موقعہ پر۔ مرتب) ایک دن کھانا بہت دیر میں ملا۔ روٹی کافی تیار تھی مگر جگہ تنگ تھی اور تھوڑے آدمی ایک وقت میں کھا سکتے تھے اس واسطے بہت دیر ہوگئی اور بعض مہمان بغیر کھانا کھانے کے سونے کے کمرں میں چلے گئے..... تو ان کو یہ الہام ملا کر خود خداوند عالم نے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا اور براہ راست آسمان سے اللہ کے رسول کے پاس رات کو پیغام پہنچا کر اَطْعِمُوا الْجَآئِعَ وَالْمُعْتَرَّ بھوکے اور مضطر کو کھانا کھلا۔ صبح سویرے حضور نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو بعض مہمان بھوکے رہے۔ اسی وقت آپ نے منتظمان لنگر کو بلایا اور بہت تاکید کی کہ مہمانوں کی ہر طرح سے خاطرداری کی جائے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔" (بدر جلد ۷ نمبر ۱ مورخہ ۹ جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۳)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اسی الہام کے متعلق فرماتے ہیں۔

"۲۸ر دسمبر ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے کہ صبح کے آٹھ بجے کھانا کھانے کے بعد یہ عاجز جلسہ میں تقریروں کے سننے میں لگ گیا۔ اسی روز مسیح پاک کی تقریر بھی سنی اور خوب سیری حاصل ہوئی۔ نماز مغرب وعشاء (جمع کردہ) ادا کی اور مسجد مبارک میں حسب الارشاد مجلس معتمدین صدر انجمن کے جنرل اجلاس میں شامل ہونے کی غرض سے بیٹھ گیا کہ اجلاس کے بعد کھانا کھالوں گا۔ اعلان کے مطابق اس میں جماعتوں کے صدر صاحبان اور سیکرٹریوں کی شمولیت ضروری تھی۔ میں اس وقت کمزور تھا۔ بھوکا تھا کہ صبح آٹھ بجے کا کھانا کھایا ہوا تھا۔ دن میں اور کچھ کھانے کو میسر نہ آیا تھا۔ بیس سالہ جوان تھا۔ شاید ایک آدھ کے سوا باقی تمام احباب سنتوں وغیرہ سے فارغ ہو کر مسجد سے چلے گئے تھے۔ اس حال کے پیش نظر نفس تقاضا کرتا تھا کہ اٹھ کر چلا جاؤں کہ غالباً اراکین صدر انجمن احمدیہ کھانا کھانے کے لئے چلے گئے ہیں اور سب لوگ لنگر میں کھانا کھا رہے ہیں تُو بھی جا کر کھانا کھا کر چلا آ۔ لیکن غریب دل ڈرا کہ مبادا

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۶۶۷

"قدیمان خود را بیفزائے قدرؔ"[1]
(رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۵ صفحہ ۷۶)

جنوری ۱۹۰۲ء "لِیَحْمِلْهُ رَجُلٌ"[2] (مکتوب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

۱۹۰۲ء (الف) مرزا قدرت اللہ صاحب ساکن محلہ چابک سواراں لاہور نے بیان کیا کہ:-
"غالباً ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح سیر کے لئے تشریف لے گئے..... جب ہم اس گاؤں کے بیچ میں پہنچے جو ڑواں پنڈ کے نام سے مشہور ہے..... خلیفہ رجب الدین صاحب نے (مجھے کہا)...... کہ حضرت صاحب نے اس مقام پر جہاں سے کہ ریلوے لائن گذرے گی، اپنے سوٹا سے نشان کر دیا ہے چنانچہ کئی سالوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح موعود علیہ السلام کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کیا۔"
(رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۴ صفحہ ۱۷۷)

(ب) "آپ فرماتے تھے کہ یہاں پر ریل بھی آئے گی۔" (رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۵ صفحہ ۸۱ روایت شاہ محمد صاحب سکنہ قادیان و رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۶ صفحہ ۷ روایت تھو صاحب سکنہ قادیان)

(ج) (بٹالہ والی سڑک کے خراب اور تکلیف دہ ہونے کی شکایت پر) حضرت صاحبؑ نے فرمایا کہ "گھبراؤ نہیں۔ کوئی دن وہ ہوگا جب یہاں گاڑی آ جائے گی۔"
(رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۰ صفحہ ۲۱۲ روایت سردار بیگم صاحبہ زوجہ چوہدری محمد حسین صاحب تلونڈی عنایت خاں)

---

[1] (ترجمہ از مرتّب) اپنے قدیمی تعلق والوں کی قدر بڑھا۔

[2] یعنی یہ کمزور ہے اس کے سہارا کے لئے اس کے ساتھ کوئی آدمی جانا چاہیئے۔
(نوٹ از مرتّب) یہ الہام حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق ہے جب آپ بچپن میں بٹالہ میں مڈل کا امتحان دینے جا رہے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا۔ اس کے متعلق الحکم جلد ۶ نمبر ۳ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۲ء میں ان الفاظ میں اشارہ ملتا ہے "صاحبزادہ محمود صاحب بھی شاملِ امتحان ہوئے حضرت اقدس کو جو الہام اس کے متعلق ہوا ہے اگلی اشاعت میں درج کریں گے۔" مگر افسوس کہ پھر اس کی اشاعت نہ کی جا سکی۔ خاکسار مرتّب نے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اس الہام کی تصدیق کے متعلق درخواست کی تو حضور نے تحریر فرمایا کہ
"یہ الہام درست ہے میں تو چھوٹا تھا مولوی شیر علی صاحبؓ نے مجلس سے آ کر ہمیں سنایا تھا۔"
(مکتوب حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز منسلکہ صفحہ)

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۴۶- "اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔"[۱] (البشریٰ صفحہ ۵۵)

۴۷- "دخترِ نیک آگاہی شان خورد ترچند یں سال۔"[۲] (البشریٰ صفحہ ۵۷، ۶۳)

۴۸- "اے خدا اِس پیالہ کو ٹال دے۔" (البشریٰ صفحہ ۸۹)

۴۹- "نزول درقادیان۔"[۳] (البشریٰ صفحہ ۹۶)

۵۰- "تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں۔"[۴] (البشریٰ صفحہ ۹۹)

۵۱- مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ شرح قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ" میں لکھتے ہیں کہ:۔

"اِسی قصیدہ کے متعلق ایک اور روایت مرحوم و مغفور حضرت پیر سراج الحق رضی اللہ عنہ کی ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہوگیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اِس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کُوٹ کُوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قُرب عطا کروں گا۔"

(شرح القصیدہ صفحہ ۲۱۔ ۲۹ جون ۱۹۵۶ء)

۵۲- حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:۔

"ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہوگئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دُور نہ ہوتی تھی۔۔۔۔ ایک دن (میں) حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔۔۔۔ میں نے جرأت کرکے پوچھا کہ حضور آج خلافِ معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور اِدھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اِس پر مجھے الہام ہوا[۵]:۔

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے"

---

[۱] (ترجمہ) زمین اپنے رَبّ کے نُور سے جگمگا اُٹھی۔ (مرتّب)

[۲] ان کی نیک لڑکی سب سے چھوٹی چند سال کی ہے۔ (مرتّب) نوٹ:۔ اِس الہام کے متعلق پیر صاحب نے البشریٰ صفحہ ۶۳ پر لکھا ہے:۔ "الہام منقول از بیاض حضرت آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی۔"

[۳] (ترجمہ) قادیان میں نزول۔ (مرتّب) [۴] یعنی جو عظیم الشان خدمات تُو اسلام کی تائید میں بجا لا رہا ہے۔ (مرتّب)

[۵] یہ الہام غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء کا ہے۔ حضرت قمر الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے خارش کی تکلیف کا واقعہ ۱۸۹۱ء بتلایا۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ روایت نمبر ۲۶۲)۔ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے ۱۸۹۲ء کا۔ (دیکھئے سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۲ روایت نمبر ۵۷۴)۔ (مرتّب)

عبرانی زبان

روحانی خزائن جلد ۱ — ۶۱۲ — براہین احمدیہ حصہ چہارم

مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔
«۵۱۳» وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً
لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

«۵۱۳» میں تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ یعنی ہم کو ان لوگوں کا راہ دکھلا
پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہیں اور خدا سے ظاہری و باطنی نع
پاتے ہیں شدائد سے خالی نہیں ہیں بلکہ اس دار الابتلاء میں ایسی ایسی شدتیں اور صعوبتیں ان کو پہ
ہیں کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتیں تو مدد ایمانی اس کی منقطع ہو جاتی۔ لیکن اس جہت سے اُ

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا یعنی جن کا مادہ ہی خُبث ہے ان سے صلاحیت کی امید مت
اور پھر فرمایا کہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تع
کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں وہی اکیلا معبود ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا نہ
«۵۱۳» چاہئے۔ اور تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے بجز اس کے اور کسی جگہ سے بھلائی نہیں مل
اور قرآنی حقائق صرف انہیں لوگوں پر کھلتے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف
پاک کرتا ہے اور میں ایک عمر تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا تم کو عقل نہیں۔

ہست فرقانِ مبارک از خدا طیب شجر — نونہال و نیک بو و سایہ دار و پُرزِ
میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار — گر خردمندی مجہاں بید را بہر ثم
در نیاید باورت در وصف فرقان مجید — حسن آں شاہد بپرس از شاہدان یا خود نگ
وانکہ او نامد پے تحقیق و در کین مبتلاست — آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خ

قل ان ھدی اللّٰہ ھو الھدی وانّ معی ربّی سیھدین. ربّ اغفر وارحم
السمآء. ربّ انی مغلوب فانتصر. ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی آوس
کہ ہدایت وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے اور میرے ساتھ میرا رب ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

نامعلوم زبان

۹۱

میرے اُس لڑکے کو اس کی موت کا صدمہ پہنچا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۳۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۳۴)

۱۸۸۳ء

"ہمارے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کی وفات سے ایک دن پہلے الہام ہوا :۔

"جنازہ"

اور مَیں نے اِس الہام کی بہت لوگوں کو خبر دے دی چنانچہ دوسرے روز بھائی صاحب فوت ہوئے"[1]

(نزول المسیح صفحہ ۲۲۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۳)

دسمبر ۱۸۸۳ء

"اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں...... اور وہ کلمات یہ ہیں :۔

پریشن۔ عمر۔ براطوس یا پلاطوس

یعنے پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے باعث سُرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اِس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں؟ پھر دو لفظ اور ہیں۔

ھُوْ شَعْنَا نَعْسَا[2]

معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں۔ اوّل عربی فقرہ ہے۔

یَا دَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّ اِحْسَانًا

یُوْ مَسْٹ ڈُو وَہاٹ آئی ٹولڈ یُو[3] تم کو وہ کرنا چاہیئے جو مَیں نے فرمایا ہے۔

---

[1] خاکسار مرتّب کے عرض کرنے پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت اُمّ المؤمنین سے دریافت کیا کہ مرزا غلام قادر صاحب کی وفات کس سنہ میں ہوئی تھی تو آپ نے فرمایا کہ میری شادی سے (جو ۱۸۸۴ء میں ہوئی تھی) ایک سال قبل اُن کی وفات ہو چکی تھی نیز کتاب پنجاب چیفس میں بھی سنہ وفات ۱۸۸۳ء ہی لکھا ہے۔

[2] (ا) "یہ ایک عبرانی لفظ ہے جس کے معنے ہیں نجات دے۔ فرمایا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کا مضمون اس سے ملتا جلتا ہے۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۱۶ پرچہ ۸ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲۲ کالم نمبر ۳) (ب) "چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سُرعت ہوتی ہے اِسلئے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا یا کسی اور زمانہ کے متروکہ محاورہ کو اختیار کرتا ہے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ وہ بعض جگہ انسانی گریمر یعنی صرف و نحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن شریف میں بہت پائی جاتی ہیں مثلاً یہ آیت اِنْ ھٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ انسانی نحو کی رُو سے اِنَّ ھٰذَیْنِ چاہیئے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۰۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۱۷ حاشیہ)

[3] You must do what I told you.

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۱۸۹۶ء / ۱۸۹۷ء "۱۳۱۴ھ کا ذکر ہے جب میرے ہاں لڑکی ساجدہ پیدا ہونے والی تھی جمعہ اور پنجگانہ نماز کے پڑھانے کا مجھے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم تھا۔ میں جمعہ کا خطبہ پڑھ رہا تھا اور سورۂ مومنون کا رکوع اَنْشَاْنَاہُ خَلْقًا اٰخَرَ تک پڑھا۔ دوسرے روز آپؑ نے مجھے فرمایا کہ سورۂ مومنون کی آیات جس قدر تم نے خطبہ میں پڑھیں وہ ساتھ کے ساتھ ہم پر الہام ہوتی رہیں۔ یہ تمہارا خطبہ مقبول ہوگیا۔"
(البشریٰ صفحہ ۷۶ حاشیہ۔ تحریر صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ)

۲؍ مارچ ۱۸۹۷ء میاں خیرالدین صاحب سیکھوانی..... نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: "آج شب گھر میں دردِ زہ[1] کی تکلیف تھی۔ دُعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی اور فرمایا کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو اس کے متعلق دعا میں یاد کرایا جاتا ہے چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔"
(سیرت المہدی حصہ سوم روایت نمبر ۶۴۰ صفحہ ۱۰۳)

۱۸۹۷ء حضرت اقدسؑ کو بہت روز ہوئے ایک خواب بدیں طور ہوئی کہ ہماری پگڑی اور عصا اور چوغہ چوری ہوگیا۔ چوغہ تو جلد مل گیا مگر عصا و پگڑی کے لئے آدمی واپس لینے گیا ہے۔ (مکتوب مرزا خدا بخش صاحب بحکم حضرت اقدسؑ بنام منشی جلال الدین صاحب سورخہ ۱۳؍ مارچ ۱۸۹۶ء مندرجہ رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۲)

۱۸۹۷ء "حسین کامی ترکی سفیر (کے متعلق) حضورؑ نے فرمایا کہ" رات کو خواب دیکھا اور معلوم ہوا کہ وہ منافق طبع ہے۔" (اصحاب احمد جلد ۷ صفحہ ۱۲۸ روایت سردار ماسٹر عبدالرحمٰن صاحبؓ جالندھری سابق مہر سنگھ)

۲۸؍ جولائی ۱۸۹۷ء "الہام ہوا۔ تو پہ یا طوپہ۔ فرمایا عبرانی لغت میں تلاش کرو شاید کہ یہ عبرانی لفظ ہو۔"
(ذکرِ حبیب صفحہ ۲۲۲ مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ)

۱۲؍ اگست ۱۸۹۷ء [2] (۱) اِنِّیْ مَعَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْبَرِ۔ (۲) اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْکَ۔
(ذکرِ حبیب صفحہ ۲۲۱)

---

[1] چنانچہ سیّدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اسی شب پیدا ہوئیں۔ (مرتب)

[2] (ترجمہ از مرتب) (۱) مَیں خدائے عزیز و اکبر کے ساتھ ہوں۔ (۲) تُو مجھ سے ہے اور مَیں تجھ سے ہوں۔

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

روحانی خزائن جلد ۱ | ۶۱۴ | براہین احمدیہ حصہ چہارم

﴾۵۱۳﴿

مِنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

﴾۵۱۳﴿

میں تعلیم کی گئی ہے جو فرمایا ہے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ یعنی ہم کو ان لوگوں کا راہ دکھلا جن پر تیرا انعام اکرام ہے۔ اس جگہ واضح رہے کہ جو لوگ منعم علیہم ہیں اور خدا سے ظاہری و باطنی نعمتیں پاتے ہیں شدائد سے خالی نہیں ہیں بلکہ اس دار الابتلاء میں ایسی ایسی شدتیں اور صعوبتیں ان کو پہنچتی ہیں کہ اگر وہ کسی دوسرے کو پہنچتیں تو مدد ایمانی اس کی منقطع ہو جاتی۔ لیکن اس جہت سے اُن کا

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

﴾۵۱۳﴿

اصلاح خلق کے لئے مقرر کیا یعنی جن کا مادہ ہی خبث ہے ان سے صلاحیت کی امید مت رکھ اور پھر فرمایا کہہ میں صرف تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ کو یہ وحی ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے اور کوئی تمہارا معبود نہیں وہی اکیلا معبود ہے جس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا نہیں چاہئے۔ اور تمام خیر اور بھلائی قرآن میں ہے بجز اس کے اور کسی جگہ سے بھلائی نہیں مل سکتی اور قرآنی حقائق صرف انہیں لوگوں پر کھلتے ہیں جن کو خدائے تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف اور پاک کرتا ہے اور میں ایک عمر تک تم میں ہی رہتا رہا ہوں کیا تم کو عقل نہیں۔

ہست فرقان مبارک از خدا طیب شجر | نونہال و نیک بو و سایہ دار و پُر زبر
میوہ گر خواہی بیا زیر درخت میوہ دار | گر خردمندی مجہاں بید را بہر ثمر
در نیاید باورت در وصف فرقان مجید | حسن آں شاہد بپرس از شاہدان یا خود نگر
وانکہ او نامد پے تحقیق و در کین جتلاست | آدمی ہرگز نباشد ہست او بدتر ز خر

قل ان ھدی اللّٰہ ھو الھدٰی وانّ معی ربّی سیھدین. ربّ اغفر وارحم من السمآء. ربّ انی مغلوب فانتصر. ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی آوس۔

کہہ ہدایت وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے اور میرے ساتھ میرا رب ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ؕ الجزو نمبر ۱۴ سورہ النحل وَهُوَ الَّذِيْ
يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ حَتّٰٓى إِذَآ أَقَلَّتْ سَحَابًا
ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَآءَ فَأَخْرَجْنَا بِهٖ مِنْ
«۵۱۴» كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ وَالْبَلَدُ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

نام منعم علیہم رکھا گیا ہے کہ وہ بباعث غلبہ محبت آلام کو برنگ انعام دیکھتے ہیں اور ہر یک رنج یا راحت «۵۱۴» جو دوست حقیقی کی طرف سے اُن کو پہنچتی ہے بوجہ مستی عشق اس سے لذت اٹھاتے ہیں پس یہ ترقی فی القرب کی دوسری قسم ہے جس میں اپنے محبوب کے جمیع افعال سے لذت آتی ہے اور جو کچھ اس کی طرف سے پہنچے انعام ہی انعام نظر آتا ہے اور اصل موجب اس حالت کا ایک محبت کامل اور تعلق صادق ہوتا ہے جو اپنے محبوب سے ہو جاتا ہے اور یہ ایک موہبت خاص ہوتی ہے جس میں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

عنقریب وہ میرا راہ کھول دے گا۔ اے میرے خدا آسمان سے رحم اور مغفرت کر۔ میں مغلوب ہوں میری طرف سے مقابلہ کر۔ اے میرے خدا اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا آخری فقرہ اس الہام کا یعنی ایلی آوس بباعث سُرعت ورود مشتبہ رہا ہے اور نہ اس کے کچھ معنے کھلے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

«۵۱۴» اے خالق ارض و سما بر من در رحمت کشا — دانی تو آں دردِ مرا کز دیگراں پنہاں کنم
از بس لطیفی دلبرا در ہر رگ و تارم درا — تا چوں بجویابم ترا دل خوشتر از بستاں کنم
در سرکشی اے پاک خو جاں بر کنم در ہجر تو — زانساں ہمی گریم کز و یک عالمے گریاں کنم
خواہی بقہرم کن جدا خواہی بلطفم رونما — خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

یہ سب اشارات مختص المقامات ہیں جن کی تشریح اس جگہ ضروری نہیں۔ یا عبد القادر انی معک اسمع و اری غرست لک بیدی رحمتی و قدرتی و نجیناک من الغم و فتناک فتونا. لیأتینکم منی ھدی. الا ان حزب اللہ ھم الغالبون. وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللہ

31۔ انگریزی سے ناواقفیت/واقفیت

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۵۱۶ — نزول المسیح

﴿۱۲۸﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اُس کی خارق عادت پیشگوئیاں جو ظہور میں آ چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
بقیہ پیشگوئی نمبر ۱۹		تھے کہ یہ تمام کام ہو جائیں گے اور ایک جماعت بھی ہو جائے گی چنانچہ منجملہ ان کے بعض انگریزی الہامات ہیں اور میں انگریزی نہیں جانتا۔ اس کوچہ سے بالکل ناواقف ہوں ایک فقرہ تک مجھے معلوم نہیں مگر خارق عادت طور پر مندرجہ ذیل الہامات ہوئے۔ آئی لو یو۔ آئی ایم وِذ یو۔ آئی شیل ہیلپ یُو۔ آئی کین وہٹ آئی وِل ڈو۔ وی کین وہٹ وی وِل ڈو۔ صفحہ ۴۸۰ و ۴۸۱ گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی۔ صفحہ ۴۸۴۔ ہی از وِذ یو ٹُو کِل اینیمی صفحہ ۴۸۴۔ دی ڈیز شل کم دھن گاڈ شیل ہیلپ یُو گلوری بی ٹو دس لارڈ۔ گاڈ میکر اوف ارتھ اینڈ ہون۔ صفحہ ۵۲۲۔ دوہ آل مین شُڈ بی اینگری بٹ گاڈ از وِد یو ہی شیل ہیلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ کین ناٹ ایکس چینج صفحہ ۵۵۴۔ آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو ءِ لارج پارٹی آف اسلام صفحہ ۵۵۶۔ دیکھو صفحات مذکورہ براہین احمدیہ۔ ترجمہ۔ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں تمہاری مدد کروں گا۔ میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔ ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔ خدا ایک لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ ہے تا تمہارے دشمن کو ہلاک کرے۔ یعنی اس کو مغلوب و مخذول کرے	

نمبر گواہان رویت نمبر ۱۹	اور براہین کے زمانہ کو پیش نظر رکھ کر ہر ایک عاقل سوچ سکتا ہے کہ براہین کے وقت میں کیا حالت تھی اور بعد میں کیا حالت ہوئی اور جیسا کہ ہم کئی مرتبہ لکھ چکے ہیں یہ پیشگوئیاں جن میں یہ ذکر ہے کہ میں اس سلسلہ کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ ان کا ۱۹۰۱ء و ۱۹۰۲ء میں پورا ہو جانا اظہر من الشمس ہے اول یہ بات ظاہر ہے کہ جس زمانہ میں براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کہ یہ ایک بڑی جماعت بنائی جائیگی۔ اس

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

تضاد:

۱۵۵

کر سکتے تھے۔ اسواسطے مرزا صاحب کو بُلا کر حکم دیا۔ کہ جو جو بات ہم کہیں۔ عرب صاحب سے پُوچھو اور جو جواب وُہ دیں اُردو میں ہمیں لکھواتے جاؤ۔ مرزا صاحب نے اس کام کو کما حقہ ادا کیا اور آپ کی لیاقت لوگوں پر منکشف ہوئی۔

اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے۔ (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لیئے ایک مدرسہ قائم ہوا۔ کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اسوقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔ مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

مرزا صاحب کو اس زمانہ میں بھی مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ پادری الائشہ صاحب جو دیسی عیسائی پادری تھے اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں سے ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے۔ مباحثہ ہوا پادری صاحب نے کہا کہ عیسوی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی مرزا صاحب نے فرمایا۔ نجات کی تعریف کیا ہے؟ اور نجات سے آپ کیا مراد رکھتے ہیں؟ مفصل بیان کیجئے۔ پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کر بیٹھے اور کہا۔ میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔

پادری بٹلر صاحب ایم۔ اے سے جو بڑے فاضل اور محقق تھے۔ مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب موضع گوہد پور کے قریب رہتے تھے۔ ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے۔ کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سر تھا۔ کہ وُہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے۔ پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے۔ اور علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی۔ جس سے آدم نے درختِ ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا۔ پس چاہیئے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

پادری بٹلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے اور بڑے ادب سے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔ پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بہت محبت تھی چنانچہ جب پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لیئے کچہری تشریف لائے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے

اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے۔(اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں استاد مقرر ہوئے۔مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں۔

مرزا صاحب کو اس زمانہ میں بھی مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا۔چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ایک دفعہ پادری الائشہ صاحب جو دیسی عیسائی پادری تھے اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں سے ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے مباحثہ ہوا۔پادری صاحب نے کہا کہ عیسوی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی۔مرزا صاحب نے فرمایا نجات کی تعریف کیا ہے؟ اور نجات سے آپ کیا مراد رکھتے ہیں؟ مفصل بیان کیجئے۔پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کر بیٹھے اور کہا "میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔"

پادری بٹلر صاحب ایم۔اے سے جو بڑے فاضل اور محقق تھے۔مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔یہ صاحب موضع گوہد پور کے قریب رہتے تھے۔ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سرّ تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے۔اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے۔مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے۔اور علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی۔جس سے آدم نے درخت ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا۔پس چاہیے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے۔اس پر پادری صاحب خاموش ہو گئے۔

پادری بٹلر صاحب مرزا صاحب کی بہت عزت کرتے تھے۔اور بڑے ادب سے ان سے گفتگو کیا کرتے تھے۔پادری صاحب کو مرزا صاحب سے بہت محبت تھی۔چنانچہ جب پادری صاحب ولایت جانے لگے تو مرزا صاحب کی ملاقات کے لئے کچہری تشریف لائے۔ڈپٹی کمشنر صاحب نے پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔تو پادری صاحب نے جواب دیا کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنے کو آیا تھا۔چونکہ میں وطن جانے والا ہوں اس واسطے ان سے آخری ملاقات کروں گا۔چنانچہ جہاں مرزا صاحب

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Seerat-ul-Mahdi-Vol-1.pdf

32۔الہامی کتابوں کے مبدل ہونے کا اقرار/اقرار

قول:

روحانی خزائن جلد ۹ ۳۳۷ نور القرآن نمبرا

کو ڈراوے یعنی ان کو متنبہ کرے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں اپنی بدکاریوں اور عقیدوں کی وجہ سے سخت گنہگار ٹھہری ہیں۔

یادر ہے کہ جو اس آیت میں نذیر کا لفظ دنیا کے تمام فرقوں کے مقابل پر استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی گنہگاروں اور بدکاروں کو ڈرانا ہے اسی لفظ سے یقینی سمجھا جاتا ہے کہ **قرآن** کا یہ دعویٰ تھا کہ تمام دنیا بگڑ گئی اور ہر ایک نے سچائی اور نیک بختی کا طریق چھوڑ دیا کیونکہ **انذار** کا محل فاسق اور مشرک اور بدکار ہی ہیں اور انذار اور ڈرانا مجرموں کی ہی تنبیہ کے لئے ہوتا ہے نہ نیک بختوں کے لئے۔ اس بات کو ہر یک جانتا ہے کہ ہمیشہ سرکشوں اور بے ایمانوں کو ہی ڈرایا جاتا ہے اور سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ نبی نیکوں کے لئے **بشیر** ہوتے ہیں اور بدوں کے لئے **نذیر**۔ پھر جبکہ ایک نبی تمام دنیا کے لئے نذیر ہوا تو ماننا پڑا کہ تمام دنیا کو نبی کی وحی نے بداعمالیوں میں مبتلا قرار دیا ہے اور یہ ایک ایسا دعویٰ ہے کہ نہ توریت نے موسیٰ کی نسبت کیا اور نہ انجیل نے **عیسیٰ** علیہ السلام کے زمانہ کی نسبت بلکہ صرف قرآن شریف نے کیا اور پھر فرمایا کہ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ[1] یعنی تم اس نبی کے آنے سے پہلے دوزخ کے گڑھے کے کنارہ پر پہنچ چکے تھے اور عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی متنبہ کیا کہ تم نے اپنے **دجل** سے خدا کی کتابوں کو بدل دیا اور تم ہر یک شرارت اور بدکاری میں تمام قوموں کے پیشرو ہو اور بُت پرستوں کو بھی جابجا ملزم کیا کہ تم پتھروں اور انسانوں اور ستاروں اور عناصر کی پرستش کرتے ہو اور خالق حقیقی کو بھول گئے ہو اور تم یتیموں کا مال کھاتے اور بچوں☆ کو قتل کرتے اور شرکاء پر ظلم کرتے ہو اور ہر یک بات

☆ **حاشیہ** : جیسا کہ فرماتا ہے يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ[2] یعنی مشرک اپنی لڑکی کو (باقی اگلے صفحہ پر)

﴿۶﴾

[1] آل عمران:۱۰۴ [2] النحل:۶۰

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

﴿۱۹﴾

ایک شخص ساکن جموں چراغ دین نام کی نسبت اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کر کے اور اس بات کا اظہار کر کے کہ میں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کئے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا اس لئے میں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعوے جو اس کے حاشیے میں تھے اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کے چھپنے کے لئے اجازت دی گئی۔ اب جو رات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لئے مضر ہے اور سر سے پیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ میں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں **صلح** کراوے اور قرآن اور انجیل کا **تفرقہ باہمی** دور کر دے اور ابن مریم کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے۔ اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرف مبدل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ[1] کا اپنے لئے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرف اور مبدل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قل انّما انا بشر مثلکم یوحی الی انّما الٰھکم اللّٰہ واحد والخیر کلّہ فی القرآن لا یمسّہ الّا المطھّرون۔ دیکھو براہین احمدیہ ص ۵۱۱ یعنی ان کو کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر یہ وحی ہوتی ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دل لوگ اس کی حقیقت

﴿۲۰﴾

2

3

[1] المائدۃ:۴

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

﴿۳۳۴﴾ کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ جس نے خود انسان کو بغیر باپ اور ماں کے

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

ان امور کا جمع ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا بے مثل و مانند ہے اسی طرح جو چیز اسی کی طرف سے صادر ہے وہ بے مثل و مانند چاہئے جس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہ ہو سکے۔
﴿۳۳۰﴾ پس قرآن شریف نے جو اپنے کمالات میں بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ کوئی بے موقعہ دعویٰ نہیں۔ یہ وہی قانون قدرت کا مسئلہ ہے جس پر چلنا انسان کی دانشمندی ہے۔ جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے۔ ذرا اپنے ہی دل میں سوچ کر آپ انصافاً فرمایئے کہ خدا کے کلام کا بے نظیر ہونا قانون قدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک لازم نہیں اور خدا کے کاموں میں شرکت غیر بھی جائز ہے تو پھر صاف یہی کیوں نہیں کہتے کہ ہم کو خدا کے واحد لاشریک ہونے میں ہی کلام ہے۔ کیا آپ اس بدیہی بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی وحدانیت تب ہی تک ہے جب تک اس کی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزہ ہیں۔ اگر خدا کے کلام کی یہ حیثیت ہو کہ انسان بھی ایسا ہی کلام بنا سکے تو گویا خدا کی ساری حیثیت معلوم ہوگئی۔ گویا اس کی خدائی کا سارا بھید ہی کھل گیا۔☆

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

﴿۳۳۰﴾ ☆ اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہئے کہ خدائے بے مثل و مانند اور کامل کے کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کی انجیل بوجہ محرّف اور مبدّل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے بلکہ الٰہی نشان تو یک طرف رہے معمولی راستی اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند مُتکلّم کے کلام میں ہونی چاہئے انجیل کو نصیب نہیں۔ کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو، خدا کی ہدایت کو، خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے۔ ایک دنیا کا کس نے خون کیا؟ انہیں تالیفات اربعہ نے جن اعتقادوں کی طرف مخلوق پرستوں کا نفس امارہ جھکتا گیا اسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت ان کے الفاظ بھی جھکتے گئے۔ کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض انجیل کی ہمیشہ کا یاپلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے اور خدا بھی اس کی تعلیم

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

پیدا کر کے اپنی قدرت تامہ کا ثبوت دے دیا ہے۔ پھر بولیوں کے بارہ میں کیوں اس کی

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ﴿۳۳۱﴾

اب ہم اس جگہ بغرض فائدہ عام یہ بات بطور قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہیں کہ کلام کا وہ کون سا مرتبہ ہے جس مرتبہ پر کوئی کلام واقعہ ہونے سے اس صفت سے متصف ہو جاتا ہے کہ اُس کو بے نظیر اور منجانب اللہ کہا جائے اور پھر بطور نمونہ کوئی سورہ قرآن شریف کی لکھ کر اس میں یہ ثابت کر کے دکھلائیں گے کہ وہ تمام وجوہ بے نظیری جو قاعدہ کلیہ میں قرار دی گئی ہیں۔ اس سورہ میں بہ تمام و کمال پائی جاتی ہیں اور اگر کسی کو ان وجوہ بے نظیری کے قبول کرنے میں پھر بھی انکار رہو گا تو یہ بار ثبوت اسی کے ذمہ ہو گا کہ کوئی دوسرا کلام پیش کر کے دکھلا دے جس میں وہ تمام وجوہ بے نظیری پائے جاویں۔ سو واضح ہو کہ اگر کوئی کلام ان تمام چیزوں میں سے کہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے صادر اور اس کے دست قدرت کی صنعت ہیں کسی چیز سے مشابہت کلی رکھتا ہو یعنے اس میں عجائبات ظاہری و باطنی ایسے طور پر جمع ہوں کہ جو مصنوعات الٰہیہ میں سے کسی شے میں جمع ہیں تو اس صورت میں کہا جائے گا کہ وہ کلام ایسے مرتبہ پر واقع ہے کہ جس کی مثل بنانے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں کیونکہ جس چیز کی نسبت بے نظیر اور صادر من اللہ ہونا عند الخواص والعوام ایک مسلّم اور مقبول امر ہے جس میں کسی کو اختلاف و نزاع نہیں

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ﴿۳۳۱﴾

موجودہ کے رو سے وہ اصلی خدا نہیں کہ جو ہمیشہ حدوث اور تولّد اور تجسّم اور موت سے پاک تھا۔ بلکہ انجیل کی تعلیم کے رو سے عیسائیوں کا خدا ایک نیا خدا ہے یا وہی خدا ہے کہ جس پر بدقسمتی سے بہت سی مصیبتیں آئیں اور آخری حال اس کا پہلے حال سے کہ جو ازلی اور قدیم تھا بالکل بدل گیا اور ہمیشہ قیوم اور غیر متبدل رہ کر آخرکار تمام قیومی اس کی خاک میں مل گئی۔ ماسوائے اس کے عیسائیوں کے محققین کو خود اقرار ہے کہ ساری انجیل الہامی طور پر نہیں لکھی گئی بلکہ متی وغیرہ نے بہت سی باتیں اس کی لوگوں سے سن سنا کر لکھی ہیں اور لوقا کی انجیل میں تو خود لوقا اقرار کرتا ہے کہ جن لوگوں نے مسیح کو دیکھا تھا ان سے دریافت کر کے میں نے لکھا ہے۔ پس اس تقریر میں خود لوقا اقراری ہے کہ اس کی انجیل الہامی نہیں۔ کیونکہ الہام کے بعد لوگوں سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی۔ اسی طرح مرقس کا مسیح کے شاگردوں میں سے ہونا ثابت نہیں۔ پھر وہ نبی کیونکر ہوا۔ بہرحال چاروں انجیلیں نہ اپنی صحت پر قائم ہیں اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

«۳۳۵» قدرت کو ناقص خیال کیا جائے۔ غرض جبکہ ہریک عاقل کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ پہلا

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

اس کی وجوہ بے نظیری میں کسی شے کی شراکت تامہ ثابت ہونا بلاشبہ اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ وہ شے بھی بے نظیر ہی ہے مثلاً اگر کوئی چیز اس چیز سے ایسی مطابق آجائے جو اپنے مقدار میں دس گز ہے تو اس کی نسبت بھی یہ علم صحیح قطعی مفید یقین جازم حاصل ہوگا کہ وہ بھی دس گز ہے۔

اب ہم ان مصنوعات الٰہیہ میں سے ایک لطیف مصنوع کو مثلاً گلاب کے پھول کو بطور مثال قرار دے کر اس کے وہ عجائبات ظاہری و باطنی لکھتے ہیں جن کی رو سے وہ ایسی اعلیٰ حالت پر «۳۳۶» تسلیم کیا گیا ہے کہ اس کی نظیر بنانے سے انسانی طاقتیں عاجز ہیں۔ اور پھر اس بات کو ثابت کر کے دکھلائیں گے کہ ان سب عجائبات سے سورۃ فاتحہ کے عجائبات اور کمالات ہم وزن ہیں۔ بلکہ ان عجائبات کا پلہ بھاری ہے اور اس مثال کے اختیار کرنے کا موجب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ اس عاجز نے اپنی نظر کشفی میں سورۃ فاتحہ کو دیکھا کہ ایک ورق پر لکھی ہوئی اس عاجز کے ہاتھ میں ہے اور ایک ایسی خوبصورت اور دلکش شکل میں ہے کہ گویا وہ کاغذ جس پر سورۃ فاتحہ لکھی ہوئی ہے سرخ سرخ اور ملائم گلاب کے پھولوں سے اس قدر لدا ہوا ہے کہ جس کا کچھ انتہا نہیں اور جب یہ عاجز اس سورۃ کی کوئی آیت پڑھتا ہے تو اس میں سے بہت سے گلاب کے پھول ایک خوش آواز کے ساتھ پرواز کر کے اوپر کی طرف اڑتے ہیں اور وہ پھول نہایت لطیف اور بڑے بڑے اور سندر اور تروتازہ اور خوشبودار ہیں جن کے اوپر چڑھنے کے وقت دل و دماغ نہایت معطر ہو جاتا ہے اور ایک ایسا عالم مستی کا پیدا کرتے ہیں کہ جو اپنی بے مثل لذتوں کی کشش سے دنیا و مافیہا سے نہایت درجہ کی نفرت دلاتے ہیں۔ اس مکاشفہ سے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

«۳۳۶» اور نہ اپنے سب بیان کے رو سے الہامی ہیں اور اسی وجہ سے انجیلوں کے واقعات میں طرح طرح کی غلطیاں پڑ گئیں اور کچھ کا کچھ لکھا گیا۔ غرض اس بات پر عیسائیوں کے کامل محققین کا اتفاق ہو چکا ہے کہ انجیل خالص خدا کا کلام نہیں ہے بلکہ چے داری گاؤں کی طرح کچھ خدا کا کچھ انسان کا ہے۔ ہاں بعض ناواقف عیسائی بوجہ اپنی نہایت سادہ لوحی کے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اُس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ (۱۳۰۰) سو برس پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مَیں ہی ہوں۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک وشبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دِل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں۔ اور اُن کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اِس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اُسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے۔ اور مَیں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا۔ کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف ومبدّل ہوگئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے مَیں نے اپنے خدا کو پایا۔ اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی۔ بلکہ ہر ایک حصہ اُس کا جب خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا تو اس کے مطابق ثابت ہوا۔ اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا۔ اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی۔ جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی۔ اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اُس مری سے باہر نہیں رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے۔ اور خدا نے اُس وقت کہ اِس ملک میں طاعون کا نام ونشان نہ تھا قریباً بائیس (۲۲) برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اُس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار اِن فقرات کا مختلف پیرایوں میں ہوا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اِس طرح پر مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔

اَتیٰ امر اللہ فلا تستعجلوہ بشارۃ تلقاھا النبیون. ان اللّٰہ مع الذین اتقوا ﴿۳﴾

آیا ہے اور اس وقت آیا ہے جبکہ دنیا خدا کے راہ کو بھول چکی تھی اور جن بیماروں کے لئے آیا اُن کو اس نے چنگا کر کے دکھلا دیا اور نہ توریت اور نہ انجیل وہ اصلاح کر سکی جو قرآن شریف نے کی۔ کیونکہ توریت کی تعلیم پر چلنے والے یعنی یہودی ہمیشہ بار بار بُت پرستی میں پڑتے رہے چنانچہ تاریخ جاننے والے اس پر گواہ ہیں اور وہ کتابیں کیا باعتبار علمی تعلیم کے اور کیا باعتبار عملی تعلیم کے سراسر ناقص تھیں اس لئے اُن پر چلنے والے بہت جلد گمراہی میں پھنس گئے۔ انجیل پر ابھی تیس[۳۰] برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی حضرت عیسیٰ خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا کہ اُن کے مصلوب ہونے اور خدا کا بیٹا ہونے پر ایمان لایا جائے پس کیا یہی کتابیں تھیں جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کی بلکہ سچ تو یہ بات ہے کہ وہ کتابیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک ردّی کی طرح ہو چکی تھیں اور بہت جھوٹ اُن میں ملائے گئے تھے جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدّل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں رہیں چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔ پس جبکہ بائبل محرف مبدّل ہو چکی تھی اور جو بائبل کے حامی تھے وہ بقول پادری فنڈل اور دوسرے محقق عیسائیوں کے اس زمانہ میں نہایت درجہ بدچلن ہو چکے تھے اور زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی تھی اور آسمان کے نیچے بجز معصیت اور مخلوق پرستی کے اور کوئی عمل نہ تھا اس طرف آریہ ورت بھی خراب ہو چکا تھا۔ اُس کے لئے پنڈت دیانند کی گواہی ستیارتھ میں کافی ہے اور قرآن شریف نے خود اپنے آنے کی ضرورت پیش کی ہے کہ اس زمانہ میں ہر ایک قسم کی بدچلنی اور بد اعتقادی اور بدکاری زمین کے رہنے والوں پر محیط ہو گئی تھی تو اب خدا کا خوف کر کے سوچنا چاہئے کہ کیا باوجود جمع ہونے اتنی ضرورتوں کے پھر بھی خدا نے نہ چاہا کہ اپنے تازہ اور زندہ کلام سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

حالانکہ حضرت مسیح کی مادری بولی عبرانی تھی کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ کبھی حضرت مسیح نے ایک فقرہ یونانی کا بھی کسی سے پڑھا تھا اور نہ حواریوں نے جو اُمّی محض تھے کسی مکتب میں یونانی سیکھی بلکہ وہ ہمیشہ ماہی گیروں کے کام کرتے رہے۔ اب چونکہ عیسائیوں کو یہ سخت مصیبت پیش آئی کہ کوئی عبرانی انجیل موجود نہیں صرف قریباً ساٹھ انجیلیں یونانی میں ہیں جو باہم متناقض ہیں جن میں سے یہ چار چن لی گئیں جو وہ بھی باہم مخالفت رکھتی ہیں بلکہ ہر ایک انجیل اپنی ذات میں بھی مجموعہ متناقضات ہے۔ ان مشکلات کے لحاظ سے یونانی کو اصل زبان ٹھہرایا گیا ہے لیکن یہ اس قدر بیہودہ بات ہے کہ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان پادری صاحبوں نے کس قدر جھوٹ اور جعل سازی پر کمر باندھی ہے۔ حضرت مسیح کے وقت میں رُومی سلطنت تھی اور گورنمنٹ کی لاطینی زبان تھی اور حضرت مسیح کو چونکہ گورنمنٹ سے کوئی تعلق ملازمت نہ تھا اور نہ ریاست اور جاہ طلبی کی خواہش تھی اس لئے انہوں نے لاطینی کو بھی نہیں سیکھا۔ وہ ایک مسکین اور عاجز اور غریب طبع اور سادہ وضع انسان تھا۔ اُس کو وہی بولی یاد تھی جو ناصرہ میں اپنی ماں سے سیکھی تھی یعنی عبرانی جو یہودیوں کی قومی بولی ہے اور اسی بولی میں توریت وغیرہ خدا کی کتابیں تھیں☆ غرض
یہ چاروں انجیلیں جو یونانی سے ترجمہ ہو کر اس ملک میں پھیلائی جاتی ہیں ایک ذرہ قابل ﴿۸﴾
اعتبار نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی پیروی میں کچھ بھی برکت نہیں خدا کا جلال اُس شخص کو ہرگز نہیں ملتا جو اِن انجیلوں کی پیروی کرتا ہے بلکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کو بدنام کر رہی ہیں کیونکہ ایک طرف تو ان انجیلوں میں سچے عیسائی کی یہ علامتیں ٹھہرائی گئی ہیں کہ وہ آسمانی نشانوں کے دکھلانے پر قادر ہو۔ اور دوسری طرف عیسائیوں کا یہ حال ہے کہ وہ ایک مُردہ حالت میں پڑے ہوئے ہیں اور ایک ذرہ آسمانی برکت ان کے ساتھ نہیں اور کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے اس لئے وہ علامتوں کا ذکر کرنے کے وقت ہمیشہ

☆ صلیب پر جبکہ حضرت مسیح کو موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا اُس وقت بھی عبرانی فقرہ زبان پر جاری ہوا اور وہ یہ ہے کہ۔ ایلی ایلی لما سبقتانی۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

ملک میں لاکھوں نظر آتے ہیں اس فہمائش سے دیوے کہ وہ اس مضمون کو معہ جمیع لطائف اور نکات اسکے کے اپنی عبارت میں بنادے۔ پس جب ایسا مضمون بن کر طیار ہو جائے تو وہ ہمارے پاس بھیج دینا چاہئے اور ہم اس عبارت کا کمالات قرآنی سے محروم اور بے نصیب ہونا ایسی واضح تقریر سے بیان کردیں گے جس بیان کو ہریک اردو خوان ﴿۲۷۵﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱ ﴿۲۷۵﴾

کے اختلاف میں دانشمندوں کے لئے صانع عالم کی ہستی اور قدرت پر کئی نشان ہیں۔ دانشمند وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو خدا کو بیٹھے، کھڑے اور پہلو پر پڑے ہونے کی حالت میں یاد کرتے رہتے ہیں اور زمین اور آسمان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش میں تفکر اور تدبر کرتے رہتے ہیں اور ان کے دل اور زبان پر یہ مناجات جاری رہتی ہے کہ اے ہمارے خداوند تو نے ان چیزوں میں سے کسی چیز کو عبث اور بیہودہ طور پر پیدا نہیں کیا۔ بلکہ ہریک چیز تیری مخلوقات میں سے عجائبات قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی ہے کہ جو تیری ذات بابرکات پر دلالت کرتی ہے۔ ہاں دوسری الہامی کتابیں کہ جو محرّف اور مبدّل ہیں ان میں نامعقول اور محال باتوں پر جمے رہنے کی تاکید پائی جاتی ہے جیسی عیسائیوں کی انجیل شریف۔ مگر یہ الہام کا قصور نہیں یہ بھی حقیقت میں عقل ناقص کا ہی قصور ہے۔ اگر باطل پرستوں کی عقل صحیح ہوتی اور حواس درست ہوتے تو وہ کاہے کو ایسی محرّف اور مبدّل کتابوں کی پیروی کرتے اور کیوں وہ غیر متغیر اور کامل اور قدیم خدا پر یہ آفات اور مصیبتیں جائز رکھتے کہ گویا وہ ایک عاجز بچہ ہو کر ناپاک غذا کھاتا رہا اور ناپاک جسم سے مجسّم ہوا اور ناپاک راہ سے نکلا اور دار الفنا میں آیا اور طرح طرح کے دکھ اٹھا کر آخر بڑی بدبختی اور بدنصیبی اور ناکامی کی حالت میں ایلی ایلی کرتا مر گیا۔ آخر الہام ہی تھا جس نے اس غلطی کو بھی دور کیا۔ سبحان اللہ کیا بزرگ اور دریائے رحمت وہ کلام ہے جس نے مخلوق پرستوں کو پھر توحید کی طرف کھینچا۔ واہ کیا پیارا اور دلکش وہ نور ہے کہ جو ایک عالم کو ظلمت کدہ سے باہر لایا اور بجز اس کے ہزار ہا لوگ عقلمند کہلا کر اور فلاسفر بن کر اس غلطی اور اس قسم کی بے شمار غلطیوں میں ڈوبے رہے اور جب تک قرآن شریف

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲ ﴿۲۷۶﴾

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں جن کا اس نور کے ہوتے بھی دل اعمیٰ نکلا
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

جو عیسائیوں کیلئے غور کرنے کے لائق تھا۔ کیا ایسی کتابیں قابل اعتماد ہیں جن میں اس قدر جھوٹ ہیں؟!!

ایک اور اعتراض متی وغیرہ انجیلوں پر ہے جو ہم نے بار بار پیش کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ان تحریرات کا الہامی ہونا ہرگز ثابت نہیں۔ کیونکہ ان کے لکھنے والوں نے کسی جگہ یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ کتابیں الہام سے لکھی گئی ہیں۔ بلکہ بعض نے ان میں سے صاف اقرار بھی کر دیا ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی تالیف ہیں۔ سچ ہے کہ قرآن شریف میں انجیل کے نام پر ایک کتاب حضرت عیسیٰ پر نازل ہونے کی تصدیق ہے مگر قرآن شریف میں ہرگز یہ نہیں ہے کہ کوئی الہام متی یا یوحنا وغیرہ کو بھی ہوا ہے۔ اور وہ الہام انجیل کہلاتا ہے۔ اس لئے مسلمان لوگ کسی طرح ان کتابوں کو خدا تعالیٰ کی کتابیں تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان ہی انجیلوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور اپنے الہامات کا نام انجیل رکھتے تھے۔ پس عیسائیوں پر لازم ہے کہ وہ انجیل پیش کریں تعجب کہ یہ لوگ اس کا نام بھی نہیں لیتے۔ پس وجہ یہی ہے کہ اس کو یہ لوگ کھو بیٹھے ہیں۔

منجملہ ہمارے اعتراضات کے ایک یہ اعتراض بھی تھا کہ عیسائی اپنے اصول کے موافق اعمال صالحہ کو کچھ چیز نہیں سمجھتے اور ان کی نظر میں یسوع کا کفارہ نجات پانے کے لئے
﴿۵۳﴾ ایک کافی تدبیر ہے لیکن علاوہ اس بات کے کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یسوع کا کفارہ نہ تو عیسائیوں کو بدی سے بچا سکا اور نہ یہ بات صحیح ہے کہ کفارہ کی وجہ سے ہر ایک بدی ان کو حلال ہوگئی۔ ایک اور امر منصفوں کے لئے قابل غور ہے اور وہ یہ کہ عقلی تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ نیک کام بلاشبہ اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتے ہیں جو نیکوکار کو وہ تاثیر نجات کا پھل بخشتی ہے کیونکہ عیسائیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ بدی اپنے اندر ایک ایسی تاثیر رکھتی ہے کہ اس کا مرتکب ہمیشہ کے جہنم میں جاتا ہے۔ تو اس صورت میں قانون قدرت کے اس پہلو پر نظر ڈال کر یہ دوسرا پہلو بھی ماننا پڑتا ہے کہ علی ھذا القیاس نیکی بھی اپنے اندر ایک تاثیر رکھتی ہے کہ اس کا بجا لانے والا وارث نجات بن سکتا ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

شیطان کہا ہے۔ پس یہ بات بھی قرین قیاس ہے کہ کوئی یہودی شیطان ٹھٹھے اور ہنسی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس آیا ہوگا اور آپ نے جیسا کہ پطرس کا نام شیطان رکھا اس کو بھی شیطان کہہ دیا ہوگا اور یہودیوں میں اس قسم کی شرارتیں بھی تھیں۔ اور ایسے سوال کرنا یہودیوں کا خاصہ ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سب قصہ ہی جھوٹ ہو جو عمداً یا دھوکہ کھانے سے لکھ دیا ہو۔ کیونکہ یہ انجیلیں حضرت مسیح کی انجیلیں نہیں ہیں اور نہ ان کی تصدیق شدہ ہیں بلکہ حواریوں نے یا کسی اور نے اپنے خیال اور عقل کے موافق لکھا ہے۔ اسی وجہ سے ان میں باہمی اختلاف بھی ہے۔ لہٰذا کہہ سکتے ہیں کہ ان خیالات میں لکھنے والوں سے غلطی ہوگئی۔ جیسا کہ یہ غلطی ہوئی کہ انجیل نویسوں میں سے بعض نے گمان کیا کہ گویا حضرت مسیح صلیب پر فوت ہوگئے ہیں☆۔ ایسی غلطیاں حواریوں کی سرشت میں تھیں کیونکہ انجیل ہمیں خبر دیتی ہے کہ ان کی عقل باریک نہ تھی۔ ان کے حالات ناقصہ کی خود حضرت مسیح گواہی دیتے ہیں کہ وہ فہم اور درایت اور عملی قوت میں بھی کمزور تھے۔ بہرحال یہ سچ ہے کہ پاکوں کے دل میں شیطانی خیال مستحکم نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی تیرتا ہوا سرسری وسوسہ ان کے دل کے نزدیک آ بھی جائے تو جلدتر وہ شیطانی خیال دور اور دفع کیا جاتا ہے اور ان کے پاک دامن پر کوئی داغ نہیں لگتا قرآن شریف میں اس قسم کے وسوسہ کو جو ایک کم رنگ اور ناپختہ خیال سے مشابہ ہوتا ہے طائف کے نام سے موسوم کیا ہے اور لغت عرب میں اس کا نام طائف اور طَوف اور طَیّف اور طَیْف بھی ہے۔ اور اس وسوسہ کا دل سے نہایت ہی کم تعلق ہوتا ہے گویا نہیں ہوتا۔ یا یوں کہو کہ جیسا کہ دور سے کسی درخت کا سایہ بہت ہی خفیف سا پڑتا ہے ایسا ہی یہ وسوسہ ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ شیطان لعین نے حضرت مسیح علیہ السلام کے دل میں اسی قسم کے خفیف وسوسہ کے ڈالنے کا ارادہ کیا ہو۔ اور انہوں نے قوت نبوت سے اس وسوسہ کو دفع کر دیا ہو۔ اور ہمیں یہ کہنا اس مجبوری سے پڑا

﴿۱۵﴾

☆ عیسائیوں کی بہت سی انجیلوں میں سے ایک انجیل اب تک ان کے پاس وہ بھی ہے جس میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح مصلوب نہیں ہوئے۔ یہ بیان صحیح ہے کیونکہ مرہم عیسیٰ اس کی تصدیق کرتی ہے جس کا ذکر صدہا طبیبوں نے کیا ہے۔ منہ

جس کے اصولِ نجات کے بالکل راستی اور وضع فطرتی پر مبنی ہیں۔ جس کے عقائد ایسے کامل ۹۲
اور مستحکم ہیں جو براہین قویہ ان کی صداقت پر شاہد ناطق ہیں جس کے احکام حق محض پر قائم
ہیں جس کی تعلیمات ہر یک طرح کی آمیزش شرک اور بدعت اور مخلوق پرستی سے بکلی پاک
ہیں جس میں توحید اور تعظیم الٰہی اور کمالات حضرت عزت کے ظاہر کرنے کے لئے انتہا کا
جوش ہے جس میں یہ خوبی ہے کہ سراسر وحدانیت جنابِ الٰہی سے بھرا ہوا ہے اور کسی طرح کا
دھبہ نقصان اور عیب اور نالائق صفات کا ذاتِ پاک حضرت باری تعالیٰ پر نہیں لگاتا اور کسی
اعتقاد کو زبردستی تسلیم کرانا نہیں چاہتا بلکہ جو تعلیم دیتا ہے اس کی صداقت کی وجوہات پہلے
دکھلا لیتا ہے اور ہر ایک مطلب اور مدعا کو حجج اور براہین سے ثابت کرتا ہے۔ اور ہر یک
اصول کی حقیت پر دلائل واضح بیان کر کے مرتبہ یقین کامل اور معرفت تام تک پہنچاتا ہے۔
اور جو جو خرابیاں اور ناپاکیاں اور خلل اور فساد لوگوں کے عقائد اور اعمال اور اقوال اور
افعال میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان تمام مفاسد کو روشن براہین سے دور کرتا ہے اور وہ تمام
آداب سکھاتا ہے کہ جن کا جاننا انسان کو انسان بننے کے لئے نہایت ضروری ہے اور ہر یک
فساد کی اسی زور سے مدافعت کرتا ہے کہ جس زور سے وہ آج کل پھیلا ہوا ہے اس کی تعلیم
نہایت مستقیم اور قوی اور سلیم ہے گویا احکام قدرتی کا ایک آئینہ ہے اور قانونِ فطرت کی ایک
عکسی تصویر ہے اور بینائی دلی اور بصیرتِ قلبی کے لئے ایک آفتابِ چشم افروز ہے اور عقل
کے اجمال کو تفصیل دینے والا اور اس کے نقصان کا جبر کرنے والا ہے۔ لیکن دوسری کتابیں جو
الہامی کہلاتی ہیں۔ جب ان کی حالت موجودہ کو دیکھا گیا تو بخوبی ثابت ہو گیا جو وہ سب ۹۳
کتابیں ان صفات کاملہ سے بالکل خالی اور عاری ہیں اور خدا کی ذات اور صفات کی نسبت
طرح طرح کی بدگمانیاں ان میں پائی جاتی ہیں اور مقلد ان کتابوں کے عجیب عجیب عقائد
کے پابند ہو رہے ہیں۔ کوئی فرقہ ان میں سے خدا کو خالق اور قادر ہونے سے جواب دے رہا
ہے۔ اور قدیم اور خود بخود ہونے میں اس کا بھائی اور حصہ دار بن بیٹھا ہے۔ اور کوئی بتوں اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

جاتی ہے کہ اسی کو اپنی دھرم بناوے۔ مگر تعجب کہ اس اعتقاد کا وید میں کہیں ذکر تک نہیں۔ اور کوئی شرتی اس میں ایسی نہیں کہ اس متعصبانہ بدظنی کی تعلیم دیتی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشلوک انہیں دنوں میں گھڑا گیا ہے کہ جب آریہ قوم کے عقلمندوں نے اپنی پستکوں اور

بقیہ حاشیہ نمبر ۹

یعنے اگر خدا کی کلام کے لکھنے کے لئے سمندر کو سیاہی بنایا جائے تو لکھتے لکھتے سمندر ختم ہو جائے اور کلام میں کچھ کمی نہ ہو۔ گو ویسے ہی اور سمندر بطور مدد کے کام میں لائے جائیں۔ رہی یہ بات کہ ہم لوگ ختم ہونا وحی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کن معنوں سے مانتے ہیں۔ سو اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ گو کلام الٰہی اپنی ذات میں غیر محدود ہے۔ لیکن چونکہ وہ مفاسد کہ جن کی اصلاح کے لئے کلام الٰہی نازل ہوتی رہی یا وہ ضرورتیں کہ جن کو الہام ربانی پورا کرتا رہا ہے۔ وہ قدر محدود سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس لئے کلام الٰہی بھی اسی قدر نازل ہوئی ہے کہ جس قدر بنی آدم کو اس کی ضرورت تھی۔ اور قرآن شریف ایسے زمانہ میں آیا تھا کہ جس میں ہر ایک طرح کی ضرورتیں کہ جن کا پیش آنا ممکن ہے پیش آگئی تھیں یعنے تمام امور اخلاقی اور اعتقادی اور قولی اور فعلی بگڑ گئے تھے اور ہر ایک قسم کا افراط تفریط اور ہر ایک نوع کا فساد اپنے انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ اس لئے قرآن شریف کی تعلیم بھی انتہائی درجہ پر نازل ہوئی۔ پس انہیں معنوں سے شریعت فرقانی مختتم اور مکمل ٹھہری اور پہلی شریعتیں ناقص رہیں کیونکہ پہلے زمانوں میں وہ مفاسد کہ جن کی
۱۱۰ اصلاح کے لئے الہامی کتابیں آئیں وہ بھی انتہائی درجہ پر نہیں پہنچے تھے اور قرآن شریف کے وقت میں وہ سب اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ بس اب قرآن شریف اور دوسری الہامی کتابوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتابیں اگر ہر ایک طرح کے خلل سے محفوظ بھی رہتیں۔ پھر بھی بوجہ ناقص ہونے تعلیم کے ضرور تھا کہ کسی وقت کامل تعلیم یعنے فرقان مجید ظہور پذیر ہوتا۔ مگر قرآن شریف کے لئے اب یہ ضرورت درپیش نہیں کہ اس کے بعد کوئی اور کتاب بھی آوے۔ کیونکہ کمال کے بعد اور کوئی درجہ باقی نہیں۔ ہاں اگر یہ فرض کیا جائے کہ کسی وقت اصول حقہ قرآن شریف کے وید اور انجیل کی طرح مشرکانہ اصول بنائے جائیں گے اور تعلیم توحید میں تبدیل اور تحریف عمل میں آوے گی۔ یا اگر ساتھ اس کے یہ بھی فرض کیا جائے۔ جو کسی زمانہ میں وہ کروڑہا مسلمان جو توحید پر قائم ہیں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

روحانی خزائن جلد ۱ ۷۹ براہین احمدیہ حصہ دوم

باقی سب کتابوں کے اصول بگڑ گئے ہیں اور ایسی جعلی اور مصنوعی اور اس قدر طریقہ مستقیمہ، حکمت اور مجری طبعی سے دور جا پڑے ہیں کہ ان کے لکھنے سے بھی ہمیں شرم آتی ہے اور یہ قول ہمارا بلا تحقیق نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کتاب کی تالیف سے

امر دیگر ہے اور خود اس شے کا ثابت ہو جانا امر دیگر بہر حال عقل کے لئے ایک رفیق کی حاجت ہوئی کہ تا وہ رفیق عقل کے اس قیاسی اور ناقص قول کا کہ جو ہونا چاہیئے کے لفظ سے بولا جاتا ہے مشہودی اور کامل قول سے جو ہے کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے جبر نقصان کرے اور واقعات سے جیسا کہ وہ نفس الامر میں واقعہ ہیں آگاہی بخشے سو خدا نے جو بڑا ہی رحیم اور کریم ہے اور انسان کو مراتب قصوی یقین تک پہنچانا چاہتا ہے اس حاجت کو پوری کیا ہے اور عقل کے لئے کئی رفیق مقرر کر کے راستہ یقین کامل کا اس پر کھول دیا ہے تا نفس انسان کا کہ جس کی ساری سعادت اور نجات یقین کامل پر موقوف ہے اپنی سعادت مطلوبہ سے محروم نہ رہے۔ اور ہونا چاہیئے کے نازک اور پُر خطر پل سے کہ عقل نے شکوک اور شبہات کے دریا پر باندھا ہے بہت جلد آگے عبور کر کے ہے کے قصر عالی میں جو دار الامن والاطمینان ہے داخل ہو جائے اور وہ رفیق عقل کے جو اس کے یار اور مددگار ہیں۔ ہر مقام اور موقعہ میں الگ الگ ہیں۔ لیکن از روئے حصر عقلی کے تین سے زیادہ نہیں اور ان تینوں کی تفصیل اس طرح پر ہے کہ اگر حکم عقل کا دنیا کے محسوسات اور مشہودات سے متعلق ہو جو ہر روز دیکھے جاتے یا سنے جاتے یا سونگھے جاتے یا ٹٹولے جاتے ہیں تو اس وقت رفیق اس کا حواس کے حکم کو یقین کامل تک پہنچاوے مشاہدہ صحیحہ ہے کہ جس کا نام تجربہ ہے۔ اور اگر حکم عقل کا ان حوادث اور واقعات سے متعلق ہو جو مختلف ازمنہ اور امکنہ میں صدور پاتے رہے ہیں یا صدور پاتے ہیں تو اس وقت اس کا ایک اور رفیق بنتا ہے کہ جس کا نام تواریخ اور اخبار اور خطوط اور مراسلات ہے اور وہ بھی تجربہ کی طرح عقل کی دود آمیز روشنی کو ایسا مصفا کر دیتا ہے کہ پھر اس میں شک کرنا ایک حمق اور جنون اور سودا ہوتا ہے اور اگر حکم عقل کا ان واقعات سے متعلق ہو جو ماوراء المحسوسات ہیں جن کو ہم نہ آنکھ سے دیکھ سکتے

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۳ ۸۳ چشمہ معرفت

«۷۵»

مشرق سے مغرب کو اور مغرب سے مشرق بلاد کو آتی ہے اور اس پیشگوئی کے ساتھ قرآن شریف میں ایک اور بھی پیشگوئی ہے جو جسمانی اجتماع کے بعد روحانی اجتماع پر دلالت کرتی ہے اور وہ یہ ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا[1]☆ یعنی اُن آخری دنوں میں جو یاجوج ماجوج کا زمانہ ہوگا دُنیا کے لوگ مذہبی جھگڑوں اور لڑائیوں میں مشغول ہو جائیں گے اور ایک قوم دوسری قوم پر مذہبی رنگ میں ایسے حملے کرے گی جیسے ایک موج دریا دوسری موج پر پڑتی ہے اور دوسری لڑائیاں بھی ہوں گی اور اس طرح پر دنیا میں

حاشیہ

☆ یہ آیت سورۃ کہف میں یاجوج ماجوج کے ذکر میں ہے۔ کتب سابقہ میں جو بنی اسرائیلی نبیوں پر نازل ہوئی تھیں صاف اور صریح طور پر معلوم ہوتا ہے بلکہ نام لے کر بیان کیا ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد یورپ کی عیسائی قومیں ہیں اور یہ بیان ایسی صراحت سے ان کتابوں میں موجود ہے کہ کسی طرح اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں ایسی بات وہی کہے گا جو خود قرآن شریف سے بے خبر ہے۔ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ مومنوں کو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ[2] یعنی فلاں فلاں باتیں اہل کتاب سے پوچھ لو اگر تم بے خبر ہو۔ پس ظاہر ہے کہ اگر ہر ایک بات میں پہلی کتابوں کی گواہی ناجائز ہوتی تو خدا تعالیٰ کیوں مومنوں کو فرماتا کہ اگر تمہیں معلوم نہیں تو اہل کتاب سے پوچھ لو بلکہ اگر نبیوں کی کتابوں سے کچھ فائدہ اٹھانا حرام ہے تو اس صورت میں یہ بھی ناجائز ہوگا کہ ان کتابوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بطور استدلال پیشگوئیاں پیش کریں۔ حالانکہ خود صحابہ رضی اللہ عنہم اور بعد ان کے تابعین بھی ان پیشگوئیوں کو بطور حجت پیش کرتے رہے ہیں۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ کتب سابقہ کے بیان تین قسم کے ہیں۔

(۱) ایک تو وہ باتیں ہیں جو واجب التصدیق ہیں۔ جیسا کہ خدا کی توحید اور ملائک کا ذکر اور بہشت و دوزخ کے وجود کی نسبت بیان۔ اگر ان کا انکار کریں تو ایمان جائے۔

(۲) دوسری وہ باتیں ہیں جو رد کرنے کے لائق ہیں جیسا کہ وہ تمام امور جو قرآن شریف کے مخالف ہیں

[1] الکہف: ۱۰۰ [2] النحل: ۴۴

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

(۲۲) بائیسویں آیت یہ ہے فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [1] یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور اُن کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جاوے۔ سو جب ہم نے موافق حکم اس آیت کے اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا اور معلوم کرنا چاہا کہ کیا اگر کسی نبی گذشتہ کے آنے کا وعدہ دیا گیا ہو تو وہی آجاتا ہے یا ایسی عبارتوں کے کچھ اور معنے ہوتے ہیں تو معلوم ہوا کہ اسی امر متنازعہ فیہ کا ہمشکل ایک مقدمہ
﴿۴۱۷﴾ حضرت مسیح ابن مریم آپ ہی فیصل کر چکے ہیں اور اُن کے فیصلہ کا ہمارے فیصلہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل جو ایلیا کا دوبارہ آسمان سے اُترنا کس طور سے حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے۔

(۲۳) تیئیسویں آیت یٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ [2] یعنی اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔ پھر اس کے بعد میرے اُن بندوں میں داخل ہو جا جو دنیا کو چھوڑ گئے ہیں اور میرے بہشت کے اندر آ۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ انسان جب تک فوت نہ ہو جائے گزشتہ لوگوں کی جماعت میں ہرگز داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن معراج کی حدیث جس کو بخاری نے بھی مبسوط طور پر اپنی صحیح میں لکھا ہے ثابت ہو
﴿۴۱۸﴾ گیا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت شدہ نبیوں کی جماعت میں داخل ہے لہٰذا حسب دلالت صریحہ اس نص کے مسیح ابن مریم کا فوت ہو جانا ضروری طور پر ماننا پڑا۔ امنا بکتاب اللّٰہ القرآن الکریم و کفرنا بکلّ مایخالفہ۔ ایّها النّاس اتبعوا ما انزل الیکم من ربّکم ولا تتّبعوا من دونہٖ اولیآء۔ قد جاء تکم موعظۃ من ربّکم وشفاء لما فی الصدور۔ فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہٖ۔

[1] النحل: ۴۴ [2] الفجر: ۲۸ تا ۳۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

قبول کرنے کے بارہ میں جو مشکلات پیش آ گئے تھے اتنے بڑے مشکلات ہمارے بھائی مسلمانوں کو ہرگز پیش نہیں آئے کیونکہ سلاطین ۲ باب ۲ میں صاف طور پر لکھا ہوا اب تک موجود ہے کہ ایلیا نبی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھایا گیا اور چادر اُس کی زمین پر گر پڑی اور پھر ملاکی باب ۴ آیت ۵ میں ایسی ہی صفائی کے ساتھ وعدہ دیا گیا ہے کہ پھر وہ دنیا میں آئے گا اور مسیح کے لئے راہ درست کرے گا لیکن ہمارے بھائی مسلمان ان تمام مشکلات سے بالکل آزاد ہیں کیونکہ قرآن شریف میں جسم کے ساتھ اُٹھائے جانے کا اشارہ تک بھی نہیں بلکہ مسیح کے فوت ہو جانے کا بتصریح ذکر ہے اگرچہ حدیثوں کی بے سروپا روایتوں میں سند منقطع کے ساتھ ایسا ذکر بہت سے تناقض سے بھرا ہوا کہیں کہیں پایا جاتا ہے لیکن ساتھ اس کے اُنہیں حدیثوں میں مسیح کا فوت ہونا بھی بیان کیا گیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ باوجود اس تعارض اور تناقض کے ضرورت ہی کیا ہے جو غیر معقول شق کی طرف توجہ کی جائے جس حالت میں قرآن اور حدیث کے رو سے وہ راہ بھی کھلی ہوئی نظر آتی ہے جس پر کوئی اعتراض شرع اور عقل کا نہیں یعنی مسیح کا فوت ہو جانا اور رُوح کا اُٹھایا جانا تو کیوں ہم اُسی راہ کو قبول نہ کریں جس پر قرآن شریف کی بیّنات زور دے رہی ہیں؟۔ ﴿۲۷۳﴾

ہم نے ایلیا کے صعود و نزول کا قصہ اس غرض سے اس جگہ لکھا ہے کہ تا ہمارے بھائی مسلمان ذرہ غور کر کے سوچیں کہ جس مسیح ابن مریم کے لئے وہ لڑتے مرتے ہیں اُسی نے یہ فیصلہ دیا ہے اور اسی فیصلہ کی قرآن شریف نے بھی تصدیق کی ہے۔ اگر آسمان سے اُترنا اِسی طور سے جائز نہیں جیسے طور سے ایلیا کا اُترنا حضرت مسیح نے بیان فرمایا ہے تو پھر مسیح منجانب اللہ نبی نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ قرآن شریف پر بھی اعتراض آتا ہے جو مسیح کی نبوت کا مصدق ہے اب اگر مسیح کو سچا نبی ماننا ہے تو اس کے فیصلہ کو بھی مان لینا چاہئے زبردستی سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ یہ ساری کتابیں محرّف و مبدّل ہیں بلاشبہ ان مقامات سے تحریف کا کچھ علاقہ نہیں اور دونوں فریق یہود و نصاریٰ ان عبارتوں کی صحت کے قائل ہیں اور پھر ہمارے امام المحدثین

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

حضرت اسمٰعیل صاحب اپنی صحیح بخاری میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ ان کتابوں میں کوئی لفظی تحریف نہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر ﴿۲۷۴﴾
پیشگوئیاں خدائے تعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اُن سب میں ایک قسم کی آزمائش ارادہ کی گئی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارے میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئی کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے کیونکہ اگر مسیح کے اُترنے سے انکار کیا جائے تو یہ امر کچھ مستوجب کفر نہیں لیکن اگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کیا جاوے تو بلاشبہ وہ انکار جاودانی جہنّم تک پہنچائے گا۔ مگر ناظرین کو معلوم ہوگا کہ تمام توریت وانجیل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت اور ایسا ہی حضرت مسیح کی نسبت بھی کوئی ایسی کھلی کھلی اور صاف پیشگوئی نہیں پائی جاتی جس کے ذریعہ سے ہم یہودیوں کو جا کر گردن سے پکڑ لیں۔ حضرت مسیح بھی بار بار یہودیوں کو کہتے رہے کہ میری بابت موسیٰ نے توریت میں لکھا ہے مگر یہودیوں نے ہمیشہ انہیں یہی جواب دیا کہ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہماری کتابوں میں ایک مسیح کے آنے کی بھی خبر دی گئی ہے مگر تم خود دیکھ لو کہ مسیح کے آنے کا ہمیں یہ نشان دیا گیا ہے کہ ضرور ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اُترے جس کا
آسمان پر جانا سلاطین کی کتاب میں بیان کیا گیا ہے اس کے جواب میں ہر چند حضرت ﴿۲۷۵﴾
مسیح یہی کہتے رہے کہ وہ ایلیا یوحنا یعنی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے مگر اس دور دراز تاویل کو کون سُنتا تھا اور ظاہر تقریر کی رُو سے یہودی لوگ اس عذر میں سچے معلوم ہوتے تھے سو اگرچہ خدائے تعالیٰ قادر تھا کہ ایلیا نبی کو آسمان سے اُتارتا اور یہودیوں کے تمام وساوس بکلّی رفع کر دیتا لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا تا صادق اور کاذب دونوں آزمائے جائیں کیونکہ شریر آدمی صرف ظاہری حُجت کی رُو سے بے شبہ ایسے مقام میں سخت انکار کر سکتا ہے لیکن ایک راستباز آدمی کے سمجھنے کے لئے یہ راہ کھلی تھی کہ آسمان سے اُترنا کسی اور طور سے تعبیر کیا جائے اور ایک نبی جو دوسری علامات صدق اپنے ساتھ رکھتا ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

33۔ عیسی ابن مریم کے اخلاق فاضلہ کا انکار/اقرار

قول:

بدی کی گئی۔ مگر جو کوئی عفو کرے اور اس عفو میں کوئی اصلاح مقصود☆ ہو تو اس کا اجر خدا کے پاس ہے یہ تو قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ مگر انجیل میں بغیر کسی شرط کے ہر ایک جگہ عفو اور درگزر کی ترغیب دی گئی ہے اور انسانی دوسرے مصالح کو جن پر تمام سلسلہ تمدّن کا چل رہا ہے پامال کر دیا ہے اور انسانی قویٰ کے درخت کی تمام شاخوں میں سے صرف ایک شاخ کے بڑھنے پر زور دیا ہے اور باقی شاخوں کی رعایت قطعاً ترک کر دی گئی ہے۔ پھر تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دُعا کرنا سکھلایا۔ اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور بُرے بُرے اُن کے نام رکھے۔ اخلاقی معلّم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاقِ کریمہ دکھلاوے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے؟ ﴿۱۲﴾

پاک اور کامل تعلیم قرآن شریف کی ہے جو انسانی درخت کی ہر ایک شاخ کی پرورش کرتی ہے اور قرآن شریف صرف ایک پہلو پر زور نہیں ڈالتا بلکہ کبھی تو عفو اور درگزر کی تعلیم دیتا ہے مگر اس شرط سے کہ عفو کرنا قرینِ مصلحت ہو اور کبھی مناسب محل اور وقت کے مجرم کو سزا دینے کے لئے فرماتا ہے۔ پس درحقیقت قرآن شریف خدا تعالیٰ کے اس قانون قدرت کی تصویر ہے جو ہمیشہ ہماری نظر کے سامنے ہے۔ یہ بات نہایت معقول ہے کہ خدا کا قول اور فعل دونوں مطابق ہونے چاہئیں۔ یعنی جس رنگ اور طرز پر دنیا میں خدا تعالیٰ کا فعل نظر آتا ہے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کی سچی کتاب اپنے فعل کے مطابق تعلیم کرے۔ نہ

☆ قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۳ ۔ ۴۷۷ ۔ ضرورۃ الامام

ملہموں اور خواب بینوں اور اہل کشف پر ترجیح کیا ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام الزمان
اس شخص کا نام ہے کہ جس شخص کی روحانی تربیت کا خدا تعالیٰ متولی ہو کر اس کی فطرت میں ایک
ایسی امامت کی روشنی رکھ دیتا ہے کہ وہ سارے جہان کی معقولیوں اور فلسفیوں سے ہر ایک رنگ
میں مباحثہ کر کے ان کو مغلوب کر لیتا ہے وہ ہر ایک قسم کے دقیق در دقیق اعتراضات کا خدا سے
قوت پا کر ایسی عمدگی سے جواب دیتا ہے کہ آخر ماننا پڑتا ہے کہ اس کی فطرت دنیا کی اصلاح کا پورا
سامان لے کر اس مسافر خانہ میں آئی ہے اس لئے اس کو کسی دشمن کے سامنے شرمندہ ہونا نہیں
پڑتا۔ وہ روحانی طور پر محمدی فوجوں کا سپہ سالار ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کے
ہاتھ پر دین کی دوبارہ فتح کرے اور وہ تمام لوگ جو اس کے جھنڈے کے نیچے آتے ہیں ان کو
بھی اعلیٰ درجہ کے قویٰ بخشے جاتے ہیں اور وہ تمام شرائط جو اصلاح کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ ﴿۷﴾
اور وہ تمام علوم جو اعتراضات کے اٹھانے اور اسلامی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ضروری ہیں
اس کو عطا کئے جاتے ہیں۔ اور بایں ہمہ چونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس کو دنیا کے بے ادبوں
اور بدزبانوں سے بھی مقابلہ پڑے گا۔ اس لئے اخلاقی قوت بھی اعلیٰ درجہ کی اس کو عطا کی جاتی
ہے اور بنی نوع کی سچی ہمدردی اس کے دل میں ہوتی ہے اور اخلاقی قوت سے یہ مراد نہیں کہ ہر
جگہ وہ خواہ نخواہ نرمی کرتا ہے کیونکہ یہ تو اخلاقی حکمت کے اصول کے برخلاف ہے بلکہ مراد یہ
ہے کہ جس طرح تنگ ظرف آدمی دشمن اور بے ادب کی باتوں سے جل کر اور کباب ہو کر جلد
مزاج میں تغیر پیدا کر لیتے ہیں اور ان کے چہرہ پر اس عذاب الیم کے جس کا نام غضب ہے
نہایت مکروہ طور پر آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور طیش اور اشتعال کی باتیں بے اختیار اور بے محل
منہ سے نکلتی چلی جاتی ہیں۔ یہ حالت اہل اخلاق میں نہیں ہوتی۔ ہاں وقت اور محل کی
مصلحت سے کبھی معالجہ کے طور پر سخت لفظ بھی استعمال کر لیتے ہیں۔ لیکن اس استعمال کے
وقت نہ ان کا دل جلتا نہ طیش کی صورت پیدا ہوتی ہے نہ منہ پر جھاگ آتی ہے ہاں کبھی بناوٹی
غصہ رعب دکھلانے کیلئے ظاہر کر دیتے ہیں اور دل آرام اور انبساط اور سرور میں ہوتا ہے۔ یہی
وجہ ہے کہ اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اکثر سخت لفظ اپنے مخاطبین کے حق میں
استعمال کئے ہیں جیسا کہ سور، کتے، بے ایمان، بدکار وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

کہ نعوذ باللہ آپ اخلاق فاضلہ سے بے بہرہ تھے کیونکہ وہ تو خود اخلاق سکھلاتے اور نرمی کی تاکید کرتے ہیں بلکہ یہ لفظ جو اکثر آپ کے منہ پر جاری رہتے تھے یہ غصہ کے جوش اور مجنونانہ طیش سے نہیں نکلتے تھے بلکہ نہایت آرام اور ٹھنڈے دل سے اپنے محل پر یہ الفاظ چسپاں کئے جاتے تھے۔ غرض اخلاقی حالت میں کمال رکھنا اماموں کیلئے لازمی ہے۔ اور اگر کوئی سخت لفظ سوختہ مزاجی اور مجنونانہ طیش سے نہ ہو اور عین محل پر چسپاں اور عندالضرورت ہو تو وہ اخلاقی حالت کے منافی نہیں ہے اور یہ بات بیان کر دینے کے لائق ہے کہ جن کو خداتعالیٰ کا ہاتھ امام بناتا ہے ان کی فطرت میں ہی امامت کی قوت رکھی جاتی ہے اور جس طرح الٰہی فطرت نے بموجب آیت کریمہ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ [1]۔ ہر ایک چرند ﴿۸﴾ اور پرند میں پہلے سے وہ قوت رکھ دی ہے جس کے بارے میں خداتعالیٰ کے علم میں یہ تھا کہ اس قوت سے اس کو کام لینا پڑے گا اسی طرح ان نفوس میں جن کی نسبت خداتعالیٰ کے ازلی علم میں یہ ہے کہ ان سے امامت کا کام لیا جاوے گا منصب امامت کے مناسب حال کئی روحانی ملکے پہلے سے رکھے جاتے ہیں اور جن لیاقتوں کی آئندہ ضرورت پڑے گی۔ ان تمام لیاقتوں کا بیج ان کی پاک سرشت میں بویا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ اماموں میں بنی نوع کے فائدے اور فیض رسانی کے لئے مندرجہ ذیل قوتوں کا ہونا ضروری ہے:

اول۔ قوت اخلاق۔ چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں اور سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے تا ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر اخلاق رزیلہ میں گرفتار ہو اور درشت بات کا ذرہ بھی متحمل نہ ہو سکے اور جو امام زمان کہلا کر ایسی کچی طبیعت کا آدمی ہو کہ ادنیٰ ادنیٰ بات میں منہ میں جھاگ آتا ہے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہوتی ہیں وہ کسی طرح امام زمان نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اس پر آیت اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ [2]۔ کا پورے طور پر صادق آ جانا ضروری ہے۔

دوم۔ قوت امامت ہے جس کی وجہ سے اس کا نام امام رکھا گیا ہے یعنی نیک باتوں

[1] طٰہٰ:۵۱ [2] القلم:۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

34۔ عیسیٰ ابن مریم کی انکساری کا اقرار/انکار

قول:

روحانی خزائن جلد۲۱ | ۲۷۱ | ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

ورنہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ باوجود نبی اور رسول ہونے کے اقرار رکھتے ہیں کہ جیسا کہ حق تبلیغ کا تھا ادا نہ کر سکے☆ اور اسی کو وہ گناہِ عظیم خیال کرتے ہیں اور اسی خیال سے وہ نعرے مارتے اور روتے اور درد سے بھر جاتے ہیں اور دائم الاستغفار رہتے ہیں مگر خشک مولوی جن کے دامن میں بجز ہڈیوں کے کچھ نہیں وہ اس روحانیت کو کیا جانتے ہیں۔ بے گناہ ہونے کی اطمینان کسی نبی نے بھی ظاہر نہیں کی۔ جو دنیا میں افضل الرسل اور خاتم الرسل گذرا ہے اس کے مُنہ سے بھی یہی نکلا ربنا اغفرلنا ذنوبنا و باعد بیننا و بین خطایانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ فرماتے تھے کہ سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ اور آپ سب سے زیادہ استغفار پڑھا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مَیں دن میں ستّر مرتبہ استغفار کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ نے آپ کے حق میں فرمایا اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَ الۡفَتۡحُ وَ رَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَ اسۡتَغۡفِرۡہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا[1]۔ یہ سورۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قُرب زمانہ وفات میں نازل ہوئی تھی اور اس میں اللہ تعالیٰ زور دے کر اپنی نصرت اور تائید اور تکمیل مقاصد دین کی خبر دیتا ہے کہ اب تو اے نبی خدا کی تسبیح اور تحمید کر اور خدا سے مغفرت چاہ وہ توّاب ہے اس موقعہ پر مغفرت کا ذکر کرنا یہ اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ اب کام تبلیغ ختم ہو گیا خدا سے دُعا کر کہ اگر خدمتِ تبلیغ کے دقائق میں کوئی فروگذاشت ہوئی ہو تو خدا اُس کو بخش دے۔ موسیٰ بھی توریت میں اپنے قصوروں کو یاد کر کے روتا ہے اور جس کو عیسائیوں نے خدا بنا رکھا ہے کسی نے اس کو کہا۔ کہ اے نیک اُستاد۔ تو اُس نے جواب دیا کہ تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے نیک کوئی نہیں مگر خدا۔ یہی تمام اولیاء کا شعار رہا ہے۔ سب نے استغفار کو اپنا شعار قرار دیا ہے بجز شیطان کے۔

فرس کشتہ چنداں کہ شب راندہ اند   سحر گہ خروشاں کہ وا ماندہ اند

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ما عبدناک حق عبادتک یعنی اے ہمارے خدا جو حق تیری پرستش کا تھا ہم سے ادا نہیں ہو سکا۔ کیا آپ اس جگہ یہ اعتراض کریں گے کہ جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود عبادت کرنے میں قاصر تھے تو دوسروں کو کیوں نصیحت کرتے تھے۔ افسوس۔ منہ

[1] النصر:۲تا۴

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

ہیں کہ جنہوں نے دلی انصاف سے عظمت شانِ اسلام کو قبول کرلیا ہے اور تثلیث کے مسئلہ کا غلط ہونا اور بہت سی بدعتوں کا عیسائی مذہب میں مخلوط ہو جانا اپنی تصنیفات میں بڑی شدومد سے بیان کیا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ انصاف ہمارے ہم وطنوں آریہ قوم سے مٹا جاتا ہے۔ اس قوم کو تعصب نے اس قدر گھیرا ہے کہ انبیاء کا ادب سے نام لینا بھی ایک پاپ سمجھتے ہیں اور تمام انبیاء کی کسر شان کرکے اور سب کو مفتری اور جعلساز ٹھہرا کر یہ دعویٰ بلا دلیل پیش کرتے ہیں کہ ایک وید ہی خدا کی کلام ہے ﴿۱۰۴﴾

بقیہ حاشیہ نمبر ۲

نے ان کو بہت خراب کر رکھا ہے کہ جیسے یہ لکھا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے جتنے پہلے نبی آئے وہ سب چور اور ڈاکو تھے۔ مگر یہ متکبرانہ الفاظ کسی حالت میں کسی نیک پاک آدمی کی طرف منسوب نہیں ہوسکتے۔ حضرت مسیح تو ایسے خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے۔ جو انہوں نے یہ بھی روا نہ رکھا جو کوئی ان کو نیک آدمی کہے۔ پھر کیونکر ان کی طرف کوئی غرور آمیز لفظ کہ جس میں اپنی شیخی اور دوسرے کی توہین پائی جاتی ہے منسوب کیا جائے۔ بے شک اگر ہم خدا کے پاک نبیوں کو چور اور ڈاکو کہیں تو ہم چوروں اور ڈاکوؤں سے ہزار درجہ بدتر ہیں۔ جن دلوں پر خدا کی کلام مقدس نازل ہوتی رہی ہے اگر وہ دل مقدس نہیں تھے تو ناپاک کو پاک سے کیا نسبت تھی۔ یہ نہایت چالاکی ہے جو خدا کے ستودہ بندوں کی شان میں بے جا الفاظ بولے جائیں۔ کیا افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ اپنی خودی سے ایک دم باہر نہیں نکلتے اور جنہوں نے دنیا سے ایسی ربط بڑھائی اور تعلق پیدا کئے کہ ان کے دلوں میں ہر دم دنیا ہی دنیا ہے۔ وہ خدا کے مقدس لوگوں کو تحقیر سے یاد کریں۔ اے بھائیو! نبیوں کا پاک اور کامل اور راستباز ہونا تسلیم کرو تا وہ کتابیں بھی پاک ٹھہریں جو نبیوں پر نازل ہوئیں۔ ورنہ جن دلوں سے وہ کتابیں نکلی ہیں اگر وہ دل ہی پاک نہیں تو پھر کتابیں کیونکر پاک ہوسکتی ہیں۔ کیا ممکن ہے جو دھاتورے کے درخت کو انگور کا پھل لگے۔ یا آک کو انجیر۔ جب چشمہ کا پانی صاف ہے تو چشمہ بھی صاف ہی سمجھو۔ اگر وہ لوگ چیدہ اور برگزیدہ اور خدا کے کامل وفادار بندے نہیں تھے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

روحانی خزائن جلد ۲۰ ۳۷۵ چشمہ مسیحی

کی پیروی ضروری نہیں۔ اور پھر ایک اور گند اس مذہب میں ڈال دیا کہ اُن کے لئے سؤر کھانا
حلال کر دیا۔ حالانکہ حضرت مسیحؑ انجیل میں سؤر کو ناپاک قرار دیتے ہیں۔ تبھی تو انجیل میں ان کا
قول ہے کہ اپنے موتی سؤروں کے آگے مت پھینکو۔ پس جب کہ پاک تعلیم کا نام حضرت مسیحؑ
نے موتی رکھا ہے تو اس مقابلہ سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ پلید کا نام انہوں نے سؤر رکھا ہے
اصل بات یہ ہے کہ یونانی سؤر کو کھایا کرتے تھے جیسا کہ آج کل تمام یورپ کے لوگ سؤر
کھاتے ہیں۔ اس لئے پولوس نے یونانیوں کے تالیف قلوب کے لئے سؤر بھی اپنی جماعت ﴿۵۷﴾
کے لئے حلال کر دیا۔ حالانکہ توریت میں لکھا ہے کہ وہ ابدی حرام ہے اور اس کا چُھونا بھی
ناجائز ہے۔ غرض اس مذہب میں تمام خرابیاں پولوس سے پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیحؑ تو وہ

3

بے نفس انسان تھے جنہوں نے یہ بھی نہ چاہا کہ کوئی ان کو نیک انسان کہے مگر پولوس نے اُن کو
خدا بنا دیا۔ جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے کہ کسی نے حضرت مسیحؑ کو کہا کہ اے نیک اُستاد! انہوں
نے اُس کو کہا کہ تُو مجھے کیوں نیک کہتا ہے۔ اُن کا وہ کلمہ جو صلیب پر چڑھائے جانے کے وقت

4

اُن کے منہ سے نکلا کیسا توحید پر دلالت کرتا ہے کہ انہوں نے نہایت عاجزی سے کہا۔ ایلی
ایلی لما سبقتانی۔ یعنی اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ کیا جو
شخص اس عاجزی سے خدا کو پکارتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ خدا میرا رب ہے اُس کی نسبت کوئی
عقلمند گمان کر سکتا ہے کہ اس نے درحقیقت خدائی کا دعویٰ کیا تھا؟! اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کو
خدا تعالیٰ سے محبتِ ذاتیہ کا تعلق ہوتا ہے بسا اوقات استعارہ کے رنگ میں خدا تعالیٰ اُن سے ایسے
کلمے اُن کی نسبت کہلا دیتا ہے کہ نادان لوگ ان کی ان کلموں سے خدائی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔
چنانچہ میری نسبت مسیحؑ سے بھی زیادہ وہ کلمات فرمائے گئے ہیں☆۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ﴿۵۸﴾

☆ ایک دفعہ کشفی رنگ میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں نے نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا۔ اور پھر مَیں نے کہا

تضاد:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

۱۷۲ کو ایک خط مستقیم میں باہم رکھ دیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دوکانیں ختم نہ ہوں۔ عبادات سے فراغت ہے اور دن رات سوا عیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانے والے گناہ سے رک نہیں سکے☆ بلکہ جیسا کہ بند ٹوٹنے سے ایک تیز دھار دریا کا پانی اردگرد کے دیہات کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا یسوع کا کفارہ بدکاریوں سے روک نہ سکا تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور خشک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے غرض عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں **اسلام** ہے اس مذہب کی خداشناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ **قانون قدرت** میں صاف صاف نظر آئے گا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ **قرآن شریف** بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیۂ کریمہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى [1] کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کیلئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ [2] یعنی ہر یک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے

☆ نوٹ۔ یسوع کا مصلوب ہونا اگر اپنی مرضی سے ہوتا تو خودکشی اور حرام کی موت تھی اور خلاف مرضی کی حالت میں کفارہ نہیں ہو سکتا اور یسوع اس لئے اپنے تئیں

[1] الاعراف: ۱۷۳ [2] بنی اسرائیل: ۴۵

35۔ مسیح ابن مریم علیہ السلام کی گستاخی/تعریف

قول:

چاہیں گے. پس مدعی ہو کر مقابل پر کھڑے ہو جانا اُن کے لیے سخت حجاب ہو جائے گا جس سے باہر نکلنا اور اپنی مشہور کردہ رائے سے رجوع کرنا ان کے لیے مشکل بلکہ محال ہو گا کیونکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی مولوی ایک رائے کو علی رُوسِ الاشہاد ظاہر کر دیتا ہے اور اپنا فیصلہ ناطق اُس کو قرار دیتا ہے تو پھر اس رائے سے عود کرنا اس کو موت سے بدتر دکھائی دیتا ہے. لہٰذا میں نے ترحماً للہ یہ چاہا کہ قبل اس کے کہ وہ مقابل پر آ کر ہٹ اور ضد کی بلا میں پھنس جائیں آپ ہی ان کو ایسے صاف اور مدلّل طور پر سمجھا دیا جائے کہ جو ایک دانا اور منصف اور ﴿۴﴾ طالبِ حق کی تسلی کے لیے کافی ہو اگر بعد میں پھر لکھنے کی ضرورت پڑے گی تو شائد ایسے لوگوں کے لئے وہ ضرورت پیش آوے کہ جو غائت درجہ کے سادہ لوح اور غبی ہیں جن کو آسمانی کتابوں کے استعارات مصطلحات ودقائق تاویلات کی کچھ بھی خبر بلکہ مس تک نہیں اور **لَا یَمَسُّہٗ** کی نفی کے نیچے داخل ہیں۔

اب پہلے ہم صفائی بیان کے لئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ **بائبل** اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کے رو سے جن نبیوں کا اسی وجودِ عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصوّر کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں ایک **یوحنّا** جس کا نام **ایلیا** اور **ادریس**[1] بھی ہے۔ دوسرے **مسیح بن مریم** جن کو **عیسیٰ** اور **یسوع** بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اُٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اُتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جُلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن حضرت ادریس[2] کی نسبت جو ﴿۵﴾ بائبل میں یوحنا یا ایلیا کے نام سے پکارے گئے ہیں انجیل میں یہ فیصلہ دیا گیا ہے کہ یحییٰ بن زکریا کے پیدا ہونے سے اُن کا آسمان سے اُترنا وقوع میں آ گیا ہے چنانچہ حضرت مسیح صاف صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ "یوحنّا جو آنے والا تھا یہی ہے چاہو تو قبول کرو"۔ سو ایک نبی کے محکمہ سے ایک آسمان پر جانے والے اور پھر کسی وقت اُترنے والے یعنی یوحنّا کا مقدمہ

۱، ۲ الیاس پڑھا جائے۔ شمس

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

﴿۱۹﴾ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ اُن کا مزار ہے اور بموجب شہادت کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔

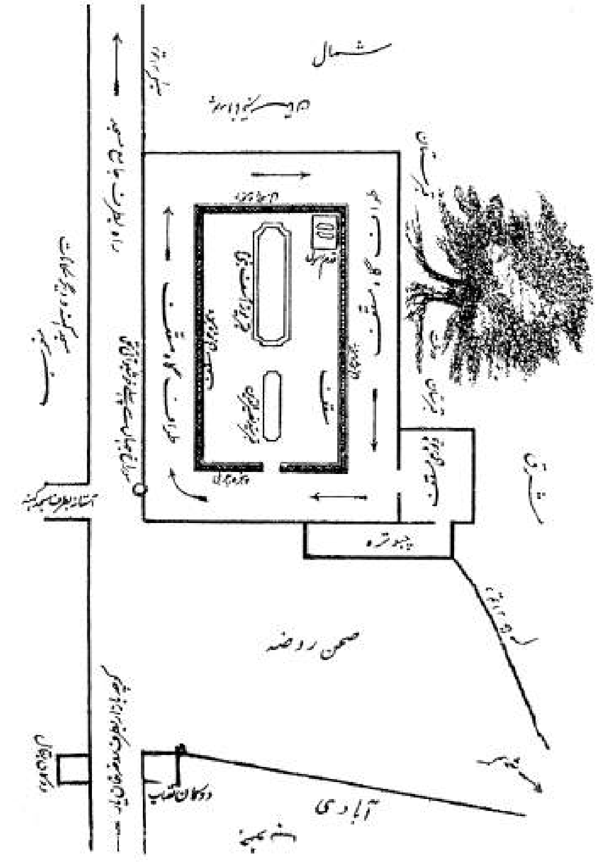

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

﴿۱۴۱﴾ خدا پوجے جاتے ہیں پس گویا چولہ صاحب بزبان حال ہر یک مذہب کے انسان کو کہہ رہا ہے کہ اے غافل تو کہاں جاتا ہے اور کن خیالات میں لگا ہے اگر سچے مذہب کا طالب ہے تو ادھر آ اور اس خدا پر ایمان لا جس کی طرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بلاتا ہے کہ وہی غیر فانی اور کامل خدا اور تمام عیبوں سے منزّہ اور تمام صفات کاملہ سے متصف ہے۔

باوانانک صاحب پر پادریوں کا حملہ

یہ عجیب بات ہے کہ اس زمانہ کے پادری جس قدر دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی کرنے کے لئے اپنا وقت اور اپنا مال خرچ کر رہے ہیں اس کا کروڑواں حصہ بھی اپنے مذہب کی آزمائش اور تحقیق میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ جو شخص ایک عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے اور اس ازلی ابدی غیر متغیر خدا پر یہ مصیبت روا رکھتا ہے کہ وہ ایک عورت کے پیٹ میں نو مہینہ تک بچہ بن کر رہا اور خون حیض کھاتا رہا اور انسانوں کی طرح ایک گندی راہ سے پیدا ہوا اور پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا۔ ایسے قابل شرم اعتقاد والوں کو چاہئے تھا کہ کفارہ کا ایک جھوٹا منصوبہ پیش کرنے سے پہلے اس قابل رحم انسان کی خدائی ثابت کرتے اور پھر دوسرے لوگوں کو اس عجیب خدا کی طرف بلاتے مگر میں دیکھتا ہوں کہ ان لوگوں کو اپنے مذہب کا ذرہ بھی فکر نہیں۔ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ ایک پرچہ امریکن مشن پریس لودھیانہ میں سے پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی کی کارروائیوں کے واسطے ایم وائلی منیجر کے اہتمام سے نکلا ہے جس کی سرخی یہ ہے۔ وہ گرو جو انسان کو خدا کا فرزند بنا دیتا ہے اس پرچہ میں سکھ صاحبوں پر حملہ کرنے کے لئے آدگرنتھ کا یہ شعر ابتدائی تقریر میں لکھا ہے۔

بے سو چاندا اوگوین سورج چڑھے ہزار ایتے چانن ہندیاں گور بن گھور اندھار

یعنی اگر سو چاند نکلے اور ہزار سورج طلوع کرے تو اتنی روشنی ہونے پر بھی گورو یعنی مرشد اور ہادی کے بغیر سخت اندھیرا ہے پھر اس کے بعد لکھا ہے افسوس کہ ہمارے سکھ بھائی ناحق دس بادشاہیوں کو گورو مان بیٹھے ہیں اور اس ست گورو کو نہیں ڈھونڈتے جو منش کو دیوتا بنا سکتا ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

مایحتاج کا آپ بندوبست کرتا۔ لیکن اس کی اولاد کے لئے یہ ضرورت پیش نہیں ﴿۳۶۸﴾
آئی کیونکہ اب کروڑہا انسان مختلف بولیاں بولتے اور اپنے بچوں کو سکھاتے
ہیں۔ ماسوا اس کے جیسا کہ ہم نے ابھی اوپر بیان کیا ہے۔ ذاتی قابلیت بھی کہ

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائے گا اور اس کے مصلوب ہونے
کے وقت بھی یہودیوں نے کہا کہ اگر وہ اب ہمارے روبرو زندہ ہو جائے تو ہم ایمان لائیں
گے۔ لیکن اس نے ان کو زندہ ہو کر نہ دکھلایا اور اپنی خدائی اور قدرت کاملہ کا ایک ذرہ ثبوت نہ ﴿۳۶۸﴾
دیا۔ اور اگر بعض معجزات بھی دکھلائے تو وہ دکھلائے کہ اس سے پہلے اور نبی بکثرت دکھلا چکے
تھے بلکہ اسی زمانہ میں ایک حوض کے پانی سے بھی ایسے ہی عجائبات ظہور میں آتے تھے (دیکھو
باب پنجم انجیل یوحنا) غرض وہ اپنے خدا ہونے کا کوئی نشان دکھلا نہ سکا جیسا کہ آیت مذکورہ بالا
میں خود اس کا اقرار موجود ہے بلکہ ایک ضعیفہ عاجزہ کے پیٹ سے تولّد پا کر (بقول عیسائیوں)
وہ ذلّت اور رسوائی اور ناتوانی اور خواری عمر بھی دیکھی کہ جو انسانوں میں سے وہ انسان دیکھتے
ہیں کہ جو بدقسمت اور بے نصیب کہلاتے ہیں۔ اور پھر مدت تک ظلمت خانہ رحم میں قید رہ کر اور
اس ناپاک راہ سے کہ جو پیشاب کی بدرَرو ہے پیدا ہو کر ہر یک قسم کی آلودہ حالت کو اپنے اوپر
وارد کر لیا اور بشری آلودگیوں اور نقصانوں میں سے کوئی ایسی آلودگی باقی نہ رہی جس سے وہ بیٹا
باپ کا بدنام کنندہ ملوث نہ ہو اور پھر اس نے اپنی جہالت اور بے علمی اور بے قدرتی اور نیز
اپنے نیک نہ ہونے کا اپنی کتاب میں آپ ہی اقرار کر لیا اور پھر درصورتیکہ وہ عاجز بندہ کہ خواہ
نخواہ خدا کا بیٹا قرار دیا گیا بعض بزرگ نبیوں سے فضائل علمی اور عملی میں کم بھی تھا۔ اور اس کی
تعلیم بھی ایک ناقص تعلیم تھی کہ جو موسیٰ کی شریعت کی ایک فرع تھی تو پھر کیونکر جائز ہے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

نے آپ کو کہاں سے کہاں تک پہنچایا اور ابھی ٹھہریئے اسی پر ختم نہیں آپ کے اس اعتقاد
سے تو خدا کی ہستی کی بھی خیر نظر نہیں آتی۔ کیونکہ جیسا ہم پہلے لکھ چکے ہیں بڑا بھاری

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

اُن کے بعض مکتوبات اس عاجز کے پاس موجود ہیں انشاءاللہ بوقت ضرورت شائع کئے جائیں گے۔
﴿۳۲۲﴾ اب مولوی عبدالرحمان صاحب براہ مہربانی بیان فرماویں کہ جبکہ سلف صالح کے
برخلاف قرآن شریف کے معنے کرنے سے انسان مُلحد ہوجاتا ہے اور اسی وجہ سے یہ عاجز
بھی اُن کی نظر میں مُلحد ہے کہ خدائے تعالیٰ کے الہام سے بعض آیات کے معانی مخفی ظاہر کرتا
﴿۳۲۳﴾ ہے تو پھر مولوی عبداللہ صاحب مرحوم غزنوی کی نسبت جو اُن کے مرشد ہیں کیا فتویٰ ہے؟

صاف ظاہر ہے کہ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہیں تھے اور
قرآن شریف میں بھی کسی جگہ یہ ذکر نہیں کہ مسیح بیماروں کے چنگا کرنے یا پرندوں کے بنانے کے
وقت دعا کرتا تھا بلکہ وہ اپنی روح کے ذریعہ سے جس کو روح القدس کے فیضان سے برکت بخشی گئی تھی
﴿۳۲۱﴾ ایسے ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا چنانچہ جس نے کبھی اپنی عمر میں غور سے انجیل پڑھی ہوگی وہ
ہمارے اس بیان کی بہ یقین تمام تصدیق کریگا اور قرآن شریف کی آیات بھی باواز بلند یہی پکار رہی
ہیں کہ مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اسکو طاقت بخشی گئی تھی اور خدائے تعالےٰ نے صاف فرما دیا ہے
کہ وہ ایک فطرتی طاقت تھی جو ہر یک فرد بشر کی فطرت میں مودع ہے مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت
نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اسی زمانہ میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے
بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور
تمام مجذوم مفلوج مبروص وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہوجاتے تھے لیکن بعد کے زمانوں میں جو
لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اُس وقت تو کوئی تالاب بھی موجود نہیں تھا۔
﴿۳۲۲﴾ غرض یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور اُن
میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ نہیں بلکہ صرف عمل الترب تھا جو روح کی قوت سے
ترقی پذیر ہوگیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں
روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی۔ بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا اور وہ مٹی
درحقیقت ایک مٹی ہی رہتی تھی۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔ فتدبّر ۔ فانہ نکتۃ جلیلۃ ما یلقّٰھا الّا
ذو حظّ عظیم۔ منہ

صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ[۱] (الجزو ۶ سورہ نساء) اس آیت میں دونوں جملوں کا جواب ہے اور خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ نہ تو عیسیٰ کی ناجائز ولادت ہے اور نہ وہ صلیب پر مرا بلکہ دھوکے سے سمجھ لیا گیا کہ مر گیا ہے۔ اس لئے وہ مقبول ہے اور اس کا اور نبیوں کی طرح خدا کی طرف رفع ہو گیا ہے۔ اب کہاں ہیں وہ مولوی جو آسمان پر حضرت عیسیٰ کا جسم پہنچاتے ہیں یہاں تو سب جھگڑا اُن کی رُوح کے متعلق تھا جسم سے اس کو کچھ علاقہ نہیں۔

﴿۱۳﴾ غرض قرآن شریف نے حضرت مسیح کو سچا قرار دیا ہے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان کی پیشگوئیوں پر یہود کے سخت اعتراض ہیں جو ہم کسی طرح اُن کو دفع نہیں کر سکتے۔ صرف قرآن کے سہارے سے ہم نے مان لیا ہے اور بجز اس کے ان کی نبوت پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں۔ عیسائی تو ان کی خدائی کو روتے ہیں مگر یہاں نبوت بھی اُن کی ثابت نہیں ہو سکتی۔ ہائے کس کے آگے یہ ماتم لے جائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین پیشگوئیاں صاف طور پر جھوٹی نکلیں اور آج کون زمین پر ہے جو اس عقدہ کو حل کر سکے ان لوگوں پر واویلا ہے جو میرے معاملہ میں سچ کو جھوٹ بنا رہے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا تعالیٰ کا نہایت فضل ہے کبھی وہ شخص لوگوں کے سامنے شرمندہ نہیں ہوگا جو اس نبی مقبول کا سچا تابع ہے۔ مَیں اُن نادانوں کو کیا کہوں اور کیونکر اُن کے دل میں سچائی کی محبت ڈال دوں جو نقالوں کی طرح پھرتے ہیں اور ٹھٹھا اور ہنسی اُن کا کام ہے اور مسخری اُن کا شیوا ہے۔ صدہا نشان آفتاب کی طرح چمک رہے ہیں مگر اُن کے نزدیک اب تک کوئی نشان ظاہر نہیں ہوا۔ مَیں نے سُنا ہے بلکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کی دستخطی تحریر مَیں نے دیکھی ہے جس میں وہ یہ درخواست کرتا ہے کہ مَیں اس طور کے فیصلہ کے لئے بدل خواہشمند ہوں کہ فریقین یعنی مَیں اور وہ یہ دُعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہی مَر جائے اور نیز یہ بھی خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ اعجاز المسیح کی مانند کتاب تیار کرے جو ایسی ہی فصیح بلیغ ہو اور انہیں مقاصد پر مشتمل ہو۔ سو اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نے

[۱] النساء : ۱۵۸،۱۵۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۳﴾ ہونے سے پوری ہوگئی کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ عیسائیوں اور اہل اسلام میں آخری زمانہ میں ایک جھگڑا ہوگا۔ عیسائی کہیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور مسلمان کہیں گے کہ حق ہم میں ظاہر ہوا۔ اس وقت عیسائیوں کے لئے شیطان آواز دے گا کہ حق آل عیسیٰ کے ساتھ ہے اور مسلمانوں کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ حق آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آتھم کے قصہ کے متعلق ہے کیونکہ زمین کے شیطانوں نے آتھم کے مقدمہ میں عیسائیوں کا ساتھ کیا اور یہ کہا کہ عیسائی فتح پا گئے چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخباروں والے انہیں شیطانوں میں سے تھے جنہوں نے حق اور سچائی اور دین کا پاس نہ کیا اور آسمان کی آواز جو خدا تعالیٰ کا پاک الہام تھا جو اس عاجز پر نازل ہوا اس الہام نے بار بار گواہی دی کہ اسلام کی فتح ہے۔ آخر زمین کے شیطانوں نے شکست کھائی اور آسمان کی آواز کی سچائی ثابت ہوئی۔ یہ ایسی کھلی سچائی ہے جو کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا یہ کیسی نابینائی تھی کہ پلید دل لوگوں نے شرطی پیشگوئی کو ایسا سمجھ لیا کہ گویا اس کے ساتھ کوئی بھی شرط نہیں

ہونے کے بارے میں بہت کچھ ثبوت رسالہ انوار الاسلام اور رسالہ ضیاء الحق اور رسالہ انجام آتھم میں دے چکے ہیں اور اب بھی ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کی بنیاد نہ آج سے بلکہ پندرہ برس پہلے سے ڈالی گئی تھی۔ جس کا مفصل ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں موجود ہے۔ سو ایسے انتظام کے ساتھ پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کا کام نہیں ہے۔

یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو طیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں صرف یہی کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنہوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنا لیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں

ہیں ایک طرف پھر موڑھے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑھ ہے اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے جائز رکھنے سے کروڑہا لوگوں کی گردن پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر چھوٹنا مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شئے ہے۔ کہ ایک طرف زندگی کو کھا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہتیر بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ ملے تو موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ایک نشہ کا سائل

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی حالت بہت ردی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پیسہ طلب کرتی تھی میں نے تعجب کیا کہ یہ نہ روٹی کا سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہوگی اور اب اس کی زندگی کا گویا جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر میں نے ایک پیسہ اسے دے دیا۔

اس موقعہ پر حضرت اقدس نے حکیم نورالدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ :۔

ہر ایک شئے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بہن بھرا (بھنگ افیون وغیرہ) ایسی خراب شئے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے مگر پھر وہ مذہب کیسے اچھا ہو سکتا ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ چھوٹ سکے کہ جیلخانہ میں بند ہوں داروغہ بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت چھوٹ جاوے۔

فرمایا کہ :۔

یحییٰ جو نشہ نہیں پیتے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھا مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی۔

شائد کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائل اسلام میں تو حرمت تھی نہیں۔ ۱۳ برس کے بعد حرمت ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ صفائی کرتا جاتا تھا اور قوم بن رہی تھی جب قوم بن گئی تو حکم آگیا ابتداء میں تو صحابہؓ کو یہ مصیبت تھی کہ پانی بھی بھولا ہوا ہوگا شراب کا کیا ذکر ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v2.pdf

روحانی خزائن جلد ۹ ۳۸۷

لکھتا ہوں ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور وہ یہ ہے: وقد کنت اعلم انہ خارج ولم اکن اظن انہ منکم فلو انی اعلم انی اخلص الیہ لتجشمت لقاءہ ولو کنت عندہ لغسلت عن قدمیہ (دیکھو ص ۲) یعنی یہ تو مجھے معلوم تھا کہ نبی آخرالزمان آنے والا ہے۔ مگر مجھ کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے ہی (اے اہل عرب) پیدا ہوگا۔ پس اگر میں اس کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں بہت ہی کوشش کرتا کہ اس کا دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر میں اس کی خدمت میں ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا کرتا۔ اب اگر کچھ غیرت اور شرم ہے تو مسیح کے لئے یہ تعظیم کسی بادشاہ کی طرف سے جو اس کے زمانہ میں تھا پیش کرو اور نقد ہزار روپیہ ہم سے لو۔ اور کچھ ضرورت نہیں کہ انجیل سے ہی بلکہ پیش کرو۔ اگرچہ کوئی نجاست میں پڑا ہوا ورق ہی پیش کر دو اور اگر کوئی بادشاہ میسر نہیں تو کوئی چھوٹا سا نواب ہی پیش کر دو۔ اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔ پس یہ عذاب بھی جہنم کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہ آپ ہی بات کو اٹھا کر پھر آپ ہی ملزم ہو گئے۔ کتنا باش! شاباش! شاباش! خوب پادری ہو۔

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا ایک کھاؤ پیو۔ شرابی نہ زاہد نہ عابد نہ حق کا پرستار متکبر۔ خودبین۔ خدائی کا دعوے کرنے والا۔ مگر اس سے پہلے اور بھی کئی خدائی کا دعوے کرنے والے گذر چکے ہیں۔ ایک مصر میں ہی موجود تھا۔ دعووں کو الگ کر کے کوئی اخلاقی حالت جو فی الحقیقت ثابت ہو ذرا پیش تو کرو تا حقیقت معلوم ہو۔ کسی کی محض باتیں اس کے اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مرتد جو خود خونی اور اپنے کام سے سزا کے لائق ٹھہر چکے تھے

۱۲

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

لکھتا ہوں ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور وہ یہ ہے **وقد کنت اعلم انه خارج ولم اکن اظن انه منکم فلو انی اعلم انی اخلص الیه لتجشمت لقاءہ و لو کنت عندہ لغسلت عن قدمیه** دیکھوص ۳ یعنی یہ تو مجھے معلوم تھا کہ نبی آخرالزمان آنے والا ہے مگر مجھ کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے ہی (اے اہل عرب) «۸» پیدا ہوگا پس اگر میں اس کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں بہت ہی کوشش کرتا کہ اس کا دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر میں اس کی خدمت میں ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا کرتا اب اگر کچھ غیرت اور شرم ہے تو **مسیح** کے لئے یہ تعظیم کسی بادشاہ کی طرف سے جو اس کے زمانہ میں تھا پیش کرو اور نقد **ہزار روپیہ ہم سے لو** اور کچھ ضرورت نہیں کہ انجیل سے ہی بلکہ پیش کرو اگرچہ کوئی نجاست میں پڑا ہوا ورق ہی پیش کردو اور اگر کوئی بادشاہ یا امیر نہیں تو کوئی چھوٹا سا نواب ہی پیش کردو اور **یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کرسکو گے** پس یہ عذاب بھی جہنم کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہ آپ ہی بات کو اٹھا کر پھر آپ ہی ملزم ہو گئے۔ **شاباش! شاباش! شاباش! خوب پادری ہو۔**

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ **ایک کھاؤ پیو۔ شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد۔ نہ حق کا پرستار۔ متکبر۔ خود بین۔ خدائی کا دعویٰ** کرنے والا۔ مگر اس سے پہلے اور بھی کئی خدائی کا دعوے کرنے والے گذر چکے ہیں ایک مصر میں ہی موجود تھا۔ دعووں کو الگ کرکے کوئی **اخلاقی حالت** جو فی الحقیقت ثابت ہو ذرا پیش تو کرو تا حقیقت معلوم ہو۔ کسی کی محض باتیں ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مرتد جو خودخونی اور اپنے کام سے سزا کے لائق ٹھہر چکے تھے

روحانی خزائن جلد ۹ ۲۸۸

بے رحمی سے قتل کئے گئے مگر آپ کو یاد نہ رہا کہ اسرائیلی نبیوں نے تو شیر خوار بچے بھی قتل کئے۔ ایک دو نہیں۔ بلکہ لاکھوں تک نوبت پہنچی۔ کیا اُن کی نبوت سے منکر ہو۔ یا وہ خدا تعالےٰ کا حکم نہیں تھا یا موسیٰ کے وقت خدا اور تھا اور جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کوئی اور خدا تھا

اے ظالم پادری کچھ شرم کر۔ آخر مرنا ہے۔ مسیح بے چارہ تمہاری جگہ جواب دہ نہیں ہو سکتا۔ اپنے کاموں سے تمہیں پکڑے جاؤ گے۔ اس سے کوئی پرسش نہ ہوگی اے نادان تو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں تجھے نظر نہیں آتا۔ تیری آنکھیں کیا ہوئیں جو تو اپنی آنکھوں کو دیکھ نہیں سکتا۔

زینب رضؓ کے نکاح کا قصہ جو آپ نے زنا کے الزام سے ناحق پیش کر دیا۔ بجز اس کے کیا کہیں کہ ؏

بدگہر از خطا خطا نہ کند

اے نالائق متبنّیٰ کی مطلقہ سے نکاح کرنا زنا نہیں۔ صرف منہ کی بات سے نہ کوئی بیٹا بن سکتا ہے۔ اور نہ کوئی باپ بن سکتا ہے اور نہ ماں بن سکتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی عیسائی غصہ میں آکر اپنی بیوی کو ماں کہہ دے تو کیا وہ اُس پر حرام ہو جائے گی اور طلاق واقع ہو جائے گی۔ بلکہ وہ بدستور اُسی ماں سے مجامعت کرتا رہے گا۔ پس جس شخص نے یہ کہا کہ طلاق بغیر زنا کے نہیں ہو سکتی۔ اس نے خود قبول کر لیا کہ صرف اپنے منہ سے کسی کو ماں یا باپ یا بیٹا کہہ دینا کچھ چیز نہیں۔ ورنہ وہ ضرور کہہ دیتا کہ ماں کہنے سے طلاق پڑ جاتی ہے مگر شاید کہ مسیح کو وہ عقل نہ تھی۔ جو فتح مسیح کو ہے۔ اب تم پر فرض ہے

(۱۳)

بے رحمی سے قتل کئے گئے مگر آپ کو یاد نہ رہا کہ اسرائیلی نبیوں نے تو شیر خوار بچے بھی قتل کئے ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں تک نوبت پہنچی کیا ان کی نبوت سے منکر ہو یا وہ خدا تعالیٰ کا حکم نہیں تھا یا **موسیٰؑ کے وقت خدا اور تھا اور جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کوئی اور خدا تھا۔**

اے ظالم پادری کچھ شرم کر آخر مرنا ہے۔ مسیح بے چارہ تمہاری جگہ جواب دہ نہیں ہو سکتا اپنے کاموں سے تم ہی پکڑے جاؤ گے اس سے کوئی پُرسش نہ ہوگی۔ **اے نادان** تو اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں تجھے نظر نہیں آتا تیری آنکھیں کیا ہوئیں جو تو اپنی آنکھوں کو دیکھ نہیں سکتا۔

زینبؓ کے نکاح کا قصہ جو آپ نے زنا کے الزام سے ناحق پیش کر دیا بجز اس کے کیا کہیں کہ ع

بد گہر از خطا خطا نہ کند

اے نالائق متبنّٰی کی مطلقہ سے نکاح کرنا زنا نہیں۔ صرف منہ کی بات سے نہ کوئی بیٹا بن سکتا ہے اور نہ کوئی باپ بن سکتا ہے اور نہ ماں بن سکتی ہے مثلاً اگر کوئی عیسائی غصہ میں آکر اپنی بیوی کو ماں کہہ دے تو کیا وہ اس پر حرام ہو جائے گی اور طلاق واقع ہو جائے گی۔ بلکہ وہ بدستور اُسی ماں سے مجامعت کرتا رہے گا پس جس شخص نے یہ کہا کہ طلاق بغیر زنا کے نہیں ہو سکتی اس نے خود قبول کر لیا کہ صرف اپنے منہ سے کسی کو ماں یا باپ یا بیٹا کہہ دینا کچھ چیز نہیں ورنہ وہ ضرور کہہ دیتا کہ ماں کہنے سے طلاق پڑ جاتی ہے مگر شاید کہ **مسیح** کو وہ عقل نہ تھی جو فتح مسیح کو ہے۔ اب تم پر فرض ہے ﴿۹﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

دُور رہنا چاہتا ہے۔ اس بات میں آپ کے ساتھ کوئی بھی اتفاق نہیں کریگا کہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا کمال کے برخلاف ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام تقویٰ کا نمونہ نہ دکھلاویں تو اور کون دکھلاوے جو خداترسی میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے وہی سب سے بڑھ کر تقویٰ بھی اختیار کرتا ہے۔ وہ بدی سے اپنے تئیں دور رکھتا ہے وہ ان راہوں کو چھوڑ دیتا ہے جس میں بدی کا احتمال ہوتا ہے۔ مگر آپ کے یسوع صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک اُن کے حال پر روویں۔ کیا یہ مناسب تھا کہ وہ ایک زانیہ عورت کو یہ موقعہ دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز اور نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی۔ اگر یسوع کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا۔ مگر ایسے لوگ جن کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو یسوع کو ایک غیرتمند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں مگر یسوع نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو رندوں کی طرح اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے۔ یسوع صاحب ایک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے۔ بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں بھی ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی

(۷۳)

دور رہنا چاہتا ہے۔ اس بات میں آپ کے ساتھ کوئی بھی اتفاق نہیں کرے گا کہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا کمال کے برخلاف ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام تقویٰ کا نمونہ نہ دکھلاویں تو اور کون دکھلاوے جو خدا ترسی میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے وہی سب سے بڑھ کر تقویٰ بھی اختیار کرتا ہے وہ بدی سے اپنے تئیں دور رکھتا ہے وہ ان راہوں کو چھوڑ دیتا ہے جس میں بدی کا احتمال ہوتا ہے مگر آپ کے **یسوع** صاحب کی نسبت کیا کہیں اور کیا لکھیں اور کب تک ان کے حال پر روویں کیا یہ مناسب تھا کہ **وہ ایک زانیہ عورت کو** یہ موقعہ دیتا کہ وہ عین جوانی اور حسن کی حالت میں ننگے سر اس سے مل کر بیٹھتی اور نہایت ناز اور نخرہ سے اس کے پاؤں پر اپنے بال ملتی اور حرام کاری کے عطر سے اس کے سر پر مالش کرتی اگر **یسوع** کا دل بدخیالات سے پاک ہوتا تو وہ ایک کسبی عورت کو نزدیک آنے سے ضرور منع کرتا مگر ایسے لوگوں کو حرام کار عورتوں کے چھونے سے مزہ آتا ہے۔ وہ ایسے نفسانی موقعہ پر کسی ناصح کی نصیحت بھی نہیں سنا کرتے۔ دیکھو **یسوع** کو ایک غیرت مند بزرگ نے نصیحت کے ارادہ سے روکنا چاہا کہ ایسی حرکت کرنا مناسب نہیں مگر **یسوع** نے اس کے چہرہ کی ترش روئی سے سمجھ لیا کہ میری اس حرکت سے یہ شخص بیزار ہے تو **رندوں کی طرح** اعتراض کو باتوں میں ٹال دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ کنجری بڑی اخلاص مند ہے۔ ایسا اخلاص تو تجھ میں بھی نہیں پایا گیا۔ سبحان اللہ یہ کیا عمدہ جواب ہے۔ **یسوع صاحب** ایک زناکار عورت کی تعریف کر رہے ہیں کہ بڑی نیک بخت ہے۔ **دعویٰ خدائی کا اور کام ایسے**۔ بھلا جو شخص ہر وقت شراب سے سرمست رہتا ہے اور کنجریوں سے میل جول رکھتا ہے اور کھانے پینے میں بھی ایسا اول نمبر کا جو لوگوں میں یہ اس کا نام ہی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

روحانی خزائن جلد ۹ ۔۔۔ ۴۴۹

پڑ گیا ہے کہ یہ کھاؤ بیوہ ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے

ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور
نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی
تلقین توبہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا۔ جو
جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا۔ ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب
بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں
کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے۔ اور
گود میں تماشہ کر رہی ہے یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں
اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ عمر جوان
اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت
سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے
اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے
جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر
نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کمبخت زانیہ کے چھونے
سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔
اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے
منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ
بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی۔ اور
زناکاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

۴۷

روحانی خزائن جلد ۹ ۴۴۹ نور القرآن نمبر ۲

پڑ گیا ہے کہ یہ **کھاؤ پیو** ہے۔ اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے
﴿۳۷﴾ **ہمارے سیّد و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم** کا
تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن
اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کرنے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف
زبانی تلقین توبہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا
جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب
بیٹھی ہے گویا **بغل** میں ہے کبھی **ہاتھ** لمبا کر کے **سر پر** عطر مل رہی ہے کبھی **پیروں** کو
پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ **بالوں** کو **پیروں** پر رکھ دیتی ہے اور گود میں
تماشہ کر رہی ہے **یسوع** صاحب اس حالت میں **وجد** میں بیٹھے ہیں اور کوئی
اعتراض کرنے لگے تو اس کو **جھڑک** دیتے ہیں۔ اور طرفہ یہ کہ **عمر جوان** اور
شراب پینے کی عادت اور پھر **مجرد** اور ایک خوبصورت **کسبی عورت** سامنے پڑی
ہے۔ جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا
دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے **یسوع** کی **شہوت** نے جنبش نہیں کی تھی۔
افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس **فاسقہ** پر نظر ڈالنے کے بعد اپنی کسی
بیوی سے صحبت کر لیتا۔ کم بخت **زانیہ** کے چھونے سے اور **ناز و ادا** کرنے سے کیا
کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام
کیا ہو گا اسی وجہ سے **یسوع** کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے
دور رہ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت **طوائف** میں سے تھی اور
زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمینِ حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ **خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین**

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

انسان جب حیا اور انصاف کو چھوڑ دے تو جو چاہے کہے اور جو چاہے کرے۔ لیکن مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحیٰی نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سُنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اُس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰی کا نام حَصُور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ اور پھر یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحیٰی کے ہاتھ پر جس کو عیسائی یوحنا کہتے ہیں جو پیچھے ایلیا بنایا گیا اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی اور ان کے خاص مُریدوں میں داخل ہوئے تھے۔ اور یہ بات حضرت یحیٰی کی فضیلت کو بداہت ثابت کرتی ہے کیونکہ بمقابل اس کے یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ یحیٰی نے بھی کسی کے ہاتھ پر توبہ کی تھی۔ پس اُس کا معصوم ہونا بدیہی امر ہے اور مسلمانوں میں یہ جو مشہور ہے کہ عیسیٰ اور اُس کی ماں مسِ شیطان سے پاک ہیں اس کے معنے نادان لوگ نہیں سمجھتے۔ اصل بات یہ ہے کہ پلید یہودیوں نے حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر سخت ناپاک الزام لگائے تھے اور دونوں کی نسبت نعوذ باللہ شیطانی کاموں کی تہمت لگاتے تھے۔ سو اس افترا کا رد ضروری تھا۔ پس اس حدیث کے اس سے زیادہ کوئی معنے نہیں کہ یہ پلید الزام جو حضرت عیسیٰ اور ان کی ماں پر لگائے گئے ہیں یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ان معنوں کر کے وہ مسِ شیطان سے پاک ہیں اور اس قسم کے پاک ہونے کا واقعہ کسی اور نبی کو کبھی پیش نہیں آیا۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

کئے۔ حضرت اقدس نے فرمایا :۔

کیا وجہ ہے کہ اس نے مسیح کا ذکر نہ کیا کہ ایک انجیر کے درخت کی طرف گیا اور جانتا تھا کہ اس میں پھل نہیں ہے پھر وہ جانتا تھا کہ صلیب ملنی ہے اور دعائیں کرتا رہا کہ مجھے نجات ملے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے ثبوت میں فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا (یونس : ۱۷) کی دلیل پیش کرتے ہیں اس کے مقابلہ کا ایک فقرہ بھی انجیل میں نہیں ہے اور پیغمبر خدا کی تمام عمر کا یہ حوالہ ہے فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا (یونس : ۱۷)

استغفار کے اصل معنے تو یہ ہیں کہ یہ خواہش کرنا کہ مجھ سے کوئی گناہ نہ ہو یعنی میں معصوم رہوں اور دوسرے معنے جو اس سے نیچے درجہ پر ہیں کہ میرے گناہ کے بد نتائج جو مجھے ملتے ہیں میں ان سے محفوظ رہوں[1]

12

مسیح تو خود کنجریوں سے تیل ملواتا رہا۔ اگر استغفار کرتے تو یہ حالت نہ ہوتی۔

(بعد از نماز مغرب)

پھر اس کے بعد اذان ہو کر نماز مغرب ہوئی اور حضرت اقدس حسب معمول شہ نشین پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا کہ :۔

الزامی جواب

13

مفتی محمد صادق صاحب جو کتاب سنایا کرتے ہیں جس میں شیعہ عورت اور مسیح یہودی عاشق سلوی کا ذکر ہے کہ وہ عورت سلوی مسیح کو چھوڑ کر یسوع کے شاگردوں میں جا ملی۔ اس لئے اس مسیح نے یہ سارا منصوبہ صلیب کا بنایا گویا ایک عورت کے واقعہ نے ان کی صلیب تک نوبت پہنچائی۔

جس طرح بد ظنیاں ان لوگوں نے نکالی ہیں ویسے ہی ہمارا بھی حق ہے ان کے نزدیک زیادہ شادیاں کرنا گناہ ہے مگر ایک بازاری عورت عطر ملتی ہے تیل بالوں کو لگاتی ہے بالوں میں کنگھی کرتی ہے اور یہ مسیح کی طرح بیٹھے ہوئے مزے سے سب کرواتے جاتے ہیں یہ بھی پوچھو کہ گناہ ہے یا نہیں۔ ان کو لازم تھا کہ اعتراض نہ کرتے جو واقعات ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں وہی پیش کرنے پڑتے ہیں اور کیا جواب دیویں۔ یہ کوئی چھوٹا اعتراض نہیں ہے کہ ان کو کنجریوں سے کیا تعلق تھا اور اگر کہو کہ اس کنجری نے توبہ کی تھی تو کنجری کی توبہ کا اعتبار کیا۔ ایک طرف توبہ کرتی

---

[1] البدر جلد ۱ نمبر ۱ صفحہ ۷ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoo

﴿۱۷۱﴾ کہ وہ خود بھی نیک نہیں ہے مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا ہے کوئی بھلا آدمی گذشتہ بزرگوں کی مذمت نہیں کرتا لیکن اس نے پاک نبیوں کو رہزنوں اور بٹماروں کے نام سے موسوم کیا ہے اس کی زبان پر دوسروں کیلئے ہر وقت بے ایمان حرام کار کا لفظ چڑھا ہوا ہے کسی کی نسبت ادب کا لفظ استعمال نہیں کیا کیوں نہ ہو **خدا کا فرزند** جو ہوا۔ اور پھر جب دیکھتے ہیں کہ یسوع کے کفارہ نے حواریوں کے دلوں پر کیا اثر کیا کیا وہ اس پر ایمان لا کر گناہ سے باز آ گئے تو اس جگہ بھی سچی پاکیزگی کا خانہ خالی ہی معلوم ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ وہ لوگ سولی ملنے کی خبر کو سن کر ایمان لا چکے تھے لیکن پھر بھی نتیجہ یہ ہوا کہ یسوع کی گرفتاری پر پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر اس پر لعنت بھیجی باقی سب بھاگ گئے اور کسی کے دل میں اعتقاد کا نور باقی نہ رہا۔ پھر بعد اس کے گناہ سے رکنے کا اب تک یہ حال ہے کہ خاص یورپ کے محققین کے اقراروں سے یہ بات ثابت ہے کہ یورپ میں حرام کاری کا اس قدر زور ہے کہ خاص لنڈن میں ہر سال ہزاروں حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں اور اس قدر گندے واقعات یورپ کے شائع ہوئے ہیں کہ کہنے اور سننے کے لائق نہیں شراب خوری کا اس قدر زور ہے کہ اگر ان دوکانوں

بقیہ حاشیہ۔ کہ جن لوگوں کو شیطان کا سخت آسیب ہو جاتا ہے اور شیطان ان سے محبت کرنے لگتا ہے تو گو ان کی اپنی مرگی وغیرہ اچھی نہیں ہوتی مگر دوسروں کو اچھا کر سکتے ہیں کیونکہ شیطان ان سے محبت کرتا ہے اور ان سے جدا ہونا نہیں چاہتا مگر نہایت محبت کی وجہ سے ان کی باتیں مان لیتا ہے اور دوسروں کو ان کی خاطر سے شیطانی مرضوں سے نجات دیتا ہے اور ایسے عامل ہمیشہ شراب اور پلید چیزیں استعمال کرتے رہتے ہیں اور اول درجہ کے شرابی اور کھاؤ پیو ہوتے ہیں چنانچہ تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک شخص اسی طرح مرض بیہوشی میں گرفتار تھا اور کہتے ہیں کہ وہ دوسرے لوگوں کے جنات کو نکال دیا کرتا تھا غرض یسوع کا یہ واقعہ شیطان کے ہمراہ کا مرض صرع پر صاف دلیل ہے اور ہمارے پاس کئی وجوہ ہیں جن کے مفصل لکھنے کی ابھی ضرورت نہیں اور یقین ہے کہ محقق عیسائی جو پہلے ہی ہماری اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں انکار نہیں کریں گے اور جو نادان پادری انکار کریں تو ان کو اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ یسوع کا شیطان کے ہمراہ جانا درحقیقت بیداری کا ایک واقعہ ہے۔☆ اور صرع وغیرہ کے لحوق کا نتیجہ نہیں مگر ثبوت میں معتبر گواہ پیش کرنے چاہئیں جو رویت کی گواہی دیتے ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ کبوتر کا اترنا اور یہ کہنا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے درحقیقت یہ بھی ایک مرگی کا ایک دورہ تھا جس کے ساتھ ایسے تخیلات پیدا ہوئے بات یہ ہے کہ کبوتر کا رنگ سفید ہوتا ہے اور بلغم کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے اور مرگی کا مادہ بلغم ہی ہوتا ہے سو وہ بلغم کبوتر کی شکل پر نظر آ گئی اور یہ جو کہا کہ تو میرا بیٹا ہے اس میں بھید یہ ہے کہ درحقیقت مصروع مرگی کا بیٹا ہی ہوتا ہے اسی لئے مرگی کو فن طبابت میں ام الصبیان کہتے ہیں یعنی بچوں کی ماں۔ اور ایک مرتبہ یسوع کے چاروں حقیقی بھائیوں نے اس وقت کی گورنمنٹ میں درخواست بھی دی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جاوے یعنی عدالت کے جیل خانہ میں داخل کیا جاوے تا کہ وہاں کے دستور کے موافق اس کا علاج ہو تو یہ درخواست بھی صریح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ منہ

☆ سوال یہ ہے کہ شیطان کو کس کس نے یسوع کے ساتھ دیکھا۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

﴿۱۶۸﴾ نہ یسوع کے کفارہ پر ایمان لانے نے بدکاریوں سے اس کورو کا آخرانہی بدعملیوں میں جان دی اور اس سے عجیب تر یہ کہ یہ کفارہ یسوع کی دادیوں اور نانیوں کو بھی بدکاری سے نہ بچا سکا حالانکہ ان کی بدکاریوں سے یسوع کے گوہر فطرت پر داغ لگتا تھا۔ اور یہ دادیاں نانیاں صرف ایک دو نہیں بلکہ تین ہیں۔ چنانچہ یسوع کی ایک بزرگ نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی یعنی راحاب کسبی یعنی کنجری تھی دیکھو یشوع ۲۔۱) اور دوسری نانی جو ایک طور سے دادی بھی تھی اس کا نام تمر ہے یہ خانگی بدکار عورتوں کی طرح حرامکار تھی دیکھو پیدائش ۳۸۔۱۶ سے ۳۰ اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبع کے نام سے موسوم ہے یہ وہی پاکدامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا☆ دیکھو ۲ سموئیل ۱۱۔۲

15

اب ظاہر ہے کہ ان دادیوں اور نانیوں کو یسوع کے کفارہ کی ضرور اطلاع دی گئی ہوگی اور اس پر ایمان لائی ہوں گی کیونکہ یہ تو عیسائیوں کا اصول ہے کہ پہلے نبیوں اور ان کی امت کو بھی یہی تعلیم کفارہ کی دی گئی تھی اور اسی پر ایمان لا کر ان کی نجات ہوئی پس اگر یسوع کے مصلوب ہونے کا یہ اثر سمجھا جائے کہ اس کی مصلوبیت پر ایمان لا کر گناہ سے انسان بچ جاتا ہے تو چاہئے تھا کہ یسوع کی دادیاں اور نانیاں زناکاریوں اور حرامکاریوں سے بچائی جاتیں مگر جس حالت تمام پیغمبر باوجودیکہ بقول عیسائیاں یسوع کی خودکشی پر ایمان لاتے تھے۔ بدکاریوں سے نہ بچ سکے اور نہ یسوع کی دادیاں نانیاں بچ سکیں تو اس سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ یہ جھوٹا کفارہ کسی کو نفسانی جذبات سے بچا نہیں سکتا اور خود مسیح کو بھی بچا نہ سکا۔

16

☆ نوٹ ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری والدہ سے لیکر حوّا تک میری ماؤں کے سلسلہ میں کوئی عورت بدکار اور زانیہ نہیں اور نہ مرد زانی اور بدکار ہے لیکن بقول عیسائیوں کے ان کے خدا صاحب کی پیدائش میں تین زناکار عورتوں کا خون ملا ہوا ہے حالانکہ توریت میں جو کچھ زانیہ عورتوں کی اولاد کی نسبت لکھا ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

﴿۱۷۰﴾ بھی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا بلکہ خدا بنا رکھا ہے غرض کفارہ مسیح کی ذات کو بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکا اور تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے حالانکہ یہ اقرار بھی اس کی کلام سے نکلتا ہے

17

بقیہ حاشیہ

غضب کو اس طرح لوگوں سے ٹال دیا ہے کہ آپ سولی پر چڑھ گیا۔ اب بیچارے محقق یورپین ایسی بے ہودہ باتوں کو کیونکر مان لیں ایسا ہی عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی کے خیال کہ خدا کو تین جسم پر منقسم کر دیا۔ ایک وہ جسم جو آدمی کی شکل میں ہمیشہ رہے گا جس کا نام ابن اللہ ہے دوسرے وہ جسم جو کبوتر کی طرح ہمیشہ رہیگا جس کا نام روح القدس ہے تیسرے وہ جسم جس کے دہنے ہاتھ بیٹا جا بیٹھا ہے۔ اب کوئی عقلمند ان اجسام ثلاثہ کو کیونکر قبول کرے لیکن شیطان کی ہمراہی کا الزام یوروپین فلاسفروں کے نزدیک کچھ کم ہنسی کا باعث نہیں بہت کوششوں کے بعد یہ تاویلیں پیش ہوتی ہیں کہ یہ حالات یسوع کے دماغی قویٰ کے اپنے ہی تخیلات تھے اور اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ تندرستی اور صحت کی حالت میں ایسے مکروہ تخیلات پیدا نہیں ہو سکتے بہتوں کو اس بات کی ذاتی تحقیقات ہے کہ مرگی کی بیماری کے مبتلا اکثر شیاطین کو اسی طرح دیکھا کرتے ہیں وہ بعینہٖ ایسا ہی بیان کیا کرتے ہیں کہ ہمیں شیطان فلاں فلاں جگہ لے گیا اور یہ یہ عجائبات دکھلائے اور مجھے یاد ہے کہ شاید چوبیس برس کا عرصہ گذرا ہوگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ شیطان سیاہ رنگ اور صورت کھڑا ہے اول اس نے میری طرف توجہ کی اور میں نے اس کو منہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ دور ہو اے شیطان تیرا مجھ میں حصہ نہیں اور پھر وہ ایک دوسرے کی طرف گیا اور اس کو اپنے ساتھ کر لیا اور جس کو ساتھ کر لیا اس کو میں جانتا تھا اتنے میں آنکھ کھل گئی اسی دن یا اس کے بعد اس شخص کو مرگی پڑی جس کو میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ شیطان نے اس کو ساتھ کر لیا تھا اور صرع کی بیماری میں گرفتار ہو گیا اس سے مجھے یقین ہوا کہ شیطان کی ہمراہی کی تعبیر مرگی ہے پس یہ نہایت لطیف نکتہ اور بہت صاف اور عاقلانہ رائے ہے کہ یسوع دراصل مرگی کی بیماری میں مبتلا تھا اور اسی وجہ سے ایسی خوابیں بھی دیکھا کرتا تھا۔ اور یہودیوں کا یہ الزام کہ تو بعل زبول کی مدد سے ایسے کام کرتا ہے اس رائے کا موید اور بہت تسکین بخش ہے۔ کیونکہ بعل زبول بھی شیطان کا نام ہے اور یہودیوں کی بات اس وجہ سے بھی درست اور قرین قیاس معلوم ہوتی ہے

18

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

کوایک خط مستقیم میں باہم رکھ دیا جاوے تو شاید ایک مسافر کی دو منزل طے کرنے تک بھی وہ دو کا ئیں ختم نہ ہوں۔ عبادات سے فراغت ہے اور دن رات سوا عیاشی اور دنیا پرستی کے کام نہیں پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہوا کہ یسوع کے مصلوب ہونے سے اس پر ایمان لانے والے گناہ سے رک نہیں سکے☆ بلکہ جیسا کہ بند ٹوٹنے سے ایک تیز دھار دریا کا پانی اردگرد کے دیہات کو تباہ کر جاتا ہے ایسا ہی کفارہ پر ایمان لانے والوں کا حال ہو رہا ہے اور میں جانتا ہوں کہ عیسائی لوگ اس پر زیادہ بحث نہیں کریں گے کیونکہ جس حالت میں ان نبیوں کو جن کے پاس خدا کا فرشتہ آتا تھا یسوع کا کفارہ بدکاریوں سے روک نہ سکا تو پھر کیونکر تاجروں اور پیشہ وروں اور خشک پادریوں کو ناپاک کاموں سے روک سکتا ہے غرض عیسائیوں کے خدا کی کیفیت یہ ہے جو ہم بیان کر چکے۔ «۱۷۲»

تیسرا مذہب ان دو مذہبوں کے مقابل پر جن کا ابھی ہم ذکر کر چکے ہیں **اسلام** ہے اس مذہب کی خدا شناسی نہایت صاف صاف اور انسانی فطرت کے مطابق ہے اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر ان کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں تب بھی وہ خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے آئینہ قانون قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر یک ذرہ میں چمکتی ہوئی دکھائی دے گی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف بتلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا بلکہ موافق آیۂ کریمہ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۗ قَالُوْا بَلٰى [1] کے ہر یک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر یک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے اس کشش سے ایک ذرہ بھی خالی نہیں اور یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ وہ ہر یک چیز کا خالق ہے کیونکہ نور قلب اس بات کو مانتا ہے کہ وہ کشش جو اس کی طرف جھکنے کیلئے تمام چیزوں میں پائی جاتی ہے وہ بلاشبہ اسی کی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ [2] یعنی ہر یک چیز اس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کشش کیوں پائی جاتی ہے

☆نوٹ۔ یسوع کا مصلوب ہونا اگر اپنی مرضی سے ہوتا تو خودکشی اور حرام کی موت تھی اور خلاف مرضی کی حالت میں کفارہ نہیں ہو سکتا اور یسوع اس لئے اپنے تئیں

[1] الاعراف: ۱۷۳ [2] بنی اسرائیل: ۴۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

﴿۱۷۳﴾ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کریگا کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے اور اس کا کیا نام ہے کیا یہی سچ ہے کہ خدا صرف زبردستی ہریک چیز پر حکومت کر رہا ہے اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجہ کی خباثت بھی ہے مگر افسوس کہ آریوں کے وید نے خدا تعالیٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا جس پر طبعی اطاعت ہریک چیز کی موقوف ہے اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے لہٰذا یہ سچا فلسفہ ان سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں بلکہ ہریک چیز اپنی روح سے اس کو سجدہ کر رہی ہے کیونکہ ذرہ ذرہ اس کے بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے مگر افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خدا تعالیٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے اور انہیں وجوہ سے ان کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بے جا غضب اور بے جا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں لیکن اسلام نے خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی تیز رو دھاروں کو کہیں نہیں روکا وہ آریوں کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین و آسمان کی روحیں اور ذرات اجسام اپنے اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں اور جس کا پرمیشر نام ہے وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر ان پر حکمران ہے اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھلاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور راحاب جیسی حرامکار عورتوں کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا خون اور ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

﴿۱۷۴﴾ اٹھائیں اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں اس لئے دعویٰ کے ساتھ ہی پکڑا گیا بلکہ اسلام ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے کہ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کیلئے کوئی سبیل اس کو یاد نہ آوے اور خدا تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت اور عظمت اور تقدس بے انتہا ہے اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کے رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور عظمتیں اور رحمتیں ایک حد پر جا کر ٹھہر جاتی ہیں یا کسی موقعہ پر پہنچ کر اس کا ضعف اسے مانع آ جاتا ہے بلکہ اس کی تمام قدرتیں اس مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہیں کہ باستثناء ان امور کے جو اس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہیں باقی جو چاہتا ہے کر سکتا ہے مثلاً یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے اپنے تئیں ہلاک کر سکتا ہے کیونکہ یہ بات اس کی صفت قدیم **حیّ و قیوم** ہونے کے مخالف ہے وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی اور غیر فانی ہے اور موت اس پر جائز نہیں ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا اور خون حیض کھاتا اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر کے وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر روٹی کھاتا اور پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت میں داخل ہیں اور اس کے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہیں۔

پھر یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ اسلامی عقیدہ میں درحقیقت خدا تعالیٰ تمام مخلوقات کا پیدا کرنیوالا ہی ہے اور کیا ارواح اور کیا اجسام سب اسی کے پیدا کردہ ہیں اور اسی کی قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا۔ یورپ جو زناکاری سے بھر گیا اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہو گیا اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہو گیا پھر اس سے ترقی ہو کر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی یہاں تک کہ اُستاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جا کر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں۔ اور کوئی منع نہیں کرتا۔ تفسیروں پر فسق و فجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے عورتیں خود چھپوا تی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسی اور آنکھ ایسی ہے۔ اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو۔ نہ منہ کو۔ یہ **یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا** تا یہ بدکاریاں ظہور میں نہ آتیں۔ اس شخص نے پارسائی اور تقویٰ کا خون کر دیا اور اور الحاد اور اباحت کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ کوئی عبادت نہیں کوئی مجاہدہ نہیں بجز **کھانے پینے اور بد نظریوں کے** اور کوئی بھی فکر نہیں پھر زہر پر زہر یہ کہ ایک جھوٹے کفارہ کی امید دے کر گناہوں پر دلیر کر دیا کون عقلمند اس بات کو باور کرے گا کہ زید کو مسہل دیا جائے اور بکر کے زہریلے مواد اس سے نکل جائیں۔ بدی حقیقی طور پر تبھی دور ہوتی ہے کہ جب نیکی اس کی جگہ لے لے۔ یہی قرآنی تعلیم ہے **کسی کی خودکشی سے** دوسرے کو کیا فائدہ۔ کس قدر یہ نادانی کا خیال اور قانون قدیم کے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اور تجربہ بلند آواز سے بلکہ چیخیں مار کر ہمیں بتلا رہا ہے کہ بیگانہ عورتوں کو دیکھنے میں ہرگز انجام بخیر نہیں ہوتا یورپ جو زناکاری سے بھر گیا اس کا کیا سبب ہے۔ یہی تو ہے کہ نامحرم عورتوں کو بے تکلف دیکھنا عادت ہوگیا اول تو نظر کی بدکاریاں ہوئیں اور پھر معانقہ بھی ایک معمولی امر ہوگیا پھر اس سے ترقی ہوکر بوسہ لینے کی بھی عادت پڑی یہاں تک کہ استاد جوان لڑکیوں کو اپنے گھروں میں لے جاکر یورپ میں بوسہ بازی کرتے ہیں اور کوئی منع نہیں کرتا شیرینیوں پر فسق وفجور کی باتیں لکھی جاتی ہیں تصویروں میں نہایت درجہ کی بدکاری کا نقشہ دکھایا جاتا ہے عورتیں خود چھپواتی ہیں کہ میں ایسی خوبصورت ہوں اور میری ناک ایسے اور آنکھ ایسی ہے اور ان کے عاشقوں کے ناول لکھے جاتے ہیں اور بدکاری کا ایسا دریا بہ رہا ہے کہ نہ تو کانوں کو بچا سکتے ہیں نہ آنکھوں کو نہ ہاتھوں کو نہ منہ کو۔ یہ **یسوع صاحب کی تعلیم ہے۔ کاش! ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا**۔ تا یہ بدکاریاں ظہور میں نہ آتیں اس شخص نے پارسائی اور تقویٰ کا خون کردیا اور الحاد اور اباحت کو تمام ملک میں پھیلا دیا
﴿۱۷﴾ کوئی عبادت نہیں کوئی مجاہدہ نہیں **بجز کھانے پینے اور بدنظریوں کے** اور کوئی بھی فکر نہیں پھر زہر پر زہر یہ کہ ایک جھوٹے کفارہ کی امید دے کر گناہوں پر دلیر کردیا کون عقلمند اس بات کو باور کرے گا کہ زید کو مُسہل دیا جائے اور بکر کے زہریلے مواد اس سے نکل جائیں بدی حقیقی طور پر تبھی دور ہوتی ہے کہ جب نیکی اس کی جگہ لے لے۔ یہی **قرآنی تعلیم ہے کسی کی خودکشی سے دوسرے کو کیا فائدہ**۔ کس قدر یہ نادانی کا خیال اور قانون قدیم کے

روحانی خزائن جلد ۵ ۴۲۸

بلکہ دل کا گناہ پختہ ارادہ کر لینا ہے۔* صرف ایسے خیالات جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں گناہ میں داخل نہیں۔ ہاں اس وقت داخل ہو جائیں گے جب ان پر عزیمت کرے۔ اور ان کے ارتکاب کا ارادہ کر لیوے۔ ایسا ہی اللہ جل شانہ اندرونی گناہوں کے بارے میں ایک اور جگہ فرماتا ہے: قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ[1] یعنی خدا نے ظاہری اور اندرونی گناہ دونوں حرام کر دیئے۔ اب میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ عمدہ تعلیم بھی انجیل میں موجود نہیں کہ تمام عضووں کے گناہ کا ذکر کیا ہو اور عزیمت اور خطرات میں فرق کیا ہو اور ممکن نہ تھا کہ انجیل میں یہ تعلیم ہو سکتی کیونکہ یہ تعلیم نہایت لطیف اور حکیمانہ اصولوں پر مبنی ہے اور انجیل تو ایک موٹے خیالات کا مجموعہ ہے جس سے اب ہر ایک محقق نفرت کرتا جاتا ہے۔ ہاں آپ کے یسوع صاحب نے پردہ پوشی کے لئے یہ خوب تدبیر کی کہ لوگوں کو باتوں باتوں میں سمجھا دیا کہ میری تعلیم کچھ اچھی نہیں۔ آیندہ اس پر مضحکہ ہوگا بہتر ہے کہ تم ایک اور آنے والے کا انتظار کرو۔ جس کی تعلیم معارف کے تمام مراتب کو پورا کرے گی۔ مگر فیا اسفا اے پادری صاحبان آپ نے اس وصیت پر خوب ہی عمل کیا۔ جس تعلیم کو خود آپ کے یسوع صاحب بھی قابل اعتراض ٹھیراتے ہیں۔ اور ایک آیندہ آنے والے نبی مقدس کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اسی ادھوری تعلیم پر آپ

* نوٹ: ثواب اس وقت حاصل کرتے ہیں جب ہم دلی خیالات کا جو معصیت کی رغبت دیتے ہیں۔ اعمال صالحہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور ان خیالات کے برعکس عمل میں لاتے ہیں۔ منہ

[1] الاعراف: ۳۴

۵۳

بلکہ دل کا گناہ پختہ ارادہ کر لینا ☆ ہے۔ صرف ایسے خیالات جو انسان کے اپنے اختیار میں نہیں گناہ میں داخل نہیں۔ ہاں اس وقت داخل ہو جائیں گے جب ان پر عزیمت کرے اور ان کے ارتکاب کا ارادہ کر لیوے ایسا ہی اللہ جلّ شانہٗ **اندرونی گناہوں** کے بارے میں ایک اور جگہ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ [1] یعنی خدا نے ظاہری اور اندرونی گناہ دونوں حرام کر دیئے۔ اب میں **دعویٰ سے کہتا ہوں** کہ یہ عمدہ تعلیم بھی **انجیل** میں **موجود نہیں** کہ تمام عضووں کے گناہ کا ذکر کیا ہو اور **عزیمت** اور **خطرات** میں **فرق** کیا ہو اور ممکن نہ تھا کہ انجیل میں یہ تعلیم ہو سکتی۔ کیونکہ یہ تعلیم نہایت لطیف اور حکیمانہ اصولوں پر مبنی ہے اور **انجیل** تو ایک موٹے خیالات کا مجموعہ ہے **جس سے اب ہر یک محقق نفرت کرتا جاتا** ہے ہاں آپ کے **یسوع** صاحب نے پردہ پوشی کے لئے یہ خوب تدبیر کی کہ لوگوں کو باتوں باتوں میں سمجھا دیا کہ **میری تعلیم** کچھ **اچھی نہیں**۔ آئندہ اس پر **مضحکہ ہوگا** بہتر ہے کہ **تم** ایک اور **آنے والے کا انتظار کرو** جس کی تعلیم معارف کے تمام مراتب کو پورا کرے گی مگر شاباش اے پادری صاحبان آپ نے اس وصیت پر خوب ہی عمل کیا جس تعلیم کو خود آپ کے **یسوع صاحب** بھی قابل اعتراض ٹھہراتے ہیں اور ایک آئندہ آنے والے **نبی مقدس** کی **خوشخبری** دیتے ہیں اسی ادھوری تعلیم پر آپ ﴿۳۴﴾

☆ نوٹ: ثواب اس وقت حاصل کرتے ہیں جب ہم دلی خیالات کا جو معصیت کی رغبت دیتے ہیں۔ اعمال صالحہ کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں اور ان خیالات کے برعکس عمل میں لاتے ہیں۔ منہ

[1] الاعراف: ۳۴

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

روحانی خزائن جلد ۹ ۔ ۳۴۷

درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب کی ملک میں سے تھا پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر **اپنے نفس پر غالب نہ آسکا** اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا۔ وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدا نے آنکھیں دی ہیں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کرسکتا ہے۔ ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کرسکتا ہے۔ آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت ممیزہ فطرت سے نہیں ملی ہوگی مگر پیٹ کی **شہوت** کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے۔

تعجب کہ ایک **شرابی** اور **کھاؤ پیو** کو **شہوت پرست** نہ کہا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہر یک فعل خدا کے لئے تھا۔ اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجیب تاریکی کا زمانہ ہے۔ پیارا **اسلام** کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔ اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو ٹال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ ماتقدم کے طور پر ہے جو شخص مثلاً ہیضہ کے دنوں میں ہیضہ سے بچنے کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ہیضہ ہو گیا ہے۔ یا ہیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

۴۲

درخت کی طرف دوڑے گئے کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب کی ملک میں سے تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے **نفس پر غالب نہ آسکا** اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑا گیا وہ خدا تو کیا بلکہ بقول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدا نے آنکھیں دی ہیں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کر سکتا ہے۔ ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کر سکتا ہے آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت ممیّزہ فطرت سے نہیں ملی ہوگی مگر **پیٹ کی شہوت** کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے۔

﴿۳۶﴾ تعجب کہ ایک **شرابی** اور **کھاؤ پیو** کو **شہوت پرست** نہ کہا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہر یک فعل خدا کے لئے تھا اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجب تاریکی کا زمانہ ہے۔ یہ **اسلام** کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو ٹال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ ما تقدم کے طور پر ہے جو شخص مثلاً ہیضہ کے دنوں میں ہیضہ سے بچنے کے لئے حفظ ما تقدم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو ہیضہ ہو گیا ہے یا ہیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Seerat-ul-Mahdi-Vol-1.pdf

معتقد ہوتا تھا۔ مگر آخر سخت مخالف ہوگیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نعوذ باللہ فرعون قرار دیکر ان کے مقابل پر اپنے آپ کو موسیٰ کے طور پر پیش کیا مگر بالآخر حضرت صاحب کے سامنے طاعون سے ہلاک ہوکر خاک میں مل گیا۔

﴿945﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک روز بٹالہ میں جمعہ پڑھنے کے لئے گیا۔ اس وقت میں جب بٹالہ جاتا تھا تو مولوی محمد حسین صاحب کے پیچھے جمعہ پڑھا کرتا تھا۔ انہوں نے بٹالہ میں خلیفیاں والی مسجد میں جمعہ پڑھانا تھا۔ جب انہوں نے خطبہ شروع کیا تو کہنے لگے کہ دیکھو مرزا حضرت مسیح ناصری کو سانسیوں اور گنڈیلوں سے تشبیہ دیتا ہے اور کیسی ہتک کرتا ہے۔ مجھے یہ الفاظ سُن کر نہایت جوش پیدا ہوا۔ اور میں نے اسی وقت اُٹھ کر مولوی صاحب کو ٹوکا کہ جو نقشہ مسیح کا آپ پیش کرتے ہیں اس کے ہوتے ہوئے اور کس سے تشبیہ دی جائے؟ مگر مولوی صاحب نے میری بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور نہ ہی یہ کہا کہ خطبہ میں بولنا منع ہے۔ بلکہ خاموشی سے بات کو پی گئے۔ اس وقت ابھی مخالف کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت نہ ہوئی تھی۔

﴿946﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر ذکر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئے گا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سؤر مارنے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہوکر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سؤروں کا شکار کھیلتا پھرتا ہے۔ پھر فرماتے تھے کہ ایسے شخص کی آمد سے تو سانسیوں اور گنڈیلوں کو خوشی ہوسکتی ہے۔ جو اس قسم کا کام کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو کیسے خوشی ہوسکتی ہے۔ یہ الفاظ بیان کرکے آپ ہنستے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر اوقات آپ کی آنکھوں میں پانی آجاتا تھا۔

﴿947﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم**۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عربی کے رواج دینے کی طرف توجہ تھی تو ان دنوں میں حضرت صاحب مجھے بھی عربی فقرات لکھواتے تھے اور ان میں نصیحت کے لئے بھی کبھی کبھی مناسب فقرے لکھوا دیتے تھے۔ چنانچہ ایک

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

﴿۱۱﴾ ایسا ہی یسوع کی تین نانیاں زنا کی بُری حرکت میں مبتلا ہوئیں۔ پس ظاہر ہے کہ اگر یسوع کی لعنتی قربانی پر ایمان لانا اندرونی پاکیزگی پیدا کرنے کے لئے کچھ اثر رکھتا تو اس کی نانیاں ضرور اس سے فائدہ اٹھاتیں اور ایسے قابل شرم گناہوں میں مبتلا نہ ہوتیں۔ ایسا ہی یسوع کے حواریوں سے بھی ایمان لانے کے بعد قابل شرم گناہ سرزد ہوئے۔ یہودا اسکریوطی نے تیس روپیہ پر یسوع کو بیچا اور پطرس نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ یسوع پر لعنت بھیجی اور باقی سب بھاگ گئے۔ اور ظاہر ہے کہ نبی پر لعنت بھیجنا سخت گناہ ہے۔ اور یورپ میں جو آجکل شراب خواری اور زنا کاری کا طوفان برپا ہے اس کے لکھنے کی حاجت نہیں۔ ہم اپنے کسی پہلے پرچہ میں بعض بزرگ پادری صاحبوں کی زنا کاری کا ذکر یورپ کے اخبارات کے حوالہ سے کر چکے ہیں۔ ان تمام واقعات سے بکمال صفائی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لعنتی قربانی گناہ سے روک نہیں سکی۔

اب دوسرا شق یہ ہے کہ اگر گناہ رک نہیں سکتے تو کیا اس لعنتی قربانی سے ہمیشہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ گویا یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ ایک طرف ایک بدمعاش ناحق کا خون کر کے یا چوری کر کے یا جھوٹی گواہی سے کسی کے مال یا جان یا آبرو کو نقصان پہنچا کر اور یا کسی کے مال کو غبن کے طور پر دبا کر اور پھر اس لعنتی قربانی پر ایمان لا کر خدا کے بندوں کے حقوق کو ہضم کر سکتا ہے۔ اور ایسا ہی زنا کاری کی ناپاک حالت میں ہمیشہ رہ کر صرف لعنتی قربانی کا اقرار کر کے خدا تعالیٰ کے قہری مواخذہ سے بچ سکتا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ ارتکاب جرائم کر کے پھر اس لعنتی قربانی کی پناہ میں جانا بدمعاشی کا طریق ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ پولوس کے دل کو بھی یہ دھڑکا شروع ہو گیا تھا کہ یہ اصول صحیح نہیں ہے اسی لئے وہ کہتا ہے کہ ”یسوع کی قربانی پہلے گناہ کے لئے ہے اور یسوع دوبارہ مصلوب نہیں ہو سکتا“۔ لیکن اس قول سے وہ بڑی مشکلات میں پھنس گیا ہے۔ کیونکہ اگر یہی

روحانی خزائن جلد ۱۲ ۳۷۳ سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

﴿۳۷﴾ غیر عورتوں کے دیکھنے سے اپنے تئیں بچانا پڑتا ہے۔ شراب اور ہر ایک نشے سے اپنے تئیں دور رکھنا پڑتا ہے۔ خدا کے مواخذہ سے خوف کر کے حقوق عباد کا لحاظ رکھنا پڑتا ہے۔ اور ہر ایک سال میں برابر تیس یا انتیس روز خدا تعالیٰ کے حکم سے روزہ رکھنا پڑتا ہے اور تمام مالی و بدنی و جانی عبادت کو بجالانا پڑتا ہے۔ پھر جب ایک بدبخت جو پہلے مسلمان تھا عیسائی ہو گیا تو ساتھ ہی یہ تمام بوجھ اپنے سر پر سے اتار لیتا ہے۔ اور سونا اور کھانا اور شراب پینا اور اپنے بدن کو آرام میں رکھنا اس کا کام ہوتا ہے اور یکدفعہ تمام اعمال شاقہ سے دستکش ہو جاتا ہے اور حیوانوں کی طرح بجز اکل و شرب اور ناپاک عیاشی کے اور کوئی کام اس کا نہیں ہوتا۔ پس اگر یسوع کے گذشتہ بالا فقرہ کے یہی معنے ہیں کہ میں تمہیں آرام دوں گا تو بیشک ہم قبول کرتے ہیں کہ درحقیقت عیسائیوں کو اس چندروزہ سفلی زندگی میں بوجہ اپنی بے قیدی کے بہت ہی آرام ہے یہاں تک کہ ان کی دنیا میں نظیر نہیں۔ وہ مکھی کی طرح ہر ایک چیز پر بیٹھ سکتے ہیں اور وہ خنزیر کی طرح ہر ایک چیز کھا سکتے ہیں۔ ہندو گائے سے پرہیز کرتے ہیں اور مسلمان سؤر سے مگر یہ بلانوش دونوں ہضم کر جاتے ہیں۔ سچ ہے۔ ''عیسائی باش ہرچہ خواہی بکن''۔ سؤر کو حرام ٹھہرانے میں توریت میں کیا کیا تاکیدیں تھیں یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی حرام تھا اور صاف لکھا تھا کہ اس کی حرمت ابدی ہے۔ مگر ان لوگوں نے اس سؤر کو بھی نہیں چھوڑا جو تمام نبیوں کی نظر میں نفرتی تھا۔ یسوع کا شرابی کبابی ہونا تو خیر ہم نے مان لیا مگر کیا اس نے کبھی سؤر بھی کھایا تھا؟ وہ تو ایک مثال میں بیان کرتا ہے کہ ''تم اپنے موتی سؤروں کے آگے مت پھینکو''۔ پس اگر موتیوں سے مراد پاک کلمے ہیں تو سؤروں سے مراد پلید آدمی ہیں۔ اس مثال میں یسوع صاف گواہی دیتا ہے کہ سؤر پلید ہے کیونکہ مشبّہ اور مشبّہ بہ میں مناسبت شرط ہے۔

غرض عیسائیوں کا آرام جوان کو ملا ہے وہ بے قیدی اور اباحت کا آرام ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۲۹۰ ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۱﴾ مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے یا احمد فاضت الرحمة علیٰ شفتیک۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ **27** **28**

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔ **29**

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ **30**

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام **31**

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

ہوتا رہا۔ بلکہ خدا نے اس کی چھاتی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اُسے دی اور آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اوریا کے قصہ کے سوا اپنے تمام کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کرسکتا ہے۔ کہ اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بری تھی۔ تو خدا اسرائیلی نبیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب سے بڑھ کر نمونہ ہیں۔ ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس بحث بے ایمانی ہے کہ جو بات خدا کے پہلے نبیوں میں موجود ہے۔ اور خدا نے اسے قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا اب شرارت اور خباثت سے جناب مقدس نبوی کی نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ افسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا زنا کاری ہے۔ تو حضرت مسیح جو داؤد کی اولاد کہلاتے ہیں۔ ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت شبہ پیدا ہوگا اور کون ثابت کرسکے گا۔ کہ ان کی بڑی نانی حضرت داؤد کی پہلی ہی بیوی تھی۔

پھر آپ حضرت عائشہ صدیقہ رض کا نام لے کر اعتراض کرتے ہیں کہ جناب مقدس نبویؐ کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوسنا خلاف شرع تھا اب اس ناپاک تعصب پر کہاں تک روویں۔ اے نادان جو حلال اور جائز نکاح ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں یہ اعتراض کیسا ہے۔ کیا تمہیں خبر نہیں کہ مردی اور رجولیت انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلےٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازدواج سے سچی اور کامل

۱۷

روحانی خزائن جلد ۹ ۳۹۳

حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر ادھر نکل گئیں۔ اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی۔

اے نادان فطرت انسانی اور اس کے سچے پاک جذبات سے اپنی بیویوں سے پیار کرنا اور حسن معاشرت کے ہر قسم جائز اسباب کو برتنا انسان کا طبعی اور اضطراری خاصہ ہے۔ اسلام کے بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اُسے برتا اور اپنی جماعت کو ایک نمونہ دیا۔ مسیح نے اپنے نقص تعلیم کی وجہ سے اپنے ملفوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھ دی۔ مگر چونکہ طبعی تقاضا تھا۔ اس لئے یورپ اور عیسویت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے۔ اب تم خود انصاف سے دیکھ لو کہ گندی بیباہ بدکاری اور ملک کا ملک رنڈیوں کا ناپاک چکلہ بن جانا ہائیڈ پارکوں میں ہزاروں ہزار کا روز روشن میں کتوں اور کتیوں کی طرح اوپر تلے ہونا اور آخر اس ناجائز آزادی سے تنگ آ کر آہ و فغاں کرنا اور برسوں دیوثیوں اور سیاہ روئیوں کے مصائب جھیل کر اخیر میں مسودۂ طلاق پاس کرانا یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ کیا اس قدوس مطہر مزکّی نبی اُمّی کی معاشرت کے اس نمونہ کا جس پر خباثت باطنی کی تحریک سے آپ معترض ہیں۔ یہ نتیجہ ہے۔ اور ممالک اسلامیہ میں تعفن اور زہریلی ہوا پھیلی ہوئی ہے یا ایک سخت ناقص نالائق کتاب پولوسی انجیل کی مخالف فطرت اور ادھوری تعلیم کا یہ اثر ہے۔ اب دو زانو ہو کر بیٹھو۔ اور یوم الجزا کی تصویر کھینچ کر غور کرو۔

۱۸

ہوتا رہا بلکہ خدا نے اس کی چھاتی گرم کرنے کو ایک اور لڑکی بھی اسے دی اور آپ کے خدا کی شہادت موجود ہے کہ داؤد اوریا کے قصہ کے سوا اپنے تمام کاموں میں راستباز ہے کیا کوئی عقلمند قبول کرسکتا ہے کہ اگر کثرت ازدواج خدا کی نظر میں بُری تھی تو خدا اسرائیلی نبیوں کو جو کثرت ازدواج میں سب سے بڑھ کر نمونہ ہیں ایک مرتبہ بھی اس فعل پر سرزنش نہ کرتا پس یہ سخت بے ایمانی ہے کہ جو بات خدا کے پہلے نبیوں میں موجود ہے اور خدا نے اسے قابل اعتراض نہیں ٹھہرایا اب شرارت اور خباثت سے **جناب مقدس نبوی** کی نسبت قابل اعتراض ٹھہرائی جاوے۔ افسوس یہ لوگ ایسے بے شرم ہیں کہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اگر ایک سے اوپر بیوی کرنا زنا کاری ہے تو حضرت **مسیح** جو **داؤد** کی اولاد کہلاتے ہیں ان کی پاک ولادت کی نسبت سخت شبہ پیدا ہوگا اور کون ثابت کر سکے گا کہ ان کی بڑی نانی حضرت **داؤد** کی پہلی ہی بیوی تھی۔

پھر آپ حضرت **عائشہ صدیقہؓ** کا نام لے کر اعتراض کرتے ہیں کہ جناب **مقدس نبویؐ** کا بدن سے بدن لگانا اور زبان چوسنا خلاف شرع تھا اب اس ناپاک تعصب پر کہاں تک روویں۔ **اے نادان جو حلال** اور جائز نکاح ہیں۔ ان میں یہ سب باتیں جائز ہوتی ہیں یہ اعتراض کیسا ہے کیا تمہیں خبر نہیں کہ **مردی** اور **رجولیت** انسان کی صفات محمودہ میں سے ہے **ہیجڑا** ہونا کوئی **اچھی صفت نہیں** جیسے بہرہ اور گونگا ہونا کسی خوبی میں داخل نہیں۔ ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ **حضرت مسیح علیہ السلام** مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے۔ اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے اِدھر اُدھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی۔

﴿۱۲﴾ **اے نادان! فطرت انسانی** اور اس کے سچے پاک جذبات سے اپنی بیویوں سے پیار کرنا اور حسن معاشرت کے ہر قسم جائز اسباب کو برتنا انسان کا طبعی اور اضطراری خاصہ ہے **اسلام** کے **بانی** علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے بھی اسے برتا اور اپنی جماعت کو ایک نمونہ دیا **مسیح** نے اپنے ناقص تعلیم کی وجہ سے اپنے ملفوظات اور اعمال میں یہ کمی رکھ دی مگر چونکہ طبعی تقاضا تھا اس لئے یورپ اور عیسویت نے خود اس کے لئے ضوابط نکالے۔ اب تم خود انصاف سے دیکھ لو کہ گندی سیاہ بدکاری اور ملک کا ملک رنڈیوں کا ناپاک چکلہ بن جانا **ہائیڈ پارکوں** میں **ہزاروں ہزار** کا روز روشن میں **کتوں اور کتیوں** کی طرح اوپر تلے ہونا اور آخر اس ناجائز آزادی سے تنگ آ کر آہ و فغان کرنا اور برسوں دیوثیوں اور سیاہ روئیوں کے مصائب جھیل کر اخیر میں **مسودۂ طلاق** پاس کرانا یہ کس بات کا نتیجہ ہے۔ کیا اس قدوس **مطھر۔ مزکّی نبی اُمّیؐ** کی معاشرت کے اس نمونہ کا جس پر خباثت باطنی کی تحریک سے آپ معترض ہیں یہ نتیجہ ہے۔ اور ممالک **اسلامیہ** میں یہ تعفن اور زہریلی ہوا پھیلی ہوئی ہے یا ایک سخت ناقص نالائق کتاب **پولوسی انجیل** کی مخالف فطرت اور ادھوری تعلیم کا یہ اثر ہے اب دو زانو ہو کر بیٹھو اور **یوم الجزا** کی تصویر کھینچ کر غور کرو۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

﴿۵﴾ یہ کیسی خباثت تھی کہ آتھم کی موت کو جو عین الہام کے موافق میعاد کے بعد بلا توقف ظہور میں آئی کسی نے اس کو نشان الٰہی قرار نہ دیا۔ وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے۔ پیشگوئی کی حقیقت کھلنے کے بعد ایسے تجاہل سے چپ ہوئے کہ گویا مر گئے۔ اب آنکھیں کھولو اور اٹھو اور جاؤ اور تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے۔ کیا خدا کے حکم نے اس کو قبر میں نہ پہنچا دیا۔ ہر ایک منصف اس پیشگوئی کو تسلیم کرے گا

جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک و ظیفی کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں۔ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئے نہ کہ مجوسی۔ اسی بناء پر ہتھیار بھی خریدے۔ شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے بیان فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا

33

34

35

36

37

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۲۷﴾ ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد ہیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزار ہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

کے لئے عادت کرلیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں☆ اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔ حد سے زیادہ عیاشی میں بسر کرنا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ بدخلق اور بے مہر ہونا لعنتی زندگی ہے۔ حد سے زیادہ خدا یا اس کے بندوں کی ہمدردی سے لاپرواہ ہونا لعنتی زندگی ہے۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔ پس کیا بدقسمت وہ شخص ہے جو اس مختصر زندگی پر بھروسہ کر کے بکلّی خدا سے منہ پھیر لیتا ہے اور خدا کے حرام کو ایسی بیباکی سے استعمال کرتا ہے کہ گویا وہ حرام اس کے لئے حلال ہے غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوشحالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا۔ اے عزیزو تم تھوڑے دنوں کے لئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گزر چکی سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو ایک انسانی گورنمنٹ جو تم سے زبردست ہو اگر تم سے ناراض ہو تو وہ تمہیں تباہ کر سکتی ہے پس تم سوچ لو کہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے کیونکر تم بچ سکتے ہو اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ خود تمہاری حفاظت کرے گا اور دشمن جو تمہاری جان کے درپے ہے تم پر قابو نہیں پائے گا ورنہ تمہاری جان کا کوئی حافظ نہیں اور تم دشمنوں سے ڈر کر یا اور آفات میں مبتلا ہو کر بیقراری سے زندگی بسر کرو گے اور تمہاری عمر کے آخری دن بڑے غم

﴿۶۶﴾

☆ یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے مگر اے مسلمانو! تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے **پاک** اور **معصوم** تھے جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو قرآن انجیل کی طرح **شراب** کو حلال نہیں ٹھہراتا پھر تم کس دستاویز سے شراب کو **حلال** ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے؟ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

﴿۲۹﴾ لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔☆ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی ہو سکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ ط وَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ کُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ کُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَھِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا۔

☆ حاشیہ: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے تا اِس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب اُن کی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اِس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

«۲۵» ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ عورت پر آپ عاشق ہو گئے تھے۔ لیکن جو بات دشمن کے مُنہ سے نکلے وہ قابلِ اعتبار نہیں☆۔ آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ ہاں آپ نے اجتہادی غلطی سے داؤد کے تخت کی تمنا کی تھی مگر وہ تمنا پوری نہ ہوئی اور مطابق مثل مشہور کہ بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک۔ آپ تو داؤد کے تخت سے محروم رہے۔ مگر وہ برگزیدۂ خدا سیّد الرسل جس نے دنیا کی بادشاہت سے منہ پھیر کر کہا تھا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اُس کو خدا نے بادشاہت دے دی۔ اُس نے کہا تھا کہ مَیں ایک دن فاقہ چاہتا ہوں اور ایک دن روٹی۔ مگر خدا نے اُس کو فقر و فاقہ سے بچایا۔ یہ خاص فضل ہے۔

41

حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اس کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔ غرض ان باتوں سے نبوت میں کچھ خلل نہیں آیا۔ نبی کے ساتھ صدہا انوار ہوتے ہیں جن سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور جن سے اُس کے دعویٰ کی سچائی کھلتی ہے۔ پس اگر کوئی اجتہاد غلط ہو تو اصل دعویٰ میں کچھ فرق نہیں آتا مثلاً آنکھ اگر دُور کے فاصلہ سے انسان کو بیل تصور کرے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنکھ کا وجود بے فائدہ ہے یا اُس کی رویت قابلِ اعتبار نہیں۔ پس نبی کے لئے اُس کے دعویٰ اور تعلیم کی ایسی مثال ہے جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور اُن میں غلطی نہیں کرتی۔ اور بعض اجتہادی امور میں غلطی کی ایسی مثال ہے جیسے دُور دراز کی چیزوں کو آنکھ دیکھتی ہے تو کبھی ان کی تشخیص میں غلطی کر جاتی ہے۔ اِسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ کو جو یہودیوں کی بھلائی کے لئے اپنی بادشاہت کا خیال تھا۔ اس لئے بموجب آیت کریمہ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْۤ اُمْنِیَّتِہٖ[1] شیطان نے آپ کو دھوکا دیا اور داؤد کے تخت کا لالچ دل میں ڈال دیا۔

42

☆ **نوٹ**۔ عیسائی بھی ایسی بکواس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا کرتے ہیں اور حضرت موسٰیؑ پر بھی ایک مرتبہ ایسا ہی الزام لگایا گیا تھا۔ منہ

[1] الحج : ۵۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

کہ انسان کی پرستش کرنا سخت ظلم ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کیا ہیں صرف ایک عاجز انسان اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ایک دم میں کروڑ ہا ایسے بلکہ ہزار ہا درجہ اُن سے بہتر پیدا کر دے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر رہا ہے۔ مُشت خاک کو منور کرنا اس کے نزدیک کچھ حقیقت نہیں جو شخص صاف دل سے اور کامل محبت سے اس کی طرف آئے گا بے شک وہ اس کو اپنے خاص بندوں میں داخل کرلے گا۔ انسان قرب کے مدارج میں کہاں تک پہنچ سکتا ہے اس کا کچھ انتہا بھی ہے ہرگز نہیں۔ اے مُردوں کے پرستارو زندہ خدا موجود ہے اگر اس کو ڈھونڈو گے پاؤ گے۔ اگر صدق کے پیروں کے ساتھ چلو گے تو ضرور پہنچو گے۔ یہ نامردوں اور مخنثوں کا کام ہے کہ انسان ہو کر اپنے جیسے انسان کی پرستش کرنا۔ اگر ایک کو با کمال سمجھتے ہو تو کوشش کرو کہ ویسے ہی ہو جاؤ نہ یہ کہ اس کی پرستش کرو۔ مگر وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا بخدا وہ مسیح بن مریم نہیں ہے۔ مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا۔ ہاں وہ بھی کروڑہا مقربوں میں سے ایک تھا۔ مگر اُس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اس سے زیادہ نہ تھا۔ بس اس سے دیکھ لو کہ انجیل میں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ نبی کا مرید تھا اور شاگردوں کی طرح اصطباغ پایا۔

وہ صرف ایک خاص قوم کے لئے آیا۔ اور افسوس کہ اس کی ذات سے دنیا کو کوئی بھی روحانی فائدہ پہنچ نہ سکا۔ ایک ایسی نبوت کا نمونہ دنیا میں چھوڑ گیا جس کا ضرر اس کے فائدہ سے زیادہ ثابت ہوا اور اس کے آنے سے ابتلا اور فتنہ بڑھ گیا۔ اور دنیا کے ایک حصہ کثیرہ نے ہلاکت کا حصہ لے لیا مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سچا نبی اور خدا تعالیٰ کے مقربوں میں سے تھا۔ مگر وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی **حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم** ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونس اور ایوب اور مسیح بن مریم اور ملاکی اور یحییٰ اور ذکریا وغیرہ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہیں تھی اگرچہ سب مقرب اور وجیہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اُس نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔ اللّٰھم صل وسلّم و بارک علیہ و الہٖ و اصحابہ اجمعین و اخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العلمین

☆☆☆

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

پیدا کرتا ہے جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آ کر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا ورنہ انجام یہ ہوگا کہ چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخ کنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے تو شوق سے شراب پیا کریں کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی ڈر لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

﴿۶۷﴾

44

45

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب مَیں نے خدا پر توکّل کی تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مَیں نے تجھے شفا دیدی تب اسی وقت مجھے آرام ہوگیا۔ انہیں باتوں سے مَیں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے☆۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں اور ترقیات سے نئی رُوح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنے والا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مرجاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت

﴿۶۸﴾ اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصّہ میں کہ سردرد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہوکر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہوگئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مَیں نے دُعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔

☆ انسان جب تک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v3.pdf

ملفوظات جلد 3

غرض توہین کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی اتنی تعریف کی جاتی ہے کہ گویا اُن پر جب مصیبت آئی تو خدا تعالیٰ کو زمین پر اُن کے بچاؤ کی کوئی راہ نظر نہ آئی اور اُن کو آسمان پر اور پھر دوسرے آسمان پر جا چھپایا۔ بالمقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب سخت مصائب اور شدائد آئے تو اللہ تعالیٰ نے نعوذ باللہ بقول مولویوں کے آپکو بالکل بےمدد اور کس مپرسی چھوڑ دیا اور آپ کو ایک غار میں جو آسمان کے مقابل میں جس طرح وہ بلند ہے اسفل میں واقع تھی، پناہ دی۔ غار کی تعریف بھی کیا کہ بچھوؤں، سانپوں اور ہر قسم کے موذی حشرات الارض کا گھر تھا بھلا اب سوچو یہ توہین نہیں تو کیا ہے؟

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ وہ سرورِ کائنات فخر الاولین والآخرین اشرف الخلق تو امیدوار ہیں کہ ہم لمبی عمر پاویں مگر اُن کو تو صرف تریسٹھ برس کی عمر دی جاتی ہے اور اُن کے مقابل میں حضرت عیسیٰؑ گویا اب تک زندہ ہیں اور دو ہزار برس اُن کی عمر ہو چکی ہے اور اُن کی حالت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا۔ آپ رہتے تو دنیا کی اصلاح کرتے جیسا کہ پہلا تجربہ بتا چکا ہے کہ ضرور ہزاروں کی اصلاح کرتے اگر اور عمر پاتے۔ مگر بالمقابل حضرت عیسیٰؑ اتنی عمر میں نہ کوئی نیکی کرتے ہیں نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ اور نہ کسی کی اصلاح ہے۔ اُن سے نہ کسی کو نفع ہے اور نہ وہ کسی سے کسی قسم کے ضرر کو دور کر سکتے ہیں۔ نیز پُرانا تجربہ بھی اس امر کا کافی شاہد تھا کہ صرف بارہ آدمی مدت کی کوشش سے تیار کئے۔ آخر وہ بھی ایں ہمہ ہونے کہ کسی نے لعنت کی اور کسی نے تیس روپے کے عوض دشمن کے ہاتھ میں دے دیا۔

پھر مرنے کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح آسمان پر گئی تو پھر وہ حریف موجود تھے کہ وہ تو آسمان میں مع جسم عنصری تشریف رکھتے ہیں اور جنابؐ کا جسم ہزاروں من مٹی کے نیچے پڑا ہے اور پھر اسی پر ختم نہیں۔ آخر کار آپ کی اُمت میں وہ پھر آویں گے اور چالیس سال تک ان پر حکومت کریں گے اور ان سے بیعت لیں گے۔ بھلا غور تو کرو کہ یہ توہین نہیں تو اور کیا ہے۔

پھر ایک بات اور ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن شریف میں یہ وعدہ کرتا ہے کہ مَیں تیری اُمت میں سے تیری اُمت کی اصلاح کے واسطے خلیفے بھیجتا رہوں گا۔ مگر آخر اس وعدہ کا ذرا بھی پاس نہ کیا اور ایک قوم میں سے جس کے متعلق اس نے وعدہ کر لیا ہوا تھا کہ اس قوم پر میرا غضب نازل ہو چکا ہے۔ مَیں اُن پر کبھی کوئی رُوحانی اور جسمانی فضل و نعمت ہرگز نازل نہ کروں گا مگر آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی وعدہ خلافی فرما کر اُسے بھیجا اور اپنے قانون کو بھی توڑا۔ کیا یہ کوئی گوارا کر سکتا ہے کہ خدا پر وعدہ خلافی عائد ہو۔ ہرگز نہیں اِنَّ اللّٰہَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ۔ (آل عمران ۱۰)

ہماری تو یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ اس عیسیٰؑ کو اُتار کر کریں گے کیا؟ آخر اُن کے قویٰ تو وہی ہوں گے جو پہلے تھے۔ پہلے کیا کیا تھا جو اب کریں گے۔ ایک ذلیل سی معدودے چند ایک قوم تھی ان کی اصلاح بھی نہ ہوئی۔

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v3.pdf

ملفوظات جلد 3

۴۱۱

لکھا ہے ایک دفعہ اُن میں سے پانسو آدمی مُرتد ہوگئے تھے۔ یہ لوگ اگر حضرت موسیٰ کے دوبارہ آنے کی اُمید رکھتے تو کچھ موزون بھی تھا کیونکہ وہ صاحب عظمت اور جبروت تو تھے ان میں شجاعت بھی تھی۔ اب یہ عیسیٰ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ پھر مشکل یہ ہے کہ عادت کا جانا محال ہے اُن کو مار کھانے اور بزدلی کی عادت ہوگئی تھی۔ وہ اگر دجّال سے جنگ کریں گے تو کس طرح؟ ادھر ان مسلمانوں کی بھی یہ عادت ہوگئی ہے کہ حضرت عیسیٰ ہی آویں گے۔ لکیر کے فقیر ہیں۔ باپ دادا اور مولوی جو اس بات کی تعلیم دیتے ہوئے گذر گئے۔ وہ خواہ قرآن شریف کے مخالف ہی ہو وہ اسی ہندوؤں کی گنگا کی طرح اس اعتقاد کو ترک نہ کریں گے خواہ کوئی دلیل ہو یا نہ ہو۔

ان لوگوں کو تو اپنے گھر کا بھی حال معلوم نہیں کہ ان کے اس اعتقاد نے اسلام کو کیسا ضعف پہنچایا ہے عیسائی جب کسی کو مُرتد کرنے پر آتے ہیں تو یہی حجت پکڑتے ہیں کہ تمہارا نبی مُردہ اور ہمارا زندہ آسمان پر موجود ہے۔ اب بتاؤ کہ ان دونوں میں سے کون اچھا اور خدا تعالیٰ کا پیارا ہے اور وہ مسلمانوں کی کتابوں سے ہی نکال کر دکھا دیتے ہیں۔ اب قریباً ہر ایک فرقہ میں سے الگ الگ ملا جلا کر ۲۹ لاکھ کے قریب آدمی مُرتد ہو چکے ہیں۔ کیا سید کیا پٹھان کیا قریش اور کیا مغل۔ ہر قوم اس وبا میں ہلاک ہوئی ہے۔ ایسے ایسے لوگ جو فخر اسلام کہنے کے مستحق بن جانے کے قابل تھے وہ اب بیدین ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں اور پھر اسی پر ابھی تمام نہیں بلکہ وہ جان سے مال سے عزت وجاہ سے عورتوں سے لڑکیوں سے اس امر کے لیے کوشاں ہیں کہ کسی طرح دُنیا سے اسلام کا نشان مٹا دیں۔ بھلا اگر یہی وہ فتّان لوگ نہیں تو اَور کون ہوگا؟ اس قوم کا فتنہ تو مسلمانوں کے بناوٹی دجّال کے فتنہ سے بھی کہیں بڑھ گیا۔ بھلا یہ بتادیں تو سہی اس قوم کی جس کا فتنہ دجّال سے بھی زیادہ ہے خبر کہاں دی گئی ہے۔ قرآن شریف نے تو اسی واسطے دجّال کا نام نہیں لیا بلکہ وَلَا الضَّآلِّیْن کہا جس سے مراد یہی قوم نصاریٰ ہے وَلَا الدَّجَّال کیوں نہ کہا۔ اصل امر یہی ہے کہ وہ ایک قوم ہے جس سے تمام انبیاء اپنی اپنی اُمت کو ڈراتے آئے ہیں۔ ان لوگوں کے خیالات کی بناء احادیث موضوعہ پر ہے جو قرآن شریف کی مُہر سے خالی ہے۔ مگر ہم قرآن شریف کو ان احادیث کی خاطر چھوڑ نہیں سکتے۔ قرآن شریف بہرحال مقدم ہے بھلا قرآن کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود جمع کیا۔ لکھوایا اور پھر نمازوں میں بار بار پڑھ کر سُنایا۔ کیا اگر احادیث بھی ویسی ہی ضروری ہیں تو اُن میں سے بھی کسی کو اسی طرح جمع کیا اور بار بار سُنایا اور دَور کیا؟ ہرگز نہیں جب نہیں کیا تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرضِ منصبی میں کوتاہی کی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ صحیح امر یہی ہے کہ قرآن شریف ہی آپ لائے تھے اور اسی کے جمع کرنے کا آپ کو حکم تھا سو آپ نے کر دیا۔ اب احادیث میں سے وہ قابلِ عمل اور اعتقاد ہے جس پر قرآن شریف کی مہر ہو کہ وہ اس کے خلاف نہیں۔

پھر اسی پر بس نہیں۔ قرآن شریف کہتا ہے کہ عیسیٰ مر گئے اور پھر دوبارہ قیامت تک وہ اس دنیا میں نہیں

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہ تا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں اور ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشاء کے مواقق اور صحیح بخاری کی حدیث اِمَامُکُم مِنکُم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمَّکُم مِنکُم کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہو کر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکاوے بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریباً پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اور ایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملادے کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نہ مے پرند مریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھے گی اور پادری لوگ آ کر مولویوں کا گلا پکڑلیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ لعنت اللّٰہ علی الکاذبین۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلّہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا
﴿۱۶﴾ بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گزرا ہے اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ [1]۔ اب آسمان کی طرف

[1] المائدۃ:۱۱۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات اور پیشگوئیوں پر جس قدر اعتراض اور شکوک پیدا ہوتے ہیں میں
﴿۷﴾ نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا پیش خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں کیا
تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا؟ اور پیشگوئیوں کا حال اس سے بھی زیادہ تر
ابتر ہے کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آئیں گے مری پڑے گی لڑائیاں ہوں گی قحط
پڑیں گے اور اس سے زیادہ تر قابل افسوس یہ امر ہے کہ جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط
نکلیں اس قدر صحیح نکل نہیں سکیں۔ اُنہوں نے یہودا اسکریوطی کو بہشت کے بارہ[۱۲] تختوں میں سے
ایک تخت دیا تھا جس سے آخر وہ محروم رہ گیا اور پطرس کو نہ صرف تخت بلکہ آسمان کی کنجیاں بھی
دیدی تھیں اور بہشت کے دروازے کسی پر بند ہونے یا کھلنے اُسی کے اختیار میں رکھے تھے مگر
پطرس جس آخری کلمہ کے ساتھ حضرت مسیح سے الوداع ہوا وہ یہ تھا کہ اس نے مسیح کے روبرو مسیح
پر لعنت بھیج کر اور قسم کھا کر کہا کہ میں اس شخص کو نہیں جانتا۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی پیشگوئیاں
﴿۸﴾ ہیں جو صحیح نہیں نکلیں مگر یہ بات الزام کے لائق نہیں کیونکہ امور اخباریہ کشفیہ میں اجتہادی غلطی
انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی بعض پیشگوئیاں بھی اُس صورت پر ظہور پذیر نہیں
ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھ لی تھی غایت مافی الباب یہ ہے
کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں اَوروں سے زیادہ غلط نکلیں مگر یہ غلطی نفس الہام میں نہیں بلکہ سمجھ
اور اجتہاد کی غلطی ہے چونکہ انسان تھے اور انسان کی رائے خطا اور صواب دونوں کی طرف
جا سکتی ہے اس لئے اجتہادی طور پر یہ لغزشیں پیش آگئیں۔

اِس مقام میں زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے
ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی
طرف منسوب کر رہے ہیں۔ نہیں دیکھتے کہ وہ تو کھلے کھلے انکار کئے جاتے ہیں چنانچہ
ہیرودیس کے سامنے حضرت مسیح جب پیش کئے گئے تو ہیرودیس مسیح کو دیکھ کر بہت خوش ہوا
﴿۹﴾ کیونکہ اسے اس کی کوئی کرامت دیکھنے کی اُمید تھی پر ہیرودیس نے ہر چند اس بارہ میں مسیح سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

﴾۱۹۰﴿ ## علمائے ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

اے برادران دین وعلمائے شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر
سُنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر
بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے مُنہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پُرانا الہام ہے
جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پاکر **براھین احمدیہ** کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس
کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گزر گیا ہوگا میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا
کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذّاب ہے بلکہ
میری طرف سے عرصہ سات یا آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں
یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادت اور اخلاق وغیرہ کے
﴾۱۹۱﴿ خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں اور دوسرے کئی امور میں جن کی تصریح
انہیں رسالوں میں کر چکا ہوں میری زندگی کو مسیح ابن مریم سے اشد مشابہت ہے اور یہ بھی
میری طرف سے کوئی نئی بات ظہور میں نہیں آئی کہ میں نے ان رسالوں میں اپنے تئیں وہ
موعود ٹھہرایا ہے جس کے آنے کا قرآن شریف میں اجمالاً اور احادیث میں تصریحاً بیان کیا
گیا ہے کیونکہ میں تو پہلے بھی براہین احمدیہ میں بتصریح لکھ چکا ہوں کہ میں وہی مثیل موعود
ہوں جس کے آنے کی خبر روحانی طور پر قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں پہلے سے
وارد ہو چکی ہے۔ تعجب کہ **مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی** اپنے رسالہ اِشَاعة
السُّنَّة نمبر ۶ جلد سات میں جس میں براہین احمدیہ کا ریویو لکھا ہے اِن تمام الہامات کی
اگرچہ ایمانی طور پر نہیں مگر امکانی طور پر تصدیق کر چکے اور بدل و جان مان چکے ہیں مگر
پھر بھی سُنا جاتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب موصوف کو بھی اور لوگوں کا شور اور غوغا دیکھ کر

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۲ ۔۔۔ ۲۷۴ ۔۔۔ تحفۂ قیصریہ

﴿۲۲﴾ کہ میں ان آسمانی نشانوں کی حضرت عالی قیصرہ ہند میں اطلاع دوں۔ میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ جو کچھ آجکل عیسائیت کے بارے میں سکھایا جاتا ہے یہ حضرت یسوع مسیح کی حقیقی تعلیم نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت مسیح دنیا میں پھر آتے تو وہ اس تعلیم کو شناخت بھی نہ کر سکتے۔

ایک اور بڑی بھاری مصیبت قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے برے سے برے مفہوم کو جائز رکھا۔ لیکن عیسائیوں نے بھی اس بہتان میں کسی قدر شراکت اختیار کی۔ کیونکہ یہ گمان کیا گیا ہے کہ گویا یسوع مسیح کا دل تین دن تک لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی رہا ہے۔ اس بات کے خیال سے ہمارا بدن کانپتا ہے اور وجود کے ذرہ ذرہ پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ کیا مسیح کا پاک دل اور خدا کی لعنت!!! گو ایک سیکنڈ کے لئے ہی ہو۔ افسوس! ہزار افسوس کہ یسوع مسیح جیسے خدا کے پیارے کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ کسی وقت اس کا دل لعنت کے مفہوم کا مصداق بھی ہو گیا تھا۔

اس وقت ہم یہ عاجزانہ التماس کسی مذہبی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک کامل انسان کی حفظ عزت کیلئے پیش کرتے ہیں اور یسوع کی طرف سے رسول کی طرح ہو کر جس طرح کشفی عالم میں اس کی زبان سے سنا حضور قیصرہ ہند میں پہنچا دیتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ جناب ممدوحہ اس غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ یہ اس زمانہ کی ایک فاحش غلطی ہے کہ جبکہ لوگوں نے لعنت کے مفہوم پر غور نہیں کی تھی۔ لیکن اب ادب تقاضا کرتا ہے کہ نہایت جلدی اس غلطی کی اصلاح کر دی جائے اور خدا کے اس اعلیٰ درجہ کے پیارے اور برگزیدہ کی عزت کو بچایا جائے۔ کیونکہ زبان عرب اور عبرانی میں لعنت کا لفظ خدا سے دور اور برگشتہ ہونے کیلئے آتا ہے۔ اور کسی شخص کو اس وقت لعین کہا جاتا ہے کہ جب

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

ہوتے ہیں۔اور آسمانی نشانوں کو اپنا حَکَم ٹھہراتے ہیں لیکن اے مخدومہ ملکہ معظمہ یسوع مسیح کی بریّت کے بارے میں یہ تینوں ذریعے شہادت دیتے ہیں۔منقول کے ذریعہ سے اس طرح کہ تمام نوشتوں سے پایا جاتا ہے کہ **یسوع دل کا غریب اور حلیم اور خدا سے پیار کرنے والا اور ہردم خدا کے ساتھ تھا** پھر کیونکر تجویز کیا جائے کہ کسی وقت نعوذ باللہ اس کا دل خدا سے برگشتہ اور خدا کا منکر اور خدا کا دشمن ہو گیا تھا جیسا کہ **لعنت** کا مفہوم دلالت کرتا ہے ﴿۲۶﴾ اور عقل کے ذریعہ سے اس طرح پر کہ عقل ہرگز باور نہیں کرتی کہ جو خدا کا نبی اور خدا کا وحید اور اسکی محبت سے بھرا ہوا ہو اور جس کی سرشت نور سے مخمّر ہو اس میں نعوذ باللہ بے ایمانی اور نافرمانی کی تاریکی آ جائے۔یعنی وہی تاریکی جس کو دوسرے لفظوں میں **لعنت** کہتے ہیں۔اور آسمانی نشانوں کے رو سے اس طرح پر کہ خدا اب آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے خبر دے رہا ہے کہ مسیح کی نسبت جو قرآن نے بیان کیا کہ وہ **لعنت** سے محفوظ رہا اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی اس کا دل لعنتی نہیں ہوا **یہی سچ ہے**۔وہ نشان اس عاجز کے ذریعہ سے ظاہر ہو رہے ہیں اور بہت سے نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور بارش کی طرح برستے ہیں۔سو اے ہماری عالم پناہ ملکہ خدا تجھے بے شمار فضلوں سے معمور کرے۔اس مقدمہ کو اپنی قدیم منصفانہ عادت کے ساتھ **فیصلہ کر**۔

میں باادب ایک اور عرض کرنے کیلئے بھی جرأت کرتا ہوں کہ تواریخ سے ثابت ہے کہ قیاصرہ روم میں سے جب تیسرا قیصر روم تخت نشین ہوا اور اس کا اقبال کمال کو پہنچ گیا تو اسے اس بات کی طرف توجہ پیدا ہوئی کہ دو مشہور فرقہ عیسائیوں میں جو ایک موحّد اور دوسرا حضرت مسیح کو خدا جانتا تھا باہم بحث کراوے۔چنانچہ وہ بحث قیصر روم کے حضور میں بڑی خوبی اور انتظام سے ہوئی اور بحث کے سننے کیلئے معزز ناظرین اور ارکان دولت کی صدہا کرسیاں بلحاظ رتبہ ومقام کے بچھائی گئیں اور دونوں فریق کے پادریوں کی چالیس دن تک بادشاہ کے حضور میں بحث ہوتی رہی۔اور قیصر روم بخوبی فریقین

﴿۵۹۸﴾ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح کی نسبت یہ زبان پر لاوے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنے کام میں لایا۔ یا حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ سو حضرت بٹالوی صاحب یاد رکھیں کہ جس قدر آپ اس عاجز کی نسبت بباعث اپنی نادانی کے دروغ گوئی کے الزام لگاتے ہیں وہ اسی قسم کے اعتراض ہیں جو پہلے اس سے نابکار لوگوں نے انبیاء علیہم السلام پر کئے ہیں۔ مگر آپ پر تکبر اور غرور اور خود پسندی کا اعتراض ہے جو اسی معلم الملکوت کا خاصہ ہے جو آپ کا قرین دائمی ہے۔ اگر کوئی کذب حقیقت میں ہم سے ظہور میں آیا ہے تو ہم اس کی سزا پائیں گے۔ اور اگر خلیل اللہ کے کلمات کی طرح ہمارا کوئی کلمہ کسی نادان کی نظر میں بصورت دروغ معلوم ہو تو یہ اس کی نادانی ہوگی جو ایک دن ضرور اس کو رسوا کرے گی۔ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں سے پناہ میں رکھے جو کہ ابلیس کی چادر پہن کر اپنی نفسانی پندار سے ہمچو من دیگرے نیست کہتے پھریں اور اپنی کور باطنی سے دوسروں کی نکتہ چینی کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ قیامت کے دن شرک کے بعد تکبر جیسی اور کوئی بلا نہیں۔ یہ ایک ایسی بلا ہے جو دونوں جہان میں انسان کو رسوا کرتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم ہر یک موحد کا تدارک کرتا ہے مگر متکبر کا نہیں۔ شیطان بھی موحد ہونے کا دم مارتا تھا مگر چونکہ اس کے سر میں تکبر تھا اور آدم کو جو خدا تعالیٰ کی نظر میں پیارا تھا۔ جب اس نے توہین کی نظر سے دیکھا اور اس کی نکتہ چینی کی اس لئے وہ مارا گیا اور طوق لعنت اس کی گردن میں ڈالا گیا۔ سو پہلا گناہ جس سے ایک شخص ہمیشہ کیلئے ہلاک ہوا تکبر ہی تھا۔ اب میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بدکار مفتری کو بے سزا نہیں چھوڑے گا کہ خدا تعالیٰ نے جیسے مجھے مسیح ابن مریم قرار دیا ایسا ہی آدم بھی قرار دیا اور فرمایا کہ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ یعنے میں نے ارادہ کیا کہ دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر کروں سو میں نے آدم کو پیدا کیا یعنے اس عاجز کو۔ سو جبکہ میں آدم ٹھہرا تو میرے لئے ایک نکتہ چین بھی چاہیئے تھا۔ جو اول لوگوں کی نظر میں ملکوت میں داخل ہوا اور پھر الی یوم الدین کا جامہ پہنے۔ سو اب معلوم ہوا کہ وہ آپ ہی ہیں۔ اور پھر میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ فقرہ جو میں اوپر لکھ آیا ہوں یہ اللہ جلّ شانہٗ کا کلام ہے۔ اور اگر یہ اللہ جلّ شانہٗ کا کلام نہیں تو میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ایک رات بھی مجھ کو مہلت نہ دے اور میرے پر وہ سزا نازل کرے جو کسی پر نہ کی ہو۔ اے میرے خدا۔ اے میرے ہادی۔ رہنما۔ اگر یہ تیرا کلام نہیں۔ اگر تو نے ہی مجھے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اگر تو نے ہی میرا نام عیسیٰ نہیں رکھا اور تو نے ہی میرا نام آدم نہیں رکھا تو مجھے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

﴿۲۵﴾ ایک شریر یہودی اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک بیگانہ عورت پر آپ عاشق ہو گئے تھے۔ لیکن جو بات دشمن کے مُنہ سے نکلے وہ قابلِ اعتبار نہیں☆۔ آپ خدا کے مقبول اور پیارے تھے۔ خبیث ہیں وہ لوگ جو آپ پر یہ تہمتیں لگاتے ہیں۔ ہاں آپ نے اجتہادی غلطی سے داؤد کے تخت کی تمنا کی تھی مگر وہ تمنا پوری نہ ہوئی اور مطابق مثل مشہور کہ بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک۔ آپ تو داؤد کے تخت سے محروم رہے۔ مگر وہ برگزیدۂ خدا سیّد الرسل جس نے دنیا کی بادشاہت سے منہ پھیر کر کہا تھا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی فقر میرا فخر ہے اُس کو خدا نے بادشاہت دے دی۔ اُس نے کہا تھا کہ مَیں ایک دن فاقہ چاہتا ہوں اور ایک دن روٹی۔ مگر خدا نے اُس کو فقر و فاقہ سے بچایا۔ یہ خاص فضل ہے۔

حضرت مسیح کے اجتہاد جو اکثر غلط نکلے اِس کا سبب شاید یہ ہوگا کہ اوائل میں جو آپ کے ارادے تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔ غرض ان باتوں سے نبوت میں کچھ خلل نہیں آیا۔ نبی کے ساتھ صدہا انوار ہوتے ہیں جن سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور جن سے اُس کے دعوٰی کی سچائی کھلتی ہے۔ پس اگر کوئی اجتہاد غلط ہو تو اصل دعوٰی میں کچھ فرق نہیں آتا مثلاً آنکھ اگر دُور کے فاصلہ سے انسان کو بیل تصور کرے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ آنکھ کا وجود بے فائدہ ہے یا اُس کی رویت قابلِ اعتبار نہیں۔ پس نبی کے لئے اُس کے دعوٰی اور تعلیم کی ایسی مثال ہے جیسا کہ قریب سے آنکھ چیزوں کو دیکھتی ہے اور اُن میں غلطی نہیں کرتی۔ اور بعض اجتہادی امور میں غلطی کی ایسی مثال ہے جیسے دُور دراز کی چیزوں کو آنکھ دیکھتی ہے تو کبھی ان کی تشخیص میں غلطی کر جاتی ہے۔ اِسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسٰیؑ کو جو یہودیوں کی بھلائی کے لئے اپنی بادشاہت کا خیال تھا۔ اس لئے بموجب آیت کریمہ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ[1] شیطان نے آپ کو دھوکا دیا اور داؤد کے تخت کا لالچ دل میں ڈال دیا۔

☆**نوٹ**۔ عیسائی بھی ایسی بکواس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا کرتے ہیں اور حضرت موسٰیؑ پر بھی ایک مرتبہ ایسا ہی الزام لگایا گیا تھا۔ منہ

[1] الحج : ۵۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۴ ۲۲۸ ایام الصلح

اشتہار عام اِطلاع کے لئے

اگرچہ یہ کتاب بعض متفرق مقامات میں عیسائیوں کے حملوں کا جواب دیتی اور ان کو مخاطب کرتی ہے لیکن یاد رہے کہ باوجود اس بات کے کہ عیسائیوں کی کتاب امہات المومنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے مگر پھر بھی ہم نے اس کتاب میں جہاں کہیں عیسائیوں کا ذکر آیا ہے، بہت نرمی اور تہذیب اور لطفِ بیان سے ذکر کیا ہے اور گو ایسی صورت میں کہ دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا اور وہی امور لکھے ہیں جو موقعہ اور محل پر چسپاں تھے اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور نہ ان کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلاشبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تحریر کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی ہیں جو حدِ اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں منہ پر لاتے اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔ سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے۔

ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور اُن کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔ و السّلام علٰی من اتّبع الھُدیٰ۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیاں

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v2.pdf

پاک ہدایت ملی تھی اور وہ انجیل تھی جس میں سراسر نیک اور پاک تعلیم اور الٰہی اسرار تھے۔ مگر انہوں نے اس کے ساتھ اس قدر باطل ملایا اور بیجا تاویلیں کیں کہ اب اُس کا وہ خدا نہیں جس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح تشریف لائے تھے اور جو ایک سادہ تعلیم ہے انجیل میں بیان کیا گیا تھا بلکہ انہوں نے اپنی دور کی تاویلوں کے ساتھ اس پاک تعلیم کو ایسا بدل ڈالا کہ گویا ایک نئی انجیل بنائی۔ پس جبکہ دجل کی حقیقت ان پر ثابت ہے تو ایسی صورت میں ایسے مفسدوں کو اگر ہم دجال نہ کہیں تو اور کیا کہیں۔

دجال کے لئے ضروری ہے کہ کسی نبی برحق کا تابع ہو کر پھر سچ کے ساتھ باطل ملا دے۔ بیشک حضرت مسیح باخدا انسان تھے۔ خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ نہایت مقدس تھے۔ مگر یہ تعلیم ان کی نہیں ہے جو آج کل دی جاتی ہے۔ الٰہی انصاف ہرگز یہ حکم نہیں دے سکتا کہ زید گناہ کرے اور خالد پکڑا جائے اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ خدا بھی بیٹے رکھتا ہو اور پھر باپ بیٹا غرض کمال میں، جلال میں، مساوی اور تین بھی ہوں اور پھر ایک بھی۔ یہ سب الٰہی تعلیم پر زیادت ہے جو بدقسمت انسانوں نے دلیری سے کر لی ہے ورنہ انجیل میں تثلیث کا نام و نشان نہیں۔ اگر حق محض پر زیادت کی جائے تو اس زیادت کا نام عربی زبان میں دجل ہے اور اس کے مرتکب کا نام دجال ہے۔ اور چونکہ آئندہ کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا اس لئے پہلے نبی کے تابع جب دجل کا کام کریں گے تو وہی دجال کہلائیں گے سو یہ دجل پادریوں کے حصہ میں آیا۔ اس لئے جو شخص ان کی اصلاح کرے اس کا نام مسیح ہے کیونکہ اس نے مسیح کی سچی اور پاک تعلیم کو جھوٹ سے الگ کر کے دکھلا دیا۔ پس اس خیال سے جو اس نے خدا سے قوت پا کر مسیح کے خاص جیسے کا کام کیا مسیح کہلایا اور مسیح موعود ٹھہرا۔ اور چونکہ اس نے خدا تعالیٰ سے ہدایت پائی نہ کسی دوسرے ہادی سے اس لئے وہ مہدی کہلایا۔ سو ہمارے مذہب کی اصل حقیقت یہ ہے اور جو شخص اس کے برخلاف کہے وہ دروغگو ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی۔ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء

(گلزار محمدی پریس لاہور میں باہتمام ملک ...) (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ۲ صفحوں پر ہے)

36۔ مسیح ابن مریم صلیب پر ڈیڑھ گھنٹہ/دو گھنٹے/تین گھنٹے/چند منٹ

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۴ ۳۵۱ ایام الصلح

لہٰذا انہوں نے جن کے باپ دادے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے غضب کا تجربہ کرتے آئے تھے جب سخت اور سیاہ آندھی اور عذاب کے آثار دیکھے اور آسمان پر سے خوفناک آثار نظر آئے تو وہ سراسیمہ ہو کر گھروں کی طرف بھاگے۔

اس بات پر یقین کرنے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے **پہلی دلیل** یہ ہے کہ وہ انجیل میں یونس نبی سے اپنی مشابہت بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یونس کی طرح میں بھی قبر میں تین دن رہوں گا جیسا کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں رہا تھا۔ اب یہ مشابہت جو نبی کے منہ سے نکلی ہے قابل غور ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح مردہ ہونے کی حالت میں قبر میں رکھے گئے تھے تو پھر مُردہ اور زندہ کی کس طرح مشابہت ہو سکتی ہے؟ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا رہا تھا؟ سو یہ ایک بڑی دلیل اس بات پر ہے کہ ہرگز مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ وہ ۱۱۴ مردہ ہونے کی حالت میں قبر میں داخل ہوئے۔ پھر **دوسری دلیل** یہ ہے کہ پیلاطوس کی بیوی کو خواب میں دکھلایا گیا کہ اگر یہ شخص مارا گیا تو اس میں تمہاری تباہی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر حقیقت میں عیسےٰ علیہ السلام صلیب دیئے جاتے یعنی صلیبی موت سے مر جاتے تو ضرور تھا کہ جو فرشتہ نے پیلاطوس کی بیوی کو کہا تھا وہ وعید پورا ہوتا۔ حالانکہ تاریخ سے ظاہر ہے کہ پیلاطوس پر کوئی تباہی نہیں آئی۔ **تیسری دلیل** یہ ہے کہ حضرت مسیح نے خود اپنے بچنے کے لئے تمام رات دعا مانگی تھی اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ ایسا مقبول درگاہ الٰہی تمام رات رو رو کر دعا مانگے اور وہ دعا قبول نہ ہو۔ **چوتھی دلیل** یہ ہے کہ صلیب پر پھر مسیح نے اپنے بچنے کے لئے یہ دُعا کی۔ ''ایلی ایلی لماسبقتانی'' اے میرے خدا! اے میرے خدا! ''تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔'' اب کیونکر ممکن ہے کہ جب کہ اس حد تک اُن کی گدازش اور سوزش پہنچ گئی تھی پھر خدا اُن پر رحم نہ کرتا۔ **پانچویں دلیل** یہ ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ رکھے گئے اور شاید اس سے بھی کم اور پھر اتارے گئے اور یہ بالکل بعید از قیاس ہے کہ اس تھوڑے عرصہ اور تھوڑی تکلیف میں اُن کی جان نکل گئی ہو اور یہود کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

تضاد

﴿۲۰﴾ جو زخمی تھے دکھائے اور انہوں نے گمان کیا کہ شاید یہ روح ہے۔ تب اس نے کہا کہ مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا کہ مجھ میں دیکھتے ہو اور ان سے ایک بھونی ہوئی مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کا ایک چھتا لیا اور ان کے سامنے کھایا۔ دیکھو مرقس باب[۱۶] آیت ۱۴۔ اور لوقا باب[۲۴] آیت ۳۹ اور ۴۰ اور ۴۱ اور ۴۲۔ ان آیات سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ مسیح ہرگز آسمان پر نہیں گیا بلکہ قبر سے نکل کر جلیل کی طرف گیا اور معمولی جسم اور معمولی کپڑوں میں انسانوں کی طرح تھا۔ اگر وہ مر کر زندہ ہوتا تو کیونکر ممکن تھا کہ جلالی جسم میں صلیب کے زخم باقی رہ جاتے اور اس کو روٹی کھانے کی کیا حاجت تھی اور اگر تھی تو پھر اب بھی روٹی کھانے کا محتاج ہوگا۔

ناظرین کو اس دھوکے میں نہیں پڑنا چاہیے کہ یہودیوں کی صلیب اس زمانہ کی پھانسی کی طرح ہوگی جس سے نجات پانا قریباً محال ہے کیونکہ اس زمانہ کی صلیب میں کوئی رسّا گلے میں نہیں ڈالا جاتا تھا اور نہ تختہ پر سے گرا کر لٹکایا جاتا تھا بلکہ صرف صلیب پر کھینچ کر ہاتھوں اور پیروں میں کیل ٹھونکے جاتے تھے اور یہ بات ممکن ہوتی تھی کہ اگر صلیب پر کھینچنے اور کیل ٹھونکنے کے بعد ایک دو دن تک کسی کی جان بخشی کا ارادہ ہو تو اسی قدر عذاب پر کفایت کر کے ہڈیاں توڑنے سے پہلے اس کو زندہ اتار لیا جائے۔ اور اگر مارنا ہی منظور ہوتا تھا تو کم سے کم تین دن تک صلیب پر کھنچا ہوا رہنے دیتے تھے اور پانی اور روٹی نزدیک نہ آنے دیتے تھے اور اسی طرح دھوپ میں تین دن یا اس سے زیادہ چھوڑ دیتے تھے اور پھر اس کے بعد اس کی ہڈیاں توڑتے تھے اور پھر آخر ان تمام عذابوں کے بعد وہ مر جاتا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اس درجہ کے عذاب سے بچا لیا جس سے زندگی کا خاتمہ ہو جاتا۔ انجیلوں کو ذرہ غور کی نظر سے پڑھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نہ تین دن تک صلیب پر رہے اور نہ تین دن کی بھوک اور پیاس اٹھائی اور نہ ان کی ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ قریباً دو گھنٹہ تک صلیب پر رہے اور خدا کے رحم اور فضل نے ان کے لئے یہ تقریب قائم کر دی کہ دن کے اخیر حصے میں صلیب دینے کی تجویز ہوئی اور وہ جمعہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-1.pdf

۵۰۱

لیا جائے جیسا کہ عیسائیوں نے غلطی سے مان رکھا ہے کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے تو پھر یہ نشان کہاں گیا اور یونسؑ نبی کے ساتھ مماثلت کیسی ہوئی ؟ یہ کہنا کہ وہ قبر میں داخل ہو کر تین دن کے بعد زندہ ہوئے۔ بہت بیہودہ بات ہے۔ اس لیے کہ یونسؑ تو مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے تھے، نہ مر کر۔ یہ نبی کی بے ادبی ہے اگر ہم اس کی تاویل کرنے لگیں۔ اصل بات یہی ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ ہر ایک سلیم الفطرت انسان کو واجب ہے کہ جو کچھ مسیحؑ نے صاف لفظوں میں کہا اس کو محکم طور پر پکڑیں۔ حضرت عیسیٰؑ پر ایک غشی کی حالت تھی۔ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اور اسباب اور واقعات بھی اس قسم کے پیش آ گئے تھے کہ وہ صلیب کی موت سے بچ جائیں؛ چنانچہ سبت کے شروع ہونے کا خیال۔ حاکم کا مسیح کے خون سے ہاتھ دھونا۔ اس کی بیوی کا خواب دیکھنا وغیرہ۔

ملفوظات جلد اول طبع جدید

خدا تعالیٰ نے ہم کو سمجھا دیا ہے اور ایک بہت بڑا ذخیرہ دلائل و براہین کا دیا ہے، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہرگز ہرگز صلیب پر نہیں مرے۔ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے۔ غشی کی حالت بجائے خود موت ہوتی ہے۔ دیکھو سکتہ کی حالت میں نہ نبض رہتی ہے نہ دل کا مقام حرکت کرتا ہے۔ بالکل مُردہ ہی ہوتا ہے، اگر پھر وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ مسیح کے نہ مرنے کے دو بڑے زبردست گواہ ہیں۔ اوّل تو یہ ہے کہ یہ ایک نشان اور معجزہ تھا۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس کی کسر شان کی جاوے اور وہ آدمی سخت حقارت اور نفرت کے لائق ہے جو اللہ تعالیٰ کے نشانات کو حقیر سمجھ لیتا ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تصدیق نہیں کرتے کہ وہ صلیب پر مرے ہیں بلکہ صلیب پر سے زندہ اُتر آئے اور پھر اپنی طبعی موت سے مرنے کی تصدیق فرماتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اگر انجیل کی ساری باتوں کو جو اس واقعہ صلیب کے متعلق ہیں یکجائی نظر سے دیکھیں، تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر مرے ہوں۔ حواریوں کو ملنا، زخم دکھانا، کباب کھانا، سفر کرنا۔ یہ سب اُمور ہیں جو اس بات کی نفی کرتے ہیں اگرچہ خوش اعتقادی سے ان واقعات کی کچھ بھی تاویل کیوں نہ کی جاوے، لیکن ایک منصف مزاج کہہ اُٹھے گا کہ زخم لگے رہے اور کھانے کے محتاج رہے یہ زندہ آدمی کے واقعات ہیں۔ یہ واقعات اور صلیب کے بعد کے دُوسرے واقعات گواہی دیتے ہیں اور تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دو تین گھنٹہ سے زیادہ صلیب پر نہیں رہے اور وُہ صلیب اس قسم کی نہ تھی جیسے آج کل کی پھانسی ہوتی ہے جس پر لٹکاتے ہی دو تین منٹ کے اندر ہی کام تمام ہو جاتا ہے، بلکہ اس میں تو کیل وغیرہ ٹھونک دیا کرتے تھے۔ اور کئی دن زندہ رہ کر انسان بھوکا پیاسا مر جاتا تھا۔ مسیح کے لیے اس قسم کا واقعہ پیش نہیں آیا۔ وُہ صرف دو تین گھنٹہ کے اندر ہی صلیب سے اُتار لیے گئے۔ یہ تو وہ واقعات ہیں جو انجیل میں موجود ہیں۔ جو مسیحؑ کے صلیب پر نہ مرنے کے لیے بدرجہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

اور عصر کا وقت۔ اور اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فسح کا بھی دن تھا۔ اس لئے فرصت بہت کم تھی اور
آگے سبت کا دن آنے والا تھا جس کی ابتدا غروب آفتاب سے ہی سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہودی
لوگ مسلمانوں کی طرح پہلی رات کو اگلے دن کے ساتھ شامل کر لیتے تھے اور یہ ایک شرعی
تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح
کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھا دیا تا شام سے پہلے ہی لاشیں اُتاری جائیں۔ مگر
اتفاق سے اُسی وقت ایک سخت آندھی آگئی جس سے سخت اندھیرا ہو گیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑ
گئی کہ اب اگر اندھیری میں ہی شام ہو گئی تو ہم اس جرم کے مرتکب ہو جائیں گے جس کا ابھی ﴿۳۸۱﴾
ذکر کیا گیا ہے۔ سو انہوں نے اس فکر کی وجہ سے تینوں مصلوبوں کو صلیب پر سے اُتار لیا۔ اور
یاد رکھنا چاہئے کہ یہ بالاتفاق مان لیا گیا ہے۔ کہ وہ صلیب اس قسم کی نہیں تھی جیسا کہ آج کل کی
پھانسی ہوتی ہے اور گلے میں رسّہ ڈالکر ایک گھنٹہ میں کام تمام کیا جاتا ہے۔ بلکہ اس قسم کا کوئی
رسّہ گلے میں نہیں ڈالا جاتا تھا صرف بعض اعضاء میں کیلیں ٹھوکتے تھے اور پھر احتیاط کی غرض
سے تین تین دن مصلوب بھوکے پیاسے صلیب پر چڑھائے رہتے تھے اور پھر بعد اس کے
ہڈیاں توڑی جاتی تھیں اور پھر یقین کیا جاتا تھا کہ اب مصلوب مر گیا۔ مگر خدائے تعالیٰ کی
قدرت سے مسیح کے ساتھ ایسا نہ ہوا۔ عید فسح کی کم فرصتی اور عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے
سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آجانا ایسے اسباب یکدفعہ پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے چند منٹ
میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اُتار لیا گیا اور دونوں چور بھی اُتارے گئے۔ اور پھر ہڈیوں کے
توڑنے کے وقت خدائے تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا یہ نمونہ دکھایا کہ بعض سپاہی پلاطوس
کے جن کو در پردہ خواب کا خطرناک انجام سمجھایا گیا تھا وہ اس وقت موجود تھے جن کا مدعا ﴿۳۸۲﴾
یہی تھا کہ کسی طرح یہ بلا مسیح کے سر پر سے ٹل جائے ایسا نہ ہو کہ مسیح کے قتل ہونے کی وجہ
سے وہ خواب سچی ہو جائے جو پلاطوس کی عورت نے دیکھی تھی۔ اور ایسا نہ ہو کہ پلاطوس کسی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

بھی پختہ ظن سے اس بات کا دھڑ کا تھا کہ یسوع صلیب پر نہیں مرا۔ چنانچہ اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا[1] یعنی یہود قتل مسیح کے بارے میں ظن میں رہے اور یقینی طور پر انہوں نے نہیں سمجھا کہ درحقیقت ہم نے قتل کر دیا۔ **چھٹی دلیل** یہ ہے کہ جب یسوع کے پہلو میں ایک خفیف سا چھید دیا گیا تو اُس میں سے خون نکلا اور خون بہتا ہوا نظر آیا اور ممکن نہیں کہ مُردہ میں خون بہتا ہوا نظر آئے۔ **ساتویں دلیل** یہ ہے کہ یسوع کی ہڈیاں توڑی نہ گئیں جو مصلوبوں کے مارنے کے لئے ایک ضروری فعل تھا۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ تین دن صلیب پر رکھ کر پھر بھی بعض آدمی زندہ رہ جاتے تھے پھر کیونکر ایسا شخص جو صرف چند منٹ صلیب پر رہا اور ہڈیاں نہ توڑی گئیں وہ مر گیا؟ **آٹھویں دلیل** یہ ہے کہ انجیل سے ثابت ہے کہ یسوع صلیب سے نجات پا کر پھر اپنے حواریوں کو ملا اور اُن کو اپنے زخم دکھلائے اور ممکن نہیں کہ یہ زخم اُس حالت میں موجود رہ سکتے کہ جب کہ یسوع مرنے کے بعد ایک تازہ اور ﴿۱۱۵﴾
نیا جلالی جسم پاتا۔ **نویں دلیل** حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی موت سے محفوظ رہنے پر یہی نسخہ مرہم عیسیٰ ہے۔ کیونکہ ہرگز خیال نہیں ہو سکتا کہ مسلمان طبیبوں اور عیسائی ڈاکٹروں اور رُومی مجوسی اور یہودی طبیبوں نے باہم سازش کر کے یہ بے بنیاد قصہ بنا لیا ہو۔ بلکہ یہ نسخہ طبابت کی صدہا کتابوں میں لکھا ہوا اب تک موجود ہے۔ ایک ادنیٰ استعداد کا آدمی بھی قرابادین قادری میں اس نسخہ کو امراض الجلد میں لکھا ہوا پائے گا۔ یہ بات ظاہر ہے کہ مذہبی رنگ کی تحریروں میں کئی قسم کی کمی زیادتی ممکن ہے کیونکہ تعصبات کی اکثر آمیزش ہو جاتی ہے۔ لیکن جو کتابیں علمی رنگ میں لکھی گئیں ان میں نہایت تحقیق اور تدقیق سے کام لیا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ نسخہ مرہم عیسیٰ اصل حقیقت کے دریافت کرنے کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ذریعہ ہے۔ اور اس سے پتہ لگتا ہے کہ یہ خیالات کہ گویا حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے تھے کیسے اور کس پایہ کے ہیں۔ اور خود ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ کے جسم کو آسمان پر اُٹھانے کے لئے کوئی بھی ضرورت نہیں تھی۔ خدا تعالیٰ حکیم ہے عبث کام کبھی نہیں کرتا۔ جبکہ اس نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ ثور میں

[1] النساء : ۱۵۸

37۔ عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ کی ماضی / مستقبل کی باتیں

قول:

روحانی خزائن جلد ۳ — ۴۲۵ — ازالہ اوہام حصہ دوم

بطور اصطلاح کے قبض روح کے لئے یہ لفظ مقرر کیا گیا ہے تا روح کی بقاء پر دلالت کرے۔

افسوس کہ بعض علماء جب دیکھتے ہیں کہ توفّی کے معنے حقیقت میں وفات دینے کے ہیں تو
﴿۲۰۲﴾ پھر یہ دوسری تاویل پیش کرتے ہیں کہ آیت فلمّا توفیتنی میں جس توفّی کا ذکر ہے وہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے بعد واقع ہوگی۔ لیکن تعجب کہ وہ اس قدر تاویلات رکیکہ کرنے سے ذرہ بھی شرم نہیں کرتے۔ وہ نہیں سوچتے کہ آیت فلمّا توفیتنی سے پہلے یہ آیت ہے وَاِذْقَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ [1] الخ اور ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اوّل اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا اور پھر ایسا ہی جو جواب حضرت عیسیٰ کی طرف سے ہے یعنی فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ وہ بھی بصیغہ ماضی ہے اور اس قصہ سے پہلے جو بعض دوسرے قصے قرآن کریم میں اسی طرز سے بیان کئے گئے ہیں وہ بھی انہیں معنوں کے مؤید ہیں۔ مثلاً یہ قصہ وَ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً [2] کیا اس کے یہ معنے کرنے چاہیئے کہ خدائے تعالیٰ کسی استقبال کے زمانہ میں ملائکہ سے ایسا سوال کرے گا ماسوا اس کے قرآن شریف اس سے بھرا پڑا ہے اور حدیثیں بھی اس کی مصدق ہیں کہ موت کے بعد قبل از قیامت بھی بطور باز پُرس سوالات ہوا کرتے ہیں۔

﴿۲۰۳﴾ (۴) چوتھی آیت جو مسیح کی موت پر دلالت کرتی ہے وہ یہ آیت ہے کہ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ [3] اور ہم اسی رسالہ میں اس کی تفسیر بیان کر چکے ہیں۔

(۵) پانچویں یہ آیت ہے مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ [4] (الجزو نمبر ۶) یعنی مسیح صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں اور ماں اس کی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت بھی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے کیونکہ اس آیت میں

[1] المائدۃ:۱۱۷ [2] البقرۃ:۳۱ [3] النساء:۱۶۰ [4] المائدۃ:۷۶

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۱ — ۵۱ — نُصرۃ الحق

پیدا ہو جاتے ہیں۔ کوئی اُن کو خدا نہیں ٹھہراتا۔ کوئی اُن کی پرستش نہیں کرتا۔ کوئی اُن کے آگے سر نہیں جھکاتا۔ پھر خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اتنا شور کرنا اگر جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔ اور یہ کہنا کہ وہ اب تک زندہ ہے اور دوسرے نبی سب فوت ہو چکے یہ قرآن شریف کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں بتصریح اُن کی موت بیان فرماتا ہے پھر وہ زندہ کیونکر ہوئے اور قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ ہرگز نہیں آئیں گے۔ جیسا کہ آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي [1] سے یہ دونوں مطلب ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس تمام آیت کے اوّل آخر کی آیتوں کے ساتھ یہ معنے ہیں کہ خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ کیا تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرانا۔ تو وہ جواب دیں گے کہ جب تک میں اپنی قوم میں تھا تو میں اُن کے حالات سے مطلع تھا اور گواہ تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی اُن کے حالات سے واقف تھا۔ یعنی بعد وفات مجھے اُن کے حالات کی کچھ بھی خبر نہیں۔

اب اس آیت سے صریح طور پر دو باتیں ثابت ہوتی ہیں (۱) اوّل یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس آیت میں اقرار کرتے ہیں کہ جب تک میں اُن میں تھا میں ان کا محافظ تھا۔ اور وہ میرے روبرو بگڑے نہیں بلکہ میری وفات کے بعد بگڑے ہیں۔ پس اب اگر فرض کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمان پر زندہ ہیں تو ساتھ ہی اقرار کرنا پڑے گا کہ اب تک عیسائی بھی بگڑے نہیں کیونکہ اس آیت میں عیسائیوں کا بگڑنا آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا ایک نتیجہ ٹھہرایا گیا ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر موقوف رکھا گیا ہے۔ لیکن جبکہ ظاہر ہے کہ عیسائی بگڑ چکے ہیں تو ساتھ ہی ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں ورنہ تکذیب آیت قرآنی لازم آتی ہے۔ (۲) دوسرے یہ کہ آیت میں صریح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں کے بگڑنے کی نسبت اپنی لاعلمی ظاہر کریں گے اور کہیں گے کہ مجھے تو اُس وقت تک ان کے حالات کی نسبت علم تھا جبکہ میں اُن میں تھا۔

[1] المآئدۃ: ۱۱۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

پھر معترض کا پیشگوئی عفت الدیار پر ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ عفت کا لفظ جو ماضی کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ مضارع کے معنوں میں کیا گیا ہے حالانکہ اس کا ترجمہ ماضی کے معنوں میں کرنا چاہئے تھا۔ اس اعتراض کے ساتھ معترض نے بہت شوخی دکھلائی ہے۔ گویا مخالفانہ حملہ میں اس کو بھاری کامیابی ہوئی ہے۔ اب ہم اس کی کس کس دھوکا دہی کو ظاہر کریں جس شخص نے کافیہ یا ہدایت النحو بھی پڑھی ہوگی۔ وہ خوب جانتا ہے کہ ماضی مضارع کے معنوں پر بھی آ جاتی ہے بلکہ ایسے مقامات میں جبکہ آنے والا واقعہ متکلم کی نگاہ میں یقینی الوقوع ہو☆ مضارع کو ماضی کے صیغہ پر لاتے ہیں تا اس امر کا یقینی الوقوع ہونا ظاہر ہو۔ اور قرآن شریف میں اس کی بہت نظیریں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَإِذَا هُمْ مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ [۱] اور جیسا کہ فرماتا ہے وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ [۲] قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ [۳] اور جیسا کہ فرماتا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ [۴] اور جیسا کہ فرماتا ہے وَنَادٰى أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ أَصْحٰبَ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ [۵] اور جیسا کہ فرماتا ہے تَبَّتْ يَدَا أَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مَا أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ [۶] اور جیسا کہ فرماتا ہے وَلَوْ تَرٰى إِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ [۷] اور جیسا کہ فرماتا ہے وَلَوْ تَرٰى إِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ قَالَ أَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا [۸]۔ اب معترض صاحب

«۷»

☆ مثلاً جس شخص کو بہت سی زہر قاتل دی گئی ہو وہ کہتا ہے کہ میں تو مر گیا۔ اور ظاہر ہے کہ مر گیا ماضی کا صیغہ ہے مضارع کا صیغہ نہیں ہے۔ اس سے مطلب اس کا یہ ہوتا ہے کہ میں مر جاؤں گا۔ اور مثلاً ایک وکیل جس کو ایک قوی اور کھلی کھلی نظیر فیصلہ چیف کورٹ کی اپنے موکل کے حق میں مل گئی ہے وہ خوش ہو کر کہتا ہے کہ بس اب ہم نے فتح پالی حالانکہ مقدمہ ابھی زیر تجویز ہے کوئی فیصلہ نہیں لکھا گیا۔ پس مطلب اس کا یہ ہوتا ہے کہ ہم یقیناً فتح پا لیں گے اسی لئے وہ مضارع کی جگہ ماضی کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ منہ

۱ یٰس:۵۲ ۲ المائدۃ:۱۱۷ ۳ المائدۃ:۱۲۰ ۴ الحجر:۴۸ ۵ الاعراف:۴۵
۶ اللّھب:۲-۳ ۷ الانعام:۲۸ ۸ الانعام:۳۱

38۔ مرزا کا منکر مسلمان/کافر

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۵ ۴۳۲ تریاق القلوب

حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کرلیا اور حکّام کے سامنے اقرار کردیا کہ میں آیندہ اِن کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ اِن کا نام دجال اور کاذب رکھوں گا۔ پس سوچنے کے لائق ہے کہ اِس سے زیادہ اور کیا ذلّت ہوگی کہ اُس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اگر اُس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلّت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں☆ ہوسکتا۔ ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہوگا اور میں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا ہاں میں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق وصواب سے دور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے اِنکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھولی ہیں۔ میں

☆ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر مُلہم اور محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور خلعتِ مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں بدقسمت منکر جو ان مقربانِ الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دِل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نورِ ایمان اُس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے اور یہی احادیث نبویہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکار اولیاء اور اُن سے دشمنی رکھنا اوّل انسان کو غفلت اور دُنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمالِ حسنہ اور افعالِ صدق اور اخلاص کی اُن سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلبِ ایمان کا موجب ہوکر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے اُن کو بے نصیب اور بے بہرہ کردیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عادا ﴿۱۳۱﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

تضاد:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

روحانی خزائن جلد ۲۲ | ۱۶۸ | حقیقۃ الوحی

اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اِس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ﴿۱۶۴﴾ نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اِس دنیا سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دوسرے آسمان میں اُن کو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لئے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو باوجود صد ہا نشانوں کے مفتری ٹھہراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو میں بوجہ افترا کرنے کے کافر ٹھہرا کیونکہ میں اُن کی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ [1] یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اُن سے کہہ دو کہ تم ایمان نہیں لائے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنے والوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہزار ہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں تو اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے اور مجھے کافر ٹھہرا کر اپنے کفر پر مہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ قریباً دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھہرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتویٰ سے یہ بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا

[1] الحجرات:۱۵

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۵۱۹

مَیں عذاب دینا چاہوں وہ عذاب میں گرفتار ہو اور جس کو مَیں چھوڑنا چاہوں وہ عذاب سے محفوظ رہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۲ مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۲۸ مارچ ۱۹۰۶ء " آخَّرَهُ اللّٰهُ اِلٰى وَقْتٍ مُّسَمًّى ۱

فرمایا۔ چھوٹے زلزلے تو آتے ہی رہتے ہیں لیکن سخت زلزلہ جو آنے والا ہے اس کے وقت میں تاخیر ڈالی گئی ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ تاخیر کتنی ہے۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ بدر جلد ۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء "مَیں پچاس یا ساٹھ اَور نشان دکھلاؤں گا۔" ۲

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء " چند روز ہوئے یہ الہام ہوا تھا۔

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ نَّافِلَةً لَّكَ۔ ۳

ممکن ہے کہ اس کی یہ تعبیر ہو کہ محمود کے ہاں لڑکا ہو کیونکہ نافلہ پوتے کو بھی کہتے ہیں یا بشارت کسی اَور وقت تک موقوف ہو۔"

(بدر جلد ۲ نمبر ۱۴ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

مارچ ۱۹۰۶ء " خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابلِ مؤاخذہ ہے۔"

(مکتوب بنام ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد مندرجہ رسالہ "الذکر الحکیم" نمبر ۴ صفحہ ۲۴ مرتبہ ڈاکٹر عبدالحکیم مُرتد۔ الفضل جلد ۲۲ نمبر ۸۵ مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء صفحہ ۸)

---

۱ (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے اس میں تاخیر ڈال دی ہے وقتِ مقررہ تک۔

۲ الحکم میں یہ الفاظ ہیں "مَیں پچاس یا ساٹھ نشان اَور دکھلاؤں گا۔"

۳ (ترجمہ الہامی) "ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو تیرا پوتا ہوگا۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۱۶۳﴾ کہ اصل شریر پیچھے سے پکڑے جاتے ہیں جو اصل مبدء فساد ہوتے ہیں جیسا کہ اُن قہری نشانوں سے جو حضرت موسیٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے۔ فرعون کا کچھ نقصان نہ ہوا صرف غریب مارے گئے لیکن آخر کار خدا نے فرعون کو مع اُس کے لشکر کے غرق کیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے جس سے کوئی واقف کار انکار نہیں کرسکتا۔

سوال (۶)

حضور عالی نے ہزاروں جگہ تحریر فرمایا ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ علاوہ اُن مومنوں کے جو آپ کی تکفیر کر کے کافر بن جائیں صرف آپ کے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہو سکتا۔ لیکن عبدالحکیم خان کو آپ لکھتے ہیں کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ اس بیان اور پہلی کتابوں کے بیان میں تناقض ہے۔ یعنی پہلے آپ تریاق القلوب وغیرہ میں لکھ چکے ہیں کہ میرے نہ ماننے سے کوئی کافر نہیں ہوتا اور اب آپ لکھتے ہیں کہ میرے انکار سے کافر ہو جاتا ہے۔

الجواب:۔ یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مُفتری قرار دیتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا پر افترا کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر کافر ہے جیسا کہ فرماتا ہے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ[1] یعنی بڑے کافر دو ہی ہیں ایک خدا پر افترا کرنے والا☆ دوسرا خدا کی کلام کی تکذیب کرنے والا۔ پس جبکہ میں نے ایک مکذب کے نزدیک خدا پر افترا کیا ہے۔ اس صورت میں نہ میں صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوا، اور اگر میں مُفتری نہیں تو بلاشبہ وہ کفر اُس پر پڑے گا جیسا کہ

☆ ظالم سے مُراد اس جگہ کافر ہے۔ اس پر قرینہ یہ ہے کہ مُفتری کے مقابل پر مکذّب کتاب اللہ کو ظالم ٹھہرایا ہے اور بلاشبہ وہ شخص جو خدا تعالیٰ کے کلام کی تکذیب کرتا ہے کافر ہے۔ سو جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ مجھے مفتری قرار دے کر مجھے کافر ٹھہراتا ہے۔ اس لئے میری تکفیر کی وجہ سے آپ کافر بنتا ہے۔ منہ

[1] الاعراف:۳۸

جس زمانہ میں ان مولویوں اور اُن کے چیلوں نے میرے پر تکذیب اور بدزبانی کے حملے شروع کئے اُس زمانہ میں میری بیعت میں ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ گو چند دوست جو انگلیوں پر شمار ہو سکتے تھے میرے ساتھ تھے۔ اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے ستر ہزار کے ﴿۴﴾

حاشیہ

ٹھہرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پُورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس **نبوت عالیہ** کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلّی طور پر **نبوت محمدی** اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت **محفوظ** رہے۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ خدائے حکیم علیم نے وضع دنیا دوری رکھی ہے یعنی بعض نفوس بعض کے مشابہ ہوتے ہیں نیک نیکوں کے مشابہ اور بدبدوں کے مشابہ مگر با ایں ہمہ یہ امر مخفی ہوتا ہے اور زور شور سے ظاہر نہیں ہوتا۔ لیکن آخری زمانہ کے لئے خدا نے مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک عام رجعت کا زمانہ ہوگا تا یہ اُمت مرحومہ دُوسری اُمتوں سے کسی بات میں کم نہ ہو۔ پس اُس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گذشتہ نبی سے مجھے اُس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، ابراہیم، نوح، موسیٰ، داؤد، سلیمان، یوسف، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام **براہین احمدیہ** میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گذشتہ اس اُمت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا اور جو میرے مخالف تھے اُن کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا چنانچہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور فرماتا ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ[1] پس یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ اس اُمت کے بعض افراد کو گذشتہ نبیوں کا کمال دیا جائے گا اور نیز یہ کہ گذشتہ کفار کی عادات بھی بعض منکروں کو دی جائیں گی اور بڑی شد و مد سے

[1] الفاتحۃ: ۶، ۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

۱۸۸۸ء "اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔"

(مکتوب حضرت اقدس اگست ۱۸۸۸ء مندرجہ الحکم جلد ۵ نمبر ۳۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۱۸۸۸ء "یہ بات کھل کھل الہامِ الٰہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے وہ بے فائدہ نہیں آیا تھا بلکہ اُس کی موت اُن سب لوگوں کی زندگی کا موجب ہوگی جنہوں نے محض للہ اُس کی موت سے غم کیا اور اُس ابتلاء کی برداشت کر گئے کہ جو اُس کی موت سے ظہور میں آیا۔"

(سبز اشتہار صفحہ ۱۶، ۱۷ حاشیہ۔ تبلیغ رسالت جلد اوّل صفحہ ۱۳۶، ۱۳۷۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹)

۱۸۸۸ء "اس[1] موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا:۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُ یُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْ تَکُوْنَ مِنَ الْھَالِکِیْنَ۔ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَتَوَلَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ۔ اِنَّ الصَّابِرِیْنَ یُوَفّٰی اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

اب خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے نااُمید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اِسی طرح اِس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر جب تک وہ وقت پہنچ جائے اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے اُن کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور کوتاہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔"

(مکتوب ۴؍ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔ مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر ۵ صفحہ ۴۹، ۵۰)

۱۸۸۸ء "اِنِّیْ[2] لِیْ کَانَ اِبْنًا صَغِیْرًا وَّکَانَ اسْمُہٗ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔ وَاللّٰہُ خَیْرٌ

---

[1] یعنی بشیر اوّل کی موت۔ (مرتّب)

[2] (ترجمہ از مرتّب) میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایّام میں فوت ہو گیا اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیتِ الٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہو اُن کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔ اس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اس کا مثیل عطا ہو گا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

39۔آتھم مر گیا سات ماہ میں/پندرہ ماہ میں

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۲ ۸ سراج منیر

وغیرہ بے دلیل عذروں کی طرف منسوب کیا جائے۔ حالانکہ اس ثبوت کو دلوں میں جمانے کے لئے قسم اور نالش دونوں راہیں اس کے لئے کھلی تھیں۔ اب بتلاؤ کیا اس نے قسم کھائی؟ کیا اس نے نالش کی؟ کیا اس نے اپنے بہتانوں کا کوئی اور ثبوت دیا؟ کچھ تو منہ سے کہو! کچھ تو پھوٹو! کہ اس نے خوف کا اقرار کر کے اور محض بہتان اور افتراء سے سانپ وغیرہ کو اپنے خوف کی بناء قرار دیکر ان خود تراشیدہ عذرات کے ثابت کرنے کے لئے کیا کیا دلائل پیش کئے۔ اے کمبخت متعصبو! کیا تم کبھی نہیں مروگے؟ کیا وہ دن نہیں آئے گا کہ جب تم رب العالمین کے حضور میں کھڑے کئے جاؤ گے۔ اگر اسی شکل کا کوئی دنیا کا مقدمہ ہوتا اور تم اس کے اسیسر یا منصف مقرر کئے جاتے تو بیشک تم ایسے شخص کو کہ آتھم کی طرح اپنے عذرات کا کچھ ثبوت نہ دے سکتا جھوٹا ٹھہراتے اور انسانی عدالت سے ڈر کر سچے اظہار لکھوا دیتے۔ مگر اب تم سمجھتے ہو کہ خدا تم سے دور ہے اور کچھ سنتا نہیں اور مواخذہ کا دن بہت فاصلہ پر ہے!!! ﴿۶﴾

سچ کہو کیا آتھم پاکدامن مر گیا؟ اور اپنے سر پر ہماری طرف سے کوئی الزام نہیں لے گیا؟ تمہیں قسم ہے ذرہ مجھے سناؤ کہ کیا تم نے میرے اشتہاروں میں نہیں پڑھا کہ آتھم اخفاء حق پر اصرار کرنے کے بعد جلد مر جائے گا۔ سو ایسا ہی ہوا اور وہ ہمارے آخری اشتہار سے جو اتمام حجت کی طرح تھا سات ماہ کے اندر فوت ہو گیا۔ پس یہ کیسی بے ایمانی ہے جو اس قوم کے خبیث طبع لوگوں نے عیسائیوں کے ساتھ ہاتھ جا ملائے اور آسمانی آواز کی مخالفت کی اور شیطانی آواز کے مصدق ہو گئے۔ پر یہ تو اچھا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو پورا کیا۔ کمبخت سعد اللہ نو مسلم اور محمد علی واعظ اب تک روئے جاتے ہیں جو پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اے شیاطین کے گروہ تم راستی کو کب تک چھپاؤ گے؟ کیا تمہاری کوششوں سے حق نابود ہو جائے گا۔ خدا سے لڑو جس قدر لڑ سکتے ہو۔ پھر دیکھو کہ فتح کس کی ہے کیونکہ حکم خواتیم پر ہے۔ اے بے حیا قوم! آتھم مقابل پر آنے سے ذرا اگر تم نہ ڈرے۔ وہ لعنتوں کے ساتھ چلا گیا مگر مقابل پر نہ آیا۔ اس کو چار ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ اس کو جرأت نہ ہوئی کہ ایک قدم بھی ہماری طرف آوے۔ یہاں تک کہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

تضاد:

کسی کی بھی پروا نہیں کی اور ان خشک مُلّاؤں کو ایسے دندان شکن جواب دیئے کہ وہ ساکت ہو گئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کا خاتمہ مصدق ہونے کی حالت میں ہوا چنانچہ وہ خطوط جو آپ نے میری طرف لکھے اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے کس قدر میری محبت اُن کے دل میں ڈال دی تھی اور کس قدر اپنے فضل سے میرے بارہ میں اُن کو معرفت بخش دی تھی۔ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب اشارات فریدی میں مخالفوں کے حملوں کا جا بجا جواب دیا ہے جیسا کہ ایک جگہ اشارات فریدی میں لکھا ہے کہ کسی نے خواجہ صاحب موصوف کی خدمت میں عرض کی کہ آتھم میعاد کے بعد مرا انہوں نے میرا نام لے کر فرمایا کہ اس بات کی کیا پروا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آتھم اُنہیں کے نفس سے مرا ہے یعنی انہیں کی توجہ اور عقد ہمت نے آتھم کا خاتمہ کر دیا۔☆ اور کسی نے میری نسبت آپ کو کہا کہ ہم اُن کو مہدی معہود کیونکر مان لیں کیونکہ مہدی موعود کی ساری علامتیں جو حدیثوں میں لکھی ہیں اُن میں پائی نہیں جاتیں۔ تب خواجہ صاحب اس کلمہ پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ یہ تو کہو کہ تمام قرار دادہ نشان جو لوگوں نے پہلے سے سمجھ رکھے تھے کس نبی یا رسول میں سب کے سب پائے گئے اگر ایسا وقوع میں آتا تو کیوں بعض کافر رہتے اور بعض ایمان لاتے۔ یہی سنت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی

☆ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ اپنے مفہوم کے مطابق پوری ہو گئی۔ اگر آتھم لوگوں کے روبرو جو ساٹھ یا ستر ۷۰ تھے دجّال کہنے سے رجوع نہ کرتا تو اس وقت کہہ سکتے تھے کہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی مگر جبکہ آتھم نے رجوع کر لیا تھا۔ تو ضرور تھا کہ وہ شرط کا فائدہ اُٹھاتا بلکہ اگر آتھم باوجود اس قدر رجوع کے جو اس نے اپنی عزت اور حشمت کی کچھ پروا نہ کرکے عیسائیوں کے مجمع میں ہی رجوع کیا پھر بھی پندرہ مہینہ کے اندر مر جاتا تو خدا تعالیٰ کے وعدہ پر اعتراض ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی مگر اب باوجود رجوع کے پھر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جن کو دین اور دیانت سے کچھ سروکار نہیں۔ ہاں جب آتھم پندرہ مہینہ کے گذرنے کے بعد شوخ چشم ہو گیا اور خدا تعالیٰ کے احسان کا شکر گذار نہ رہا تب ایک دوسری پیشگوئی کے مطابق میرے آخری اشتہار سے پندرہ مہینہ کے اندر مر گیا۔ بہر حال اس کی موت پندرہ مہینہ سے باہر نہ نکل سکی۔ چنانچہ ایک عقلمند نے باوجود عیسائی ہونے کے اقرار کیا ہے کہ آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ نہایت صفائی سے پوری ہو گئی اور انکار ہٹ دھرمی ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

40۔ وید گمراہی والی کتاب / کتاب اللہ

قول:

۵۰

(ترجمہ) اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دونگا

(تشریح) حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ بار بار الہام ہوئی اور اس قدر متواتر ہوئی کہ جس کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئی کہ میخ فولادی کی طرح دل کے اندر داخل ہے اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں بہت سی برکتیں دیگا اور انکو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول نہ ہوگا نہیں جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور جو مخالف قدم ماریگا اسکو خدا تباہ کر دیگا اور اسکے سلسلہ کو پائداری نہیں ہوگی یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کریگا اور کفر کے لفظ سے اس جگہ شرعی کفر مراد نہیں بلکہ صرف انکار سے مراد ہے۔ غرض یہ وہ سچا طریق ہے جس میں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریمؐ کے قدم پر قدم ہے اللھم صل علی محمد وآلہ وسلم (از کتاب مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۴۰ تاریخ نزول ۱۸ جون ۱۸۸۳ء جنہو یعقبل)

(۳۰) وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے

(از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۴۰ تاریخ نزول الہام ۱۸ جون ۱۸۸۳ء یہ الہام کئی بار صراحتاً ہو چکا ہے)

(۳۱) فیہ برکات للناس ومن دخلہ کان اٰمنا۔ (ترجمہ) اس میں لوگوں کے لئے برکتیں ہیں اور جو اس میں داخل ہوا وہ امن میں آگیا

(تشریح) فرمایا کہ شاید پرسوں کے دن یعنی بروز شنبہ ۴ اگست ۱۸۸۳ء مسجد کی طرف نظر کی گئی تو اسی وقت یہ الہام ہوا۔ (از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۵۴ و صفحہ ۵۵ تاریخ نزول الہام ۴ اگست ۱۸۸۳ء)

(۳۲) بشریٰ لک یا احمدی انت مرادی ومعی۔ غرست کرامتک بیدی بشارت باد ترا یا احمد من تو مراد منی و با منی۔ نشاندم درخت بزرگی ترا بدست خود (ترجمہ فارسی الہامی) (از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۵ تاریخ نزول الہام ۱۳ ستمبر ۱۸۸۳ء)

(۳۳) لا راد لفضلہ (ترجمہ) اسکے فضل کو کوئی رد کرنیوالا نہیں

(از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۹۱ تاریخ نزول الہام ۹ اکتوبر ۱۸۸۳ء کشف نمبر ۳۶)

(۳۴) اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہوں (از مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۹۳ پرانا الہام ہے)

(۳۵) ان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ الا ھو۔ وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ ان وعد اللہ لات

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۳ ۴۵۳ پیغامِ صلح

کے لئے کافی ہے کیونکہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ قبولیت کروڑ ہا لوگوں کے دلوں
میں نہ پھیلتی خدا اپنے مقبول بندوں کی عزت دوسروں کو ہرگز نہیں دیتا اور اگر کوئی کاذب اُن کی «۲۲»
کرسی پر بیٹھنا چاہے تو جلد تباہ ہوتا اور ہلاک کیا جاتا ہے۔

اسی بنا پر ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اُس کے رشیوں کو بزرگ اور
مقدس سمجھتے ہیں اگرچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقے کو خدا پرست نہیں
بنا سکی اور نہ بنا سکتی تھی۔ اور جو لوگ اس ملک میں بُت پرست یا آتش پرست یا آفتاب پرست یا
گنگا کی پوجا کرنے والے یا ہزار ہا دیوتاؤں کے پوجاری یا جَین مَت یا شاکت مَت والے پائے
جاتے ہیں۔ وہ تمام لوگ اپنے مذاہب کو وید ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور وید ایک ایسی
مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اُسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکالتے ہیں تاہم خدا کی
تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے۔ انسان کے افترا میں یہ قوت
نہیں ہوتی کہ کروڑ ہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے اور پھر ایک دائمی سلسلہ قائم کر دے اور اگرچہ
ہم نے وید میں پتھر کی پرستش کا ذکر تو کہیں نہ پڑھا لیکن بلاشبہ اگنی وایو اور جل اور چاند اور سورج
وغیرہ کی پرستش سے وید بھرا ہوا ہے اور کسی شُرتی میں ان چیزوں کی پرستش کے لئے ممانعت
نہیں۔ اب اس کا کون فیصلہ کرے کہ دوسرے تمام قدیم فرقے ہندوؤں کے جھوٹے ہیں اور
صرف نیا فرقہ آریوں کا سچا اور جو لوگ وید کے حوالہ سے ان چیزوں کی پرستش کرتے ہیں اُن «۲۳»
کے ہاتھ میں یہ دلیل پختہ ہے کہ ان چیزوں کی پرستش کا وید میں صریح ذکر ہے اور ممانعت کہیں
بھی نہیں اور یہ کہنا کہ یہ سب پرمیشر کے نام ہیں۔ ہنوز یہ ایک دعویٰ ہے کہ جو ابھی صفائی سے
طے نہیں ہوا اور اگر طے ہو جاتا تو کچھ وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ بڑے بڑے پنڈت بنارس اور
دوسرے شہروں کے آریوں کے عقیدوں کو قبول نہ کرتے باوجود تیس پینتیس برس کی کوششوں
کے بہت ہی کم ہندوؤں نے آریہ مذہب اختیار کیا ہے اور بمقابلہ سناتن دھرم اور دوسرے ہندو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

41۔ مرزا قادیانی خدا (نعوذ باللہ)/ خدائی سے انکار

قول:

۴۵۲

ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے۔ اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنے والے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا۔ اب ٹل نہیں سکتا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۴۲۶ ۱۹۰۲ء "طاعون کا تذکرہ ہو گیا۔ فرمایا۔ ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ کہ

خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق۔

اور پھر یہ بھی تھا۔

۴۲۷ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱ و الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱)

۴۲۸ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء (الف) "نتیجہ خلاف مُراد ہوا یا نکلا

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں۔ اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

(ب) "نتیجہ خلاف اُمید ہے"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰۔ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۴۲۹ ۶ نومبر ۱۹۰۲ء "۶۔ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۵۹)

۴۳۰ ۱۹۰۲ء فَقَدْ سَرَّنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الصُّوْرِ صُوْرَۃٌ[1]۔

لِیَبْدُ نَعِیْ رَبِّیْ کَمَا کَانَ یَحْشُرُ۔

پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا۔ تا میرا خدا اس طوفان کو دور کرے۔ جو اُس[2] نے اٹھایا ہے۔" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۳)

[1] ھٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْیِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَّ شَانُہٗ۔

(ترجمہ) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے +

[2] یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب۔ (مرتب)

چشم نمائی کرنے والے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا۔ اب ٹل نہیں سکتا۔"
(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۱۹۰۲ء — "طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا۔ ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ ٦٥٥

خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق۔

اور پھر یہ بھی تھا۔

إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ "

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱ و الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱)

۱۹۰۲ء ۳۰ اکتوبر — (الف) "نتیجہ خلاف مراد ہوا یا نکلا ٦٥٦

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں۔ اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر کے متعلق ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

(ب) "نتیجہ خلاف اُمید ہے۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۱۹۰۲ء ۸ نومبر — "۸ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا۔ کہ ایک قصیدہ مقام مُد کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔" ٦٥٧

(اعجاز احمدی صفحہ ۵۹)

۱۹۰۲ء — "فَقَدْ سَرَّنِيْ فِيْ هٰذِهِ الصُّوْرِ صُوْرَةٌ۔ ٦٥٨

لِيَدْفَعَ رَبِّيْ كُلَّمَا كَانَ يَحْشُرُ۔

پس ان صورتوں میں مجھے ایک طریق اچھا معلوم ہوا۔ تا میرا خدا اس طوفان کو دور کرے۔ جو اوس[۲] نے اٹھایا ہے۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۲)

۱۹۰۲ء — "ایک قصیدہ میں نے عربی میں تالیف کیا تھا جس کا نام اعجاز احمدی رکھا تھا۔ ٦٥٩

اور الہامی طور پر بتلایا گیا تھا۔ کہ

اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکیگا۔ اور اگر طاقت بھی رکھتا ہوگا تو خدا روک ڈال دیگا۔"

---

[۱] هٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْيِ اللّٰهِ تَعَالٰى جَلَّ شَانُهٗ۔ (اعجاز احمدی صفحہ ۸۲ حاشیہ)

(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

[۲] یعنی مولوی ثناء اللہ صاحب۔ (مرتب)

۳۵۸

جن کے آنکھ، کان، فہم وغیرہ سب جاتے رہتے ہیں اور حجارہ میں داخل ہیں۔ وہ بھی جہنم میں داخل ہوں گے جو کہ سمجھے ہوئے تو ہیں مگر بعض تعلقاتِ دُنیاوی کی وجہ سے وہ قبول نہیں کرتے معلوم ہوتا ہے اس میں کوئی تجویز ہے اور اس کو ابھی مخفی رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترقی ہونے والی ہے اور اللہ کریم کچھ چشم نمائی کرنیوالے ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ ہمارے ارادہ میں ہے وہ ہو چکا اب ٹل نہیں سکتا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰، ۱۱)

۱۹۰۲ء "طاعون کا تذکرہ ہو پڑا۔ فرمایا ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ

خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدہ کے موافق

اور پھر یہ بھی تھا:۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ[1]"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ اوّل)

۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء (الف) "نتیجہ خلافِ مُراد ہُوا یا نکلا

آخر کا لفظ ٹھیک یاد نہیں اور یہ بھی پختہ پتہ نہیں کہ یہ الہام کس امر سے متعلق ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۶)

(ب) "نتیجہ خلافِ اُمید ہے"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۱)

۶ر نومبر ۱۹۰۲ء "۶ر نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں۔"

(اعجاز احمدی صفحہ ۸۹۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۰۲)

۱۹۰۲ء "فَقَدْ سَرَّنِیْ فِیْ ھٰذِہِ الصُّوْرِ صُوْرَۃٌ[2]
لِیَذْ تَعَرَّنِیْ کُلَّمَا کَانَ یَخْطُرُ"

---

[1] (ترجمہ از مرتب) سوائے مومنوں اور نیک عمل کرنے والوں کے۔

[2] "ھٰذَا الشِّعْرُ مِنْ وَحْیِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَلَّ شَانُہٗ" (اعجاز احمدی صفحہ ۴۴ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۵۶)
(ترجمہ از مرتب) یہ شعر اللہ تعالیٰ کی وحی سے ہے۔

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

فانهم لا يقبلون الاصلاح فصرف الوقت فی نصحهم فی حكم إضاعة الوقت و طمع قبول الحق منهم كطمع العطاء من الضنين. و رأيت انه يحبّني و يصدّقني و يرحم عليّ و يشير الى أن عُكّازته معی و هو من الناصرين. ورأيتني فی المنام عين الله و تيقنت أنني هو ولم يبق لی ارادة و لا خطرة و لا عمل من جهة نفسي و صرت كاناء منثلم بل كشيءٍ تأبّطه شيءٌ آخر و أخفاه فی نفسه حتی ما بقی منه اثر و لا رائحة و صار كالمفقودين. و أعنی بعين الله رجوع الظل إلی أصله و غيبوبته فيه كما يجری مثل هذه الحالات فی بعض الاوقات علی المحبين. و تفصيل ذالك أن الله إذا أراد شيئًا من نظام الخير جعلنی من تجلّياته الذاتية بمنزلة مشيّته وعلمه و جوارحه و توحيده و تفريده لإتمام مراده و تكميل مواعيده كما جرت عادته بالأبدال و الأقطاب والصديقين. فرأيت أن روحه احاط عليَّ و استوی علی جسمی و لفّنی فی ضمن وجوده حتی ما بقی منی ذرة وكنت من الغائبين. و نظرت الی جسدی فاذا جوارحی جوارحه و عينی عينه و أذنی أذنه و لسانی لسانه. أخذنی ربی و استوفانی و أكدالاستيفاء حتی كنت من الفانين. ووجدت قدرته و قوته تفور فی نفسی وألوهيته تتموج فی روحی و ضُربت حول قلبی سرادقات الحضرة و دقّ نفسی سلطان الجبروت، فما بقيت وما بقی إرادتی و لامنای. و انهدمت عمارة نفسی كلها و تراء ت عمارات رب العالمين. وانمحت أطلال وجودی و عفت بقايا أنانيتی و ما بقيت ذرة من هويتی، والألوهية غلبت عليّ غلبة شديدة تامةً ﴿۵۶۴﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

خدا کا سایہ تیرے پر ہوگا اور وہ تیری پناہ رہے گا۔ آسمان بندھا ہوا تھا اور زمین بھی ہم نے دونوں کو کھول دیا۔ تو وہ عیسیٰ ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔ ہم تجھے لوگوں کے لئے نشان بنائیں گے اور یہ امر ابتدا سے مقدر تھا۔ تو میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تو دنیا اور آخرت میں وجیہ اور مقرب ہے۔ تیرے پر انعام خاص ہے اور تمام دنیا پر تجھے بزرگی ہے۔ بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ اس کے لئے وہ مقام ہے جہاں انسان اپنے اعمال کی قوت سے پہنچ نہیں سکتا تو میرے ساتھ ہے۔ تیرے لئے رات اور دن پیدا کیا گیا۔ تیری میری طرف وہ نسبت ہے جس کی مخلوق کو آگاہی نہیں۔ اے لوگو تمہارے پاس خدا کا نور آیا پس تم منکر مت ہو"۔

وغیرہ الخ۔ اور ان کے ساتھ اور مکاشفات ہیں جو ان کی تائید کرتے ہیں چنانچہ ایک کشف میں مَیں نے دیکھا کہ میں اور حضرت عیسیٰ ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اس
﴿۷۸﴾ کشف کو بھی میں براہین میں چھاپ چکا ہوں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی تمام صفات روحانی میرے اندر ہیں اور جن کمالات سے وہ موصوف ہوسکتے ہیں وہ مجھ میں بھی ہیں۔ اور پھر ایک اور کشف ہے جو آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں مدّت سے چھپ چکا ہے اس کو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے ترجمہ:۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

ایسا ہے جیسا کہ مجھ سے۔ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ لوگ دور دور سے تیرے پاس آئیں گے اور خدا کی نصرت تیرے پر اترے گی۔ تیرے لئے لوگ خدا سے الہام پائیں گے اور تیری مدد کریں گے۔ کوئی نہیں جو خدا کی پیشگوئیوں کو ٹال سکے۔ اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی اور تیرا ذکر بلند کیا گیا۔ خدا تیری حجت کو روشن کرے گا۔ تو بہادر ہے۔ اگر ایمان ثریا میں ہوتا تو تُو اس کو پالیتا۔ خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔ تیرے باپ دادے کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور خدا ابتدا تجھ سے کرے گا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے پیدا کیا ہے۔ **آواہن {خدا تیرے اندر اتر آیا}** خدا تجھے ترک نہیں کرے گا اور نہ چھوڑے گا جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق نہ کرے۔ میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں۔ تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے۔ میں نے اپنی روح تجھ میں پھونکی۔ تو مدد دیا جائے گا اور کسی کو گریز کی جگہ نہیں رہے گی۔ تو حق کے ساتھ نازل ہوا اور تیرے ساتھ نبیوں کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔
خدا نے اپنے فرستادہ کو بھیجا تا اپنے دین کو قوت دے اور سب دینوں پر اس کو ﴿۷۷﴾
غالب کرے۔ اس کو خدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ اترا اور حق کے ساتھ اتارا گیا۔ اور ابتدا سے ایسا ہی مقرر تھا۔ تم گڑھے کے کنارے پر تھے خدا نے تمہیں نجات دینے کے لئے اسے بھیجا۔ اے میرے احمد تو میری مراد اور میرے ساتھ ہے۔ میں نے تیری بزرگی کا درخت اپنے ہاتھ سے لگایا۔ میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا اور تیری مدد کروں گا۔ کیا لوگ اس سے تعجب کرتے ہیں۔ کہہ خدا عجیب ہے چن لیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور اپنے کاموں سے پوچھا نہیں جاتا۔

یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبالیا ہو اور اسے اپنے اندر بالکل
مخفی کر لیا ہو یہاں تک کہ اس کا کوئی نام ونشان باقی نہ رہ گیا ہو۔ اس اثناء میں مَیں نے دیکھا
کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہو گئی اور میرے جسم پر مستولی ہو کر اپنے وجود میں مجھے پنہاں
کر لیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا اور میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو میرے اعضاء
اس کے اعضا اور میری آنکھ اس کی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی
زبان بن گئی تھی۔ میرے ربّ نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا اور میں
نے دیکھا کہ اس کی قدرت اور قوت مجھ میں جوش مارتی اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن
ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے اور سلطان جبروت
نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو مَیں مَیں ہی رہا اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی
عمارت گر گئی اور ربّ العالمین کی عمارت نظر آنے لگی اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر
غالب ہوئی اور میں سر کے بالوں سے ناخن پا تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا
جس میں کوئی پوست نہ تھا اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی مَیل نہیں تھی اور مجھ میں اور
میرے نفس میں جدائی ڈال دی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا جو نظر نہیں آتی یا اس قطرہ
کی طرح جو دریا میں جا ملے اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپالے۔ اس حالت میں مَیں
نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے مَیں کیا تھا اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں
میں سرایت کر گئی۔ اور مَیں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے میرے سب اعضا
اپنے کام میں لگائے اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ
اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اس وقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضا
میرے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے اعضا ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے ﴿۷۹﴾
معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں اب کوئی شریک اور منازع روک کرنے والا نہیں
رہا۔ خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شرینی اور حرکت اور
سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں مَیں یوں کہہ رہا تھا کہ **ہم ایک نیا نظام**

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۱۰۵﴾ انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون۔ تو درمنزل ما چو بار بار آئی
تُو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ اے میرے بندے چونکہ تو میری فرودگاہ میں
خدا ابر رحمت بہ بارید یا نے۔ انا امتنا اربعة عشر دوابا۔
بار بار آتا ہے اس لئے اب تو خود دیکھ لے کہ تیرے پر رحمت کی بارش ہوئی یا نہ۔ ہم نے چودہ چار پایوں کو ہلاک کر دیا۔
ذٰلک بما عصوا وکانوا یعتدون۔ سرانجام جاہل جہنم بود
کیونکہ وہ نافرمانی میں حد سے گذر گئے تھے۔ جاہل کا انجام جہنم ہے۔
کہ جاہل نکو عاقبت کم بود۔ میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا۔
جاہل کا خاتمہ بالخیر کم ہوتا ہے میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا
انّی اُمرت من الرحمٰن فأتونی۔ انی حمی الرحمٰن۔ انی لاجد
میں خدا کی طرف سے خلیفہ کیا گیا ہوں پس تم میری طرف آجاؤ۔ میں خدا کا چراگاہ ہوں۔ اور مجھے گم گشتہ
ریح یوسف لولا ان تفنّدون۔ الم ترکیف فعل
یوسف کی خوشبو لائی ہے اگر تم یہ نہ کہو کہ یہ شخص بہک رہا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے
ربّک باصحاب الفیل۔ الم یجعل کیدھم فی تضلیل۔
ربّ نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اُس نے اُن کے مکر کو اُلٹا کر انہیں پر نہیں مارا۔
وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا☆
وہ کام جو تم نے کیا خدا کی مرضی کے موافق نہیں ہوگا۔
انا عفونا عنک۔ لقد نصرکم اللّٰه ببدر و انتم اذلة۔
ہم نے تجھے معاف کیا۔ خدا نے بدر میں یعنی اس چودھویں صدی میں تمہیں ذلت میں پاکر تمہاری مدد کی۔
وقالوا ان ھٰذا الا اختلاق۔ قل لو کان من عند غیر اللّٰه
اور کہیں گے کہ یہ تو ایک بناوٹ ہے۔ ان کو کہہ کہ اگر یہ کاروبار بجز خدا کے کسی اور کا ہوتا

☆ اس کی تصریح نہیں کی گئی۔ واللّٰه اعلم۔ منه

النساء و الرجال ۔فجعلنی مظهر المسیح عیسی

وزنان رحم کردہ آید پس مرا جائے ظہور مسیح عیسےٰ

عورتوں پر رحم کیا جائے پس مجھ کو مسیح عیسےٰ

ابن مریم لدفع الضرّ وابادة مواد الغواية ۔

ابن مریم کرد تا کہ مادہ ہائے ضرر وگمراہی را دور فرماید

بن مریم کا مظہر بنایا تا کہ ضرر اور گمراہی کے مادوں کو دور فرماوے

وجعلنی مظهر النبی المهدی احمد اکرم

و مرا مظہر مہدی احمد اکرم فرمود

اور مجھ کو مہدی احمد اکرم کا مظہر بنایا

لافاضة الخیر و اعادة عهاد الدراية والهداية ۔

کہ تا بمردم خیررا برساند و باران درایت و ہدایت را دوبارہ فرستد

تا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاوے اور درایت اور ہدایت کی بارش کو دوبارہ اتارے

وتطهیر الناس من دَرَن الغفلة والجناية ۔

و مردم را از چرک غفلت وگناہگاری پاک کند

اور لوگوں کو غفلت اور گناہگاری کے میل سے پاک کرے

﴿۲۳﴾ فَجِئْتُ فِی الحلتین المهزودتین المصبّغتین

پس من در دو حلہ زرد رنگ آمدہ ام کہ رنگین ہستند

پس میں زرد رنگ والے دو لباسوں میں آیا ہوں

بصبغ الجلال وصبغ الجمال ۔ واعطیت صفة

برنگ جلال و رنگ جمال ۔ و دادہ شدم صفت

جو جلال اور جمال کے رنگ سے رنگے ہوئے ہیں اور مجھ کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

الافناء والاحیاء من الرب الفعال ـ فاما الجلال

فانی کردن و زندہ کردن از پروردگارے کہ بر ہر کار قادر است ـ مگر جلالے کہ دادہ شدم

فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے لیکن وہ جلال

الذی اعطیت فھو اثرٌ لبروزی العیسوی من

پس آں اثر آں بروزِ من است کہ عیسوی است از

جو مجھ کو دیا گیا ہے وہ میرے اس بروز کا اثر ہے جو عیسوی بروز ہے اور جو خدا کی

اللّٰہ ذی الجلال☆ ـ لا بید بہٖ شر الشرک الموّاج

خدائے کہ ذوالجلال است تا من آں بدی شرک را نیست کنم کہ موج زن

طرف سے ہے تا کہ میں اس شرک کی بدی کو نابود کروں جو

الموجود فی عقائد اھل الضلال ـ المشتعل بکمال

و موجود در عقائد گمراہان است و بکمال اشتعال

گمراہوں کے عقیدوں میں موج مار رہی ہے اور موجود ہے اور اپنی پوری بھڑک میں

الاشتعال ـ الذی ھو اکبر من کل شرٍّ فی

مشتعل است آنکہ در چشم خدائے دانندہ احوال از ہر شر

بھڑک رہی ہے اور جو حالات کے جاننے والے خدا کی نظر میں ہر ایک بدی سے

☆ قد قلت غیر مرۃ انی ما اتیت بالسیف ولا السنان. وانما اتیت بالآیات والقوۃ القدسیۃ وحسن البیان. فجلالی من السماء لا بالجنود والاعوان. منہ

بارہا گفتہ ام کہ من بہ تیغ و نیزہ نیامدہ ام وجز ایں نیست کہ آمدن من بہ نشانہاست و قوت قدسیہ و حسن بیان ـ پس جلال من از آسمان است نہ بہ لشکرہا و مددگاراں ـ منہ

میں نے کئی دفعہ بتلایا ہے کہ میں تلواروں اور نیزوں کے ساتھ نہیں آیا ہوں بلکہ میرے پاس نشان ہیں اور قوت قدسیہ اور حسن بیان ہے ـ پس میرا جلال آسمانی ہے نہ کہ لشکروں کے ساتھ ـ منہ

۲۲

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۹ ۳۹۴ نورالقرآن نمبر۲

ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب
بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا ہم تو سوچ کر تھک گئے اب تک کوئی عمدہ جواب خیال
میں نہیں آیا کیا ہی خوب خدا ہے جس کی دادیاں اور نانیاں اس کمال کی ہیں آپ
یاد رکھیں کہ ہم بقول آپ کے مرد میدان بن کر ہی رسالہ لکھیں گے اور آپ کو
دکھائیں گے کہ وساوس کی بیخ کنی اسے کہتے ہیں اس جاہل گمراہ کا شکست دینا
کون سے بڑی بات ہے جو انسان کو خدا بناتا ہے مگر آپ ازراہ مہربانی ان چند
باتوں کا جو میں نے دریافت کی ہیں۔ ضرور جواب لکھیں۔ اور ان الفاظ سے
ناراض نہ ہوں جو لکھے گئے ہیں کیونکہ الفاظ محل پر چسپاں ہیں۔ اور آپ کی شان
کے شایان ہیں۔ جس حالت میں آپ نے باوجود بے علمی اور جہالت کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو **سیّد المطہرین** ہیں زنا کی تہمت لگائی۔ تو اس
پلید جھوٹ اور افترا کا یہی جواب تھا۔ جو آپ کو دیا گیا۔ ہم نے بہتیرا چاہا کہ
آپ لوگ بھلے مانس بن جاویں۔ اور گالیاں نہ دیا کریں۔ مگر آپ لوگ نہیں
مانتے۔ آپ ناحق اہل اسلام کا دل دکھاتے ہیں آپ نہیں جانتے کہ ہمارے
نزدیک وہ نادان ہر ایک زناکار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ سے نکل کر
خدا ہونے کا دعویٰ کرے۔ اگر آپ لوگ **مسیح** کے خیر خواہ ہوتے تو ہم سے
جناب مقدس نبوی کے ذکر میں بہ ادب پیش آتے **ایک صحیح حدیث میں**
ہے کہ تم اپنے باپ کو گالی مت دو لوگوں نے عرض کی کوئی باپ کو بھی گالی
دیتا ہے آپ نے فرمایا ہاں جب تو کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ ضرور
تیرے باپ کو بھی گالی دے گا تب وہ گالی اس نے نہیں دی بلکہ تو نے ﴿۱۳﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v3.pdf

ہم پر یہ طریق بھی کھلا ہوگا کہ اُسی تقریب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کردیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لئے پبلک کے لئے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھ کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا اس لئے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ کے جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑیں گی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لئے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لئے ہیں تو ہمیں یہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی۔ اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اُسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لئے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک شاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جانتا اور نیز پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر

42۔ قادیانی طاعون سے محفوظ/طاعون قادیان میں

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۲۲۶ — دافع البلاء

سمجھے کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اَب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کے کہ قادیاں کے چاروں طرف ﴿۲﴾ دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیاں طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیاں میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے☆ اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔ اگر میری طرف سے بھی بغیر کسی دلیل کے صرف دعویٰ ہوتا۔ جیسا کہ میاں شمس الدین سکریٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری وائٹ بریخت صاحب نے اپنے اشتہار میں کیا ہے تو مَیں بھی ان کی طرح ایک فضول کو ٹھہرتا لیکن میری وہ باتیں ہیں جن کو مَیں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج وہ پوری ہو گئیں اور پھر اس کے بعد ان دنوں میں بھی خدا نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ وہ عزّ و جلّ فرماتا ہے:۔

ما کان اللّٰہ لیعذّبھم و انت فیھم انہ اوی القریۃ. لو لا الاکرام لھلک المقام.

☆ **حاشیہ۔** آج سے دس برس پہلے ایک سبز اشتہار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے۔ اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی ایک کشتی میرے حکم اور آنکھوں کے رُوبرو بنا جو آنے والی مَری سے بچائے گی جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کرتے ہیں یہ تیرا ہاتھ نہیں بلکہ میرا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر رکھا جاتا ہے اور اسی کلام الٰہی کا ایک فقرہ **براہین احمدیہ** میں بطور پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون یعنی جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے باز نہیں آتے میرے آگے اُن کی کچھ شفاعت نہ کر کیونکہ وہ غرق کئے جاویں گے۔ **منہ**

1

2

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ اَب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونوں پہلو پورے ہو گئے یعنی ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف باوجود اس کہ کے قادیاں کے چاروں طرف دو دو ۲ ۲ میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیاں طاعون سے پاک ہے بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیاں میں آیا وہ بھی اچھا ہو گیا۔ کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتیں آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھیں وہ پوری ہو گئیں بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں بھی دی گئی ہے☆ اور یہ علم غیب بُجز خدا کے کسی اور کی طاقت میں نہیں۔ پس اس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں۔ اگر میری طرف سے بھی بغیر کسی دلیل کے صرف دعویٰ ہوتا۔ جیسا کہ میاں شمس الدین سکریٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار میں یا پادری وائٹ بریخٹ صاحب نے اپنے اشتہار میں کیا ہے تو مَیں بھی ان کی طرح ایک فضول کو ٹھہرتا لیکن میری وہ باتیں ہیں جن کو مَیں نے قبل از وقت بیان کیا اور آج وہ پوری ہو گئیں اور پھر اس کے بعد ان دنوں میں بھی خدا نے مجھے خبر دی۔ چنانچہ وہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:۔

﴿۶﴾

ما کان اللّٰہ لیعذّبھم و انت فیھم انہ اوی القریۃ. لو لا الاکرام لھلک المقام.

☆ **حاشیہ**۔ آج سے دس برس پہلے ایک سبز اشتہار میں جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے۔ اصنع الفلک باعیننا و وحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللّٰہ ید اللّٰہ فوق ایدیھم یعنی ایک کشتی میرے حکم اور آنکھوں کے رُوبرو بنا جو آنے والی مَری سے بچائے گی جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ مجھ سے بیعت کرتے ہیں یہ تیرا ہاتھ نہیں بلکہ میرا ہاتھ ہے جو اُن کے ہاتھوں پر رکھا جاتا ہے اور اسی کلام الٰہی کا ایک فقرہ **براہین احمدیہ** میں بطور پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون یعنی جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے باز نہیں آتے میرے آگے اُن کی کچھ شفاعت نہ کر کیونکہ وہ غرق کئے جاویں گے۔ **منہ**

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

انی انا الرحمٰن دافع الاذی. انی لا یخاف لدیّ المرسلون. انی حفیظ. انی مع الرسول اقوم. والوم من یلوم. افطر و اصوم. غضبت غضبًا شدیدًا. الامراض تشاع. والنفوس تضاع. الا الذین امنوا ولم یلبسوا ایمانهم بظلم اولٰئک لهم الامن و هم مهتدون. انّا نأتی الارض ننقصها من اطرافها. انی اجهز الجیش فاصبحوا فی دارهم جاثمین. سنریهم ایتنا فی الأفاق و فی انفسهم نصر من اللّٰه و فتح مبین. انی بایعتک بایعنی ربّی. انت منّی بمنزلة
﴿۷﴾ اولادی☆ انت منّی و انا منک. عسٰی ان یبعثک ربّک مقامًا محمودًا. الفوق معک والتحت مع اعداءک فاصبر حتّٰی یأتی اللّٰه بأمره. یأتی علی جهنم زمان لیس فیها احد. ترجمہ۔ خدا ایسا نہیں کہ قادیاں کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو اُن میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس کی تباہی سے بچا لے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدِّ نظر نہ ہوتا تو میں اس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ مَیں رحمان ہوں جو دُکھ کو دُور کرنے والا ہے۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں مَیں نگہ رکھنے والا ہوں۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اُس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ مَیں اپنے وقتوں کو تقسیم کر دوں گا کہ کچھ حصہ برس کا تو

﴿۷﴾ ☆ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ بیٹوں سے پاک ہے نہ اُس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے اور نہ کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ مَیں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز اور استعارہ میں سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہاتھ قرار دیا اور فرمایا یَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ [1] ایسا ہی بجائے قل یا عباد اللّٰہ کے قُلْ یٰعِبَادِیَ [2] بھی کہا اور یہ بھی فرمایا فَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ [3] پس اُس خدا کے کلام کو ہشیاری اور احتیاط سے پڑھو اور از قبیل متشابہات سمجھ کر ایمان لاؤ اور اس کی کیفیت میں دخل نہ دو اور حقیقت حوالہ بخدا کرو اور یقین رکھو کہ خدا اتخاذ ولد سے پاک ہے تاہم متشابہات کے رنگ میں بہت کچھ اس کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ پس اس سے بچو کہ متشابہات کی پیروی کرو اور ہلاک ہو جاؤ۔ اور میری نسبت بیّنات میں سے یہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ قل انّما انا بشر مثلکم یُوحٰی الیّ انّما الٰهکم اله واحد والخیر کله فی القران. منه

[1] الفتح: ۱۱ [2] الزمر: ۱۱ [3] البقرة: ۲۰۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دُنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو اُن کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مَرِی بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدّی اور اپنی خباثتوں سے باز آ جائیں گے اور شریفانہ برتاؤ اُن میں پیدا ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اُٹھالی جائے گی مگر اس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کر لیں گے اور آسمانی برکتوں «۱۰» سے حصہ لیں گے اور زمین سعادتمندوں سے بھر جائے گی (۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستّر برس تک رہے قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔

اَب اگر خدا تعالیٰ کے اِس رسول اور اس نشان سے کسی کو انکار ہو اور خیال ہو کہ فقط رسمی نمازوں اور دعاؤں سے یا مسیح کی پرستش سے یا گائے کے طفیل سے یا ویدوں کے ایمان سے باوجود مخالفت اور دشمنی اور نافرمانی اس رسول کے طاعون دُور ہو سکتی ہے تو یہ خیال بغیر ثبوت کے قابل پذیرائی نہیں۔ پس جو شخص ان تمام فرقوں میں سے اپنے مذہب کی سچائی کا ثبوت دینا چاہتا ہے تو اب بہت عمدہ موقع ہے۔ گویا خدا کی طرف سے تمام مذاہب کی سچائی یا کذب پہچاننے کے لئے ایک نمایش گاہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور خدا نے سبقت کر کے اپنی طرف سے پہلے قادیاں کا نام لے دیا ہے۔ اب اگر آریہ لوگ وید کو سچا سمجھتے ہیں تو اُن کو چاہیئے کہ بنارس کی نسبت جو وید کے درس کا اصل مقام ہے ایک پیشگوئی کر دیں کہ اُن کا پرمیشر بنارس کو طاعون سے بچا لے گا۔ اور سناتن دھرم والوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے شہر کی نسبت جس میں گائیاں بہت ہوں مثلاً امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ گئو کے طفیل اس میں طاعون نہیں آئے گی اگر اس قدر گئو اپنا معجزہ دکھاوے

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v3.pdf

۴۰۳

نام یثرب تھا جس کے معنے ہیں ہلاک کرنے والا۔ یعنی اس میں ہمیشہ سخت وبا پڑا کرتی تھی۔ آپ نے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ اب اس کے بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہوگا بلکہ اس کا نام مدینہ ہوگا یعنی تمدّن اور آبادی کی جگہ۔ اور فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کے لئے نکال دی گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب تک مکّہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک رہے۔ مَیں اُس خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا۔ اور وہ یہ ہے۔

الامراض تشاع والنفوس تضاع۔ ان اللّٰہ لایغیر ما بقوم
حتی یغیروا ما بانفسھم انہ اٰوی القریۃ۔

یہ الہام اشتہار ۲۶ر فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ طاعون کے بارے میں ہے اس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنے والے ہیں مگر نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں۔ اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا۔ یعنے بشرط توبہ۔ اور براہین احمدیہ میں یہ الہام بھی درج ہے کہ

ماکان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم

یہ خدا کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔ اور یاد رہے کہ یہ ہماری تحریر محض نیک نیتی اور سچی ہمدردی کی راہ سے ہے۔

وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشـــــــــتھر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۷ر مارچ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ضلع گورداسپور   (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے دو صفحوں پر ہے)

﴿۲﴾ ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اُس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہوگا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں ٹیکا کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ جیسا میں ابھی بیان کر چکا 6 ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز 7 باہر نہیں اُس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر یک ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیوار میں ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اُس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرما دیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو اُن پر طاعون وارد ہو سکتی ہے مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کریں گے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے ساتھ ہے اور اس نے خاص رحمت سے ان لوگوں کو ایسا بچایا ہے جس کی نظیر نہیں۔ اس بات پر بعض نادان چونک پڑیں گے اور بعض ہنسیں گے اور بعض مجھے دیوانہ قرار دیں گے اور بعض حیرت میں آئیں گے کہ کیا ایسا خدا موجود ہے جو بغیر رعایت اسباب کے بھی رحمت نازل کر سکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ ہاں بلاشبہ ایسا قادر خدا موجود ہے اور اگر وہ ایسا نہ ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والے زندہ ہی مر جاتے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

تضاد:

﴿۸۴﴾ آور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔ رَبُّ الافواج اس طرف توجہ کرے گا

اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں

یا عیسیٰ انّی متوفّیک ورافعک الیّ وجاعل الّذین

اے عیسیٰ مَیں تجھے **وفات** دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور مَیں تیرے

اتبعوک فوق الّذین کفروا الٰی یوم القیامۃ۔

تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔

اور توجہ سے شفایاب ہوئے ہیں میرا لڑکا **مبارک احمد** قریباً دو برس کی عمر میں ایسا بیمار ہوا کہ حالتِ یاس ظاہر ہوگئی اور ابھی میں دعا کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ لڑکا فوت ہوگیا ہے یعنی اب بس کرو دعا کا وقت نہیں مگر مَیں نے دعا کرنا بس نہ کیا اور جب میں نے اسی حالت توجہ الی اللہ میں لڑکے کے بدن پر ہاتھ رکھا تو معاً مجھے اُس کا دم آتا محسوس ہوا اور ابھی میں نے ہاتھ اس سے علیحدہ نہیں کیا تھا کہ صریح طور پر لڑکے میں جان محسوس ہوئی اور چند منٹ کے بعد ہوش میں آ کر بیٹھ گیا۔

حاشیہ در حاشیہ

اور پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا **شریف احمد** بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہوگیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہوگیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اُس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اُس نے فرمایا ہے انّی احافظ کلّ من فی الدار یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اِس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں ﴿۸۵﴾ خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہوگیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔ اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہوگیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسّر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور مَیں اُس خدا کی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

حد تک کوئی مصیبت اُٹھا کر پھر امن میں داخل کیا جاتا ہے۔ یہی پیشگوئی قادیان کی نسبت ہے چنانچہ صرف ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ بعد اس کے کم ہوتی گئی یہاں تک کہ اب کے سال میں ایک شخص بھی قادیان میں طاعون سے نہیں مرا۔ حالانکہ اردگرد صدہا آدمی طاعون سے فوت ہو گئے۔

۸۳۔ تراسی واں نشان۔ ایک دفعہ میں اپنے اُس چوبارہ میں بیٹھا ہوا تھا جو چھوٹی مسجد سے ملحق ہے جس کا نام خدا تعالیٰ نے بیت الفکر رکھا ہے اور میرے پاس میرا ایک خدمتگار حامد علی نام پیر دبا رہا تھا اتنے میں مجھے الہام ہوا **تـری فـخذًا الیمًا** یعنی تو ایک دردناک ران دیکھے گا۔ میں نے حامد علی کو کہا کہ اس وقت مجھے یہ الہام ہوا ہے اُس نے مجھے یہ جواب دیا کہ آپ کے ہاتھ پر ایک پھنسی ہے شائد اسی کی طرف اشارہ ہو میں نے اُس کو کہا کہ کجا ہاتھ اور کجا ران یہ خیال بیہودہ اور غیر معقول ہے اور پھنسی تو درد بھی نہیں کرتی اور نیز الہام کے یہ معنی ہیں کہ تو دیکھے گا نہ کہ اب دیکھ رہا ہے۔ بعد اس کے ہم دونوں چوبارہ پر سے اُترے۔ تا بڑی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اور نیچے اُتر کر میں نے دیکھا کہ دو شخص گھوڑے پر سوار میری طرف آ رہے ہیں دونوں بغیر کاٹھی کے دو گھوڑوں پر سوار تھے اور دونوں کی عمر بیس[۲۰] برس سے کم تھی وہ مجھے دیکھ کر وہیں ٹھہر گئے اور ایک نے اُن میں سے کہا کہ یہ میرا بھائی جو دوسرے گھوڑے پر سوار ہے درد ران سے سخت بیمار ہے اور سخت لاچار ہے اس لئے ہم آئے ہیں کہ آپ ان کے لئے کوئی دوا تجویز کریں۔ تب میں نے حامد علی کو کہا کہ الحمدللہ کہ میرا الہام اس قدر جلد پورا ہوا کہ صرف اسی قدر دیر لگی کہ جس قدر زینہ پر سے اُترنے میں دیر لگی ہے۔ شیخ حامد علی اب تک موجود ہے جو موضع تھہ غلام نبی کا باشندہ ہے اور ان دنوں میرے پاس ہے۔ کوئی شخص دوسرے کے لئے اپنے ایمان کو ضائع نہیں کر سکتا بلکہ اگر درمیان تعلق مریدی کا ہو اور کوئی شخص اپنے مرید کو یہ کہے کہ میں نے اپنے لئے ایک جھوٹی کرامت بنائی ہے تو میرے لئے گواہی دے۔ تب وہ اپنے دل میں ضرور کہے گا کہ یہ تو ایک مکار اور بدآدمی ہے میں نے ناحق

﴿۲۲۳﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

سینکڑوں شہروں اور قصبوں کے محلے کے محلے خالی ہو گئے اور بعض جگہ ایسی تباہی آئی کہ مردوں کو دفن کرنے کے لئے کوئی آدمی نہیں ملتا تھا اور لاشیں سڑکوں اور گلیوں میں پڑی ہوئی سڑتی تھیں۔ یہ زور ۱۹۰۲ء میں شروع ہوا اور پھر تھوڑے تھوڑے وقفوں کیساتھ دن بدن تیز ہوتا گیا حتّٰی کہ ۱۹۰۳ء سے لے کر ۱۹۰۷ء تک اس کے معراج کا زمانہ تھا۔

اس عرصہ میں جماعت احمدیہ نے اس حیرت انگیز رنگ میں ترقی کی کہ بعض اوقات ایک ایک دن میں پانچ پانچ سو بلکہ اس سے بھی زیادہ آدمیوں کی بیعت کے خطوط پہنچتے تھے اور دنیا گھبرا کر خدا کے مسیح کا دامن پکڑنے کے لئے ٹوٹی پڑتی تھی۔ لوگوں کا یہ غیر معمولی رجوع کسی وہم کی بنا پر نہیں تھا بلکہ ہر غیر متعصب شخص کو یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ اس عذاب کے پیچھے خدا کا ہاتھ مخفی ہے جو اپنی قدیم سنت کے مطابق ماننے والوں اور انکار کرنے والوں میں امتیاز کرتا چلا جا رہا ہے۔ بے شک جیسا کہ الہام میں بھی اشارہ تھا بعض خال خال موتیں احمدیوں میں بھی ہوئیں کیونکہ بسا اوقات جنگ میں فاتح فوج کے بعض سپاہی بھی مارے جاتے ہیں لیکن ان شاذ و نادر اموات کو اس خطرناک ہلاکت سے کوئی نسبت نہیں تھی جو طاعون نے حضرت مسیح موعود کے منکرین میں برپا کی۔ پس لوگوں کا یہ رجوع وہم پر مبنی نہیں تھا بلکہ بصیرت پر مبنی تھا کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ اس وقت خدا کے عذاب کا حقیقی علاج سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے مسیح کی غلامی کو قبول کیا جاوے۔ الغرض ان ایام میں جماعت احمدیہ نے نہایت خارق عادت رنگ میں ترقی کی اور پچھلے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ اس زمانہ میں لوگوں کے رجوع کو دیکھ کر بعض اوقات حضرت مسیح موعودؑ مسکرا کر فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے بہت سے لوگ طاعونی احمدی ہیں کہ جب لوگوں نے دوسرے دلائل سے نہیں مانا تو خدا نے انہیں عذاب کا طمانچہ دکھا کر منوایا۔

اسی طرح اس پیشگوئی کا دوسرا حصہ بھی کامل صفائی سے پورا ہوا یعنی قادیان میں طاعون آئی اور بعض اوقات کافی سخت حملے بھی ہوئے مگر اپنے وعدہ کے مطابق خدا نے اسے اس تباہ کن ویرانی سے

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Silsila-Ahmadiyya-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Silsila-Ahmadiyya-Vol-1.pdf

بچایا جو اس زمانہ میں دوسرے دیہات اور قصبات میں نظر آ رہی تھی اور پھر لطف یہ ہے کہ خدا نے اپنے نشان کو پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کے اردگرد بھی طاعون کی تباہی دکھائی اور آپ کے پڑوسیوں میں کئی موتیں ہوئیں مگر اس سارے عرصہ میں آپ کے مکان میں کسی انسان کا مبتلائے مرض ہونا تو الگ رہا کبھی ایک چوہا تک بھی نہیں مرا۔ اور خدا نے چاروں طرف آگ لگا کر بتا دیا کہ اس وسیع آگ کے میدان میں اگر کوئی امن کی جگہ ہے تو بس یہی ایک مکان ہے جس کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ پھر ایک اور لحاظ سے بھی طاعون نے خدا کے مسیح کی خدمت کی۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے کئی نامور دشمن اس مرض میں مبتلا ہو کر موت کا لقمہ بن گئے۔ مثلاً ۱۹۰۲ء میں ہی جو طاعون کے زور کا پہلا سال تھا سلسلہ احمدیہ کا ایک اشد مخالف مولوی رسل بابا امرتسری جو پنجاب کے حنفیوں کا سرکردہ تھا طاعون سے ہلاک ہوا۔ اسی طرح کئی اور مخالف طاعون کا شکار ہوئے۔ ان ہلاک ہونے والوں میں بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا سن کر اس کے مقابل پر خود اپنے لئے بھی یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مگر خدا نے ایسے لوگوں کو چن چن کر لیا اور جن لوگوں نے ایسا دعویٰ کیا تھا ان میں سے ایک بھی نہیں بچا چنانچہ ہم ان میں سے بعض کا ذکر آگے چل کر کریں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا خلاصہ :۔ جب ۱۹۰۲ء میں طاعون کا زور ہونے لگا تو حضرت مسیح موعود نے اپنی جماعت کو نصیحت اور لوگوں کو تباہی سے بچانے کے لئے ایک کتاب لکھ کر شائع فرمائی جس کا نام آپ نے ''**کشتی نوح**'' رکھا۔ گویا اس تباہی کے طوفان میں ایک نوحؑ کی کشتی تھی جس میں بیٹھ کر لوگ اس ہلاکت سے بچ سکتے تھے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنی تعلیم کا خلاصہ پیش کیا اور بتایا کہ آپ اپنی جماعت سے کن عقائد اور کن اعمال کی توقع رکھتے ہیں۔ ہم اس تعلیم کا ضروری اقتباس اس جگہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔ آپ نے لکھا۔

''اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس

43۔ طاعون کی دعا/طلبگار کمبخت

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۸ ۵۳۳ نزول المسیح

﴿۱۵۵﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں میری تائید میں بیان فرمائیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۳	آج سے نو برس پہلے	اسی طرح اس زمانہ میں جب کہ بمبئی میں بھی طاعون کا نام و نشان نہ تھا طاعون کے آنے کے لئے دعا کی گئی اور وہ دعا منظور ہوگئی چنانچہ ۱۳۱۱ ہجری میں جس کو نو برس ہو گئے یہ دعائیہ شعر حمامة البشریٰ میں موجود ہے۔ فَلَمَّا طَغَى الْفِسْقُ الْمُبِيْدُ بِسَيْلِهٖ تَمَنَّيْتُ لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبِّرُ دیکھو صفحہ اول قصیدہ حمامۃ البشریٰ یعنی جب فسق کا طوفان برپا ہوا تو میں نے خدا سے چاہا کہ طاعون آوے۔	چھ سال کے بعد اول بمبئی میں طاعون پھوٹ پڑی
پیشگوئی نمبر ۳۴	۱۸۹۷ء	ایسا ہی طاعون کے بارے میں رسالہ سراج منیر صفحہ ۵۹ میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ جن لوگوں نے لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کو قبول نہیں کیا تھا ان پر بھی طاعون کی بلا نازل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا[1] یعنی جنہوں نے گوسالہ کو عزت دی اور اس کی پرستش کی ان پر غضب آئے گا اور ذلت کی مار ان پر پڑے گی سو دنیا میں غضب نازل ہونے سے مراد طاعون ہے اور اسی کتاب کے صفحہ ۶۰ میں طاعون کی نسبت یہ الہام بھی لکھا تھا یا مسیح الخلق عدوانا یعنی طاعون کے غلبہ کے وقت لوگ کہیں گے کہ اے مسیح ہماری شفاعت کر۔ اور اس کتاب کے شائع کرنے پر آج سے جو ۱۸ جولائی ۱۹۰۲ء ہے پانچ برس گذر گئے	اس پیشگوئی سے چھ سال بعد پنجاب میں طاعون پھیل گئی
زندہ گواہ رویت نمبر ۳۳ و ۳۴		ان دونوں پیشگوئیوں نمبر ۳۳ و ۳۴ کے ثبوت میں سرکاری نقشجات کافی ہیں جن کا ہم صفحہ ۱۵۳ و ۱۵۴ میں ذکر کر آئے ہیں۔	

[1] الاعراف : ۱۵۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

﴿۱۵۲﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی کی خارق عادت پیشگوئیاں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
پیشگوئی نمبر ۳۴		اور اس زمانہ میں طاعون کے پھیلنے کی کچھ بھی امید نہ تھی پس دیکھو یہ کس قدر عظیم الشان غیب کی خبریں ہیں جو برابر بائیس برس سے مسلسل طور پر شائع ہو رہی ہیں اور متواتر خبر دی گئی کہ ملک میں طاعون آنے والی ہے۔	
پیشگوئی نمبر ۳۵	محرم ۱۳۱۲ ہجری	عرصہ نو برس کا جاتا ہے کہ کتاب سر الخلافۃ کے صفحہ ۶۲ میں مخالفوں پر تباہی پڑنے اور نیز طاعون نازل ہونے کے لئے دعا کی گئی تھی سو اب تک ہزارہا مخالف طاعون اور دوسری آفات سے ہلاک اور تباہ ہو چکے ہیں اور وہ دعا یہ ہے۔ وحذرت من عادی الصلاح و مفسدا و نزّل علیہ الرجز حقًا و دمّر وفرّج کروبی یا کریمی و نجّنی و مزّق خصیمی یا الٰہی و عفّر ترجمہ: یعنی اے میرے خدا ہر ایک پر جو مفسد ہے طاعون نازل کر یا کسی دوسری موت سے ہلاک کر یا کوئی اور مواخذہ کر اور مجھے غموں سے نجات بخش اور میرے دشمن کو پارہ پارہ کر اور خاک میں ملا دے اور خاک سے آلودہ کر اور خاک میں غلطاں پیچاں کر۔ سو ملک میں طاعون نازل ہو کر ہزارہا جیل جو ہمارے سلسلہ کے دشمن تھے طاعون سے فوت ہو گئے۔ ابھی آئندہ کی خبر نہیں ماسوا اس کے جو منتخب مولوی تھے بعض ان میں اندھے ہو گئے اور بعض کانے ہو گئے اور بعض دیوانے اور بہت سے ان میں سے مر گئے چنانچہ بر طبق اس دعا کے مولوی شاہ دین دیوانہ ہو گیا۔ رشید احمد اندھا ہو گیا۔	طاعون کے دنوں میں
زندہ گواہ رویت کے		پیشگوئی نمبر ۳۵ کے ثبوت کے لئے بھی سرکاری تشخیصات کافی ہیں اور یہ پیشگوئی کتاب سر الخلافہ میں موجود ہے۔	

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

إلٰهی بوجهک أدرِکِ العبدَ رحمةً تـعـالَ إلی عبدٍ ذلیـلٍ مُکفَّرِ
ومِن قبلِ هذا کنتَ تسمع دعوتی وقد کنتَ فی المضمار ترسی ومأزری
إلٰهی أغِثْنی یا إلٰهی أمِدَّنی و بَشِّرْ مقصودی حنانًا وخَبِّرِ
أرِنی بنورک یا ملاذی ومَلجَئی نعوذ بوجهک من ظلامٍ مُدَعْثِرِ
وخُذْ رَبِّ مَن عادَی الصلاحَ ومفسدًا ونَـزِّلْ علیه الرِّجزَ حقًّا ودَمِّرِ
وکُنْ ربِّ حنّانًا کما کنتَ دائمًا وإن کنتُ قد غادرتُ عهدًا فذَکِّرِ
وإنّک مولی راحمٌ ذو کرامةٍ فبَعِّدْ عنِ الغلمان یومَ التشوُّرِ
أری لیلةً لیلاءَ ذاتَ مخافةٍ فَهَنِّئ وبَشِّرْنا بیوم عبقری
وفَرِّجْ کُروبی یا کریمی ونَجِّنی ومَزِّقْ خصیمی یا إلٰهی وعَفِّرِ
ولیستْ علیک رموزُ أمری بغُمّةٍ وتعرف مستوری وتدری مقعّری
زلالُک مطلوبٌ فأخرِجْ عُیونَه جلالُک مقصودٌ فأیِّدْ وأظْهِرِ
وجدناک رحمانًا فما الهَمُّ بعدَهُ نعوذ بنورک من زمانٍ مُکوِّرِ
وآخر دعوانا أنِ الحمدُ کلُّهُ لربٍّ کریمٍ قادرٍ ومیَسِّرِ

الوصیّة

إنّ من السهوڈ☆ أن القدح یوجب القدح، والمدح یوجب المدح. فإنک إذا قلتَ لرجل إنّ أباک رجل شریف صالح، فلن یقول لأبیک إنه شریر طالح، بل یرضیک بکلام زکّاه، ویمدح أباک کمثل مَدْحٍ مدحتَ به أباه، بل یذکره بأصفاه وأعلاه، وأما إذا شتمتَ فیکلّم کما کلّمتَ. فکذلک الذین یسبّون الصدّیق والفاروق، فإنما هم یسبّون علیًّا ویؤذونه ویُضیعون الحقوق. فإنک إذا قلتَ إن أبا بکر کافر، فقد هیّجتَ محبَّ الصدّیق الأکبر لأن یقول إنّ علیًّا أکفرُ؛ فما شتمتَ الصدّیق، بل شتمتَ علیًّا وجاوزتَ الطریق. وإنک لا تسبّ أبا أحد لئلا

☆ لعله سهو الناسخ والصحیح ''المشهود''. (الناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

تضاد:

۵۴۹

(الرعد : ۴۲) یعنی ہم دور دور سے زمین کو گھٹاتے چلے آتے ہیں یہ عادت اللہ ہے کہ اول عذاب ایسے لوگوں سے شروع ہوتا ہے جو دور دور ہوتے ہیں اور ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں۔ بیوقوف یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف انہیں کے لئے ہے ہمارے لئے نہیں مگر عذاب لپک کر ان تک پہنچتا ہے جن کو خبر نہیں ہوتی اور بے پروا ہوتے ہیں خدا تعالیٰ کی اس میں حکمتیں ہوتی ہیں وہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ اور شوخی کرلیں لوگوں کو اس طاعون کی خبر نہیں ہے وہ مجھے لکھتے ہیں اور اشتہاروں میں شائع کرتے ہیں کہ یہ بھی ایک مرض ہے جس کا علاج ہو سکتا ہے اب ان پر لازم ہے کہ ڈاکٹروں سے علاج کروائیں۔ آخر سول (CIVIL) نے لکھ دیا کہ ہم کہاں تک اس پر پردہ ڈالیں خود گورنمنٹ کو بھی اس ٹیکہ سے تکلیف پہنچی ہے۔

ملفوظات جلد دوم،
طبع جدید

طاعون کی اقسام

فرمایا:۔

طاعون تین قسم کی ہے ایک خفیف جس میں صرف گلٹی نکلتی ہے اور تپ نہیں ہوتا۔ دوسری اس سے تیز کہ اس میں گلٹی کے ساتھ تپ بھی ہوتا ہے تیسری سب سے تیز اس میں تپ نہ گلٹی۔ بس آدمی سویا اور مر گیا ہندوستان کے بعض دیہات میں ایسا ہی ہوا ہے کہ دس آدمی رات کو سوئے تو صبح کو مرے ہوئے پائے گئے۔ اس کا اصل باعث طعن ہے یہ لوگ ٹھٹھہ کرتے ہیں مگر ان کو پتہ لگ جائے گا جو مخالف بکواس کیا کرتے ہیں ان پر یک لخت پتھر نہیں پڑا کرتے اول ان کو دور سے آگ دکھائی جاتی ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔

خدا تعالیٰ اِس وقت اپنا چہرہ دکھلانا چاہتا ہے

شیخ نور احمد صاحب نے عرض کی حضور اب بھی مخالف کہتے ہیں کہ ہمیں طاعون کیوں نہیں ہوتی۔ فرمایا :۔

قرآن میں بھی یہی لکھا ہے کہ وہ لوگ خود عذاب طلب کرتے تھے کمبخت یہ نہیں کہتے کہ دعا کرو کہ ہمیں ہدایت ہو جائے طاعون ہی مانگتے ہیں دراصل یہ لوگ دہریہ ہیں خدا پر ان لوگوں کو ایمان نہیں ہے خدا تعالیٰ اس وقت اپنا چہرہ دکھلانا چاہتا ہے۔ اس وقت جس قدر عیاشی، فسق و فجور۔ حقوق العباد میں غصب وغیرہ ہو رہے ہیں کیا اس کی کوئی حد ہے۔ ہمیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ دکانداروں کی طرح ایک دوکاندار ہے مگر عنقریب خدا تعالیٰ ان کو بتلا دے گا کہ دکان تو ہے مگر خدا تعالیٰ کی دکان ہے ایک صریح کشش آسمان سے ہے اور صریح خدا تعالیٰ کے ارادے معلوم ہیں کہ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-2.pdf

44۔ طاعون زدہ علاقہ سے باہر نکلنا ممنوع/علاقہ میں رہنا ممنوع

قول:

مجموعہ اشتہارات جلد 3 ۴۶۷ **لنگر خانہ کے انتظام کے لیے**

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-V2.pdf

اور چراغ اور چارپائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں۔ ان سب کو جمع کرکے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے۔ اس خرچ کے لئے خاص خدا تعالیٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے کہ اب تک ہمیں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہیں آیا۔ مگر چونکہ ہر ایک امر جس کے ساتھ کوئی انتظام نہیں موجب ابتلاء ہوتا ہے اور سلسلہ غموں کا اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے اس پُرتشویش وقت میں کہ جبکہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہیں، کوئی انتظام توکلاً علی اللہ ضروری ہے۔ بالخصوص جبکہ قحط کے دن بھی شدت کرتے جاتے ہیں اور طاعون٭ کے دن بھی ہیں۔ اس لئے میں نے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جس کو میں اپنے ساتھ رکھتا ہوں، اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا اعتبار نہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ غربا اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتوں کو سُنے اور سمجھے۔ اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوئے ہیں لیکن میں سُنّت انبیاء علیہم السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر میں رہتا ہوں کہ ایک گروہ حق کے طالبوں کا ہمیشہ میرے پاس رہے۔ اور نیز دُور دُور سے لوگ آویں اور اپنے شُبہات پیش کریں اور میں ان شبہات کو دُور کروں اور نیز ایسے لوگ آویں جو خدا تعالیٰ کی راہ مجھ سے سیکھنا چاہتے ہیں اور نیز یہ کہ جو کچھ مَیں لکھوں وہ کتابیں چھپتی رہیں۔ اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا بھی تعلق ہے اور اس کا انتظام خرچ بھی ابھی ناقص اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور مَیں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ جو لڑکے اس مدرسہ میں پڑھیں گے وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی

٭ چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لئے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقوں میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے نکل کر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی روکیں۔ اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔ توبہ و استغفار کریں اور راتوں کو اُٹھ کر دعائیں کریں کہ یہی ضروری چیز اور حرز ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-2.pdf

ایک الہام کی تشریح

حضرت اقدسؑ نے اپنا ایک پرانا الہام سُنایا - یَا یَحْیٰی خُذِ الْکِتَابَ بِقُوَّۃٍ وَّ الْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔

اور فرمایا کہ :

اس میں ہم کو حضرت یحییٰؑ کی نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا - جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے تھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہل حدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

ملفوظات جلد دوم

اذان کے وقت کوئی اور نیکی کا کام کرنا

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سُنا رہا تھا۔ اذان ہونے لگی۔ وہ چُپ ہوگیا۔ فرمایا :

"پڑھتے جاؤ۔ اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے۔

طاعون زدہ علاقہ میں جانے کی ممانعت

ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرے اہل خانہ اور بچے ایک ایسے مقام میں ہیں جہاں طاعون کا زور ہے۔ میں گھبرایا ہوا ہوں اور وہاں جانا چاہتا ہوں۔ فرمایا :

" مت جاؤ - وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (البقرہ : ۱۹۶) پچھلی رات کو اٹھ کر اُن کے لیے دُعا کرو۔ یہ بہتر ہوگا بہ نسبت اس کے کہ تم خود جاؤ۔ ایسے مقام پر جانا گناہ ہے۔"

قرآنی الفاظ میں الہامات کی حکمت

حضرت اقدس کو الہام ہوا۔ اَنْتَ مَعِیْ وَاَنَا مَعَکَ - اِنِّیْ بَایَعْتُکَ بَایَعَنِیْ رَبِّیْ۔ فرمایا کہ :

اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے کہ قرآن شریف کو حل کیا جاوے اس واسطے اکثر الہامات جو قرآن شریف کے الفاظ میں ہوتے ہیں۔ ان کی ایک عملی تفسیر ہو جاتی ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ یہ دکھانا چاہتا ہے کہ یہی زندہ اور بابرکت زبان ہے اور تاکہ ثابت ہو جاوے کہ تیرہ سو سال اس سے قبل ہی اسی طرح یہ خدا کا کلام نازل ہوا۔

تضاد:

دیکھو۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دو۔ اس وقت بھی بعض نادان لوگ کہنے لگ گئے تھے کہ اب خدا مفلس اور محتاج ہو گیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ایسے الفاظ استعمال نہ کرتا۔ اصلیت دیکھنی چاہیئے۔ قرض کا مفہوم تو صرف اس قدر ہے کہ وہ شیئے جس کے واپس دینے کا وعدہ ہو۔ ضروری نہیں کہ لینے والا مفلس بھی ہو۔ ایسی باتیں ہر کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کو لوگوں کو کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں بیمار تھا تم نے بیمار پُرسی نہ کی۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ تو سب استعارات ہوتے ہیں۔[1]

ملفوظات جلد 3

طاعون کی جگہ کو چھوڑنا چاہیئے

حکیم محمد حسین صاحب قریشی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

لاہور میں اکتوبر کے ماہ میں طاعون کا خوف معلوم ہوتا ہے۔ آپ ہمارے پہلے اصول کو یاد رکھیں کہ جب اردگرد طاعون کا غلبہ ہو یا مکان میں چوہے مریں تو فوراً اس مکان کو چھوڑ دو اور شہر سے باہر کہیں کھلی ہوا میں اپنے لیے جگہ بناؤ۔ باہر نکل کر بھی اس امر کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ پھر ایک ہی جگہ بہت سے آدمی جمع ہو کر وہی صورت خراب ہوا کی پیدا نہ کریں جو شہر میں تھی۔ سنتِ انبیاء یہی ہے کہ ایسی جگہ سے بھاگ جانا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کرنا اچھا نہیں۔

چوہوں کو ختم کرنے کا بہتر ذریعہ

ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ اس گاؤں میں سرکار کی طرف سے پنجرے لے کر آیا ہے کہ چوہوں کو مارا جائے۔

فرمایا:۔

ہمارے گھر میں تو ایسے موقعہ پر بلیاں جمع ہو جاتی ہیں۔ پنجروں کی نسبت بلیوں کی خدمات ایسے موقعہ پر بہتر معلوم ہوتی ہیں کیونکہ بلی کے خوف سے چوہے بھاگ جاتے ہیں۔

طاعون ایک خوفناک بیماری

فرمایا:۔

طاعون ایک بے نظیر وبا ہے۔ اس کے اثر سے نہ صرف انسان مرتے ہیں بلکہ جانوروں پر بھی پڑتی ہے۔ سرگودھا کے علاقہ میں سُنا گیا ہے کہ جنگل میں گلہریاں، بھیڑیئے اور

---

[1] الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۰ صفحہ ۸ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-3.pdf

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمام مریدوں کیلئے عام ہدایت

2

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب ویسرائے گورنر جنرل ہند اس تجویز کو طاعون کے علاج کے لیے پسند فرماتے ہیں کہ جب کسی گاؤں یا شہر کی کسی محلہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے اس محلے کے لوگ جن کا محلہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلا توقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے رہائش اختیار کریں سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہیئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنیوالے ٹھہریں گے۔ عذاب کی جگہ سے بھاگنا انسان کی عقلمندی میں داخل ہے کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتوحات ملک شام کے بعد اس ملک کو دیکھنے کے لیے گئے تو کسیقدر مسافت طے کرنیکے بعد معلوم ہوا کہ اس ملک میں سخت طاعون کا زور ہے تب حضرت عمرؓ نے یہ بات سنتے ہی واپس جانیکا قصد کیا اور آگے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تب بعض لوگوں نے عرض کی کہ یا خلیفۃ اللہ کیوں آپ ارادہ کو ملتوی کرتے ہیں کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں ایک تقدیر سے بھاگ کر دوسری تقدیر کی طرف جاتا ہوں۔ سو انسان کو نہیں چاہیئے کہ دانستہ ہلاکت کی راہ اختیار کرے۔

خوب یاد رکھو کہ جو کچھ یہ گورنمنٹ عالیہ کر رہی ہے اپنی رعایا کی بہبودی کے لیے کر رہی ہے اور رعایا کی جان کی حفاظت کے لیے ابتک کئی لاکھ روپیہ ضایع ہو چکا ہے۔ اس شخص جیسا کوئی نادان نہیں کہ جو گورنمنٹ کے ان کاموں کو بدظنی سے دیکھتا ہے۔ سو اے میری جماعت! تم اطاعت کرنے میں سب سے پہلے اپنا نمونہ دکھلاؤ اسی میں تمہاری بہتری ہے تم اب خدا کے فضل سے چار لاکھ کے قریب ہو اور تمہارا نمونہ بہتوں کی جان کو بچائیگا۔ میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ اگر تمہارے کسی شہر میں خدانخواستہ یہ وبا ظاہر ہو جائے تو سب سے پہلے تم اس زمین کو چھوڑ دو جو طاعون سے آلودہ ہے ہاں میں اسیقدر پر کفایت نہیں کرونگا کہ تم اس زمین کو چھوڑ دو بلکہ اے خدا کے بندو! میں سب سے بھی تمہیں اطلاع دیتا ہوں

3

ریویو، جلد 6، نمبر 9، صفحہ 365، ماہ ستمبر 1907

45۔ میر عباس کی تعریف/مخالفت

قول:

نہیں سمجھا اور اس کا شکر ادا نہیں کیا۔ بلکہ جاہلوں کی طرح شک میں پڑے۔ سو اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہونچ گئی ہیں۔ تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں۔ جو نور محمدی اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو۔ اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلادیں۔ اس عاجز کے صادق دوستوں کی تعداد ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ جن میں سے ایک آپ ہیں۔ اور باقی لوگ لاپروا اور غافل ہیں۔ بلکہ اکثروں کے حالات ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ کہ وہ اپنی تیرہ باطنی کے باعث سے اس کارخانہ کو کسی مکر اور فریب پر مبنی سمجھتے ہیں۔ اور اس کا مقصود اصلی دنیا ہی قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ خود جیفۂ دُنیا میں گرفتار ہیں۔ اس لئے اپنے حال پر قیاس کر لیتے ہیں۔ سو ان کی روگردانی بھی خداوند کریم کی حکمت سے باہر نہیں۔ اس میں بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔ جو پیچھے سے ظاہر ہوں گی اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ مگر اپنے دوستوں کی نسبت اس عاجز کی یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے صدق کا اجر بخشے۔ اور ان کو اپنی استقامت میں بہت مضبوط کرے۔ چونکہ ہر طرف ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے۔ اس لئے صادقوں کو کسی قدر غم اٹھانا پڑیگا۔ اور اس غم میں ان کے لئے بہت اجر ہیں۔ ۹ر فروری ۱۸۸۳ء مطابق ۳۰ ربیع الاول ۱۳۰۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و نظر اللہ ستر جابہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد ہذا آنمخدوم کی سعی و کوششوں سے اس عاجز کو بہت مدد ملی ہے۔ یہ خداوند کریم کی عنایات میں سے ہے۔ کہ اس نے اپنے مخلص بندوں کو اس طرف ایمانی جوش بخشا ہے۔ سو چونکہ عمل وہی معتبر ہے۔ جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ اور صدق اور وفاداری سے انجام پذیر ہو۔ اور اس پُر فتنہ زمانہ میں اخیر تک صدق اور وفا کو پہونچانا اور بد باطن لوگوں کے وساوس سے متاثر نہ ہونا سخت مشکل ہے۔ اس لئے خداوند کریم سے التجا ہے۔ کہ وہ اس عاجز کے دوستوں کو جو ابھی تین چار سے زیادہ نہیں۔ آپ سکینت اور تسلی بخشے۔ زمانہ نہایت پُر آشوب اور فریبوں اور مکاریوں کی افراط نے بدظنیوں اور بدگمانیوں کو افراط تک پہنچا دیا ہے۔ ایسے زمانہ میں صداقت کی روشنی ایک نئی بات ہے۔ اور اس پر وہی قائم رہ سکتے ہیں جن کے دلوں کو خداوند کریم آپ مضبوط کرے۔ اور چونکہ خداوند کریم کی بشارتوں میں تبدیلی نہیں۔ اس لئے امید ہے۔ کہ وہ اس ظلمت میں سے بہت سے نورانی دل پیدا کر کے دکھلا دیگا۔ کہ وہ ہر چیز پر

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Maktoobat-e-Ahmad-Vol-1.pdf

بیرونی فسادوں کا یہ حال ہے۔ کہ چاروں طرف سے دشمن اپنے اپنے تیر چھوڑ رہے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ بالکل اسلام کو نیست و نابود کر دیں۔ حقیقت میں یہ ایسا پُر آشوب زمانہ ہے۔ کہ اسلامی زمانوں میں کہیں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ پہلے لوگ صرف غفلت اور کم توجہی سے اسلام کے مخالف تھے۔ مگر اب دو فرقہ اسلام سے مخالف ہیں ایک تو وہی غافل اور کم توجہ لوگ۔ دوسرے وہ لوگ پیدا ہو گئے۔ کہ جو شرارت اور خبث سے عقل کی بد استعمالی سے اسلام پر حملہ کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جو علوم کی نئی روشنی کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور متبعین شریعت اسلام کو کہتے ہیں۔ کہ یہ پورانے خیالات کے آدمی ہیں۔ اور یہ سادہ لوح اور وہم وانا ہیں پس ایسے دنوں میں خداوند کریم کا یہ نہایت فضل ہے۔ کہ اپنے عاجز بندہ کو اس طرف توجہ دی ہے اور دن رات اُس کی مدد کر رہا ہے۔ تا باطل پرستوں کو ذلیل اور رسوا کرے۔ چونکہ ہر حملہ کی مدافعت کے لئے اس سے زبردست حملہ چاہئے۔ اور قوی تاریکی کے اُٹھانے کے لئے قوی روشنی چاہئے۔ اس لئے یہ امید کی جاتی ہے۔ اور آسمانی بشارات بھی ملتے ہیں۔ کہ خداوند کریم اپنے زبردست ہاتھ سے اپنے عاجز بندہ کی مدد کرے گا۔ اور اپنے دین کو روشن کر دے گا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ حصہ چہارم کچھ تھوڑے توقف کے بعد شروع کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ تمام کام قوت الٰہی کر رہی ہے۔ اور اُسی کی مصلحت سے اس میں توقف ہے۔ اس لئے مومنین مخلصین نہایت مطمئن رہیں۔ کہ جیسے خداوند کریم کے کامل اور قوی کام ہیں۔ اسی طرح وہ وقتاً فوقتاً کتاب کے حصص کو نکالیگا وھو احسن الخالقین والسلام علیکم وعلیٰ اخوانکم من المومنین۔ ۲۲ جنوری ۱۸۸۳ء۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۰۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (مکتوب نمبر ۱۲)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کے عنایت نامجات کو پڑھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ خداوند تعالیٰ حقیقی استقامت سے حظ وافر آپ کو بخشے۔ میں آپ کی ذات میں بہت ہی نیک طینتی اور سلامت روشی پاتا ہوں۔ اور میں خداوند کریم کی نعمتوں میں سے اس نعمت کا بھی شکرگذار ہوں۔ کہ آپ جیسے خالص دوست سے رابطہ پیدا ہوا ہے۔ خداوند کریم اس رابطہ کو اُس مرتبہ پر پہنچاوے۔ جس مرتبہ پر وہ راضی ہے۔ نماز تہجد اور اوراد معمولی میں آپ مشغول رہیں۔ تہجد میں بہت سے برکات ہیں۔ بیکاری کچھ چیز نہیں۔ بیکار اور آرام پسند کچھ وزن نہیں رکھتا۔ وقال اللہ تعالیٰ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Maktoobat-e-Ahmad-Vol-1.pdf

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (نمبر ۱۰)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ خداوند کریم کا کیا شکر کیا چاہیئے۔ کہ اُس نے اپنے تفضلات قدیم سے آپ جیسے ولی دوست بہم پہونچائے۔ اگرچہ آپ کا اخلاص کامل اس درجہ پر ہے۔ کہ اس عاجز کا دل بلا اختیار آپ کی دعا کے لئے کھینچا چلا جاتا ہے۔ پر جس ذات قدیم نے آپ کو یہ اخلاص بخشا ہے۔ اُس نے خود آپ کو چُن لیا ہے۔ تب ہی یہ اخلاص بخشا ہے وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء بخدمت مخدومی مولوی عبد القادر صاحب بعد سلام مسنون عرض یہ ہے۔ کہ جو کچھ آپنے سمجھا ہے۔ نہایت بہتر ہے۔ دنیا میں دعا جیسی کوئی چیز نہیں الدعا مخ العبادۃ۔ یہ عاجز اپنی زندگی کا مقصد اعلیٰ یہی سمجھتا ہے۔ کہ اپنے لئے اور اپنے عزیزوں اور دوستوں کے لئے ایسی دعائیں کرنے کا وقت پاتا رہے۔ کہ جو رب العرش تک پہونچ جائیں۔ اور دل تو ہمیشہ تڑپتا ہے۔ کہ ایسا وقت ہمیشہ میسر آجایا کرے۔ مگر یہ بات اپنے اختیار میں نہیں۔ سو اگر خداوند کریم چاہیگا۔ تو یہ عاجز آپکے لئے دُعا کرتا رہیگا۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے۔ کہ سچا تعلق وہی ہے۔ جس میں سرگرمی سے دعا ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی بزرگ کا مرید ہے۔ مگر اُس بزرگ کے دل میں اس شخص کی مشکل کشائی کے لئے جوش نہیں۔ اور ایک دوسرا شخص ہے جس کے دل میں بہت جوش ہے۔ اور وہ اُسی کام کے لئے ہو رہا ہے۔ کہ حضرت احدیّت سے اُس کی رستگاری حاصل کرے۔ سو خدا کے نزدیک سچا رابطہ یہ شخص رکھتا ہے غرض پیری مریدی کی حقیقت یہی دعا ہے۔ اگر مرشد عاشق کی طرح ہو۔ اور مرید معشوق کی طرح۔ تب کام نکلتا ہے۔ یعنے مرشد کو اپنے مرید کی سلامتی کے لئے ایک ذاتی جوش ہو۔ تا وہ کام کر دکھاوے۔ سرسری تعلقات سے کچھ ہو نہیں سکتا۔ کوئی نبی اور ولی قوت عشقیہ سے خالی نہیں ہوتا۔ یعنے اُن کی فطرت میں حضرت احدیّت نے بندگان خدا کی بھلائی کے لئے ایک قسم کا عشق ڈالا ہوا ہوتا ہے۔ پس وہی عشق کی آگ اُن سے سب کچھ کراتی ہے۔ اور اگر اُن کو خدا کا یہ حکم بھی پہنچے۔ کہ اگر تم دعا اور غمخواری خلق اللہ نہ کرو۔ تو تمہارے اجر میں کچھ قصور نہیں۔ تب بھی وہ اپنے فطرتی جوش سے رہ نہیں سکتے۔ اور اُن کو اس بات کی طرف خیال بھی نہیں ہوتا۔ کہ ہم کو

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Maktoobat-e-Ahmad-Vol-1.pdf

حاصل ہو۔

گر ایں کفر م بدست آید برو قربان کنم دین ؛ خدا و خدا امیر اہم برین کفر و بریں آئین

حضرت افضل الرسل خیر الرسل فخر الرسل محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اور اس کے پاک اور کامل حدیث اور خدا کا سچا نور اور بلاریب کلام ترک کرکے پھر اور کونسی پناہ ہے۔ جس طرف رُخ کریں۔ اور اُس سے زیادہ کون سا چہرہ پیارا ہے۔ جو ہماری دلبری کرے۔

گر مہر خویش بر کنم از روئے دلبرم ؛ آن مہر بر کہ افگنم آن دل کجا برم

من آں نیم کہ چشم بہ بندم ز روئے تو ؛ ور بینم ایں کہ تیر ببارید برابرم

آپ کسی کی بات کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اور عاشق صادق کی طرح قول سے فعل سے وجہ سے ثنا سے متابعت سے فنا فی الرسول ہو جائیں۔ کہ سب برکات اس میں ہیں۔ اکثر لوگوں پر عادت اور رسم غالب ہو رہی ہے۔ اور بڑی بڑی زنجیریں پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور کوئی اس طرف نہیں آ سکتا۔ مگر جس کو خدا کھینچکر لاوے۔ سو صبر سے استقامت سے۔ اُن کے جور و جفا کا تحمل کرنا چاہئے۔ دُنیا داروں سے دوستی رکھتی ہے۔ جو دُنیا سے مشابہ ہوتے ہیں۔ مگر جو خدا کے بندہ ہیں۔ گو وہ کیسے ہی تنہا اور غریب ہوں۔ تب بھی خدا اُن کے ساتھ ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ مُسْرِفٌ کَذَّابٌ۔ آپکے سب دوستوں کو سلام مسنون پہونچے۔ ۱۹۔ اگست ۱۸۸۳ء مطابق ۱۹ شوال ۱۳۰۰ھ

[حاشیہ: [illegible]]

[حاشیہ: فنا فی الرسول]

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۲۵

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ یہ عاجز دُعا سے غافل نہیں۔ مگر ہر ایک امر وقت پر موقوف ہے۔ اور آپ میں آثار سعادت اور رشد کے ظاہر ہیں۔ کہ آپ کی حقیقت بینی پر نظر ہے۔ اور صدق اور وفا اور حسن ظن کا خلق موجود ہے۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جس کو مولیٰ کریم کی طرف سے عطا کی جاتی ہیں۔ اس کے لئے استقامت کا عطا ہونا ساتھ ہی مقدر ہوتا ہے۔ خداوند تعالےٰ بغایت درجہ کریم و رحیم ہے۔ وہ جس دل میں ایک ذرہ بھی اخلاص و صدق پاتا ہے۔ اُس کو ضایع نہیں کرتا۔ آپ بعض اپنے دوستوں کے تغیر حالت سے دل شکستہ نہ ہوں۔ مولوی صاحب کی وہ حالت ہے۔ کہ جو انہوں نے ارادت کے وقت اس عاجز کو شناخت کیا۔ اور رشتہ ارادت کے

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Maktoobat-e-Ahmad-Vol-1.pdf

اپنی جان کی حفاظت کیلئے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی واللّٰہ یعصمک من الناس یعنی
خدا تجھکو لوگوں سے بچائیگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کو رخصت کر دیا اور فرمایا
کہ اب مجھ کو تمہاری حفاظت کی حاجت نہیں۔ سو اسی طرح سمجھتا ہوں کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا کہ
اگر تمام لوگ منہ پھیر لیں تو میں زمین کے نیچے سے یا آسمان کے اوپر سے مدد کر سکتا ہوں۔ پھر جب قادر رحمان رحیم ساتھ ہے
اور اُس کی طرف سے مواعید ہیں تو کیا غم ہے۔ دنیا اور کیا چیز ہیں اور کیا حقیقت۔ تا ان کے سامنے لجاجت کی جاوے اور اگر خدا
چاہتا تو اُن کو ایسا سخت دل کر دیتا کہ پاس آنا بھی نہ چاہتا تا اُس کے نشان ظاہر ہوں۔ تاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۳ء مطابق ۱۱ ذوالحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

۳۳
مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ۔ بعد ہذا آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچ کر
باعث مسرت خاطر ہوا۔ آپ نے بہت کچھ کوشش کی ہے اور مجھ کو یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا اجر ضائع نہیں کریگا
سو گو آپ کیسی ہی تکالیف کشائی ہوں پھر جبکہ مولیٰ کریم کی راہ میں ہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ اُس کریم مطلق نے
اس تکلیف کشی کے لائق سمجھا۔ اس عاجز کو خداوند کریم نے ایک خبر دی تھی جس کو حصہ ثالث میں چھاپ دیا تھا یعنی یہ کہ
ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء یعنی تیری مدد وہ مرد انجام کریں گے جن کے دل میں ہم آسمان سے
آپ ڈالیں گے۔ سو الحمد للّٰہ والمنۃ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ اس عاجز کے انصار میں سے بنایا اور اس عاجز کو آپ کے وجود سے
فخر ہے۔ اور اپنے خداوند کریم کی طرف سے آپ کو ایک رحمت مجسم خیال کرتا ہے۔ اگر لوگ روگرداں ہیں اور متوجہ نہیں ہوتے
تو آپ اس سے ذرا متفکر نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ ہر یک دل پر متصرف ہے اور اُس کا قوی ہاتھ ذرہ ذرہ پر قابض ہو رہا ہے اگر وہ چاہتا تو دلوں
میں ارادت پیدا کر دیتا۔ مخلوق کیا چیز ہے اور اُس کی ہستی کیا حقیقت ہے۔ لیکن اُس نے یہ نہیں چاہا بلکہ توقف اور آہستگی
سے کام کرنا چاہا ہے۔ سب کچھ وہی کرتا ہے۔ وہ دوسرا کون ہے جو اُس کا حارج ہو رہا ہے۔ بارہا اس عاجز کو حضرت احدیت کے
مخاطبات میں ایسے کلمات فرمائے گئے ہیں جن کا ماحصل یہ تھا کہ سب دنیا پنجۂ قدرت احدیت میں مقہور اور مغلوب ہے
اور تصرفات الٰہیہ مومیٰ آسمان میں کام کر رہے ہیں۔ چند روز کا ذکر ہے کہ یہ الہام ہوا۔ ان تمسسک بضر فلا
کاشف لہٗ الا ھو وان یردک بخیر فلا راد لفضلہ الم تعلم ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر
ان وعد اللّٰہ لآت۔ سو خدا تعالیٰ اپنے کلمات مقدسہ سے اس قدر اس عاجز کو تقویت دیتا ہے کہ پھر اُس کے غیر سے
نہ کچھ خوف باقی رہتا ہے اور نہ اُس کو امید گاہ بنایا جاتا ہے۔ جب یہ عاجز اپنے معروضات میں لطف و لذیذ کلمات حضرت

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Maktoobat-e-Ahmad-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Maktoobat-e-Ahmad-Vol-1.pdf

اس مخدوم اس بات کو پہلے سے یاد رکھیں کہ صرف ایک رات رہنے کی گنجائش ہوگی کیونکہ بشرط زندگی خیریت کہ جو حضرت خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے۔ ۲۶ دسمبر ۱۸۸۳ء تک عاجز قادیان میں واپس آ جانا ہے۔ اُن سے وعدہ ہو چکا ہے والامر کلہ فی ید اللہ اور ایک دن کے لئے آنا بھی ہنوز ایک خیال ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ اگر خداوند کریم نے فرصت دی اور زندگی اور امن عطا کیا اور امرتسر کے مکان کی صفائی اور راحت حاصل ہوئی اور تاریخ مقررہ پر واپس آنے کے لئے گنجائش بھی ہوئی۔ تو یہ عاجز آنے سے کچھ فرق نہیں کریگا۔ مگر آپ ریل پر ہرگز تشریف نہ لاویں کہ یہ تکلف ہے۔ یہ حقیر عباد نہایت ناکارہ اور بے ہنر ہے اور اس لائق ہرگز نہیں۔ کہ اس کے لئے کچھ تکلف کیا جائے۔ مولیٰ کریم کی ستاریوں اور پردہ پوشیوں نے کچھ کا کچھ ظاہر کر رکھا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

۱۰ دسمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۹ صفر ۱۳۰۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۳۹

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ مجھکو آپکا اخلاص بہت شرمندہ کر رہا ہے۔ خداوند کریم آپکو بہت ہی اجر بخشے اور یہ عاجز تفضلات الٰہیہ پر بہت بھروسہ رکھتا ہے۔ اور یقیناً سمجھتا ہے کہ اُس کی رحمتیں اس اخلاص اور سعی کے صلہ میں آثار نمایاں دکھلائیں گی۔ یہ عالم فانی تو کچھ چیز نہیں اور اس کی آرزو کرنے والے سخت غلطی پر ہیں۔ مومن کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نعمت نہیں کہ اس کا مولیٰ کریم اُس پر راضی ہو۔ آپکے نفس میں قبولیت دعا کی شرائط پیدا ہیں اور اس عاجز نے دوسروں میں اس قسم کی استقامت کم پائی ہے۔ نیک ظن بننا آسان ہے۔ مگر اُس کا نبھانا بہت مشکل۔ سو خدا نے استقامت اور حسن ظن کی سلامتی آپکے نفس میں رکھی ہے۔ یہ بڑی خوبی ہے۔ کہ جب انسان اپنی مراد کو نہیں پہنچتا ہے اور نہایت بدنصیب وہ انسان ہے۔ جس کا انجام آغاز کا جوش نہیں رکھتا اور بدظنی اُس کو ہلاکت کے قریب پہونچا دیتی ہے اور سعید وہ انسان ہے۔ جس پر نیک ظن غالب ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو ٹھوکر کھانے سے بچتے ہیں اور اُس کا فطرتی نور اُن کو شیطانی تاریکی سے بچا لیتا ہے۔ اور تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں اور الحمد للہ۔ کہ میں آپ کو اُن تھوڑوں کے اوّل درجہ میں دیکھتا ہوں بخدمت

عنایت نامہ مع مبلغ للعہ روپیہ پہونچا۔ یہ عاجز آپکی بغایت درجہ شکر گذار ہے اور اپنے مولیٰ کریم جل شانہٗ سے یہ چاہتا ہے۔ کہ آپ کو جزائے عظیم بخشے۔ آج اسی وقت میں نے خواب دیکھا ہے۔ کہ کسی ابتلاء میں پڑا ہوں اور میں نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کہا۔ اور جو شخص سرکاری طور پر مجھ سے مواخذہ کرتا ہے۔ میں نے اُس کو کہا۔ کیا مجھ کو قید کریں گے یا قتل کرینگے۔ اس نے کچھ ایسا کہا کہ انتظام یہ ہوا ہے کہ گرا یا جائیگا۔ میں نے کہا کہ میں اپنے خداوند تعالیٰ جل شانہٗ کے تصرف میں ہوں۔ جہاں مجھکو بٹھائیگا۔ بیٹھ جاؤنگا۔ اور جہاں مجھ کو کھڑا کریگا۔ کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور یہ الہام ہوا۔ یدعون لک ابدال الشام وعباد اللّٰہ من العرب۔ یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں۔ اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔ خدا جانے یہ کیا معاملہ ہے۔ اور کب اور کیونکر اس کا ظہور ہو۔ واللّٰہ اعلم بالصواب۔ مناسب سمجھا تھا۔ آپکو اطلاع دوں۔ ۲- اپریل ۱۸۸۵ء مطابق ۹ جمادی الثانی ۱۳۰۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدوم و مکرم اخویم میر عباس علی شاہ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپکا اخلاص اور جوش محبت اپنے کمال کو پہونچ گیا۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔ خداوند کریم سے چاہتا ہوں۔ کہ آپکا تشتت خاطر بجمعیت مبدّل ہو۔ آمین!

۱۹ اپریل ۱۸۸۵ء مطابق ۳ رجب ۱۳۰۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی ام میر عباس علی شاہ صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ چونکہ آں مخدوم کی روح کو اس عاجز کی روح سے بشدت مناسبت ہے۔ اسی وجہ سے تعلقات روحانی کا غلبہ ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی حالت کا مدا ابتلاء کے خطرات سے امن میں ہے۔ یہ عاجز بوجہ قلت فرصت تحریر جواب سے قاصر رہا۔ اور مستعد تحریر تھا۔ کہ اسی میں خط پہونچ گیا۔ دہلی کی طرف جانے کے لئے ابھی کچھ معلوم نہیں۔ ہندوستان میں اکثر اطراف بیماری بہت پھیل رہی ہے۔ اگر کسی وقت بطریق عجلت سفر اس طرف کا پیش آیا تب مجبوری ہے

اسی قدر بلکہ جو کچھ ناجائز خیالات اور اوہام اور بے اصل بدعات شیعہ مذہب میں ملائی گئی ہیں اور جس قدر تہذیب اور صلاحیت اور پاک باطنی کے مخالف ان کا عملدر آمد ہے ان سب باتوں سے بھی اپنے نور قلب سے فیصلہ کر کے انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ وہ اپنے ایک خط میں مجھ کو لکھتے ہیں کہ ابتدا میں گو میں آپ کی نسبت نیک ظن ہی تھا لیکن صرف اس قدر کہ آپ اَور علماء اور مشائخ ظاہری کی طرح مسلمانوں کے تفرقہ کے مؤید نہیں ہیں بلکہ مخالفان اسلام کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ مگر الہامات کے بارہ میں مجھ کو نہ اقرار تھا اور نہ انکار۔ پھر جب میں معاصی سے بہت تنگ آیا اور اُن پر غالب نہ ہو سکا تو میں نے سوچا کہ آپ نے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں یہ سب جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ تب میں نے بطور آزمائش آپ کی طرف خط و کتابت شروع کی جس سے مجھ کو تسکین ہوتی رہی اور جب قریباً اگست میں آپ سے لودھیانہ ملنے گیا تو اُس وقت میری تسکین خوب ہوگئی اور آپ کو ایک باخدا بزرگ پایا اور بقیہ شکوک کا پھر بعد کی خط و کتابت میں میرے دل سے بکلّی دھویا گیا۔ اور جب مجھے یہ اطمینان دی گئی کہ ایک ایسا شیعہ جو خلفائے ثلاثہ کی کسرِ شان نہ کرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو سکتا ہے تب میں نے آپ سے بیعت کر لی۔ اب میں اپنے آپ کو نسبتاً بہت اچھا پاتا ہوں۔ اور آپ گواہ رہیں کہ میں نے تمام گناہوں سے آئندہ کے لئے توبہ کی ہے۔ مجھ کو آپ کے اخلاق اور طرز معاشرت سے کافی اطمینان ہے کہ آپ ایک سچے مجدّد اور دنیا کے لئے رحمت ہیں۔ ﴿۹۰﴾

(۹) حِبّی فی اللہ میر عباس علی لودہانوی۔ یہ میرے وہ اوّل دوست ہیں جن کے دل میں خدائے تعالیٰ نے سب سے پہلے میری محبت ڈالی اور جو سب سے پہلے تکلیف سفر اُٹھا کر ابرار اخیار کی سُنت پر بقدم تجرید محض للہ قادیان میں میرے ملنے کے لئے آئے وہ یہی بزرگ ہیں۔ میں اِس بات کو کبھی نہیں بھول سکتا کہ بڑے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

سچے جوشوں کے ساتھ انہوں نے وفاداری دکھلائی اور میرے لئے ہر یک قسم کی تکلیفیں اُٹھائیں اور قوم کے مُنہ سے ہر یک قسم کی باتیں سُنیں۔ میر صاحب نہایت عمدہ حالات کے آدمی اور اس عاجز سے روحانی تعلق رکھنے والے ہیں اور اُن کے مرتبہ اخلاص کے ثابت کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ ایک مرتبہ اس عاجز کو اُن کے حق میں الہام ہوا تھا اصلہ ثابت وفرعه فی السّمآء۔ وہ اس مسافر خانہ میں محض متوکلانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اپنے اوائل ایام میں وہ بیس برس تک انگریزی دفتر میں سرکاری ملازم رہے مگر بباعث غربت و درویشی کے اُن کے چہرہ پر نظر ڈالنے سے ہرگز خیال نہیں آتا کہ وہ انگریزی خواں بھی ہیں۔ لیکن دراصل وہ بڑے لائق اور مستقیم الاحوال اور دقیق الفہم ہیں مگر بااین ہمہ سادہ بہت ہیں۔ اسی وجہ سے بعض موسوسین کے وساوس اُن کے دل کو غم میں ڈال دیتے ہیں لیکن ان کی قوت ایمانی جلد ان کو دفع کر دیتی ہے۔ ﴿۷۹۱﴾

(۱۰) حبّی فی اللہ منشی احمد جان صاحب مرحوم۔ اس وقت ایک نہایت غم سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ پُر درد قصہ مجھے لکھنا پڑا۔ کہ اب یہ ہمارا پیارا دوست اس عالم میں موجود نہیں ہے اور خداوند کریم و رحیم نے بہشت بریں کی طرف بلا لیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن و انا بفراقه لمحزونون۔ حاجی صاحب مغفور و مرحوم ایک جماعت کثیر کے پیشوا تھے اور اُن کے مُریدوں میں آثار رشد و سعادت و اتباع سُنّت نمایاں ہیں۔ اگرچہ حضرت موصوف اس عاجز کے شروع سلسلہ بیعت سے پہلے ہی وفات پا چکے لیکن یہ امر اُن کے خوارق میں سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے بیت اللہ کے قصد سے چند روز پہلے اِس عاجز کو ایک خط ایسے انکسار سے لکھا جس میں انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے اس میں سیرت صالحین پر اپنا توبہ کا اظہار کیا اور اپنی مغفرت کے لئے دعا چاہی اور لکھا کہ میں آپ کی للّٰہی ربط کے زیر سایہ اپنے تئیں سمجھتا ہوں اور پھر لکھا کہ میری زندگی کا ﴿۷۹۲﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-4.pdf

روحانی خزائن جلد ۴ | ۳۴۷ | آسمانی فیصلہ

خشک کر دیتا ہے اور کاٹ دیتا ہے اور اس کی جگہ اور ٹہنیاں پھلوں اور پھولوں سے لدی ہوئی پیدا کر دیتا ہے بٹالوی صاحب یاد رکھیں کہ اگر اس جماعت سے ایک نکل جائے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی جگہ بیس لائے گا اور اس آیت پر غور کریں فَسَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ یُّحِبُّہُمۡ وَیُحِبُّوۡنَہٗۤ ۙ اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۔[1]

بالآخر ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ میر عباس علی صاحب نے ۱۲؍ دسمبر ۱۸۹۱ء میں مخالفانہ طور پر ایک اشتہار بھی شائع کیا ہے جو ترک ادب اور تحقیر کے الفاظ سے بھرا ہوا ہے سو ان الفاظ سے تو ہمیں کچھ غرض نہیں جب دل بگڑتا ہے تو زبان ساتھ ہی بگڑ جاتی ہے لیکن اس اشتہار کی تین باتوں کا جواب دینا ضروری ہے:۔

اول۔ یہ کہ میر صاحب کے دل میں دہلی کے مباحثات کا حال خلاف واقعہ جم گیا ہے سو اس وسوسہ کے دور کرنے کیلئے میرا یہی اشتہار کافی ہے بشرطیکہ میر صاحب اس کو غور سے پڑھیں۔

دوم۔ یہ کہ میر صاحب کے دل میں سراسر فاش غلطی سے یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ گویا میں ایک نیچری آدمی ہوں معجزات کا منکر اور لیلۃ القدر سے انکاری اور نبوت کا مدعی اور انبیاء علیہم السلام کی اہانت کرنے والا اور عقائد اسلام سے مُنہ پھیرنے والا سو ان اوہام کے دور کرنے کیلئے میں وعدہ کر چکا ہوں کہ عنقریب میری طرف سے اس بارہ میں رسالہ مستقلہ شائع ہوگا اگر میر صاحب توجہ سے اس رسالہ کو دیکھیں گے تو بشرط توفیق ازلی اپنی بے بنیاد اور بے اصل بدظنیوں سے سخت ندامت اٹھائیں گے۔

سوئم۔ یہ کہ میر صاحب نے اپنے اس اشتہار میں اپنے کمالات ظاہر فرما کر تحریر فرمایا ہے کہ گویا ان کو رسول نمائی کی طاقت ہے چنانچہ وہ اس اشتہار میں اس عاجز کی نسبت لکھتے ہیں کہ اس بارہ میں میرا مقابلہ نہیں کیا میں نے کہا تھا کہ ہم دونوں کسی ایک مسجد میں بیٹھ جائیں اور پھر یا تو مجھ کو رسول کریمؐ کی زیارت کرا کر اپنے دعاوی کی تصدیق کرا دی جائے اور یا میں زیارت کرا کر اس بارہ میں فیصلہ کرا دوں گا۔ میر صاحب کی اس تحریر نے نہ صرف مجھے ہی تعجب میں ڈالا بلکہ ہر ایک واقف حال سخت متعجب ہو رہا ہے کہ اگر میر صاحب میں

[1] المائدۃ : ۵۵

46۔ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی کی تعریف/ مخالفت

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۱ — ۳۲۴ — ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۴۰﴾

ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا

چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی۔

روحانی خزائن جلد ۱۱ — ۳۲۷ — ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۴۳﴾

۱۲۷۔ مولوی سید محمد تفضل حسین صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ۔ علی گڑھ ضلع فرخ آباد	۱۶۷۔ سید مہدی حسین صاحب علاقہ پٹیالہ	۱۹۸۔ میاں الٰہی بخش صاحب علاقہ بند۔ امرتسر
۱۲۸۔ منشی صادق حسین صاحب مختار۔ اٹاوہ	۱۶۸۔ مولوی حکیم نور محمد صاحب۔ موکل	۱۹۹۔ مولوی عنایت اللہ مدرس۔ مانانوالہ
۱۲۹۔ شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی۔ جہلم	۱۶۹۔ حافظ محمد بخش مرحوم۔ کوٹ قاضی	۲۰۰۔ منشی میراں بخش صاحب۔ گوجرانوالہ
۱۳۰۔ میاں عبدالعلی موضع عبدالرحمٰن ضلع شاہ پور	۱۷۰۔ چوہدری شرف الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر۔ جہلم	۲۰۱۔ مولوی احمد جان صاحب مدرس 〃
۱۳۱۔ منشی نصیر الدین صاحب لونی۔ حال حیدرآباد	۱۷۱۔ میاں رحیم بخش صاحب۔ امرتسر	۲۰۲۔ مولوی حافظ احمد دین چک سکندر گجرات
۱۳۲۔ قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ۔ گوجرانوالہ	۱۷۲۔ مولوی محمد افضل صاحب کملہ۔ گجرات	۲۰۳۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب کھیوال۔ جہلم
۱۳۳۔ قاضی فضل الدین صاحب 〃 〃	۱۷۳۔ میاں اسمٰعیل صاحب۔ امرتسری	۲۰۴۔ میاں عمر دین صاحب۔ لالہ موسیٰ
۱۳۴۔ قاضی سراج الدین صاحب 〃 〃	۱۷۴۔ مولوی غلام جیلانی صاحب گھڑونواں۔ جالندھر	۲۰۵۔ میاں ابراہیم صاحب پنڈوری۔ جہلم
۱۳۵۔ قاضی عبدالرحیم صاحب فرزند رشید قاضی ضیاء الدین صاحب کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ	۱۷۵۔ منشی امانت خان صاحب۔ نادون۔ کانگڑہ	۲۰۶۔ سید محمود شاہ صاحب فتح پور۔ گجرات
۱۳۶۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کلرک ریلوے۔ پٹیالہ	۱۷۶۔ قاری محمد صاحب۔ جہلم	۲۰۷۔ محمد جو صاحب۔ امرتسر
۱۳۷۔ میرزا عظیم بیگ صاحب مرحوم۔ سامانہ۔ پٹیالہ	۱۷۷۔ میاں کرم داد صاحب اہل بیت۔ قادیان	۲۰۸۔ منشی شاہ دین صاحب۔ دینا۔ جہلم
۱۳۸۔ میرزا ابراہیم بیگ صاحب مرحوم 〃 〃	۱۷۸۔ حافظ نور احمد۔ لودیانہ	۲۰۹۔ منشی روشن دین صاحب۔ ڈنڈوت 〃
۱۳۹۔ میاں غلام محمد طالب علم بی اے۔ لاہور	۱۷۹۔ میاں کرم الٰہی صاحب۔ لاہور	۲۱۰۔ حکیم فضل الٰہی صاحب۔ لاہور
۱۵۰۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگا۔ گوجر خاں	۱۸۰۔ میاں عبدالصمد صاحب۔ ناروال	۲۱۱۔ شیخ عبداللہ دیوانچند صاحب کمپونڈر 〃
۱۵۱۔ ماسٹر قادر بخش صاحب لدھیانہ	۱۸۱۔ میاں غلام حسین صاحب۔ رہتاس	۲۱۲۔ منشی محمد علی صاحب 〃
۱۵۲۔ منشی الٰہی بخش صاحب 〃 〃	۱۸۲۔ میاں نظام الدین صاحب جہلم	۲۱۳۔ منشی امام الدین صاحب کلرک 〃
۱۵۳۔ حاجی ملا نظام الدین صاحب 〃	۱۸۳۔ میاں محمد صاحب جہلم	۲۱۴۔ منشی عبدالرحمٰن صاحب 〃 〃
۱۵۴۔ عطاء الٰہی غوث گڑھ پٹیالہ	۱۸۴۔ میاں نبی محمد صاحب 〃	۲۱۵۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے لاہور حال جموں
۱۵۵۔ مولوی نور محمد صاحب مانگٹ 〃	۱۸۵۔ میاں عباس خان۔ کھوہار۔ گجرات	۲۱۶۔ منشی مولا بخش صاحب کلرک۔ لاہور
۱۵۶۔ مولوی کریم اللہ صاحب امرتسر	۱۸۶۔ میاں قطب الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر۔ جہلم	۲۱۷۔ شیخ محمد حسین صاحب مراد آبادی۔ پٹیالہ
۱۵۷۔ سید عبدالہادی صاحب سولن۔ شملہ	۱۸۷۔ میاں اللہ دتا خان صاحب۔ اٹیالہ 〃	۲۱۸۔ عالم شاہ صاحب کھاریاں۔ گجرات
۱۵۸۔ مولوی محمد عبداللہ خان صاحب۔ پٹیالہ	۱۸۸۔ محمد حیات صاحب۔ چک جانی 〃	۲۱۹۔ مولوی شیر محمد صاحب ہوجن۔ شاہپور
۱۵۹۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب 〃	۱۸۹۔ مخدوم مولوی محمد صدیق صاحب۔ بھیرہ	۲۲۰۔ میاں محمد اکمل صاحب [illegible] حال ممباسہ
۱۶۰۔ ڈاکٹر بوڑے خان صاحب۔ قصور ضلع لاہور	۱۹۰۔ عبدالمغنی صاحب فرزند رشید مولوی برہان الدین صاحب جہلمی	۲۲۱۔ میرزا اکبر بیگ صاحب۔ کلانور
۱۶۱۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہور۔ حال چکراتہ	۱۹۱۔ قاضی چراغ الدین۔ کوٹ قاضی۔ گوجرانوالہ	۲۲۲۔ مولوی محمد یوسف صاحب۔ سنور
۱۶۲۔ خلیفہ عماد الدین صاحب فرزند ڈاکٹر بوڑے خان صاحب	۱۹۲۔ میاں فضل الدین صاحب قاضی کوٹ	۲۲۳۔ میاں عبدالصمد صاحب 〃
۱۶۳۔ مولوی صفدر حسین صاحب۔ حیدرآباد دکن	۱۹۳۔ میاں علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر۔ جہلم	۲۲۴۔ منشی عطا محمد صاحب سیالکوٹ
۱۶۴۔ خلیفہ نور دین صاحب۔ جموں	۱۹۴۔ قاضی میر محمد صاحب۔ کوٹ کھلیان	۲۲۵۔ شیخ مولا بخش صاحب 〃
۱۶۵۔ میاں اللہ دتا صاحب 〃	۱۹۵۔ میاں اللہ دتا صاحب۔ نت۔ گوجرانوالہ	۲۲۶۔ سید فضیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ڈنگہ
۱۶۶۔ منشی عزیز الدین۔ کانگڑہ	۱۹۶۔ میاں سلطان محمد صاحب 〃	۲۲۷۔ منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر گورداسپورہ
	۱۹۷۔ مولوی خان ملک صاحب کھیوال	۲۲۸۔ سید احمد علی شاہ صاحب سیالکوٹ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

(۲۵) حبّی فی اللہ میاں عبدالحق خلف عبدالسمیع۔ یہ ایک اول درجہ کا مخلص اور سچا ہمدرد اور محض للہ محبت رکھنے والا دوست اور غریب مزاج ہے۔ دین کو ابتداء سے غریبوں سے مناسبت ہے کیونکہ غریب لوگ تکبّر نہیں کرتے اور پوری پوری تواضع کے ساتھ حق کو قبول کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ دولت مندوں میں ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ اس سعادت کا عشر بھی حاصل کر سکیں جس کو غریب لوگ کامل طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ فطوبٰی للغرباء۔ میاں عبدالحق باوجود اپنے افلاس اور کمی مقدرت کے ایک عاشق صادق کی طرح محض للہ خدمت کرتا رہتا ہے اور اس کی یہ خدمات اس آیت کا مصداق اس کو ٹھہرا رہی ہیں۔ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ [1]

«۸۰۹» (۲۶) حبّی فی اللّٰہ شیخ رحمت اللہ صاحب گجراتی۔ شیخ رحمت اللہ جوان صالح یکرنگ آدمی ہے۔ اِن میں فطرتی طور پر مادہ اطاعت اور اخلاص اور حسن ظن اس قدر ہے جس کی برکت سے وہ بہت سی ترقیات اس راہ میں کر سکتے ہیں۔ اُن کے مزاج میں غربت اور ادب بھی از حد ہے اور اُن کے بشرہ سے علامات سعادت ظاہر ہیں۔ حتی الوسع وہ خدمات میں لگے رہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کشاکش مکروہات سے انہیں بچا کر اپنی محبت کی حلاوت سے حصہ وافر بخشے۔ آمین ثم آمین۔

(۲۷) حبّی فی اللہ میاں عبدالحکیم خاں جوان صالح ہے۔ علامات رشد و سعادت اُس کے چہرہ سے نمایاں ہیں۔ زیرک اور فہیم آدمی ہے۔ انگریزی زبان میں عمدہ مہارت رکھتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کئی خدمات اسلام اُن کے ہاتھ سے پوری کرے۔ وہ باوجود زمانہ طالب علمی اور تفرقہ کی حالت کے ایک روپیہ ماہواری بطور چندہ اس سلسلہ کے لئے دیتے ہیں اور ایسا ہی اُن کا دوست رشید خلیفہ رشید الدین صاحب جو ایک اہل آدمی اور اُنہیں کے ہمرنگ ہیں اسی قدر چندہ محض للّٰہی
«۸۰۹» محبت کے جوش سے ماہ بماہ ادا کرتے ہیں۔ جزاھم اللہ خیر الجزاء۔

[1] الحشر: ۱۰

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۳ ۳۳۶ چشمہ معرفت

غلام دستگیر تھا اور مولوی کہلاتا تھا اُس نے مجھے کاذب ٹھہرا کر دُعا کے ذریعہ سے میری ہلاکت چاہی اور جھوٹے پر خدا کا عذاب مانگا اور اس بارہ میں ایک رسالہ بھی لکھا مگر اس رسالہ کو ابھی شائع کرنا نہ پایا تھا کہ وہ اپنی اُسی بددُعا کے اثر سے ہلاک ہوگیا اور اُس کا تمام کارخانہ بگڑ گیا۔

ایسا ہی مسلمانوں میں سے ایک اور شخص اٹھا جس کا نام چراغ دین تھا اور جموں کا رہنے والا تھا اور اُس نے مجھے دجّال ٹھہرایا اور میری ہلاکت کی خبر دی۔ تب خدا نے اپنی وحی سے مجھ مطلع کیا کہ وہ طاعون سے ہلاک کیا جائے گا اور ایسا ہوا کہ ابھی اُس نے اپنے مباہلہ کا مضمون لکھنے کے لئے کاتب کو دیا تھا کہ اُسی رات طاعون میں مبتلا ہوکر اس جہان سے گذر گیا۔ ﴿۳۲۱﴾

ایسا ہی ایک شخص فقیر مرزا نام جو اپنے تئیں اولیاء اللہ میں سے سمجھتا تھا اور اُس کے بہت مرید تھے میرے مقابل پر کھڑا ہوا اور دعویٰ کیا کہ خدا نے مجھے عرش سے خبر دی ہے کہ آئندہ رمضان تک یہ شخص یعنی یہ عاجز طاعون سے ہلاک ہو جائے گا۔ پس جب رمضان کا مہینہ آیا تو خود طاعون سے ہلاک ہوگیا۔

اسی طرح ایک نہایت کینہ ور اور گندہ زبان شخص سعد اللہ نام لدھیانہ کا رہنے والا میری ایذا کے لئے کمر بستہ ہوا اور کئی کتابیں نثر اور نظم میں گالیوں سے بھری ہوئی تالیف کر کے اور چھپوا کر میری توہین اور تکذیب کی غرض سے شائع کیں اور پھر اسی پر اکتفا نہ کر کے آخر کار مباہلہ کیا اور ہم دونوں فریق کو یعنی مجھے اور اپنے تئیں خدا کے سامنے پیش کر کے جھوٹے کی موت خدا سے چاہی آخر تھوڑے دن بعد ہی طاعون سے ہلاک ہوا۔

ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہوکر ہلاک ہوئے اور اُن کا نام ونشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

اُس کی زندگی میں ہی ۴؍ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور یہ اُس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا۔ یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے۔ پہلے اُس نے بیعت کی اور برابر بیس۲۰ برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اُس کو کی تھی مرتد ہوگیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
«۳۲۲» نجات ہو سکتی ہے۔ گو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔ چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اِس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اُسے اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اُس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اُس کی زندگی میں ہی ۴؍ اگست ۱۹۰۸ء تک اُس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اُس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور خدا اُس کو ہلاک کرے گا اور میں اُس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اُس کی مدد کرے گا۔

یہ تو بطور نمونہ وہ نشان لکھے گئے ہیں جو دشمنوں کے متعلق تھے لیکن میں مناسب دیکھتا ہوں کہ کچھ نمونہ کے طور پر وہ نشان بھی لکھے جائیں کہ جو دوستوں کے متعلق ہیں اور وہ یہ ہیں۔

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میرے ایک مخلص دوست ہیں جن کا نام ہے حافظ مولوی حکیم نور الدین اُن کا ایک بیٹا تھا وہ فوت ہوگیا۔ تب ایک شریر دشمن نے اپنے ایک اشتہار کے ذریعہ سے اس لڑکے کی موت پر بڑی خوشی ظاہر کی اور مولوی صاحب ممدوح کا نام ابتر رکھا۔ میرا دل اس ایذا سے سخت بیقرار ہوگیا میں نے بہت تضرع سے جناب الٰہی میں مولوی صاحب موصوف کے لئے دُعا کی تب مجھے الہام ہوا کہ ایک لڑکا پیدا ہوگا اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

47۔اسلام واحد دین/تمام طبائع ملتکا ایک ہونا محال

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۴ ۳۸۱ ایام الصلح

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

مگر یاد رہے کہ کسی فرقہ متقدمین یا متاخرین نے یہ نہیں لکھا کہ مسیح کو اسی جہان میں خدا تعالیٰ نے چھپایا ہے۔ ہاں مسلمان صوفیوں کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مسیح کا آسمان سے فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونا باطل ہے کیونکہ یہ صورت ایمان بالغیب کے مخالف ہے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جب فرشتے زمین پر اُترتے نظر آئیں گے تو اُس وقت دُنیا کا خاتمہ ہوگا اور اس وقت کا ایمان منظور نہ ہوگا۔ اور فرماتا ہے کہ فرشتوں کو زمین پر اُترتے دنیا کے لوگ ہرگز دیکھ نہیں سکتے۔ اور جب دیکھیں گے تو اس وقت یہ دنیا نہیں ہوگی۔ سو جب کہ قرآن شریف کے نصوص صریحہ اور آیات قطعیۃ الدلالت سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ فرشتوں کا نزول اُس وقت ہوگا کہ جب کہ ایمان لانا بے فائدہ ہوگا جیسا کہ جان کندن کے وقت جب فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ وقت ایمان لانے کا وقت نہیں ہوتا تو اس صورت میں یا تو یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کے بعد ایمان نفع نہیں دے گا مگر یہ عقیدہ تو صریح باطل ہے کیونکہ اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا پر کثرت سے پھیل جائے گا اور ملل باطلہ ہلاک ہوجائیں گی اور راستبازی ترقی کرے گی۔ پس جب کہ یہ عقیدہ رکھنا درست نہ ہوا تو بالضرورت برعایت نصوص صریحہ قرآن شریف کے اس دوسرے پہلو کو ماننا پڑا کہ فرشتوں کا اور اُن کے ساتھ مسیح کا نازل ہونا ظاہر طور پر محمول نہیں ہے بلکہ بوجہ قرینہ بیّنہ نص صریح قرآن کے اس نزول کے تاویلی طور پر معنے ہوں گے۔ کیونکہ جسمانی طور پر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان سے فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا نص صریح قرآن سے مخالف اور معارض پڑا ہے۔ یہی مشکل تھی جو اکابر اسلام کو پیش آئی اور اسی مشکل کی وجہ سے امام مالک رضی اللہ عنہ نے کھلے کھلے طور پر بیان کر دیا کہ ﴿۱۳۷﴾ حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے ہیں اور اسی وجہ سے امام ابن حزم بھی اُن کی فوت☆ کے قائل ہوئے اور اسی وجہ سے تمام اکابر علماء معتزلہ کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ وفات پا چکے۔ غرض آسمان سے نازل ہونے کا بطلان نہ صرف آیت قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ[۱] سے ثابت ہوتا ہے

☆ اغلباً یہ لفظ موت ہے کاتب سے سہواً فوت لکھا گیا ہے (ناشر) [۱] بنی اسرائیل: ۹۴

﴿۸۳﴾ قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں۔ زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اس تکمیل کے لئے اسی اُمّت میں سے ایک نائب مقرر کیا

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اُسی کا نام خاتم الخلفاء ہے

پس زمانہ محمدی کے سر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اُس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دُنیا کا منقطع نہ ہو جب تک کہ وہ پیدا نہ ہولے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اُسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ[1] یعنی خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا اُس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کر دے یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطا کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیشگوئی میں کچھ تخلف ہو اس لئے اس آیت کی نسبت اُن سب متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا کیونکہ اس عالمگیر غلبہ کے لئے تین امر کا پایا جانا ضروری ہے جو کسی پہلے زمانہ میں وہ پائے نہیں گئے۔

(۱) اول یہ کہ پورے اور کامل طور پر مختلف قوموں کے میل ملاقات کے لئے آسانی اور سہولت کی راہیں کھل جائیں اور سفر کی ناقابل برداشت مشقتیں دور ہو جائیں اور سفر بہت جلدی طے ہو سکے گویا سفر سفر ہی نہ رہے اور سفر کو جلد طے کرنے کے لئے فوق العادت اسباب میسر آجائیں کیونکہ جب تک مختلف ممالک کے باشندوں کے لئے ایسے اسباب اور سامان حاصل نہ ہوں کہ وہ فوق العادت کے طور پر ایک دوسرے سے مل سکیں اور بآسانی ایک دوسرے کی ایسے طور سے ملاقات کر سکیں کہ گویا وہ ایک ہی شہر کے باشندے ہیں تب تک ایک قوم کے لئے یہ موقعہ حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ یہ دعویٰ کریں کہ اُن کا دین تمام دنیا کے دینوں پر

[1] التوبۃ: ۳۳

2

3

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۷ — ۷۴ — ضمیمہ تحفہ گولڑویہ

کرے۔ عنقریب ہے کہ خدا تم میں اور تمہارے دشمنوں میں دوستی کردے گا☆۔ اور تیرا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اُس روز وہ لوگ سجدہ میں گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے خدا ہمارے گناہ معاف کر ہم خطا پر تھے۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں خدا معاف کرے گا اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ میں خدا ہوں میری پرستش کر۔ اور میرے تک پہنچنے کے لئے کوشش کرتا رہ۔ اپنے خدا سے مانگتا رہ اور بہت مانگنے والا ہو۔ خدا دوست اور مہربان ہے۔ اُس نے قرآن سکھلایا۔ پس تم قرآن کو چھوڑ کر کس حدیث پر چلوگے۔ ہم نے اس بندہ پر رحمت نازل کی ہے اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا۔ اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آگیا۔ اُوپر خدا اور نیچے مخلوق۔ مکذبین کے لئے مجھ کو چھوڑ دے۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ میرا دن بڑے فیصلہ کا دن ہے اور تو سیدھی راہ پر ہے اور جو کچھ ہم اُن کے لئے وعدہ کرتے ہیں ہوسکتا ہے کہ ان میں سے کچھ تیری زندگی میں تجھ کو دکھلا دیں اور یا تجھ کو وفات دیدیں اور بعد میں وہ وعدے پورے کریں۔ اور میں تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا۔ یعنی تیرا رفع الی اللہ دنیا پر ثابت کر دوں گا۔ اور میری مدد تجھے پہنچے گی۔ میں ہوں وہ خدا جس کے نشان دلوں پر تسلّط کرتے ہیں اور ان کو قبضہ میں لے آتے ہیں۔ ﴿۲۵﴾

اِن الہامات کے سلسلہ میں بعض اردو الہام بھی ہیں جن میں سے کسی قدر ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں:-

ایک عزت کا خطاب۔ ایک عزت کا خطاب۔ لک خطاب العزۃ. ایک

☆ یہ تو غیر ممکن ہے کہ تمام لوگ مان لیں کیونکہ موجب آیت وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ [1] اور بموجب آیت کریمہ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [2] سب کا ایمان لانا خلاف نص صریح ہے۔ پس اس جگہ سعید لوگ مراد ہیں۔ منہ

[1] ھود: ۱۲۰ [2] ال عمران: ۵۶

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

دلیل ہے اور استدارت زمانہ رجعتِ بروزی کو چاہتا ہے۔ سو مسیح عیسیٰ بن مریم کی نسبت

بقیہ حاشیہ

رجعت بروزی کی فلاسفی سے بے خبر ہیں۔ اور اس مسئلہ کی فلاسفی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو ایسی طرز سے بنایا ہے جو اس کی توحید پر دلالت کرے اور اسی وجہ سے خداوند حکیم نے تمام عناصر اور اجرام فلکی کو گول شکل پر پیدا کیا ہے کیونکہ گول چیز کی جہات اور پہلو نہیں اس لئے وہ ﴿۳۱﴾ وحدت سے مناسبت رکھتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی ذات میں تثلیث ہوتی تو تمام عناصر اور اجرام فلکی سہ گوشہ صورت پر پیدا ہوتے۔ لیکن ہر ایک بسیط میں جو مرکبات کا اصل ہے کرویت یعنی گول ہونا مشاہدہ کرو گے۔ پانی کا قطرہ بھی گول شکل پر ظاہر ہوتا ہے اور تمام ستارے جو نظر آتے ہیں اُن کی شکل گول ہے۔ اور ہوا کی شکل بھی گول ہے۔ جیسا کہ ہوائی گولے جن کو عربی میں اِعْصَار کہتے ہیں یعنی بگولے جو کسی تند ہوا کے وقت مدوّر شکل میں زمین پر چکر کھاتے پھرتے ہیں ہواؤں کی کرویّت ثابت کرتے ہیں۔ پس جیسا کہ تمام بسائط جن کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا کروی الشکل ہیں ایسا ہی دائرہ خلقت عالم کا بھی کروی شکل ہے اسی لئے صوفی اس بات کی طرف گئے ہیں کہ خلقت بنی آدم اپنی وضع میں دَوری صورت پر واقع ہوئی ہے۔ یعنی نوع انسان کی رُوحیں بروزی طور پر پھر پھر کر دنیا میں آتی ہیں☆۔ اور جبکہ خلقت بنی آدم بھی دَوری صورت پر ہے تا وحدت

☆ رجعت بروزی کے اعلیٰ قسم صرف دو ہیں (۱) بروز الاشقیاء (۲) بروز السعداء۔ یہ دونوں بروز قیامت تک سنت اللہ میں داخل ہیں ہاں یاجوج ماجوج کے بعد ان کی کثرت ہے تا بنی آدم کے انجام پر ایک دلیل ہو اور تا اس سے دَور کا پورا ہونا سمجھا جائے۔ اور یہ خیال کرنا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ تمام لوگ اور طبائع ملّت واحدہ پر ہو جائیں گی یہ غلط ہے۔ جس حالت میں اللہ تعالیٰ بنی آدم کی تقسیم یہ فرماتا ہے کہ مِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ[1] تو ممکن نہیں کہ کسی زمانہ میں صرف سعید رہ جائیں اور شقی تمام مارے جائیں۔ اور نیز یہ فرمایا ہے وَ لِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ[2] یعنی اختلاف انسانوں کی فطرت میں رکھا گیا ہے۔ پس جبکہ انسانوں کی فطرت کثرت مذاہب کو چاہتی ہے تو پھر وہ ایک مذہب پر کیوں کر ہو سکتے ہیں خدا نے ابتدا میں ہی قابیل ہابیل

2

3

[1] ہود: ۱۰۶ [2] ہود: ۱۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ندائے ایمان کے خلاف ایک آواز اور اُس کا جواب

48۔ بعثت نبوی ہزار ششم / بعثت نبوی ہزار پنجم

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۷   ۲۴۶   تحفہ گولڑویہ

﴿۹۲﴾ آخری حصہ اِس دنیا کا ہوا جس سے ہر ایک جسمانی اور روحانی تکمیل وابستہ ہے۔ کیونکہ

بقیہ حاشیہ

سات دن یعنی حسب منطوق اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ [1] سات ہزار سال ہے۔ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تمہارا ہزار سال خدا کا ایک دن ہے۔ ایسا ہی طبرانی نے اور نیز بیہقی نے دلائل میں اور سُہیلی نے روضِ اُنُف میں عمر دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال روایت کی ہے۔ ایسا ہی بطریق صحیح ابن عباس سے منقول ہے کہ دنیا سات دن ہیں اور ہر ایک دن ہزار سال کا ہے اور بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر ہزار ہفتم میں ہے مگر یہ حدیث دو پہلو سے مورد اعتراض ہے جس کا دفع کرنا ضروری ہے۔ اوّل یہ کہ اس حدیث کو بعض دوسری حدیثوں سے تناقض ہے کیونکہ دوسری احادیث میں یوں لکھا ہے کہ بعثت نبوی آخر ہزار ششم میں ہے اور اس حدیث میں ہے کہ ہزار ہفتم میں ہے پس یہ تناقض تطبیق کو چاہتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امر واقعی اور صحیح یہی ہے کہ بعثتِ نبوی ہزار ششم کے آخر میں ہے جیسا کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بالاتفاق گواہی دے رہی ہیں۔ لیکن چونکہ آخر صدی کا یا مثلاً آخر ہزار کا اُس صدی یا ہزار کا سر کہلاتا ہے جو اس کے بعد شروع ہونے والا ہے اور اس کے ساتھ پیوستہ ہے اس لئے یہ محاورہ ہر ایک قوم کا ہے کہ مثلاً وہ کسی صدی کے آخری حصے کو جس پر گویا صدی ختم ہونے کے حکم میں ہے دوسری صدی پر جو اس کے بعد شروع ہونے والی ہے اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ فلاں مجدد بارھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا تھا گو وہ گیارھویں صدی کے اخیر پر ظاہر ہوا ہو یعنی گیارھویں صدی کے چند سال رہتے اس نے ظہور کیا ہو اور پھر بسا اوقات بباعث تسامح کلام یا قصور فہم راویوں کی وجہ سے یا بوجہ عدم ضبط کلمات نبویہ اور ذہول کے جو لازم منشاء بشریت ہے کسی قدر اور بھی تغیر ہو جاتا ہے۔ سو اس قسم کا تعارض قابل التفات نہیں بلکہ درحقیقت یہ کچھ تعارض ہی نہیں یہ سب باتیں عادت اور محاورہ میں داخل ہیں کوئی عقلمند اس کو تعارض نہیں سمجھے گا۔

(۲) دوسرا پہلو جس کے رو سے اعتراض ہوتا ہے یہ ہے کہ بموجب اس حساب کے

[1] الحج: ۴۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۷ ۲۴۷ تحفہ گولڑویہ

خدائی کارخانہ قدرت میں چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الٰہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر

بقیہ حاشیہ

جو یہود اور نصاریٰ میں محفوظ اور متواتر چلا آتا ہے جس کی شہادت اعجازی طور پر کلام معجز نظام قرآن شریف میں بکمال لطافت بیان موجود ہے جیسا کہ ہم نے متن میں مفصل بیان کر دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام سے قمری حساب کے رُو سے ۴۷۳۹ برس بعد میں مبعوث ہوئے ہیں اور شمسی حساب کے رُو سے ۴۵۹۸ برس بعد آدم صفی اللہ حضرت نبینا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم خداتعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے۔ پس اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہزار پنجم میں یعنی الف خامس میں ظہور فرما ہوئے نہ کہ ہزار ششم میں اور یہ حساب بہت صحیح ہے کیونکہ یہود اور نصاریٰ کے علماء کا تواتر اسی پر ہے اور قرآن شریف اس کا مصدق ہے اور کئی اور وجوہ اور دلائل عقلیہ جن کی تفصیل موجب تطویل ہے قطعی طور پر اس بات پر جزم کرتی

﴿۹۳﴾ ہیں کہ مابین سیدنا محمد مصطفیٰؐ اور آدم صفی اللہ میں یہی فاصلہ ہے اس سے زیادہ نہیں گو آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے کی تاریخ لاکھوں برس ہوں یا کروڑ ہا برس ہوں جس کا علم خداتعالیٰ کے پاس ہے لیکن ہمارے ابوالنوع آدم صفی اللہ کی پیدائش کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت تک یہی مدت گذری تھی یعنی ۴۷۳۹ برس بحساب قمری اور ۴۵۹۸ بحساب شمسی اور جبکہ قرآن اور حدیث اور تواتر اہل کتاب سے یہی مدت ثابت ہوتی ہے تو یہ بات بدیہی البطلان ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہزار ششم کے آخر پر مبعوث ہوئے تھے کیونکہ اگر وہ آخر ہزار ششم تھا تو اب تیرہ سو سترہ اور اس کے ساتھ ملا کر سات ہزار تین سو سترہ ہوں گے حالانکہ بالاتفاق تمام احادیث کے رو سے عمر دنیا کُل سات ہزار برس قرار پایا تھا تو گویا اب ہم دنیا کے باہر زندگی بسر کر رہے ہیں اور گویا اب دنیا کو ختم ہوئے تین سو سترہ برس گذر گئے یہ کس قدر لغو اور بیہودہ خیال ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

49۔ وحی کی غلطی/اجتہادی غلطی

قول:

روحانی خزائن جلد۵ ۳۵۳ آئینہ کمالات اسلام

﴿۳۵۳﴾

بات نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اس کے خیال کی پوری مصروفیت سے اس کے منہ سے نکلتی ہے وہ بلاشبہ وحی ہوتی ہے تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔ اب اللہ جلّ شانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کیلئے تمنا کرتا ہے تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے پس چونکہ ہر یک بات جو اس کے منہ سے نکلتی ہے وحی ہے۔ اس لئے جب اس کے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہادی غلطی۔ اب خدائے تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جس کو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مس شیطانی سے مخلوط ہو جاتی ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنا کرتا ہے کہ یوں ہو جائے تب ایسا ہی خیال اس کے دل میں گزرتا ہے جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کیلئے ارادہ کر لیتا ہے تب فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی اور وحی متلو اور مہیمن ہے نبی کو اس غلطی پر متنبہ کر دیتی ہے اور وحی متلو شیطان کے دخل سے بکلّی منزہ ہوتی ہے کیونکہ وہ ایک سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور قول ثقیل اور شدید النزول بھی ہے اور اس کی تیز شعاعیں شیطان کو جلاتی ہیں اس لئے شیطان اس کے نام سے دور بھاگتا ہے اور نزدیک نہیں آ سکتا اور نیز ملائک کی کامل محافظت اس کے اردگرد ہوتی ہے لیکن وحی غیر متلو جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے یہ قوت نہیں رکھتی۔ اس لئے تمنا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے پھر وحی متلو اس دخل کو اٹھا دیتی ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے جو بعد میں رفع کی گئی۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ نبی بلکہ رسول کی ایک قسم کی وحی میں بھی وحی غیر متلو ہے شیطان کا دخل بموجب قرآن کریم کی تصریح کے ہو سکتا ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانون قدرت کی تبدیل کی درخواست کرے ماسوا اس کے صفائی اور راستی خواب کی اپنی پاک باطنی اور سچائی اور طہارت پر موقوف ہے۔ یہی قدیم قانون قدرت ہے جو اس کے رسول کریم کی معرفت ہم تک پہنچا ہے کہ سچی خوابوں کے لئے ضرور ہے کہ بیداری کی حالت میں انسان ہمیشہ سچا اور خدا تعالیٰ کیلئے راستباز ہو اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس قانون پر چلے گا اور اپنے دل کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-5.pdf

تضاد:

فضل وکرم سے اب تک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی
منسوب نہیں ہوسکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے
متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی «۱۲۵»
اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع
سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افترا سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ
جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔ ناظرین یاد
رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ
تصریح کی گئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا
میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے
افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ
قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا
ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اس کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو
کسی نبی سے غلطی ہوسکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان
سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت
کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی
اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے۔
یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنے کا بھی
پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک
بھی اُن میں سے باہر نہیں اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔
خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں
مگر اس سے ان کی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے ان کی حقیقت ثابت ہو جاتی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

50۔ سورۃ تحریم میں کئی افراد مریم/ایک ہی مریم

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۱ ۳۶۱ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

نہ صرف حدیثوں میں بلکہ قرآن شریف سے بھی یہی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ سورۃ تحریم میں صریح
طور پر بیان کیا گیا ہے کہ بعض افراد اس امت کا نام مریم رکھا گیا ہے اور پھر پوری اتباع شریعت
کی وجہ سے اس مریم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے رُوح پُھونکی گئی اور رُوح پھونکنے کے بعد اس
مریم سے عیسیٰ پیدا ہوگیا۔ اور اِسی بنا پر خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ بن مریم رکھا کیونکہ ایک زمانہ
میرے پر صرف مریمی حالت کا گذرا۔ اور پھر جب وہ مریمی حالت خدا تعالیٰ کو پسند آگئی تو پھر
مجھ میں اُس کی طرف سے ایک رُوح پُھونکی گئی۔ اس رُوح پُھونکنے کے بعد میں مریمی حالت
سے ترقی کر کے عیسیٰ بن گیا۔ جیسا کہ میری کتاب براہین احمدیہ حصص سابقہ میں مفصل اس بات
کا تذکرہ موجود ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ حصص سابقہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا۔ جیسا کہ
خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا مریم اسکن انت و زوجک الجنّة ۔ یعنی اے مریم! تو اور وہ جو
تیرا رفیق ہے دونوں بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر اسی براہین احمدیہ میں مجھے مریم کا خطاب
دے کر فرمایا ہے۔ نَفَختُ فیکَ من روح الصدق یعنی اے مریم! مَیں نے تجھ میں صدق کی
رُوح پھونک دی۔ پس استعارہ کے رنگ میں رُوح کا پھونکنا اُس حمل سے مشابہ تھا جو مریم صدیقہ
کو ہوا تھا۔ اور پھر اس حمل کے بعد آخر کتاب میں میرا نام عیسیٰ رکھ دیا۔ جیسا کہ فرمایا کہ
یا عیسٰی انّی متوفّیک و رافعک الیّ ۔ یعنی اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دوں گا اور
مومنوں کی طرح میں تجھے اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ اور اس طرح پر مَیں خدا کی کتاب میں عیسیٰ بن مریم
کہلایا۔ چونکہ مریم ایک اُمّتی فرد ہے اور عیسیٰ ایک نبی ہے۔ پس میرا نام مریم اور عیسیٰ رکھنے
سے یہ ظاہر کیا گیا کہ مَیں اُمّتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ مگر وہ نبی جو اتباع کی برکت سے ظلّی طور پر
خدا تعالیٰ کے نزدیک نبی ہے اور میرا عیسیٰ بن مریم ہونا وہی امر ہے جس پر نادان اعتراض کرتے ۱۹۰
ہیں کہ حدیثوں میں تو آنے والے عیسیٰ کا نام عیسیٰ بن مریم رکھا گیا ہے مگر یہ شخص تو ابن مریم
نہیں ہے۔ اور اس کی والدہ کا نام مریم نہ تھا اور نہیں جانتے کہ جیسا کہ سورۃ تحریم میں وعدہ تھا میرا
نام پہلے مریم رکھا گیا اور پھر خدا کے فضل نے مجھ میں نفخِ رُوح کیا یعنی اپنی ایک خاص تجلّی سے
اُس مریمی حالت سے ایک دوسری حالت پیدا کی اور اس کا نام عیسیٰ رکھا۔ اور چونکہ وہ حالت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد۱۹ ۴۹ کشتی نوح

اپنے پاس سے صدق کی روح پھونک دی خدا نے اس آیت☆ میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ نَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُّوْحِنَا۔ پس اس جگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسٰی کی روح جا پڑی جس کا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسٰی جو مریم کے پیٹ میں تھا اُس کے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا۔ یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامة اس جگہ میرا نام عیسٰی رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسٰی پیدا ہوگیا جس کے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس اس لحاظ سے میں عیسٰی بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم میں بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسٰی ابن مریم اس اُمت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس اُمت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسٰی کی روح پھونک دی جائے گی پس وہ مریمیّت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسٰی کی روحانیت میں تولّد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسٰی بن مریم کہلائے گا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے میں ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو[۱۳۰۰] برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ میں سورۃ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرمادی ہے۔ قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقویٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم میں تھی یعنی یہ کہ اس اُمت میں بھی کوئی فرد مریم کہلائے گا اور پھر مریم سے عیسٰی بنایا جائے گا گویا اس میں سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ میں براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار میں تھا اور کیا میں اس وقت موجود تھا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تھا تا میں عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اُتاری جائے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش

﴿۴۶﴾

☆ یہاں آیت سے مراد الہام ہے جیسا کہ اس سے چند سطریں پہلے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے الہام قرار دیا ہے (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

51۔ اسلام کی مخالفت میں کتابوں کی تعداد چھ/سات/دس/بیس کروڑ

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۹ ۔۔۔ ۱۸۱ ۔۔۔ اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح

تَكَادُ السَّمٰوَاتُ الْعُلٰى مِنْ كَلَامِكُمْ ۔۔۔ تَفَطَّرْنَ لَوْلَا وَقْتُهَا مُتَقَرِّرُ

قریب ہے کہ آسمان تمہارے کلام سے پھٹ جائیں اگر ان کے پھٹنے کا وقت مقرر نہ ہو

اَكَانَ حُسَيْنٌ اَفْضَلَ الرُّسْلِ كُلِّهِمْ ۔۔۔ اَكَانَ شَفِيْعَ الْاَنْبِيَاءِ وَ مُؤْثَرُ

کیا حسین تمام نبیوں سے بڑھ کر تھا۔ کیا وہی نبیوں کا شفیع اور سب سے برگزیدہ تھا

«۱۹» اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ الْغَيُوْرِ عَلَى الَّذِىْ ۔۔۔ يَمِيْنُ بِاَطْرَاءٍ وَّ لَا يَتَبَصَّرُ

خبردار ہو کہ خدائے غیور کی لعنت اس شخص پر ہے جو مبالغہ آمیز باتوں سے جھوٹ بولتا ہے اور نہیں دیکھتا

وَاَمَّا مَقَامِىْ فَاعْلَمُوْا اَنَّ خَالِقِىْ ۔۔۔ يُحَمِّدُنِىْ مِنْ عَرْشِهٖ وَ يُوَقِّرُ

اور میرا مقام یہ ہے کہ میرا خدا۔ عرش پر سے میری تعریف کرتا ہے اور عزت دیتا ہے

لَنَا جَنَّةٌ سُبُلُ الْهُدٰى اَزْهَارُهَا ۔۔۔ نَسِيْمُ الصَّبَا مِنْ شَاْنِهَا تَتَحَيَّرُ

ہمارے لئے ایک بہشت ہے کہ ہدایت کی راہیں اس کے پھول ہیں۔ اور نسیم صبا اس کی شان سے حیران ہو رہی ہے

تَكَدَّرَ مَاءُ السَّابِقِيْنَ وَ عَيْنُنَا ۔۔۔ اِلٰى آخِرِ الْاَيَّامِ لَا تَتَكَدَّرُ

پہلوں کا پانی مکدر ہو گیا اور ہمارا پانی اخیر زمانہ تک مکدر نہیں ہوگا

رَاَيْنَا وَاَنْتُمْ تَذْكُرُوْنَ رُوَاتَكُمْ ۔۔۔ وَهَلْ مِنْ نُقُوْلٍ عِنْدَ عَيْنٍ تُبَصِّرُ

ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو اور کیا قصے دیکھنے کے مقابل پر کچھ چیز ہیں؟

وَ شَتَّانَ مَا بَيْنِىْ وَ بَيْنَ حُسَيْنِكُمْ ۔۔۔ فَاِنِّىْ اُؤَيَّدُ كُلَّ اٰنٍ وَّ اُنْصَرُ

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے

وَاَمَّا حُسَيْنٌ فَاذْكُرُوْا دَشْتَ كَرْبَلَا ۔۔۔ اِلٰى هٰذِهِ الْاَيَّامِ تَبْكُوْنَ فَانْظُرُوْا

مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو

وَ اِنِّىْ بِفَضْلِ اللّٰهِ فِىْ حُجْرِ خَالِقِىْ ۔۔۔ اُرَبّٰى وَ اُعْصَمُ مِنْ لِّئَامٍ تَنَمَّرُوْا

اور میں خدا کے فضل سے اس کے کنار عاطفت میں پرورش پا رہا ہوں اور ہمیشہ لئیموں کے حملے سے جو پلنگ صورت ہیں بچایا جاتا ہوں

وَاِنْ يَّاْتِنِى الْاَعْدَاءُ بِالسَّيْفِ وَالْقَنَا ۔۔۔ فَوَاللّٰهِ اِنِّىْ اُحْفَظَنْ وَ اُظْفَرُ

اور اگر دشمن تلواروں اور نیزوں کے ساتھ میرے پاس آویں پس بخدا میں بچایا جاؤں گا اور مجھے فتح ملے گی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

تضاد:

شرم آتی ہے کہ باوجود قرائن قویہ کے بھی کسی حدیث کے ظاہری معنے کو چھوڑ سکیں اور قرآن اور حدیث کو باہم تطبیق دے کر ابن مریم سے روحانی طور پر ابن مریم کا مصداق مراد لے لیں اور دجال یک چشم سے روحانی یک چشمی کی تعبیر کر لیں اور قرآن کے انکار سے اپنے تئیں بچا لیں۔ نہیں سوچتے کہ ابن مریم یا یک چشم کا لفظ بھی اُسی پاک مُنہ سے نکلا ہے جس سے لمبے ہاتھ کا لفظ نکلا تھا بلکہ لمبے ہاتھ کے حقیقی اور ظاہری معنے مراد ہونے پر تو تصدیق نبوی بھی ہو چکی تھی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبروہی سرکنڈہ کے ساتھ ہاتھ ناپے گئے تھے اور سودہؓ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے تھے اور یہی قرار پایا تھا کہ سب سے پہلے سودہؓ فوت ہوگی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو ناپتے دیکھ کر بھی منع نہیں فرمایا تھا جس سے اجماعی طور پر سودہؓ کی وفات تمام بیویوں سے پہلے یقین کی گئی۔ لیکن آخر کار ظاہری معنے صحیح نہ نکلے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اس پیشگوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہیں تھی۔ ﴿۴۳۶﴾

اگر حال کے علماء ذرا سوچیں اور تواریخ کے صفحہ صفحہ پر نظر ڈالیں اور آدم کے وقت سے آج تک جو قریب چھ ہزار برس کے گذرا ہے جس قدر دین حق کے مقابلہ پر فتنہ اندازیاں ہوئی ہیں اُن کا حال کی فتنہ اندازیوں اور کوششوں سے موازنہ کریں تو خود انہیں اقرار کرنا پڑے گا جو باطل کو حق کے ساتھ ملانے کے لئے جس قدر منصوبے اس عیسائی قوم سے ظہور میں آئے اور آرہے ہیں اس کا کروڑم حصہ بھی کسی دوسری قوم سے ہرگز ظہور میں نہیں آیا۔ اگرچہ ناحق کے خون کرنے والے، کتابوں کے جلانے والے، راستبازوں کو قید کرنے والے بہت گذرے ہیں مگر ان کے فتنے دلوں کو تہ و بالا کرنے والے نہیں تھے بلکہ مومن لوگ دُکھ اُٹھا کر اَور بھی زیادہ استقامت میں ترقی کرتے تھے۔ لیکن ان لوگوں کا فتنہ دلوں پر ہاتھ ڈالنے والا اور ایمان کو شبہات سے ناپاک کرنے والا ہے جو اعتقادوں کے بگاڑنے کے لئے زہر ہلاہل کا اثر رکھتا ہے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ جس قوم نے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

چھ کروڑ کتاب وساوس اور شبہات کے پھیلانے کے لئے اب تک تقسیم کر دی اور آئندہ بھی ﴿۳۷﴾
بڑی سرگرمی سے یہ کارروائی جاری ہے۔ اس قوم کے مقابل پر کس زمانہ میں کوئی نظیر مل سکتی
ہے۔ بلکہ چھ ہزار برس کی مدت پر نظر ڈالنے سے کوئی نظیر پیدا نہیں ہوئی تو پھر کیا ابھی تک
منشائے حدیث کے موافق ثابت نہیں ہوا کہ ان لوگوں کی فتنہ اندازی بے مثل و مانند ہے۔
زمانہ نے آخرکار جس فتنہ عظیمہ کو ظاہر کیا وہ یہی فتنہ ہے جس نے لاکھوں مسلمانوں کو گرجاؤں
میں بٹھا دیا۔ کروڑہا کتابیں ردّ اسلام میں تالیف ہو گئیں۔ سو اس موجودہ فتنہ کو کَانْ لَّمْ یَکُنْ
سمجھنا انہیں مولویوں کا کام ہے جن کے دل میں ہرگز یہ خیال نہیں کہ اپنی زندگی میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھ لیں۔
بعض نافہم مولوی بطور جرح یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم کی یہ علامت لکھی ہے کہ
دجّال معہود کو وہ قتل کرے گا اور تمام اہل کتاب اس پر ایمان لے آویں گے اور اس خیال کی
تائید میں یہ آیت پیش کرتے ہیں وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1]۔ میں
کہتا ہوں کہ اگر اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ مسیح کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب
ایمان لے آئیں گے تو پھر ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ دجّال کفر کی حالت میں ہی قتل ﴿۳۸﴾
کیا جائے گا۔ ماسوا اس کے مسلم کی حدیث میں صاف لکھا ہے کہ دجّال کے ساتھ
ستر ہزار اہل کتاب شامل ہو جائیں گے اور اکثر کی اُن میں سے کفر پر موت ہوگی
اور مسیح کی وفات کے بعد بھی اکثر لوگ کافر اور بے دین باقی رہ جائیں گے جن پر
قیامت آئے گی اور قرآن کریم بھی صریح اور صاف طور پر اس پر شہادت دیتا ہے
کیونکہ وہ فرماتا ہے۔ یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ
كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ[2]
یعنی میں تیرے متبعین کو تیرے منکرین پر یعنی یہود پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔
پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ قیامت کے دن تک یہود کی نسل تھوڑی بہت

[1] النساء: ۱۶۰ [2] اٰل عمران: ۵۶

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

اس امام معصوم کو ہاتھ اور زبان سے دُکھ دیا آخر بجز قتل کے راضی نہ ہوئے اور پھر وقتاً فوقتاً ہمیشہ اس اُمّت کے اماموں اور راستبازوں اور مجدّدوں کو ستاتے رہے اور کافر اور بے دین اور زندیق نام رکھتے رہے۔ ہزاروں صادق ان کے ہاتھ سے ستائے گئے اور نہ صرف یہ کہ ان کا نام کافر رکھا بلکہ جہاں تک بس چل سکا قتل کرنے اور ذلیل کرنے اور قید کرانے سے فرق نہیں کیا۔ یہاں تک کہ اب ہمارا زمانہ پہنچا اور تیرھویں صدی میں جا بجا خود وہ لوگ یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور نہ صرف خدا تعالیٰ کے الہام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا بلکہ زمانہ کے فتن موجودہ نے بھی بزبانِ حال یہی فتویٰ دیا کہ اس کا نام مسیح موعود چاہیئے تو اس کی سخت تکذیب کی اور جہاں تک ممکن تھا اس کو ایذا دی اور طرح طرح کے حیلوں اور مکروں سے اس کو ذلیل اور نابود کرنا چاہا اور اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔

اور یہ بات ظاہر تھی کہ یہ زمانہ ایمانی اور اعتقادی فتنوں کا زمانہ تھا اور لاکھوں انسانوں کے اعتقاد توحید سے برگشتہ ہو کر مخلوق پرستی کی طرف جھک گئے تھے اور زیادہ تر حصہ مخلوق پرستی کا جس پر زور دیا جاتا تھا وہ یہی تھا کہ صلیبی نجات کی حمایت میں قلموں اور زبانوں سے وہ ﴿۲۷﴾ کام لیا گیا تھا کہ اگر نسخہ عالم کے تمام صفحات میں تلاش کریں تو تائید باطل میں یہ سرگرمی کسی اَور زمانہ میں کبھی ثابت نہیں ہوگی۔ اور جبکہ صلیبی نجات کے حامیوں کی تحریریں انتہا درجہ کی تیزی تک پہنچ گئی تھیں اور اسلامی توحید اور نبی عربی خیر الرسل علیہ السلام کی عفت اور عزت اور حقانیت اور کتاب اللہ قرآن شریف کے منجانب اللہ ہونے پر کمال ظلم اور تعدی سے حملے کئے گئے تھے اور وہ بیجا حملے جن کتابوں اور رسالوں اور اخباروں میں کئے گئے ان کی تعداد کی سات کروڑ تک نوبت پہنچ گئی تھی اور یہ سب کچھ تیرھویں صدی کے ختم ہونے تک

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

کہ اس آیت سے موت ثابت ہوئی تو آسمان سے نازل کیونکر ہوں گے؟ آسمان پر مُردے تو نہیں رہ سکتے۔

ماسوا اس کے جب کہ مسیح کا کام کسرِ صلیب ہے تو ایسے وقت میں کہ بجائے کسرِ صلیب کے کسرِ اسلام ہی ہو جائے مسیح کا آنا کیا فائدہ دے گا۔ ”پس از انکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد“ اب جب کہ صرف ساٹھ برس سے پنجاب پر عیسائی مذہب کا تسلط ہو کر یہ نوبت ارتداد پہنچ گئی ہے۔ اور چودہ برس چودھویں صدی میں سے گزر گئے اور مسیح موعود نہ آیا تو گویا کم سے کم سو برس کی اور پادریوں کو مہلت دی گئی کیونکہ بموجب آثارِ صحیحہ کے مسیح موعود کا صدی کے سر پر آنا ضروری ہے پس اس صورت میں خیال کر لینا چاہیئے کہ کیا اس مدت تک اسلام میں سے کچھ باقی رہے گا؟ اس سے تو نعوذ باللہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا خود ارادہ ہے کہ اسلام کو دنیا پر سے اٹھا دے۔ کیونکہ رحم کرنے کا وقت تو یہی تھا جب کہ اسلام پر سخت حملے کئے گئے سخت بے ادبیاں کی گئیں۔ لاکھوں انسان مرتد ہو چکے جسمانی وباؤں میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ جب مثلاً کسی حصہ ملک میں طاعون پھیلتی ہے تو دانشمند لوگ خیال کرنے لگتے ہیں کہ اب عنقریب ہم اور ہماری اولاد اور ہمارے عزیز بھی نشانہ طاعون بننے کو ہیں۔ تب اسی وقت سے تدابیر مناسبہ عمل میں لائی جاتی ہیں۔ حکام بھی قلع قمع مرض کے لئے پوری توجہ کرتے ہیں۔ طبیب جاگ اُٹھتے ہیں۔ لہٰذا اب انصافاً بتلاؤ کہ کیا ملک میں یہ طاعون نہیں پھیلی؟ کیا اب تک اسلام کی ردّ میں دس کروڑ کے قریب کتاب نہیں لکھی گئی؟ کیا اس طاعون کی اب تک کئی لاکھ واردا تیں نہیں ہوئیں؟ کیا یہ سچ نہیں کہ کئی لاکھ بیمار نیچریّت کے رنگ میں فلسفیت کے رنگ میں اباحت کے رنگ میں مخلوق پرستی کے رنگ میں وساوس اور شبہات کے رنگ میں غفلت اور لاپرواہی کے رنگ میں بسترِ مرگ پر پڑے ہوئے ہیں؟ پھر کیا سبب کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ اپنی اس وحی کو یاد نہ کرے کہ
إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ [1]

ہماری آخری نصیحت یہی ہے کہ تم اپنی ایمان کی خبر داری کرو۔ نہ ہو کہ تم تکبر اور لاپروائی دکھلا کر خدائے ذوالجلال کی نظر میں سرکش ٹھہرو۔ دیکھو خدا نے تم پر ایسے وقت میں نظر کی جو نظر کرنے کا وقت تھا سو کوشش کرو کہ تا تمام سعادتوں کے وارث ہو جاؤ۔ خدا نے آسمان پر سے

۸۹

[1] الحجر: ۱۰

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

کیونکہ اس ملک میں صد ہا مذاہب فاسدہ اور ہزار ہا بدعات مہلکہ جن کی نظیر کسی ملک میں نہیں پیدا ہو گئے۔ اور آزادی نے جیسا کہ بدی کے لئے راہ کھولی ایسا ہی نیکی کے لئے بھی۔ لیکن چونکہ بدی کے مواد بہت جمع ہو رہے تھے اس لئے پہلے پہل بدی کو ہی اس آزادی نے قوت دی اور زمین میں اس قدر خار و خسک پیدا ہوا کہ قدم رکھنے کی جگہ نہ رہی ہر ایک عقل جو صاف اور پاک اور رُوح القدس سے مدد یافتہ ہے وہ سمجھ سکتی ہے کہ یہی زمانہ مسیح موعود کے پیدا ہونے کا تھا اور یہی صدی اس لائق تھی کہ اس میں وہ عیسٰی ابن مریم مبعوث ہوتا جو زمانہ حال کی صلیب پر فتح پاتا جو عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے جیسا کہ گذشتہ عیسٰی ابن مریم نے اس صلیب پر فتح پائی تھی جو یہودیوں کے ہاتھ میں تھا۔ احادیث نبویہ میں اسی فتح کو کسر صلیب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ فتنۂ صلیبیہ جس مرتبہ تک پہنچ چکا ہے وہ ایک ایسا مرتبہ ہے کہ غیرت الٰہی نہیں چاہتی کہ اس سے بڑھ کر اس کی ترقی ہو اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ جس کمال سیلاب تک اس وقت یہ فتنہ موجود ہے اور جن انواع و اقسام کے پہلوؤں سے اس فتنہ نے دین اسلام پر حملہ کیا ہے اور جس دلیری اور بیباکی کے ہاتھ سے عزّت جناب نبوی پر اس فتنہ نے ہاتھ ڈالا ہے اور جن کامل تدبیروں سے اِطفاءِ نورِ اسلام کے لئے اس فتنہ نے کام لیا ہے اس کی نظیر زمانہ کی کسی تاریخ میں موجود نہیں۔ اور جن فتنوں کے وقت میں بنی اسرائیل میں نبی اور رسول آیا کرتے تھے یا اس امت میں مجدد ظاہر ہوتے تھے وہ تمام فتنے اس فتنہ کے ﴿۱۰۳﴾
آگے کچھ بھی چیز نہیں۔ اور یہ امر اُن امورِ محسوسہ بدیہیہ میں سے ہے جن کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اسلام کی تکذیب اور ردّ میں اس تیرھویں صدی میں بیس کروڑ کے قریب کتاب اور رسالے تالیف ہو چکے ہیں۔ اور ہر ایک گھر میں نصرانیت داخل ہو گئی ہے۔ تو کیا اس سو سال کے

بعض اہل علم صالح اور رشید طبع بھی ہیں اور وہ تھوڑے ہیں۔

اس زمانہ میں اسلام کے اکثر امراء کا حال سب سے بدتر ہے وہ گویا یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صرف کھانے پینے اور فسق و فجور کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ دین سے وہ بالکل بے خبر اور تقویٰ سے خالی اور تکبر اور غرور سے بھرے ہوتے ہیں اگر ایک غریب ان کو السلام علیکم کہے تو اُس کے جواب میں وعلیکم السلام کہنا اپنے لئے عار سمجھتے ہیں۔ بلکہ غریب کے منہ سے اس کلمہ کو ایک گستاخی کا کلمہ اور بیباکی کی حرکت خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے اسلام کے بڑے بڑے بادشاہ السلام علیکم میں کوئی اپنی کسر شان نہیں سمجھتے تھے مگر یہ لوگ تو بادشاہ بھی نہیں ہیں۔ پھر بھی بیجا تکبر نے اُن کی نظر میں ایسا پیارا کلمہ جو السلام علیکم ہے جو سلامت رہنے کے لئے ایک دُعا ہے حقیر کر کے دکھایا ہے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ زمانہ کس قدر بدل گیا ہے کہ ہر ایک شعار اسلام کا تحقیر کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ تو اس زمانہ کے اکثر مسلمانوں کا اندرونی حال ہے اور جو بیرونی مفاسد پھیل گئے ہیں اُن کا تو شمار کرنا مشکل ہے۔ اسلام وہ مذہب تھا کہ اگر مسلمانوں میں سے ایک آدمی بھی مرتد ہو جاتا تھا تو گویا قیامت برپا ہو جاتی تھی مگر اب اس ملک میں مرتد مسلمان جو عیسائی ہو گئے یا جنہوں نے اور مذہب اختیار کر لیا ہے وہ دو لاکھ سے بھی زیادہ ہیں بلکہ مسلمانوں کی ادنیٰ اور اعلیٰ قوموں میں سے کوئی ایسی قوم نہیں جس میں سے ایک گروہ عیسائی نہ ہو گیا ہو اور وہی لوگ جو
﴿۳۱۴﴾ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر درود پڑھنے کے نہیں لیتے تھے اب مرتد ہونے کے بعد جناب ممدوح کو گندی گالیاں دیتے اور گندی تصانیف شائع کرتے ہیں اور جو کتابیں اسلام کے ردّ میں لکھی گئیں اگر وہ ایک جگہ اکٹھی کی جائیں تو کئی پہاڑوں کے موافق اُن کی ضخامت ہوتی ہے۔ پس اس سے زیادہ کونسی ماتم کی جگہ ہے؟ کہ نہ اسلام کی اندرونی حالت دل کو خوش کر سکتی ہے اور نہ اُس کے بیرونی دشمن ایسے منصف مزاج نظر آتے ہیں کہ جو خدا سے ڈر کر اپنی شرارتوں سے باز آ جائیں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

52۔حدیث ان لمہدینا آتین غیر مرفوع/مرفوع متصل

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۷ | ۱۳۶ | تحفہ گولڑویہ

کی گئی ہوگی اور اس صورت کا نشان اوّل سے آخر تک کبھی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا ہوگا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ ہرگز اس کی نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔ درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی اور یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے۔ (۱) یعنی چاند کا گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اول درجہ پر ہے جن کی نسبت آیت لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا[1] کا مضمون صادق آ سکتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں۔ پھر جبکہ ایک حدیث دوسری حدیث سے قوت پا کر پایۂ یقین کو پہنچ جاتی ہے تو جس حدیث نے خدا تعالیٰ کے کلام سے قوت پائی ہے اُس کی نسبت یہ زبان پر لانا کہ وہ موضوع اور مردود ہے اُنہی لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اگرچہ بباعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی مگر خدا نے اپنی دو گواہیوں سے یعنی آیت لَا يُظْهِرُ الخ اور آیت وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ[2] سے خود اس حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ سو بلاشبہ قرآنی شہادت سے اب یہ حدیث مرفوع متصل ہے۔ کیونکہ قرآن ایسی تمام پیشگوئیوں کا جو کمال صفائی سے پوری ہو جائیں اس تہمت سے تبریہ کرتا ہے کہ بجز خدا کے رسول کے کوئی اور شخص ان کا بیان کرنے والا ہے۔ نعوذ باللہ یہ خدا کے کلام کی تکذیب ہے کہ وہ تو صاف لفظوں میں بیان فرماوے کہ میں صریح اور صاف پیشگوئیوں کے کہنے پر بجز اپنے رسول کے کسی کو قدرت نہیں دیتا لیکن اس کے برخلاف کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ ایسی پیشگوئیاں کوئی اور بھی کر سکتا ہے ﴿۳۰﴾

[1] الجن: ۲۷ [2] القیامۃ: ۱۰

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۷ ۱۳۶ تحفہ گولڑویہ

کی گئی ہوگی اور اس صورت کا نشان اوّل سے آخر تک کبھی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا ہوگا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ ہرگز اس کی نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔ درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی اور یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے۔ (۱) یعنی چاند کا گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا (۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا (۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں سے اول درجہ پر ہے جن کی نسبت آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا[1] کا مضمون صادق آ سکتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں۔ پھر جبکہ ایک حدیث دوسری حدیث سے قوت پا کر پایۂ یقین کو پہنچ جاتی ہے تو جس حدیث نے خدا تعالیٰ کے کلام سے قوت پائی ہے اُس کی نسبت یہ زبان پر لانا کہ وہ موضوع اور مردود ہے اُنہی لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ہے اگرچہ بباعث کثرت اور کمال شہرت کے اس حدیث کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع نہیں کیا گیا اور نہ اس کی ضرورت سمجھی گئی مگر خدا نے اپنی دو گواہیوں سے یعنی آیت لَا یُظْهِرُ الخ اور آیت وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ[2] سے خود اس حدیث کو مرفوع متصل بنا دیا۔ سو بلاشبہ قرآنی شہادت سے اب یہ حدیث مرفوع متصل ہے۔ کیونکہ قرآن ایسی تمام پیشگوئیوں کا جو کمال صفائی سے پوری ہو جائیں اس تہمت سے تبریہ کرتا ہے کہ بجز خدا کے رسول کے کوئی اور شخص ان کا بیان کرنے والا ہے۔ نعوذ باللہ یہ خدا کے کلام کی تکذب ہے کہ وہ تو صاف لفظوں میں بیان فرماوے کہ میں صریح اور صاف پیشگوئیوں کے کہنے پر بجز اپنے رسول کے کسی کو قدرت نہیں دیتا لیکن اس کے برخلاف کوئی اور یہ دعویٰ کرے کہ ایسی پیشگوئیاں کوئی اور بھی کر سکتا ہے ﴿۳۰﴾

[1] الجن:۲۷ [2] القیامۃ:۱۰

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

53۔ دجال کا آنا غلط/دجال پادری/شیطان/با اقبال قومیں

قول:

روحانی خزائن جلد ۳ — ۲۲۰ — ازالہ اوہام حصہ اول

وہ قتل کریں اور یہی ایک خدمت تھی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب ہم بجز اس صورت کے اور کسی طور سے دے نہیں سکتے کہ آخری زمانہ میں دجال معہود کا آنا سراسر غلط ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے یہ فرض صاحب مسلم کے سر پر تھا کہ وہ اپنی ذکر کردہ حدیث کا تعارض اپنی قلم سے رفع کرتے مگر انہوں نے جو ایسے تعارض کا ذکر تک نہیں کیا تو اس سے یہ ﴿۲۳۸﴾
معلوم ہوتا ہے کہ وہ محمد بن المنکدر کی حدیث کو نہایت قطعی اور یقینی اور صاف اور صریح سمجھتے تھے اور نواس بن سمعان کی حدیث کو از قبیل استعارات و کنایات خیال کرتے تھے اور اُس کی حقیقت حوالہ بخدا کرتے تھے۔

غرض اے بھائیو! ان حدیثوں پر نظر ڈال کر ہر یک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کبھی صدر اول کے لوگوں نے دجال معہود کے بارہ میں ہرگز اس بات پر اتفاق نہیں کیا کہ وہ آخری زمانہ میں آئے گا اور مسیح ابن مریم ظہور فرما کر اُس کو قتل کرے گا بلکہ وہ تو ابن صیاد کو ہی دجال معہود سمجھتے رہے اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب انہوں نے ابن صیاد کو دجال معہود یقین کیا اور پھر یہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ وہ مشرف باسلام ہو گیا اور پھر یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت بھی ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر ایسی صورت میں اُن بزرگوں کا اس بات پر کیوں کر ایمان یا اعتقاد ہو سکتا تھا کہ مسیح ابن مریم آخری زمانہ میں دجال معہود کے قتل کرنے کے لئے آسمان سے اُتریں گے کیونکہ وہ بزرگوار لوگ تو پہلے ہی دجال معہود کا فوت ہو جانا تسلیم کر چکے تھے پھر اس اعتقاد کے ساتھ یہ دوسرا اعتقاد کیوں کر جوڑ کھا سکتا ہے کہ ﴿۲۳۹﴾
اُن کو مسیح ابن مریم کے آسمان سے اُترنے اور دجال معہود کے قتل کرنے کی انتظار لگی ہوئی تھی یہ تو صریح اجتماع ضدّین ہے اور کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۳ — ۴۸۸ — ازالہ اوہام حصہ دوم

لا بد انشاء اللّٰہ ان ینزل عیسٰی علیہ السلام فی حیاتی و انظرہ بعینی۔ یعنی میں جو محمد ابن احمد مکّی رہنے والا خاص مکّہ معظمہ محلّہ شعب عامر کا ہوں کہتا ہوں کہ میں نے ۱۳۰۵ ہجری میں خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ میرا باپ کھڑا ہے اور مَیں اس کے ساتھ ہوں اس وقت جو میں نے مشرق کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ عیسٰی علیہ السلام آسمان سے اُتر آیا اور میں ارادہ کر رہا ہوں کہ وضو کروں سو میں نے دریا کی طرف رُخ کیا پھر وضو کر کے اپنے باپ کی طرف چلا آیا۔ تب میں نے اپنے باپ کو کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام تو نازل ہوگیا اب میں کس طور سے نماز پڑھوں سو میرے باپ نے مجھے کہا کہ وہ دین اسلام پر اُترا ہے
﴿۴۲۱﴾ اور اس کا دین کوئی الگ دین نہیں بلکہ وہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دین رکھتا ہے۔ سو تُو اسی طرح نماز پڑھ جیسے پہلے پڑھا کرتا تھا۔ تب میں نے نماز پڑھ لی۔ پھر میری آنکھ کھل گئی اور میں نے دل میں کہا کہ انشاء اللہ عیسٰی علیہ السلام میری زندگی میں اُتر آئے گا اور میں اس کو اپنی آنکھ سے دیکھ لوں گا۔

ازانجملہ اس عاجز کے مسیح موعود ہونے پر یہ نشان ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کی خصوصیت کے ساتھ یہ علامت ہے کہ دجّال معہود کے خروج کے بعد نازل ہو۔ کیونکہ یہ ایک واقعہ مسلّمہ ہے کہ دجّال معہود کے خروج کے بعد آنے والا وہی سچا مسیح ہے جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے جس کا مسلم کی حدیث میں وجہ تسمیہ مسیح ہونے کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مومنوں کی شدت اور محنت اور ابتلا کا غبار جو دجّال کی وجہ سے اُن کے طاری حال ہوگا اُن کے چہروں سے پونچھ دے گا یعنی دلیل اور حجت سے اُن کو غالب کر دکھائے گا۔ سو اِس لئے وہ مسیح کہلائے گا کیونکہ مسح پونچھنے کو کہتے ہیں جس سے مسیح مشتق ہے۔ اور ضرور ہے کہ وہ دجّال معہود کے بعد نازل ہو۔ سو یہ عاجز دجّال معہود کے خروج کے بعد آیا ہے۔ پس اس میں کچھ شک نہیں
﴿۴۲۲﴾ کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ دجّال معہود یہی پادریوں اور عیسائی متکلموں کا گروہ ہے جس نے زمین کو اپنے ساحرانہ کاموں سے تہ و بالا کر دیا ہے اور جو ٹھیک اس وقت سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

۲۶۰

نشان دجّال اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس اشارہ سے نکلتا ہے کہ یکسرُ الصّلیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجّال اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدارِ نجات صلیب پر رکھے گا۔

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا تظاہر ہوگیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھُل گئی کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجّال اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور اُن کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسرِ صلیب ہوگا اور وہ دجّال اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسرِ صلیب اور قتل دجّال اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھُل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجّال اکبر نہیں ہے۔ اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اَور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکذّب ہے۔

اور نیز جبکہ لُغت کی رُو سے بھی دجّال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے اور حدیث کی رو سے نشان دجّال اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھُلی کھُلی تحقیق کے وہ شخص نہایت درجہ کور باطن ہے کہ جو اب بھی حال کے پادریوں کو دجّال اکبر نہیں سمجھتا۔ ایک اَور بات ہے جس سے ہمارے نادان مولوی اس حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ اس بات کے خود قائل ہیں کہ دجّال معہود کا بجز حرمین کے تمام زمین پر تسلّط ہو جائے گا۔ سو اگر دجّال سے مراد کوئی اور رکھا جائے تو یہ حدیث قرآن کی صریح پیشگوئی سے مخالف ہو جائیگی کیونکہ قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 260

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v2.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

دعویٰ کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر اور معنے نہیں ہو سکتے بلکہ وہ تو مسنون طور پر تفاصیل کو حوالہ بخدا کرتے رہے ہیں۔

پھر یہ بھی ہم بخوبی ظاہر کر چکے ہیں کہ اس پیشگوئی کو صرف ظاہری الفاظ تک محدود رکھنے میں بڑی بڑی مشکلات ہیں قبل اس کے جو مسیح آسمان سے اُترے صدہا اعتراض پہلے ہی سے اُتر رہے ہیں ان مشکلات میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے اور ہمیں اس بات کی کیا حاجت کہ ابن مریم کو آسمان سے اُتارا جائے اور ان کا نبوت سے الگ ہونا تجویز کیا جائے اور ان کی اس طرح پر تحقیر کی جائے کہ دوسرا شخص امامت کرے اور وہ پیچھے مقتدی بنیں اور دوسرا شخص اُن کے روبرو لوگوں سے بیعت امامت وخلافت لے اور وہ بدیدۂ حسرت دیکھتے رہیں اور احد
المسلمین بن کر اپنی نبوت کا دم نہ مار سکیں اور ہم اس قریب الشرک بلکہ سراسر شرک سے بھرے ﴿١٣٦﴾
ہوئے کلمے کو کیوں مُنہ سے بولیں کہ دجّال یک چشم خدائے تعالیٰ کی طرح اپنے اقتدار سے مُردوں کو زندہ کرے گا اور صریح صریح خدائی کی علامتیں دکھلا دے گا اور کوئی اسے یہ نہیں کہے گا کہ اے یک چشم خدا پہلے تُو اپنی آنکھ درست کر۔ کیا وہ توحید جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے ایسی قدرتیں کسی مخلوق میں روا رکھتی ہے کیا اسلام نے اِن واہیات باتوں کو اپنے پَیروں کے نیچے کچل نہیں دیا عجیب بات ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک خر دجّال بھی گویا ایک حصہ خدائی کا رکھتا ہے اور کہتے ہیں کہ اُس خَر کا پیدا کرنے والا دجّال ہی ہے۔ پھر جبکہ وہ دجّال مُحیی و ممیت اور خالق بھی ہے تو اس کے خدا ہونے میں کسر کیا رہ گئی؟ اور اس گدھے کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ مشرق و مغرب میں ایک روز میں سیر کر سکے گا مگر ہمارے نزدیک ممکن ہے کہ دجّال سے مراد بااقبال قومیں ہوں اور گدھا اُن کا یہی ریل ہو جو مشرق اور مغرب کے ملکوں میں ہزارہا کوسوں تک چلتے دیکھتے ہو۔ پھر مسیح کے بارہ میں یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ کیا طبعی اور فلسفی لوگ اس خیال پر نہیں ہنسیں گے کہ جبکہ تیس یا چالیس ہزار فٹ
تک زمین سے اوپر کی طرف جانا موت کا موجب ہے تو حضرت مسیح اس جسم عنصری کے ساتھ ﴿١٣٧﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

کم نہیں جو اس عاجز نے خدائے تعالیٰ کی طرف سے مسیح ابن مریم کے رنگ میں ہو کر اِن دجّال سیرت لوگوں پر کیا ہے جن کو پاک چیزیں دی گئی تھیں مگر انہوں نے ساتھ اس کے پلید چیزیں ملا دیں اور وہ کام کیا جو دجّال کو کرنا چاہیئے تھا۔

﴿۲۸۸﴾ اب یہ سوال بھی قابل حل ہے کہ مسیح ابن مریم تو دجّال کے لئے آئے گا آپ اگر مسیح ابن
مریم کے رنگ میں ہو کر آئے ہیں تو آپ کے مقابل پر دجّال کون ہے؟ اس سوال کا جواب
میری طرف سے یہ ہے کہ گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور مسیح
ابن مریم بھی آوے اور بعض احادیث کی رو سے وہ موعود بھی ہو اور کوئی ایسا دجّال بھی آوے
جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے۔ مگر میرا مذہب یہ ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی
اب تک دجّال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہو گا۔ مسلم کی حدیث میں ہے وعن
عمران بن حصین قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ما
بین خلق ادم الیٰ قیام الساعۃ امر اکبر من الدجّال یعنی عمران ابن حصین سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائش آدم سے قیامت تک کوئی امر
فتنہ اور ابتلاء کے رو سے دجّال کے وجود سے بڑھ کر نہیں۔ اب اوّل تو یاد رکھنا چاہیئے کہ
لغت میں دجّال جھوٹوں کے گروہ کو کہتے ہیں جو باطل کو حق کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں اور
﴿۲۸۹﴾ خلق اللہ کے گمراہ کرنے کے لئے مکر اور تلبیس کو کام میں لاتے ہیں۔ اب میں دعویٰ کے
ساتھ کہتا ہوں کہ مطابق منشاء مسلم کی حدیث کے جو ابھی میں بیان کر آیا ہوں اگر ہم
حضرت آدم کی پیدائش سے آج تک بذریعہ ان تمام تحریری وسائل کے جو ہمیں ملے
ہیں دنیا کے تمام ایسے لوگوں کی حالت پر نظر ڈالیں جنہوں نے دجالیت کا اپنے ذمہ
کام لیا تھا تو اس زمانہ کے پادریوں کی دجالیت کی نظیر ہرگز ہم کو نہیں ملے گی۔ انہوں نے
ایک موہومی اور فرضی مسیح اپنی نظر کے سامنے رکھا ہوا ہے جو بقول اُن کے زندہ ہے

4

5

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

اوراس کی کامیابیوں میں کوئی اِن لوگوں کا نظیر نہیں اوران کے ان ساحرانہ کاموں میں کوئی ان کے مساوی نہیں۔ اور چونکہ احادیث صحیحہ میں دجال معہود کی یہی علامت لکھی ہے کہ وہ ایسے فتنے برپا کرے گا کہ جہاں تک اس وقت سے ابتدائے دنیا کے وقت تک نظر ڈالیں اس کا نظیر نہیں ملے گا لہٰذا اس بات پر قطع اور یقین کرنا چاہیئے کہ وہ **مسیح دجال جو گرجا سے نکلنے والا ہے یہی لوگ ہیں** جن کے سحر کے مقابل پر معجزہ کی ضرورت تھی۔ اور اگر انکار ہے تو پھر زمانہ گذشتہ کے دجالین میں سے ان کی نظیر پیش کرو۔

اب یہ سوال جو کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح ابن مریم سے پہلے دجال آ گیا ہو۔ اس کا
جواب ظاہر ہو گیا اور بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا ﴿۳۹۶﴾
گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سوائے بزرگو! دجال معہود یہی ہے جو آ چکا مگر تم نے اُسے شناخت نہیں کیا۔ ہاتھ میں ترازو لو اور وزن کرکے دیکھو کہ کیا ان سے بڑھ کر کوئی اور ایسا دجال آنا ممکن ہے جو فریبوں میں ان سے زیادہ ہو۔ اس دجال کے لئے جو تمہارے وہم میں ہے تم لوگ بار بار یہ حدیث پیش کرتے ہو کہ اس قدر اس کا بڑا فتنہ ہوگا کہ ستر ہزار مسلمان اس کا معتقد ہو جائے گا۔ لیکن اس جگہ تو لاکھوں آدمی دین اسلام کو چھوڑ گئے اور چھوڑتے جاتے ہیں تمہاری عورتیں تمہارے بچے، تمہارے پیارے دوست، تمہارے بڑے بڑے بزرگوں اور ولیوں کی اولاد، تمہارے بڑے بڑے خاندانوں کے آدمی اس دجالی مذہب میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔ کیا یہ اسلام کے لئے سخت ماتم کی جگہ نہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ کس قدر ان لوگوں کے فتنوں نے دامن پھیلا رکھا ہے اور کس قدر ان لوگوں کی کوششیں انتہاء تک پہنچ گئی ہیں کیا کوئی ایسا بھی دقیقہ فریب اور مکر کا ہے جو انہوں نے رہزنی کے لئے استعمال نہیں کیا۔ کروڑہا کتابیں اسی غرض سے ملکوں میں پھیلائیں۔ ہزار ہا
واعظ اور منادا اسی غرض کے لئے جابجا چھوڑ دئے۔ کروڑہا روپیہ اسی راہ میں خرچ ﴿۳۹۷﴾
ہو رہا ہے۔ نہایت دشوار گزار راہوں سے پُرخطر پہاڑوں اور یاغستان کے ملک

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

کہ جب دجّال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔

(۱۰) دجّال خدا نہیں کہلائے گا بلکہ خدائے تعالیٰ کا قائل ہوگا بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ مسلم۔

اِن دسوںؔ علامتوں میں سے ایک بھاری علامت دجّال معہود کی یہ لکھی ہے کہ اُس کا فتنہ تمام اُن فتنوں سے بڑھ کر ہوگا کہ جو ربانی دین کے مٹانے کے لئے ابتدا سے لوگ کرتے آئے ہیں اور ہم اسی رسالہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ یہ علامت عیسائی مشنوں میں بخوبی ظاہر و ہویدا ہے۔

از انجملہ ایک بڑی بھاری علامت دجّال کی اُس کا گدھا ہے جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستّر باع کیا گیا ہے اور ریل کی گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے اور اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے تیز حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ فرمایا ہے چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے جن کا امام ومقتدا یہی دجالی گروہ ہے اس لئے ان ۴۳۱
گاڑیوں کو دجّال کا گدھا قرار دیا گیا۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ علاماتِ خاصہ دجّال کے انہیں لوگوں میں پائے جاتے ہیں۔ انہیں لوگوں نے مکروں اور فریبوں کا اپنے وجود پر خاتمہ کر دیا ہے اور دین اسلام کو وہ ضرر پہنچایا ہے جس کی نظیر دنیا کے ابتداء سے نہیں پائی جاتی اور انہیں لوگوں کے متبعین کے پاس وہ گدھا بھی ہے جو دخان کے زور سے چلتا ہے جیسے بادل ہوا کے زور سے۔ اور انہیں لوگوں کے متبعین زمین کو

بقیہ حاشیہ

کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ پھر دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جیسا کہ فرماتا ہے لو کان الایمان معلقًا عند الثریا لناله رجل من فارس ۔ یہ حدیث درحقیقت اسی زمانہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو آیت اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ میں اشارۃً بیان کیا گیا ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

اب آخری زمانہ میں اس نے قید سے پوری رہائی پائی ہے اور اُس کی مُشکیں کھولی گئی ہیں تا جو حملے کرنا اُس کی تقدیر میں ہے کر گذرے۔ اور بعض کا خیال ہے کہ دجّال نوع انسان میں سے نہیں بلکہ شیطان کا نام ہے☆۔ اور بعض حضرت عیسیٰ کی نسبت خیال رکھتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور بعض فرقے مسلمانوں کے جنہیں معتزلہ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ کی موت کے قائل ہیں اور بعض صُوفیوں کا قدیم سے یہ مذہب ہے کہ مسیح آنے والے سے مراد کوئی اُمّتی انسان ہے کہ جو اِسی اُمّت میں سے پیدا ہوگا۔ ﴿۴۳﴾ اب ذرا غور کر کے دیکھ لو کہ مسیح اور مہدی اور دجّال کے بارے میں کس قدر اس اُمّت میں اختلاف موجود ہے اور بموجب آیت کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[1] ہر ایک اپنے عقیدہ کی نسبت اجماع کا دعویٰ کر رہا ہے پس اصل بات یہ ہے کہ جب کسی شریعت میں بہت سے اختلاف پیدا ہو جائیں تو وہی اختلافات طبعًا چاہتے ہیں کہ اُن کے تصفیہ کے لئے کوئی شخص خدا کی طرف سے آوے کیونکہ یہی قدیم سے سُنّت اللہ ہے۔ جب یہودیوں میں بہت سے اختلافات پیدا ہوئے تو اُن کے لئے حضرت عیسیٰ حَکَم بن کر آئے۔ اور جب عیسائیوں اور یہودیوں کے باہمی تنازعات بڑھ گئے تو اُن کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم مقرر ہو کر مبعوث ہوئے۔

اب اس زمانہ میں دنیا اختلافات سے بھر گئی۔ ایک طرف یہودی کچھ کہتے ہیں اور عیسائی کچھ ظاہر کرتے ہیں اور اُمّتِ محمدیہ میں الگ باہمی اختلافات ہیں۔ اور دوسرے مشرکین سب کے برخلاف رائیں ظاہر کرتے ہیں اور اس قدر نئے مذاہب اور نئے عقائد پیدا ہو گئے ہیں کہ گویا ہر ایک انسان ایک خاص مذہب رکھتا ہے۔ اس لئے بموجب سُنّت اللہ کے ضروری تھا کہ

☆ اس شیطان کا نام دوسرے لفظوں میں عیسائیت کا بھوت ہے یہ بھوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عیسائی گرجا میں قید تھا اور صرف جساسہ کے ذریعہ سے اسلامی اخبار معلوم کرتا تھا۔ پھر قرون ثلاثہ کے بعد بموجب خبر انبیاء علیہم السلام کے اس بھوت نے رہائی پائی اور ہر روز اس کی طاقت بڑھتی گئی یہاں تک کہ تیرھویں صدی ہجری میں بڑے زور سے اُس نے خروج کیا اسی بھوت کا نام دجّال ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے اور اسی بھوت سے خدا تعالیٰ نے سُورۃ فاتحہ کے اخیر میں وَلَا الضَّآلِّيْنَ کی دُعا میں ڈرایا ہے۔ منہ

[1] الروم: ۳۳

اور یہ پیشگوئی کہ وہ دجّال کو قتل کرے گا اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ظہور سے دجّالی فتنہ رو بزوال ہو جائے گا اور خود بخود کم ہوتا جائے گا اور دانشمندوں کے دل توحید کی طرف پلٹا کھا جائیں گے۔ واضح ہو کہ **دجّال** کے لفظ کی دو تعبیریں کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ دجّال اُس گروہ کو کہتے ہیں جو جھوٹ کا حامی ہو اور مکر اور فریب سے کام چلاوے۔ دوسری یہ کہ دجّال شیطان کا نام ہے جو ہر ایک جھوٹ اور فساد کا باپ ہے پس قتل کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اُس شیطانی فتنہ کا ایسا استیصال ہوگا کہ پھر قیامت تک کبھی اس کا نشو ونما نہیں ہوگا گویا اس آخری لڑائی میں شیطان قتل کیا جائے گا۔ ﴿۳۱۳﴾

اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود بعد وفات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں داخل ہوگا اس کے یہ معنی کرنا کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کھودی جائے گی یہ جسمانی خیال کے لوگوں کی غلطیاں ہیں جو گستاخی اور بے ادبی سے بھری ہوئی ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود مقام قرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر ہوگا کہ موت کے بعد وہ اس رُتبہ کو پائے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا رتبہ اس کو ملے گا۔ اور اس کی روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح سے جا ملے گی۔ گویا ایک ہی قبر میں ہیں۔ اصل معنی یہی ہیں جس کا جی چاہے دوسرے معنی کرے۔ اس بات کو روحانی لوگ جانتے ہیں کہ موت کے بعد جسمانی قرب کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ ہر ایک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی قرب رکھتا ہے اس کی روح آپ کی روح سے نزدیک کی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ [1]

اور یہ پیشگوئی کہ وہ قتل نہیں کیا جائے گا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خاتم الخلفاء کا قتل ہونا موجب ہتک اسلام ہے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل سے بچائے گئے

۱۳۷۔ نشان۔ یہ عظیم الشان نشان لیکھرام کا مباہلہ ہے واضح ہو کہ میں نے سرمہ چشم آریہ

[1] الفجر: ۳۰، ۳۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

دنوں میں پادریوں کے دروازہ پر گداگری اختیار نہ کرتا جو لوگ اپنے کالجوں اور سکولوں میں لازمی طور پر خلاف اسلام تعلیم دیتے ہیں کسی سچے مسلمان کا طریق نہیں کہ ان کی نوکری اختیار کرے۔

افسوس کہ یہ شخص سعد اللہ نام جو فوت ہو گیا ہے وہ بعض میرے تقریری مباحثات بھی سُن چکا تھا اور اُس کو میری کتابیں دیکھنے کا بھی بہت موقعہ ملا تھا۔ مگر تعصب اور بغض ایک ایسی بلا ہے کہ وہ اُن سے کچھ فائدہ اُٹھا نہ سکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پانا کوئی مشتبہ امر نہ تھا خدا تعالیٰ قرآن شریف میں بیان کر چکا اور اُس کا رسولؐ معراج کی رات میں وفات یافتہ نبیوں میں اس کو دیکھ چکا تھا دوسری طرف قرآن اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب خلیفے اسلام کے اسی اُمت میں سے آئیں گے بلکہ حدیثوں میں یہ بھی آچکا ہے کہ نازل ہونے والا عیسیٰ اسی اُمت میں سے ہے۔ پھر بھی وہ بدقسمت سمجھ نہ سکا اور پہلی کتابوں اور احادیث صحیحہ میں بڑا نشان آخری مسیح کا یہ دیا گیا تھا کہ وہ دجال کے ظہور کے وقت آئے گا اور قرآن شریف نے ظاہر کر دیا کہ وہ دجال☆ پادریوں کا فرقہ ہے جن کا دن رات کام تحریف و تبدیل ہے کیونکہ دجال کے یہی معنے ہیں جو تحریف و تبدیل کر کے حق کو چھپانے والا ہو اور اسی کی طرف سورۃ فاتحہ اشارہ کرتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی اس آیت سے کہ جَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[1] ثابت ہوتا ہے کہ دجال عیسائیوں کے سوا کوئی علیحدہ گروہ نہیں ہوگا کیونکہ جب کہ غلبہ اور سلطنت قیامت تک عیسائیوں

☆ دجال کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جو شخص دھوکہ دینے والا اور گمراہ کرنے والا اور خدا کے کلام کی تحریف کرنے والا ہو اس کو دجال کہتے ہیں۔ سو ظاہر ہے کہ پادری لوگ اس کام میں سب سے بڑھ کر ہیں کیونکہ دوسروں کا دجل اور فریب تو کمتر درجہ پر ہے مگر ان لوگوں کا دجل اس قدر ہے کہ خواہ نخواہ انسان کو خدا بنانے کے لئے کروڑ ہا روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور لاکھوں رسالے اور کتابیں دنیا میں شائع کی ہیں اور اسی غرض سے زمین کے کناروں تک سفر کرتے ہیں پس اسی وجہ سے وہ دجال اکبر ہیں اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کے مطابق دوسرے کسی دجال کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ دجال گرجا سے نکلے گا اور جس قوم میں سے ہوگا وہ قوم تمام دنیا میں سلطنت کرے گی اور قیامت تک ان کی طاقت اور قوت رہے گی۔ پھر جبکہ یہ حال ہے تو کون سی زمین باقی رہی جس میں ہمارے مخالفوں کا فرضی دجال ظہور کرے گا۔ منہ

[1] ال عمران:۵۶

رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ آخری فتنہ جو ظہور میں آیا جس سے کئی لاکھ مسلمان مُرتد ہو گیا وہ صرف عیسائیت کا **فتنہ** ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اختلاف صرف لفظی ہے یعنی صحیح بخاری میں جس فتنہ کا نام **فتنۂ صلیب** رکھا ہے اور مسیح موعود کو صلیب کا توڑنے والا قرار دیا ہے صحیح مسلم میں اسی فتنہ کا نام **فتنۂ دجّال** رکھا ہے اور کسرِ صلیب کو بطور قتل دجّال قرار دیا ہے۔

11

اور جب ہم زیادہ تصریح کے لئے قرآن شریف کی طرف آتے ہیں جو ہر ایک تنازع کا حَکم ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں دجال کا نام تک نہیں ہاں عیسائیت کے فتنہ کو وہ بہت بڑا بیان کرتا ہے جو اسلام کے تمام اصول کا دشمن ہے اور کہتا ہے کہ قریب ہے کہ اُس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اسی فرقہ کو خدا کے کلام کا محرّف مبدّل ٹھہراتا ہے اور جس فعل میں مفہوم دجل درج ہے وہ فعل اسی فرقہ کی طرف منسوب کرتا ہے اور سورہ **فاتحہ** میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ عیسائیت کے فتنہ سے خدا کی پناہ مانگیں جیسا کہ **وَلَا الضَّآلِّیْنَ** کے معنی تمام مفسرین نے یہی کئے ہیں۔ پس قرآن شریف کے اِس فیصلہ سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جس فتنہ سے حدیثوں میں ڈرایا گیا ہے وہ صلیبی فتنہ ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ جب تھوڑے سے دجل کی کارروائی سے انسان دجال کہلا سکتا ہے تو جس فرقہ نے تمام شریعت اور تعلیم کو بدل دیا ہے کیا وجہ کہ وہ دجّال نہیں کہلا سکتا؟ اور جبکہ خدا تعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی خود گواہی دی ہے تو کیا وجہ کہ وہ **دجّال** کے نام سے موسوم نہ ہوں؟ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں وہ دجالِ اکبر نہیں کہلا سکتے تھے کیونکہ ابھی بددیانتی اور خیانت کمال کے درجہ کو نہیں پہنچی تھی صرف دجال ہونے کی بنا پڑی تھی مگر بعد اس کے ہمارے زمانہ میں جبکہ چھاپے کی کلیں بھی نکل آئیں تب پادریوں نے تحریف اور تبدیل کو کمال تک پہنچا دیا اور کروڑہا روپیہ خرچ کر کے اُن محرف کتابوں کو شائع کیا اور لوگوں کو مُرتد کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تب خدا کا نوشتہ پورا ہوا جیسا کہ واقعات ظاہر کر رہے ہیں اور دجالِ اکبر کے نام کے مستحق ہو گئے اور جب تک مخالفت حق اور تحریف و تبدیل میں

12

﴿۲۳﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۴۷﴾ طرح طرح کے دجل قرآن شریف میں بیان فرمائے مگر یہ عظمت کسی کے دجل کو نہیں دی کہ اس دجل سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتے ہیں۔ پس جس گروہ کو خدا نے اپنے پاک کلام میں دجالِ اکبر ٹھہرایا ہے ہمیں نہیں چاہئے کہ اس کے سوا کسی اور کا نام دجالِ اکبر رکھیں۔ نہایت ظلم ہوگا کہ اس کو چھوڑ کر کوئی اور دجالِ اکبر تلاش کیا جائے۔

یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کے کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرایا جائے۔ اگر کسی ایسے دجال کا کسی وقت وجود ہوسکتا تو خدا تعالیٰ جس کا علم ماضی اور حال اور مستقبل پر محیط ہے اسی کا نام دجالِ اکبر رکھتا نہ ان کا نام۔ پھر یہ نشان دجالِ اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس اشارہ سے نکلتا ہے کہ یَکْسِرُ الصَّلِیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجالِ اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدارِ نجات صلیب پر رکھے گا۔

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا تظاہر ہوگیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھل گئی۔ کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجالِ اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسرِ صلیب ہوگا۔ اور وہ دجالِ اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسرِ صلیب اور قتل دجالِ اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجالِ اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکذب ہے۔

اور نیز جبکہ لغت کی رو سے بھی دجال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے۔ اور حدیث کی رو سے نشان دجالِ اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھلی کھلی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۳۱۰﴾ اسرار اور حقائق سے نا آشنا ہیں۔

اور یہ امر کہ مسیح موعود دجّال کے مقابل پر خانہ کعبہ کا طواف کرے گا یعنی دجال بھی خانہ کعبہ کا طواف کرے گا اور مسیح موعود بھی۔ اس کے معنی خود ظاہر ہیں کہ اس طواف سے ظاہری طواف مراد نہیں ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ دجّال خانہ کعبہ میں داخل ہو جائے گا یا یہ کہ مسلمان ہو جائے گا۔ یہ دونوں باتیں خلاف نصوص حدیثیہ ہیں۔ پس بہرحال یہ حدیث قابلِ تاویل ہے اور اس کی وہ تاویل جو خدا نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ایک گروہ پیدا ہوگا جس کا نام دجال ہے وہ اسلام کا سخت دشمن ہوگا اور وہ اسلام کو نابود کرنے کے لئے جس کا مرکز خانہ کعبہ ہے چور کی طرح اُس کے گرد طواف کرے گا تا اسلام کی عمارت کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دے اور اس کے مقابل پر مسیح موعود بھی مرکز اسلام کا طواف کرے گا جس کی تمثّلی صورت خانہ کعبہ ہے اور اس طواف سے مسیح موعود کی غرض یہ ہوگی کہ اس چور کو پکڑے جس کا نام دجّال ہے اور اس کی دست درازیوں سے مرکز اسلام کو محفوظ رکھے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ رات کے وقت چور بھی گھروں کا طواف کرتا ہے اور چوکیدار بھی۔ چور کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ نقب لگاوے اور گھر والوں کو تباہ کرے اور چوکیدار کی غرض طواف سے یہ ہوتی ہے کہ چور کو پکڑے اور اُس کو سخت عقوبت کے زندان میں داخل کراوے تا اس کی بدی سے لوگ امن میں آجاویں۔ پس اس حدیث میں اسی مقابلہ کی طرف اشارہ ہے کہ آخری زمانہ میں وہ چور جس کو دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ناخنوں تک زور لگائے گا کہ اسلام کی عمارت کو منہدم کردے☆ اور مسیح موعود

14

15

☆حاشیہ۔ خدا تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ دجال جس سے ڈرایا گیا ہے وہ آخری زمانہ کے گمراہ پادری ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کا طریق چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اس نے سورۃ ممدوحہ میں یہی دعا سکھلائی ہے کہ ہم خدا سے چاہتے ہیں کہ ایسے یہودی نہ بن جائیں جن پر حضرت عیسیٰ کی نافرمانی اور عداوت سے غضب نازل ہوا تھا اور نہ ایسے عیسائی بن جائیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو چھوڑ کر اس کو خدا بنا دیا تھا اور ایک ایسا جھوٹ اختیار کیا جو تمام جھوٹوں سے بڑھ کر ہے اور اس کی تائید میں حد سے زیادہ فریب اور مکر استعمال میں لائے۔ اس لئے آسمان پر ان کا نام دجال رکھا گیا اگر کوئی اور دجال ہوتا تو اس آیت میں اس سے پناہ مانگنی ضروری تھی یعنی سورۃ فاتحہ میں بجائے ولا الضّالین کے ولا الدجّال ہونا چاہیے تھا اور یہی معنی واقعات نے ظاہر کئے ہیں کیونکہ جس آخری فتنہ سے ڈرایا گیا تھا زمانہ نے اسی فتنہ کو پیش کیا ہے جو تثلیث پر غلو کرنے کا فتنہ ہے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۴۷﴾ طرح طرح کے دجل قرآن شریف میں بیان فرمائے مگر یہ عظمت کسی کے دجل کو نہیں دی کہ اس دجل سے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتے ہیں۔ پس جس گروہ کو خدا نے اپنے پاک کلام میں دجالِ اکبر ٹھہرایا ہے ہمیں نہیں چاہیے کہ اس کے سوا کسی اور کا نام دجالِ اکبر رکھیں۔ نہایت ظلم ہوگا کہ اس کو چھوڑ کر کوئی اور دجالِ اکبر تلاش کیا جائے۔

یہ بات کسی پہلو سے درست نہیں ٹھہر سکتی کہ حال کے پادریوں کے سوا کوئی اور بھی دجال ہے جو ان سے بڑا ہے کیونکہ جبکہ خدا نے اپنی پاک کلام میں سب سے بڑا یہی دجال بیان فرمایا ہے تو نہایت بے ایمانی ہوگی کہ خدا کے کلام کی مخالفت کر کے کسی اور کو بڑا دجال ٹھہرایا جائے۔ اگر کسی ایسے دجال کا کسی وقت وجود ہو سکتا تو خدا تعالیٰ جس کا علم ماضی اور حال اور مستقبل پر محیط ہے اسی کا نام دجالِ اکبر رکھتا نہ ان کا نام۔ پھر یہ نشان دجالِ اکبر کا جو حدیث بخاری کے صریح اس اشارہ سے نکلتا ہے کہ یَکْسِرُ الصَّلِیب صاف بتلا رہا ہے کہ اس دجالِ اکبر کی شان میں سے یہ ہوگا کہ وہ مسیح کو خدا ٹھہرائے گا اور مدار نجات صلیب پر رکھے گا۔

یہ بات عارفوں کے لئے نہایت خوشی کا موجب ہے کہ اس جگہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا تظاہر ہو گیا ہے جس سے تمام حقیقت اس متنازعہ فیہ مسئلہ کی کھل گئی۔ کیونکہ قرآن نے تو اپنے صریح لفظوں میں دجالِ اکبر پادریوں کو ٹھہرایا اور ان کے دجل کو ایسا عظیم الشان دجل قرار دیا کہ قریب ہے جو اس سے زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور حدیث نے مسیح موعود کی حقیقی علامت یہ بتلائی کہ اس کے ہاتھ پر کسر صلیب ہوگا۔ اور وہ دجالِ اکبر کو قتل کرے گا۔ ہمارے نادان مولوی نہیں سوچتے کہ جبکہ مسیح موعود کا خاص کام کسر صلیب اور قتل دجالِ اکبر ہے اور قرآن نے خبر دی ہے کہ وہ بڑا دجل اور بڑا فتنہ جس سے قریب ہے کہ نظام اس عالم کا درہم برہم ہو جائے اور خاتمہ اس دنیا کا ہو جائے وہ پادریوں کا فتنہ ہے تو اس سے صاف طور پر کھل گیا کہ پادریوں کے سوا اور کوئی دجالِ اکبر نہیں ہے اور جو شخص اب اس فتنہ کے ظہور کے بعد اور کی انتظار کرے وہ قرآن کا مکذب ہے۔

اور نیز جبکہ لغت کی رو سے بھی دجال ایک گروہ کا نام ہے جو اپنے دجل سے زمین کو پلید کرتا ہے۔ اور حدیث کی رو سے نشان دجالِ اکبر کا حمایت صلیب ٹھہرا تو باوجود اس کھلی کھلی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

کر کے شائع کئے۔ رسالہ فتح اسلام کے ۴۶ صفحہ کے حاشیہ کو پڑھ کر دیکھو کہ اکیس سال میں ان لوگوں نے اپنے پُرتلبیس خیالات کے پھیلانے کے لئے سات کروڑ سے کچھ زیادہ کتابیں مفت تقسیم کی ہیں تا کسی طرح اسلام سے لوگ دستبردار ہو جائیں اور حضرت مسیح کو خدا مان لیا جائے۔ **اللہ اکبر اگر اب بھی ہماری قوم کی نظر میں یہ لوگ اوّل درجہ کے دجّال نہیں اور ان کے الزام کے لئے ایک سچے مسیح کی ضرورت نہیں تو پھر اس قوم کا کیا حال ہوگا۔**

دیکھو! اے غافلو دیکھو!! کہ اسلامی عمارت کے مسمار کرنے کے لئے کس درجہ کی یہ کوشش

«۴۹۴» کر رہے۔ اور کس کثرت سے ایسے وسائل مہیا کئے گئے ہیں اور اُن کے پھیلانے میں اپنی جانوں کو بھی خطرہ میں ڈال کر اور اپنے مال کو پانی کی طرح بہا کر وہ کوششیں کی ہیں کہ انسانی طاقتوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ نہایت شرمناک ذریعے اور پاکیزگی کے برخلاف منصوبے اس راہ میں ختم کئے گئے اور سچائی اور ایمانداری کے اُڑانے کے لئے طرح طرح کی سرنگیں طیار کی گئیں اور اسلام کے مٹا دینے کے لئے جھوٹ اور بناوٹ کی تمام باریک باتیں نہایت درجہ کی جانکاہی سے پیدا کی گئیں۔ ہزارہا قصے اور مباحثات کی کتابیں محض افترا کے طور پر اور محض اس غرض سے بنائی گئیں۔ تا اگر اور طریق سے نہیں تو اسی طریق سے دلوں پر بد اثر پڑے۔ کیا کوئی ایسا رہزنی کا طریق ہے جو ایجاد نہیں کیا گیا؟۔ کیا کوئی ایسی سبیل گمراہ کرنے کی باقی ہے جس کے یہ مُوجد نہیں؟ پس ظاہر ہے کہ یہ کرسچن قوموں اور تثلیث کے حامیوں کی جانب سے وہ ساحرانہ کارروائیاں ہیں اور سحر کے اس کامل درجہ کا نمونہ ہے جو بجز اوّل درجہ کے دجّال کے جو دجّال **معہود** ہے اور کسی سے ظہور پذیر نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا

«۴۹۵» انہیں لوگوں کو جو پادری صاحبوں کا گروہ ہے دجّال **معہود** ماننا پڑا۔ اور جبکہ ہم دنیا کے اس اکثر حصہ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتے ہیں جو گذر چکا تو ہماری نظر اس استقرائی شہادت کو ساتھ لے کر عود کرتی ہے کہ زمانہ کے سلسلہ گذشتہ میں جہاں تک پتہ مل سکتا ہے دجّالیت کی صفت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

خاتمہ کتاب

اِس خاتمہ میں ہم ناظرین کے توجہ دلانے کے لئے یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن شریف اور خدا تعالیٰ کی پہلی کتابوں کے رُو سے نہایت صفائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تین قسم کی مخلوق دنیا میں ظاہر ہو جائے تو سمجھو کہ مسیح موعود آ گیا یا دروازے پر ہے۔

(۱) مسیح الدجال جس کا ترجمہ ہے کہ خلیفۂ ابلیس کیونکہ دجال ابلیس کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو اس کا اسم اعظم ہے جس کے معنے ہیں کہ حق کو چُھپانے والا اور جھوٹ کو رونق اور چمک دینے والا اور ہلاکت کی راہوں کو کھولنے والا اور زندگی کی راہوں پر پردہ ڈالنے والا اور یہی مقصود اعظم شیطان ہے اس لئے یہ اسم اس کا اسم اعظم ہے اور اس کے مقابل پر ہے مسیح اللّٰہ الحیّ القیّوم۔ جس کا ترجمہ ہے خدائے حیّ و قیّوم کا خلیفہ۔ اللّٰہ حیّ قیّوم بالاتفاق خدا کا اسم اعظم ہے جس کے معنے ہیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ کرنے والا اور ہر دو قسم کی زندگی کا دائمی سہارا اور قائم بالذات اور سب کو اپنی ذاتی کشش سے قائم رکھنے والا اور اللہ جس کا ترجمہ ہے وہ معبود۔ یعنی وہ ذات جو غیر مدرک اور فوق العقول اور وراء الوراء اور دقیق در دقیق ہے جس کی طرف ہر ایک چیز عابدانہ رنگ میں یعنی عشقی فنا کی حالت میں جو نظری فنا ہے یا حقیقی فنا کی حالت میں جو موت ہے رجوع کر رہی ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ تمام نظام اپنے خواص کو نہیں چھوڑتا گویا ایک حکم کا پابند ہے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ جو خدا تعالیٰ کا اسم اعظم ہے یعنی اللّٰہ الحیّ القیّوم اس کے مقابل پر شیطان کا اسم اعظم الدجال ہے اور خدا تعالیٰ نے چاہا کہ آخری زمانہ میں اس کے اسم اعظم اور شیطان کے اسم اعظم کی ایک کشتی ہو جیسا کہ پہلے بھی آدم کی پیدائش کے وقت میں ایک کشتی ہوئی ہے۔ پس جیسا کہ ایک زمانہ میں ﴿۱۰۲﴾

خدا نے شیطان کو ایوب پر مسلّط کر دیا ایسا ہی اُس نے اس کشتی کے وقت اسلام پر شیطان کو مسلّط کیا اور اس کو اجازت دے دی کہ اب تُو اپنے تمام سواروں اور پیادوں کے ساتھ اسلام پر بے شک حملہ کر۔'' تب شیطان☆ نے جیسا کہ اس کی عادت ہے ایک قوم کو

☆ یہ تحقیق شدہ امر ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے کہ دراصل دجّال شیطان کا اسم اعظم ہے جو بمقابل خدا تعالیٰ کے اسم اعظم کے ہے جو اَللّٰہُ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے۔ اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ نہ حقیقی طور پر دجّال یہود کو کہہ سکتے ہیں نہ نصاریٰ کے پادریوں کو اور نہ کسی اور قوم کو کیونکہ یہ سب خدا کے عاجز بندے ہیں خدا نے اپنے مقابل پر ان کو کچھ اختیار نہیں دیا پس کسی طرح ان کا نام دجّال نہیں ہو سکتا۔ ہاں شیطان کے اس اسم کے لئے مظاہر ہیں کہ جب سے دنیا شروع ہوئی اس وقت سے وہ مظاہر بھی چلے آتے ہیں اور پہلا مظہر قابیل تھا جو حضرت آدم کا پہلا بیٹا تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کی قبولیت پر حسد کیا اور اس حسد کی شامت سے ایک بے گناہ کے خون سے اپنا دامن آلودہ کر دیا اور آخری مظہر شیطان کے اسم دجّال کا جو مظہر اتم اور اکمل اور خاتم المظاہر ہے وہ قوم ہے جس کا قرآن کے اوّل میں بھی ذکر ہے اور قرآن کے آخر میں بھی یعنی وہ ضالین کا فرقہ جس کے ذکر پر سورۃ فاتحہ ختم ہوتی ہے☆۔ اور پھر قرآن شریف کی آخری تین سورتوں میں بھی ﴿۱۰۴﴾

حاشیہ در حاشیہ

☆ ضــــالین سے مراد صرف گمراہ نہیں بلکہ وہ عیسائی مراد ہیں جو افراط محبت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی شان میں غلو کرتے ہیں۔ کیونکہ ضلالت کے یہ بھی معنے ہیں کہ افراط محبت سے ایک شخص کو ایسا اختیار کیا جائے کہ دوسرے کا عزت کے ساتھ نام سُننے کی بھی برداشت نہ رہے جیسا کہ اس آیت میں بھی یہی معنے مراد ہیں کہ اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ [1] اور اَلْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ [2] سے وہ علماء یہودی مراد ہیں جنہوں نے شدت عداوت کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ بھی روا نہ رکھا کہ ان کو مومن قرار دیا جائے بلکہ کافر کہا اور واجب القتل قرار دیا۔ اور مغضوب علیہ وہ شدید الغضب انسان ہوتا ہے جس کے غضب کے غلو پر دوسرے کو غضب آوے۔ اور یہ دونوں لفظ باہم مقابل واقع ہیں۔ یعنی ضالین وہ ہیں جنہوں نے افراط محبت سے حضرت عیسیٰ کو خدا بنایا اور المغضوب علیھم وہ یہودی ہیں جنہوں نے خدا کے مسیح کو افراط عداوت سے کافر قرار دیا اس لئے مسلمانوں کو سورۃ فاتحہ میں ڈرایا گیا اور اشارہ کیا گیا کہ تمہیں یہ دونوں امتحان پیش آئیں گے۔ مسیح موعود آئے گا اور پہلے مسیح کی طرح اُس کی بھی تکفیر کی جائے گی اور ضــالیــن یعنی عیسائیوں کا غلبہ بھی کمال کو پہنچ جائے گا جو حضرت عیسیٰ کو خدا کہتے ہیں تم ان دونوں فتنوں سے اپنے تئیں بچاؤ اور بچنے کیلئے نمازوں میں دعائیں کرتے ہو۔ منہ

[1] یوسف: ۹۶ [2] الفاتحۃ: ۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

کیونکہ قرآن شریف اُس شخص کو جس کا نام حدیثوں میں **دجّال** ہے شیطان قرار دیتا ہے جیسا کہ وہ شیطان کی طرف سے حکایت کر کے فرماتا ہے۔ قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ قَالَ اِنَّکَ مِنَ الۡمُنۡظَرِیۡنَ [1]۔ یعنی شیطان نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ میں اُس وقت تک ہلاک نہ کیا جاؤں جب تک کہ وہ مُردے جن کے دل مر گئے ہیں دوبارہ زندہ ہوں۔ ﴿۳۹﴾ خدا نے کہا کہ میں نے تجھے اُس وقت تک مہلت دی۔ سو وہ دجّال جس کا حدیثوں میں ذکر ہے وہ شیطان ہی ہے جو آخر زمانہ میں قتل کیا جائے گا۔ جیسا کہ دانیال نے بھی یہی لکھا ہے اور بعض حدیثیں بھی یہی کہتی ہیں۔ اور چونکہ مظہر اتم شیطان کا نصرانیت ہے اِس لئے سورۃ فاتحہ میں دجّال کا تو کہیں ذکر نہیں مگر نصاریٰ کے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگنے کا حکم ہے۔ اگر دجّال کوئی الگ مفسد ہوتا تو قرآن شریف میں بجائے اس کے کہ خدا تعالیٰ یہ فرماتا وَلَا الضَّآلِّیۡنَ [2] یہ فرمانا چاہئے تھا کہ وَلَا الدَّجَّال. اور آیت اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ سے مُراد جسمانی بعث نہیں کیونکہ شیطان صرف اُس وقت تک زندہ ہے جب تک کہ بنی آدم زندہ ہیں۔ ہاں شیطان اپنے طور سے کوئی کام نہیں کرتا بلکہ بذریعہ اپنے مظاہر کے کرتا ہے سو وہ مظاہر یہی انسان کو خدا بنانے والے ہیں اور چونکہ وہ گروہ ہے اِس لئے اُس کا نام دجّال رکھا گیا ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں دجّال گروہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور اگر دجّال کو نصرانیت کے گمراہ واعظوں سے الگ سمجھا جائے تو ایک محذور لازم آتا ہے وہ یہ کہ جن حدیثوں سے یہ پتہ لگتا ہے کہ آخری دنوں میں دجّال تمام زمین پر محیط ہو جائے گا انہیں حدیثوں سے یہ پتہ بھی لگتا ہے کہ آخری دنوں میں کلیسیا کی طاقت تمام مذاہب پر غالب آجائے گی۔ پس یہ تناقض بجز اس کے کیونکر دور ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

علاوہ اس کے خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے نصرانیت کے فتنہ کی نسبت قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس سے آسمان پھٹ جائیں اور پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں مگر دجّال جو بقول ہمارے مخالفوں کے بڑے زور و شور سے خدائی کا دعویٰ کرے گا اور دنیا کے تمام فتنوں سے اُس کا فتنہ بڑا ہوگا۔ اس کی نسبت قرآن شریف میں اتنا بھی ذکر نہیں کہ اس کے

[1] الاعراف:۱۵، ۱۶ [2] الفاتحۃ:۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

کروٹ بدلے گی۔ تماشا بینوں کی طرح یہ خیال نہیں رکھنا چاہئے کہ یکدفعہ دنیا اُلٹ پلٹ ہو جائے گی بلکہ جس طرح پرکھیت اور درخت بڑھتے ہیں ایسا ہی ہوگا۔!!!

یاد رہے کہ جس مسیح یعنی روحانی برکات والے کی مسلمانوں کو آخری زمانہ میں بشارت دی گئی ہے اُسی کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ وہ دجّال معہود کو قتل کرے گا۔ لیکن یہ قتل تلوار یا بندوق سے نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ دجّالی بدعات اس کے زمانہ میں نابود ہو جائیں گی۔ 21

حدیثوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل دجّال شیطان کا نام ہے پھر جس گروہ سے شیطان اپنا کام لے گا اُس گروہ کا نام بھی استعارہ کے طور پر دجّال رکھا گیا کیونکہ وہ اُس کے اعضاء کی طرح ہے۔ قرآن شریف میں جو یہ آیت ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ [1] یعنی انسانوں کی صنعتوں سے خدا کی صنعتیں ﴿۱۲﴾ بہت بڑی ہیں یہ اشارہ ان انسانوں کی طرف ہے جن کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ آخری زمانہ میں بڑی بڑی صنعتیں ایجاد کریں گے اور خدائی کاموں میں ہاتھ ڈالیں گے۔ اور مفسّرین نے لکھا ہے کہ اس جگہ انسانوں سے مراد دجّال ہے اور یہ قول دلیل اس بات پر ہے کہ دجّال معہود ایک شخص نہیں ہے ورنہ نَاس کا نام اُس پر اطلاق نہ پاتا۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ نَاس کا لفظ صرف گروہ پر بولا جاتا ہے سو جو گروہ شیطان کے وساوس کے نیچے چلتا ہے وہ دجّال کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ اِسی کی طرف قرآن شریف کی اس ترتیب کا اشارہ ہے کہ وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ [2] سے شروع کیا گیا اور اِس آیت پر ختم کیا گیا ہے۔ اَلَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ [3]۔ پس لفظ نَاس سے مراد اس جگہ بھی دجّال ہے۔ ماحصل اِس سورۃ کا یہ ہے کہ تم دجّال کے فتنہ سے خدا تعالیٰ کی پناہ پکڑو۔ اس سورۃ سے پہلے سورۃ اخلاص ہے جو عیسائیت کے اصول کے ردّ میں ہے۔ بعد اس کے سورۃ فلق ہے جو ایک تاریک زمانہ اور عورتوں کی مکّاری کی خبر دے رہی ہے اور پھر آخر ایسے گروہ سے پناہ مانگنے کا حکم ہے جو شیطان کے زیر سایہ چلتا ہے اس ترتیب سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی گروہ ہے جس کو دوسرے لفظوں میں شیطان کہا ہے 22

[1] المؤمن: ۵۸ [2] الفاتحة: ۲ [3] النّاس: ۶،۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

دین میں داخل کرنے کے لئے بہت سامال پیش کریں گے اور ہر قسم کے آرام اور لذات دنیوی کی طمع دیں گے اور اس غرض سے کہ کوئی اُن کے دین میں داخل ہو جائے بھیڑوں کی پوستین پہن کر آئیں گے۔ اُن کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے دل ہوں گے اور خدائے عزّو جلّ فرمائے گا کہ کیا یہ لوگ میرے حلم پر مغرور ہو رہے ہیں کہ میں اُن کو جلد تر نہیں پکڑتا اور کیا یہ لوگ میرے پر افترا کرنے میں دلیری کر رہے ہیں یعنی میری کتابوں کی تحریف کرنے میں کیوں اس قدر مشغول ہیں۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں انہی میں سے اور انہی کی قوم میں سے ان پر ایک فتنہ برپا کروں گا۔ دیکھو کنز العمال جلد نمبر ۷ صفحہ نمبر ۱۷۴۔ اب بتلاؤ کہ کیا اس حدیث سے دجال ایک شخص معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ تمام اوصاف جو دجال کے لکھے گئے ہیں یہ آج کل کسی قوم پر صادق آرہے ہیں یا نہیں؟

اور ہم پہلے اس سے قرآن شریف سے بھی ثابت کر چکے ہیں کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے نہ
یہ کہ کوئی ایک شخص اور اس حدیث مذکورہ بالا میں جو دجال کے لئے جمع کے صیغے استعمال کئے ﴿۸۷﴾
گئے ہیں جیسے یَختلون اور یَلبسون اور یغترّون اور یَجترءُ ون اور اولئک اور منھم یہ بھی باواز بلند پکار رہے ہیں کہ دجال ایک جماعت ہے نہ ایک انسان۔ اور قرآن شریف میں جو یاجوج ماجوج کا ذکر ہے جن کو خدا کی پہلی کتابوں نے یورپ کی قومیں قرار دیا ہے اور قرآن نے اس بیان کی تکذیب نہیں کی یہ دجال کے اُن معنوں پر جو ہم نے بیان کئے ہیں ایک بڑا ثبوت ہے بعض حدیثیں بھی توریت کے اس بیان کی مصدق ہیں اور لندن میں یاجوج ماجوج کی پتھر کی ہیکلیں کسی پُرانے زمانہ سے اب تک محفوظ ہیں۔ یہ تمام امور جب یکجائی نظر سے دیکھے جائیں تو عین الیقین کے درجہ پر یہ ثبوت معلوم ہوتا ہے اور تمام دجالی خیالات ایک ہی لحہ میں منتشر ہو جاتے ہیں۔ اگر اب بھی یہ بات قبول نہ کی جائے کہ حقیقت حقہ صرف اِسی قدر ہے جو سورۃ فاتحہ کے آخری فقرہ یعنی لا الضالین سے

54۔ قرآن مجید میں خسوف کا نشان/ شق القمر

قول:

روحانی خزائن جلد۱۹ | ۱۸۳ | اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح

اَتزعمُ اَنَّ رَسُوْلَنَا سَیِّدَ الْوَرٰی   عَلٰی رَغمِ شَانِیْہِ تُوُفّیَ اَبْتَرُ

کیا تو گمان کرتا ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے اولاد ہونے کی حالت میں وفات پائی جیسا کہ دشمن بدگو کا خیال ہے

فَلا وَالَّذِیْ خَلَقَ السَّمَاءَ لِاَجْلِہٖ   لَہُ مِثْلُنَا وُلْدٌ اِلٰی یَوْمِ یُحْشَرُ

مجھے اس کی قسم جس نے آسمان بنایا کہ ایسا نہیں ہے بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میری طرح اور بھی بیٹے ہیں اور قیامت تک ہوں گے

وَاِنَّا وَرِثْنَا مِثْلَ وُلْدٍ مَتَاعَہٗ   فَاَیُّ ثُبُوْتٍ بَعْدَ ذٰلِکَ یُحْضَرُ

اور ہم نے اولاد کی طرح اس کی وراثت پائی۔ پس اس سے بڑھ کر اور کون سا ثبوت ہے جو پیش کیا جائے؟

۱۷۰ لَہٗ خَسَفَ الْقَمَرُ الْمُنِیْرُ وَاِنَّ لِیْ   غَسَا الْقَمَرَانِ الْمُشْرِقَانِ اَتُنْکِرُ

اس کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا۔ اب کیا تو انکار کرے گا؟

وَکَانَ کَلَامٌ مُعْجِزٌ اٰیَۃً لَہٗ   کَذٰلِکَ لِیْ قَوْلِیْ عَلَی الْکُلِّ یَبْھَرُ

اور اس کے معجزات میں سے معجزانہ کلام بھی تھا۔ اسی طرح مجھے وہ کلام دیا گیا جو سب پر غالب ہے

اِذَا الْقَوْمُ قَالُوْا یَدَّعِی الْوَحْیَ عَامِدًا   عَجِبْتُ فَاِنِّیْ ظِلُّ بَدْرٍ یُنَوِّرُ

جب قوم نے کہا کہ یہ تو عمداً وحی کا دعویٰ کرتا ہے۔ میں نے تعجب کیا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہوں

وَاِنِّیْ لِظِلٌّ اَنْ یُّخَالِفَ اَصْلَہٗ   فَمَا فِیْہِ فِیْ وَجْھِیْ یَلُوْحُ وَیَزْھَرُ

اور سایہ کیونکر اپنے اصل سے مخالف ہو سکتا ہے۔ پس وہ روشنی جو اس میں ہے وہ مجھ میں چمک رہی ہے

وَاِنِّیْ لَذُوْنَسَبٍ کَاَصْلٍ اُطِیْعُہٗ   وَمِنْ طِیْنِہِ الْمَعْصُوْمِ طِیْنِیْ مُعَطَّرُ

اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ذونسب ہوں۔ اور اس کی پاک مٹی کا مجھ میں خمیر ہے

کَفَی الْعَبْدَ تَقْوَی الْقَلْبِ عِنْدَ حَسِیْبِنَا   وَلَیْسَ لِنَسَبٍ ذُوْصَلَاحٍ مُعَیَّرُ

اور بندہ کو دل کا تقویٰ کافی ہے اور ایک صالح کو اس لئے سرزنش نہیں کر سکتے کہ اس کی نسب اعلیٰ نہیں

وَلٰکِنْ قَضٰی رَبُّ السَّمَا لِاَئِمَّۃٍ   لَھُمْ نَسَبٌ کَیْلَا یَھِیْجَ التَّنَفُّرُ

مگر خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں تا کہ لوگوں کو ان کی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو

وَمَنْ کَانَ ذَا نَسَبٍ کَرِیْمٍ وَلَمْ یَکُنْ   لَہٗ حَسَبٌ فَھُوَ الدَّنِیُّ الْمُحَقَّرُ

اور جو شخص اچھی نسب رکھتا ہے مگر اس میں ذاتی صفات کچھ نہیں تو وہ کمینہ اور حقیر ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v5.pdf

۶۲۴

توحید ہی سے کر لیا تھا جیسے کہ یہودی رکھتے ہیں اور برہمو سماج کے لوگ اس کے قائل ہیں۔ تو اتنا بڑا شریعت کا بوجھ ڈالنے کی کیا ضرورت تھی؟ ایک طرف تو مانتے ہیں کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور دوسری طرف اس میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتاتے اور اس کے جو کمالات اور خوبیاں ہیں وہ بھی مُردوں میں بتاتے ہیں۔ گویا زندوں کے لیے کچھ نہیں۔

مصنوع سے صانع کی طرف جانا خدا تعالیٰ کی ہستی کا اعلیٰ ثبوت نہیں ہو سکتا بلکہ خدا شناسی کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ وہ خود انا الموجود کہے۔ پچھلے قصے تو دوسرے مذاہب بھی سُناتے ہیں۔ پس اس کے مقابل میں اگر تم بھی دو چار گذشتہ قصے سُنا دو تو اس میں بہتری کیا ہوئی اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو وہ تو سچ ہے مگر جو دوسرا بیان کرتا ہے کہ ہمارے مہاتما نے یہ معجزہ دکھایا وہ غلط ہے۔ انجیل میں ایسے معجزات کا بھی ذکر ہے کہ جب عیسیٰؑ کو صلیب دیا گیا تو سب مُردے قبروں سے نکل آئے۔ ہماری عقل کا تو بیان کر خاتمہ ہے کہ ایک شہر میں تمام مُردے کس طرح سما گئے۔ اور پھر باوجود ان کے نکلنے کے یہودیوں نے عیسیٰؑ کو کیوں نہ مانا۔ پس ایسے قصوں کے مقابل میں اگر ہماری طرف سے بھی قصے ہی ہوں تو کسی مخالف پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

معجزہ شق القمر

اس پر ایک صاحب نے پوچھا۔ شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں؟

فرمایا:۔

ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں لکھ دیا ہے۔

معراج کی حقیقت

پھر معراج کی نسبت سوال ہوا۔ فرمایا:

بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری ہے، تمام معراج کا ذکر کر کے آخیر میں فَاسْتَيْقَظَ لکھا ہے۔ اب تم خود سمجھ لو کہ وہ کیا تھا۔ قرآنِ مجید میں بھی اس کے لیے رؤیا کا لفظ ہے وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ (بنی اسرائیل: ۶۱)

مسلمانوں کے موجودہ فرقے

پھر دوسرے صاحب نے پوچھا کہ اسلام میں جو اور فرقے ہیں مثلاً حنفی، شافعی، نقشبندی، چشتی، قادری کیا جیسا ان کا باہم اختلاف ہے ایسا ہی یہ ایک فرقہ ہے یا اس میں کچھ زیادہ ہے؟

فرمایا:

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۳ ۴۱۱ چشمہ معرفت

یہ تو ہم نے قرآن شریف کی اُس زبردست طاقت کا بیان کیا ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں پر اثر ڈالتی ہے لیکن وہ دوسرے معجزات سے بھی بھرا ہوا ہے۔ اُس نے اسلام کی ترقی اور شوکت اور فتح کی اُس وقت خبر دی تھی جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکّہ کے جنگلوں میں اکیلے پھرا کرتے تھے اور اُن کے ساتھ بجز چند غریب اور ضعیف مسلمانوں کے اور کوئی نہ تھا اور جب قیصر روم ایرانیوں کی لڑائی سے مغلوب ہو گیا اور ایران کے کسریٰ نے اُس کے ملک کا ایک بڑا حصہ دبا لیا تب بھی قرآن شریف نے بطور پیشگوئی کے یہ خبر دی کہ نو ۹ برس کے اندر پھر قیصر روم فتحیاب ہو جائے گا اور ایران کو شکست دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ ایسا ہی شق القمر کا عالی شان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے۔ قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔ اُس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں کیونکہ قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ اِقْتَرَبَتِ

﴿۴۲﴾ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ۔ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ [1]

یعنی قیامت نزدیک آ گئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا اور کہا کہ یہ پکا جادو ہے جس کا آسمان تک اثر چلا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ قرآن شریف تو اس کے ساتھ ان کافروں کو گواہ قرار دیتا ہے جو سخت دشمن تھے اور کفر پر ہی مرے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر وقوع میں نہ آیا ہوتا تو مکّہ کے مخالف لوگ اور جانی دشمن کیونکر خاموش بیٹھ سکتے تھے وہ بلاشبہ شور مچاتے کہ ہم پر یہ تہمت لگائی ہے ہم نے تو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھا اور عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ لوگ اس معجزہ کو سراسر جھوٹ اور افترا خیال کر کے پھر بھی چپ رہتے۔ بالخصوص جبکہ اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کا گواہ قرار دیا تھا تو اس حالت میں اُن کا فرض تھا کہ اگر یہ واقعہ صحیح نہیں تھا تو اس کا رد کرتے نہ یہ کہ خاموش رہ کر اس واقعہ کی صحت پر مہر لگا دیتے پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ

[1] القمر: ۲،۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

﴿۱۶﴾ میں کیا کیا قدرتیں ظاہر کرے گا۔ کیا وہ جدید در جدید قدرتوں کے ظاہر کرنے پر قادر ہوگا یا کوہلو کے بیل کی طرح انہیں چند قدرتوں میں مقیّد اور محصور رہے گا جن کو ہم دیکھ چکے ہیں اور جن پر ہمارا بخوبی احاطہ ہے اور اگر انہیں میں مقیّد اور محصور رہے گا تو باوجود اس کے غیر محدود الوہیت اور قدرت اور طاقت کے یہ مقید اور محصور رہنا کس وجہ سے ہوگا کیا وہ آپ ہی وسیع قدرتوں کے دکھلانے سے عاجز آئے گا یا کسی دوسرے قاسر نے اس پر جبر کیا ہوگا یا اس کی خدائی کو انہیں چند قسم کی قدرتوں سے قوت پہنچتی ہے اور دوسری قدرتوں کے ظاہر کرنے سے اس پر زوال آتا ہے بہرحال اگر ہم خدائے تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود مانتے ہیں تو یہ جنون اور دیوانگی ہے کہ اس کی قدرتوں پر احاطہ کرنے کی امید رکھیں کیونکہ اگر وہ ہمارے مشاہدہ کے پیمانہ میں محدود ہو سکیں تو پھر غیر محدود اور غیر متناہی کیونکر رہیں اور اس صورت میں نہ صرف یہ نقص پیش آتا ہے کہ ہمارا فانی اور ناقص تجربہ خدائے ازلی وابدی کی تمام قدرتوں کا حد بست کرنے والا ہوگا بلکہ ایک بڑا بھاری نقص یہ بھی ہے کہ اس کی

﴿۱۶﴾ **بقیہ حاشیہ**

مندرج ہیں۔ ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدائے تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدائے تعالیٰ نے جناب ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔ تیسرے وہ تصرف اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرِ کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروز ہجرت کیا گیا جبکہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے اس پاک نبی کو اس بد ارادہ کی خبر دے دی اور مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا اور پھر بفتح و نصرت واپس آنے کی بشارت دی بدھ کا روز اور دوپہر کا وقت اور سخت گرمی کے دن تھے جب یہ ابتلا منجانب اللہ ظاہر ہوا اس مصیبت کی حالت میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-2.pdf

55۔ موسیٰ کی اتباع سے نبوت/نبوت خدا کی موہبت

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۰ — ۳۸۸ — چشمۂ مسیحی

تاریکی کے ساتھ بدلتے ہیں۔ اور پھر دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیض
سے ایسا اپنے تئیں محروم جانتے ہیں کہ گویا آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ زندہ چراغ نہیں «۷۳»
ہیں بلکہ مُردہ چراغ ہیں جن کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن نہیں ہوسکتا۔ وہ اقرار رکھتے ہیں
کہ موسیٰؑ نبی زندہ چراغ تھا جس کی پیروی سے صدہا نبی چراغ ہو گئے۔ اور مسیحؑ اسی کی پیروی
تمیں[۳] برس تک کرکے اور توریت کے احکام کو بجالا کر اور موسیٰؑ کی شریعت کا جُوا اپنی گردن پر
لے کر نبوت کے انعام سے مشرف ہوا۔ مگر ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی
کسی کو کوئی روحانی انعام عطا نہ کر سکی بلکہ ایک طرف تو آپ حسبِ آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ[۱] اولاد نرینہ سے جو ایک جسمانی یادگار تھی محروم رہے اور دوسری
طرف روحانی اولاد بھی آپ کو نصیب نہ ہوئی جو آپ کے روحانی کمالات کی وارث ہوتی۔ اور
خدا تعالیٰ کا یہ قول۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[۲] بے معنی رہا۔ ظاہر ہے کہ
زبانِ عرب میں لٰکن کا لفظ استدراک کے لئے آتا ہے یعنی جو امر حاصل نہیں ہوسکا اس کے
حصول کی دوسرے پیرایہ میں خبر دیتا ہے جس کے رُو سے اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی نرینہ اولاد کوئی نہیں تھی مگر رُوحانی طور پر آپ کی اولاد
بہت ہوگی اور آپ نبیوں کے لئے مُہر ٹھہرائے گئے ہیں۔ یعنی آئندہ کوئی نبوت کا کمال بجز «۷۴»
آپ کی پیروی کی مُہر کے کسی کو حاصل نہیں ہوگا۔ غرض اس آیت کے یہ معنے تھے جن کو اُلٹا کر
نبوت کے آئندہ فیض سے انکار کر دیا گیا۔ حالانکہ اس انکار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
سراسر مذمّت اور منقصت ہے۔ کیونکہ نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دوسرے شخص کو ظلّی طور پر نبوت
کے کمالات سے متمتع کر دے اور رُوحانی امور میں اس کی پوری پرورش کر کے دکھلاوے۔ اسی
پرورش کی غرض سے نبی آتے ہیں اور ماں کی طرح حق کے طالبوں کو گود میں لے کر خدا شناسی کا
دودھ پلاتے ہیں۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ دودھ نہیں تھا تو نعوذ باللہ آپ
کی نبوت ثابت نہیں ہوسکتی۔ مگر خدا تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں آپ کا نام سراج منیر

۱؎ الاحزاب: ۴۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

﴿۶۶﴾ سکھلائی گئی کہ اُن تمام متفرق کمالات کو مجھ سے طلب کرو۔ پس ظاہر ہے کہ جب متفرق کمالات ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو وہ مجموعہ متفرق کی نسبت بہت بڑھ جائے گا۔ اِسی بنا پر کہا گیا کہ کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ[1]۔ یعنی تم اپنے کمالات کے رُو سے سب اُمتوں سے بہتر ہو۔

اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ یہ کمالات متفرقہ اس امّت میں جمع کرنے کا کیوں وعدہ دیا گیا؟ اس میں بھید یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جامع کمالاتِ متفرقہ ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَبِھُدٰىھُمُ اقۡتَدِہۡ[2] یعنی تمام نبیوں کو جو ہدایتیں ملی تھیں اُن سب کا اقتدا کر۔ پس ظاہر ہے کہ جو شخص ان تمام متفرق ہدایتوں کو اپنے اندر جمع کرے گا اس کا وجود ایک جامع وجود ہو جائے گا اور تمام نبیوں سے وہ افضل ہوگا پھر جو شخص اس نبی جامع الکمالات کی پیروی کرے گا۔ ضرور ہے کہ ظلّی طور پر وہ بھی جامع الکمالات ہو۔ پس اس دُعا کے سکھلانے میں جو سورہ فاتحہ میں ہے یہی راز ہے کہ تا کاملینِ اُمّت جو نبی جامع الکمالات کے پیرو ہیں وہ بھی جامع الکمالات ہو جائیں۔ پس افسوس اُن لوگوں پر جو
﴿۶۷﴾ اس اُمّت کو ایک مُردہ امّت خیال کرتے ہیں۔ اور خدا تو جامع الکمالات ہونے کے لئے اُن کو دُعا سکھلاتا ہے مگر وہ محض مُردہ رہنا چاہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک یہ بڑے گناہ کی بات ہے کہ مثلاً کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پر مسیح ابن مریم کی طرح وحی نازل ہوتی ہے☆۔ اُن کے

☆ یہ لوگ جو مولوی کہلاتے ہیں ہمارے سیّد و مولیٰ خیر الرسل و افضل الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں جبکہ کہتے ہیں کہ اس امت میں عیسیٰؑ بن مریم کا مثیل کوئی نہیں آ سکتا تھا اس لئے ختم نبوت کی مُہر کو توڑ کر اسی اسرائیلی عیسیٰ کو کسی وقت خدا تعالیٰ دوبارہ دنیا میں لائے گا اور اس اعتقاد سے صرف ایک گناہ نہیں بلکہ دوؔ گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں (۱) اوّل یہ کہ ان کو یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں تیرہؔ برس تک موسیٰؑ رسول اللہ کی شریعت

[1] ال عمران: ۱۱۱ [2] الانعام: ۹۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

نزدیک ایسا شخص کافر ہے کیونکہ قیامت تک خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ کا دروازہ بند ہے۔ تعجب کہ یہ لوگ اس قدر تو مانتے ہیں کہ اب بھی خدا تعالیٰ سُنتا ہے جیسا کہ پہلے سُنتا تھا۔ مگر یہ نہیں مانتے کہ اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا حالانکہ اگر وہ اس زمانہ میں بولتا نہیں

بقیہ حاشیہ

کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا اور مرتبہ نبوت پایا۔ اس کے مقابل پر اگر کوئی شخص بجائے تیس[3] برس کے پچاس برس بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے تب بھی وہ مرتبہ نہیں پاسکتا گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کوئی کمال نہیں بخش سکتی اور نہیں خیال کرتے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ خدا کا یہ دُعا سکھلانا کہ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ [1] ایک دھوکا دینا ہے اور ان کا اعتقاد ہے کہ باعتبار اپنی دوبارہ آمد کے خاتم الانبیاء عیسٰیؑ ہی ہے اور وہی آخری قاضی اور حَکَم ہے اور نہیں سمجھتے کہ اس پیشگوئی سے خدا کا تو یہ مقصود تھا کہ جیسا کہ اسی امت میں مثیل یہود پیدا ہوں گے ایسا ہی اسی امت میں سے مثیل عیسٰیؑ بھی پیدا کرے جو ایک پہلو سے امتی ہو اور ایک پہلو سے نبی ہو۔ عیسٰیؑ بن مریم تو ان دونوں ناموں کا جامع نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ امتی وہ ہوتا ہے جو محض نبی متبوع کی پیروی سے کمال پاوے مگر عیسٰیؑ تو پہلے کمال پا چکا (۲) اور دوسرا گناہ ان لوگوں کا یہ ہے کہ قرآن شریف کی نصّ صریح کے برخلاف حضرت عیسٰیؑ کو زندہ تصور کرتے ہیں۔ ‹۶۸›
قرآن شریف میں صریح یہ آیت موجود ہے فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ [2]۔ اور اس آیت کے معنے یہ لوگ یہ کرتے ہیں کہ جب کہ تو نے مع جسم عنصری مجھ کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ یہ عجیب لغت ہے جو حضرت عیسٰیؑ سے ہی خاص ہے۔ افسوس اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جیسا کہ قرآن شریف میں تصریح ہے یہ سوال حضرت عیسٰیؑ سے قیامت کے دن ہوگا۔ پس ان معنوں سے جو لفظ متوفیک کے کئے جاتے ہیں لازم آتا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ تو فوت ہونے سے پہلے ہی قیامت کے دن اللہ جلّ شانہٗ کے سامنے حاضر ہو جائیں گے اور اگر کہو کہ آیت فلمّا توفیتنی کے یہ معنی ہیں کہ جبکہ تُو نے مجھ کو وفات دے دی تو پھر مجھ کو کیا خبر تھی کہ میرے مرنے کے بعد میری اُمت نے کیا طریق اختیار کیا تو یہ معنے بھی اُن کے عقیدہ کی رُو سے غلط ٹھہرتے ہیں اور دونوں معنوں

[1] الفاتحۃ: ۷ [2] المائدۃ: ۱۱۸

تضاد:

اطال اللّٰہ بقاءک ۔ اثنی۸۰ یا اسپر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسّی۸۰ برس یا پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔

مَیں تجھے بہت برکت دُونگا۔ یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھاؤں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور اُن کی تعظیم ملوک اور ذوی الجبروت کرتے ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار ﴿۹۷﴾

بقیہ حاشیہ

نبی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔ یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ **علماء اُمّتی کانبیاء بنی اسرائیل** یعنی میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر اُن کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک **موہبت** تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا اسی وجہ سے میری طرح اُن کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمّتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست اُن کو منصب نبوت ملا۔ اور اُن کو چھوڑ کر جب اور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

555

مِنْ عِبَادِہٖ۔ کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ
نبوت اُس کو بخشتا ہے۔ اور یہ تو تمام برکت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس بہت برکتوں والا ہے جس نے اس بندہ کو
مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ خدا کی فیلنگ☆ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔
تعلیم دی اور بہت برکتوں والا جس نے تعلیم پائی۔ خدا نے وقت کی ضرورت محسوس کی اور اسکے محسوس کرنے اور نبوت کی مُہر
نے جس میں بشدت قوت کا فیضان ہے بڑا کام کیا یعنی تیرے مبعوث ہونے کے دو باعث ہیں (۱) خدا کا ضرورت کو محسوس
کرنا اور (۲) آنحضرتؐ کی مُہر کا فیضان۔

اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ وَمَعَ کُلِّ مَنْ اَحَبَّکَ۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ رُوحانی
مَیں تیرے ساتھ ہوں اور تیرے اہل کے ساتھ اور ہر ایک کے ساتھ جو تجھ سے پیار کرتا ہے تیرے لئے میرے نام نے اپنی چمک دکھلائی۔
عالَم تیرے پر کھولا گیا۔ بَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔ اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَکَ۔ اسّی یا اس پر
روحانی عالَم تیرے پر کھولا گیا۔ پس آج نظر تیری تیز ہے۔ خدا تیری عمر دراز کرے گا۔ اسّی برس یا
پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ مَیں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے
پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔
کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ تیرے لئے میرا نام چمکا۔ پچاس یا ساٹھ نشان اَور
دکھاؤں گا۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور ان کی

☆ یہ وحی الٰہی کہ خدا کی فیلنگ اور خدا کی مُہر نے کتنا بڑا کام کیا۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اِس زمانہ میں محسوس کیا کہ یہ ایسا فاسد زمانہ آگیا ہے جس میں ایک عظیم الشان مصلح کی ضرورت ہے اور خدا کی مُہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنیوالا اِس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ اُمتی ہے اور ایک پہلو سے نبی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صاحبِ خاتَم بنایا یعنی آپ کو افاضۂ کمال کے لئے مُہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اِسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النّبیین ٹھیرا یعنی آپ کی پیروی کمالاتِ نبوت بخشتی ہے۔ اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔ اور یہ قوتِ قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی یہی معنے اِس حدیث کے ہیں کہ عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ یعنی میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہوں گے۔ اور بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا بلکہ وہ نبوتیں براہِ راست خدا کی ایک موہبت تھیں حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرّہ کچھ دخل نہ تھا۔ اسی وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہِ راست ان کو منصبِ نبوت ملا اور ان کو چھوڑ کر جب اَور بنی اسرائیل کا حال دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں کو رُشد اور صلاح اور تقویٰ سے بہت ہی کم حصہ ملا تھا اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی اُمت اولیاء اللہ کے وجود سے عموماً محروم رہی تھی اور کوئی شاذ و نادر ان میں ہوا تو وہ حکم معدوم کا رکھتا ہے۔ منہ

☆ Feeling

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶، ۹۷ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۹ تا ۱۰۱ حاشیہ)

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah/

56۔ بہت سے افراد نبی/ صرف ایک نبی

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۰ ۳۱۲ رسالہ الوصیت

پس یہ ممکن نہ تھا کہ وہ قوم جس کے لئے فرمایا گیا کہ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ [1] اور جن کے لئے یہ دعا سکھائی گئی کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ [2] اُن کے تمام افراد اس مرتبہ عالیہ سے محروم رہتے اور کوئی ایک فرد بھی اس مرتبہ کو نہ پاتا اور ایسی صورت میں صرف یہی خرابی نہیں تھی کہ اُمت محمدیہ ناقص اور ناتمام رہتی اور سب کے سب اندھوں کی طرح رہتے بلکہ یہ بھی نقص تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت فیضان پر داغ لگتا تھا اور آپ کی قوت قدسیہ ناقص ٹھہرتی تھی۔ اور ساتھ اس کے وہ دعا جس کا پانچ وقت نماز میں پڑھنا تعلیم کیا گیا تھا اُس کا سکھلانا بھی عبث ٹھہرتا تھا۔ مگر اس کے دوسری طرف یہ خرابی بھی تھی کہ اگر یہ کمال کسی فرد اُمت کو براہ راست بغیر پیروی نور نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنے باطل ہوتے تھے پس ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ تامہ مطہرہ مقدسہ کا شرف ایسے بعض افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے اور کوئی حجاب درمیان نہ رہا اور اُمتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنے اتم اور اکمل درجہ پر ان میں پائے گئے ایسے طور پر کہ اُن کا وجود اپنا وجود نہ رہا۔ بلکہ اُن کے محویت کے آئینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود منعکس ہو گیا اور دوسری طرف اتم اور اکمل طور پر مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ نبیوں کی طرح اُن کو نصیب ہوا۔ ﴿۱۲﴾

پس اس طرح پر بعض افراد نے باوجود اُمتی ہونے کے نبی ہونے کا خطاب پایا کیونکہ ایسی صورت کی نبوت نبوت محمدیہ سے الگ نہیں بلکہ اگر غور سے دیکھو تو خود وہ نبوت محمدیہ ہی ہے جو ایک پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی۔ یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نَبِیُّ اللّٰہِ۔ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی ہے ورنہ غیر کو اس جگہ قدم رکھنے کی جگہ نہیں مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے۔

[1] اٰل عمران : ۱۱۱ [2] الفاتحۃ : ۶،۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

تضاد:

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔
اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت
کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو
سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی
ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور
نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں بات یہ
ہے کہ جیسا کہ مجدّد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے
بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص
کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں
وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام
سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس
کثرت سے امورِ غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] یعنی خدا
اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس ﴿۳۹۱﴾
شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے
مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امورِ غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ[۱۳۰۰] سو برس ہجری میں کسی
شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔
غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد
مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر
چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اِس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط اُن میں پائی نہیں جاتی اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور امور غیبیہ سے حصہ پا لیتے تو وہ نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے تو☆ اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یاد رہے کہ ہم نے محض نمونے کے طور پر چند پیشگوئیاں اس کتاب میں لکھی ہیں مگر دراصل وہ کئی لاکھ پیشگوئی ہے جن کا سلسلہ ابھی تک ختم نہیں ہوا اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس۲۰ جزو سے کم نہیں ہوگا اب ہم اسی قدر پر کتاب کو ختم کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں کہ اپنی طرف سے اس میں برکت ڈالے اور لاکھوں دلوں کو اس کے ذریعہ سے ہماری طرف کھینچے۔ آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

تمّت

☆ خدا کے کلام میں یہ امر قرار یافتہ تھا کہ دوسرا حصہ اس اُمت کا وہ ہوگا جو مسیح موعود کی جماعت ہوگی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جماعت کو دوسروں سے علیحدہ کر کے بیان کیا جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ[1] یعنی اُمت محمدیہ میں سے ایک اور فرقہ بھی ہے جو بعد میں آخری زمانہ میں آنیوالے ہیں اور حدیث صحیح میں ہے کہ اس آیت کے نزول کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسی کی پُشت پر مارا اور فرمایا لو کان الایمان معلّقًا بالثریا لنالہ رجلٌ من فارس اور یہ میری نسبت پیشگوئی تھی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے وہی حدیث بطور وحی میرے پر نازل کی اور وحی کی رو سے مجھ سے پہلے اس کا کوئی مصداق معیّن نہ تھا اور خدا کی وحی نے مجھے معیّن کر دیا۔ فالحمد للّٰہ۔ منہ

[1] الجمعۃ:۴

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

57۔امام بخاری مہدی کے آنے کے مخالف / قائل

قول:

روحانی خزائن جلد۳ ۳۷۸ ازالہ اوہام حصہ دوم

پورے طور پر ممالک مغربی میں طلوع کرے گا تو وہی لوگ اسلام سے محروم رہ جائیں گے جن
پر دروازہ توبہ کا بند ہے یعنی جن کی فطرتیں بالکل مناسب حال اسلام کے واقع نہیں۔ سو توبہ کا
دروازہ بند ہونے کے یہ معنے نہیں کہ لوگ توبہ کریں گے مگر منظور نہ ہوگی۔ اور خشوع اور خضوع
سے روئیں گے مگر ردّ کئے جائیں گے کیونکہ یہ تو اس دنیا میں اس رحیم و کریم کی شان سے بالکل
بعید ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کے دل سخت ہو جائیں گے اور انکو توبہ کی توفیق نہیں دی
جائے گی اور وہی اشرار ہیں جن پر قیامت آئیگی۔ فتفکّر و تدبّر۔
ایسا ہی مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ پہلے امام محمدؑ مہدی آویں
﴿۵۱۸﴾ اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو۔ یہ خیال قلّتِ تدبّر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اگر مہدی کا
آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل
ہوتا تو دو بزرگوار شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت
امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنے صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن جس حالت میں
انہوں نے اس زمانہ کا تمام نقشہ کھینچ کر آگے رکھ دیا اور حصر کے طور پر دعویٰ کر کے بتلا دیا کہ
فلاں فلاں امر کا اس وقت ظہور ہوگا۔ لیکن امام محمد مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔ پس اس سے
سمجھا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنی صحیح اور کامل تحقیقات کی رُو سے اُن حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھا جو
مسیح کے آنے کے ساتھ مہدی کا آنا لازم غیر منفک ٹھہرا رہی ہیں اور دراصل یہ خیال بالکل
فضول اور مہمل معلوم ہوتا ہے کہ باوجودیکہ ایک ایسی شان کا آدمی ہو کہ جس کو باعتبار
باطنی رنگ اور خاصیت اس کی کے مسیح ابن مریم کہنا چاہیئے دنیا میں ظہور کرے اور پھر اس
کے ساتھ کسی دوسرے مہدی کا آنا بھی ضروری ہو۔ کیا وہ خود مہدی نہیں ہے؟ کیا وہ
خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہدایت پا کر نہیں آیا؟ کیا اُس کے پاس اس قدر جواہرات
﴿۵۱۹﴾ وخزائن واموال معارف و دقائق نہیں ہیں کہ لوگ لیتے لیتے تھک جائیں اور اس
قدر اُن کا دامن بھر جائے جو قبول کرنے کی جگہ نہ رہے۔ پس اگر یہ سچ ہے تو اُس وقت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

شہادت القرآن ۲۹

قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے۔ اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کیلئے آواز آئے گی کہ ھٰذَا خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ الْمَھْدِیُّ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی۔ علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اسکی صحت میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی خبریں دی گئی ہیں کہ حارث آئیگا مہدی آئیگا۔ آسمانی خلیفہ آئیگا یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔ اوّل خلافت راشدہ کا زمانہ پھر فیج اعوج جس میں ملک عضوض ہونگے اور بعد اس کے آخری زمانہ جو زمانہ نبوت کے نہج پر ہوگا۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا اوّل زمانہ اور پھر آخری زمانہ باہم بہت ہی متشابہ ہیں اور یہ دونوں زمانے اس بارش کی طرح ہیں جو ایسی خیر و برکت سے بھری ہوئی ہو کہ کچھ معلوم نہیں کہ برکت اس کے پہلے حصہ میں زیادہ ہے یا پچھلے میں۔

اس جگہ یہ بھی واضح رہے کہ اللہ جلشانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ[1] یعنے ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا اور ہم ہی اس تنزیل کی محافظت کریں گے۔ اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہیگا اور اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے اور اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کے وجود کا فائدہ کیا ہے جس فائدہ کے وجود پر اس کی حقیقی حفاظت موقوف ہے تو اس دوسری آیت سے ظاہر ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔[2] اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کے بڑے فائدے دو ہیں جن کے پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے۔

ایک حکمت فرقان یعنی معارف و دقائق قرآن۔ دوسری تاثیر قرآن جو موجب تزکیہ نفوس ہے اور قرآن کی حفاظت صرف اسی قدر نہیں جو اس کے صحف مکتوبہ کو خوب نگہبانی سے رکھیں کیونکہ ایسے کام تو اوائل حال میں یہود اور نصاریٰ نے بھی کئے یہاں تک کہ توریت کے نقطے بھی گن رکھے تھے بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جنکو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہوں جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ

حاشیہ: [1] الحجر: ۱۰ [2] الجمعۃ: ۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-6.pdf

یہ چند احکام بطور نمونہ ہم نے لکھے ہیں اس میں ایک تھوڑی سی عقل کا آدمی بھی سوچ سکتا ہے کہ بظاہر یہ تمام خطاب صحابہ کی طرف ہے لیکن درحقیقت تمام مسلمان ان احکام پر عمل کرنے کیلئے مامور ہیں نہ یہ کہ صرف صحابہ مامور ہیں وبس۔ غرض قرآن کا اصلی اور حقیقی اسلوب جس سے سارا قرآن بھرا پڑا ہے یہ ہے کہ اس کے خطاب کے مورد حقیقی اور واقعی طور پر تمام وہ
مسلمان ہیں جو قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے گو بظاہر صورت خطاب صحابہ کی طرف راجع ﴿۴۱﴾
معلوم ہوتا ہے پس جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ یہ وعدہ یا وعید صحابہ تک ہی محدود ہے وہ قرآن کے عام محاورہ سے عدول کرتا ہے اور جب تک پورا ثبوت اس دعویٰ کا پیش نہ کرے تب تک وہ ایسے طریق کے اختیار کرنے میں ایک ملحد ہے کیا قرآن صرف صحابہ کے واسطے ہی نازل ہوا تھا۔ اگر قرآن کے وعد اور وعید اور تمام احکام صحابہ تک ہی محدود ہیں تو گویا جو بعد میں پیدا ہوئے وہ قرآن سے بکلی بے تعلق ہیں۔ **نعوذ باللّٰہ من ھذہ الخرافات.**

اور یہ کہنا کہ حدیث میں آیا ہے کہ خلافت تیس سال تک ہوگی عجیب فہم ہے جس حالت میں قرآن کریم بیان فرماتا ہے کہ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ـ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ [1] تو پھر اس کے مقابل پر کوئی حدیث پیش کرنا اور اس کے معنی مخالف قرآن قرار دینا معلوم نہیں کہ کس قسم کی سمجھ ہے اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی **ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللّٰہ ہے لیکن وہ حدیث جو معترض صاحب نے پیش کی علماء کو اس میں کئی طرح کا جرح ہے اور اس کی صحت
میں کلام ہے کیا معترض نے غور نہیں کی کہ جو آخری زمانہ کی نسبت بعض خلیفوں کے ظہور کی ﴿۴۲﴾
خبریں دی گئی ہیں کہ حارث آئے گا۔ مہدی آئے گا۔ آسمانی خلیفہ آئے گا۔ یہ خبریں حدیثوں میں ہیں یا کسی اور کتاب میں۔ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ زمانے تین ہیں۔

[1] الواقعۃ: ۴۰، ۴۱

58۔ یسوع کی بابت قرآن خاموش/یسوع کا قرآن میں ذکر

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۲۹۳ ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۹﴾ میں لکھوں اور ایک کوئی اور مخالف لکھے تو وہ نہایت ذلیل ہوگا اور مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اور یہی وجہ ہے کہ باوجود اصرار کے مولویوں نے اس طرف رخ نہیں کیا۔ پس یہ ایک عظیم الشان نشان ہے مگر ان کے لئے جو انصاف اور ایمان رکھتے ہیں۔

اور ایک نشان خدا کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ میرے دعویٰ سے تیس۳۰ برس پہلے ایک بندہ صالح نے میری نسبت پیشگوئی کی اور اس پیشگوئی میں میرا نام اور میرے گاؤں کا نام لے کر کہا کہ وہ شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے گا اور وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا اور مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کریں گے چنانچہ اس نے اس تمام پیشگوئی سے کریم بخش نامی ایک نیک بخت مسلمان کو جو لودیانہ کے قریب ایک گاؤں میں رہنے والا تھا اطلاع دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود لدھیانہ میں آئے گا اور نصیحت کی کہ مولویوں کے شور کی کچھ پروا نہ کرنا کہ مولوی اس مخالفت میں جھوٹے ہوں گے۔ چنانچہ جب میں اس دعویٰ کے بعد لدھیانہ میں گیا تو کریم بخش میرے پاس آیا اور صدہا لوگوں کے روبرو بار بار یہ گواہی دی۔ چنانچہ اُس کی طرف سے ایک رسالہ بھی شائع ہو چکا۔ سو یہ بھی ایک نشان الٰہی ہے۔

اور منجملہ نشانوں کے ایک نشان خسوف وکسوف رمضان میں ہے۔ کیونکہ دار قطنی میں صاف لکھا ہے کہ مہدی موعود کی تصدیق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک نشان ہوگا کہ رمضان میں چاند

بقیہ حاشیہ

کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت گالیاں دی ہیں۔ پس اسی طرح اس مردار اور خبیث فرقہ نے جو مردہ پرست ہے ہمیں اس بات کے لئے مجبور کر دیا ہے کہ ہم بھی ان کے یسوع کے کسی قدر حالات لکھیں۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔ نادان پادریوں کو چاہئے کہ بدزبانی اور گالیوں کا طریق چھوڑ دیں۔ ورنہ نہ معلوم خدا کی غیرت کیا کیا ان کو دکھلائے گی۔ اور ہم اس جگہ فتح مسیح کی سفارش کرتے ہیں کہ بزرگ پادری

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

تضاد:

ریویو آف ریلیجنز 151 جلد ۱ نمبر ۴

میں پڑ نا کہ دوسرے تمام نبیوں کو گنہگار قرار دیں اور مسیح کا نام معصوم رکھیں گویا خود لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا ہے کہ اٹھو تم بھی یسوع مسیح کے عیبوں کی تلاش کرو وہ یاد رکھیں کہ اس غیر مہذب اور گندے طریق میں ہرگز اُن کو کامیابی نصیب نہیں ہوگی اور نہ یہ شرِ لغو اور نیک فطرت انسانوں کی عادت ہو سکتی ہے کہ خدا کے اُن مقدس نبیوں کو گالیاں دیں اور اُن کا نام فاسق اور فاجر رکھیں جن کو اُس قادرِ حقیقی نے کروڑہا مخلوقات کے پیشوا ٹھہرا کر جاہ و جلال کے تخت پر بٹھا دیا ہے خوب یاد رکھو کہ تم دوسرے نبیوں کو بد ٹھہرا کر مریم کے بیٹے کو نیک نہیں بنا سکتے خدا کے تمام پاک نبی ایک وجود کے حکم میں ہیں جب وجود واحد میں سے ایک عضو کی صحت خراب ہو جائے تو سارے وجود کی صحت خراب ہو جاتی ہے کسی کا عیب مت تلاش کرو کہ وہی عیب تم پر لگایا جائیگا یہ گمان مت کرو کہ دوسرے نبیوں کو عیبناک ٹھہرا کر یسوع مسیح بے عیب ثابت ہو جائیگا بلکہ خدا کی غیرت جو اس کے پاک نبیوں کیلئے ہے وہ تمہیں دکھلائیگی کہ یسوع کے مخالفوں نے سب سے زیادہ اسکے عیب دکھلائے ہیں یہانتک کہ انہوں نے اسکی والدہ کی عزت پر حملہ کر کے یسوع کی ولادت کو بھی عیبناک صورت میں دکھلایا ہے پھر معصوم کیسا اور عصمت کس بات کی۔ یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور اُن کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا تھا ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرت مسیح کی ولادت اور ان کی ماں کی چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا جو یہودیوں نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرت رائے کیطرف مائل ہو جاتی اور ضرورۃً اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت مسیح اور اُن کی ماں کی معصومیت ثابت کرنا ایک امر محال اور غیر ممکن ہو جاتا۔ اور گو اب بھی لوگوں کو اس جدید منطق کیطرف راہ نہیں کہ کیونکر روح القدس کنواری عورتوں کو عطیہ حمل عطا کر دیا کرتا ہے اور نہ کسی کے پاس اس کی نظیریں ہیں لیکن چونکہ اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اس فرضِ حکم حمل کو مان لیا ہے اسلئے ایمانی رنگ میں بکسی دلیل سے مسلمانوں کو قبول کرنا پڑا کہ ایسا ہی ہوگا +

اب ماحصل کلام یہ ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ مسیح اس طرح کی تعریف سے ناخوش تھا جبتک اس کو خدا خدا کر کے نہ پکارا جائے بلکہ ہر ایک پہلو ایسا کلمۂ اکسار اسی پر گواہی دیتا ہے کہ مسیح نے خدا کی عظمت اور جلال کو یاد کر کے اور اپنی فطرتی کمزوریوں کو تصور میں لا کر نہ چاہا کہ اسکو نیک کہا جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ مسیح نے اس کلمہ سے اُس نیک کہنے والے کو یہ بھی جتلایا ہو کہ جب کہ تم لوگ اپنے دلوں میں مجھے اچھا نہیں جانتے اور کہتے ہو کہ یہ شخص شراب خوار اور بے قید اور اجنبی

ریویو جلد1 نمبر4 صفحہ 151

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

وہ معنی تم پر ایک حجت ہے کیونکہ اس زمانہ سے پہلے وہ معنی شائع ہو چکے ہیں اور یہ بات کہ کوشیکا رشی کی بیوی کے پیٹ میں خود اندر داخل ہو گیا یہ محض صرف اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے استعارہ ہے کہ بغیر اس کے کہ کوسیکا اپنی بیوی کے پاس جاتا خود بیوی کی منی سے بچہ پیدا ہو گیا تھا اور یہ خود تعجب کی جگہ نہیں کیونکہ جس حالت میں برسات کے ایام میں ہزارہا کیڑے مکوڑے خود بخود مٹی سے ہی پیدا ہو جاتے ہیں تو اگر خدا نے کوئی ایسا نمونہ نوع انسان میں بھی پیدا کیا تو کیوں اس کو انکار کی نظر سے دیکھا جائے اور کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ یہ امر خدا کے قانون قدرت کے بر خلاف ہے حالانکہ جس قانون قدرت پر زور دے کر اعتراض کیا جاتا ہے وہ تو بقول آریہ سماج کے اوّل دفعہ ہی ٹوٹ چکا ہے اور کروڑ ہا دفعہ خدا نے ابتدائے دنیا میں اس موجودہ قانون کی پابندی چھوڑ دی ہے۔ پس ایسا قادر خدا جو ابتداء دنیا میں صرف مٹی سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے پھر اگر وہ کسی انسان کو صرف عورت کے نطفہ سے ہی پیدا کرے تو یہ کونسی تعجب کی جگہ ہے۔ ظاہر ہے کہ نطفہ بہ نسبت مٹی کے بچہ پیدا ہونے کے لئے بہت قریب استعداد رکھتا ہے اور مٹی کی استعداد ایک استعداد بعیدہ ہے پس جب کہ تمہارا یہ اقرار ہے کہ جو چیز استعداد بعید رکھتی ہے اس سے انسان پیدا ہو سکتا ہے تو پھر یہ کہنا کہ جو چیز بہ نسبت مٹی کے بچہ پیدا ہونے کے لئے استعداد قریب رکھتی ہے اس سے بچہ پیدا نہیں ہو سکتا اگر یہ حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے یسوع کی پیدائش کی مثال بیان کرنے کے وقت آدم کو ہی پیش کیا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ[1] یعنی عیسیٰ کی مثال خدا تعالیٰ کے نزدیک آدم کی ہے کیونکہ خدا نے آدم کو مٹی سے بنا کر پھر کہا کہ تو زندہ ہو جا پس وہ زندہ ہو گیا۔

﴿۲۱۹﴾

پھر مضمون پڑھنے والے نے قرآن شریف پر یہ اعتراض کیا کہ اُس میں لکھا ہے کہ عیسیٰ مسیح معہ گوشت پوست آسمان پر چڑھ گیا تھا۔ ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی ہے کہ اوّل تو

[1] آل عمران: ۶۰

دور ہو چکی تھی بناوٹ کی بات کہاں تک چل سکتی ہے۔ یسوع کی دعا میں صاف یہ لفظ ہیں کہ یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ سو خدا نے وہ پیالہ ٹال دیا اور ایسے اسباب پیدا کر دیئے کہ جو جان بچ جانے کے لئے کافی تھے جیسے یہ امر کہ یسوع مسیح معمول کے مطابق چھ سات دن صلیب پر نہیں رکھا گیا بلکہ اُسی وقت اُتارا گیا اور جیسے کہ یہ امر کہ اُس کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں جس طرح کہ اور لوگوں کی ہمیشہ توڑی جاتی تھیں۔ اور یہ خلاف قیاس امر ہے کہ اس قدر خفیف سی تکلیف سے جان نکل جائے۔ ﴿۴۱﴾

ہمارے مخالفوں کا یہ اعتقاد کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے محفوظ رہ کر آسمان پر مع جسم عنصری چڑھ گئے۔ یہ ایسا اعتقاد ہے جس سے قرآن شریف سخت اعتراض کا نشانہ ٹھہرتا ہے کیونکہ قرآن شریف ہر ایک جگہ عیسائیوں کے ایسے دعاوی کو جن سے حضرت عیسیٰ کی خدائی ثابت کی جاتی ہے ردّ کرتا ہے جیسا کہ قرآن شریف نے حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ پیدا ہونا (جس سے اُن کی خدائی پر دلیل پیش کی جاتی تھی) یہ کہہ کر ردّ کیا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ[1] پھر اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے تھے اور پھر نازل ہونے والے ہیں تو یہ تو اُن کی ایسی خصوصیت تھی کہ بے باپ پیدا ہونے سے زیادہ دھوکہ میں ڈالتی تھی۔ پس جواب دو کہ کہاں قرآن شریف نے اس کی کوئی نظیر پیش کر کے اس کو ردّ کیا ہے کیا خدا تعالیٰ اس خصوصیت کے توڑنے سے عاجز رہا۔ پھر ہم بیان سابق کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا جس بات پر اجماعی طور سے عقیدہ تھا وہ یہی بات تھی کہ تمام انبیاء علیہم السلام فوت ہو چکے ہیں اور کوئی زندہ نہیں اسی عقیدہ پر تمام صحابہؓ فوت ہوئے اور یہ عقیدہ قرآن شریف کی نص صریح کے مطابق تھا۔

پھر بعد صحابہ کے یہ دعویٰ کرنا کہ کسی وقت اِس اُمت کا اِس بات پر اجماع ہوا تھا کہ ☆

☆ یاد رہے کہ یہ بات بھی کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت نہیں کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت مع جسم عنصری آسمان پر اُٹھائے گئے تھے۔ پس جس کا اُٹھایا جانا ثابت نہیں اس کی دوبارہ آمد کی توقع رکھنا محض طمع خام ہے۔ اول حضرت عیسیٰ کا آسمان پر جانا کسی آیت قطعیۃ الدلالت یا حدیث صحیح مرفوع متصل سے ثابت کرو ورنہ بے اصل مخالفت تقویٰ سے بعید ہے۔ منہ

[1] ال عمران: ۶۰

59۔آمد عیسیٰ علیہ السلام سولہویں صدی/چودھویں صدی میں

قول:

روحانی خزائن جلد۳ ۔ ۴۴۱ ۔ ازالہ اوہام حصہ اول

اب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں توریت کی پیشگوئیوں پر نظر ڈالیں کہ اگرچہ توریت کے دو مقام میں ایسی پیشگوئیاں ملتی ہیں کہ جو غور کرنے والوں پر بشرطیکہ منصف بھی ہوں ظاہر کرتی ہیں کہ درحقیقت وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں لکھی گئی ہیں۔ لیکن کج بحثی کے لئے ان میں گنجائش بھی بہت ہے۔ مثلاً توریت میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو کہا کہ خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی قائم کرے گا۔ اس پیشگوئی میں مشکلات یہ ہیں کہ اُسی توریت کے بعض مقامات میں بنی اسرائیل کو ہی بنی اسرائیل کے بھائی لکھا ہے اور بعض جگہ بنی اسمٰعیل کو بھی بنی ﴿۲۴۸﴾ اسرائیل کے بھائی لکھا ہے ایسا ہی دوسرے بھائیوں کا بھی ذکر ہے۔ اب اس بات کا قطعی اور بدیہی طور پر کیوں کر فیصلہ ہو کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے مراد فقط بنی اسمٰعیل ہی ہیں بلکہ یہ لفظ کہ ”تیرے ہی درمیان سے“ لکھا ہے زیادہ عبارت کو مشتبہ کرتا ہے اور گو ہم لوگ بہت سے دلائل اور قرائن کو ایک جگہ جمع کر کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ میں جو مماثلت ہے بپایۂ ثبوت پہنچا کر ایک حق کے طالب کے لئے نظری طور پر یہ بات ثابت کر دکھاتے ہیں کہ درحقیقت اس جگہ اس پیشگوئی کا مصداق بجز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی شخص نہیں۔ لیکن یہ پیشگوئی ایسی صاف اور بدیہی تو نہیں کہ ہر ایک اجہل اور احمق کو اس کے ذریعہ سے ہم قائل کر سکیں بلکہ اس کا سمجھنا بھی پوری عقل کا محتاج ہے اور پھر سمجھانا بھی پوری عقل کا محتاج۔ اگر خدائے تعالیٰ کو ابتلا خلق اللہ کا منظور نہ ہوتا اور ہر طرح سے کھلے کھلے طور پر پیشگوئی کا بیان کرنا ارادۂ الٰہی ہوتا تو پھر اس طرح پر بیان کرنا چاہئے تھا کہ اے موسیٰ میں تیرے بعد بائیسویں صدی میں ملک عرب میں بنی اسمٰعیل میں سے ایک نبی پیدا کروں گا جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اُن کے باپ کا نام عبداللہ اور دادا کا نام عبدالمطلب اور والدہ کا نام آمنہ ہوگا۔ اور وہ مکہ شہر میں پیدا ہوں گے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

۱۵ خط مولوی عبداللہ صاحب باشندۂ کشمیر

فائدہ عام کے لئے معہ نقشۂ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس اشتہار میں شائع کیا جاتا ہے

از جانب خاکسار عبداللہ بخدمت حضور مسیح موعود السّلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

حضرت اقدس! اس خاکسار نے حسب الحکم سرینگر میں عین موقعہ پر یعنی روضہ مزار شریف شاہزادہ یوز آسف نبی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہنچ کر جہاں تک ممکن تھا بکوشش تحقیقات کی اور معمّر اور سن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا اور مجاوروں اور گردو جوار کے لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔

جناب من عند التحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آسف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے۔ کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اُس جگہ ہندوؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً اُنیس سَو ۱۹۰۰ برس سے یہ مزار ہے۔ اور مسلمان بہت عزّت اور تعظیم کی نظر سے اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی زیارت کرتے ہیں۔ اور عام خیال ہے کہ اس مزار میں ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے جو کشمیر میں کسی اور ملک سے لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے آیا تھا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو برس
۱۶ پہلے گذرا ہے۔ یہ اب تک نہیں کھلا کہ اس ملک میں کیوں ☆ آیا۔ مگر یہ واقعات بہر حال ثابت ہو چکے ہیں۔

☆ حاشیہ من المشتہر

وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں۔ اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بنا نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ جب کہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی جیــزس بنالیا ہے تو یوز آسف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا۔ صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں
۱۷ تشریف لائے اس کا سبب ظاہر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپ کی تبلیغ کو قبول نہ کیا اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور نیز دعا کو قبول کرکے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دے دی۔ اور جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے حضرت مسیح کے دل میں تھا کہ اُن یہودیوں کو بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیں کہ جو بخت النصر کی غارت گری کے زمانہ میں ہندوستان کے

تضاد:

روحانی خزائن جلد۱۹ ۱۴ کشتی نوح

تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ[1] موسیٰ نے وہ متاع پائی جس کو قرون اُولیٰ کھو چکے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ متاع پائی جس کو موسیٰ کا سلسلہ کھو چکا تھا اب محمدی سلسلہ موسوی سلسلہ کے قائم مقام ہے مگر شان میں ہزار ہا درجہ بڑھ کر مثیل موسیٰ موسیٰ سے بڑھ کر اور مثیل ابن مریم ابن مریم سے بڑھ کر۔ اور وہ مسیح موعود نہ صرف مدت کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا ☆ جیسا کہ مسیح ابن مریم موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں آیا جب کہ مسلمانوں کا وہی حال تھا جیسا کہ مسیح ابن مریم کے ظہور کے وقت یہودیوں کا حال تھا سو وہ میں ہی ہوں خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے نادان ہے وہ جو اس سے لڑے اور جاہل ہے وہ جو اس کے مقابل پر یہ اعتراض کرے کہ یوں نہیں بلکہ یوں چاہئے تھا۔ اور اس نے مجھے چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ بھیجا ہے جو دس ہزار سے ﴾۱۴﴿
بھی زیادہ ہیں از انجملہ ایک طاعون بھی نشان ہے پس جو شخص مجھ سے سچی بیعت کرتا ہے اور سچے دل سے میرا پیرو بنتا ہے اور میری اطاعت میں محو ہو کر اپنے تمام ارادوں کو چھوڑتا ہے وہی ہے جو ان

☆ یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا تھا۔ دیکھو یہودیوں کی تاریخ۔ منہ

[1] الفاتحۃ : ۶، ۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

60۔ عیسی علیہ السلام کی پیدائش بن باپ/یوسف عیسی ابن مریم علیہ السلام کا باپ

قول:

79

سیّدنا خاتم الانبیاء فکماله لیس بمستفاد من نبینا ﷺ وهذا امر لیس فیه شیء(٧٦) من الخفاء فجعله فردا من الامة جهل بحقیقة لفظ الامة وخلاف لکتاب حضرة الکبریاء فلاشک ان ادخاله فی الامه کذب صریح وترک الحیاء ففکّر فی ذالک ان کنت من اهل الاتقاء والحاصل ان اللّٰه سلب من الیهود بعد عیسیٰ نعمة النبوة فلا ترجع الیهم ابدا فی زمان خیر البریة۔ وکون عیسیٰ من غیر اب وبلا ولد دلیل علیٰ مامّر بالدلالة القاطعة۔ واشارة الیٰ قطع تلک السلسلة الاسرائیلیة۔ فلایحییٰ نبی من الیهود لاقدیم ولاحدیث فی دور النبوة المحمدیة وعد من اللّٰه ذی العزّة وکما نزع النبوة منهم کذالک نزع منهم ملکهم وغادرهم اللّٰه کالجیفة۔ وکان تولد یحییٰ من دون مسّ القوی البشریة۔ وکذالک تولد عیسیٰ من دون الاب وموتهما بدون ترک الورثة۔ علامة لهٰذه

حقیقت اور خدا کی کتاب سے جہالت ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا امت میں داخل کرنا صریح جھوٹ اور حیا کو ترک کرنا ہے۔ پس اس پر غور کرو اگر تم متقی ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے حضرت عیسیٰ کے بعد نبوت کی نعمت کو چھین لیا ہے۔ اب وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے زمانہ میں ان کی طرف کبھی نہیں لوٹائی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ کا بغیر باپ اور بے اولاد ہونا اس بات پر قطعی دلالت ہے۔ اس میں سلسلہ بنی اسرائیل سے اس نعمت کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اللہ ذی العزۃ کی جانب سے پکا وعدہ ہے کہ حضرت محمدؐ کے دور نبوت میں یہودیوں میں سے کوئی قدیم یا جدید نبی نہیں آئے گا۔ اور جس طرح ان سے نبوت چھین لی گئی ہے اس طرح ان سے بادشاہت بھی چھین لی گئی ہے۔ اور اللہ نے انہیں مردار کی طرح پھینک دیا ہے۔ اسی طرح یحییٰ کی پیدائش بھی بغیر مس انسانی سے ہوئی جس طرح عیسیٰ بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور ان دونوں کی موت بغیر ورثہ چھوڑنے کے اس واقعہ کی علامت ہے۔ جب کہ مسیح محمدی اس کا باپ ہے۔ اور خدا کی عنایت سے اس کی اولاد ہے جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ وہ شادی کرے گا اور رحمت الٰہی سے اس کی اولاد بھی ہوگی۔ اس میں سلسلہ محمدیہ کے دوام کی طرف اور قیامت تک اس کے نہ ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اور مجھے ان لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے۔ جو ان نشانات میں فکر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۹ ۲۹۵ مواهبُ الرحمٰن

وكون عيسٰى من غير أبٍ وبلا ولدٍ دليلٌ على ما مر بالدلالة القاطعة، وإشارةٌ إلى

و بودن عیسیٰ بے پدر و بے فرزندان دلیلے برین واقعہ بود بدلالت قطعیہ

قطع تلك السلسلة الإسرائيلية. فلا يجيء نبي من اليهود لا قديم ولا حديث

واشارت بود سوئے قطع این سلسلہ۔ پس ہرگز نخواہد آمد ہیچ نبی از یہود نو باشد یا کہنہ

في دَور النبوة المحمدية، وعدٌ من الله ذي العزة. وكما نزَع النبوةَ منهم كذالك

در دورِ نبوتِ محمدیہ وعدہ است از خدا تعالیٰ و ہمچنان کہ نبوت از یہود باز گرفتہ شد

نزع منهم ملكهم وغادرهم الله كالجيفة. وكان تولُّدُ يحيٰى من دون مسّ

ہمین طور سلطنت اوشان باز گرفتہ شد و گزاشت خدا تعالیٰ اوشان را ہمچو مُردار۔ و بود تولدِ یحیٰی بدون مس

القوى البشرية، وكذالك تولُّدُ عيسٰى من دون الأب وموتُهما بدون

قویٰ بشریہ و ہمچنین تولدِ عیسیٰ بغیر پدر و موتِ آں ہر دو بغیر

ترك الورثة علامةٌ لهذه الواقعة. وأمّا المسيح المحمدي فله أب و

ترکِ وارثان علامت این واقعہ کہ نبوت ازان سلسلہ منقطع گشت مگر مسیح سلسلہ محمدیہ پس او را پدر

﴿۲۲﴾ وُلْد من العنايات الإلٰهية، كما كُتب أنه "يتزوج ويولد له" مِنَ الرحمة،

است و پسران از عنایت الٰہیہ ہمچنانکہ نوشتہ شد کہ او متاہل خواہد شد و بچگان پیدا شوند از رحمت الٰہی

فكانت هذه إشارة إلى دوام السلسلة المحمدية وعدم انقطاعها إلى يوم

پس این اشارہ بود طرف دوامِ سلسلہ محمدیہ و عدمِ انقطاع آں تا روز

القيامة. وعجبتُ كل العجب من الذين لا يفكرون في هذه الآيات، التي

قیامت و بسیار تعجب از کسانے است کہ درین نشانہا نظر نمے کنند آنکہ برائے

هي لنبوة نبينا كالعلامات، ويقولون إن عيسٰى تولّد من نطفة يوسف أبيه،

نبوت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم ہمچو علامت ہا است۔ و می گویند کہ عیسیٰ از نطفۂ پدرِ او یوسف پیدا شدہ است

ولا يفهمون الحقيقة من الجهالات. ومن المعلوم أن مريم وُجدتْ

و از جہالت حقیقت را نمے فہمند و معلوم است کہ مریم صدیقہ قبل ازین کہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

اب جس حالت میں ایسی مشہور شدہ کرامات کو قبول نہیں کیا گیا جن کے قبول کرنے میں چنداں حرج نہ تھا تو پھر کیوں ایسے شخص کی طرف وہ باتیں منسوب کی جاتی ہیں جو نہ صرف قرآن شریف کی منشاء کے برخلاف ہیں بلکہ عیسیٰ پرستی کے شرک کو اُس سے مدد ملتی ہے جس نے چالیس کروڑ انسانوں کو خدائے تعالیٰ کی توحید سے محروم کر دیا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم کو اور نبیوں پر کیا زیادتی اور کیا خصوصیت ہے۔ پھر اُس کو ایک خصوصیت دینا جو شرک کی جڑ ہے کس قدر کھلی کھلی ضلالت ہے جس سے ایک بڑی قوم تباہ ہو چکی ہے ہائے افسوس کہ انہوں نے محض مصنوعی کفارہ پر بھروسہ کر کے اپنے تئیں ہلاک کیا اور یہ خیال نہ کیا کہ نفس کے آتشی دریا سے وہی پار ہوگا جو اپنی کشتی اپنے ہاتھ سے بنائے گا اور وہی مزدوری لے گا جو اپنا کام آپ کرے گا اور وہی نقصان سے بچے گا جو اپنا بوجھ آپ اُٹھائے گا یہ کیسی جہالت ہے جو ایک انسان بیدست و پا ہو کر دوسرے انسان پر اپنی کامیابی کیلئے بھروسہ کرے اور کسی کی جسمانی قوت کو اپنی روحانی زندگی کیلئے مفید سمجھے۔ خدا کا قانون ہے کہ اُس نے کسی انسان کو کسی امر میں خصوصیت نہیں دی اور کوئی انسان نہیں کہہ سکتا کہ مجھ میں ایک ایسی بات ہے جو دوسرے انسانوں میں نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ایسے انسان کو واقعی طور پر معبود ٹھہرانے کیلئے بنیاد پڑ جاتی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بعض عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خصوصیت پیش کی تھی کہ وہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں تو فی الفور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی اس آیت میں جواب دیا۔ اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ[1] یعنی "عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال ہے خدا نے اس کو مٹی سے پیدا کیا پھر اُس کو کہا کہ "ہو جا۔ سو وہ ہو گیا" ایسا ہی عیسیٰ بن مریم، مریم کے خون سے اور مریم کی منی سے پیدا ہوا اور پھر خدا نے کہا کہ ہو جا سو ہو گیا۔ پس اتنی بات میں کون سی خدائی اور کون سی خصوصیت اس میں پیدا ہو گئی۔ موسم برسات میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے بغیر ماں اور باپ کے خود بخود زمین سے «۴۰»

[1] اٰل عمران : ۶۰

ملفوظات جلد دوم

گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دکھائی دے گی۔

دو دھاری تلوار گولڑوی کی کتاب سیفِ چشتیائی کے متعلق فرمایا کہ:

اس نے دوہرا کام کیا۔ فیضی کی موت کا ہماری پیشگوئی کے مواقف ہونا اس سے ثابت ہو گیا۔ اور گولڑوی کی پردہ دری ہو گئی۔ اگر فیضی زندہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اصلاح کرتا۔ یا اس ارادہ سے ہی باز آجاتا۔ مگر موت نے پیشگوئی کے مواقف اُسے آلیا۔ اور گولڑوی اس کی کچی ہانڈی کھانے بیٹھ گیا اور نہ خیال کیا کہ اس کی ہر بات کی خود بھی تو تحقیق کرے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی پردہ دری کرائی۔ اور محمد حسن کی بھی۔

مسیح علیہ السلام بن باپ تھے حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے انبالہ سے آئے ہوئے ایک خط کا تذکرہ کیا کہ کشتی نوح کے اس حصہ کو پڑھ کر جو الحکم میں شائع ہوا ہے۔ انبالہ سے ایک مخلص دوست لکھتے ہیں کہ مسیح کے بھائی بہنوں کا جو حضرت اقدس نے ذکر کیا ہے۔ اس سے شبہ ہوتا ہے کہ یوسف گویا مسیح کا باپ بھی تھا۔ فرمایا:

ہم مسیح کو بِن باپ پیدا ہوا مانتے ہیں اور ہماری کتابوں۔ رسالوں اور اخبار کی بہت سی تحریروں میں لکھا جا چکا ہے۔ اور ہم اس بات کو کیا کریں کہ یہ تاریخی غلطی مسلمانوں میں پیدا ہوتی ہے جو صحیح تاریخ سے ثابت ہے کہ مریم کا یوسف کے ساتھ نکاح ہو گیا تھا۔ اور پھر اس سے اولاد بھی ہوئی تھی۔ ہم نے تو اس اولاد کا ذکر کیا ہے اور اسی قسم کی غلطی واقعہ صلیب کے متعلق ہے۔ مسیح کو صلیب دیئے جانے کے دردناک قصے موجود ہیں۔ اور ان علماء کے نزدیک وہ چھت پھاڑ کر اُڑ گئے۔ اب اس میں کس کا قصور ہے۔ یہ تو ان کو بالکل خدا بنانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بشریت ان کے پاس نہ آجاوے۔

اور ایسا ہی حضرت مریم کو ساری عمر بتول ٹھہرانا کہ انہوں نے نکاح نہیں کیا۔ بڑی غلطی ہے۔ ان تاریخی اُمور سے ہم انکار نہیں کر سکتے۔ مسیح کی نسبت ہمارا یہی مذہب ہے کہ وہ بن باپ پیدا ہوئے۔

مریم علیہا السلام۔ محصنہ ہونے کی حقیقت مولوی مبارک علی صاحب نے عرض کیا کہ حضور اس امر کی تائید میں کہ مریم علیہا السلام نے ساری عمر نکاح نہیں کیا۔ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن میں آیا ہے۔ وَالَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا (الانبیاء: ۹۲) محصنات تو قرآن شریف میں خود نکاح والی عورتوں پر بولا گیا ہے۔ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ (النساء: ۲۵) اور اَلَّتِیْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ اس نے زنا سے اپنے آپ کو

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v2.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v1.pdf

۴۷۵

عیسٰی علیہ السلام پر ختم ہوگیا ہے چونکہ یہود کی بداعمالیاں آخری حد تک پہنچ گئی تھیں اور اُن میں بہانتک شقاوت اور سنگدلی پیدا ہوگئی تھی کہ وُہ انبیاءؑ کے قتل تک مستعد ہوئے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے غضب کی راہ سے اس سلسلہ کو جس میں مُلوک اور انبیاءؑ تھے۔ حضرت عیسٰیؑ پر ختم کر دیا۔

مسیح کی بے باپ ولادت نشان ہے

مَیں ہمیشہ سے اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ حضرت عیسٰیؑ بے باپ پیدا ہوتے تھے۔ اور ان کا بے باپ پیدا ہونا ایک نشان تھا اس بات پر کہ اب بنی اسرائیل کے خاندان میں نبوت کا خاتمہ ہوتا ہے، کیونکہ ان کے ساتھ وعدہ تھا کہ بشرطِ تقویٰ نبوت بنی اسرائیل کے گھرانے سے ہوگی، لیکن جب تقویٰ نہ رہا تو یہ نشان دیا گیا تاکہ دانشمند سمجھ لیں کہ اب آئندہ اس سلسلہ کا انقطاع ہو گا۔ غرض حضرت عیسٰی علیہ السلام پر بنی اسرائیل کی نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ پہلی کتابوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ بنی اسماعیل میں بھی ایک سلسلہ اسی سلسلہ کا ہمرنگ پیدا ہوگا اور اس کے امام و پیشوا اور سردار محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔ توریت میں بھی یہ خبر دی گئی تھی قرآن شریف نے بھی فرمایا۔ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:۱۶) جیسے توریت میں مانند کا لفظ تھا۔ قرآن شریف میں کَمَا کا لفظ موجود ہے۔

آں حضرتؐ مثیلِ موسیٰؑ ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاتفاق مثیلِ موسیٰؑ ہیں۔ سُورۂ نُور میں بھی ذکر فرمایا گیا ہے کہ سلسلۂ محمدیہ موسویہ سلسلہ کا مثیل ہے۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے درمیانی انبیاء کا ذکر قرآن شریف نے نہیں کیا۔ لَّمْ نَقْصُصْ (المؤمن:۷۹) کہہ دیا۔ یہاں بھی سلسلۂ محمدیہ میں درمیانی خلفاء کا نام نہیں لیا۔ جیسے وہاں ابتدا اور انتہاء بتائی، یہاں بھی یہ بتا دیا کہ ابتدا مثیلِ موسیٰؑ سے ہوگی اور انتہا مثیلِ عیسٰیؑ پر۔ گویا خاتم الخلفاء وہی ہے جس کو دُوسرے لفظوں میں مسیح موعود کہتے ہیں۔ مَوعُود اس لیے کہتے ہیں کہ اس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

آیتِ استخلاف میں مسیح موعود کی پیشگوئی

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ (النور:۵۶) میں خلفاء کے تقرر کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا تھا، اسی وعدہ میں وُہ خاتم الخلفاء بھی شامل ہے اور نصِ قرآنی سے ثابت ہوا کہ وہ مَوعُود ہے۔ جو خط ایک نُقطہ سے شروع ہوگا وُہ ختم بھی نقطہ پر ہی ہوگا۔ پس جیسے وہاں خاتم مسیح ہے، یہاں بھی خاتم الخلفاء ہے۔ اس لیے یہ اعتقاد اسی قسم کا ہے کہ اگر کوئی انکار کرے کہ اس اُمت میں مسیح موعود نہ ہوگا وہ قرآن سے انکار کرتا ہے اور اس کا ایمان جاتا رہے گا۔ اور یہ بالکل واضح بات ہے۔ اس میں تکلف اور تصنع اور بناوٹ کا نام نہیں ہے۔ پھر جو شک و شبہ کرے وہ قرآن شریف کو چھوڑتا ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v1.pdf

۴۹۶

بے باک تھی کہ صفحۂ روزگار میں اُس کی نظیر نہ ملے گی۔ نبیوں کی تکذیب اور ایذا رسانی میں اس قوم نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اُنھوں نے خدا کے نُورانی بندوں کی قدر نہیں کی۔ اِس لیے حضرت عیسیٰؑ پر اس سلسلہ کو ختم کر دیا۔

مسیح کی بن باپ ولادت میں قدرت کا انتباہ

یہ ختم رضامندی کی وجہ سے نہیں تھا، بلکہ ناراضگی کی وجہ سے تھا۔ خود حضرت مسیح کی پیدائش بطور نشان کے تھی۔ یعنی وہ بغیر باپ کے پیدا ہوا؛ چونکہ نسل باپ سے جاری ہوتی ہے اس لیے حضرت عیسیٰؑ کو بن باپ پیدا کر کے خدا نے بنی اسرائیل کو متنبہ کیا کہ تمہاری شامتِ اعمال کی وجہ سے اس سلسلہ کو ختم کیا جاتا ہے۔

دو باتوں کا خود تم نے اعتراف کیا ہے۔ اوّل یہ کہ خدا نے اُن کو بِدُوں باپ پیدا کیا۔ جو یہ کہتا ہے کہ اُن کا باپ ہے، وُہ خدا تعالیٰ کے قانون کو توڑنا چاہتا ہے اور خدا تعالیٰ کے اس نشان کی جو اُن کی پیدائش میں رکھا ہوا تھا۔ بے حُرمتی کرتا ہے۔

دُوسری بات جس کا تم کو اعتراف ہے یہ ہے کہ وُہ آخری اینٹ تھے۔ اس کی مثال انجیل میں بیان کی گئی ہے کہ ایک شخص نے باغ لگایا۔ اس کے تیار ہونے پر نوکر کو بھیجا وغیرہ آخر تک۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی نظرِ مہر اور نظرِ رحم یہود پر نہ رہی تھی۔ پھر تیسری نشانی اس امر پر کہ سلسلہ موسویہ کا خاتمہ مسیحؑ پر ہو گیا، یہ ہے کہ اُن کا مُلک بھی چھن گیا۔

غرض مسیحؑ کا بن باپ پیدا ہونا بطور ایک نشانِ غضب کے تھا۔ اسی خاندان میں سے جو ایک ہی جُزو رکھتا تھا اور جس میں آج تک نبی آتے رہے تھے۔ خدا نے ایک اور شاخ پیدا کر دی اور ایک دوسری بنیاد بنی اسماعیل میں سے ڈال۔ یہود کی حکومت کی تباہی کا ذکر مَیں نے اس لیے کیا کہ نبوّت اور حکومت خدا نے اس قوم میں رکھ دی تھی، لیکن مسیحؑ کو جبکہ بن باپ پیدا کر کے یہ بتایا کہ تمھاری بداعمالیاں اور شوخیاں نبیوں کی تکذیب اور خدا تعالیٰ کے ماموروں سے عداوت اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اب تم بجائے منعم علیہم ہونے کے مغضوب ہوتے ہو اور نبوّت کے خاندان کے انقطاع کے لیے یہ نشان اُن کو دیا گیا کہ بنی اسرائیل میں سے مسیحؑ کا کوئی باپ نہ ہوا یعنی اُس کو بن باپ پیدا کر کے بتایا کہ آئندہ نبوّت تم میں سے گئی۔

انتقالِ نبوّت

اور یہ انتقالِ نبوّت چونکہ خدا کے غضب کے سبب سے ہوا تھا۔ اس لیے حکومت جو نبوّت کے ساتھ دُوسرا فضل اس قوم کو ملا ہوا تھا، وہ بھی جاتا رہا۔ میرا مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ ایک وُہ سلسلہ تھا جو سلسلہ موسویہ کہلاتا ہے اور جس کی آخری

تضاد:

۳۰۱ اور اگر یہ کہا جاوے کہ قرآن شریف کے ایسے معنے کرنا کہ جو پہلوں سے منقول نہیں ہیں الحاد
ہے جیسے مولوی عبدالرحمان صاحبزادہ مولوی محمد لکھووالہ نے اس عاجز کی نسبت لکھا ہے تو میں
کہتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسے اجنبی معنے نہیں کئے جو مخالف اُن معنوں کے ہوں جن پر صحابہ
۳۰۲ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کا اجماع ہوا کثر صحابہ مسیح کا فوت ہو جانا مانتے رہے، دجال
معہود کا فوت ہو جانا مانتے رہے پھر مخالفانہ اجماع کہاں سے ثابت ہو قرآن شریف میں تمیں
کے قریب ایسی شہادتیں ہیں جو مسیح ابن مریم کے فوت ہونے پر دلالت بیّن کر رہی ہیں غرض یہ
۳۰۳ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اُترے گا نہایت لغو

جن میں انسان کی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کا معجزہ تھا اور خدائے تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر
کرنے کے لئے اس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے
۳۰۲ ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمان کا وہ معجزہ جو صَرْحٌ
مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ [1] ہے جس کو دیکھ کر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔
اب جاننا چاہئے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کی
طرح صرف عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ اُن دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات
جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے
تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے ایسے کام کرتے تھے جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے تھے
اور کئی قسم کے جانور طیار کر کے ان کو زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے تھے۔ وہ حضرت مسیح کے وقت
۳۰۳ میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے اور یہودیوں نے اُن کے بہت سے ساحرانہ کام
سیکھ لئے تھے جیسا کہ قرآن کریم بھی اس بات کا شاہد ہے۔ سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدائے تعالیٰ
نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے
یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے
چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس ۲۲ برس کی مدت تک

[1] النمل: ۴۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام
﴾۳۰۴﴿ اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر غلطی ہے کہ قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربیوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔
﴾۳۰۵﴿ جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر یک اہل زبان پر روشن

نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قویٰ موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ
﴾۳۰۴﴿ علیہ وسلم کے روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سُنا ہے کہ بعض چڑیاں کَل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یوروپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح اُن میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔
﴾۳۰۴﴿ ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق **عمل الترب** یعنی مسمریزی طریق

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

61۔ عیسی کی اولاد/اولاد کا انکار

قول:

مسیح ہندوستان میں — ۴۴ — سلسلہ تصنیفات احمدیہ

اور آخیر مارچ یا اپریل کے ابتدا میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا اور چونکہ وہ ملک بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے اس لیے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔ مگر افسوس کہ افغانوں کی قوم کا تاریخی شیرازہ نہایت درہم برہم ہے اس لیے ان کے قومی تذکروں کے ذریعہ سے کوئی اصلیت پیدا کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ بہرحال اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ افغان بنی اسرائیل میں سے ہیں جیسا کہ کشمیری بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اپنی تالیفات میں اس کے برخلاف لکھا ہے انہوں نے سخت دھوکہ کھایا ہے اور فکر دقیق سے کام نہیں لیا۔ افغان اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ قیس کی اولاد میں سے ہیں اور قیس بنی اسرائیل میں سے ہے۔ خیر اس جگہ اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنی ایک کتاب میں اس بحث کو کامل طور پر لکھ چکے ہیں۔

اس جگہ صرف حضرت مسیح کی سیاحت کا ذکر ہے جو نصیبین کی راہ سے افغانستان میں ہوکر اور پنجاب میں گذر کر کشمیر اور تبت تک ہوئی۔ اسی لیے سفر کی وجہ سے آپ کا نام نبی سیاح بلکہ سیاحوں کا سردار رکھا گیا۔ چنانچہ ایک اسلامی فاضل امام عالم علامہ یعنی عارف باللہ ابی بکر محمد بن محمد ابن الولید الفہری الطرطوشی المالکی جو اپنی عظمت اور فضیلت میں شہرۂ آفاق ہیں اپنی کتاب سراج الملوک میں جو مطبع خیریہ مصر میں ۱۳۰۶ھ میں چھپی ہے یہ عبارت حضرت مسیح کے حق میں لکھتے ہیں جو صفحہ ۶ میں درج ہے۔ ” اَیْنَ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ رَاْسُ الزَّاھِدِیْنَ وَ اِمَامُ السَّائِحِیْنَ۔ یعنی کہاں ہے عیسیٰ روح اللہ و کلمۃ اللہ جو زاہدوں کا سردار اور سیاحوں کا امام تھا یعنی وہ وفات پا گیا اور ایسے ایسے انسان بھی دنیا میں نہ رہے۔ دیکھو اس جگہ اس فاضل نے حضرت عیسیٰ کو نہ صرف سیاح بلکہ سیاحوں کا امام لکھا ہے۔ ایسا ہی لسان العرب کے صفحہ ۳۴۱ میں لکھا ہے۔ قِیْلَ سُمِّیَ عِیْسٰی بِمَسِیْحٍ لِاَنَّہٗ کَانَ سَائِحًا فِی الْاَرْضِ لَا یَسْتَقِرُّ۔ یعنی عیسیٰ کا نام مسیح اس لیے رکھا گیا کہ وہ زمین میں سیر کرتا رہتا تھا اور کہیں اور کسی جگہ اس کو قرار نہ تھا۔ یہی مضمون تاج العروس شرح قاموس میں بھی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح وہ ہوتا ہے جو خیر اور برکت کے ساتھ مسح کیا گیا ہو یعنی اس کی فطرت کو خیر و برکت دی گئی ہو یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی خیر و برکت کو پیدا کرتا ہو۔ اور یہ نام حضرت عیسیٰ کو دیا گیا اور جس کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ یہ نام دیتا ہے۔ اور اس کے مقابل پر ایک وہ بھی مسیح ہے جو شر اور لعنت کے ساتھ مسح کیا گیا یعنی اس کی فطرت شر اور لعنت پر پیدا کی گئی یہاں تک کہ اس کا چھونا بھی شر اور لعنت اور ضلالت پیدا کرتا ہے اور یہ نام مسیح دجال کو دیا گیا اور نیز ہر ایک کو جو اس کا ہم طبع ہو اور یہ دونوں نام یعنی مسیح سیاحت کرنے والا اور مسیح برکت دیا گیا یہ باہم ضد نہیں ہیں اور پہلے معنے دوسرے کو باطل نہیں کر سکتے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی یہ بھی عادت ہے کہ ایک نام کسی کو عطا کرتا ہے اور کئی معنے اس سے مراد ہوتے ہیں اور سب اس پر صادق آتے ہیں۔ اب خلاصہ مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سیاح ہونا اس قدر اسلامی تواریخ سے ثابت ہے کہ اگر ان تمام کتابوں میں سے نقل کیا جائے تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مضمون اپنے طول کی وجہ سے ایک ضخیم کتاب ہو سکتی ہے اس لیے اسی پر کفایت کی جاتی ہے۔

﴿۶۸﴾ کا فاصلہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا تا اسرائیل کی کھوئی بھیڑیں جو افغان تھے فیضیاب ہو جائیں۔ اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے اس لئے کشمیر میں آ کر بآسانی تبت میں جا سکتے تھے۔ اور پنجاب میں داخل ہو کر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور تبت کی طرف آویں ہندوستان کے مختلف مقامات کا سیر کریں۔ سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں یہ بات بالکل قرینِ قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہوگا اور پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہوں گے اور اخیر مارچ یا اپریل کے ابتدا میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا اور چونکہ وہ ملک بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں بھی رہے ہوں گے اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔ مگر افسوس کہ افغانوں کی قوم کا تاریخی شیرازہ نہایت درہم برہم ہے اس لئے ان کے قومی تذکروں کے ذریعہ سے کوئی اصلیت پیدا کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ بہرحال اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ افغان بنی اسرائیل میں سے ہیں جیسا کہ کشمیری بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں اور جن لوگوں نے اپنی تالیفات میں اس کے برخلاف لکھا ہے انہوں نے سخت دھوکا کھایا ہے اور فکر دقیق سے کام نہیں لیا۔ افغان اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ قیس کی اولاد میں سے ہیں اور قیس بنی اسرائیل میں سے ہے۔ خیر اس جگہ اس بحث کو طول دینے کی ضرورت نہیں۔ ہم اپنی ایک کتاب میں اس بحث کو کامل طور پر لکھ چکے ہیں۔ اس جگہ صرف حضرت مسیح کی سیاحت کا ذکر ہے جو نصیبین کی راہ سے افغانستان میں ہو کر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۵ ۳۶۳ تریاق القلوب

فرماتے ہیں اس پیشگوئی کا ماحصل یہی ہے کہ مہدی معہود کے ساتھ عیسائیوں کا کچھ مناظرہ اور مباحثہ ہوگا۔ پہلے تو ایک معمولی بات ہوگی لیکن پھر وہ ایک بڑا امر ہو جائے گا جس کا جابجا تذکرہ ہوگا۔ اور شیطان آواز دے گا کہ اُس تنازع میں جو مابین مسلمین اور نصاریٰ ہوگا۔ حق آلِ عیسیٰ کے ساتھ ہے اور آسمان سے آواز آئے گی یعنی الہامی طور پر جتلایا جائے گا کہ حق آلِ محمد کے ساتھ ہے یعنی آخر خدا کا الہام پاک دلوں کو جو روحانی طور پر آلِ محمد کہلاتے ہیں یہ یقین دلا دے گا کہ عیسائیوں کا شور و غوغا عبث تھا اور حق اہلِ اسلام کے ساتھ ہے۔☆ چنانچہ

☆ حاشیہ

اس حدیث میں لفظ آلِ عیسیٰ اور آلِ محمد محض استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی پس اس جگہ بلاشبہ آلِ عیسیٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسیٰ خدا ہے اور ہم اُس خدا کے فرزندوں کی طرح ہیں اور مر کر اُس کی گود میں سوتے ہیں سو اسی قرینہ سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی دنیوی رشتہ مراد نہیں ہے بلکہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرزندوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں بلکہ ہر جگہ آل کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی مراد ہے نہ دنیوی رشتہ کہ جو ایک سفلی اور فانی امر ہے جو موت کے ساتھ ہی لا انساب بینھم کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے نبی کا نفس کبھی اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ آل کے لفظ سے محض اُس کی یہ غرض ہو کہ عام دنیاداروں کی طرح ایک سفلی اور فانی رشتہ کا لوگوں کو پیرو بنانا چاہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کی نظر آسمان پر ہوتی ہے اور اُس کا ساحت عزت اور مبلغ ہمت اِس سے پاک ہے کہ وہ بار بار ایسے رشتوں کو پیش کرے جن کے ساتھ ایمان اور صداقت اور تقویٰ لازم ملزوم نہیں ہے اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ یہ دنیوی رشتے اسی دنیا تک ختم ہو جاتے ہیں اور قیامت میں انساب نہیں رہیں گے۔ لیکن اس کا نبی ایک ادنیٰ سے رشتہ پر ہی زور دیتا رہے جو لڑکی کی اولاد ہے۔ حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور عظیم الشان انبیاء جو جو کلمات منہ پر لاتے ہیں وہ اِس قدر معارف اور حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں کہ گویا زمین سے شروع ہو کر آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ آسمان سے زمین تک آفتاب کی شعاع کی طرح نازل ہوتے ہیں اور وہ تمام کلمات اُس

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

سیّدنا خاتم الانبیاء فکماله لیس بمستفاد من نبینا ﷺ وهذا امر لیس فیه شیء(۷۲) من الخفاء فجعله فرد امن الامة جهل بحقیقة لفظ الامة وخلاف لکتاب حضرة الکبریاء فلاشک ان ادخاله فی الامه کذب صریح وترک الحیاء ففکّر فی ذالک ان کنت من اهل الاتقاء والحاصل ان اللّٰه سلب من الیهود بعد عیسیٰ نعمة النبوة فلا ترجع الیهم ابد افی زمان خیر البریة۔ وکون عیسیٰ من غیر اب وبلا ولد دلیل علیٰ مامّر بالدلالة القاطعة۔ واشارة الیٰ قطع تلک اسلسلة الاسرائیلیة۔ فلایحییٔ نبی من الیهود لاقدیم ولاحدیث فی دورالنبوة المحمدیة وعد من اللّٰه ذی العزّة وکمانزع النبوة منهم کذالک نزع منهم ملکهم وغادرهم اللّٰه کالجیفة۔ وکان تولد یحییٰ من دون مسّ القوی البشریة۔ وکذالک تولد عیسیٰ من دون الاب وموتهمابدون ترک الورثة۔ علامة لهٰذه

حقیقت اور خدا کی کتاب سے جہالت ہے۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کا امت میں داخل کرنا صریح جھوٹ اور حیا کو ترک کرنا ہے۔ پس اس پر غور کرو اگر تم متقی ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے حضرت عیسیٰؑ کے بعد نبوت کی نعمت کو چھین لیا ہے۔ اب وہ حضرت خاتم الانبیاءؐ کے زمانہ میں ان کی طرف کبھی نہیں لوٹائی جائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ کا بغیر باپ اور بے اولاد ہونا اس بات پر قطعی دلالت ہے۔ اس میں سلسلہ بنی اسرائیل سے اس نعمت کے منقطع ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ یہ اللہ ذی العزۃ کی جانب سے پکا وعدہ ہے کہ حضرت محمدؐ کے دور نبوت میں یہودیوں میں سے کوئی قدیم یا جدید نبی نہیں آئے گا۔ اور جس طرح ان سے نبوت چھین لی گئی ہے اس طرح ان سے بادشاہت بھی چھین لی گئی ہے۔ اور اللہ نے انہیں مردار کی طرح پھینک دیا ہے۔ اسی طرح یحییٰؑ کی پیدائش بھی بغیر مس انسانی سے ہوئی جس طرح عیسیٰؑ بھی بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور ان دونوں کی موت بغیر ورثہ چھوڑنے کے اس واقعہ کی علامت ہے۔ جب کہ مسیح محمدی اس کا باپ ہے۔ اور خدا کی عنایت سے اس کی اولاد ہے جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ وہ شادی کرے گا اور رحمت الٰہی سے اس کی اولاد بھی ہوگی۔ اس میں سلسلہ محمدؐیہ کے دوام کی طرف اور قیامت تک اس کے نہ ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ اور مجھے ان لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے۔ جو ان نشانات میں فکر

وكون عيسٰى من غير أبٍ وبلا ولدٍ دليلٌ على ما مر بالدلالة القاطعة، وإشارةٌ إلى
و بودن عیسٰی بے پدر و بے فرزندان دلیلے برین واقعہ بود بدلالت قطعیہ

قطع تلك السلسلة الإسرائيلية .فلا يجيء نبي من اليهود لا قديم ولا حديث
واشارت بود سوئے قطع این سلسلہ۔ پس ہرگز نخواہد آمد ہیچ نبی از یہود نو باشد یا کہنہ

في دَور النبوة المحمدية، وعدٌ من الله ذي العزة. وكما نـزَع النبوةَ منهم كذالك
در دورِ نبوتِ محمدیہ وعدہ است از خدا تعالیٰ وہمچنان کہ نبوت از یہود باز گرفتہ شد

نـزع منهم ملكهم وغادرهم الله كالجيفة .وكان تولُّدُ يحيٰى من دون مسّ
ہمین طور سلطنت اوشان باز گرفتہ شد و گزاشت خدا تعالیٰ اوشان را ہمچو مُردار۔ و بود تولدِ یحیٰی بدون مس

القوى البشرية، وكذالك تولُّدُ عيسٰى من دون الأب وموتُهما بدون
قویٰ بشریہ وہمچنین تولدِ عیسٰی بغیر پدر و موتِ آں ہر دو بغیر

ترك الورثة علامةٌ لهذه الواقعة .وأمّا المسيح المحمدي فله أب و
ترکِ وارثان علامت این واقعہ کہ نبوت ازان سلسلہ منقطع گشت مگر مسیح سلسلہ محمدیہ پس او را پدر

﴾۷۷﴿ وُلْد من العنايات الإلهية، كما كُتب أنه "يتزوج ويولد له" منّ الرحمة،
است و پسران از عنایت الٰہیہ ہمچنانکہ نوشتہ شد کہ او متاہل خواہد شد و بچگان پیدا شوند از رحمت الٰہی

فكانت هذه إشارة إلى دوام السلسلة المحمدية وعدم انقطاعها إلى يوم
پس این اشارہ بود طرف دوامِ سلسلہ محمدیہ وعدمِ انقطاع آں تا روز

القيامة. وعجبتُ كل العجب من الذين لا يفكرون في هذه الآيات، التي
قیامت وبسیار تعجب از کسانے است کہ درین نشانہا نظر نمے کنند آنکہ برائے

هي لنبوة نبينا كالعلامات، ويقولون إن عيسٰى تولّد من نطفة يوسف أبيه،
نبوت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وسلم ہمچو علامت ہا است۔ و می گویند کہ عیسٰی از نطفۂ پدر او یوسف پیدا شدہ است

ولا يفهمون الحقيقة من الجهلات .ومن المعلوم أن مريم وُجدتْ
و از جہالت حقیقت را نمے فہمند ومعلوم است کہ مریم صدیقہ قبل ازین کہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

62۔ مسیح کی نبوت بدولت تابعداری / مسیح کی نبوت بغیر اتباع

قول:

الحکم جلد ۶ نمبر ۲۴ | ۳ | ۱۹۰۲ / ۳۰ جون

مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مشفقی پادری جوالا سنگھ صاحب

بعد ما وجب چند روز ہوئے کہ آپ کا ایک طول طویل خط پہنچا۔ مگر میں بباعث اپنے ضروری کاموں کے جواب نہ لکھ سکا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے کس قدر جلدی اور ...

...

اور پھر قرآن کہتا ہے کہ مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بطور خادم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملی کیونکہ مسیح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود کی خبر دی گئی اور مسیح آنجناب پر ایمان لایا اور بوجہ اس ایمان کے مسیح نے نجات پائی پس قرآن کے رو سے مسیح کے نبی ...

تضاد:

البدر نمبر ۵ جلد ۱ — ۶۳ — ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۲۰ھ

مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی کے مباحثہ پر مسیح موعود ربانی کا ریویو اور اپنی جماعت کے لئے ایک نصیحت

... کہ حضرت مسیح کی حقیقت نبوت ... بواسطہ بغیر اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کو حاصل ہے ...

63۔ قانون قدرت اٹل / قانون قدرت تغیر پذیر

قول:

روحانی خزائن جلد ۷ ۵۰ کرامات الصادقین

﴿۸﴾ کرنے کے بارہ میں سوچتے چلے جائیں تب بھی ان کو یہ دعویٰ نہیں پہنچتا کہ جس قدر اُن میں خواص تھے انہوں نے معلوم کر لیے ہیں۔ لیکن قرآن کریم کی عبارتیں صرف سطحی خیالات تک محدود ہیں جو ایک جاہل مُلّا اُنپر سرسری نظر ڈال کر دعویٰ کرسکتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں تھا مَیں نے معلوم کرلیا۔ خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا اور اسکی مخلوقات میں سے ایک پتہ بھی ایسا نہیں جسکو چند معلومہ خواص میں محدود کہہ سکیں بلکہ اسکی ہر یک مخلوق خواص غیر محدودہ اپنے اندر رکھتی ہے اور اسی وجہ سے ہر یک مخلوق میں صفت بے نظیری پائی جاتی ہے اور اگر تمام دنیا اُسکی نظیر بنانا چاہے تو ہرگز اُن کے لیے میسر نہ ہو جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آپ فرما دیا ہے کہ مکھی بنانے پر بھی کوئی قادر نہیں ہوسکتا۔ کیوں قادر نہیں ہوسکتا اسکی یہی تو وجہ ہے کہ مکھی میں بھی اس قدر عجائبات صنعت صانع ہیں کہ انسانی طاقتوں بلکہ تمام مخلوق کی قوتوں سے بڑھ کر ہیں پھر خدا تعالیٰ کا کلام کیوں ایسا گرا ہوا اور ادنیٰ درجہ کا سمجھا جاوے کہ جو اپنے خواص اور حقائق کے رُو سے مکھی کے درجہ پر نہیں۔ کیا یہ وہی کلام نہیں جسکے حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا [1] یعنی اگر جن و انس اس بات پر اتفاق کرلیں کہ اس قرآن کی نظیر بناویں تو ہرگز بنا نہیں سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کی مدد بھی کریں۔ بعض نادان مُلّا اخزاھم اللّٰہ کہا کرتے ہیں کہ یہ بے نظیری صرف بلاغت کے متعلق ہے لیکن ایسے لوگ سخت جاہل اور دلوں کے اندھے ہیں اس میں کیا کلام ہے کہ قرآن کریم اپنی بلاغت اور فصاحت کے رُو سے بھی بے نظیر ہے۔ لیکن قرآن کریم کا یہ منشاء نہیں ہے کہ اُس کی بے نظیری صرف اسی وجہ سے ہے بلکہ اُس پاک کلام کا یہ منشاء ہے کہ جن جن صفات سے وہ متصف کیا گیا ہے اُن تمام

[1] بنی اسرائیل: ۸۹

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد۲۳ ۱۰۴ چشمہ معرفت

﴿۹۱﴾ کوئی قوت پیدا کر سکے یا کوئی ذرّہ اجسام بنا سکے یا کوئی علم غیب اپنی شناخت کے لئے اپنی کتاب میں بیان کر سکے یا دلوں کو تسلی دینے کے لئے اپنا کوئی معجزہ دکھلا سکے تو پھر یہ کہنا کہ اُس کا کوئی قانونِ قدرت ہے سراسر لغو اور بے معنی بات ہے۔ قانون کا مرتب کرنا قدرت کے بعد ہے اور جب قدرت ہی نہیں تو یہ کہنا چاہیئے کہ قانون عجز اور بے قدرتی۔ نہ کہ قانون قدرت۔ وہ پرمیشر جو مکتی دائمی نہیں دے سکتا اور کسی کا گنہ نہیں بخش سکتا اور اپنی ہستی ثابت کرنے کے لئے کوئی قدرت کا نمونہ دکھلا نہیں سکتا اس کی نسبت قانون قدرت کو کیونکر منسوب کر سکتے ہیں۔

پھر مضمون خواں نے بیان کیا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا اپنے قانون کو بدل سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کیا وہ اپنے صفات کو بھی بدل سکتا ہے۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ یہ کیسا بیہودہ جواب ہے یہ تو سچ ہے کہ جیسا کہ خدا غیر متبدل ہے اس کی صفات بھی غیر متبدّل ہیں اس سے کس کو انکار ہے مگر آج تک اُس کے کاموں کی حد بست کس نے کی ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ وہ اس کی عمیق در عمیق اور بے حد قدرتوں کی انتہا تک پہنچ گیا ہے بلکہ اُس کی قدرتیں غیر محدود ہیں اور اس کے عجائب کام ناپیدا کنار ہیں اور وہ اپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل لیتا ہے مگر وہ بدلنا بھی اُس کے قانون میں ہی داخل ہے جب ایک شخص اُس کے آستانہ پر ایک نئی روح لے کر حاضر ہوتا ہے اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی محض اس کی رضامندی کے لئے پیدا کرتا ہے تب خدا بھی اس کے لئے ایک تبدیلی پیدا کر لیتا ہے کہ گویا اس بندے پر جو خدا ظاہر ہوا ہے وہ اور ہی خدا ہے۔ نہ وہ خدا جس کو عام لوگ جانتے ہیں۔ وہ ایسے آدمی کے مقابل پر جس کا ایمان کمزور ہے کمزور کی طرح ظاہر ہوتا ہے لیکن جو اس کی جناب میں ایک نہایت قوی ایمان کے ساتھ آتا ہے وہ اُس کو دکھلا دیتا ہے کہ تیری مدد کے لئے میں بھی قوی ہوں۔ اس طرح انسانی تبدیلیوں کے مقابل پر اس کی صفات میں بھی تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں جو شخص ایمانی حالت میں ایسا مفقود الطاقت ہے کہ گویا میّت ہے خدا بھی اس کی تائید اور نصرت سے دستکش ہو کر ایسا خاموش ہو جاتا ہے کہ گویا نعوذ باللہ وہ مر گیا ہے۔ مگر یہ تمام تبدیلیاں وہ اپنے قانون کے اندر اپنے تقدس کے موافق

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

ملفوظات جلد 4 طبع جدید

۱۴؍جون ۱۹۰۵ء

خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے

ایک شخص بیمار ملنے کے واسطے آیا۔ اس کے ساتھ کا ذکر تھا۔ فرمایا:

خدا تعالیٰ کے نزدیک کوئی بات انہونی نہیں ہے۔ میر صاحب کا لڑکا محمد اسحاق سخت بیمار ہوا۔ ڈاکٹر نے مایوسی ظاہر کی۔ ہم نے دُعا کی۔ الہام ہوا:

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ

یہ خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے دُور نہیں۔ یہ دُنیا سرائے فانی ہے اور معمولی موت فوت لگی ہوتی ہے۔ خدا اس کی پروا نہیں کرتا۔ لیکن جہاں کوئی دینی بات پڑ جاتا ہے اور دین پر اعتراض وارد ہوتا ہے۔ وہاں تو خدا تعالیٰ اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے اور معجزہ نمائی کرتا ہے۔ یوں تو مرنا کوئی حرج یا دُکھ کی بات نہیں جن کو ہم کہتے ہیں کہ مر گیا ہے وہ دُوسرے جہان میں چلا جاتا ہے۔ اور وہ جہان نیک آدمیوں کے لیے بہت عمدہ ہے مگر جہاں کوئی اعتراض دین کے لیے مزاحم ہوتا ہے وہاں خدا تعالیٰ عجائبات ظاہر کرتا ہے۔ دنیوی حکام بھی ایسا کرتے ہیں کہ کسی اہم ملکی ضرورت کے وقت قانون کی بھی پروا نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اس نے دو گھر بنائے ہیں۔ اِدھر سے اُٹھا کر اُدھر آباد کر دیتا ہے۔

ھُوَ الشَّافِی

طب اور معالجات کا تذکرہ تھا۔ فرمایا:

یہ سب ظنی باتیں ہیں۔ علاج وہی ہے جو خدا تعالیٰ اندر ہی اندر کر دیتا ہے جو ڈاکٹر کہتا ہے کہ یہ علاج یقینی ہے وُہ اپنے مرتبہ اور حیثیت سے آگے بڑھ کر قدم رکھتا ہے۔ بقراط نے لکھا ہے کہ میرے پاس ایک دفعہ ایک بیمار آیا۔ میں نے بعد دیکھنے حالات کے حکم لگایا کہ یہ ایک ہفتہ کے بعد مر جائے گا۔ تیس سال کے بعد میں نے اس کو زندہ پایا۔

بعض ادویہ کو بعض طبائع کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اسی بیماری میں ایک کے واسطے ایک دوا مفید پڑتی ہے اور دُوسرے کے واسطے مضر رساں ہوتی ہے۔ جب بڑے دن ہوں تو مرض سمجھ میں نہیں آتا۔ اور اگر مرض سمجھ میں آ جائے تو پھر علاج نہیں سوجھتا۔ اسی واسطے مسلمان جب ان علوم کے وارث ہوئے تو انہوں نے ہر امر میں ایک بات بڑھائی۔ نبض دیکھنے کے وقت سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا (البقرۃ: ۳۳) کہنا شروع

https://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v4.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-2.pdf

﴿۵۷﴾ اِسؔ جگہ اس بات کا جواب دینا بھی مناسب ہے کہ اگر سب امور قوانین ازلیہ وابدیہ میں داخل ہیں یعنے پہلے ہی سے بندھے ہوئے چلے آتے ہیں تو پھر معجزات کیا شے ہیں سو جاننا چاہئے کہ بے شک یہ تو سچ ہے کہ قوانین ازلیہ وابدیہ سے یا یوں کہو کہ خدائے تعالیٰ کے ازلی ارادہ اور اس کے قضا وقدر سے کوئی چیز باہر نہیں گو ہم اس پر اطلاع پاویں یا نہ پاویں۔ جفّ القلم بما ھو کائن مگر اسی عادت الٰہیہ نے جو دوسرے لفظوں میں قانون قدرت سے موسوم ہوسکتی ہے بعض چیزوں کے ظہور کو بعض کے ساتھ مشروط کر رکھا ہے پس جو امور ازلی ابدی ارادہ نے مقدسوں کی دعاؤں اور ان کی برکات انفاس اور ان کی توجہ اور ان کی عقد ہمت اور ان کے اقبال ایام سے وابستہ کر رکھے ہیں اور ان کے تضرعات اور ابتہالات پر مترتب کی جاتی ہیں وہ امور جب انہیں شرائط اور انہیں وسائل سے ظہور میں آتے ہیں تب ان امور کو اس خاص حالت میں معجزہ یا کرامت یا نشان یا خارق عادت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس جگہ خارق عادت کے لفظ سے اس شبہ میں نہیں پڑنا چاہئے کہ وہ کون سا امر ہے جو عادت الٰہیہ سے باہر ہے کیونکہ اس محل میں خارق عادت کے قول سے ایک مفہوم اضافی مراد ہے یعنے یوں تو عادات ازلیہ وابدیہ خدائے کریم جلّ شانہٗ سے کوئی چیز باہر نہیں مگر اس کی عادات جو بنی آدم سے تعلق رکھتی ہیں دو طور کی ہیں ایک عادات عامہ جو روپوش اسباب ہو کر سب پر موثر ہوتی ہیں دوسری عادات خاصہ جو بتوسط اسباب اور بلا توسّطِ اسباب خاص ان لوگوں سے تعلق رکھتی ہیں جو اس کی محبت اور رضا میں کھوئی جاتی ہیں یعنے جب انسان بکلّی خدائے تعالیٰ کی طرف انقطاع کر کے اپنی عادات بشریہ کو استرضاءِ حق کے لئے تبدیل کر دیتا ہے تو خدائے تعالیٰ اس کی اس حالت مبدلہ کے موافق اس کے ساتھ ایک خاص معاملہ کرتا ہے جو دوسروں سے نہیں کرتا یہ خاص معاملہ نسبتی طور پر گویا خارق عادت ہے جس کی حقیقت انہیں پر کھلتی ہے جو عنایت الٰہی سے اس طرف کھینچے جاتے ہیں۔ جب انسان اپنی بشری عادتوں کو جو اس میں اور اس کے ربّ میں حائل ہیں شوق توصّلِ الٰہی میں توڑتا ہے تو خدائے تعالیٰ بھی اپنی عام عادتوں کو اس کے لئے توڑ دیتا ہے یہ توڑنا بھی عاداتِ

﴿۵۸﴾ ازلیہ میں سے ہے کوئی مستحدث نہیں ہے جو مورد اعتراض ہو سکے گویا قدیم قانون حضرت احدیت جلّ شانہٗ اسی طور پر چلا آتا ہے کہ جیسے جیسے انسان کا بھروسا خدائے تعالیٰ پر بڑھتا ہے ایسا ہی اس طرف سے الوہیت کی قدرتوں کی چمکار اور اس کی کرنیں زیادہ سے زیادہ اس پر پڑتی ہیں اور جیسے جیسے اس طرف سے ایک پاک اور کامل تعلق ہوتا جاتا ہے ایسا ہی اس طرف سے بھی کامل اور طیب برکتیں ظاہر و باطن پر اترتی ہیں اور جیسی جیسی محبت الٰہی کی موجیں عاشق صادق کے دل سے اٹھتی ہیں ایسا ہی اس طرف سے بھی ایک نہایت صاف اور شفاف دریائے محبت کا زور شور سے چھوٹتا ہے اور دائرہ کی طرح اس کو اپنے اندر گھیر لیتا ہے اور اپنے الٰہی زور سے کھینچ کر کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے اور جیسا یہ امر صاف صاف ہے ویسا ہی ہمارے نیچر کے مطابق بھی ہے ہم تم بھی جیسے جیسے دوستی اور محبت اور اخلاص میں بڑھتے ہیں تو اس دوطرفہ صفائی محبت کی یہی نشانی ہوا کرتی ہے کہ دونوں طرف سے آثار خلوص واتحاد و یگانگت کے ظاہر ہوں نہ صرف ایک طرف سے ہو ہر یک دوست اپنے دوست کے ساتھ عوام الناس کی نسبت معاملہ خارق عادت رکھتا ہے جب انسان اپنی پہلی زندگی کی نسبت ایک ایسی نئی زندگی حاصل کرتا ہے جس کو نسبتی طور پر خارق عادت کہہ سکتے ہیں تو اسی دم سے وہی قدیم خدا اپنی تجلّیات نادرہ کے رو سے ایک نیا خدا اس کے لئے ہو جاتا ہے اور وہ عادتیں اس کے ساتھ ظہور میں لاتا ہے جو پہلی زندگی کی حالت میں کبھی خیال میں بھی نہیں آئی تھیں۔ خوارق کی کَل جس سے عجائبات قدرتیہ حرکت میں آتی ہیں انسان کی تبدیل یافتہ روح ہے اور وہ سچی تبدیلی یہاں تک آثار نمایاں دکھاتی ہے کہ بعض اوقات ایک ایسے طور سے شور محبت دل پر استیلا پکڑتا ہے اور عشق الٰہی کے پُرزور جذبات اور صدق اور یقین کی سخت کششیں ایسے مقام پر انسان کو پہنچا دیتی ہیں کہ اس عجیب حالت میں اگر وہ آگ میں ڈالا جائے تو آگ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتی اگر وہ شیروں اور بھیڑیوں اور ریچھوں کے آگے پھینک دیا جائے تو وہ اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اس وقت وہ صدق اور عشق کے کامل اور قوی تجلیات سے بشریت کے خواص کو پھاڑ کر کچھ اور ہو جاتا ہے اور جس طرح لوہے کے ظاہر و باطن پر آگ مستولی ہو کر

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-2.pdf

4۔ مسیح کی دعا رد/ قبول

قول:

۱۷۵ مجموعہ اشتہارات جلد اول

کی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر مہر لگا دی اور ثابت کر دکھایا کہ وہ آزمائش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہیں اور کیسے سچے وفادار اور عاشق صادق ہیں کہ ان پر آندھیاں چلیں اور سخت سخت تاریکیاں آئیں اور بڑے بڑے زلزلے ان پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کئے گئے اور جھوٹوں اور مکاروں اور بے عزتوں میں شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہاں تک کہ ربانی مددوں نے بھی جن کا ان کو بڑا بھروسہ تھا کچھ مدت تک منہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو

رب الافواج وہ جو تیرا انتظار کرتے ہیں میرے لئے شرمندہ نہ ہوں۔ وہ جو تجھ کو ڈھونڈتے ہیں وہ میرے لئے ندامت نہ اٹھائیں۔ وے پھاٹک پر بیٹھے ہوئے میری بابت بکتے ہیں اور نشے باز میرے حق میں گاتے ہیں۔ تو میری ملامت کشی اور میری رسوائی اور میری بے حرمتی سے آگاہ ہے۔ میں نے تاکا کہ کیا کوئی میرا ہمدرد ہے کوئی نہیں۔ (دیکھو زبور ۶۹) ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے ابتلاء کی رات میں جس قدر تضرعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہیں۔ تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسے کسی کی جان ٹوٹتی ہے غم و اندوہ سے ایسی حالت ان پر طاری تھی۔ وہ ساری رات رو رو کے دعا کرتے رہے کہ وہ بلا کا پیالہ کہ جو ان کے لئے مقدر تھا ٹل جائے۔ پر باوجود اس قدر گریہ و زاری کے پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ کیونکہ ابتلاء کے وقت کی دعا منظور نہیں ہوا کرتی۔ پھر دیکھنا چاہئے کہ سیدنا و مولانا حضرت فخر الرسل و خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابتلاء کی حالت میں کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں اور ایک دعا میں مناجات کی کہ اے میرے رب میں اپنی کمزوری کی تیری جناب میں شکایت کرتا ہوں اور اپنی بے چارگی کا تیرے آستانہ پر گلہ گذار ہوں۔ میری ذلت تیری نظر سے پوشیدہ نہیں۔ جس قدر چاہے سختی کر کہ میں راضی ہوں جب تک تو راضی ہو جائے مجھ میں بجز تیرے کچھ قوت نہیں۔ منہ۔

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v1.pdf

تضاد:

نے ان دونوں کو کافر قرار دیا اور ان دونوں کا نام ملحد اور دجال رکھا اور ان دونوں کی نسبت قتل کے ﴿۲۸﴾ فتوے لکھے گئے اور دونوں کو عدالتوں کی طرف کھینچا گیا جن میں سے ایک رومی عدالت تھی اور دوسری انگریزی۔ آخر دونوں بچائے گئے اور دونوں قسم کے مولوی یہودی اور مسلمان ناکام رہے۔ اور خدا نے ارادہ کیا کہ دونوں مسیحوں کو ایک بڑی جماعت بناوے اور دونوں قسم کے دشمنوں کو نامراد رکھے۔ غرض موسیٰ کی چودھویں صدی اور ہمارے سید و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چودھویں صدی اپنے اپنے مسیحوں کے لئے سخت بھی ہیں اور انجام کار مبارک بھی۔

اور منجملہ ان شہادتوں کے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے صلیب سے محفوظ رہنے کے بارے میں ہمیں انجیل سے ملتی ہیں وہ شہادت ہے جو انجیل متی باب ۲۶ میں یعنی آیت ۳۶ سے آیت ۴۶ تک مرقوم ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام گرفتار کئے جانے کا الہام پا کر تمام رات جناب الٰہی میں رو رو کر اور سجدے کرتے ہوئے دعا کرتے رہے۔ اور ضرور تھا کہ ایسی تضرع کی دعا جس کے لئے مسیح کو بہت لمبا وقت دیا گیا تھا قبول کی جاتی کیونکہ مقبول کا سوال جو بے قراری کے وقت کا سوال ہو ہرگز ردّ نہیں ہوتا۔ پھر کیوں مسیح کی ساری رات کی دعا اور دردمند دل کی دعا اور مظلومانہ حالت کی دعا ردّ ہوگئی۔ حالانکہ مسیح دعویٰ کرتا ہے کہ باپ جو آسمان پر ہے میری سنتا ہے۔ پس کیونکر باور کیا جائے کہ خدا اس کی سنتا تھا جبکہ ایسی بے قراری کی دعا سنی نہ گئی۔ اور انجیل سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دلی یقین تھا کہ اس کی وہ دعا ضرور قبول ہوگئی اور اس دعا پر اس کو بہت بھروسہ تھا۔ اسی وجہ سے جب وہ پکڑا گیا اور صلیب پر کھینچا گیا اور ظاہری علامات کو اس نے اپنی امید کے موافق نہ پایا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا کہ ''ایلی ایلی لما سبقتانی'' اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیوں مجھے چھوڑ دیا۔ یعنی مجھے یہ امید ہرگز نہیں تھی کہ میرا انجام یہ ہوگا اور میں صلیب پر مروں گا۔ اور میں یقین رکھتا تھا کہ تو میری دعا سنے گا۔ پس

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

65۔ مسیح کی چند روزہ بے کس زندگی/ عمر ایک سو پچیس برس/ شاہانہ زندگی

قول:

روحانی خزائن جلد ۳   ۳۰۰   ازالہ اوہام حصہ اول

سو خدائے تعالیٰ کو منظور تھا کہ یہ الزام مسیح کے سر پر سے اُٹھاوے۔ سو اوّل اس نے اس بنیاد کو
باطل ٹھہرایا جس بنیاد پر حضرت مسیح کا لعنتی ہونا نابکار یہودیوں اور عیسائیوں نے اپنے اپنے
دلوں میں سمجھ لیا تھا اور پھر بعد اس کے بتصریح یہ بھی ذکر کر دیا کہ مسیح نعوذ باللہ ملعون نہیں جو
رفع سے روکا گیا ہے بلکہ عزت کے ساتھ اس کا **رفع** ہوا ہے۔ چونکہ مسیح ایک بے کس کی طرح
دنیا میں چند روزہ زندگی بسر کر کے چلا گیا اور یہودیوں نے اس کی ذلّت کے لئے بہت
سا غلو کیا۔ اُس کی والدہ پر ناجائز تہمتیں لگائیں اور اس کو ملعون ٹھہرایا اور راستبازوں کی طرح
اُس کے رفع سے انکار کیا۔ اور نہ صرف یہودیوں نے بلکہ عیسائی بھی مؤخر الذکر خیال میں مبتلا ﴿۲۸۸﴾
ہوگئے اور کمینگی کی راہ سے اپنی نجات کا یہ حیلہ نکالا کہ ایک راستباز کو ملعون ٹھہراویں اور یہ خیال
نہ کیا کہ اگر مسیح کے ملعون ہونے پر ہی نجات موقوف ہے اور تبھی نجات ملتی ہے کہ مسیح جیسے ایک
راستباز پاک روش خدائے تعالیٰ کے پیارے کو لعنتی ٹھہرایا جاوے تو حَیف ہے ایسی نجات پر۔
اس سے تو ہزار درجہ دوزخ بہتر ہے۔ غرض جب مسیح کے لئے دونوں فریق یہود و نصاریٰ نے
ایسے دُور از ادب القاب روا رکھے تو خدائے تعالیٰ کی غیرت نے نہ چاہا کہ اس پاک روش
کی عزت کو بغیر شہادت کے چھوڑ دیوے۔ سو اس نے جیسا کہ انجیل میں پہلے سے وعدہ دیا
گیا تھا ہمارے سیّد و مولیٰ ختم المرسلین کو مبعوث فرما کر مسیح کی عزت اور رفع کی قرآن کریم
میں شہادت دی۔ **رفع** کا لفظ قرآن کریم میں کئی جگہ واقع ہے ایک جگہ بلعم کے قصہ میں بھی
ہے کہ ہم نے اس کا رفع چاہا مگر وہ زمین کی طرف جھک گیا۔ اور ایک نا کام نبی کی نسبت
اس نے فرمایا وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا [1] درحقیقت یہ بھی ایک ایسا نبی ہے جس کی
رفعت سے لوگوں نے انکار کیا تھا۔ اور چونکہ اس عاجز کی بھی مسیح کی طرح ذلّت کی گئی
ہے کوئی کافر کہتا ہے اور کوئی مُلحد اور کوئی بے ایمان نام رکھتا ہے اور فقیہ اور مولوی ﴿۲۸۹﴾
صلیب دینے کو بھی تیار ہیں جیسا کہ میاں عبد الحق اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ اس
شخص کے لئے مسلمانوں کو کچھ ہاتھ سے بھی کام لینا چاہیئے۔ لیکن پلاطوس سے زیادہ

[1] مریم: ۵۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

یہی چاہا کہ جیسا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو مصلوب کرنا ایک مشہور امر تھا اور امور بدیہیہ ﴿۵۳﴾ مشہودہ محسوسہ میں سے تھا اسی طرح تطہیر اور بریّت بھی امور مشہودہ محسوسہ میں سے ہونی چاہیئے۔ سو اب اسی کے موافق ظہور میں آیا یعنی تطہیر بھی صرف نظری نہیں بلکہ محسوس طور پر ہوگئی اور لاکھوں انسانوں نے اس جسم کی آنکھ سے دیکھ لیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔ اور جیسا کہ گلگتہ یعنی سری کے مکان پر حضرت مسیح کو صلیب پر کھینچا گیا تھا ایسا ہی سری کے مکان پر یعنی سرینگر میں ان کی قبر کا ہونا ثابت ہوا۔ یہ عجیب بات ہے کہ دونوں موقعوں میں سری کا لفظ موجود ہے۔ یعنی جہاں حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر کھینچے گئے اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے اور جہاں انیسویں صدی کے اخیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت ہوئی اس مقام کا نام بھی گلگت یعنی سری ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ گلگت کہ جو کشمیر کے علاقہ میں ہے یہ بھی سری کی طرف ایک اشارہ ہے۔ غالباً یہ شہر حضرت مسیح کے وقت میں بنایا گیا ہے اور واقعہ صلیب کی یادگار مقامی کے طور پر اس کا نام گلگت یعنی سری رکھا گیا۔ جیسا کہ لاسہ جس کے معنی ہیں معبود کا شہر۔ یہ عبرانی لفظ ہے اور یہ بھی حضرت مسیح کے وقت میں آباد ہوا ہے۔

اور احادیث میں معتبر روایتوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کی عمر ایک سو پچیس[۱۲۵] برس کی ہوئی ہے۔ اور اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں دو ایسی باتیں جمع ہوئی تھیں کہ کسی نبی میں وہ دونوں جمع نہیں ہوئیں۔ (۱) ایک یہ کہ انہوں نے کامل عمر پائی یعنی ایک سو پچیس[۱۲۵] برس زندہ رہے۔ (۲) دوم یہ کہ انہوں نے دنیا کے اکثر حصوں کی سیاحت کی۔ اس لئے نبی سیاح کہلائے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر وہ صرف تینتیس[۳۳] برس کی عمر میں آسمان کی طرف اٹھائے جاتے تو اس صورت میں ایک سو پچیس[۱۲۵] برس کی روایت صحیح نہیں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

﴿۵۲﴾ کہ مسیح کو خدا نے ایسی برکت دی ہے کہ جہاں جائے گا وہ مبارک ہوگا۔☆ سو ان سکوں سے ثابت ہے کہ اُس نے خدا سے بڑی برکت پائی اور وہ فوت نہ ہوا جب تک اس کو ایک شاہانہ عزت نہ دی گئی۔ اسی طرح قرآن شریف میں ایک یہ بھی آیت ہے وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا[1] یعنی اے عیسیٰ میں ان الزاموں سے تجھے بَری کروں گا اور تیرا پاکدامن ہونا ثابت کردوں گا اور ان تہمتوں کو دور کردوں گا جو تیرے پر یہود اور نصاریٰ نے لگائیں۔ یہ ایک بڑی پیشگوئی تھی اور اس کا ماحصل یہی ہے کہ یہود نے یہ تہمت لگائی تھی کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح مصلوب ہوکر ملعون ہوکر خدا کی محبت ان کے دل میں سے جاتی رہی اور جیسا کہ لعنت کے مفہوم کے لئے شرط ہے ان کا دل خدا سے برگشتہ اور خدا سے بیزار ہوگیا اور تاریکی کے بے انتہا طوفان میں پڑ گیا اور بدیوں سے محبت کرنے لگا اور کل نیکیوں کا مخالف ہوگیا اور خدا سے تعلق توڑ کر شیطان کی بادشاہت کے ماتحت ہوگیا اور اس میں اور خدا میں حقیقی دشمنی پیدا ہوگئی۔ اور یہی تہمت ملعون ہونے کی نصاریٰ نے بھی لگائی تھی مگر نصاریٰ نے اپنی نادانی سے دو ضدوں کو ایک ہی جگہ جمع کردیا ہے۔ انہوں نے ایک طرف تو حضرت مسیح کو خدا کا فرزند قرار دیا اور دوسری طرف ملعون بھی قرار دیا ہے اور خود مانتے ہیں کہ ملعون تاریکی اور شیطان کا فرزند ہوتا ہے یا خود شیطان ہوتا ہے سو حضرت مسیح پر یہ سخت ناپاک تہمتیں لگائی گئی تھیں۔ اور ’’مُطَهِّرُكَ‘‘ کی پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے کہ ایک زمانہ وہ آتا ہے کہ خدائے تعالیٰ ان الزاموں سے حضرت مسیح کو پاک کرے گا۔ اور یہی وہ زمانہ ہے۔

اگرچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی سے بھی عقلمندوں کی نظروں میں بخوبی ہوگئی کیونکہ آنجناب نے اور قرآن شریف نے گواہی دی کہ وہ الزام سب جھوٹے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگائے گئے تھے۔ لیکن یہ گواہی عوام کی نظر میں نظری اور باریک تھی اس لئے اللہ تعالیٰ کے انصاف نے

☆ وَجَعَلَنِيْ مُبَارَكًا اَيْنَمَا كُنْتُ [1] آل عمران:۵۶

66۔ نبی کی تحقیر کفر/انبیاء کی تحقیر

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۳ — ۳۹۰ — چشمہ معرفت

کچھ نہ کچھ صحت نیت دل میں رکھ لیتا ہے کیونکہ اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔ پس مسلمانوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں کہ دونوں طرف اُن کے پیارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جاہلوں کے مقابل پر صبر کرنا بہتر ہے کیونکہ کسی نبی کی اشارہ سے بھی تحقیر کرنا سخت معصیت ہے اور موجب نزول غضب الٰہی۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اسلام میں کافروں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم ہے تو پھر کیونکر اسلام صلحکاری کا مذہب ٹھہر سکتا ہے پس واضح ہو کہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ تہمت ہے اور یہ بات سراسر جھوٹ ہے کہ ﴿۱۹﴾
دین اسلام میں جبراً دین پھیلانے کے لئے حکم دیا گیا تھا کسی پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں تیرہ ۱۳ برس تک سخت دل کافروں کے ہاتھ سے وہ مصیبتیں اٹھائیں اور وہ دُکھ دیکھے کہ بجز اُن برگزیدہ لوگوں کے جن کا خدا پر نہایت درجہ بھروسہ ہوتا ہے کوئی شخص اُن دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا اور اس مدت میں کئی عزیز صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت بے رحمی سے قتل کئے گئے اور بعض کو بار بار زدوکوب کر کے موت کے قریب کر دیا اور بعض دفعہ ظالموں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر چلائے کہ آپ سر سے پیر تک خون آلودہ ہو گئے اور آخر کار کافروں نے یہ منصوبہ سوچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر کے اس مذہب کا فیصلہ ہی کر دیں۔ تب اس نیت سے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور خدا نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تم اس شہر سے نکل جاؤ۔ تب آپ اپنے ایک رفیق کے ساتھ جس کا نام ابوبکرؓ تھا نکل آئے اور خدا کا یہ معجزہ تھا کہ باوجودیکہ صدہا لوگوں نے محاصرہ کیا تھا مگر ایک شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا اور آپ شہر سے باہر آ گئے اور ایک پتھر پر

کھڑے ہو کر مکہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ''اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۴۱۳ — نزول المسیح

تو اس بات کا قائل ہے کہ عیسیٰ ابن مریم **دوبارہ آسمان سے واپس آئے گا** مگر اس کے مقابل پر معتزلہ اور بعض صوفیہ کا یہ فرقہ ہے کہ دوبارہ آنا **غلط** ہے **بلکہ مسیح ابن مریم فوت** ہو چکا ہے اور **آنے والا اِسی اُمت** میں سے ہوگا۔ اب بتلاؤ کہ میں نے کونسی زیادتی اور مخالفتِ اسلام کی۔ صرف یہ کیا کہ خدا سے **وحی پاکر** مُسلمانوں کے دو عقیدوں میں سے ایک عقیدے کو رد کر دیا اور اس کو مخالف **قرآن** اور مخالف **اجماع صحابہ** بتلایا اور دُوسرے عقیدہ کی **تصدیق** کی اور اس کے موافق اپنے تئیں ظاہر کیا۔ کیا حکم کے لئے ضروری تھا کہ تمہارے کئی فرقوں میں سے صرف **اہلحدیث** کی بات مانتا یا صرف **حنفیوں** کی بات قبول کرتا اور باقی تمام فرقوں کے تمام اجتہادی عقائد کو رد کر دیتا تو اِس صورت میں تو تُم ہی حَکم ٹھہرے نہ وہ۔ ہاں سچ ہے کہ ہر ایک عقیدہ جب عادت میں داخل ہو جاتا ہے تو اس کا چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح جو مُدّت سے **فوت** ہو چکے آپ لوگوں کے خیال میں وہ اب تک بجسم عنصری آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ **آسمان** پر نہیں بلکہ آپ لوگوں کے **دل** پر بیٹھے ہیں اور پُرانے عقیدوں کی وجہ سے ہر دم زبان پر نزول کر رہے ہیں۔ تم سے پہلے یہودیوں کو بھی یہی بلا پیش آئی تھی کہ اُن کے نزدیک صحیح عقیدہ یہی تھا کہ الیاس آسمان سے نازل ہوگا تب مسیح آئے گا لیکن جب حضرت مسیح آئے اور الیاس آسمان سے نازل نہ ہوا تو یہودیوں نے تکذیب کا وہ شور مچایا کہ آپ لوگوں کے شور اور اُن کے شور
«۳۶» میں فرق کرنا مشکل☆ ہے اور بڑے جوش سے حضرت عیسیٰ سے یہودیوں نے سوال کیا کہ ابھی الیاس تو دوبارہ دنیا میں آیا نہیں تو تم کیونکر سچا مسیح ٹھہر سکتے ہو۔ تب انہوں نے جواب دیا کہ الیاس تم میں موجود ہے جو یوحنا نبی ہے یعنی یحییٰ مگر کسی نے یہ جواب پسند نہ کیا اور آج تک حضرت عیسیٰ کو

☆ **حاشیہ**۔ یہودیوں اور عیسائیوں اور مسلمانوں پر بباعث اُن کے کسی پوشیدہ گناہ کے یہ ابتلا آیا کہ جن راہوں سے وہ اپنے موعود نبیوں کا انتظار کرتے رہے اُن راہوں سے وہ نبی نہیں آئے بلکہ چور کی طرح کسی اور راہ سے آگئے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

کہ یہ شخص ایسا مُلحد اور کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جس کا فر کا مآل کار کفر ہی ہو وہ بھی جہنمی ہی ہوتا ہے۔ غرض ان دونوں صاحبوں نے کہ خدا انہیں بہشت نصیب کرے اس عاجز کی نسبت جہنم اور کفر کا فتویٰ دے دیا اور بڑے زور سے اپنے الہامات کو شائع کر دیا۔ ہم اس جگہ ان صاحبوں کے الہامات کی نسبت کچھ زیادہ لکھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ صرف اس قدر تحریر کرنا کافی ہے کہ الہام رحمانی بھی ہوتا ہے اور شیطانی بھی۔ اور جب انسان اپنے نفس اور خیال کو دخل دے کر کسی بات کے انکشاف کے لئے بطور استخارہ و استخبارہ وغیرہ کے توجہ کرتا ہے خاص کر اس حالت میں کہ جب اس کے دل میں یہ تمنا مخفی ہوتی ہے کہ میری مرضی کے موافق کسی کی نسبت کوئی بُرا یا بھلا کلمہ بطور الہام مجھے معلوم ہو جائے تو شیطان اُس وقت اُس کی آرزو میں دخل دیتا ہے اور کوئی کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے اور دراصل وہ شیطانی کلمہ ہوتا ہے۔ یہ دخل کبھی انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی ہو جاتا ہے مگر وہ
﴿۱۲۹﴾ بلاتوقف نکالا جاتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں اشارہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ الخ [1] ایسا ہی انجیل میں بھی لکھا ہے کہ شیطان اپنی شکل نوری فرشتوں کے ساتھ بدل کر بعض لوگوں کے پاس آ جاتا ہے۔ دیکھو خط دوم قرنتھیاں باب ۱۱ آیت ۱۴۔ اور مجموعہ توریت میں سے سلاطین اول باب بائیس آیت انیس میں لکھا ہے کہ ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اُسی میدان میں مر گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ دراصل وہ الہام ایک ناپاک روح کی طرف سے تھا نوری فرشتہ کی طرف سے نہیں تھا اور ان نبیوں نے دھوکا کھا کر ربانی سمجھ لیا تھا۔ اب خیال کرنا چاہئے کہ جس حالت میں قرآن کریم کی رُو سے الہام اور وحی میں دخل شیطان ممکن ہے اور پہلی کتابیں توریت اور انجیل اس دخل کی مصدّق ہیں اور اسی بناء پر

[1] الحج: ۵۳

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

فضل و کرم سے اب تک زندہ ہیں۔ پس خدا کے علم میں مرنے والے کی طرف وہ پیشگوئی منسوب نہیں ہوسکتی اور خدا کے نزدیک وہ کالعدم ہے اور خدا کی پیشگوئی ایک جینے والے لڑکے کے متعلق تھی۔ خدا کا ایسا کوئی الہام نہیں کہ وہ عمر پانے والا لڑکا پہلے حمل سے ہی پیدا ہوگا اور اگر کوئی ﴿۱۳۵﴾ اجتہادی خیال ہو تو اس پر اعتراض کرنا اُن لوگوں کا کام ہے جو نبی کے اپنے اجتہاد کو واجب الوقوع سمجھتے ہیں تعجب کہ یہ لوگ کیسے اپنے افترا سے ایک اعتراض بنا لیتے ہیں۔ سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔ ناظرین یاد رکھیں کہ میری طرف سے کبھی کوئی ایسی پیشگوئی شائع نہیں ہوئی جس کے الہامی الفاظ میں یہ تصریح کی گئی ہو کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ رہا اجتہاد تو میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی۔ جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔ چنانچہ حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی تھی۔ یمامہ کو ہجرت گاہ قرار دینا اجتہادی غلطی تھی تو پھر دوسروں پر کیا اعتراض۔ ایک نبی اپنے اجتہاد میں غلطی کر سکتا ہے مگر خدا کی وحی میں غلطی نہیں ہوتی۔ ہاں اس کے سمجھنے میں اگر احکام شریعت کے متعلق نہ ہو کسی نبی سے غلطی ہوسکتی ہے جیسا کہ ملاکی نبی اس راز کو سمجھ نہ سکا کہ الیاس نبی کا دوبارہ آسمان سے نازل ہونا حقیقت پر محمول نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں ہے اور اسرائیلی کوئی نبی توریت کی پیشگوئی سے یہ نہ سمجھ سکا کہ آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے۔ ایسا ہی حضرت عیسیٰ نے بھی اجتہادی غلطی سے اپنے تئیں بادشاہ بننا یقین کر لیا اور کپڑے بیچ کر ہتھیار بھی خریدے گئے۔ یہودا اسکریوطی کو بہشت کا ایک تخت بھی دیا گیا۔ پھر اسی زمانہ میں آسمان سے واپس آنے کا بھی پختہ وعدہ دیا آخر وہ سب پیشگوئیاں غلط نکلیں۔ پس جس امر میں تمام انبیاء شریک ہیں اور ایک بھی اُن میں سے باہر نہیں اس کو اعتراض کی صورت میں پیش کرنا کسی متقی کا کام نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ نے یہ اجتہادی غلطی انبیاء کے لئے اس واسطے مقرر کر رکھی ہے تا وہ معبود نہ ٹھہرائے جائیں مگر اس سے ان کی اتمام حجت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ کیونکہ معجزات کثیرہ سے ان کی حقیقت ثابت ہو جاتی

اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اُس کی طرف سے ﴿۳۱۷﴾
ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو اُن کی بھی اُن سے نبوت ثابت ہو سکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریّت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور محض افترا کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کر دیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہو جائے مگر خدا چاہتا ہے کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے جب تک کہ وہ کمال تک پہنچ جاوے۔

میں ابھی لکھ چکا ہوں اور پھر لکھتا ہوں کہ خدا نے میری تائید اور تصدیق کے لئے ہر ایک قسم کے نشان ظاہر کئے ہیں۔ بعض اُن میں سے تو پیشگوئیاں ہیں یعنی غیب کی خبریں جن پر انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ تمام دنیا اتفاق کر کے اس کی نظیر پیش کرنا چاہے اور بعض ایسی دعائیں ہیں کہ وہ بدرجہ قبول پہنچ کر بذریعہ خدا کی وحی کے میں اُن کی قبولیت سے مطلع کیا گیا۔

اور وہ دعائیں جن کا اُوپر ذکر ہوا معمولی امور کے متعلق نہیں ہیں بلکہ ایک حصہ ان میں سے ان بیماروں کی شفا کے بارے میں ہے جن کی بیماری درحقیقت شدّتِ عوارض کی وجہ سے موت کے مشابہ تھی مگر خدا نے میری دُعا سے اُن کو اچھا کیا اور بعض دعائیں اُن لوگوں کے متعلق ہیں جو اولاد ہونے سے نومید ہو گئے تھے مگر خدا نے میری دُعا سے اُن کو اولاد دی۔ اور بعض دُعائیں اُن مصیبت زدوں کے متعلق تھیں جو بعض مقدمات میں مبتلا ہو کر جان کے خطرہ میں پڑ گئے تھے یا اُن کی عزت معرضِ خطر میں تھی یا مال کی تباہی اُن کو برباد کرنے والی تھی ایسا ہی اور انواع و اقسام کی دعائیں قبول ہوئیں۔

اور خدا نے میرے لئے یہ نشان بھی دکھلائے کہ اس نے ہر ایک مباہلہ میں میرے ﴿۳۱۸﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-23.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

روحانی خزائن جلد ۱۶ ۳۱۲ خطبہ الہامیہ

قد وعد الله أنه يُمسِك النفسَ التى قضى عليها الموت، والله لا يخلف وعده ولكنكم قوم تجهلون. أتزعمون أنه يُرسِل عيسى إلى الدنيا، ويوحى إليه إلى أربعين سنة، ويجعله خاتم الأنبياء وينسى قوله" وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" ١ سبحانه وتعالى عمّا تصِفون! إنْ تتّبعون إلا ألفاظا لا تعلمون حقيقتها، ولو رددتموها إلى حَكَمٍ من الله الذى أُرسلَ إليكم لكان خيرا لكم إن كنتم تعلمون. يا حسرة عليكم! إنكم جعلتم عِلم الدين سَمَرًا، وتجادلون عليه بُخْلًا وحَسَدًا، وطبع الله على قلوبكم فلا تبصرون. ألا ترون إلى السلسلتين المتقابلتين، أو غلبتْكم شِقوتكم فلا تتوانسون؟ وتقولون ليس ذكر المسيح الموعود في القرآن، وقد مُلِئَ القرآن من ذكره ولكن لا يراه العمون. ألا إن لعنة الله على الكاذبين الذين يكذّبون كتاب الله ويحرّفونه ولا يخافون. وإذا قيل لهم تعالوا نبيّن لكم حُجج الله قالوا إنّا نحن المهتدون. وما فى أيديهم إلا قصص باطلة ولا يتّقون. ويسخرون من الذين آمنوا وهم يعلمون. وما كان مجيئى فى آخر السلسلة المحمدية إلّا لإكمال المماثلة ولتوفية وزن المقابلة، وليرُدَّ الكَرّة لآدم بعد الكَرّة الشيطانية ☆، فما لهم لا يتفكّرون! أكان عسيرا على الله أن يخلق كعيسى ابن مريم عيسٰى آخرَ، سبحانه، إذا قضى أمرًا فإنما يقول له كن فيكون. هو الله الذى بعث مثيلَ موسٰى فى أوّل السلسلة المحمّدية، فظهر منه أنه كان يريد أن يخلق مثلَ عيسٰى فى آخرها ليتشابه السلسلتان بالمشابهة التامة، فما لكم لا تؤمنون؟ أيها الناس! آمِنوا أو لا تؤمنوا إن الله لن يترك هذه السلسلة حتى يُتمّها ولن يترك حيّةَ آدم حتى يقتلها، فرُدُّوا ما أراد الله إن كنتم تقدرون. أتركُون

☆ الحاشية: ان الله خلق ادم وجعله سيدا وحاكما واميرا على كل ذى روح من الانس والجان. كما يفهم من اية اسجدوا لآدم ثم ازلّه الشيطان واخرجه من الجنان. ورد الحكومة الى هذا الثعبان. ومس ادم ذلة وخزى فى هذه الحرب والهوان. وان الحرب سجال. والاتقياء مال عند الرحمٰن. فخلق الله المسيح الموعود ليجعل الهزيمة على الشيطان فى اخر الزمان. وكان وعدا مكتوبا فى القرآن. منه

١ الاحزاب: ۴۱

ہوسکتی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

بقیہ حاشیہ تھے اور ان کی صحبت سے دوسرے لوگ بھی تباہ ہو گئے تھے۔ حقیقی ضرورت اس کا نام ہے۔ یاد رہے جو
انجیل کے لئے پیش کی جاتی ہے مسیح کی جان گئی اور عیسائی پہلے سے بھی بدتر ہو گئے۔ اگر شاکر اس صاحب چاہیں
تو ہم وہ سرٹیفکیٹ ایسے شرح پیش کرسکتے ہیں جن میں مخالفین نے اپنی جرائم و بدی کا اقرار کیا ہے۔ اب بھی
بعض بعض جرائم میں عیسائی سب سے اول نمبر پر ہیں۔ اس ام الخبائث شراب کی نسبت ہی دیکھئے کہ صرف
ایک شہر لنڈن میں شراب کی اس قدر دکانیں ہیں کہ حساب کیا گیا کہ اگر ان کو ایک لائن میں لگائیں تو وہ ۷۰ میل
میں آئیں۔ زانیہ عورتوں کی انگلستان میں اس قدر کثرت ہے کہ خاص لنڈن میں ایک لاکھ سے کچھ زیادہ
ہوں گی۔ اور جو خفیہ طور پر پاکدامن لیڈیوں کی بہادری ہے ولد الحرام پیدا ہوتے ہیں بعض نے حساب کیا
ہے کہ وہ فیصدی ۵۰ ہیں۔ قماربازی کا وہ زور شور ہے کہ خدا کی پناہ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم
کے دلوں سے عظمت الٰہی بالکل اٹھ گئی ہے۔ انسان کو خدا بنا چھوڑا ہے۔ بدیوں کو نیکی سمجھ لیا ہے
سچ تو یہ ہے کہ مسیح کی خودکشی کے خیال نے ان کو ہلاک کر دیا اور جس قدر توریت کے احکام بدکاریوں
سے بچنے کے متعلق اور نیک راہوں پر چلنے کے تھے کفارہ نے سب سے فراغت کر دی۔ اسلام سے
اس قدر دشمنی ان لوگوں کو ہے جس قدر شیطان کو دشمنی سچائی سے ہے کوئی ان میں سے غور نہیں کرتا کہ
اسلام نے کون سی نئی بات پیش کی جو قابل اعتراض ہے۔ موسیٰؑ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے
کوئی عیسائی نہیں کہتا کہ برا کام کیا۔ لیکن ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلعم نے ان پر تلوار اٹھائی جنہوں
نے پہلے تلوار اٹھائی اور ان کو مارا جو پہلے بہت سے مسلمانوں کو مار چکے تھے مگر پھر بھی آپ نہیں بلکہ اس وقت
جبکہ انہوں نے خود تعاقب کیا اور خود چڑھائی کی نہ بچوں کو مارا نہ بوڑھوں کو۔ بلکہ جو مجرم ہو چکے تھے انہیں
کو سزا دی گئی یہ سزا عیسائیوں کو بہت بری معلوم ہوتی ہے۔ جا بجا یہی سیاپا کرتے ہیں کیا اس سے
ثابت نہیں ہوتا کہ مارے تعصب کے ان کے دل سیاہ ہو گئے۔ غضب کی بات ہے کہ عاجز انسان کو
خدا کہہ کر ان کا بدن نہیں کانپتا کچھ بھی یاد پرس کے دن کا ان کو خوف نہیں آتا۔ اگر حضرت مسیح ایک دن

ہونے کی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دی جاتی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

بقیہ حاشیہ: تھے اور ان کی محبت سے دوسرے لوگ بھی تباہ ہو گئے تھے۔ حقیقی ضرورت اس کا نام ہے۔ یا وہ جو انجیل کے لئے پیش کی جاتی ہے مسیح کی جان گئی اور عیسائی پہلے سے بھی بدتر ہو گئے اگر ٹھاکر داس صاحب چاہیں تو ہم دس ہزار تک ایسے شعر پیش کر سکتے ہیں جن میں مخالفین نے اپنے جرائم ورزی کا اقرار کیا ہے۔ اب بھی بعض بعض جرائم میں عیسائی سب سے اول نمبر پر ہیں۔ اس اُمّ الخبائث شراب کی نسبت ہی دیکھئے کہ صرف ایک شہر لنڈن میں شراب کی اس قدر دکانیں ہیں کہ حساب کیا گیا کہ اگر ان کو ایک لائن میں لگائیں تو ۷۵ میل میں آئیں۔ زانیہ عورتوں کی انگلستان میں اس قدر کثرت ہے کہ خاص لنڈن میں ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوں گی اور جو خفیہ طور پر پاک دامن لیڈیوں کی بہادری سے ولد الحرام پیدا ہوتے ہیں بعض نے حساب کیا ہے کہ وہ فیصدی ۷۵ ہیں۔ قمار بازی کا وہ زور شور ہے کہ خدا کی پناہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے دلوں سے عظمت الٰہی بالکل اٹھ گئی ہے۔ انسان کو خدا بنا چھوڑا ہے۔ بدیوں کو نیکی سمجھ لیا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ مسیح کی خودکشی کے خیال نے ان کو ہلاک کر دیا اور جس قدر توریت کے احکام بدکاریوں سے بچنے کے متعلق اور نیک راہوں پر چلنے کے تھے کفارہ نے سب سے فراغت کر دی۔ اسلام سے اس قدر دشمنی ان لوگوں کو ہے جس قدر شیطان کو دشمنی سچائی سے ہے کوئی ان میں سے غور نہیں کرتا کہ اسلام نے کون سی نئی بات پیش کی جو قابل اعتراض ہے۔ موسیٰ نے کئی لاکھ بے گناہ بچے مار ڈالے کوئی عیسائی نہیں کہتا کہ برا کام کیا۔ لیکن ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر تلوار اٹھائی جنہوں نے پہلے تلوار اٹھائی۔ اور ان کو مارا جو پہلے بہت سے مسلمانوں کو مار چکے تھے مگر پھر بھی آپ نہیں بلکہ اس وقت جب کہ انہوں نے خود تعاقب کیا اور خود چڑھائی کی نہ بچوں کو مارا نہ بوڑھوں کو بلکہ جو مجرم ہو چکے تھے انہیں کو سزا دی گئی۔ یہ سزا عیسائیوں کو بہت بری معلوم ہوتی ہے۔ جا بجا یہی سیاپا کرتے ہیں کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ مارے بغض کے ان کے دل سیاہ ہو گئے۔ غضب کی بات ہے کہ عاجز انسان کو خدا کہہ کر ان کا بدن نہیں کانپتا کچھ بھی باز پُرس کے دن کا ان کو خوف نہیں آتا۔ اگر حضرت مسیح ایک دن

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

دیکھا گیا ہے۔ پس یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ تنبیہ کے طور پر ان ممالک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے آگ برسی ہے جیسا کہ میں نے شائع کیا تھا کہ **آسمان اے غافلواب آگ برسانے کو ہے** سو خدا نے یہ پیشگوئی پوری کی۔ اگرچہ اس سے کوئی نقصان نہیں ہوا صرف بعض آدمی بے ہوش ہو گئے مگر یہ آگ کی بارش آئندہ کسی بڑے عذاب کی خبر دے رہی ہے۔ اے سننے والو! ہوشیار ہو جاؤ بعد میں پچھتاؤ گے یہ **ایک نشان** ان نشانوں میں سے ہے جن کی خدا نے مجھے خبر دی اور فرمایا تھا کہ میں **ساٹھ یا ستر** اور نشان دکھلاؤں گا اور آخری نشان یہ ہوگا کہ زمین کو تہ و بالا کر دیا جائے گا اور ایک ہی دم میں لاکھوں انسان مر جائیں گے۔ کیونکہ لوگوں نے اس کے فرستادہ کو قبول نہ کیا۔ ہولناک زلزلے آئیں گے اور ہولناک طور پر موتیں وقوع میں آئیں گی۔ اور نئے نئے طور پر عذاب نازل ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان کہے گا کہ یہ کیا ہونے والا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ہوگا کہ زمین مرگئی اور انسانوں نے خدا کے نشان دیکھے اور پھر ان کو قبول نہ کیا۔ وہ اُن کیڑوں سے بدتر ہو گئے جو نجاست میں ہوتے ہیں اور خدا کے وجود پر ان کا ایمان نہ رہا اس لئے خدا فرماتا ہے کہ میں ایک ہولناک تجلّی کروں گا اور خوفناک نشان دکھاؤں گا اور لاکھوں کو زمین پر سے مٹادوں گا مگر کون ہے جو ہم پر ایمان لایا اور کس نے ہماری یہ باتیں قبول کیں۔

«۸۲»

آج سے چھبیس[26] برس پہلے خدائے عزّ وجلّ براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے۔ **میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اور اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔** سو اُن حملوں میں سے یہ آتش انگار بھی ہیں جن کی اس ملک میں بارش ہوئی یہ اسی قسم کے نشان ہیں جیسا کہ موسیٰ نبی نے فرعون کے سامنے دکھائے تھے بلکہ وہ نشان جو ظاہر ہونے والے ہیں وہ موسیٰ نبی کے نشانوں سے بڑھ کر ہوں گے۔ اس لئے خدا میرا نام موسیٰ رکھ کر فرماتا ہے۔ **ایک موسیٰ ہے کہ مَیں اُس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دوں گا پر جس نے**

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

بجز اس کے کیا کہیں کہ لعنة الله على الكاذبين.

﴿۱۳۷﴾ **(۲) دوسرے** یہ کہ کسی شخص کی نسبت واقعی طور پر ایک پیشگوئی تو ہے مگر وہ پیشگوئی وعید اور عذاب کے رنگ میں تھی اور اپنی شرط کے موافق پوری ہوگئی یا کسی وقت اُس کا ظہور ہو جائے گا۔

(۳) تیسرے یہ کہ محض ایک اجتہادی امر ہے اور اُس کو خدا کا کلام قرار دے کر پھر اعتراض کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی تھی جو پوری نہیں ہوئی جبکہ یہ حال ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی نبی ان کی زبان سے بچ نہیں سکتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مخالف مشرق اور مغرب کے جمع ہو جاویں تو میرے پر کوئی ایسا اعتراض نہیں کر سکتے کہ جس اعتراض میں گذشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی شریک نہ ہو اپنی چالاکیوں کی وجہ سے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں اور پھر باز نہیں آتے۔ اور خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔ مگر میں ان لوگوں کو کس سے مثال دوں وہ اُس خیرہ طبع انسان کی طرح ہیں جو روز روشن کو دیکھ کر پھر بھی اس بات پر ضد کرتا ہے کہ رات ہے دن نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو پیش از وقت طاعون کی خبر دی اور فرمایا الامراض تشاع والنفوس تضاع مگر انہوں نے اس نشان کی کچھ بھی پروا نہ کی۔ پھر خدا نے غیر معمولی زلزلہ کی خبر دی جو اس مُلک میں ۴؍اپریل ۱۹۰۵ء کو آنے والا تھا اور وہ آیا اور صدہا آدمیوں کو ہلاک کر گیا۔ مگر ان لوگوں نے اُس کی بھی کچھ پروا نہ کی۔ پھر خدا نے فرمایا کہ بہار میں ایک اور زلزلہ آئے گا۔ سو وہ بھی آیا مگر ان لوگوں نے اُس کو بھی نظر انداز کیا۔ پھر خدا نے ایک آتشی شعلہ کی خبر دی تھی جو ۳۱؍مارچ ۱۹۰۷ء کو ظاہر ہوا اور قریباً ہزار میل تک عجیب شکل میں مشاہدہ کیا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے اس سے بھی کچھ سبق حاصل نہ کیا۔ پھر خدا نے یہ پیشگوئی کی کہ بہار کے موسم میں سخت بارشیں ہوں گی سخت برف اور اولے پڑیں گے اور سخت درجہ کی سردی ہوگی مگر ان لوگوں نے اس عظیم الشان نشان کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ پھر خدا نے اسی مارچ ۱۹۰۷ء میں ایک اور زلزلہ کی خبر دی جو پشاور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

کرتی ہیں۔ خلاصہ مطلب یہ کہ اگر کوئی عورت ایسی خواہش کرے تو میں اپنے نفس کے لئے اُس امر سے قید ہونا زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ یوسف بن یعقوب علیہما السلام کی دُعا تھی جس دُعا کی وجہ سے وہ قید ہو گئے اور میرا بھی یہی کلمہ ہے جس کو خدا تعالیٰ نے آج سے پچیس۲۵ برس پہلے براہین احمدیہ میں لکھ دیا۔ صرف یہ فرق ہے کہ یوسف بن یعقوب اپنی اس دُعا کی وجہ سے قید ہو گیا مگر خدا نے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۰ میں میری نسبت یہ فرمایا۔ **یعصمک اللّٰہ من عندہ و ان لم یعصمک النّاس**۔ یعنی خدا تعالیٰ تجھے خود بچالے گا اگرچہ لوگ تیرے پھنسانے پر آمادہ ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ مسمّی کرم دین کے فوجداری مقدمہ میں ایک ہندو مجسٹریٹ کا ارادہ تھا کہ مجھے قید کی سزا دے مگر خدا تعالیٰ نے کسی غیبی سامان سے اُس کے دل کو اس ارادہ سے روک دیا۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ آخر کار سزا دینے کے ارادہ سے قطعاً ناکام رہے گا۔ پس اس اُمت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دُعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ اور اس اُمت کے یوسف کی بریّت کے لئے پچیس۲۵ برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی اور اور بھی نشان دکھلائے مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریّت کے لئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔ اور ان پیشگوئیوں کی گواہی کے بعد زلزلہ شدیدہ نے بھی گواہی دی جس کی گیارہ مہینہ پہلے میں نے خبر دی تھی کیونکہ زلزلہ کی پیشگوئی کے ساتھ یہ وحی الٰہی بھی ہوئی تھی۔ **قل عندی شہادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون**☆۔ پس یہ دو گواہ ہو گئے اور نہ معلوم کہ بعد ان کے کتنے گواہ ہیں۔

☆ اس جگہ پر خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ **قل عندی شہادۃ من اللّٰہ فھل انتم مؤمنون**۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے جو انسانوں کی گواہی پر مقدّم ہے۔ وہ یہی گواہی ہے کہ خدا نے ایک مدت دراز پہلے ان بیجا بہتانوں کی خبر دی۔ منہ

روحانی خزائن جلد ۱۸ ۔۔۔ ۴۷۷ ۔۔۔ نزول المسیح

آنچنان عشق تیز مرکب راند	کز ازان مشت خاک ہیچ نماند	کشتۂ دلبر و دلآرامے	رستہ یکسر ز ننگ و از نامے
پُر ز عشق و تہی ز ہر آزے	قصہ کوتاہ کرد آوازے	آن عمائے یقین کز گوش شنید	کرد کار و ز غیر حق ببرید
رفتہ بیرون ز حلقۂ اغیار	دل بریدہ ز غیر آن دلدار	پاک گشتہ ز لوث ہستی خویش	رستہ از بند خود پرستی خویش
آنچنان یار ور کمند انداخت	کز عنائد بدیگرے پرداخت	قدم خود زدہ براہ عدم	گم بپایش ز فرق تا بقدم
ذکر دلبر غذائے او گشتہ	ہمہ دلبر برائے او گشتہ	سوختہ ہر غرض بجز دلدار	دوختہ چشم دل ز غیر نگار
دل و جان بر رُخے فدا کردہ	وصل او اصل مدعا کردہ	مردہ و خویشتن فنا کردہ	عشق جوشید و کارہا کردہ
از خودی ہائے خود فتاد جدا	سیل پُر زور بود بُرد از جا	تن چو فرسود دلستان آمد	دل چو از دست رفت جان آمد
عشق دلبر بروئے او بارید	ابر رحمت بکوئے او بارید	از بقیعے کہ شد ز گفتارے	در دل او برست گلزارے
ہر ظہورے یکے سبب دارد	داند آن کو بدل طلب دارد	پس چنین شورش محبت یار	کہ بجوشد ہم از خودی آثار
این میسر نمے شود ز نہار	جز سخن ہائے دلبر و دلدار	عشق کور و نماند از دیدار	نیز گر کہ بہ خیزد از گفتار
بالخصوص آن سخن کہ از دلدار	خاصیت دارد اندر این اسرار	کشتۂ او نہ یک نہ دو نہ ہزار	این قتیلان او برون ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست	غازۂ روئے او دم شہداست	این سعادت چو بود قسمت ما	رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلائے است سیر ہر آنم	صد حسین است در گریبانم	**آدم** نیز **احمد** مختار	در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار	برتر آن دفتر است از اظہار	آنچہ داد است ہر نبی را **جام**	داد آن جام را مرا **بتمام**
دل من بردہ الفتے خود دار	خود مرا شد بوحی خود اُستاد	وحی او را عجب اثر دیدم	روئے آن مہر زان قمر دیدم
دیدم از خلق رنج و مکروہات	وانچہ چیز است پیش این لذات	دیدم از ہجر خلق جلوۂ یار	کار دیگر براید از یک کار
آنچہ من بشنوم ز وحی خدا	بخدا پاک دانمش ز خطا	ہمچو قرآن منزہ اش دانم	از خطاہا ہمین است ایمانم
من خدا را بدو شناختہ ام	دل بدین آتشش گداختہ ام	بخدا ہست این کلام مجید	از دہان خدائے پاک و وحید
آنچہ بر من عیان شد از دادار	آفتابے است با دو صد انوار	این خدائیست ربّ اربابم	بکہ رو آرم ار ازو **تابم**
انبیاء گرچہ بودہ اند بسے	من بعرفان نہ **کمترم** ز کسے	وارث مصطفیٰ شدم بہ یقین	شدہ رنگین برنگ یار حسین
آن یقینے کہ بود **عیسیٰ** را	بر کلامے کہ شد برو القاء	وان یقین **کلیم** بر تورات	وان یقین ہائے سید السادات

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

﴿۱۰۰﴾ ہم نیم زان ہمہ بروئے یقین ہر کہ گوید دروغ ہست لعین لیک آئینہ ام زربّ غنی از پئے صورت مہ مدنی

ہر چہ آن یار بر دل من ریخت نہ شیاطین بدونہ نفس آمیخت خالص آمد کلام آن دادار زین سبب شد دلم پُر از انوار

ہست آن وحی تیرہ سوز حقّی کہ نبود است بر یقین محق لیکن این وحی بایقین زخداست ہمہ کارم ازان یقین شدہ راست

آمدم آن زمان کہ باد خزان کرد یکسر ریاض دین ویران در مشائخ نماند جز تزویر عالمان ہم نشستہ ہم چو ضریر

عاشق زر شدند و دولت و جاہ دل تہی از محبت آن شاہ اندرین روزہائے چون شب تار قوم را دید حق بحالت زار

پس مرا از جہانیان بگزید در دلم روح پاک خویش دمید در دل من ز عشق شور افگند خود مرا شد گسست ہر پیوند

کرد دیوانہ و خردہا داد بست یک در ہزار در بکشاد خلق و مردم نصیحتم بکنند تا ببرم ز یار خود پیوند

من نیم کور تا چو کورانی بگذرم چپے ز بستانی آن بر تازہ کان عطیہ یار چون ز دست افگنم پئے مردار

گر جہانے بدشمنی خیزد تیغ گیرد کہ خون من ریزد من نہ آنم کہ ترک او گویم جان من ہست یار مہ رویم

رغبت ہرگز ز کوچہ اش نبرم بہ دلان دیگر اند و من دگرم فارغم کرد عشق صورت یار از غم حملہ ہائے این اغیار

شورش عشق ہست ہر آنے تا بکے خیر این گریبانے ناصحان را خبر ز حالم نیست گذرے سوئے آن زلالم نیست

آمدم چون سحر طلیعہ نور تا شود تیرگی ز نورم دور شور افگندہ ام کہ تا زین کار خلق گردد ز خواب خود بیدار

غافلان من ز یار آمدہ ام ہمچو باد بہار آمدہ ام این زمانم زمانہ گلزار موسم لالہ زار و وقت بہار

آمدم تا نگار باز آید بے دلان را قرار باز آید دست غیبم پئے درو ہر دم کرد وحیش بمن ظہور اتم

نور الہام ہمچو باد صبا نزدم آرد ز غیب خوشبوہا زندہ شد ہر نبی بآمدنم ہر رسولے نہان بہ پیراہنم

پُر شد **از نورِ من** زمان و زمین سر جوزت برآسمان از کین با خدا جنگہا کئی ہیہات این چہ جور و جفا کئی ہیہات

از تورّع برون نہادی پا ہوش کن اے بریدہ زان یکتا از پئے خلق ننگ و نام و رسوم تافتی رو ز حضرت قیوم

رو بجو کن کہ رو رخ یاراست ہمہ روہا فدائے دلداراست وحی حق را چو بشنوی از ما این مگو ما نیافتیم چرا

تانہ کار دلت بجان برسد چون پیامت ز دلستان برسد تانہ از خود روی جدا گردی تانہ قربان آشنا گردی

تانیائی ز نفس خود بیرون تانہ گردی بروئے او مجنون تانہ خاکت شود بسان غبار تانہ گردد غبار تو خونبار

تانہ خونت چکد برائے کسے تانہ جانت شود فدائے کسے چون رہ وحدت بکوئے جانان راہ چون ندا آیدت ازان درگاہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v1.pdf

۱۶۳ مجموعہ اشتہارات جلد اول

کچھ کم کر سکتی یا گھٹا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ سب خیالات نادانی و ناواقفیت کی وجہ سے بصورت اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ اس زمانہ میں جہالت کا انتشار ہے اور علوم دینیہ سے سخت درجہ کی لوگوں کو لاپرواہی ہے اس وجہ سے سیدھی بات بھی الٹی دکھائی دیتی ہے۔ ورنہ یہ مسئلہ بالاتفاق مانا گیا اور قبول کیا گیا ہے کہ ہر ایک نبی اور ولی سے اپنے ان مکاشفات اور پیشگوئیوں کی تشخیص و تعیین میں کہ جہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے بخوبی تفہیم نہیں ہوئی غلطی واقع ہو سکتی ہے۔ اور اس غلطی سے ان انبیاء اور اصفیاء کی شان میں کچھ بھی فرق نہیں آتا کیونکہ علم وحی بھی منجملہ علوم کے ایک علم ہے۔ اور جو قاعدہ فطرت اور قانون قدرت قوت نظریہ کے دخل دینے کے وقت تمام علوم و فنون کے متعلق ہے اس قاعدہ سے یہ علم باہر نہیں رہ سکتا۔ اور جن لوگوں کو انبیاء اور اولیاء میں سے یہ علم دیا گیا ہے ان کو مجبوراً اس کے تمام عوارض ولوازم بھی لینے پڑتے ہیں۔ یعنی ان پر وارد ہوتے ہیں جن میں سے ایک اجتہادی غلطی بھی ہے۔ پس اگر اجتہادی غلطی قابل الزام ہے تو یہ الزام جمیع انبیاء و اولیاءؑ وعلماء میں مشترک ہے۔

یہ بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ کسی اجتہادی غلطی سے ربّانی پیشگوئیوں کی شان و شوکت میں فرق آجاتا ہے یا وہ نوعِ انسان کے لئے چنداں مفید نہیں رہتیں یا وہ دین اور دینداروں کے گروہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ کیونکہ اجتہادی غلطی اگر ہو بھی تو محض درمیانی اوقات میں بطور ابتلاء کے وارد ہوتی ہے اور پھر اس قدر کثرت سے سچائی کے نور ظہور پذیر ہوتے ہیں اور تائیدات الٰہیہ اپنے جلوے دکھاتی ہیں کہ گویا ایک دن چڑھ جاتا ہے اور مخاصمین کے سب جھگڑے ان سے انفصال پاجاتے ہیں۔ لیکن اس روز روشن کے ظہور سے پہلے ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں پر سخت سخت آزمائشیں وارد ہوں اور اُن کے پیرو اور تابعین بھی بخوبی جانچے اور آزمائے جائیں تا خدا تعالیٰ سچّوں اور کچوں اور ثابت قدموں اور بزدلوں میں فرق کر کے دکھلا دیوے۔

67۔ مجدد سرہند اور شرفِ ہمکلامی نبوت/ محدثیت

قول:

روحانی خزائن جلد ۲۲ ۔ ۴۰۶ ۔ حقیقۃ الوحی

آجاتے ہیں کسی مسلمان کا کام نہیں بلکہ ان لوگوں کا کام ہے جو درحقیقت اسلام کے دشمن ہیں۔ اور پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے حالانکہ یہ اُن کا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت شرف مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا کہ مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس اُمت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔ اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[1] یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ[۱۳۰۰] سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو بارِ ثبوت اس کی گردن پر ہے۔ «۳۹۱»

غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس اُمت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس اُمت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے

[1] الجن: ۲۷، ۲۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

تضاد:

اِنّما یُخاطب بھٰذا الکلام الانسان الکامل واللّٰہ یختص برحمتہ من یشآء

یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جلَّ شَانُہٗ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدائے تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں۔ اور کبھی یہ ہمکلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدّث بولتے ہیں۔ اور یہ مکالمہ الٰہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القاء فی الروع بھی نہیں ہے اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ خاص کر لیتا ہے۔

﴿۹۱۶﴾ اٰن عبارات سے معلوم ہوا کہ درحقیقت الہام اور چیز ہے اور مکالمہ الٰہی اور چیز ہے۔ اور سیّد صاحب اپنی کتاب تبیین الکلام کے صفحے میں اس بیان مذکورہ بالا کا صاف اقرار کرتے ہیں۔ ناظرین کو چاہیئے کہ صفحے تبیین الکلام کا ضرور پڑھیں تا معلوم ہو کہ سیّد صاحب آپ ہی پہلے ان تمام باتوں کا اقرار کر چکے ہیں اور اب بعد اقرار کسی مصلحت سے انکاری ہو بیٹھے ہیں۔

اور سیّد صاحب کا یہ فرمانا کہ الہام بے سُود ہے خود بے سود ہے۔ کیونکہ اگر وہ الہام بے سُود ہے جس کی سیّد صاحب نے تعریف اپنے مضمون میں کی ہے تو ہوا کرے۔ لیکن کلام الٰہی تو بے سُود نہیں اور نعوذ باللہ کیوں کر بے سُود ہو۔ وہی تو ایک ذریعہ کامل معرفت کا ہے جس کی وجہ سے انسان اس پُر غبار دنیا میں صرف خود تراشیدہ خیالات سے خدائے تعالیٰ کی ہستی کا قائل نہیں ہوتا بلکہ اُس حیّ و قیوم کے مُنہ سے انا الموجود کی آواز بھی سُن لیتا ہے اور صدہا فوق العادت پیشگوئیوں اور اسرار عالیہ کی وجہ سے جو اس کلام کے ذریعہ منکشف ہوتے ہیں۔ متکلّم پر ایمان لانے کے لئے حق الیقین کے درجہ تک پہنچ جاتا ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

وتبّ ما كان له أن يدخل فيها إلا خائفا. وما أصابك فمن الله واعلم أن العاقبة للمتقين. وأنذِرْ عشيرتك الأقربين إنا سنُريهم آية من آياتنا في الثيّبة ونردّها إليك أمرٌ من لدنا إنا كنا فاعلين. إنهم كانوا يكذّبون بآياتي وكانوا بي من المستهزئين. فبشرى لك في النكاح الحقُّ من ربك فلا تكوننّ من الممترين. إنا زوّجناكها لا مبدّلَ لكلمات الله وإنا رادُّوها إليك إن ربك فعّالٌ لما يريد فضلٌ من لدنا ليكون آية للناظرين. شاتان تُذبَحان وكل من عليها فان. ونريهم آياتنا في الآفاق وفي أنفسهم ونريهم جزاء الفاسقين. إذا جاء نصر الله والفتح وانتهى أمر الزمان

﴿۲۱﴾ (بقية الحاشية) ولا فرق في نزول الوحي بين أن يكون إلى نبيٍّ أو وليٍّ ولكلٍّ حظٌّ من مكالمات الله تعالى ومخاطباته على حسب المدارج. نعم لوحي الأنبياء شأنٌ أتمّ وأكمل. وأقوى أقسامِ الوحي وحيُ رسولنا خاتم النبيين.

وقال المجدّد الإمام السرهندي الشيخ أحمد رضي الله عنه في مكتوب يكتب فيه بعض الوصايا إلى مريده محمد صدّيق: اعلم أيها الصديق أن كلامه سبحانه مع البشر قد يكون شفاهًا وذلك الأفراد من الأنبياء وقد يكون ذلك لبعض الكُمّل من متابعيهم وإذا كثُر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم يُسمّى مُحدَّثًا وهذا غير الإلهام وغير الإلقاء في الروع وغير الكلام الذي مع المَلَك إنما يُخاطَب بهذا الكلام الإنسانُ الكامل والله يختص برحمته من يشاء.

تمّ كلامه فارجعْ إلى كلامه إن كنت من المنكرين. واذكُرْ قصة من قال:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

68۔بی بی مریم کا نکاح/بی بی مریم کنواری

قول:

یہ لوگ دراصل یہودی ہی ہیں۔ اور برنیر صاحب اپنی کتاب وقائع عالمگیر میں یہ بھی ثابت کرتے ہیں

بقیہ حاشیہ

یادگار کے لئے اُس خیبر کے نام پر جو عرب میں ہے جہاں یہودی رہتے تھے رکھا تھا۔

تیسرا قرینہ ایک یہ بھی ہے کہ افغانوں کی شکلیں بھی اسرائیلیوں سے بہت ملتی ہیں۔ اگر ایک جماعت یہودیوں ۶۶
کی ایک افغانوں کی جماعت کے ساتھ کھڑی کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن کا منہ اور ان کا اونچا ناک اور چہرہ بیضاوی ایسا باہم مشابہ معلوم ہوگا کہ خود دل بول اُٹھے گا کہ یہ لوگ ایک ہی خاندان میں سے ہیں۔

چوتھا قرینہ افغانوں کی پوشاک بھی ہے افغانوں کے لمبے کُرتے اور چغے یہ وہی وضع اور پیرایہ اسرائیلیوں کا ہے جس کا انجیل میں بھی ذکر ہے۔

پانچواں قرینہ اُن کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں مثلاً ان کے بعض قبائل ناطہ اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلاتکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ مگر خوانین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے جس کو بُرا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناطہ کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔

چھٹا قرینہ افغانوں کے بنی اسرائیل ہونے پر یہ ہے کہ افغانوں کا یہ بیان کہ قیس ہمارا مورث اعلیٰ ہے ان کے بنی اسرائیل ہونے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ یہودیوں کی کتب مقدسہ میں سے جو کتاب پہلی تاریخ کے نام سے موسوم ہے اس کے باب ۹ آیت ۳۹ میں قیس کا ذکر ہے اور وہ بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اس سے ہمیں پتہ ملتا ہے کہ یا تو اسی قیس کی اولاد میں سے کوئی دوسرا قیس ہوگا جو مسلمان ہو گیا ہوگا اور یا یہ کہ مسلمان ہونے والے کا کوئی اور نام ہوگا اور وہ اس قیس کی اولاد میں سے ہوگا۔ اور پھر بباعث خطاءِ حافظہ اس کا نام بھی قیس سمجھا گیا۔ بہرحال ایک ایسی قوم کے مُنہ سے قیس کا لفظ نکلنا جو کتب یہود سے بالکل بے خبر تھی اور محض ناخواندہ تھی۔ یقینی طور پر یہ سمجھا تا ہے کہ یہ قیس کا لفظ انہوں نے اپنے باپوں سے سُنا تھا کہ ان کا مورث اعلیٰ ہے۔ پہلی تاریخ آیت ۳۹ کی یہ عبارت ہے۔ ’’اور نیر سے قیس پیدا ہوا اور قیس سے ساؤل پیدا ہوا اور ساؤل سے یہو نتن۔‘‘

ساتواں قرینہ اخلاقی حالتیں ہیں۔ جیسا کہ سرحدی افغانوں کی زودرنجی اور تلوّن مزاجی اور خودغرضی اور گردن کشی اور کج مزاجی اور کج روی اور دوسرے جذبات نفسانی اور خونی خیالات اور جاہل اور بے شعور ہونا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ تمام صفات وہی ہیں جو توریت اور دوسرے صحیفوں میں اسرائیلی قوم کی لکھی گئی ہیں اور اگر قرآن شریف کھول کر سورۂ بقرہ سے بنی اسرائیل کی صفات اور عادات اور اخلاق اور افعال پڑھنا شروع کرو تو
ایسا معلوم ہوگا کہ گویا سرحدی افغانوں کی اخلاقی حالتیں بیان ہو رہی ہیں۔ اور یہ داتے یہاں تک صاف ہے کہ ۶۷
اکثر انگریزوں نے بھی یہی خیال کیا ہے۔ برنیر نے جہاں یہ لکھا ہے کہ کشمیر کے مسلمان کشمیری بھی دراصل بنی اسرائیل ہیں۔ وہاں بعض انگریزوں کا بھی حوالہ دیا ہے اور ان تمام لوگوں کو اُن دس فرقوں میں سے ٹھہرایا ہے جو مشرق میں گم ہیں جن کا اب اس زمانہ میں پتہ ملا ہے کہ وہ درحقیقت سب کے سب مسلمان ہو گئے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

کوئی محل بھی نہیں تھا۔ لیکن حضرت مریم پر تہمت لگائی گئی اور اس تہمت نے حضرت عیسٰی کی
ولادت کے اعجوبہ کو خاک میں ملا دیا مگر اس تہمت میں صرف یہودیوں کا قصور نہیں بلکہ خود
حضرت مریم سے ایک بڑی بھاری غلطی ہوئی جس نے یہود کو تہمت کا موقعہ دیا اور وہ یہ کہ جب
اس نے اپنے کشف میں فرشتہ کو دیکھا اور فرشتہ نے اس کو حاملہ ہونے کی بشارت دی تو مریم
نے عمداً اپنے خواب کو چھپایا اور کسی کے پاس اس کو ظاہر نہ کیا کیونکہ اس کی ماں اور باپ دونوں
نے اس کو بیت المقدس کی نذر کیا تھا تا وہ ہمیشہ تارک رہ کر بیت المقدس کی خدمت میں مشغول
رہے اور کبھی خاوند نہ کرے اور بتول کا لقب اس کو دیا گیا اور اس نے آپ بھی یہی عہد کیا تھا
کہ خاوند نہیں کرے گی اور بیت المقدس میں رہے گی۔ اب اس خواب کے دیکھنے سے اس کو یہ
خوف پیدا ہوا کہ اگر میں لوگوں کے پاس یہ ظاہر کرتی ہوں کہ فرشتہ نے مجھے یہ بشارت دی ہے
کہ تیرے لڑکا پیدا ہوگا تو لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ خاوند کرنا چاہتی ہے اس لئے وہ اس خواب کو
اندر ہی اندر دبا گئی لیکن وہ خواب سچی تھی اور ساتھ ہی اس کے حمل ہو گیا جس سے مریم مدت
تک بے خبر رہی جب پانچواں مہینہ حمل پر گزرا تب یہ چرچا پھیل گیا کہ مریم کو حمل ہے اور اس
وقت لوگوں کو خواب سنا دی لیکن اُس وقت سُنانا بے فائدہ تھا۔ آخر بزرگوں نے پردہ پوشی کے
طور پر یوسف نام ایک شخص سے اس کا نکاح کر دیا اس طرح پر یہ نشان مکدر ہو گیا۔

رہی حضرت مسیح کی پیشگوئیاں پس وہ تو ایسی ہیں کہ اب تک یہودی اس پر ہنسی کرتے ہیں
کیونکہ ایسی باتیں کہ زلزلے آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی عادت میں داخل ہیں اور
ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور نیز یہودی کہتے ہیں کہ ان کی کوئی بات جو پیشگوئی کے رنگ میں تھی سچی نہیں ﴿۱۸﴾
نکلی چنانچہ یہ اعتراض ان کے اب تک لاینحل چلے آتے ہیں کہ حضرت عیسٰی نے باراں حواریوں
کو جو ان کے سامنے موجود تھے بہشت کا وعدہ دیا تھا بلکہ ان کے لئے بارہ تخت تجویز کئے تھے
لیکن آخرکار باراں میں سے گیارہ رہ گئے اور باراں حواری جو یہودا اسکریوطی تھا وہ مُرتد ہو گیا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

تضاد:

ریویو آف ریلیجنز ۱۵۰ جلد نمبر ۳

پیدا ہو گیا جس کا نام یسوع رکھا گیا۔ آج تک یہود اس بات کو نہیں مانتے کہ وہ لڑکا معجزہ کے طور پر پیدا ہوا تھا غرض اس یہودی فاضل کا یہ بیان ہے جو ہم نے لکھا اور اس بیان سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ کیوں ضرورت نکاح کی پڑی تھی اور اس کے مقابل پر جو انجیلوں میں یہ بیان ہے کہ گویا مریم صدیقہ کا معمولی طور پر جیسا کہ دنیا جہان میں دستور ہے یوسف سے ناطہ ہوا تھا یہ باطل دروغ اور بناوٹ ہے بلکہ سچ بات یہی ہے کہ ہیکل کے منتظم بزرگوں نے ایک بکرہ عورت کے حمل کو دیکھکر اور دشمنوں کے اعتراض سے ڈر کر اور خاندان کی فضیحت سے اندیشہ کر کے پردہ پوشی کیلئے یہ تدبیر سوچی تھی اور ہرچند وہ جانتے تھے کہ ایسا نکاح توریت کے برخلاف ہے کیونکہ وہ عہد جو مریم کے تارک رکھنے میں خدا سے کیا تھا۔ وہ اسمیں ٹوٹتا تھا تاہم ننگ و ناموس کی مصلحت نے اور شماتت اعدا کے خوف نے ان کو اس کام کیلئے سخت مجبور کر دیا تھا اور ہرچند اس حمل کو اس طرح پر پوشیدہ کیا گیا تھا تاہم شریر یہودیوں نے جو اس خاندان کے دشمن تھے ناجائز طور پر شہرت دیدی تھی چنانچہ آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے یسو بولتے ہیں یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جس کا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے اور میرے دل میں گذرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تھا اور ایسے بد خطابوں سے ان کا یہ مطلب تھا کہ تا اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اور اُن کو عصمت اور طہارت سے محروم قرار دیں پس جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور اُن کی عیب شماری کی گئی اسکی نظیر دوسرے تمام نبیوں میں نہیں پائی جاتی حضرت مریم صدیقہ اور اُن کے سعید لڑکے کو ایسے بہتانوں سے جو کچھ دل پر صدمہ پہنچا ہوگا اُس کا اندازہ ہر ایک شریف کر سکتا ہے ✦

انہی بہتانوں کیوجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرت مریم اور حضرت مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب ان کے مردوں اور عورتوں میں پھیل گئے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی نبی پر کوئی عیب لگاتی ہے وہ اس عیب میں خود گرفتار ہو جاتی ہے مثلاً یورپ کے پادریوں اور ان کے پیرووں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فسق و فجور کا عیب لگایا تھا آخر یہ لوگ جسقدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جس قدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرام کاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکوں میں اسکی نظیر تلاش کرنا ایک عبث کوشش ہے غرض جو کچھ حضرت مسیح اور اُن کی والدہ کی نسبت یہود نامسعود نے ایک طومار عیبوں کا جمع کر رکھا ہے اور جیسا کہ اُن کی ساری زندگی گناہ سے بھری ہوئی زندگی قرار دی ہے یہ نظارہ پادریوں کیلئے ایک نہایت عبرت کا نظارہ ہے اور اس سے سمجھ آسکتا ہے کہ کیونکر ہر ایک شخص کیلئے عیب جوئی کا میدان وسیع ہے۔ پھر ان خیالات

69۔ "شاتان تذبحان"

مولوی عبداللطیف اور عبدالرحمٰن قادیانی/مرزا احمد بیگ اور اسکا داماد

قول:

روحانی خزائن جلد ۱ ۶۱۰ براہین احمدیہ حصہ چہارم

﴿۵۱۲﴾ اِن تمہیدات کے بعد دلائل حقیت قرآن شریف کے لکھے جاتے ہیں۔ و نسئل اللّٰہ التوفیق والنصرۃ ھو نعم المولی ونعم النصیر۔

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

﴿۵۱۱﴾ زیادہ تر کریم ہے کہ پھر اس کو یہ جلتا ہوا دوزخ دکھاوے۔ غرض یہ کامل استقامت وہ فنا ہے کہ جس سے کارخانہ وجود بندہ کو بکلّی شکست پہنچتی ہے اور ہوا اور شہوت اور ارادت اور ہر یک خودروی کے فعل سے بیکبارگی دستکش ہونا پڑتا ہے اور یہ مرتبہ سیر وسلوک کے مراتب میں سے وہ مرتبہ ہے جس میں انسانی کوششوں کا بہت کچھ دخل ہے اور بشری مجاہدات کی بخوبی پیش رفت ہے اور اسی حد تک اولیاء اللہ کی کوششیں اور سالکین کی محنتیں ختم ہو جاتی ہیں اور پھر بعد اس کے خاص مواہب سماوی ﴿۵۱۲﴾

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

حبا من اللّٰہ العزیز الاکرم عطاءً غیر مجذوذ۔ اس جگہ فتنہ ہے۔ پس صبر کر جیسے اولوالعزم لوگوں نے صبر کیا ہے۔ خبردار ہو۔ یہ فتنہ خدا کی طرف سے ہے تا وہ ایسی محبت کرے جو کامل محبت ہے۔ اس خدا کی محبت جو نہایت عزت والا اور نہایت بزرگ ہے وہ بخشش جس کا کبھی انقطاع نہیں۔ شاتان تذبحان. و کل من علیھا فان۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا یعنی ہر یک کے لئے قضاوقدر در پیش ہے اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں۔ کوئی چار روز پہلے اس دنیا کو چھوڑ گیا اور کوئی پیچھے اسے جاملا۔

ہمیں مرگ است کز یاران بپوشد روئے یاراں را   بیکدم می کند وقت خزاں فصل بہاراں را

ولا تھنوا ولا تحزنوا. الیس اللّٰہ بکاف عبدہ. الم تعلم ان اللّٰہ علی کل شیء قدیر. وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا. اور سست مت ہو اور غم مت کرو۔ کیا خدا اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ اور خدا ان لوگوں پر تجھ کو گواہ لائے گا۔ اوفی اللّٰہ اجرک و یرضی عنک ربک و یتم اسمک و عسی ان تحبوا شیئا و ھو شر لکم و عسی ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم واللّٰہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-20.pdf

عالم کا مرنا ہے۔ اگر چند چوہڑے اور چمار مر گئے تو اُن کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام میں نہیں آ سکتا۔ پس خدا تعالیٰ کی یہی سنت ہے کہ جب اُس کے مرسلوں کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو گو وہ اپنے خیال میں کیسے ہی اپنے تئیں نیک قرار دیں انہیں کو خدا تعالیٰ تباہ کرتا ہے۔ اور اُنہیں کی ہلاکت کا وقت آ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اس کو ضائع کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا۔ اور پھر زمین پر اُس کی کون عبادت کرے گا۔ دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ یہ فریق بہت بڑا ہے۔ سو یہ اچھا ہے۔ اور نادان خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ ہزاروں لاکھوں مساجد میں جمع ہوتے ہیں کیا یہ بُرے ہیں۔ مگر خدا کثرت کو نہیں دیکھتا وہ دلوں کو دیکھتا ہے۔ خدا کے خاص بندوں میں محبت الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے کہ اگر میں بیان کر سکتا تو بیان کرتا۔ لیکن مَیں کیا بیان کروں جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہیں کر سکا۔ خدا کے باوفا بندوں کی اس طور سے آستانہ الٰہی پر رُوح گرتی ہے۔ کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہیں کہ اس کیفیت کو دکھلا سکے۔

اب بعد اس کے بقیہ ترجمہ کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ میں تجھے قتل سے بچاؤں گا۔ مگر تیری جماعت میں سے دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنی بے گناہ اور معصوم ہونے کی حالت میں قتل کی جائیں گی۔ یہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں محاورہ ہے۔ کہ بے گناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دی جاتی ہے اور کبھی گائیوں سے بھی تشبیہ دی جاتی ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا۔ کیونکہ بکری میں دو ہنر ہیں وہ دودھ بھی دیتی ہے۔ اور پھر اُس کا گوشت بھی کھایا جاتا ہے۔ اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبد اللطیف اور اُن کے شاگرد عبد الرحمٰن کے بارے میں ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جانے کے بعد پورے تئیس[۲۳] برس «۷۱»
بعد پوری ہوئی۔ اب تک لاکھوں کروڑوں انسانوں نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں پڑھا ہوگا۔ اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی میں نے لکھا ہے بکری کی صفتوں میں سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اُس کا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے۔ یہ دونوں بکری کی صفتیں مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئیں۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۳۳۹ ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۵۵﴾ براہین میں ایسے اسرار بہت ہیں جواب کُھلتے جاتے ہیں۔ مثلاً براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۷ میں یہ پیشگوئی ہے۔ کِتَابُ الولیّ ذُوالفقار علیّ ۔اس پیشگوئی کی تشریح وہ الہام خوب کرتا ہے جو جلسہ مذاہب کے اشتہار میں درج کیا گیا ہے۔ یعنی اللّٰہ اکبر خربت خیبر خیبر کے فتح کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ان کا ہتھیار ذوالفقار تھی۔ سو یہ الہام بتلاتا ہے کہ اس عاجز کو ذوالفقار کی جگہ وہ معارف دئے گئے ہیں جو کتابوں میں لکھے جاتے ہیں۔ اور خیبر سے مراد مسلمان صورت مولویوں کی قلعہ بندی ہے جو دراصل یہودی السیرت ہیں۔ اب ان کا قلعہ خراب ہو جائے گا۔ چنانچہ جلسہ مذاہب میں ان لوگوں کی خوب بے عزتی ہوئی☆ چنانچہ انگریزی اخباروں نے بھی آزادی کے ساتھ اس کی شہادت دی۔

ایسا ہی براہین احمدیہ میں احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق کی پیشگوئی کی نسبت صفحہ ۵۱۰ اور صفحہ ۵۱۱ میں اور صفحہ ۵۱۵ میں پہلے سے خبر موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ **وان لم یعصمک الناس فیعصمک اللّٰہ**

☆ **حاشیہ۔** سول ملٹری گزٹ اور آبزرور نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہی مضمون تمام مضامین پر غالب رہا۔ اور ان اخباروں نے اس کی اعجازی قوت کو اس حد تک مان لیا ہے کہ گویا اس تقریر نے تمام حاضرین پر ایک مسمریزم کا عمل کر دیا۔ اور تمام طبیعتیں اس کی طرف کھینچی گئی ہیں۔ اور آبزرور میں یہ بھی لکھا ہے کہ مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر کے یورپ اور امریکہ میں پھیلائیں تا انہیں حقیقی اسلام کی خبر ہو۔ اور بیدار مغز لوگوں نے اس مضمون کو صرف عالی درجہ کا مضمون نہیں سمجھا بلکہ اس کے اعجاز کے قائل ہو گئے چنانچہ آج چودہ جنوری ۱۸۹۷ء کو سیالکوٹ محلہ اناری سے ایک کارڈ مرسلہ اللہ دتا صاحب میرے پاس پہنچا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ چونکہ وہ مضمون جو آپ کی طرف سے لاہور میں پڑھا گیا تھا وہ ایک معجزہ کے رنگ میں تھا اس لئے میں اس خوشی کے شکریہ میں سو روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں کہ اس سے اسلام کی فتح ہوئی۔ خدا تعالیٰ میاں اللہ دتا صاحب کو اس خوشی کے عوض میں بہت سی ذاتی خوشیاں بھی دکھلاوے جو اسلام کی فتح سے خوش ہے خدا اس سے خوش ہے۔ اب کیا اس اعجاز صریح کو جس سے سچے مسلمانوں نے یہ خوشیاں ظاہر کیں کوئی چھپا سکتا ہے۔ پس عبد الحق کو سوچنا چاہئے کہ مباہلہ کے یہ اثر ہوتے ہیں۔ نہ یہ کہ متوفی بھائی کی ایک بیوہ اور بوڑھی عورت پر قبضہ کر کے اس کو مباہلہ کی فتح یابی کی دلیل ٹھہراوے۔ اور بزرگ بھائی کی موت یاد نہ آئے۔ **لعنت ہے** ایسی خوشی پر۔ شیخ محمد حسین بٹالوی بھی سوچیں! کہ کیا کبھی ان کا مضمون بھی اعجاز تصور ہو کر ہزاروں آدمیوں نے اس پر گواہی دی ہے کیا کبھی اعجازی مبارک بادی میں سو روپیہ بھی ان کو انعام ملے ہیں۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۵۷﴾ یعنی اس پر فقر فاقہ کی مصیبت نازل ہوگی۔ اور اپنے مقاصد میں ناکام رہے گا اور رسوا ہو جائے گا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے دعویٰ اسلام اور مولویت کے لائق نہیں تھا کہ تکفیر اور تکذیب پر جرأت کرتا اور اس نازک مقدمہ میں چالاکی کے ساتھ دخل دیتا۔ ہاں یہ چاہئے تھا کہ صحت نیت اور خوف دل کے ساتھ اپنے شکوک رفع کراتا۔ اور پھر فرمایا کہ اس شخص کے منصوبوں سے جو کچھ تجھے ضرر پہنچے گا وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جب یہ تکفیر اور تکذیب کرے گا تو اس وقت ملک میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوگا۔ وہ فتنہ انسان کی طرف سے نہیں بلکہ تیرے خدا نے یہی چاہا تا وہ تجھ سے نہایت درجہ کی محبت کرے کیونکہ ہر ایک اصطفا ءابتلا کے بعد ہوتا ہے۔ خدا کی محبت بڑے قدر کے لائق ہے کیونکہ وہ سب پر غالب اور سب سے زیادہ کریم ہے۔ پس جس سے وہ محبت کرے گا اس کی تمام امیدیں کامیابی کا انجام رکھتی ہیں اور اس کی یہ عطا غیر منقطع ہے۔ اس کے بعد یوں ہوگا کہ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی پہلی بکری سے مراد میرزا احمد بیگ ہوشیار پوری ہے اور دوسری بکری سے مراد اس کا داماد ہے اور پھر فرمایا کہ تم سست مت ہو اور غم مت کرو کیونکہ ایسا ہی ظہور میں آئے گا۔ کیا تو نہیں جانتا کہ خدا ہر یک چیز پر قادر ہے اور پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تا کہ تیرا خدا تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے یعنی کامل عزت اور قبولیت عطا کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کا تمام گناہ بخش دینا اس محاورہ پر استعمال پاتا ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ پر راضی ہو جائے اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ وہ اس کو ان تمام الزاموں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جاتے ہیں۔ اور وہ بندہ خدا کے نزدیک وجیہ ہے۔

ان پیشگوئیوں میں علاوہ اور پیشگوئیوں کے جو ان کے ضمن میں بیان کی گئیں دو بکریوں کے ذبح ہونے کی پیشگوئی احمد بیگ اور اس کے داماد کی طرف اشارہ ہے جو آج سے سترہ ۱۷ برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی ہے ایسا ہی محمد حسین کی تکفیر کا فتنہ جو صرف پانچ چار سال سے شائع ہوا ہے آج سے سترہ ۱۷ برس پہلے اس فتنہ کی براہین میں خبر دی گئی ہے چنانچہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اب سوچنا چاہئے کہ کیا یہ انسان کا کام ہے۔ کیا انسان کو یہ قدرت حاصل ہے کہ آئندہ واقعات کی خبر سالہا سال پہلے ایسی صفائی سے بیان کر سکے۔ بڑے عظیم الشان فتنے میری نسبت وقوع میں آئے ہیں۔ ایک پادریوں کا۔ ایک محمد حسین وغیرہ کی تکفیر کا۔ سو ان دونوں فتنوں کی تصریح کے ساتھ براہین احمدیہ میں سترہ ۱۷ برس پہلے آج کے دن سے خبریں موجود ہیں کیا دنیا میں کوئی اور شخص موجود ہے جس کی تحریروں میں یہ عظیم الشان سلسلہ پیشگوئیوں کا پایا جائے یقیناً کوئی سخت بے حیا ہوگا جو اس فوق العادت سلسلہ سے انکار کرے۔ اس جگہ الہام الٰہی بارش کی طرح برس رہا ہے آسمانوں کے دروازے کھلے ہیں۔ اب دیکھو کہ یہ شریر مولوی کب تک اور کہاں تک انکار کریں گے۔ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ تمام مولوی اور اُن کے سجادہ نشین اور ان کے ملہم

70۔اندھے کو اندھا کہنا منع ہے/اندھا عیسائی احمد مسیح

قول:

روحانی خزائن جلد۲ ۳۶۶ شحنۂ حق

امور ملکی و مدنی و منزلی اور خود فرد فرد کے ذاتی ہیں ان میں سے کسی میں بھی یہ بات نہیں ہے کہ ہر وقت اور ہر جگہ ان کے رازوں کا افشا کرنا مصلحت ہو یا عدم افشا کا نام مکر اور فریب رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ نے دل و زبان وغیرہ قویٰ انسان کو عطا فرما کر ان کے مناسب استعمال کے لئے اسے ذمہ وار بنایا ہے اور ہر ایک بات کی عمدگی اور خوبی دکھلانے کے لئے جُدا جدا موقع اور محل اور وقت اس بات کے مقرر کئے ہیں کوئی خلق خواہ کیسا ہی عمدہ ہو مگر جب وہ بے محل اور بے وقت صادر ہوگا تو ساری خوبی اور خوبصورتی اس کی خاک میں مل جائے گی اور کوئی مفید چیز اپنے فوائد ہرگز ظاہر نہیں کرے گی جب تک وہ ٹھیک ٹھیک اپنے وقت پر استعمال میں نہ لائی جائے۔ خدا تعالیٰ کی سچی اطاعت اور نوع انسان کی حقیقی بھلائی وہی شخص بجا لا سکتا ہے جو وقت شناس ہو ورنہ نہیں۔ مثلاً ایک شخص گو راست گو ہے مگر اپنی راستی کو حکمت کے ساتھ ملا کر استعمال نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح مارتا ہے اور بے تمیزی سے ایک شریف خصلت کو بے محل کام میں لاتا ہے تو وہ ایک حکیم منش کے نزدیک ہرگز قابل تعریف نہیں ٹھہرتا۔ ایسے کو جاہل نیک بخت
کہیں گے نہ دانا نیک بخت۔ اگر کوئی اندھے کو اندھا اندھا کر کے پکارے اور پھر ﴿۲۹﴾
کسی کے منع کرنے پر یہ کہے کہ میاں کیا میں جھوٹ بولتا ہوں تو اسے یہی کہا جائے گا کہ بے شک تو راست گو ہے مگر احمق یا شریر کہ جس راستی کے اظہار کی تجھے ضرورت ہی نہیں اس کو واجب الاظہار سمجھتا ہے اور اپنے بھائی کے دل کو دکھاتا ہے۔ اسی طرح اخلاقی امور کا تمام عقد جواہر اسی ایک ہی رشتہ سے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-2.pdf

تضاد:

۵۵۶

(۲۴۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمد مسیح کے ساتھ مُباہلہ منظور

۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تھا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا۔ اس کے جواب میں پانچ مئی کے اشتہار میں مَیں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ بدیں شرط کہ لاہور، کلکتہ، مدراس اور بمبئی چار مقامات کے بشپ صاحبان اس مباہلہ میں شامل ہوں۔ اور اس شمولیت کے واسطے ان کے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کی بھی شرط قرار نہیں دی۔ کیونکہ میرے نزدیک مُباہلہ تحریری بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ یہ اشتہار علاوہ علیٰحدہ چھپنے کے اخبار بدر مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ اوّل پہ اور اخبار الحکم مورخہ ۱۰ مئی سنہ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ پر بھی شائع ہو چکا ہے۔ اور اس کے جواب کے واسطے تین ماہ کی لمبی مہلت بھی دی گئی ہے۔ لیکن آج مجھے خیال آیا ہے کہ اس مباہلہ میں عیسائی صاحبان کو اور بھی سہولت دی جاوے تاکہ ان کا کوئی جھوٹا عذر بھی باقی نہ رہے۔ اس واسطے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ مَیں مباہلہ کے واسطے خود احمد مسیح نابینا کے بالمقابل ہی طیار ہوں۔ بشپ صاحبان اگر پسند نہیں کرتے تو وہ بالمقابل اپنا نام پیش نہ کریں بلکہ اپنی تحریری سند دے کر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے اخبار پاؤنیر یا سول میں صرف یہ شائع کر دیں کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہر چہار بشپ صاحبان کا مغلوب ہونا سمجھا جاوے گا۔ یہ بات بھی ہم اس واسطے کہتے ہیں کہ احمد مسیح ایک گمنام آدمی ہے اور جب تک بشپ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v3.pdf

71۔دابتہ الارض طاعون/علماء سو/جانور/شیطان کی خادمہ

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۴۱۵ — نزول المسیح

جماعت اور ضالین یعنی عیسائیوں کے زمانہ ترقی کی خبر ہے۔ سو کس قدر **خوشی** کی **بات** ہے کہ وہ باتیں آج پوری ہوئیں۔

بالآخر میں ایک اور **رؤیا** لکھتا ہوں جو طاعون کی نسبت مجھے ہوئی اور وہ یہ کہ میں نے ایک جانور دیکھا جس کا قد ہاتھی کے قد کے برابر تھا مگر مُنہ آدمی کے مُنہ سے ملتا تھا اور بعض اعضاء دوسرے جانوروں سے مشابہ تھے اور میں نے دیکھا کہ وہ یوُں ہی **قدرت** کے ہاتھ سے پیدا ہو گیا اور میں ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوں جہاں چاروں طرف بَن ہیں جن میں بیل گدھے گھوڑے کتے سور بھیڑیے اونٹ وغیرہ **ہر ایک قسم کے موجود** ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ سب انسان ہیں جو بدعملوں سے **ان صورتوں** میں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ہاتھی کی ضخامت کا جانور جو مختلف شکلوں کا مجموعہ ہے جو محض **قدرت** سے زمین میں سے پیدا ہو گیا ہے وہ میرے پاس آ بیٹھا ہے اور قطب کی طرف اُس کا **منہ** ہے خاموش **صورت** ہے آنکھوں میں بہت حیا ہے اور بار بار چند منٹ کے بعد اُن بنوں میں سے کسی بَن کی طرف دوڑتا ہے اور جب بَن میں داخل ہوتا ہے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ ہی شور **قیامت** اُٹھتا ہے اور ان جانوروں کو کھانا شروع کرتا ہے اور ہڈیوں کے چابنے کی آواز آتی ہے۔ تب وہ فراغت کر کے پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے اور شاید دس منٹ کے قریب بیٹھا رہتا ہے اور پھر دوسرے بَن کی طرف جاتا ہے اور وہی **صورت** پیش آتی ہے جو پہلے آئی تھی اور پھر میرے پاس آ بیٹھتا ہے۔ آنکھیں اُس کی **بہت** لمبی ہیں اور میں اس کو ہر ایک دفعہ جو میرے پاس آتا ہے **خوب** نظر لگا کر دیکھتا ہوں اور وہ اپنے چہرہ کے اندازہ سے مجھے یہ بتلاتا ہے کہ میرا اس میں کیا قصور ہے میں مامور ہوں اور نہایت شریف اور پرہیزگار جانور معلوم ہوتا ہے اور کچھ اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ وہی کرتا ہے جو اس کو حکم ہوتا ہے۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی طاعون ﴿۳۸﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

ہے اور یہی وہ **دابۃ الارض** ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں **وعدہ** تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر **ایمان** نہیں لاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔ [1] اور جب **مسیح موعود** کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ [2]

ترجمہ۔ اُس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور اُن کو ہم جُدا جُدا جماعتیں بنا دیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ عدالت میں حاضر کئے جائیں گے تو خدائے **عزّ و جلّ** اُن کو کہے گا کہ کیا تم نے میرے نشانوں کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تم نے کیا کیا اور ان پر بوجہ اُن کے ظالم ہونے کے حجت پُوری ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکیں گے۔ سُورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابۃ الارض جو ان **آیات** میں مذکور ہے جس کا
مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے۔ یہی وہ مختلف صورتوں کا
﴿۳۹﴾ جانور ہے جو مجھے **عالم کشف** میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ **طاعون کا کیڑا** ہے
اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ
بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صُورتوں

[1] النمل: ۸۳ [2] النمل: ۸۴،۸۵،۸۶

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

ہے اور یہی وہ دابّۃ الارض ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں **وعدہ** تھا کہ آخری زمانہ میں ہم اس کو نکالیں گے اور وہ لوگوں کو اس لئے کاٹے گا کہ وہ ہمارے نشانوں پر **ایمان** نہیں لاتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔[1] اور جب **مسیح موعود** کے بھیجنے سے خدا کی حجت اُن پر پوری ہو جائے گی تو ہم زمین میں سے ایک جانور نکال کر کھڑا کریں گے وہ لوگوں کو کاٹے گا اور زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ خدا کے نشانوں پر ایمان نہیں لائے تھے۔ دیکھو سورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اور پھر آگے فرمایا ہے وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ[2] **ترجمہ۔** اُس دن ہم ہر ایک اُمت میں سے اس گروہ کو جمع کریں گے جو ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے تھے اور اُن کو ہم جُدا جُدا جماعتیں بنا دیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ عدالت میں حاضر کئے جائیں گے تو خدائے عزّو جلّ اُن کو کہے گا کہ کیا تم نے میرے نشانوں کی بغیر تحقیق کے تکذیب کی یہ تم نے کیا کیا اور ان پر بوجہ اُن کے ظالم ہونے کے حجت پُوری ہو جائے گی اور وہ بول نہ سکیں گے۔ سُورۃ النمل الجزو نمبر ۲۰۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہی دابّۃ الارض جو ان **آیات** میں مذکور ہے جس کا **مسیح موعود کے زمانہ میں ظاہر ہونا ابتدا سے مقرر ہے۔** یہی وہ مختلف صورتوں کا جانور ہے جو مجھے **عالم کشف** میں نظر آیا اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ **طاعون کا کیڑا** ہے ﴿۳۹﴾ اور خدا تعالیٰ نے اس کا نام دابّۃ الارض رکھا کیونکہ زمین کے کیڑوں میں سے ہی یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اسی لئے پہلے چوہوں پر اس کا اثر ہوتا ہے اور مختلف صُورتوں

[1] النمل: ۸۳ [2] النمل: ۸۴تا۸۶

کہ خود قرآن شریف نے اپنے دوسرے مقام میں دابۃ الارض کے معنے کیڑا کیا ہے۔ سو قرآن کے برخلاف اس کے اور معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔

(۳) تیسرا قرینہ یہ ہے کہ آیت میں صریح معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے نشانوں کی تکذیب کے وقت میں کوئی **امام الوقت موجود** ہونا چاہیئے کیونکہ **وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ** کا فقرہ یہی چاہتا ہے کہ اتمام حجت کے بعد یہ **عذاب** ہو اور یہ تو متفق علیہ عقیدہ ہے کہ خروج دابۃ الارض آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ مسیح موعود ظاہر ہوگا تا کہ خدا کی حجت دنیا پر پوری کرے۔ پس ایک منصف کو یہ **بات** جلد تر سمجھ آ سکتی ہے کہ جبکہ ایک شخص موجود ہے جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور آسمان اور زمین میں **بہت** سے نشان اس کے ظاہر ہو چکے ہیں تو **اب** بلاشبہ دابۃ الارض یہی طاعون ہے جس کا مسیح کے **زمانہ** میں ظاہر ہونا ضروری تھا اور چونکہ **یاجوج ماجوج موجود** ہے اور **مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ**[1] کی پیشگوئی تمام دنیا میں پوری ہو رہی ہے اور دجالی فتنے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہیں اور پیشگوئی **یترکن القلاص فلا یُسْعٰی علیھا** بھی بخوبی ظاہر ہو چکی ہے اور شراب اور زنا اور جھوٹ کی بھی کثرت ہو گئی ہے اور مسلمانوں میں یہودیت کی فطرت بھی جوش مار رہی ہے تو صرف ایک بات باقی تھی جو دابۃ الارض **زمین** میں سے نکلے **سو وہ بھی** نکل آیا۔ اِس بات پر جھگڑنا جہالت ہے کہ **حدیث** سے معلوم ہوتا ہے کہ فلاں جگہ **پھٹے گی اور دابۃ الارض وہاں سے سر نکالے گا** پھر تمام دنیا میں چکر مارے گا کیونکہ اکثر پیشگوئیوں پر **استعارات** کا رنگ غالب ہوتا ہے جب ایک بات کی حقیقت کھل جائے تو ایسے اوہام باطلہ کے ساتھ حقیقت کو چھوڑنا کمال جہالت ﴿۴۱﴾
ہے اسی عادت سے بدبخت یہودی قبول حق سے محروم رہ گئے۔

(۴) قرینہ چہارم دابۃ الارض کے طاعون ہونے پر یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ میں ایک رنگ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ کسی وقت بعض مسلمان بھی وہ یہودی بن جائیں گے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

یعنی طاعون پڑے گی☆ اور بعد اس کے دُوسرے **عذاب** بھی نازل ہوں گے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسیح اسلامی کی تائید میں بھی یہ باتیں ظہور میں آتیں۔ اور بھی **دلائل** اس بات پر بہت ہیں کہ یہی **دابۃ الارض** جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہے اور بلاشبہ یہ زمینی بیماری ہے اور زمین میں سے ہی نکلتی ہے اس سے محفوظ رہنے کے لئے بعد اس کے جو ایک شخص اس جماعت میں داخل ہو اور تقویٰ اختیار کرے بتکرار سورۃ فاتحہ کا حضور دل سے اور اس کے معنوں پر قائم ہونے سے بہت مؤثر ہے جو شخص طاعون کی ناگہانی آفات سے بچنا چاہتا ہے اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں جو خدائے قادر ذوالجلال پر سچا ایمان لائے اور اپنے تمام اعضا کو معاصی سے بچاوے اور دین کو اور دینی خدمات کو دنیا پر مقدم رکھے اور اس سلسلہ حقہ میں صدق اور اخلاص کے ساتھ داخل ہو جائے اور دلی جوش کے ساتھ دعا میں لگا رہے اور اپنی عورتوں کو جن کے شر کے بد اثر میں وہ بھی شریک ہو سکتا ہے غافلانہ زندگی سے بچاوے اور کوشش کرے کہ اُس کے گھر میں ذکر الٰہی ہو پھر اس کے ساتھ قرآن شریف کے جمیع احکام کا پابند ہو کر ظاہری پلیدیوں اور ناپاکیوں سے بھی اپنے گھر کو صاف رکھے جو شخص ظاہری پلیدیوں سے نفرت نہیں رکھتا اور اس کا گھر اور اس کے گھر کا صحن ناپاک رہتے ہیں وہ اندرونی پاکیزگی میں بھی سُست ہو سکتا ہے سو تم کوشش کرو کہ تمہارے گھر کا کوئی بھی حصہ ناپاک نہ ہو اور نہ ناپاک پانی اور کیچڑ بدرروں میں کھڑا رہے اور نہ کپڑے میلے کچیلے رہیں۔ یہ **خدا تعالیٰ** کا حکم ہے جو قرآن شریف میں آچکا ہے۔ ایسے احکام جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں آئے ہیں وہ اس لئے آئے ہیں تا تم سمجھو کر جسمانی سلسلہ

☆ ذکریا ۱۴ باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔ اس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہوں گے کہ یروشلم کو تباہ کر دیں۔ تب انہی دنوں میں طاعون پھوٹے گی اور اُسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیاں ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس اُمت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اُس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا۔ منہ

تضاد:

۳۰۸

الکافرین وتشهد ان دین الاسلام حق حتی انها تقتل ابلیس وتمزقه وبعض الاحادیث یدل علی انها امرأة کافرة خادمة للشیطان و جساسة للدجال ولیس فیها خیر فلا یمکن التوفیق بینهما الا ان نقول ان المراد من دابة الارض علماء السوء الذین یشهدون باقوالهم ان الرسول حق والقرآن حق ثم یعملون الخبائث ویخدمون الدجال کأن وجودهم من الجزئین جزء مع الاسلام وجزء مع الکفر اقوالهم کاقوال المؤمنین وافعالهم کافعال الکافرین فاخبر رسول الله صلی الله علیه وسلم عن انهم یکثرون فی آخر الزمان وسموا دابة الارض لانهم اخلدوا الی الارض وما ارادوا ان یرفعوا الی السماء واطمئنوا بالدنیا وشهواتها وما بقی لهم قلب کالانسان واجتمعت فیهم عادات السباع و الخنازیر والکلاب تراهم مستکبرین متبخترین کانهم بلغوا السماء ومسّوها ولم تخرج ارجلهم من الارض من شدة انتکاسهم الی الدنیا فهم کالذی شدد اسره وکالمسجونین یکلمون الناس من الاست لا من الافواه یعنی ولا تجد فی کلماتهم طهارة وبرکة واستقامة ونور انسیة کلمات الصالحین*۔

* قال قائل لو کان هذا هو الحق ان دابة الارض هی طائفة علماء هذا الزمان فیلزم ان یکون تکفیرهم حقا وصدقا فان من شأن دابة الارض انها تسم المؤمن والکافر فمن جعله الدابة کافرا (یشیر المعترض الینا) فعلیکم ان تقروا بکفره فان التکفیر بمنزلة الوسم من دابة الارض فیقال فی جواب هذا المعترض ان المراد من الوسم اظهار کفر کافر وایمان مؤمن فهذا الاظهار علی نوعین قد یکون بالاقوال وقد یکون بالافعال ونتائجها وقد جرت سنة الله انه قد یجعل الکافرین والفاسقین علة موجبة لظهور انوار ایمان انبیاءه واولیاءه الا تری الی سیدنا ونبینا محمد المصطفی صلعم کیف کانت

۱۲۴

الكافرين، وتشهد أن دين الإسلام حق، حتى إنها تقتل إبليس وتمزّقه، وبعض الأحاديث يدل على أنها امرأة كافرة خادمة للشيطان وجسّاسة للدجّال وليس فيها خير؛ فلا يمكن التوفيق بينهما إلا أن نقول إن المراد من دابة الأرض علماء السوء الذين يشهدون بأقوالهم أن الرسول حق والقرآن حق، ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجّال، كأن وجودهم من الجزئين.. جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر، أقوالهم كأقوال المؤمنين، وأفعالهم كأفعال الكافرين. فأخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أنهم يكثرون في آخر الزمان، وسُمُّوا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض، وما أرادوا أن يُرفعوا إلى السماء، واطمأنوا بالدنيا وشهواتها، وما بقي لهم قلب كالإنسان، واجتمعت فيهم عادات السباع والخنازير والكلاب. تراهم مستكبرين متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومسّوها، ولم تخرج أرجلهم من الأرض من شدة انتكاسهم إلى الدنيا، فهم كالذي شُدِّدَ أَسْرُه وكالمسجونين. يكلّمون الناس من الإست لا من الأفواه، يعني ولا تجد في كلماتهم طهارة وبركة واستقامة ونورانية ككلمات الصالحين.☆

﴿۸۲﴾ ☆ قال قائل لو كان هذا هو الحق.. أن دابّة الأرض هي طائفة علماء هذا الزمان، فيلزم أن يكون تكفيرهم حقًّا وصدقا، فإن من شأن دابة الأرض أنها تسِم المؤمن والكافر، فمن جعله الدابةُ كافرا(يُشير المعترض إلينا) فعليكم أن تقرّوا بكفره، فإن التكفير بمنزلة الوسم من دابّة الأرض. فيُقال في جواب هذا المعترض إن المراد من الوسم إظهارُ كفر كافر وإيمان مؤمن، فهذا الإظهار على نوعين قد يكون بالأقوال وقد يكون بالأفعال ونتائجها. وقد جرت سُنة الله أنه قد يجعل الكافرين والفاسقين علّةً موجبة لظهور أنوار إيمان أنبيائه وأوليائه، ألا ترى إلى سيدنا ونبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-v2.pdf

١٤٢

کے لیے بھی جو علمی ترقی چاہتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھیں۔ جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کریں۔ اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کرکے فائدہ پہنچائے۔

قرآن شریف ایک دینی سمندر ہے جس کی تہہ میں بڑے بڑے نایاب اور بےبہا گوہر موجود ہیں جب تم کسی عیسائی سے ملو گے، تو دیکھو گے کہ ان میں خالوں اور مٹنے والوں کی طرح دیانت مفقود نظر آئے گی یُوں تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے ترجمہ سے واقف ہیں۔ مگر اُنھوں نے مشق تو کی ہے لیکن ان میں رُوحانیت نہیں ہے اور اس کا ہمیں بارہا تجربہ ہوا ہے۔ جب اُن کو بلایا گیا، تو اُنھوں نے گریز کی ہے۔ اگر واقعی اُن میں رُوحانیت ہے اگر واقعی ان کی معرفت اور علم یقین کے درجہ تک پہنچا ہوا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وُہ گریز کرتے ہیں؟

لاہور کے بشپ کا فرار

دیکھو لاہور کے بشپ صاحب نے لاہور میں بڑے اہم مضامین پر لیکچر دیئے اور اپنی قرآن دانی اور حدیث دانی کے ثبوت کے لیے بڑی کوشش کی لیکن جب ہم نے دعوت کی تو باوجود یکہ پادری تیرنے بھی اس کو شرمندگی دلائی، مگر وُہ صرف یہ کہکر کہ ہمارا دشمن ہے مقابلہ سے بھاگ گیا۔ ہم کو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بشپ صاحب تو مسیح کی تعلیم کا کامل نمونہ ہونا چاہیے تھا۔ اور اپنے دشمنوں کو پیار کرو پر ان کا پُورا عمل ہوتا۔ اگر میں اُن کا دشمن بھی ہوتا؛ حالانکہ میں سچ کہتا ہوں۔ اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نوعِ انسان کا سب سے بڑھ کر خیرخواہ اور دوست میں ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں اُن تعلیمات کا دشمن ہوں جو انسان کی رُوحانی دشمن ہیں اور اس کی نجات کی دشمن ہیں۔ غرض بشپ صاحب کو کئی بار اخباروں نے اس معاملہ میں شرمندہ کیا، مگر وہ سامنے نہ آئے۔ عیسائیوں کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو سادہ دیکھتے ہیں تو چھوٹا ہے تو بیٹا بنا کر، اور بڑا ہے تو باپ بنا کر اندر داخل ہوتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ اگر وہ حالات سے واقف ہے تو پھر اس سے بُغض کرتے ہیں۔ اس لیے کہ جب خدا سے تعلق توڑ بیٹھے ہیں تو مخلوق سے سچی ہمدردی کیونکر پیدا ہو۔ مگر ہماری جماعت خاص ہے اس کو عام مسلمانوں کی طرح نہ سمجھیں۔

دآبۃ الارض

یہ مسلمان دابۃ الارض ہیں اور اس لیے اس کے مخالف ہیں جو آسمان سے آتا ہے۔ جو زمینی بات کرتا ہے وُہ دابۃ الارض ہے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ رُوحانی اُمور کو زمینی دریافت کرتے ہیں جن میں مناسبت ہو اور چونکہ ان میں مناسبت نہ تھی اس لیے اُنھوں نے عصائے دین کو کھا لیا۔ جیسے سلیمانؑ کے عصا کو کھا لیا تھا۔ اور اس سے آگے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ جب جنّوں کو یہ پتہ لگا تو اُنھوں نے سرکشی اختیار کی۔ اسی طرح پر جب عیسائی قوم نے جب اسلام کی یہ حالت دیکھی یعنی اس دابۃ الارض نے اس عصائے رُوحانی کو کمزور کر دیا تو ان قوموں کو اس پر وار کرنے کا موقع مل گیا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے لیکن زمینی علوم وفنون کے ذریعہ سے منکرین
اسلام کو لاجواب کرتے ہیں اور اپنا علم کلام اور طریق مناظرہ تائید دین کی راہ میں خرچ کر کے
بجان ودل خدمت شریعت غرّا بجالاتے ہیں۔ سو وہ چونکہ درحقیقت زمینی ہیں آسمانی نہیں۔
«۵۰۳» اور آسمانی روح کامل طور پر اپنے اندر نہیں رکھتے اس لئے دآبۃ الارض کہلاتے ہیں اور چونکہ
کامل تزکیہ نہیں رکھتے اور نہ کامل وفاداری۔ اس لئے چہرہ اُن کا انسانوں کا ہے مگر بعض اعضاء
اُن کے بعض دوسرے حیوانات سے مشابہ ہیں۔ اسی کی طرف اللہ جلّ شانُہٗ اشارہ فرماتا ہے
وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ
كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ[1] یعنی جب ایسے دن آئیں گے جو کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا
وقت مقدّر قریب آجائے گا تو ہم ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین میں سے نکالیں گے وہ گروہ
متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں
گے جن کو علم کلام اور فلسفہ میں ید طولیٰ ہوگا۔ وہ جابجا اسلام کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں
گے اور اسلام کی سچائیوں کو استدلالی طور پر مشارق مغارب میں پھیلائیں گے اور اس جگہ
اَخْرَجْنَا کا لفظ اس وجہ سے اختیار کیا کہ آخری زمانہ میں اُن کا خروج ہوگا نہ حدوث یعنی
تخمی طور پر یا کم مقدار کے طور پر تو پہلے ہی سے تھوڑے بہت ہر یک زمانہ میں وہ پائے
«۵۰۴» جائیں گے لیکن آخری زمانہ میں بکثرت اور نیز اپنے کمال لائق کے ساتھ پیدا ہوں گے
اور حمایت اسلام میں جابجا واعظین کے منصب پر کھڑے ہو جائیں گے اور شمار میں بہت
بڑھ جائیں گے۔

واضح ہو کہ یہ خروج کا لفظ قرآن شریف میں دوسرے پیرایہ میں یاجوج ماجوج کے لئے بھی آیا ہے اور دخان کے لئے بھی قرآن شریف میں ایسا ہی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنوں کا ماحصل خروج ہی ہے اور دجّال کے لئے بھی حدیثوں میں یہی خروج کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ سو اس لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے تا اس بات کی طرف

[1] النمل: ۸۳

دجال اُسی دجّال کے رنگ میں ہو کر قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی اور ظلّی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اوّل زمانہ میں گرجا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہ اس بند سے مَخلصی پا کر عیسائیوں کے گرجا سے ہی نکلا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہو سکیں اور اُن کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی ۔جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ[1] یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو
﴿۵۰۹﴾ خدائے تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور رُوس ہیں اس لئے ہر یک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں ۔اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدائے تعالیٰ کے بھی ناشکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے ۔ ہرگز نہیں پا سکتے ۔

﴿۵۱۰﴾ ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور اُن کے خروج سے مراد وہی اُن کی کثرت ہے۔

اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

ومن اعتراضاتهم ما قيل إن بعض أجلّ مشائخهم قال إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام وسألته عن هذا الرجل (يعنى عن المؤلف) أهو كاذب أم صادق؟ فقال صادق ومن عند الله، ولكن الله يمازحه.☆ أما الجواب فاعلم أن ذلك الشيخ قد أرسل إليّ رسولين من عنده، كان اسم أحدهما الخليفة عبد اللطيف، واسم الثاني الخليفة عبد الله العرب، فجاءا ﴿۸۷﴾ إليّ في مقام فيروزفور وقالا قد أرسلَنا إليك شيخنا صاحب العَلم يقول إني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واستفسرته في أمرك وقلت بيّنْ لي يا رسول الله أهو كاذب مفترى أم صادق؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم **إنه صادق ومن عند الله. فعرفتُ أنك على حق مبين**. وبعد

☆اسم هذا الشيخ: پير صاحب العَلَم، ويسكن في بعض بلاد السندھ. وسمعت أنه من مشاهير مشائخ تلك البلاد وجماعةُ مبايعيه قريب من مئة ألف أو يزيدون. منه

بقية الحاشية

عداوة أبي جهل وأمثاله موجبةً لإنارة صدقه وضياء إيمانه؟ ولو لم يكن أبو جهل وإخوانه من المعادين لبقي كثير من أنوار الصدق المحمّدي في مكمن الاختفاء، فإذا أراد الله أن يُظهر صدق نبيه صلعم بين الناس فجعل له الحاسدين المعاندين المعادين في الأرض كأبي جهل وشياطين آخرين، فمكروا كل المكر وآذوا كل الإيذاء، وسعوا لإطفاء أنوار نزلت من السماء، فعجزوا عن ذلك، وجاء الحق وزهق الباطل، وظهر أمر الله ولو كانوا كارهين فجاز أن يُقال إن أبا جهل وأمثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفى وإيمانه الطيب وأنواره العليا. فكذلك نقول إن دابّة الأرض التي هي خادمة الشيطان.. أعني التي تتكلم بالإست لا بالفم كالصالحين من نوع الإنسان.. هي تسم المؤمن بمعنى أنها تُظهر أنوار إيمانه كما أظهر أبو جهل أنوار إيمان خاتم النبيّين. فتفكرْ ولا تكن كالمعتوه والمجانين. منه

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

الكافرين، وتشهد أن دين الإسلام حق، حتى إنها تقتل إبليس وتمزّقه، وبعض الأحاديث يدل على أنها امرأة كافرة خادمة للشيطان وجسّاسة للدجّال وليس فيها خير؛ فلا يمكن التوفيق بينهما إلا أن نقول إن المراد من دابة الأرض علماء السوء الذين يشهدون بأقوالهم أن الرسول حق والقرآن حق، ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجّال، كأن وجودهم من الجزئين.. جزء مع الإسلام وجزء مع الكفر، أقوالهم كأقوال المؤمنين، وأفعالهم كأفعال الكافرين. فأخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن أنهم يكثرون في آخر الزمان، وسُمُّوا دابة الأرض لأنهم أخلدوا إلى الأرض، وما أرادوا أن يُرفعوا إلى السماء، واطمأنوا بالدنيا وشهواتها، وما بقي لهم قلب كالإنسان، واجتمعت فيهم عادات السباع والخنازير والكلاب. تراهم مستكبرين متبخترين كأنهم بلغوا السماء ومسّوها، ولم تخرج أرجلهم من الأرض من شدة انتكاسهم إلى الدنيا، فهم كالذى شُدّدَ أسْرُه وكالمسجونين. يكلّمون الناس من الإست لا من الأفواه، يعني ولا تجد في كلماتهم طهارة وبركة واستقامة ونورانية ككلمات الصالحين.☆

﴿۸۲﴾ ☆ قال قائل لو كان هذا هو الحق.. أن دابّة الأرض هي طائفة علماء هذا الزمان، فيلزم أن يكون تكفيرهم حقًّا وصدقا، فإن من شأن دابة الأرض أنها تسِم المؤمن والكافر، فمن جعله الدابةُ كافرا (يُشير المعترض إلينا) فعليكم أن تقرّوا بكفره، فإن التكفير بمنزلة الوسم من دابّة الأرض. فيُقال في جواب هذا المعترض إن المراد من الوسم إظهارُ كفرِ كافر وإيمان مؤمن، فهذا الإظهار على نوعين قد يكون بالأقوال وقد يكون بالأفعال ونتائجها. وقد جرت سُنة الله أنه قد يجعل الكافرين والفاسقين علّةً موجبة لظهور أنوار إيمان أنبيائه وأوليائه، ألا ترى إلى سيدنا ونبينا محمد المصطفى صلعم كيف كانت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

علـى صـدقـه، فـكيف يـمـكن أن يبقى كافر على وجه الأرض بعد رؤية هذه الآيات العـظـيـمة، أو يبقى شك في الله وفي يوم الساعة؟ فإن العلوم الحسّية البديهة شيء يقبله كافر ومؤمن، ولا يختلف فيه أحد من الذين أُعطوا قوى الإنسانية؛ مثلًا إذا كان النـهـار مـوجـودًا والشـمـس طـالـعة والناس مستيقظين فلا يُنكره أحد من الكافرين والمؤمنين. فـكـذلك إذا رُفـعـت الحجب كلها، وتواترت الشهادات، وتظاهرت الآيـات، وظهـرت الـمخفيّات، وتـنـزلت الملائكة، وسُمعتْ أصوات السماء، فأي تـفـاوُت بـقـيـت بين تلك الأيام وبين يوم القيامة، وأي مفرّ بقي للمنكرين؟ فلزم من ذلك أن يُسلِم الكفار كلهم في تلك الأيام، ولا يبقى لهم شك في الساعة؛ ولكن الـقـرآن قـد قـال غيـر مـرة إن الكفار يبقون على كفرهم إلى يوم القيامة، ويبقون في مِريتهم وشكّهم في الساعة حتى تأتيهم الساعة بغتة وهم لا يشعرون. ولفظ "البغتة" تـدل بدلالة واضحة على أن العلامات القطعية التي لا تبقى شك بعده، على وقوع
﴿۸۵﴾ الـقـيـامة لا تـظهر أبدا، ولا تجليها الـلّـه بـحـيـث تُـرفع الحجب كلّها وتـكون تلك الأمـارات مـرآة يقينية لرؤية القيامة، بل يبقى الأمر نظريا إلى يوم القيامة، والأمارات تـظهـر كـلـهـا ولـكـن لا كـالأمر البديهي الذي لا مفر من قبوله، بل كأمور ينتفع منها الـعـاقـلـون، ولا يـمسّـهـا الـجـاهـلـون المتعصبون، فتدبَّرْ في هذا المقام فإنه تبصرة للمُتدبّرين.

وأنت تعلم أن هذه الأنباء كلها.. كخروج دابّة الأرض ويأجوج ومأجوج وغيـرهـا، قـد اخـتـلـفت الآثار في تبيينها، ولم تُبيَّن على نهج واحد، حتى إن بعض الـصـحـابة زعـمـوا أن دآبّة الأرض عليٌّ رضي الله عنه، فقيل له إن الناس يظنون

أنک أنت دآبّة الأرض ، فقال ألا تعلمون أنه إنسان ومعه لوازم بعض الحيوانات ، ولها وبر و ريش ، وشيء فيه كالطير ، وشيء فيه كالسباع ، وشيء فيه كالبهائم ، وهو يسعٰى كمثل فرس ضليع ثلاث مرة ولم يخرج إلا أقلّ من ثلثيه ، وما أنا إلا إنسان بحتٌ ليس علٰى جلدى وبر ولا ريش .. فكيف أكون دآبّة الأرض؟ وقال بعض الناس إن دآبة الأرض التى ذكره القرآن هو اسم الجنس لا اسم شخص معين ، فإذا انشقت الأرض فيخرج منه ألوف من دوآبّ الأرض سُمى كل واحد منها دآبّة الأرض .. لهم صور كصور الإنسان وأبدان كأبدان السباع والكلاب والبهائم . وقيل إنها حيوان لها عنق طويلة .. يراها المغربى كما يراها المشرقى ، ولها مناقير الطيور ، وهى حيوان أصوف ذاتُ زَغَبٍ وذات وبر وريش ، وفيها من كل لونٍ من ألوان الدواب ، ولها أربع قوائم ، وفيها من كل أُمّةٍ سِيْمَى ، وسيماها من هذه الأمة أنها تكلّم الناسَ بلسان عربى مبين ، تكلّمهم بكلامهم . هذا قول ابن عباس . وجاء من أبى هريرة أنها ذات عَصَبٍ وريش ، وأن فيها من كل لونٍ ، ما بين قرنيها فرسخ للراكب المُجِدّ . وعن ابن عمر قال إنها زَغْباءُ ذات وبر وريش . وعن حذيفة قال إنها سَلَمْعَةٌ ذات وبر وريش ، لن يدركها طالب ولا يفوتها هارب . وعن عمرو بن العاص قال إنها حيوان طويل القامة ، رأسه يبلغ السماء ويمسّها ولم يخرج رجلاه من الأرض ، وإنها لتخرج كجرى الفرس ثلاثة أيام لم يخرج ثلثاوعن ابن زبير قال هى دآبة رأسها كرأس البقر ، وعينها كعين الخنزير ، وأذنها كأذن الفيل ، وقرنها كقرن الأيّل ، وعنقها كعنق النعامة ، وصدرها كصدر الأسد ، ولونها كلون النمر ، وخاصرها كخاصر السنور ، وذنبها

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

كذنب المعيز، وأرجلها كقوائم الإبل، وما بين مفصليها اثنا عشر ذراعا. وعن عاصم بن حبيب بن اصبهان قال رأيت عليًّا يقول إن دآبة الأرض تأكل بفيها وتتكلم مِن إسْتها. وجاء في بعض الأحاديث أنها تخرج ويكون معها عصا موسى وخاتم سليمان بن داوٗد، وينادي بأعلى صوت أن الناس كانوا بآياتنا غافلين، وتسِم المؤمن والكافر.. أما المؤمن فيبرق وجهه بعد الوسم كالكوكب الدرّي، وتكتب ﴿۸۲﴾ الدابة ما بين عينيه لفظ المؤمن، وأما الكافر فتكتب ما بين عينيه لفظ الكافر كنقطة سوداء. وجاء في رواية أن لها صوتا عالٍ يسمعها كل من هو في الخافقين، وهي تقتل إبليس وتمزّقه. وفي مواضع خروجها وأزمنة ظهورها اختلافات عجيبة تركنا ذكرها اجتنابا من طول الكلام. وقالوا إنها تخرج في زمان واحد من أمكنة متعددة.. تخرج من أرض مكة، وتخرج من أرض المدينة، وتخرج من أرض اليمن، فيُرى صورته في الأمكنة المختلفة بطور خرق العادة في الصور المثالية. فمن هٰهنا يثبت عالم المثال. وأعجبني أن علماء نا قد جوّزوا هذه الصور المثالية في خروج دابّة الأرض، وقالوا إن لها تكون قدرةٌ على كونها موجودة في المشرق والمغرب في آن واحد، وهم لا يجوّزون هذه القدرة للملائكة، ويقولون إنهم إذا نزلوا من السماء فلا بد من أن تبقى السماوات خالية منهم، وإنْ هذا إلا حمق مبين.

هذا ما جاء في حال دابة الأرض في كتب الأحاديث مع اختلافات وتناقضات حتى إن أكثر الصحابة ظنوا أنه إنسان فقط، ولأجل ذلك حسبوا أن عليًّا هو دابة الأرض. ومن أعجب العجائب أن بعض الأحاديث تدل على أن دابة الأرض مؤمنة تؤيّد المؤمنين وتخزى

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

انک انت دآبّة الأرض، فقال ألا تعلمون أنه إنسان ومعه لوازم بعض الحيوانات، ولها وبر و ريش، وشيء فيه كالطير، وشيء فيه كالسباع، وشيء فيه كالبهائم، وهو يسعى كمثل فرس ضليع ثلاث مرة ولم يخرج إلا أقلّ من ثلثيه، وما أنا إلا إنسان بحتٌ ليس علٰى جلدي وبر ولا ريش.. فكيف أكون دآبّة الأرض؟ وقال بعض الناس إن دآبة الأرض التي ذكره القرآن هو اسم الجنس لا اسم شخص معين، فإذا انشقت الأرض فيخرج منه ألوف من دوآبّ الأرض سُمي كل واحد منها دآبّة الأرض.. لهم صور كصور الإنسان وأبدان كأبدان السباع والكلاب والبهائم. وقيل إنها حيوان لها عنق طويلة.. يراها المغربي كما يراها المشرقي، ولها مناقير الطيور، وهي حيوان أصوف ذاتُ زَغَبٍ وذات وبر وريش، وفيها من كل لونٍ من ألوان الدواب، ولها أربع قوائم، وفيها من كل أُمّةٍ سِيْمَى، وسيماها من هذه الأمة أنها تكلّم الناسَ بلسان عربي مبين، تكلّمهم بكلامهم. هذا قول ابن عباس. وجاء من أبي هريرة أنها ذات عَصَبٍ وريش، وأن فيها من كل لونٍ، ما بين قرنيها فرسخ للراكب المُجِدّ. وعن ابن عمر قال إنها زَغْباءُ ذات وبر وريش. وعن حذيفة قال إنها سَلَـمْعَةٌ ذات وبر وريش، لن يدركها طالب ولا يفوتها هارب. وعن عمرو بن العاص قال إنها حيوان طويل القامة، رأسه يبلغ السماء ويمسّها ولم يخرج رجلاه من الأرض، وإنها لتخرج كجري الفرس ثلاثة أيام لم يخرج ثلثاوعن ابن زبير قال هي دآبة رأسها كرأس البقر، وعينها كعين الخنزير، وأذنها كأذن الفيل، وقرنها كقرن الأيّل، وعنقها كعنق النعامة، وصدرها كصدر الأسد، ولونها كلون النمر، وخاصرها كخاصر السنور، وذنبها

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

كذنب المعيز، وأرجلها كقوائم الإبل، وما بين مفصليها اثنا عشر ذراعا. وعن عاصم بن حبيب بن اصبهان قال رأيت عليًّا يقول إن دآبة الأرض تأكل بفيها وتتكلم مِن إسْتها. وجاء في بعض الأحاديث أنها تخرج ويكون معها عصا موسى وخاتم سليمان بن داوٗد، وينادى بأعلٰى صوت أن الناس كانوا بآياتنا غافلين، وتسِم المؤمن والكافر.. أما المؤمن فيبرق وجهه بعد الوسم كالكوكب الدرّى، وتكتب الدابة ما بين عينيه لفظ المؤمن، وأما الكافر فتكتب ما بين عينيه لفظ الكافر كنقطة سوداء. وجاء في رواية أن لها صوتا عالٍ يسمعها كل من هو في الخافقين، وهي تقتل إبليس وتمزّقه. وفي مواضع خروجها وأزمنة ظهورها اختلافات عجيبة تركنا ذكرها اجتنابا من طول الكلام. وقالوا إنها تخرج في زمان واحد من أمكنة متعددة.. تخرج من أرض مكة، وتخرج من أرض المدينة، وتخرج من أرض ﴿۸۲﴾ اليمن، فيُرى صورته في الأمكنة المختلفة بطور خرق العادة في الصور المثالية. فمن ههنا يثبت عالم المثال. وأعجبني أن علماء نا قد جوّزوا هذه الصور المثالية في خروج دابّة الأرض، وقالوا إن لها تكون قدرةٌ على كونها موجودة في المشرق والمغرب في آن واحد، وهم لا يجوّزون هذه القدرة للملائكة، ويقولون إنهم إذا نزلوا من السماء فلا بد من أن تبقى السماوات خالية منهم، وإنْ هذا إلا حمق مبين.

هذا ما جاء في حال دابة الأرض في كتب الأحاديث مع اختلافات وتناقضات حتى إن أكثر الصحابة ظنوا أنه إنسان فقط، ولأجل ذلك حسبوا أن عليًّا هو دابة الأرض. ومن أعجب العجائب أن بعض الأحاديث تدل على أن دابة الأرض مؤمنة تؤيّد المؤمنين وتخزى

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

ومن اعتراضاتهم ما قيل إن بعض أجلّ مشائخهم قال إنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المنام وسألته عن هذا الرجل (يعنى عن المؤلف) أهو كاذب أم صادق؟ فقال صادق ومن عند الله ، ولكن الله يمازحه.☆ **أما الجواب** فاعلم أن ذلك الشيخ قد أرسل إلىّ رسولين من عنده، كان اسم

﴿۸۷﴾ أحدهما الخليفة **عبد اللطيف** ، واسم الثانى الخليفة **عبد الله العرب** ، فجاءا إلىّ فى مقام فيروزفور وقالا قد أرسلنا إليک شيخنا **صاحب العَلم** يقول إنى رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم واستفسرته فى أمرک وقلت بيّنْ لى يا رسول الله أهو كاذب مفترى أم صادق؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم **إنه صادق ومن عند الله. فعرفتُ أنک على حق مبين**. وبعد

☆اسم هذا الشيخ :پير صاحب العَلَم، ويسكن فى بعض بلاد السندھ .وسمعت أنه من مشاهير مشائخ تلک البلاد وجماعةُ مبايعيه قريب من مئة ألف أو يزيدون .منه

بقية الحاشية

عداوة أبى جهل وأمثاله موجبةً لإنارة صدقه وضياء إيمانه؟ ولو لم يكن أبو جهل وإخوانه من المعادين لبقى كثير من أنوار الصدق المحمّدى فى مكمن الاختفاء ، فإذا أراد الله أن يُظهر صدق نبيه صلعم بين الناس فجعل له الحاسدين المعاندين المعادين فى الأرض كأبى جهل وشياطين آخرين، فمكروا كل المكر وآذوا كل الإيذاء ، وسعوا لإطفاء أنوار نزلت من السماء ، فعجزوا عن ذلک، وجاء الحق وزهق الباطل، وظهر أمر الله ولو كانوا كارهين فجاز أن يُقال إن أبا جهل وأمثاله كانوا سببا لظهور صدق المصطفٰى وإيمانه الطيب وأنواره العليا، فكذلک نقول إن دابّة الأرض التى هى خادمة الشيطان. أعنى التى تتكلم بالإست لا بالفم كالصالحين من نوع الإنسان.. هى تسم المؤمن بمعنى أنها تُظهر أنوار إيمانه كما أظهر أبو جهل أنوار إيمان خاتم النبيّين. فتفكرْ ولا تكن كالمعتوه والمجانين. منه

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

72۔ سر سید احمد خان "تعریف/مخالفت"

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۲ | ۵۸ | سراج منیر

اپنی تحریروں اور چھپی ہوئی کتابوں کے ذریعہ سے مخالفوں اور موافقوں میں پیش از وقت شائع کر
دیا ہو اور اپنی عظمت میں میری پیشگوئیوں کے مساوی ہوں اس زمانہ میں دکھاویں جن میں الٰہی ﴿۵۰﴾
قوت محسوس ہو تب بھی میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔ اور قسم کیلئے ضروری ہوگا کہ جو صاحب قسم کھانے پر
آمادہ ہوں وہ قادیان میں آ کر میرے روبرو قسم کھاویں میں کسی کے پاس نہیں جاؤں گا یہ دین کا
کام ہے پس جو لوگ باوجود مولویت کی لاف کے اس میں سستی کریں تو خود کاذب ٹھہریں گے
اگر میرے جیسے شخص کو جس کا نام دجّال رکھتے ہیں مغلوب کر لیں تو گویا تمام دنیا کو بدی سے
چھڑائیں گے اور قسم کے وقت یہ شرط نہایت ضروری ہوگی کہ میں ان کی قسم سے پہلے پورے دو
گھنٹے تک عام جلسہ میں ان پیشگوئیوں کی سچائی کے دلائل ان کے سامنے بیان کروں گا تا وہ جلدی
کر کے ہلاک نہ ہو جائیں اور نیز ان پر حجت پوری ہو اور ان کا حق نہیں ہوگا کہ بجز قسم کھانے کے
ایک کلمہ بھی منہ پر لائیں خاموشی سے دو گھنٹے تک میرے بیان کو سنیں گے پھر حسب نمونہ مذکورہ قسم
کھا کر اپنے گھروں میں جائیں گے اور یاد رہے کہ میں نے سیّد احمد خان صاحب کا نام منکرین
کی مد میں اس لئے لکھا ہے کہ ان کو خدا کے اس الہام بلکہ وحی سے بھی انکار ہے جو خدا سے نازل
ہوتی اور علم غیب کی عظمت اپنے اندر رکھتی ہے چونکہ وہ بھی اب عمر کی منزل کو طے کر چکے ہیں میں
نہیں چاہتا کہ وہ یورپ کے کورانہ خیالات کی پیروی کر کے اس غلطی کو قبر میں لیجائیں اب گو وہ
متوجہ نہ ہوں اور اس بات کو ٹھٹھے میں اڑائیں مگر میں نے تو جو تبلیغ کرنی تھی وہ کر چکا ہوں میں
ڈرتا ہوں کہ میں پوچھا نہ جاؤں کہ ایک بندہ گم شدہ کو تم نے کیوں تبلیغ نہ کی۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ ہر دفع عذاب اور موت کی پیشگوئیاں کیوں کی جاتی ہیں یہ نادان نہیں
جانتے کہ ہر ایک نبی انذاری پیشگوئیاں کرتا رہا ہے اگر یہ روا نہیں ہے تو اس کے کیا معنے ہیں کہ
مسیح موعود کے دم سے مخالف مریں گے۔

غرض یہ نو صاحب ہیں جو قسم کھانے کیلئے منتخب کئے گئے ہیں کیونکہ ہر ایک ان میں سے
ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا ہے پس اس کے ساتھ فیصلہ کرنے سے جماعت کا فیصلہ
خود ضمناً ہو جائے گا۔ قسم کا یہی مضمون ہوگا کہ یہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اور پہلے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۵ ۴۶۷ تریاق القلوب

اور ثابت قدمی اور روحانی زندگی اور استقامت اور اخلاق نبوت عطا کرتا ہے۔ اس لئے وہ معمولی دنیاداروں کی طرح اس مالی صدمہ کی برداشت نہ کر سکے اور اسی غم سے دن بدن کوفتہ ہو کر ان کی رُوح تحلیل ہوتی گئی یہاں تک کہ یہ مردار دنیا جس کو وہ بڑا مدعا سمجھتے تھے ایک دم میں ان سے جدا ہو گیا گویا وہ کبھی دنیا میں نہیں آئے تھے مگر افسوس یہ ہے کہ جیسا کہ غموم اور صدمہ مالی کے وقت میں دلی کمزوری ان سے ظہور میں آئی اور اس مصیبت سے غشی بھی ہو گئی اور آخر اسی میں انتقال فرما گئے۔ ایسا ہی دوسرے پہلو کی وجہ سے یعنی جب اُن کو دنیا کی عزت اور مرتبت اور عروج اور ناموری حاصل ہوئی تو ان ایام میں بھی ان سے اس دوسرے رنگ میں سخت کمزوری ظہور میں آئی ان کے وقت میں خدا نے یہ آسمانی سلسلہ پیدا کیا مگر اُنہوں نے اپنی دنیوی عزت کی وجہ سے اِس سلسلہ کو ایک ذرہ عظمت کی نظر سے نہیں دیکھا بلکہ اپنے ایک خط میں کسی اپنے روآشنا کو لکھا کہ یہ شخص جو ایسا دعویٰ کرتا ہے بالکل ہیچ ہے اور اس کی تمام کتابیں لغو اور بے سود اور باطل ہیں اور اس کی تمام باتیں ناراستی سے بھری ہوئی ہیں۔ حالانکہ سرسیّد صاحب اس بات سے بکلّی محروم رہے کہ کبھی میرے کسی چھوٹے سے رسالہ کو بھی اوّل سے آخر تک دیکھیں وہ غصے کے وقت میں دنیوی رعونت سے ایسے مدہوش تھے کہ ہر ایک کو اپنے پیروں کے نیچے کچلتے تھے اور یہ دکھلاتے تھے کہ گویا ان کو دنیوی حیثیت کے رُو سے ایسا عروج ہے کہ ان کا کوئی بھی ثانی نہیں۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اکثر ان کا شیوہ تھا۔ جب میں ایک دفعہ علی گڈھ میں گیا تو مجھ سے بھی اسی رعونت کی وجہ سے جس کا محکم پودہ ان کے دل میں مستحکم ہو چکا تھا ہنسی ٹھٹھا کیا اور یہ کہا کہ ''آؤ میں مرید بنتا ہوں اور آپ مرشد بنیں اور حیدرآباد میں چلیں اور کچھ جھوٹی کرامات

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

دکھائیں اور میں تعریف کرتا پھروں گا تب ریاست اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ دے دے گی اس میں دو حصے میرے اور ایک حصہ آپ کا ہوا۔'' گویا اس تقریر میں وہ ٹھگ جو سادھو کہلاتے ہیں مجھے قرار دیا۔ ایسا ہی اور کئی باتیں تھیں جن کا اب اُن کی وفات کے بعد لکھنا بے فائدہ ہے۔ اس قدر تحریر سے ﴿۱۵۱﴾
غرض یہ ہے کہ اس پہلو کی کمزوری بھی ان میں موجود تھی جو دولت اور عزت اور ناموری تک پہنچ کر تکبر اور نخوت اور رعونت اور خود پسندی کے رنگ میں ظہور میں آتی ہے اور یہ اُن کا قصور نہیں ہے بلکہ ہر ایک دنیا دار کا یہی حال ہے کہ وہ دو قسم کی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے مثلاً ایک شخص جو مولوی کے خطاب سے مشہور ہے وہ اپنے تئیں مولوی کہلا کر نہیں چاہتا کہ دوسرے کا عزت سے نام بھی لے بلکہ اس کی بڑی مہربانی ہوگی اگر وہ دوسرے کو منشی بھی کہہ دے۔ بہت سے دولتمند رئیس یا مسلمان حکام ہیں وہ اس بات کو اپنے لئے سخت عار سمجھتے ہیں کہ کسی السلام علیکم کا جواب دیں اور اگر کوئی السلام علیکم کہے تو بہت بُرا مانتے ہیں اور اگر ممکن ہو تو سزا دے دیں۔ یہ تمام کمزوری کے طریق ہیں اور اس کو چراغ نبوت سے روشنی لینے والے اخلاقی کمزوری سے نامزد کرتے ہیں غرض سید احمد خاں صاحب کی موت بھی آخر کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ خدا اُن پر رحم کرے۔

اب ہم اس اشتہار مورخہ ۱۲؍ مارچ ۱۸۹۷ء کو جس میں سید احمد خاں صاحب کی موت کی نسبت پیشگوئی ہے بعینہٖ اس جگہ درج کر دیتے ہیں اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے اور ہم بہت سے لوگوں کو قبل از وقت زبانی کہہ چکے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے معلوم کرا دیا ہے کہ اب عنقریب سیّد صاحب فوت ہو جائیں گے اور اشتہار ۲۰؍ فروری ۱۸۸۶ء

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

تضاد:

﴿۹﴾ کچھ اور ہوں۔ پس کیا نیک دل اور دانشمند انسان ایک دم کے لئے بھی ایسے شریر کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کے لئے یہ بات نہایت اطمینان بخش ہے کہ میری جماعت کے لوگ جاہل، وحشی، اوباش، بدمعاش اور بدرویہ لوگ نہیں ہیں بلکہ وہ ایسے نیک انسان اور نیک چلنی میں شہرت یافتہ ہیں جو کئی ان میں سے گورنمنٹ کی نظر میں نیک چلنی اور نیک مزاجی اور پاک دلی اور خیر خواہی سرکار میں مسلّم ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے معزز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ سرسیّد احمد خاں صاحب کے۔ سی۔ ایس۔ آئی نے جو اپنے آخری وقت میں یعنی موت سے تھوڑے دن پہلے میری نسبت ایک شہادت شائع کی ہے۔ اس سے گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ اس دانا اور مردم شناس شخص نے میرے طریق اور رویّہ کو بدل پسند کیا ہے چنانچہ حاشیہ میں ان کے کلمات کو درج کرتا ہوں ☆ ۔

☆ ”مرزا غلام احمد صاحب قادیانی“

مرزا صاحب نے جو اشتہار ۲۵؍ جون ۱۸۹۷ء کو جاری کیا ہے اُس اشتہار میں مرزا صاحب نے ایک نہایت عمدہ فقرہ گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور وفاداری کی نسبت لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک ہر ایک مسلمان کو جو گورنمنٹ انگریزی کی رعیت ہے ایسا ہی ہونا چاہیے جیسا مرزا صاحب نے لکھا ہے۔ اس لئے ہم اُس فقرہ کو اپنے اخبار میں چھاپتے ہیں۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ”گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقائق بجائے خود ہیں مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔

اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی بلکہ میں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خداتعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لئے بالواسطہ خداتعالیٰ کی پناہ ہے اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خداتعالیٰ نے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

﴿۵۴﴾ اب انجمن نے جواب سے منہ پھیر کر اور ایک دوسرا پہلو اختیار کر کے دکھا دیا کہ یہ گمان ان کا ٹھیک ہے اور انجمن کے حامی جیسا کہ پیسہ اخبار اور پنجاب ابزرور زور سے کہتے ہیں کہ ردّ کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی پہلی کتابیں بہت ہیں۔ اب وہی بات ہوئی جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ[1]

اب کیا انجمن اس صورت میں جو میموریل کا نشانہ خالی جائے یا ادھورا رہے اس دوسرے پہلو کو اختیار کر سکتی ہے کہ ردّ لکھا جائے اور ایسے ارادے کو پیسہ اخبار یا ابزرور وغیرہ اخباروں میں شائع کر سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ اب اہل اسلام دیکھ لیں کہ اس انجمن کی شتاب کاری سے کس قدر اسلام کی حقیقی کارروائی کو ضرر پہنچا ہے اور کیسے اسلام کی مدافعت میں حرج واقع ہوا ہے۔

سرسیّد احمد خان بالقابہ کیسا بہادر اور زیرک اور ان کاموں میں فراست رکھنے والا آدمی تھا انہوں نے آخری وقت میں بھی اس کتاب کا ردّ لکھنا بہت ضروری سمجھا اور میموریل بھیجنے کی طرف ہرگز التفات نہ کیا۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو آج وہ میری رائے کی ایسی ہی تائید کرتے جیسا کہ انہوں نے سلطان روم کے بارے میں صرف میری ہی رائے کی تائید کی تھی اور مخالفانہ راؤں کو بہت ناپسند اور قابل اعتراض قرار دیا تھا۔ اب ہم اس بزرگ پولیٹیکل مصالح شناس کو کہاں سے پیدا کریں تا وہ بھی ہم سے مل کر اس انجمن کی شتاب کاری پر رو ویں۔ سچ ہے "قدر مرداں بعد از مُردن"۔

اگر اس انجمن کی طرف سے یہ عذر پیش ہو کہ ہم اس لئے ردّ لکھنے کے مخالف ہیں کہ یہ لوگ گو کیسی ہی دریدہ دہنی سے کام لیتے ہیں مگر پھر بھی شاہی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کا ردّ لکھنا ادب کے مخالف ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ کیا مواخذہ کرنے کے لئے اور سزا دلانے کے لئے میموریل بھیجنا یہ ادب میں داخل ہے۔ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے نہایت عقلمندی اور بلند ہمتی سے یہ قانون ہر ایک کے لئے کھولا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے مذہب پر اختلاف رائے کی بنا پر حملہ کرے تو اس دوسرے شخص کا بھی اختیار ہے کہ وہ اس حملہ کی

[1] سبا: ۲۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

73۔گالی کے جواب میں خاموشی/جوابی گالی

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۹ — ۲۳۶ — مواھب الرحمٰن

آخر مِنْ کُتُبِ أُولٰی. أتکفیکَ ھذہ الشواھد أو نأتیک بأمثالِ أُخریٰ؟
از کتاب ہائے نخستین برار آیا کفایت اند ترا این گواہان یا دیگر امثال ہا بیاریم

﴿۱۸﴾ فَإِنّ فکّرتَ فیما تلوتُ علیک من الأمثال ذکرا، فستعلم أنک قد بلغت منّی
پس اگر فکر کنی در انچہ برتو خواندم از امثال برائے یاد دہانیدن۔ پس عنقریب بدانی کہ از ما عذر کامل

عُذْرا، ھذا ..وسأکشفُ علَیْکَ أمرًا لم تستطِعْ علیہ صبرا.
شنیدی۔ این است بطور مختصر و عنقریب مفصل بیان آن امری کنم کہ بر و صبر نہ کردی۔

اَلْبَیَانُ الشَّافِیْ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ وَتَفْصِیْلُ مَا أَلْجَأنی

بیان شافی درین باب و تفصیل آن امر کہ چرا برائے

إلٰی ترکِ التَّطْعِیْمِ وَالتّوکّلِ عَلٰی ربِّ الأَرْبَابِ

ترک خال زدن مضطر گردیدم و بیان توکل بر خدائے خداوندان۔

اِعلَمْ أنّ موضوعَ أمرنا ھذا ھُو الدَّعْوی الّذی عرَضتُ علی الناس، وقُلْتُ إنّی
بدان کہ موضوع این امر ما آن دعویٰ است کہ بر مردم پیش کردم و گفتم کہ من

أنا المسیح الموعود والإمام المنتظر المعھود، حکّمنی اللہ لرَفع اختلاف الأمّة،
مسیح موعود ہستم و امام منتظر معہود ہستم۔ خدا مرا حکم مقرر کردہ است برائے رفع اختلاف امت

وعَلّمنی من لدنہ لأدعو الناس علی البصیرة .فما کان جوابھم إلا السبّ و
و از جناب خود مرا تعلیم داد تا مردم را بوجہ بصیرت بخوانم۔ پس جواب اوشان بجز این ہیچ نبود کہ دشنام ہا

الشّتم والفحشاءُ، والتکفیر والتکذیب والإیذاء .وقد سبُّونی بکل سبٍّ
دادند و فحش ہا گفتند۔ وکافر گفتن و دروغگو قرار دادن و ستم کردن۔ و مرا از ہر گونہ سب و شتم یاد کردند

فما رددتُ علیھم جوابھم، وما عبأتُ بمقالھم وخطابھم، ولم یزل
پس جواب آن دشنامہا ندادم۔ و پروائے آن گفتگو و خطاب ایشان نداشتم و دشنام دادن

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۳ | ۱۱ | کتاب البریہ

میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لئے درخواست کرے تو اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی مکر کی گنجائش نہیں رہے گی۔

{۱۰} یہ بات بھی میں تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی۔ لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اس مقابلہ سے ہوتا ہے جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب مثل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام میں نے **کتاب البریت** رکھا ہے اور باایں ہمہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ **جوابی** طور پر ہیں **ابتدا** سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ **اوّل** یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پا کر اپنی روش بدلا لیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ **دوم** یہ کہ تا مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جوش میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پا کر اپنی پُر جوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھا لیں کہ اگر اس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ ان کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ انتقاموں سے دستکش رہیں میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ لیکھرام اور اندرمن

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

74۔ مقدمات پر خرچ آٹھ ہزار/ستر ہزار/سنا سنایا ہزار ہا

قول:

نبوی احمد فلکھ صدیقا کے صادق ثابت ہوتا ہے ماسوا ایک اور بات بھی ذریعہ آزمائش
صادق ہو جاتی ہے جسکو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ کبھی انسان کسی
ایسی بلا میں مبتلا ہوتا ہے کہ اسوقت بجز کذب کے اور کوئی حیلہ رہائی اور کامیابی کا اسکو
نظر نہیں آتا تب اسوقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اسکی سرشت میں صدق ہے یا کذب اور آیا
اس نازک وقت میں اسکی زبان پر صدق جاری ہوتا ہے یا اپنی جان اور آبرو اور
مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے اس قسم کے نمونے بھی عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے
ہیں جنکا مفصل بیان کرنا موجب تطویل ہے تاہم تین نمونے اس غرض سے پیش کرتا
ہوں کہ اگر راوؤں کے بار بار بھی کبھی آپکو آزمائش صدق کے موقع پیش آئے ہیں تو آپ
کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ آپ ان کو مع ثبوت ان کے ضرور شائع کریں تا معلوم ہو کہ
آپ کا صرف دعویٰ نہیں بلکہ امتحان اور بلا کے شکنجہ میں بھی اگر آپ صدق نہیں توڑا از ان
جملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ صاحب
لاہوری نے شرکاء ملکیت قادیان سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ
دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کر دیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ ان شرکاء کو ملکیت
سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہو چکی تھی
اور میرے والد صاحب نے تن تنہا مقدمات کر کے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کے
بازیافت کے لئے آٹھ ہزار کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا تھا وہ شرکاء ایک پیسہ کے بھی
شریک نہیں تھے سو ان مقدمات کے اثنا میں جب میں نے فتح کے لئے دعا کی تو یہ
الہام ہوا کہ اُجیب کُلّ دُعائک الّا فی شرکائک یعنی میں تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا مگر
شرکاء کے بارے میں نہیں سو میں نے اس الہام کو پاکر اپنے بھائی اور تمام زن و مرد و عزیزوں کو
جمع کیا جو ان میں سے بعض اب تک زندہ ہیں اور کھول کر کہہ دیا کہ شرکاء کے ساتھ مقدمہ مت
کرو یہ خلاف مرضی حق ہے مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے لیکن میری طرف
سے ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھانے کے لئے استقامت ظاہر ہوئی اس کے وہ سب جو
اب دشمن ہیں گواہ ہیں چونکہ تمام کاروبار زمینداری میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا اس

(۳۲)

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۳ | ۱۸۷ | کتاب البریۃ

کوئی پیشگوئی جو میری نسبت نقصان یا موت وغیرہ کی کی جائے اس کو نقض امن تصور کیا جاوے۔ بیاس پر ایک زندہ سانپ پکڑا گیا تھا تو عبدالحمید نے بڑی منت اور زاری کی تھی کہ ڈاکٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ جب سانپ کوئی پکڑا جائے تو ہمارے پاس لانا۔ حالانکہ ہم نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا تھا۔ دستخط حاکم

نقل بیان مشمولہ مقدمہ عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۹/ اگست ۹۷ء	زیر تجویز	از محکمہ	۳/۳

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب بنام مرزا غلام احمد قادیانی

جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

15/8/97

تتمہ بیان ڈاکٹر کلارک صاحب باقرار صالح ۱۲/ اگست ۹۷ء

پیشگوئی جو برخلاف سلطان محمد کے مسلمانوں سے کی گئی تھی اور عبداللہ آتھم کی بابت جو عیسائیوں

﴿۱۵۵﴾

بقیہ حاشیہ

ہر کسے از ظن خود شد یار من وز درون من نجست اسرار من

اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہوگیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبّر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا تھا اور بسا اوقات حضرت والد صاحب کو وہ کتابیں سنایا بھی کرتا تھا اور میرے والد صاحب اپنی ناکامیوں کی وجہ سے اکثر مغموم اور مہموم رہتے تھے۔ انہوں نے پیروی مقدمات میں ستر ہزار روپیہ کے قریب خرچ کیا تھا جس کا انجام آخر ناکامی تھی۔ کیونکہ ہمارے بزرگوں کے دیہات مدت سے ہمارے قبضہ سے نکل چکے تھے اور ان کا واپس آنا ایک خیال خام تھا۔ اسی نامرادی کی وجہ سے حضرت والد صاحب مرحوم ایک نہایت عمیق گرداب غم اور حزن اور اضطراب میں زندگی بسر کرتے تھے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

روحانی خزائن جلد۱۵ ۲۰۹ تریاق القلوب

«۳۸»

	دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔ اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلمات طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی۔ اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا **وان کنتم فی ریب ممّا نزّلنا علٰی عبدنا فاتوا بشفاء من مثله**۔ یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔ یہ واقعہ ہے جس کی پچاس آدمی سے زیادہ لوگوں کو خبر ہے۔ بعض ان میں سے مر گئے اور بعض ابھی تک زندہ ہیں جو حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔ لیکن حلف اسی قسم کی ہوگی جس کا نمونہ نمبر دو[۲] میں مفصل ہے۔
۱۶	اعظم بیگ نام ایک شخص لاہور کا باشندہ تھا جو اکسٹرا اسسٹنٹ تھا۔ اُس نے اپنی حیلہ سازی سے ہمارے بعض بیدخل شرکاء کو جو ملکیت قادیاں کے کاغذات سرکاری کے رُو سے حصہ دار تھے مگر ملکیت سے بالکل بے تعلق تھے اور مقدمات قادیاں کے ہزار ہا روپیہ کے خرچ و حرج میں کسی کام میں شریک نہیں ہوئے تھے اُٹھایا اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-15.pdf

کہا کہ اپنے حصے میرے پاس فروخت کر دو اور میں مقدمہ کروں گا۔ چنانچہ اُن کو کچھ تھوڑا روپیہ دے کر خوش کر دیا اور ان سے ملکیت قادیاں کے مقدمے کرائے اور آپ ان کو مدد دی۔ میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم جن کو اپنی فتح یابی پر بہت یقین تھا سرگرمی سے جواب دہی میں مشغول ہوئے اور چونکہ میں نے سنا ہوا تھا کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم نے ان دیہات پر ہزار ہا روپیہ خرچ کیا ہوا ہے اور شرکاء اس خرچ میں کبھی شریک نہیں ہوئے۔ اس لئے میں نے بھی ان کی فتح یابی کے لئے دعا کی۔ اور دعا کے بعد یہ الہام ہوا۔ اجیب کل دعائک اِلّا فی شر کائک۔ یعنی میں تیری ساری دعائیں قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ تب میں گھر گیا اور تمام عزیزوں کو اکٹھا کیا اور اپنے بزرگ بھائی کو بھی بلا لیا اور یہ خدا تعالیٰ کا الہام سنایا۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمیں اس الہام سے پہلے سے اطلاع ہوتی تو ہم اس مقدمہ کو شروع ہی نہ کرتے۔ اب کیا کریں کہ مقدمات کے بیچ میں ہم مبتلا ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ ابھی وہ وقت نہیں تھا کہ وہ میرے منہ کی باتوں پر پورا یقین کر سکتے۔ انجام یہ ہوا کہ گو ابتدائی عدالتوں میں انہوں نے فتح پائی مگر آخر چیف کورٹ میں فاش شکست ہوئی۔ اور شرکاء اپنے اپنے حصوں کے مالک ٹھہرائے گئے۔ اور قریباً سات ہزار روپیہ کی اُن کو زیر باری ہوئی۔ اس پیشگوئی کے قادیاں میں بہت سے آدمی موافقوں اور مخالفوں میں سے گواہ ہیں جو حلف دینے پر اس میرے بیان کو تصدیق کر سکتے ہیں۔

۱۷ ایک مرتبہ مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میرا بھائی مرزا غلام قادر مرحوم سخت بیمار ہے چنانچہ میں نے وہ خواب کئی لوگوں کے پاس بیان کئے جن میں سے اب تک بعض زندہ موجود ہیں۔ بعد اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ وہ برادر مرحوم سخت بیمار ہوئے تب میں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے عزیزوں میں سے ایک بزرگ جو فوت ہو چکے تھے میرے

75۔ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند جو قریش سے نہ ہو/مانند جو قریش

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۶ — ۸۳ — خطبہ الہامیہ

فی التوراۃ و الانجیل و القران و من اوفٰی من
در توارت و انجیل و قرآن و کیست زیادہ تر وفا کنندہ وعدہ را
توارت اور انجیل اور قرآن میں اور وعدہ کا وفا کرنے والا اور

اللّٰہ وعدًا و اصدق قیلًا ۔ ولما کان وعد
و زیادہ تر راست گو از خدا تعالیٰ و ہرگاہ کہ وعدہ
راست گو خدا تعالیٰ سے زیادہ کون ہے اور جس وقت کہ وعدہ

المشابھۃ فی سلسلتی الاستخلاف وعدًا اُکّد
مشابہت در سلسلہ ہر دو خلافت بود
مشابہت خلافت کے دونوں سلسلہ میں تھا۔

بالنون الثقیلۃ من اللّٰہ صادق الوعد الذی
کہ از طرف خدا تعالیٰ بنون ثقیلہ مؤکد کردہ شدہ بود
اور خدا تعالیٰ کی طرف سے نون ثقیلہ کے ساتھ مؤکد کیا گیا تھا

﴿۳۶﴾ ھو اوّل من وفّٰی ۔ اقتضٰی ھٰذا الامر ان
این امر تقاضا کرد کہ
اس بات نے تقاضا کیا کہ

یأتی اللّٰہ باٰخر السلسلۃ المحمّدیۃ خلیفۃً
در آخر سلسلہ محمدیہ آن خلیفہ بیاید کہ
سلسلہ محمدیہ کے آخر میں وہ خلیفہ آئے

ھو مثیل عیسٰی ۔ فانّ عیسٰی کان اٰخر خلفاء
او مثیل عیسیٰ علیہ السلام باشد چرا کہ عیسیٰ علیہ السلام خلیفہ آخری بود
کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی مانند ہو کس لئے کہ عیسیٰ علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

روحانی خزائن جلد۱۶ ۸۴ خطبہ الہامیہ

مِلّۃ موسٰی کما مضٰی ۔ ووجب ان لایکون

از خلفاءِ سلسلۂ موسیٰ علیہ السلام چنانکہ گذشت ۔ و واجب شد اینکہ نباشد

جیسا کہ بیان ہوا اور واجب ہوا کہ یہ خلیفہ

ھٰذا الخلیفۃ من القریش وان لا یأتی مع

ایں خلیفہ کہ او آخر الخلفاء است از قریش و اینکہ نیاید

جو خاتم الخلفاء ہے قریش میں سے نہ ہووے اور تلوار نہ اٹھائے

السیف ولا یؤمر للوغٰی ۔ لیتم امر المشابھۃ

بشمشیر و نہ حکم کند برائے جنگ تا کہ امر مشابہت بکمال رسد

اور جنگ کا حکم نہ کرے تا کہ مشابہت پوری ہو جائے

کما لایخفٰی ۔ ووجب ان یظھر تحت حکومۃ

چنانکہ پوشیدہ نیست و واجب شد اینکہ ظاہر گردد زیر حکومت

جیسا کہ پوشیدہ نہیں اور یہ بھی لازم ہوا کہ وہ ایک دوسری قوم کی حکومت کے نیچے

قومٍ اٰخرین الذین ھم کمثل قومٍ بعث

قومے دیگر کہ باشند ہمچو آں قوم کہ حضرت مسیح

ظاہر ہووے جو وہ قوم مثل اس قوم کے ہو کہ حضرت مسیح

المسیح فی زمن حکومتھم فانظر الٰی ھٰذہ

علیہ السلام در زمانہ حکومت شاں ظاہر شد ۔ پس بہ ایں

علیہ السلام اس کی حکومت کے زمانہ میں ظاہر ہوئے تھے ۔ پس اس مشابہت کو دیکھ

المضاھاۃ فانھا اوضح واجلٰی ۔ وانت تعلم

ایں مشابہت را چراکہ آں واضح تر و روشن تر است و تو میدانی کہ

کہ کیسی واضح اور روشن تر ہے اور تو جانتا ہے کہ

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۲۱ — ۳۰۳ — ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم

اور صلیب دینا چاہا تھا جو مغضوب علیھم قرار پائیں گے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ نے پنجوقتہ نماز میں بھی یہی دُعا سکھلائی جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں یہ تعلیم فرماتا ہے۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ[1]۔ پس اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ سے مراد انبیاء یہود ہیں اور مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ سے مراد وہ یہود ہیں جنہوں نے حضرت عیسٰی کو قبول نہیں کیا تھا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ اس امت میں ایسے یہود سیرت بھی ہونے والے ہیں جو حضرت عیسٰی کے وقت تھے۔ پس ضرور ہے کہ ان کے ساتھ اسی اُمت میں سے ایک عیسٰی بھی ہو جس کے انکار سے وہ اُس قسم کے یہودی بن جائیں گے جو مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ ہیں۔ اب وہ لوگ جو مجھ کو ملامت کرتے ہیں کہ تُو نے اپنے تئیں عیسٰی کیوں بنایا درحقیقت یہ ملامت اُن کی طرف ہی رجوع کرتی ہے کیونکہ اگر وہ یہود نہ بنتے تو میں بھی عیسٰی نہ بنتا۔ مگر ضرور تھا کہ خدا کا کلام پورا ہوتا۔ عجیب نادان ہیں۔ یہود بننے کے لئے آپ طیار ہیں مگر عیسٰی کو باہر سے لاتے ہیں۔ «۱۳۶»

خلاصہ کلام یہ کہ اسمٰعیلی سلسلہ کی عمارت بالکل اسرائیلی سلسلہ کے مطابق بنائی گئی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ اس سلسلہ کا عیسٰی بھی خاندان بنی اسمٰعیل میں سے نہیں ہے کیونکہ مسیح بھی بنی اسرائیل سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں کوئی اُس کا باپ نہ تھا صرف ماں اسرائیلی تھی یہی مشابہت اس جگہ موجود ہے۔ میں بیان کر چکا ہوں کہ میری بعض اُمّہات سادات میں سے تھیں اور خدا کی وحی نے بھی یہی مجھ پر ظاہر کیا اور جس طرح حضرت عیسٰی نے باپ کے ذریعہ سے رُوح حاصل نہیں کی تھی اسی طرح میں نے بھی علم اور معرفت کی رُوح کسی روحانی باپ سے یعنی اُستاد سے حاصل نہیں کی پس ان تمام باتوں میں مجھ میں اور حضرت عیسٰی میں شدید مشابہت ہے۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے اسرائیلی سلسلہ کے مقابل پر اسمٰعیلی سلسلہ قائم کر کے عیسٰی بننے کے لئے مجھے چُن لیا۔ صدرِ سلسلہ اسلام میں حضرت سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا نام

[1] الفاتحۃ: ۶، ۷

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

موسیٰ رکھا گیا جن کے ماں باپ دونوں قریش تھے۔اور آخر سلسلہ میں یہ عاجز ہے جو فقط ماں کے لحاظ سے قریش ہے جس کا نام عیسیٰ رکھا گیا۔

مردمِ نا اہل گویندم کہ چوں عیسیٰ شدی   بشنو از من ایں جوابِ شاں کہ اے قومِ حسود
چوں شمارا شد یہود اندر کتابِ پاک نام   پس خدا عیسیٰ مرا کرد است از بہرِ یہود
ورنہ از روئے حقیقت تخمِ ایشاں عیستید   نیز ہم من ابن مریم نیستم اندر وُجود
گر نہ بودندے شما۔ مارا نبودے ہم اثر   از شما شد ہم ظہورم پس ز غوغاہا چہ سُود
ہر چہ بود از نیک و بد در دینِ اسرائیلیاں   آں ہمہ در ملّتِ احمد نقوشِ خود نمود
قومِ ما در ہر قدم ماند بقومِ موسوی   بعض زیشاں صالحان وبعض دیگر چوں غدود
چونکہ موسیٰ شد نبیِ ما۔ کہ صدرِ دینِ ماست   لاجرم عیسیٰ شدم آخر ازاں ربِّ ودود
نیز ہم اینجا یہودِ بد گہر پیدا شدند   تا بیازارند عیسیٰ را چو آں قومے کہ بود
الغرض آں ذوالمنن در ہر صلاح و ہر فساد   ہمچو اسرائیلیاں بر قومِ ما ہر در کشود ﴿۱۳۷﴾
چوں خدا نامِ رسولِ پاکِ ما موسیٰ نہاد   نام شد بوجہل را فرعون چوں کینش فزود
پس در اوّل چوں کلیم آمد بحکمِ کردگار   ہم پئے تکمیل عیسیٰ را در آخر شد وُرود
بعد ازیں روتافتن از مقتضائے شقوت است   ورنہ ایں گفتارِ ما ہر شک و شبہت را ربود

پس چہ حاصل تیر ہا انداختن بر صادقاں
ہر کہ از بد باز ناید نار را گردد وقُود

خلاصہ یہ کہ مَیں حق پر ہوں اور نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے موافق میرا دعویٰ ہے اور ہزار ہا نشان میری سچائی کے گواہ ہیں۔اور آئندہ بھی طالبِ حق کے لئے نشانوں کا دروازہ بند نہیں اور جو کچھ مخالفوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔یہ اُن کی نابینائی ہے۔ورنہ سب پیشگوئیاں پوری ہو چکی ہیں اور بعض پوری ہونے والی ہیں۔ہاں چونکہ اُن کی نظر تعصب کے گرد و غبار کی وجہ سے موٹی ہے اس لئے وہ پیشگوئیاں جو بہت کھلی کھلی

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

76۔ مومن لعان نہیں ہوتا/لعنت کی برسات

قول:

روحانی خزائن جلد ۳ ۴۵۶ ازالہ اوہام حصہ دوم

اب تم خود سمجھ سکتے ہو کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جب جہل اور بے ایمانی اور ضلالت جو دوسری حدیثوں میں دُخان کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے دنیا میں پھیل جائے گی اور زمین میں حقیقی ایمانداری ایسی کم ہوجائے گی کہ گویا وہ آسمان پر اُٹھ گئی ہوگی اور قرآن کریم ایسا متروک ہوجائے گا کہ گویا وہ خدائے تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا ہوگا۔ تب ضرور ہے کہ فارس کی اصل سے ایک شخص پیدا ہو اور ایمان کو ثریا سے لے کر پھر زمین پر نازل ہو۔ سو یقیناً
﴿۶۵۹﴾
سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ بن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدائے تعالیٰ خود اس کا متولّی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندے کا نام ابن مریم رکھا۔ کیونکہ اُس نے مخلوق میں سے اپنی روحانی والدہ کا تو مُنہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اُس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی۔ تب وہ وجود روحانی پاکر خدائے تعالیٰ کی طرف اُٹھایا گیا کیونکہ خدائے تعالیٰ نے اپنے ماسوا سے اسکو موت دیکر اپنی طرف اُٹھالیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دُنیا میں تحفہ لایا اور زمین جو سُنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اس کے روشن اور آباد کرنے کے فکر میں لگ گیا۔ پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ بن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا کیا تم ثابت کرسکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے۔
﴿۶۶۰﴾
پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے؟

اور اگر اب بھی تمہیں شک ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ مسلمانوں کے ساتھ جزئی اختلافات کی وجہ سے لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔ لیکن ایک طریق بہت آسان ہے اور وہ درحقیقت قائم مقام مباہلہ ہی ہے جس سے کاذب اور صادق اور مقبول اور مردود کی تفریق ہوسکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے جو ذیل میں موٹی قلم سے لکھتا ہوں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

مکتوبات احمد ۳۲۱ جلد اوّل

درج کراؤں گا۔ اور جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ یہی **میرا دعویٰ ہے کہ میں بدل و جان اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُس پیاری کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں**۔ اب اس نشانی سے آزمایا جائے گا کہ اپنے دعویٰ میں سچا کون ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اگر میں اُس علامت کی رو سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم نے قرار دی ہے، مغلوب رہا تو پھر آپ سچے رہیں گے اور میں بقول آپ کے کافر، دجال، بے ایمان، شیطان اور کذاب اور مفتری ٹھہروں گا اور اس صورت میں آپ کے وہ تمام ظنونِ فاسدہ درست اور برحق ہوں گے کہ گویا میں نے "براہین احمدیہ" میں فریب کیا اور لوگوں کا روپیہ کھایا اور دُعا کی قبولیت کے وعدہ پر لوگوں کا مال خورد برد کیا اور حرام خوری میں زندگی بسر کی۔ اگر خدا تعالیٰ کی اس عنایت نے، جو مومنوں اور صادقوں اور راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہے، مجھ کو سچا کر دیا تو پھر آپ فرماویں کہ یہ نام اس وقت آپ کی مولویانہ شان کے سزاوار ٹھہریں گے یا اس وقت بھی کوئی کنارہ کشی کا راہ آپ کے لئے باقی رہے گا؟ **آپ نے مجھ کو بہت دکھ دیا اور ستایا۔ میں صبر کرتا گیا مگر آپ نے ذرہ اس ذات قدیر کا خوف نہ کیا جو آپ کی تہ سے واقف ہے**۔ اس نے مجھے بطور پیشگوئی آپ کے حق میں اور پھر آپ کے ہم خیال لوگوں کے حق میں خبر دی کہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ[1] یعنی میں اس کو خوار کروں گا جو تیرے خوار کرنے کی فکر میں ہے۔

سو یقیناً سمجھو کہ اب وہ وقت نزدیک ہے جو خدا تعالیٰ ان تمام بہتانات میں آپ کا دروغگو ہونا ثابت کر دے گا اور جو بہتان تراش اور مفتری لوگوں کو ذلتیں اور ندامتیں پیش آتی ہیں اُن تمام ذلتوں کی مار آپ پر ڈالے گا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن کریم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ پس اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آزمائش کے لئے **میدان** میں آویں تا خدا تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خود فیصلہ کرے اور جو کاذب اور دجال ہے رُوسیاہ ہو جائے۔ اور میرے دل سے اس وقت حق کی تائید کے لئے ایک بات نکلتی ہے اور میں اس کو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ القاءِ ربّی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب کہ آپ نے مجھے کافر ٹھہرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب آپ کو اللہ جلّ شانہٗ کی قسم ہے کہ حسب طریق

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۷

مذکورہ بالا میرے **مقابلہ** پر فی الفور آ جاؤ، تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رُو سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر اس تبلیغ کے بعد ہم دونوں میں سے کوئی شخص مُتخلّف رہا اور باوجود اشدّ غلو اور تکفیر اور تکذیب اور تفسیق کے میدان میں نہ آیا اور **شغال** کی طرح دُم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا۔

(۱)	لعنت	(۶)	لعنت
(۲)	لعنت	(۷)	لعنت
(۳)	لعنت	(۸)	لعنت
(۴)	لعنت	(۹)	لعنت
(۵)	لعنت	(۱۰)	لعنت

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

یہ وہ فیصلہ ہے جو خدا تعالیٰ آپ کر دے گا کیونکہ اس کا وعدہ ہے کہ مومن بہرحال غالب رہے گا چنانچہ وہ خود فرماتا ہے۔ لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا [1] یعنی ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کافر مومن پر راہ پاوے اور نیز فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا [2] یعنی اے مومنو! اگر تم متقی بن جاؤ تو تم میں اور تمہارے غیر میں خدا تعالیٰ ایک فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق کیا ہے کہ تمہیں ایک نور عطا کیا جائے گا جو تمہارے غیر میں ہرگز نہیں پایا جائے گا۔ یعنی نورِ الہام اور نورِ اجابتِ دُعا اور نورِ کراماتِ اصطفا۔

اب ظاہر ہے کہ جس نے جھوٹ کو بھی ترک نہیں کیا وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے آگے متقی ٹھہر سکتا ہے اور کیونکر اس (سے) کرامات صادر ہو سکتی ہیں۔ غرض اس طریق سے ہم دونوں کی حقیقت مخفی کھل جائے گی اور لوگ دیکھ لیں گے کہ کون میدان میں آتا ہے اور کون بموجب آیت کریمہ لَهُمُ الْبُشْرٰى [3] اور حدیث نبوی اَصْدَقُكُمْ حَدِيْثًا [4] کے صادق ثابت ہوتا ہے۔ مع ہذا ایک اور بات بھی ذریعہ آزمائش صادق ہو جاتی ہے جس کو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ

[1] النساء: ۱۴۲ [2] الانفال: ۳۰ [3] یونس: ۶۵

[4] مسلم کتاب الرؤیا باب فی کون الرؤیا من اللّٰہ وانها جزء من النبوة حدیث نمبر ۵۹۰۵

روحانی خزائن جلد ۸ ۱۵۸ نور الحق الحصّة الاولیٰ

والمهلةُ منّا ثلاثة أشهر للمعارضين، فإن لم يبارزوا، ولن يبارزوا،
تین مہینہ مہلت ہے اور اگر مقابل پر نہ آویں اور ہرگز نہ آویں گے
فاعلموا أنهم كانوا من الكاذبين.
پس یقینا جانو کہ وہ جھوٹے ہیں ۔

واعلموا أن هذا الإنعام في صورة إذا أتوا برسالة كمثل رسالتنا،
اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ بعینہ ہمارے اس رسالہ کے
وعُجالة كمثل عجالتنا، وأثبتوا أنفسهم كمماثلين ومشابهين، وأمّا إذا
مشابہ ہو اور مماثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن اگر بنانے سے انکار کریں
أبوا وولّوا الدبر كالثعالب، وما استطاعوا على هذه المطالب، وما تركوا
اور لومڑیوں کی طرح پیٹھیں دکھلاویں اور ان مطالب پر قدرت نہ پاسکیں اور نہ توہین قرآن شریف کی
عادة توهين القرآن، وما امتنعوا من قَدْحِ كتاب الله الفرقان، وما تابوا من أن
عادت کو چھوڑیں اور کتاب اللہ کی جرح و قدح سے باز نہ آویں
يسمّوا أنفسهم مولويين، وما ازدجروا مِن سبّ رسول الله صلى الله عليه
اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور نہ اس بیہودہ گوئی سے اپنے تئیں
وسلم خاتم النبيّين، وما ازدجروا من قولهم أن القرآن ليس بفصيح، وما تركوا
روکیں کہ قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق کو چھوڑیں پس ان پر خدا تعالیٰ
سبيل التحقير والتوهين، فعليهم من الله ألف لعنة فَلْيَقُلِ القوم كلهم آمين.
کی طرف سے ہزار لعنت ہے پس چاہئے کہ تمام قوم کہے کہ آمین ۔

۱ لعنت	۲ لعنت	۳ لعنت	۴ لعنت	۵ لعنت	۶ لعنت
۷ لعنت	۸ لعنت	۹ لعنت	۱۰ لعنت	۱۱ لعنت	۱۲ لعنت
۱۳ لعنت	۱۴ لعنت	۱۵ لعنت	۱۶ لعنت	۱۷ لعنت	۱۸ لعنت
۱۹ لعنت	۲۰ لعنت	۲۱ لعنت	۲۲ لعنت	۲۳ لعنت	۲۴ لعنت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

۲۵ لعنت ۲۶ لعنت ۲۷ لعنت ۲۸ لعنت ۲۹ لعنت ۳۰ لعنت ۳۱ لعنت ﴿۱۱۹﴾
۳۲ لعنت ۳۳ لعنت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷ لعنت ۳۸ لعنت
۳۹ لعنت ۴۰ لعنت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴ لعنت ۴۵ لعنت
۴۶ لعنت ۴۷ لعنت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱ لعنت ۵۲ لعنت
۵۳ لعنت ۵۴ لعنت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸ لعنت ۵۹ لعنت
۶۰ لعنت ۶۱ لعنت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵ لعنت ۶۶ لعنت
۶۷ لعنت ۶۸ لعنت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲ لعنت ۷۳ لعنت
۷۴ لعنت ۷۵ لعنت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹ لعنت ۸۰ لعنت
۸۱ لعنت ۸۲ لعنت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶ لعنت ۸۷ لعنت
۸۸ لعنت ۸۹ لعنت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳ لعنت ۹۴ لعنت
۹۵ لعنت ۹۶ لعنت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰ لعنت ۱۰۱ لعنت
۱۰۲ لعنت ۱۰۳ لعنت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷ لعنت ۱۰۸ لعنت
۱۰۹ لعنت ۱۱۰ لعنت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴ لعنت ۱۱۵ لعنت
۱۱۶ لعنت ۱۱۷ لعنت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱ لعنت ۱۲۲ لعنت
۱۲۳ لعنت ۱۲۴ لعنت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸ لعنت ۱۲۹ لعنت
۱۳۰ لعنت ۱۳۱ لعنت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵ لعنت ۱۳۶ لعنت
۱۳۷ لعنت ۱۳۸ لعنت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲ لعنت ۱۴۳ لعنت
۱۴۴ لعنت ۱۴۵ لعنت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹ لعنت ۱۵۰ لعنت
۱۵۱ لعنت ۱۵۲ لعنت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶ لعنت ۱۵۷ لعنت
۱۵۸ لعنت ۱۵۹ لعنت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳ لعنت ۱۶۴ لعنت
۱۶۵ لعنت ۱۶۶ لعنت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰ لعنت ۱۷۱ لعنت
۱۷۲ لعنت ۱۷۳ لعنت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷ لعنت ۱۷۸ لعنت
۱۷۹ لعنت ۱۸۰ لعنت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴ لعنت ۱۸۵ لعنت
۱۸۶ لعنت ۱۸۷ لعنت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱ لعنت ۱۹۲ لعنت
۱۹۳ لعنت ۱۹۴ لعنت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸ لعنت ۱۹۹ لعنت
۲۰۰ لعنت ۲۰۱ لعنت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵ لعنت ۲۰۶ لعنت
۲۰۷ لعنت ۲۰۸ لعنت ۲۰۹ لعنت ۲۱۰ لعنت ۲۱۱ لعنت ۲۱۲ لعنت ۲۱۳ لعنت
۲۱۴ لعنت ۲۱۵ لعنت ۲۱۶ لعنت ۲۱۷ لعنت ۲۱۸ لعنت ۲۱۹ لعنت ۲۲۰ لعنت
۲۲۱ لعنت ۲۲۲ لعنت ۲۲۳ لعنت ۲۲۴ لعنت ۲۲۵ لعنت ۲۲۶ لعنت ۲۲۷ لعنت
۲۲۸ لعنت ۲۲۹ لعنت ۲۳۰ لعنت ۲۳۱ لعنت ۲۳۲ لعنت ۲۳۳ لعنت ۲۳۴ لعنت
۲۳۵ لعنت ۲۳۶ لعنت ۲۳۷ لعنت ۲۳۸ لعنت ۲۳۹ لعنت ۲۴۰ لعنت ۲۴۱ لعنت
۲۴۲ لعنت ۲۴۳ لعنت ۲۴۴ لعنت ۲۴۵ لعنت ۲۴۶ لعنت ۲۴۷ لعنت ۲۴۸ لعنت
۲۴۹ لعنت ۲۵۰ لعنت ۲۵۱ لعنت ۲۵۲ لعنت ۲۵۳ لعنت ۲۵۴ لعنت ۲۵۵ لعنت
۲۵۶ لعنت ۲۵۷ لعنت ۲۵۸ لعنت ۲۵۹ لعنت ۲۶۰ لعنت ۲۶۱ لعنت ۲۶۲ لعنت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

﴿۱۶۰﴾

۲۶۳ لعنت ۲۶۴ لعنت ۲۶۵ لعنت ۲۶۶ لعنت ۲۶۷ لعنت ۲۶۸ لعنت ۲۶۹ لعنت
۲۷۰ لعنت ۲۷۱ لعنت ۲۷۲ لعنت ۲۷۳ لعنت ۲۷۴ لعنت ۲۷۵ لعنت ۲۷۶ لعنت
۲۷۷ لعنت ۲۷۸ لعنت ۲۷۹ لعنت ۲۸۰ لعنت ۲۸۱ لعنت ۲۸۲ لعنت ۲۸۳ لعنت
۲۸۴ لعنت ۲۸۵ لعنت ۲۸۶ لعنت ۲۸۷ لعنت ۲۸۸ لعنت ۲۸۹ لعنت ۲۹۰ لعنت
۲۹۱ لعنت ۲۹۲ لعنت ۲۹۳ لعنت ۲۹۴ لعنت ۲۹۵ لعنت ۲۹۶ لعنت ۲۹۷ لعنت
۲۹۸ لعنت ۲۹۹ لعنت ۳۰۰ لعنت ۳۰۱ لعنت ۳۰۲ لعنت ۳۰۳ لعنت ۳۰۴ لعنت
۳۰۵ اللعنة ۳۰۶ اللعنة ۳۰۷ اللعنة ۳۰۸ اللعنة ۳۰۹ اللعنة ۳۱۰ اللعنة ۳۱۱ اللعنة
۳۱۲ اللعنة ۳۱۳ اللعنة ۳۱۴ اللعنة ۳۱۵ اللعنة ۳۱۶ اللعنة ۳۱۷ اللعنة ۳۱۸ اللعنة
۳۱۹ اللعنة ۳۲۰ اللعنة ۳۲۱ اللعنة ۳۲۲ اللعنة ۳۲۳ اللعنة ۳۲۴ اللعنة ۳۲۵ اللعنة
۳۲۶ اللعنة ۳۲۷ اللعنة ۳۲۸ اللعنة ۳۲۹ اللعنة ۳۳۰ اللعنة ۳۳۱ اللعنة ۳۳۲ اللعنة
۳۳۳ اللعنة ۳۳۴ اللعنة ۳۳۵ اللعنة ۳۳۶ اللعنة ۳۳۷ اللعنة ۳۳۸ اللعنة ۳۳۹ اللعنة
۳۴۰ اللعنة ۳۴۱ اللعنة ۳۴۲ اللعنة ۳۴۳ اللعنة ۳۴۴ اللعنة ۳۴۵ اللعنة ۳۴۶ اللعنة
۳۴۷ اللعنة ۳۴۸ اللعنة ۳۴۹ اللعنة ۳۵۰ اللعنة ۳۵۱ اللعنة ۳۵۲ اللعنة ۳۵۳ اللعنة
۳۵۴ اللعنة ۳۵۵ اللعنة ۳۵۶ اللعنة ۳۵۷ اللعنة ۳۵۸ اللعنة ۳۵۹ اللعنة ۳۶۰ اللعنة
۳۶۱ اللعنة ۳۶۲ اللعنة ۳۶۳ اللعنة ۳۶۴ اللعنة ۳۶۵ اللعنة ۳۶۶ اللعنة ۳۶۷ اللعنة
۳۶۸ اللعنة ۳۶۹ اللعنة ۳۷۰ اللعنة ۳۷۱ اللعنة ۳۷۲ اللعنة ۳۷۳ اللعنة ۳۷۴ اللعنة
۳۷۵ اللعنة ۳۷۶ اللعنة ۳۷۷ اللعنة ۳۷۸ اللعنة ۳۷۹ اللعنة ۳۸۰ اللعنة ۳۸۱ اللعنة
۳۸۲ اللعنة ۳۸۳ اللعنة ۳۸۴ اللعنة ۳۸۵ اللعنة ۳۸۶ اللعنة ۳۸۷ اللعنة ۳۸۸ اللعنة
۳۸۹ اللعنة ۳۹۰ اللعنة ۳۹۱ اللعنة ۳۹۲ اللعنة ۳۹۳ اللعنة ۳۹۴ اللعنة ۳۹۵ اللعنة
۳۹۶ اللعنة ۳۹۷ اللعنة ۳۹۸ اللعنة ۳۹۹ اللعنة ۴۰۰ اللعنة ۴۰۱ اللعنة ۴۰۲ اللعنة
۴۰۳ اللعنة ۴۰۴ اللعنة ۴۰۵ اللعنة ۴۰۶ اللعنة ۴۰۷ اللعنة ۴۰۸ اللعنة ۴۰۹ اللعنة
۴۱۰ اللعنة ۴۱۱ اللعنة ۴۱۲ اللعنة ۴۱۳ اللعنة ۴۱۴ اللعنة ۴۱۵ اللعنة ۴۱۶ اللعنة
۴۱۷ اللعنة ۴۱۸ اللعنة ۴۱۹ اللعنة ۴۲۰ اللعنة ۴۲۱ اللعنة ۴۲۲ اللعنة ۴۲۳ اللعنة
۴۲۴ اللعنة ۴۲۵ اللعنة ۴۲۶ اللعنة ۴۲۷ اللعنة ۴۲۸ اللعنة ۴۲۹ اللعنة ۴۳۰ اللعنة
۴۳۱ اللعنة ۴۳۲ اللعنة ۴۳۳ اللعنة ۴۳۴ اللعنة ۴۳۵ اللعنة ۴۳۶ اللعنة ۴۳۷ اللعنة
۴۳۸ اللعنة ۴۳۹ اللعنة ۴۴۰ اللعنة ۴۴۱ اللعنة ۴۴۲ اللعنة ۴۴۳ اللعنة ۴۴۴ اللعنة
۴۴۵ اللعنة ۴۴۶ اللعنة ۴۴۷ اللعنة ۴۴۸ اللعنة ۴۴۹ اللعنة ۴۵۰ اللعنة ۴۵۱ اللعنة
۴۵۲ اللعنة ۴۵۳ اللعنة ۴۵۴ اللعنة ۴۵۵ اللعنة ۴۵۶ اللعنة ۴۵۷ اللعنة ۴۵۸ اللعنة
۴۵۹ اللعنة ۴۶۰ اللعنة ۴۶۱ اللعنة ۴۶۲ اللعنة ۴۶۳ اللعنة ۴۶۴ اللعنة ۴۶۵ اللعنة
۴۶۶ اللعنة ۴۶۷ اللعنة ۴۶۸ اللعنة ۴۶۹ اللعنة ۴۷۰ اللعنة ۴۷۱ اللعنة ۴۷۲ اللعنة
۴۷۳ اللعنة ۴۷۴ اللعنة ۴۷۵ اللعنة ۴۷۶ اللعنة ۴۷۷ اللعنة ۴۷۸ اللعنة ۴۷۹ اللعنة
۴۸۰ اللعنة ۴۸۱ اللعنة ۴۸۲ اللعنة ۴۸۳ اللعنة ۴۸۴ اللعنة ۴۸۵ اللعنة ۴۸۶ اللعنة
۴۸۷ اللعنة ۴۸۸ اللعنة ۴۸۹ اللعنة ۴۹۰ اللعنة ۴۹۱ اللعنة ۴۹۲ اللعنة ۴۹۳ اللعنة
۴۹۴ اللعنة ۴۹۵ اللعنة ۴۹۶ اللعنة ۴۹۷ اللعنة ۴۹۸ اللعنة ۴۹۹ اللعنة ۵۰۰ اللعنة

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

۵۰۱ اللعنة ۵۰۲ اللعنة ۵۰۳ اللعنة ۵۰۴ اللعنة ۵۰۵ اللعنة ۵۰۶ اللعنة ۵۰۷ اللعنة ﴿۱۳۱﴾
۵۰۸ اللعنة ۵۰۹ اللعنة ۵۱۰ اللعنة ۵۱۱ اللعنة ۵۱۲ اللعنة ۵۱۳ اللعنة ۵۱۴ اللعنة
۵۱۵ اللعنة ۵۱۶ اللعنة ۵۱۷ اللعنة ۵۱۸ اللعنة ۵۱۹ اللعنة ۵۲۰ اللعنة ۵۲۱ اللعنة
۵۲۲ اللعنة ۵۲۳ اللعنة ۵۲۴ اللعنة ۵۲۵ اللعنة ۵۲۶ اللعنة ۵۲۷ اللعنة ۵۲۸ اللعنة
۵۲۹ اللعنة ۵۳۰ اللعنة ۵۳۱ اللعنة ۵۳۲ اللعنة ۵۳۳ اللعنة ۵۳۴ اللعنة ۵۳۵ اللعنة
۵۳۶ اللعنة ۵۳۷ اللعنة ۵۳۸ اللعنة ۵۳۹ اللعنة ۵۴۰ اللعنة ۵۴۱ اللعنة ۵۴۲ اللعنة
۵۴۳ اللعنة ۵۴۴ اللعنة ۵۴۵ اللعنة ۵۴۶ اللعنة ۵۴۷ اللعنة ۵۴۸ اللعنة ۵۴۹ اللعنة
۵۵۰ اللعنة ۵۵۱ اللعنة ۵۵۲ اللعنة ۵۵۳ اللعنة ۵۵۴ اللعنة ۵۵۵ اللعنة ۵۵۶ اللعنة
۵۵۷ اللعنة ۵۵۸ اللعنة ۵۵۹ اللعنة ۵۶۰ اللعنة ۵۶۱ اللعنة ۵۶۲ اللعنة ۵۶۳ اللعنة
۵۶۴ اللعنة ۵۶۵ اللعنة ۵۶۶ اللعنة ۵۶۷ اللعنة ۵۶۸ اللعنة ۵۶۹ اللعنة ۵۷۰ اللعنة
۵۷۱ اللعنة ۵۷۲ اللعنة ۵۷۳ اللعنة ۵۷۴ اللعنة ۵۷۵ اللعنة ۵۷۶ اللعنة ۵۷۷ اللعنة
۵۷۸ اللعنة ۵۷۹ اللعنة ۵۸۰ اللعنة ۵۸۱ اللعنة ۵۸۲ اللعنة ۵۸۳ اللعنة ۵۸۴ اللعنة
۵۸۵ اللعنة ۵۸۶ اللعنة ۵۸۷ اللعنة ۵۸۸ اللعنة ۵۸۹ اللعنة ۵۹۰ اللعنة ۵۹۱ اللعنة
۵۹۲ اللعنة ۵۹۳ اللعنة ۵۹۴ اللعنة ۵۹۵ اللعنة ۵۹۶ اللعنة ۵۹۷ اللعنة ۵۹۸ اللعنة
۵۹۹ اللعنة ۶۰۰ اللعنة ۶۰۱ اللعنة ۶۰۲ اللعنة ۶۰۳ اللعنة ۶۰۴ اللعنة ۶۰۵ اللعنة
۶۰۶ اللعنة ۶۰۷ اللعنة ۶۰۸ اللعنة ۶۰۹ اللعنة ۶۱۰ اللعنة ۶۱۱ اللعنة ۶۱۲ اللعنة
۶۱۳ اللعنة ۶۱۴ اللعنة ۶۱۵ اللعنة ۶۱۶ اللعنة ۶۱۷ اللعنة ۶۱۸ اللعنة ۶۱۹ اللعنة
۶۲۰ اللعنة ۶۲۱ اللعنة ۶۲۲ اللعنة ۶۲۳ اللعنة ۶۲۴ اللعنة ۶۲۵ اللعنة ۶۲۶ اللعنة
۶۲۷ اللعنة ۶۲۸ اللعنة ۶۲۹ اللعنة ۶۳۰ اللعنة ۶۳۱ اللعنة ۶۳۲ اللعنة ۶۳۳ اللعنة
۶۳۴ اللعنة ۶۳۵ اللعنة ۶۳۶ اللعنة ۶۳۷ اللعنة ۶۳۸ اللعنة ۶۳۹ اللعنة ۶۴۰ اللعنة
۶۴۱ اللعنة ۶۴۲ اللعنة ۶۴۳ اللعنة ۶۴۴ اللعنة ۶۴۵ اللعنة ۶۴۶ اللعنة ۶۴۷ اللعنة
۶۴۸ اللعنة ۶۴۹ اللعنة ۶۵۰ اللعنة ۶۵۱ اللعنة ۶۵۲ اللعنة ۶۵۳ اللعنة ۶۵۴ اللعنة
۶۵۵ اللعنة ۶۵۶ اللعنة ۶۵۷ اللعنة ۶۵۸ اللعنة ۶۵۹ اللعنة ۶۶۰ اللعنة ۶۶۱ اللعنة
۶۶۲ اللعنة ۶۶۳ اللعنة ۶۶۴ اللعنة ۶۶۵ اللعنة ۶۶۶ اللعنة ۶۶۷ اللعنة ۶۶۸ اللعنة
۶۶۹ اللعنة ۶۷۰ اللعنة ۶۷۱ اللعنة ۶۷۲ اللعنة ۶۷۳ اللعنة ۶۷۴ اللعنة ۶۷۵ اللعنة
۶۷۶ اللعنة ۶۷۷ اللعنة ۶۷۸ اللعنة ۶۷۹ اللعنة ۶۸۰ اللعنة ۶۸۱ اللعنة ۶۸۲ اللعنة
۶۸۳ اللعنة ۶۸۴ اللعنة ۶۸۵ اللعنة ۶۸۶ اللعنة ۶۸۷ اللعنة ۶۸۸ اللعنة ۶۸۹ اللعنة
۶۹۰ اللعنة ۶۹۱ اللعنة ۶۹۲ اللعنة ۶۹۳ اللعنة ۶۹۴ اللعنة ۶۹۵ اللعنة ۶۹۶ اللعنة
۶۹۷ اللعنة ۶۹۸ اللعنة ۶۹۹ اللعنة ۷۰۰ اللعنة ۷۰۱ اللعنة ۷۰۲ اللعنة ۷۰۳ اللعنة
۷۰۴ اللعنة ۷۰۵ اللعنة ۷۰۶ اللعنة ۷۰۷ اللعنة ۷۰۸ اللعنة ۷۰۹ اللعنة ۷۱۰ اللعنة
۷۱۱ اللعنة ۷۱۲ اللعنة ۷۱۳ اللعنة ۷۱۴ اللعنة ۷۱۵ اللعنة ۷۱۶ اللعنة ۷۱۷ اللعنة
۷۱۸ اللعنة ۷۱۹ اللعنة ۷۲۰ اللعنة ۷۲۱ اللعنة ۷۲۲ اللعنة ۷۲۳ اللعنة ۷۲۴ اللعنة
۷۲۵ اللعنة ۷۲۶ اللعنة ۷۲۷ اللعنة ۷۲۸ اللعنة ۷۲۹ اللعنة ۷۳۰ اللعنة ۷۳۱ اللعنة ﴿۱۳۲﴾
۷۳۲ اللعنة ۷۳۳ اللعنة ۷۳۴ اللعنة ۷۳۵ اللعنة ۷۳۶ اللعنة ۷۳۷ اللعنة ۷۳۸ اللعنة

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-8.pdf

روحانی خزائن جلد ۸ — ۱۶۴ — نور الحق الحصّة الاولیٰ

۷۳۹ اللعنة ۷۴۰ اللعنة ۷۴۱ اللعنة ۷۴۲ اللعنة ۷۴۳ اللعنة ۷۴۴ اللعنة ۷۴۵ اللعنة ۷۴۶ اللعنة
۷۴۷ اللعنة ۷۴۸ اللعنة ۷۴۹ اللعنة ۷۵۰ اللعنة ۷۵۱ اللعنة ۷۵۲ اللعنة ۷۵۳ اللعنة ۷۵۴ اللعنة
۷۵۵ اللعنة ۷۵۶ اللعنة ۷۵۷ اللعنة ۷۵۸ اللعنة ۷۵۹ اللعنة ۷۶۰ اللعنة ۷۶۱ اللعنة ۷۶۲ اللعنة
۷۶۳ اللعنة ۷۶۴ اللعنة ۷۶۵ اللعنة ۷۶۶ اللعنة ۷۶۷ اللعنة ۷۶۸ اللعنة ۷۶۹ اللعنة ۷۷۰ اللعنة
۷۷۱ اللعنة ۷۷۲ اللعنة ۷۷۳ اللعنة ۷۷۴ اللعنة ۷۷۵ اللعنة ۷۷۶ اللعنة ۷۷۷ اللعنة ۷۷۸ اللعنة
۷۷۹ اللعنة ۷۸۰ اللعنة ۷۸۱ اللعنة ۷۸۲ اللعنة ۷۸۳ اللعنة ۷۸۴ اللعنة ۷۸۵ اللعنة ۷۸۶ اللعنة
۷۸۷ اللعنة ۷۸۸ اللعنة ۷۸۹ اللعنة ۷۹۰ اللعنة ۷۹۱ اللعنة ۷۹۲ اللعنة ۷۹۳ اللعنة ۷۹۴ اللعنة
۷۹۵ اللعنة ۷۹۶ اللعنة ۷۹۷ اللعنة ۷۹۸ اللعنة ۷۹۹ اللعنة ۸۰۰ اللعنة ۸۰۱ اللعنة ۸۰۲ اللعنة
۸۰۳ اللعنة ۸۰۴ اللعنة ۸۰۵ اللعنة ۸۰۶ اللعنة ۸۰۷ اللعنة ۸۰۸ اللعنة ۸۰۹ اللعنة ۸۱۰ اللعنة
۸۱۱ اللعنة ۸۱۲ اللعنة ۸۱۳ اللعنة ۸۱۴ اللعنة ۸۱۵ اللعنة ۸۱۶ اللعنة ۸۱۷ اللعنة ۸۱۸ اللعنة
۸۱۹ اللعنة ۸۲۰ اللعنة ۸۲۱ اللعنة ۸۲۲ اللعنة ۸۲۳ اللعنة ۸۲۴ اللعنة ۸۲۵ اللعنة ۸۲۶ اللعنة
۸۲۷ اللعنة ۸۲۸ اللعنة ۸۲۹ اللعنة ۸۳۰ اللعنة ۸۳۱ اللعنة ۸۳۲ اللعنة ۸۳۳ اللعنة ۸۳۴ اللعنة
۸۳۵ اللعنة ۸۳۶ اللعنة ۸۳۷ اللعنة ۸۳۸ اللعنة ۸۳۹ اللعنة ۸۴۰ اللعنة ۸۴۱ اللعنة ۸۴۲ اللعنة
۸۴۳ اللعنة ۸۴۴ اللعنة ۸۴۵ اللعنة ۸۴۶ اللعنة ۸۴۷ اللعنة ۸۴۸ اللعنة ۸۴۹ اللعنة ۸۵۰ اللعنة
۸۵۱ اللعنة ۸۵۲ اللعنة ۸۵۳ اللعنة ۸۵۴ اللعنة ۸۵۵ اللعنة ۸۵۶ اللعنة ۸۵۷ اللعنة ۸۵۸ اللعنة
۸۵۹ اللعنة ۸۶۰ اللعنة ۸۶۱ اللعنة ۸۶۲ اللعنة ۸۶۳ اللعنة ۸۶۴ اللعنة ۸۶۵ اللعنة ۸۶۶ اللعنة
۸۶۷ اللعنة ۸۶۸ اللعنة ۸۶۹ اللعنة ۸۷۰ اللعنة ۸۷۱ اللعنة ۸۷۲ اللعنة ۸۷۳ اللعنة ۸۷۴ اللعنة
۸۷۵ اللعنة ۸۷۶ اللعنة ۸۷۷ اللعنة ۸۷۸ اللعنة ۸۷۹ اللعنة ۸۸۰ اللعنة ۸۸۱ اللعنة ۸۸۲ اللعنة
۸۸۳ اللعنة ۸۸۴ اللعنة ۸۸۵ اللعنة ۸۸۶ اللعنة ۸۸۷ اللعنة ۸۸۸ اللعنة ۸۸۹ اللعنة ۸۹۰ اللعنة
۸۹۱ اللعنة ۸۹۲ اللعنة ۸۹۳ اللعنة ۸۹۴ اللعنة ۸۹۵ اللعنة ۸۹۶ اللعنة ۸۹۷ اللعنة ۸۹۸ اللعنة
۸۹۹ اللعنة ۹۰۰ اللعنة ۹۰۱ اللعنة ۹۰۲ اللعنة ۹۰۳ اللعنة ۹۰۴ اللعنة ۹۰۵ اللعنة ۹۰۶ اللعنة
۹۰۷ اللعنة ۹۰۸ اللعنة ۹۰۹ اللعنة ۹۱۰ اللعنة ۹۱۱ اللعنة ۹۱۲ اللعنة ۹۱۳ اللعنة ۹۱۴ اللعنة
۹۱۵ اللعنة ۹۱۶ اللعنة ۹۱۷ اللعنة ۹۱۸ اللعنة ۹۱۹ اللعنة ۹۲۰ اللعنة ۹۲۱ اللعنة ۹۲۲ اللعنة
۹۲۳ اللعنة ۹۲۴ اللعنة ۹۲۵ اللعنة ۹۲۶ اللعنة ۹۲۷ اللعنة ۹۲۸ اللعنة ۹۲۹ اللعنة ۹۳۰ اللعنة
۹۳۱ اللعنة ۹۳۲ اللعنة ۹۳۳ اللعنة ۹۳۴ اللعنة ۹۳۵ اللعنة ۹۳۶ اللعنة ۹۳۷ اللعنة ۹۳۸ اللعنة
۹۳۹ اللعنة ۹۴۰ اللعنة ۹۴۱ اللعنة ۹۴۲ اللعنة ۹۴۳ اللعنة ۹۴۴ اللعنة ۹۴۵ اللعنة ۹۴۶ اللعنة
۹۴۷ اللعنة ۹۴۸ اللعنة ۹۴۹ اللعنة ۹۵۰ اللعنة ۹۵۱ اللعنة ۹۵۲ اللعنة ۹۵۳ اللعنة ۹۵۴ اللعنة
۹۵۵ اللعنة ۹۵۶ اللعنة ۹۵۷ اللعنة ۹۵۸ اللعنة ۹۵۹ اللعنة ۹۶۰ اللعنة ۹۶۱ اللعنة ۹۶۲ اللعنة
۹۶۳ اللعنة ۹۶۴ اللعنة ۹۶۵ اللعنة ۹۶۶ اللعنة ۹۶۷ اللعنة ۹۶۸ اللعنة ۹۶۹ اللعنة ۹۷۰ اللعنة
۹۷۱ اللعنة ۹۷۲ اللعنة ۹۷۳ اللعنة ۹۷۴ اللعنة ۹۷۵ اللعنة ۹۷۶ اللعنة ۹۷۷ اللعنة ۹۷۸ اللعنة
۹۷۹ اللعنة ۹۸۰ اللعنة ۹۸۱ اللعنة ۹۸۲ اللعنة ۹۸۳ اللعنة ۹۸۴ اللعنة ۹۸۵ اللعنة ۹۸۶ اللعنة
۹۸۷ اللعنة ۹۸۸ اللعنة ۹۸۹ اللعنة ۹۹۰ اللعنة ۹۹۱ اللعنة ۹۹۲ اللعنة ۹۹۳ اللعنة ۹۹۴ اللعنة
۹۹۵ اللعنة ۹۹۶ اللعنة ۹۹۷ اللعنة ۹۹۸ اللعنة ۹۹۹ اللعنة ۱۰۰۰ لعنت

﴿۴۵﴾ اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں تین سو تیرہ ۳۱۳ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے۔ سو ہر یک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اول آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبدالحق اور عبدالجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی سچی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

﴿۳۶﴾ ایسا ہی ذرہ انصاف کرنا چاہئے کہ کس قوت اور چمک سے کسوف اور خسوف کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور ہمارے دعویٰ پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ **علیھم نعال لعن اللّٰہ الف الف مرّۃ**۔ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی اے پلید دجال! پیشگوئی تو پوری ہوگئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔ پیشگوئی کے اصل لفظ جو امام محمد باقر سے دار قطنی میں مروی ہیں یہ ہیں۔ ''**انّ لمھدینا آیتین لم تکونا منذ خلق السّماوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ الخ**۔'' یعنی ہمارے مہدی کی تائید اور تصدیق کے لئے دو نشان مقرر ہیں۔ اور جب سے کہ زمین و آسمان پیدا کئے گئے وہ دو نشان کسی مدعی کے وقت ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ یہ ہیں کہ مہدی کے ادعا کے وقت میں چاند اس پہلی رات میں گرہن ہوگا۔ جو اس کے خسوف کی تین راتوں میں سے پہلی رات ہے یعنی تیرھویں رات۔ اور سورج اس کے گرہن کے دنوں میں سے اس دن گرہن ہوگا جو درمیان کا دن ہے یعنی اٹھائیس[۲۸] تاریخ کو اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا **اس غرض سے نہیں تھا** کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ اور یہ احمقانہ عذر پیش کر دیا ہے کہ اس پیشگوئی کے یہ معنی ہیں کہ چاند کو رمضان کی پہلی رات میں گرہن لگے گا۔ اور پندرہ تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔ **لاحول ولا قوۃ** ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے اے نادانو! آنکھوں کے اندھو! مولویت کو بدنام کرنے والو! ذرہ سوچو!

78۔ قادیان۔کدعہ/اذنی الارض/دمشق/یروشلم

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۱ ۳۲۹ ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۴۵﴾ اب دیکھو یہ تین سو تیرہ مخلص جو اس کتاب میں درج ہیں یہ اسی پیشگوئی کا مصداق ہے جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی ہے۔ پیشگوئی میں کدعہ کا لفظ بھی ہے جو صریح قادیان کے نام کو بتلا رہا ہے پس تمام مضمون اس حدیث کا یہ ہے کہ وہ مہدی موعود قادیان میں پیدا ہوگا۔ اور اس کے پاس ایک کتاب چھپی ہوئی ہوگی۔ جس میں تین سو تیرہ ۳۱۳ اس کے دوستوں کے نام درج ہوں گے۔ سو ہر یک شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہ بات میرے اختیار میں تو نہیں تھی کہ میں ان کتابوں میں جو اس زمانہ سے ہزار برس پہلے دنیا میں شائع ہو چکی ہیں اپنے گاؤں قادیان کا نام لکھ دیتا۔ اور نہ میں نے چھاپہ کی کل نکالی ہے تا یہ خیال کیا جائے کہ میں نے اس غرض سے مطبع کو اس زمانہ میں ایجاد کیا ہے۔ اور نہ تین سو تیرہ مخلص اصحاب کا پیدا کرنا میرے اختیار میں تھا بلکہ یہ تمام اسباب خود خدا تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں تا وہ اپنے رسول کریم کی پیشگوئی کو پورا کرے۔

مگر اس زمانہ کے مولویوں کی حالت پر سخت افسوس ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو۔ آتھم کی نسبت کیسی صفائی سے پیشگوئی پوری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی الہامی شرط کے موافق اول آتھم سودائیوں کی طرح ڈرتا پھرا۔ اور بباعث شدت خوف شرط سے فائدہ اٹھایا۔ آخر بیباکی کی حالت میں خدا تعالیٰ کے قطعی الہام کے موافق واصل جہنم ہوا۔ اور یہی پیشگوئی تھی جس کی براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں بھی اب سے سترہ ۱۷ برس پہلے خبر دی گئی تھی۔ سو جیسا کہ اس پیشگوئی کی تکذیب میں پادریوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔ عبد الحق اور عبد الجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی اور جیسا کہ عیسائیوں نے اسلام پر حملہ کیا انہوں نے بھی اسلام پر حملہ کیا۔ کیونکہ یہ نشان اسلام کی تائید میں تھا۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ اگر یہ لوگ آتھم کے بارے میں کوئی بھی نکتہ چینی کرتے تو ہمیں کچھ افسوس نہ تھا مگر ان لوگوں نے تو اس سچائی پر تھوکا جو آفتاب کی طرح چمک رہی تھی۔ عبد الحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی۔ اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ کیا تیرے لئے ایک دن موت کا مقرر نہیں۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

تضاد:

۶ر جنوری ۱۸۹۱ء

(الف) "خواب میں دیکھا کہ میرے پاس مرزا غلام قادر میرے بھائی کھڑے ہیں اور میں یہ آیت قرآن شریف کی پڑھتا ہوں غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ اور کہتا ہوں کہ اَدْنَى الْاَرْضِ سے قادیان مراد ہے اور میں کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔"

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے میں سے)

(ب) "ایک دفعہ ہمیں یہ الہام ہوا کہ:۔
"غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ اس وعدہ کی آخری آیت تک جس قدر حروف ہیں ان میں اکمل اور اخلص موافقین کے نام بھی مخفی ہیں اور جو اشد انکار و عناد و مخالفت میں اپنی قوم میں سے ہیں ان کے نام بھی اس میں پوشیدہ ہیں۔"
پھر فرمایا۔" اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے اَدْنَى الْاَرْضِ پر قرآن شریف میں ہاتھ رکھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قادیان کا نام ہے۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۴ و مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ)

۲۷ر فروری ۱۸۹۱ء "فَجِيْٓءَ بِالْكِتَابِ فَهُزِمُوْا۔"[1]

(مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ و البشریٰ[2] صفحہ ۵۵)

۱۸۹۱ء خواجہ حسن نظامی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک خط شائع کیا ہے جس کا اقتباس درج ذیل ہے:۔
"ہم نے آپ کی صحت کے لئے خدا سے دعا مانگی اور ہم کو الہام ہوا کہ خواجہ حسن نظامی ابھی بہت دن زندہ رہیں گے اور مسلمانوں کے بڑے بڑے کام کریں گے۔"

(الفضل جلد ۴۰ نمبر ۲۳۸ مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۶ بحوالہ اخبار منادی دہلی بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۲ء صفحہ ۴ تا ۱)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) پھر کتاب لائی گئی تب انہیں شکست ہوئی۔ (نوٹ) پیر صاحب لکھتے ہیں۔ یہ الہام حضرت اقدس علیہ السلام کے دستِ مبارک کے لکھے ہوئے سے نقل کئے گئے۔

[2] البشریٰ مجموعہ الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام غیر مطبوعہ۔ مرتبہ پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ۔ (مرتب)

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah/

ہوئے میں نے دہلی میں سنا تھا کہ آیا ہوا ہے میں ملنے کو گیا یہ تھا نہیں لوگوں نے کہا کہ شاہ صاحب وہ تو پاگل اور لغو آدمی ہے آپ نے اس کے ملنے کا کیوں ارادہ کیا اور کیوں یہاں آنے کی تکلیف کی۔ خیر میرا مقصد ملنے سے اور تھا۔ پھر میں نے کئی بار تلاش کیا کچھ اتا پتہ نہ چلا۔

ایک دفعہ میں نے قادیان سے کئی سال ہوئے ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سکول انبالہ کے نام خط لکھا کہ شاید وہاں سے کچھ نشان ملے سو ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے لکھا کہ ایک دفعہ وہ یہاں آئے تھے پھر معلوم نہیں وہ کہاں ہیں سنا تھا کہ وہ دہلی میں کسی مسجد کی ملاگری و جاروب کشی کرتے ہیں۔ یہ ہیڈ ماسٹر صاحب ہندو تھے جنہوں نے یہ مجھے لکھا یہ ہوتا ہے! ایسوں کا انجام اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

ایک دفعہ بہت سے احباب دور دور سے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک اچھا خاصہ مجمع ہو گیا منجملہ ان کے منشی ظفر احمد صاحب و محمد خاں صاحب و منشی محمد اوڑا صاحب مرحومین مولوی سید محمد احسن صاحب اور خلیفہ اول اور مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہما خواجہ کمال الدین صاحب مولوی محمد علی صاحب ایم اے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مولوی عبدالقادر صاحب رضی اللہ عنہ شیخ غلام احمد صاحب۔ اور لاہور ولودھیانہ کے احباب وغیرہ ہم تھے اس بات پر ذکر چلا کہ بعض اولیاء کرام کو مکاشفہ میں بہت کچھ حالات منکشف ہو جاتے ہیں اور اکثر لوگوں کی نیتوں کا حال بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں یہ سچ ہے ہمیں بھی ایک بار حج کے روز کشف میں حج کا نظارہ دکھایا گیا یہاں تک کہ سب کی باتیں اور لبیک اور تسبیح و تہلیل ہم سنتے تھے اگر ہم چاہتے تو لوگوں کی باتیں لکھ لیتے۔

ایک دفعہ ہمیں یہ الہام ہوا کہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ اور مجھے دکھایا گیا کہ اس وعدہ کی آخری آیت تک جس قدر حروف ہیں ان میں اکمل اور اخلص موافقین کے نام بھی مخفی ہیں اور جو اشد

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Tazkara-tul-Mahdi.pdf

انکار و عناد و مخالفت میں اپنی قوم میں سے ہیں ان کے نام بھی اس میں پوشیدہ ہیں۔(یہ سب الفاظ بعینہا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ السلام کے ہیں میرا اس میں ایک بھی حرف نہیں) پھر فرمایا اور میں نے دیکھا کہ ایک شخص نے ادنیٰ الارض پر قرآن شریف میں ہاتھ رکھا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قادیان کا نام ہے (یہ الفاظ بھی حضرت اقدس علیہ السلام کے ہیں) پھر فرمایا آج ہمیں دکھایا گیا ہے کہ ان موجود اور حاضر لوگوں میں کچھ ہم سے پیٹھ دئے بیٹھے ہیں اور ہم سے روگرداں ہیں اور کراہت کے ساتھ ہم سے دوسری طرف پھیر رکھا ہوا ہے یہ باتیں حضرت اقدس علیہ السلام کی سن کر میں اور دوسرے اکثر احباب ڈر کر خوف زدہ ہوگئے اور استغفار پڑھنے لگے۔ خیر حضرت اقدس علیہ السلام جب اندر مکان میں تشریف لے گئے اور اندر سے کنڈی لگالی سید فضل شاہ صاحب بہت ہی گھبرائے اور چہرہ فق ہوگیا اور جلدی سے آپ کے دروازہ کی کنڈی ہلائی حضرت اقدس علیہ السلام واپس تشریف لائے مسکرا کر فرمایا شاہ صاحب کیا ہے کیا کام ہے شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میں حضور کو حلف تو دے نہیں سکتا کہ ادب کی جگہ ہے اور نہ میں اوروں کا حال دریافت کرتا ہوں صرف میں اپنا حال پوچھتا ہوں کہ روگرداں لوگوں میں میں ہوں یا نہیں۔ حضرت اقدس علیہ السلام شاہ صاحب کی بات سن کر بہت ہنسے اور اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر اور ہلا کر فرمایا شاہ صاحب تم ان میں نہیں۔ شاہ صاحب تم روگردان لوگوں میں نہیں ہو اور پھر ہنستے ہنستے یہ فرما کر دروازہ بند کرلیا۔ تب فضل شاہ صاحب کی جان میں جان آئی اور تسلی ہوئی اور گھبراہٹ دور ہوئی۔ شاہ صاحب نے خدا کا شکر کیا۔

صاحبزادہ پیر منظور محمد صاحب ☆ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور حضرت اقدس علیہ السلام مسجد مبارک میں بیٹھے تھے میں آپ کے سامنے تھا اور ہم دونوں چپ چاپ بیٹھے تھے آپ کی اس وقت عجیب حالت تھی ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا بہت دیر تک آپ کی یہ کیفیت رہی پھر آپ نے سر مبارک اٹھایا

☆ مصنف قاعدہ یسرنا القرآن

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Tazkara-tul-Mahdi.pdf

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah/

نکارہ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

"یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ نے اِس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اِس عاجز کی طرف سے ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

"صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اُتریں گے.... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پَیرو ہیں.... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصلی مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؓ سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اُس دمشق کو جس سے ایسے پُرظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ دروں لوگ پیدا ہو گئے تھے اِس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیلِ دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہو گا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بنا تا رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۴-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

"قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

اُخْرِجَ مِنْهُ الْيَزِيْدِيُّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ء

(ا) "ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حراث[1] آنے والا جو

---

[1] حارث کے معنے زمیندار کے ہیں اور حراث سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

گیا ہو پورا ہو جائے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا مثلاً مسیح کی نسبت بعض بائیبل کی پیشگوئیوں میں
یہ درج تھا کہ وہ بادشاہ ہوگا لیکن چونکہ مسیح غریبوں اور مسکینوں کی صورت پر ظاہر ہوا اس لئے
﴿۲۵﴾ یہودیوں نے اس کو قبول نہ کیا اور اس ردّ اور انکار کی وجہ صرف الفاظ پرستی تھی کہ انہوں نے
بادشاہت کے لفظ کو فقط ظاہر پر محمول کر لیا۔ ایسا ہی حضرت موسیٰ کی توریت میں ہمارے سیّد
﴿۲۶﴾ و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ پیشگوئی درج تھی کہ وہ بھی بنی اسرائیل میں سے
اور اُن کے بھائیوں میں سے پیدا ہوگا اس لئے یہودی لوگ اس پیشگوئی کا منشا یہی سمجھتے
رہے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوگا حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائیوں سے بنی اسماعیل
﴿۲۷﴾ مراد ہیں خدائے تعالیٰ قادر تھا کہ بجائے بنی اسرائیل کے بھائیوں کے بنی اسماعیل ہی لکھ دیتا

بقیہ حاشیہ

اور نہ کوئی ایسی بات ہے کہ جو تصنّع اور بناوٹ سے گھڑنی پڑتی ہے بلکہ یہ عادت انبیاء کی شائع
متعارف ہے کہ وہ روح القدس سے پُر ہو کر مثالوں اور استعاروں میں بولا کرتے ہیں اور وحی الٰہی
کو یہی طرز پسند آئی ہوئی ہے کہ اِس جسمانی عالم میں جو کچھ آسمان سے اُتارا جاتا ہے اکثر اس
﴿۲۳﴾ میں استعارات و مجازات پُر ہوتے ہیں عام طور پر جو ہر ایک فرد بشر کو کوئی نہ کوئی سچی خواب آجاتی
ہے جو نبوت کا چھیالیسواں ۴۶ حصہ بیان کی گئی ہے اُس کے اجزا پر بھی اگر نظر ڈال کر دیکھو تو شاذ و
نادر کوئی ایسی خواب ہوگی جو استعارات اور مجازات سے بکلی خالی ہو۔

اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو
لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اُتریں گے یہ لفظ ابتدا سے محقق
لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے کیونکہ بظاہر کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو دمشق سے کیا مناسبت
ہے اور دمشق کو مسیح سے کیا خصوصیت۔ ہاں اگر یہ لکھا ہوتا کہ مسیح مکّہ معظمہ میں اُترے گا یا مدینہ
منورہ میں نازل ہوگا تو ان ناموں کا ظاہر پر حمل کرنا موزوں بھی ہوتا۔ کیونکہ مکّہ معظمہ خانہ خدا
﴿۲۴﴾ کی جگہ اور مدینہ منورہ رسول اللہ کا پایہ تخت ہے مگر دمشق میں تو کوئی ایسی خوبی کی بات نہیں جس
کی وجہ سے تمام امکنہ متبرکہ چھوڑ کر نزول کے لئے صرف دمشق کو مخصوص کیا جائے۔ اس جگہ
بلاشبہ استعارہ کے طور پر کوئی مرادی معنے مخفی ہیں جو ظاہر نہیں کئے گئے اور یہ عاجز ابھی اس
بات کی تفتیش کی طرف متوجہ نہیں ہوا تھا کہ وہ معنے کیا ہیں کہ اسی اثناء میں میرے ایک دوست

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تا کروڑ ہا آدمی ہلاکت سے بچ جاتے مگر اُس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس کو ایک عقدہ
درمیان میں رکھ کر صادقوں اور کاذبوں کا امتحان منظور تھا اسی بنا پر اور اسی مدعا کی غرض سے
﴿۶۸﴾ تمثیل کے پیرایہ میں یا استعارہ کے طور پر بہت باتیں ہوتی ہیں جن پر نظر ڈالنے والے دو گروہ
ہو جاتے ہیں ایک وہ گروہ جو فقط ظاہر پرست اور ظاہر بین ہوتا ہے اور استعارات سے بکلی منکر
﴿۶۹﴾ ہو کر اُن پیشگوئیوں کے ظہور کو ظاہری صورت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ وہ گروہ ہے کہ جو وقت پر
حقیقتِ حقّہ کے ماننے سے اکثر بے نصیب اور محروم رہ جاتا ہے بلکہ سخت درجہ کی عداوت اور

بقیہ حاشیہ

اور محبّ واثق مولوی حکیم نور الدین صاحب اس جگہ قادیان میں تشریف لائے اور انہوں نے اس
بات کے لئے درخواست کی کہ جو مسلم کی حدیث میں لفظ دمشق و نیز اور ایسے چند مجمل الفاظ ہیں
اُن کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی جائے لیکن چونکہ ان دنوں میں میری طبیعت
﴿۶۵﴾ علیل اور دماغ نا قابل جدوجہد تھا اس لئے میں اُن تمام مقاصد کی طرف توجہ کرنے سے مجبور رہا
صرف تھوڑی سی توجہ کرنے سے ایک لفظ کی تشریح یعنی دمشق کے لفظ کی حقیقت میرے پر کھولی گئی
اور نیز ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث نام یعنی حرّاث آنے
والا جو ابوداؤد کی کتاب میں لکھا ہے یہ خبر صحیح ہے اور یہ پیشگوئی اور مسیح کے آنے کی پیشگوئی
درحقیقت یہ دونوں اپنے مصداق کی رُو سے ایک ہی ہیں۔ یعنی ان دونوں کا مصداق ایک ہی
شخص ہے جو یہ عاجز ہے۔

سو اوّل میں دمشق کے لفظ کی تعبیر جو الہام کے ذریعہ سے مجھ پر کھولی گئی بیان کرتا ہوں پھر بعد
اس کے ابوداؤد والی پیشگوئی جس طور سے مجھے سمجھائی گئی ہے بیان کروں گا۔

﴿۶۶﴾ پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے
قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور
خیالات کے پیرو ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں
جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امّارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں
کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی اُن کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور
خدائے تعالیٰ کا موجود ہونا اُن کی نگاہ میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جو انہیں سمجھ نہیں آتا اور چونکہ طبیب کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

کسی اُونچی عمارت پر آ کر اُتار دیں گے پھر کسی زینہ کے ذریعہ سے حضرت الیاؔ نیچے ﴿۷۴﴾
اُتر آئیں گے اور یہودیوں کے تمام مخالفوں کو روئے زمین سے نابود کر ڈالیں گے
اور چونکہ اُن کی کتابوں میں جو کتب الہامیہ ہیں یہ بھی لکھا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح کے
آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اُترے اِسی وقت کی وجہ سے یعنی اِس سبب سے کہ
ایلیا اُن کے گمان میں اب تک آسمان سے نہیں اُترا مسیح ابن مریم پر وہ ایمان نہیں ﴿۷۵﴾
لائے اور صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ تو کون ہے کیونکہ وہ مسیح جس کی ہمیں
انتظار ہے ضرور ہے کہ اُس سے پہلے ایلیا آسمان سے اُتر کر اُس کی راہوں کو

بقیہ حاشیہ

اب پہلے ہم یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ یہ قصبہ
قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت
اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ
بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جزو میں مشارکت کے باعث سے ایک ﴿۷۲﴾
چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں مثلاً ایک بہادر انسان کو کہہ دیتے ہیں کہ یہ شیر ہے اور
شیر نام رکھتے ہیں یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ شیر کی طرح اس کے پنجے ہوں اور ایسی ہی بدن پر پشم
ہو اور ایک دُم بھی ہو بلکہ صرف صفت شجاعت کے لحاظ سے ایسا اطلاق ہو جاتا ہے اور عام طور پر
جمیع انواع استعارات میں یہی قاعدہ ہے سو خدائے تعالیٰ نے اسی عام قاعدہ کے موافق اس قصبہ
قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارہ میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا
کہ اخرج منه الیزیدیون یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگرچہ میرا
یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدائے تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ
دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں ﴿۷۳﴾
خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے مگر خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اس بات
کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا
ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ اپنی فطرت میں یزیدی لوگوں
کی فطرت سے مشابہ ہیں اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ انا انزلناه قریبًا من
القادیان وبالحق انزلناه وبالحق نزل وکان وعد اللّٰہ مفعولا یعنی ہم نے اُس کو

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/library/books/tadhkirah/

يُعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ وَاسْتَيْقَنَتْهَا اَنْفُسُهُمْ۔ وَقَالُوْا لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔
فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ عَلَيْهِمْ۔ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔
وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ۔

تذکرہ

کیا کہتے ہیں کہ ہم ایک قوی جماعت ہیں۔ جو جواب دینے پر قادر ہیں عنقریب یہ ساری جماعت بھاگ جائیگی اور پیٹھ پھیر لیں گے۔ اور جب یہ لوگ کوئی نشان دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ایک معمولی اور قدیمی سحر ہے حالانکہ اُن کے دِل اُن نشانوں پر یقین کر گئے ہیں اور دلوں میں اُنھوں نے سمجھ لیا ہے کہ اب گریز کی جگہ نہیں۔ اور یہ خدا کی رحمت ہے کہ تُو اُن پر نرم ہوا۔ اور اگر تُو سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے نزدیک نہ آتے اور تجھ سے الگ ہو جاتے۔ اگرچہ قرآنی معجزات ایسے دیکھتے جن سے پہاڑ جنبش میں آجاتے۔

یہ آیات اُن بعض لوگوں کے حق میں بطور الہام القا ہوئیں جن کا ایسا ہی خیال اور حال تھا اور شاید ایسے ہی اور لوگ بھی نکل آویں جو اس قسم کی باتیں کریں اور بدرجہ یقینِ کامل پہنچ کر پھر منکر رہیں۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶، ۴۹۸ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹۲-۵۹۳)

۱۸۸۳ء

پھر بعد اس کے فرمایا:۔

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنَ الْقَادِيَانِ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ۔ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

یعنی ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پُر از معارف و حقائق کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔ اور ضرورتِ حقّہ کے ساتھ اُتارا ہے اور بضرورتِ حقّہ اُترا ہے۔ خدا اور اُس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی۔ اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔

یہ آخری فقرات اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس شخص کے ظہور کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی

ا (ترجمہ از مرتب) اُس سے اِعراض کرتے۔ اور

۲ "اِس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا ..... اب جو ایک نئے الہام سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اُس پہلے الہام کے معنے بھی اس سے کھل گئے ..... اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ دِمَشْقَ بِطَرَفٍ شَرْقِيٍّ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ۔ کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳-۷۵ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸، ۱۳۹)

۳ ازالہ اوہام میں یہ فقرہ یوں ہے وَكَانَ وَعْدُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳)

درست کرے۔ اس کے جواب میں ہر چند حضرت مسیح نے بہت زور دے کر انہیں کہا کہ وہ ایلیا ﴿۷۶﴾
جو آنے والا تھا یہی یحییٰ زکریا کا بیٹا ہے جس کو تم نے شناخت نہیں کیا لیکن یہودیوں نے
مسیح کے اس قول کو ہرگز قبول نہیں کیا بلکہ خیال کیا کہ یہ شخص توریت کی پیشگوئیوں میں الحاد
اور تحریف کر رہا ہے اور اپنے مرشد کو ایک عظمت دینے کے لئے ظاہری معنے کو کھینچ تان کر کچھ
کا کچھ بنا رہا ہے سو ظاہر پرستی کی شامت نے یہودیوں کو حقیقت فہمی سے محروم رکھا اور مجرّد ﴿۷۷﴾
الفاظ پر زور مارنے اور استعارہ کو حقیقت سمجھنے کی وجہ سے ابدی لعنتوں کا ذخیرہ انہیں ملا

بقیہ حاشیہ

قادیان کے قریب اتارا ہے اور سچائی کے ساتھ اُتارا اور سچائی کے ساتھ اُترا اور ایک دن وعدہ اللہ
کا پورا ہونا تھا۔ اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالیٰ کی طرف
سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیشگوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب چونکہ ﴿۷۴﴾
قادیان کو اپنی ایک خاصیت کی رُو سے دمشق سے مشابہت دی گئی تو اس سے صاف معلوم ہوتا
ہے کہ قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی
کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا اور یہ الہام جو
بَراہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے بصراحت و بآواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن
شریف میں یا احادیث نبویہ میں بطور پیشگوئی ضرور موجود ہے اور چونکہ موجود نہیں تو بجز اس کے
اَور کس طرف خیال جا سکتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث
نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور لکھا ہوگا اور اب جو ایک نئے الہام سے یہ بات بپایۂ ثبوت پہنچ
گئی کہ قادیان کو خدائے تعالیٰ کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے تو اُس پہلے الہام کے معنے
بھی اس سے کھل گئے گویا یہ فقرہ جو اللہ جلّشانہٗ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر ﴿۷۵﴾
القا کیا ہے کہ انا انزلناہ قریبًا من القادیان اس کی تفسیر یہ ہے کہ انا انزلناہ قریبا من
دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء. کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان
کے شرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس۔ پس یہ فقرہ الہام الٰہی کا کہ کان وعد اللّٰہ مفعولًا
اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیشگوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے اس عبارت
تک یہ عاجز پہنچا تھا کہ یہ الہام ہوا قل لو کان الامر من عند غیر اللّٰہ لوجدتم

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

یعنی طاعون پڑے گی☆ اور بعد اس کے دُوسرے **عذاب** بھی نازل ہوں گے۔ اس لئے ضروری تھا کہ مسیح اسلامی کی تائید میں بھی یہ باتیں ظہور میں آتیں۔ اور بھی **دلائل** اس بات پر بہت ہیں کہ یہی دابّۃ الارض جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے طاعون ہے اور بلاشبہ یہ زمینی بیماری ہے اور زمین میں سے ہی نکلتی ہے اس سے محفوظ رہنے کے لئے بعد اس کے جو ایک شخص اس جماعت میں داخل ہو اور تقویٰ اختیار کرے تکرار سورۃ فاتحہ کا حضور دل سے اور اس کے معنوں پر قائم ہونے سے بہت مؤثر ہے جو شخص طاعون کی ناگہانی آفات سے بچنا چاہتا ہے اس کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں جو خدائے قادر ذوالجلال پر سچا ایمان لائے اور اپنے تمام اعضا کو معاصی سے بچاوے اور دین کو اور دینی خدمات کو دنیا پر مقدم رکھ لے اور اس سلسلہ حقہ میں صدق اور اخلاص کے ساتھ داخل ہو جائے اور دلی جوش کے ساتھ دعا میں لگا رہے اور اپنی عورتوں کو جن کے شر کے بداثر میں وہ بھی شریک ہو سکتا ہے غافلانہ زندگی سے بچاوے اور کوشش کرے کہ اُس کے گھر میں ذکر الٰہی ہو پھر اس کے ساتھ قرآن شریف کے جمیع احکام کا پابند ہو کر ظاہری پلیدیوں اور ناپاکیوں سے بھی اپنے گھر کو صاف رکھے جو شخص ظاہری پلیدیوں سے نفرت نہیں رکھتا اور اس کا گھر اور اس کے گھر کا صحن ناپاک رہتے ہیں وہ اندرونی پاکیزگی میں بھی سُست ہو سکتا ہے سوتم کوشش کرو کہ تمہارے گھر کا کوئی بھی حصہ ناپاک نہ ہو اور نہ ناپاک پانی اور کیچڑ بدرروں میں کھڑا رہے اور نہ کپڑے میلے کچیلے رہیں۔ یہ **خدا تعالیٰ** کا حکم ہے جو قرآن شریف میں آچکا ہے۔ ایسے احکام جو خدا تعالیٰ کی کتاب میں آئے ہیں وہ اس لئے آئے ہیں تا تم سمجھو کہ جسمانی سلسلہ

☆ ذکریا ۱۴ باب میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود کے عہد میں سخت طاعون پڑے گی۔ اس زمانہ میں تمام فرقے دنیا کے متفق ہوں گے کہ یروشلم کو تباہ کر دیں۔ تب انہی دنوں میں طاعون پھوٹے گی اور اُسی دن یوں ہوگا کہ جیتا پانی یروشلم سے جاری ہوگا یعنی خدا کا مسیح ظاہر ہو جائے گا۔ اور اس جگہ یروشلم سے مراد بیت المقدس نہیں ہے بلکہ وہ مقام ہے جس سے دین کے زندہ کرنے کے لئے الٰہی تعلیم کا چشمہ جوش مارے گا اور وہ قادیاں ہے جو خدا تعالیٰ کی نظر میں دارالامان ہے۔ خدا تعالیٰ نے جیسا کہ اس اُمت کے خاتم الخلفاء کا نام مسیح رکھا ایسا ہی اس کے خروج کی جگہ کا نام یروشلم رکھ دیا اور اُس کے مخالفوں کا نام یہود رکھ دیا۔ منہ

89-مرزاغلام قادیانی غازی/غازی نام رکھنا نافرمانی

قول:

روحانی خزائن جلد ۴ ۳۷۵ نشان آسمانی

ید بیضا کہ با او تابندہ   باز با ذوالفقار می بینم

یعنی اس کا وہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر میں اس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنی ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اس امام کو دے دے گا اس طرح پر کہ اسکے چمکنے والا ہاتھ وہ کام کرے گا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی۔ سو وہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر
«۱۴» ظاہر ہوگئی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ امام **سلطان القلم** ہوگا اور اس کی قلم ذوالفقار کا کام دے گی یہ پیشگوئی بعینہٖ اس عاجز کے اس الہام کا ترجمہ ہے جو اس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وہ یہ ہے **کتاب الولی ذوالفقار علی**۔ یعنی کتاب اس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے۔ یہ اس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اسی بناء پر بارہا **اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔** چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازی دوست دار دشمن کش   ہمدم و یارِ غار مے بینم

وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا۔

صورت و سیرتش چو پیغمبر   علم و حلمش شعارے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شان نبوت اس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اس کا شعار ہے مراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وہی صورت اور وہی سیرت اس کو حاصل ہوگئی ہے یہ اس الہام کے مطابق ہے جو اس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-4.pdf

تضاد:

۲۸۴ مجموعہ اشتہارات جلد 3

کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔

اوّل یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اُونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہونچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لئے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت اُن سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھلا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائے گی۔ اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لئے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں سے بچ جائے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند ہوگیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لئے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ **سو آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔** اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسُول

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v3.pdf

مجموعہ اشتہارات جلد 3 ۲۸۵

کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنے **یضع الحرب** جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہوجائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارۂ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہنچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دُنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لئے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دُنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دُنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لئے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لئے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے صلحکاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدہا ظہور میں آئے اور آرہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دُنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لئے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لئے یاددہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی

http://www.alislam.org/urdu/pdf/ishtaharat-v3.pdf

79۔انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا/مرزا کو احتلام

قول:

اَلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَھُمْ۔ (الصافات: ۲۳) اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے۔

ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ انبیاء کو احتلام کیوں نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا کہ چونکہ انبیاء سوتے جاگتے پاکیزہ خیالوں کے سوا کچھ نہیں رکھتے۔ اور ناپاک خیالوں کو دل میں آنے نہیں دیتے۔ اس واسطے ان کو خواب میں بھی احتلام نہیں ہوتا۔

ایک مرتبہ لباس کے بارہ میں ذکر ہو رہا تھا، ایک کہتا کہ بہت کھلی اور وسیع موہری کا پاجامہ اچھا ہوتا ہے۔ جیسا ہندوستانی اکثر پہنتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ مرزا صاحب نے فرمایا کہ :۔

''بلحاظ ستر عورت تنگ موہری کا پاجامہ بہت اچھا اور افضل ہے۔ اور اس میں پردہ زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کی تنگ موہری کے باعث زمین سے بھی ستر عورت ہو جاتا ہے۔ سب نے اس کو پسند کیا۔

آخر مرزا صاحب نوکری سے دل برداشتہ ہو کر استعفیٰ دے کر ۱۸۶۸ء میں یہاں سے تشریف لے گئے۔

ایک دفعہ ۱۸۷۷ء میں آپ تشریف لائے۔ اور لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر قیام کیا اور بتقریب دعوت حکیم میر حسام الدین صاحب کے مکان پر تشریف لائے۔

اسی سال سرسید احمد خاں صاحب **غفرلہ** نے قرآن شریف کی تفسیر شروع کی تھی۔ تین رکوع کی تفسیر یہاں میرے پاس آ چکی تھی۔ جب میں اور شیخ الہ داد صاحب مرزا صاحب کی ملاقات کیلئے لالہ بھیم سین صاحب کے مکان پر گئے تو اثناء گفتگو میں سرسید صاحب کا ذکر شروع ہوا۔ اتنے میں تفسیر کا ذکر بھی آ گیا۔ راقم نے کہا کہ تین رکوعوں کی تفسیر آ گئی جس میں دعا اور نزول وحی کی بحث آ گئی ہے۔ فرمایا :۔

''کل جب آپ آویں تو تفسیر لیتے آویں''

جب دوسرے دن وہاں گئے تو تفسیر کے دونوں مقام آپ نے سنے اور سن کر خوش نہ ہوئے اور تفسیر کو پسند نہ کیا۔

اس زمانہ میں مرزا صاحب کی عمر راقم کے قیاس میں تخمیناً ۲۴ سے کم اور ۲۸ سے زیادہ نہ تھی۔ غرضیکہ ۱۸۶۴ء میں آپ کی عمر ۲۸ سے متجاوز نہ تھی۔ راقم میر حسن''

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Seerat-ul-Mahdi-Vol-1.pdf

تضاد:

سیرت المہدی 757 حصہ سوم

﴿843﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب مَیں نے یہ روایت سُنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی۔ دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہوسکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب مکرم کا یہ خیال درست ہے کہ انبیاء کو بھی بعض اقسام کا احتلام ہوسکتا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بچپن میں اس حدیث کو پڑھا تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ تو اس وقت بھی میں نے دل میں یہی کہا تھا کہ اس سے شیطانی نظارہ والا احتلام مراد ہے نہ کہ ہر قسم کا احتلام۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو فطرتی احتلام اور بیماری کے احتلام کی اصطلاح لکھی ہے یہ غالباً ایک ہی قسم ہے۔ جس میں صرف درجہ کا فرق ہے یعنی اصل اقسام دو ہی ہیں۔ ایک فطرتی احتلام جو کسی بھی طبعی تقاضے کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرے شیطانی احتلام جو گندے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ **واللہ اعلم**۔

﴿844﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیشاب کرکے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ مَیں نے کبھی ڈھیلہ کرتے نہیں دیکھا۔

﴿845﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام اندھیرے میں نہیں سویا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ رات کو اپنے کمرہ میں لالٹین روشن رکھا کرتے تھے اور تصنیف کے وقت تو دس پندرہ موم بتیاں اکٹھی جلا لیا کرتے تھے۔

﴿846﴾ **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب ''قادیان کے آریہ اور ہم'' کی نظم لکھ رہے

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Seerat-ul-Mahdi-Vol-3.pdf

80۔ مرزا کا قلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار/رسول اللہ ﷺ کی تلوار

قول:

۱۵۱

ملفوظات جلد اول

دیا کہ اس نے سلطنت انگریزی میں ہم کو پیدا کیا۔

احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے

محسن کے احسانات کی شکرگذاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دُنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کُشی اور غداری کا ناپاک مادہ اُس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پُرجفا زمانہ سے نجات دلانے کے لیے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔ اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا، تو میں سچ کہتا ہوں کہ ہم اس قسم کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی سوچ نہ سکتے چہ جائیکہ ہم اُن کا جواب دے سکتے۔

اب ہم اُن اعتراضوں کا جواب بڑی آزادی سے دے سکتے ہیں۔ پھر ہم اگر اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدرشناس اور ناشکرگذار ہوں گے۔ ہم کو غور اور فکر کا موقع ملا، دُعاؤں کا موقع ملا اور اس طرح پر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کے ابواب ہم پر کھولے، اگرچہ مبدءِ فیض وُہی ہے، لیکن انسان اپنے میں ایک شئے قابل بناتا ہے۔ اس پر بلحاظ اس کی استعداد اور ظرف کے فیض ملتا ہے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس تقریب کی وجہ سے ہندوستان اور پنجاب کے رہنے والے جوہر قابل بن رہے ہیں اور ان کی علمی طاقتیں بھی ترقی کر رہی ہیں۔

اس زمانہ کا ہتھیار قلم ہے

مختصر یہ کہ یہ مقام دُارالحرب ہے پادریوں کے مقابلہ میں۔ اس لیے ہم کو چاہیے کہ ہرگز بیکار نہ بیٹھیں۔ مگر یاد رکھو کہ ہماری حرب اُن کے ہمرنگ ہو۔ جس قسم کے ہتھیار لے کر میدان میں وہ آئے ہیں، اُسی طرز کے ہتھیار ہم کو لے کر نکلنا چاہیے اور وہ ہتھیار ہے قلم۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کا نام سُلطان القلم اور میرے قلم کو ذُوالفقارِ علی فرمایا۔ اس میں یہی سِر ہے کہ زمانہ جنگ و جدل کا نہیں ہے، بلکہ قلم کا زمانہ ہے۔

فتح کے لیے تقویٰ کی ضرورت ہے

پھر جب یہ بات ہے تو یاد رکھو کہ حقائق اور معارف کے دروازوں کے کھلنے کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی، اس لیے تقویٰ اختیار کرو، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ (النحل: ۱۲۹) اور مَیں گن نہیں سکتا کہ یہ الہام مجھے کتنی مرتبہ ہوا ہے۔ بہت ہی کثرت سے ہوا ہے۔ اگر ہم نری ہمیں ہی باتیں کرتے ہیں، تو یاد رکھو کہ کچھ فائدہ نہیں ہے۔ فتح کے لیے ضرورت ہے تقویٰ کی۔ فتح

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-1.pdf

تضاد:

ملفوظات جلد اول

۱۱۴

اب اس کا اثر تم خود سوچ لو گے، کیا پڑے گا۔ یہی کہ انسان اعمال کی ضرورت محسوس کریگا اور نیک عمل کرنے کی سعی کرے گا۔ برخلاف اس کے جب یہ کہا جاوے گا کہ انسان اعمال سے نجات نہیں پاسکتا، تو یہ اصُول انسان کی ہمت اور سعی کو پست کر دیگا اور اس کو بالکل مایوس اور بے دست و پا بنا دے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفارہ کا اصُول انسانی قوٰی کی بھی بےحرمتی کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسانی قوٰی میں ایک ترقی کا مادہ رکھا ہے لیکن کفارہ اس کو ترقی سے روکتا ہے۔ ابھی مَیں نے کہا ہے کہ کفارہ کا اعتقاد رکھنے والوں کے حالاتِ آزادی اور بے قیدی کو جو دیکھتے ہیں تو یہ اسی اصول کی وجہ سے ہے کہ کتے اور کتیوں کی طرح بدکاریاں ہوتی ہیں۔ لنڈن کے ہائیڈ پارک میں علانیہ بدکاریاں ہوتی ہیں اور حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں پس ہم کو صرف قیل و قال تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اعمال ساتھ ہونے چاہئیں۔ جو اعمال کی ضرورت نہیں سمجھتا وہ سخت ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔ قانونِ قدرت میں اعمال اور ان کے نتائج کی نظیریں تو موجود ہیں۔ کفارہ کی نظیر کوئی موجود نہیں۔ مثلاً بھوک لگتی ہے، تو کھانا کھا لینے کے بعد وہ فرو ہو جاتی ہے یا پیاس لگتی ہے، پانی سے جاتی رہتی ہے تو معلوم ہوا کہ کھانا کھانے یا پانی پینے کا نتیجہ بھوک کا جاتے رہنا یا پیاس کا بجھ جانا ہوا۔ مگر یہ تو نہیں ہوتا کہ بھوک لگے زید کو اور بکر روٹی کھائے اور زید کی بھوک جاتی رہے۔ اگر قانونِ قدرت میں اس کی کوئی نظیر موجود ہوتی، تو شاید کفارہ کا مسئلہ مان لینے کی گنجائش نکل آتی، لیکن جب قانونِ قدرت میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں ہے تو انسان جو نظیر دیکھ کر ماننے کا عادی ہے۔ اسے کیونکر تسلیم کرسکتا ہے۔ عام قانونِ انسانی میں بھی تو اس کی نظیر نہیں ملتی ہے۔ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ زید نے خون کیا ہو اور خالد کو پھانسی مل جو۔ غرض یہ ایک ایسا اصُول ہے، جس کی کوئی نظیر ہرگز موجود نہیں۔

اعمالِ صالحہ اور تقوٰی

مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمالِ صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جاسکتی ہے، تو وہ یہی اعمالِ صالحہ ہیں۔ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ (سورۃ فاطر: ۱۱) خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اس وقت ہمارے قلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں کے برابر ہیں۔ لیکن فتح اور نصرت اسی کو ملتی ہے جو متقی ہو خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ کَانَ حَقًّا عَلَیۡنَا نَصۡرُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ (الروم: ۴۸) مومنوں کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔ اور لَنۡ یَّجۡعَلَ اللّٰہُ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ سَبِیۡلًا (النساء: ۱۴۲) اللہ مومنوں پر کافروں کو راہ نہیں دیتا، اس لیے یاد رکھو کہ تمہاری فتح تقوٰی سے ہے، ورنہ عرب تو بڑے بڑے پہلوان اور خطیب اور شاعر ہی تھے۔ انہوں نے تقوٰی اختیار کیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فرشتے ان کی امداد کے لیے نازل کیے۔ تاریخ کو اگر انسان پڑھے تو اُسے نظر آجائے گا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس قدر فتوحات کیں وہ انسانی طاقت اور سعی کا نتیجہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بیس سال کے اندر ہی اندر اسلامی سلطنت عالمگیر ہوگئی۔ اب ہم کو کوئی بتاوے کہ انسان ایسا کرسکتا

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-1.pdf

81۔نزول مسیح ایمانیات کا حصہ نہیں/ شرک، گناہ، گپ، گمراہی، کفر، جھوٹ

قول:

روحانی خزائن جلد۳ ۱۷۱ ازالۂ اوہام حصہ اول

اور علماء وقت اُن کو قبول کرتے رہے ہیں لیکن اس زمانہ کے اکثر علماء کی یہ عجیب عادت ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ کا الہام ولایت جس کا کبھی سلسلہ منقطع نہیں اپنے وقت پر بعض مجمل مکاشفات نبویہ اور استعارات سربستہ قرآنیہ کی کوئی تفسیر کرے تو بنظر انکار و استہزاء اُس کو دیکھتے ہیں حالانکہ صحاح میں ہمیشہ یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ قرآن شریف کے لئے ظہر و بطن دونوں ہیں اور اس کے عجائبات قیامت تک ختم نہیں ہوسکتے اور ہمیشہ اپنے مُنہ سے اقرار کرتے ہیں کہ اکثر اکابر محدثین کشوف والہامات اولیاء کو حدیث صحیح کے قائم مقام سمجھتے رہے ہیں۔

ہم نے جو رسالہ فتح اسلام اور توضیح مرام میں اس اپنے کشفی والہامی امر کو شائع کیا ہے کہ مسیح موعود سے مراد یہی عاجز ہے میں نے سُنا ہے کہ بعض ہمارے علماء اس پر بہت افروختہ ہوئے ﴿۱۴۰﴾ ہیں اور انہوں نے اس بیان کو ایسی بدعات میں سے سمجھ لیا ہے کہ جو خارج اجماع اور برخلاف عقیدہ متفق علیہا کے ہوتی ہیں حالانکہ ایسا کرنے میں اُن کی بڑی غلطی ہے۔

اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی کوئی جُز یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان نہیں کی گئی تھی اُس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا اور پیشگوئیوں کے بارہ میں یہ ضروری نہیں کہ وہ ضرور اپنی ظاہری صورت میں پوری ہوں بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ قبل از ظہور پیشگوئی خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتے چہ جائیکہ دوسرے لوگ ان کو یقینی طور پر سمجھ لیویں دیکھو جس حالت میں ہمارے سید و مولیٰ آپ اس بات کا اقرار ﴿۱۴۱﴾ کرتے ہوں کہ بعض پیشگوئیوں کو میں نے کسی اور صورت پر سمجھا اور ظہور اُن کا کسی اور صورت پر ہوا تو پھر دوسرے لوگ گو فرض کے طور پر ساری اُمت ہی کیوں نہ ہو کب ایسا دعویٰ کرسکتے ہیں کہ ہماری سمجھ میں غلطی نہیں سلف صالح ہمیشہ اس طریق کو پسند کرتے رہے ہیں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

ایک جماعت الگ بنانے کی وجہ

کل میں نے سنا تھا۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے اور کچھ فرق نہیں۔ کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز روزہ اور زکوٰۃ اور حج وہی ہیں۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے۔ اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی۔ اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی۔ اور کئی خواص اور اولیا اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔ لیکن اس زمانہ میں بہت سی باتیں مسلمانوں میں ایسی داخل ہو گئی ہیں۔ جن کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

﴿۳۰﴾ اور آپ کی پیروی سے نہیں بلکہ براہ راست مقامِ نبوت حاصل رکھتا ہوگا اور اس کی عملی حالتیں شریعتِ محمدیہ کے مخالف ہونگی اور قرآن شریف کی صریح مخالفت کر کے لوگوں کو فتنہ میں ڈالے گا اور اسلام کی ہتک عزت کا موجب ہوگا۔ یقیناً سمجھو کہ خدا ہرگز ایسا نہیں کرے گا۔☆ بے شک حدیثوں میں مسیح موعود کے ساتھ نبی کا نام موجود ہے مگر ساتھ اُس کے اُمتی کا نام بھی تو موجود ہے۔ اور اگر موجود بھی نہ ہوتا تو مفاسد مذکورہ بالا پر نظر کر کے ماننا پڑتا کہ ہرگز ایسا ہو نہیں سکتا کہ کوئی مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آوے۔ کیونکہ ایسے شخص کا آنا صریح طور پر ختم نبوت کے منافی ہے۔ اور یہ تاویل کہ پھر اُس کو اُمتی بنایا جائے گا اور وہی نو مسلم نبی مسیح موعود کہلائے گا۔ یہ طریق عزتِ اسلام سے بہت بعید ہے۔ جس حالت میں حدیثوں سے ثابت ہے کہ اِسی اُمت میں سے یہود پیدا ہوں گے تو افسوس کی بات ہے کہ یہود تو پیدا ہوں اِس اُمت میں سے اور مسیح باہر سے آوے کیا ایک خدا ترس کیلئے یہ ایک مشکل بات ہے؟ کہ جیسا کہ اس کی عقل اس بات پر تسلی پکڑتی ہے کہ اس اُمت میں بعض لوگ ایسے پیدا ہوں گے جن کا نام یہود رکھا جائے گا ایسا ہی اِسی اُمت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عیسٰی اور مسیح موعود رکھا جائے گا۔ کیا ضرورت ہے کہ حضرت عیسٰی کو آسمان سے اُتارا جائے اور اس کی مستقل نبوت کا جامہ اُتار کر اُمتی بنایا جائے۔ اگر کہو کہ یہ کارروائی بطور سزا کے ہوگی کیونکہ اُن کی اُمت نے اُن کو خدا بنایا تھا تو یہ جواب بھی بیہودہ ہے کیونکہ اس میں حضرت عیسٰی کا کیا قصور ہے۔

☆ حاشیہ - یہ کہنا کہ حضرت عیسٰی کا دوبارہ دنیا میں آنا اجماعی عقیدہ ہے یہ سراسر افترا ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع صرف اس آیت پر ہوا تھا کہ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ [1] پھر بعد ان کے اُمت میں طرح طرح کے فرقے پیدا ہو گئے چنانچہ معتزلہ اب تک حضرت عیسٰی کی وفات کے قائل ہیں۔ اور بعض اکابر صوفیہ بھی ان کی موت کے قائل ہیں اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر اُمت میں سے کسی نے یہ خیال بھی کیا کہ حضرت عیسٰی دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔ منہ

[1] اٰل عمران:۱۴۵

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Malfoozat-V-1.pdf

۳۵۲

میں ہے وُہ ابھی پیدا نہیں ہوا اور اس حالت کو دیکھ کر میری وہی حالت ہے۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ (الشعراء: ۴) مَیں نہیں چاہتا کہ چند الفاظ طوطے کی طرح بیعت کے وقت رٹ لیے جاویں۔ اس سے کچھ فائدہ نہیں۔ تزکیۂ نفس کا علم حاصل کرو کہ ضرورت اسی کی ہے۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح کی وفات حیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔ اسی پر بس نہیں ہے۔ یہ تو ایک غلطی تھی جس کی ہم نے اصلاح کر دی، لیکن ہمارا کام اور ہماری غرض ابھی اس سے بہت دُور ہے اور وُہ یہ ہے کہ تم اپنے اندر ایک تبدیلی پیدا کرو اور بالکل ایک نئے اِنسان بن جاؤ۔ اس لیے ہر ایک کو تم میں سے ضروری ہے کہ وُہ اس راز کو سمجھے اور ایسی تبدیلی کرے کہ وہ کہہ سکے کہ میں اور ہوں۔ مَیں پھر کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً جب تک ایک مدت تک ہماری صُحبت میں رہ کر یہ نہ سمجھ لیں کہ میں اور ہو گیا ہوں، اسے فائدہ نہیں پہنچا۔

ملفوظات جلد اول طبع جدید

فطرت اور عقلی حالت اور جذبات کی حالت میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہو جاوے، تو کچھ بات ہے؛ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ میرا مطلب یہ نہیں کہ دُنیا کے اشغال چھوڑ دو۔ خدا تعالیٰ نے دُنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے، کیونکہ اس راہ سے بھی ابتلا آتا ہے اور اسی ابتلا کی وجہ سے انسان چور، قمار باز، ٹھگ، ڈکیت بن جاتا ہے اور کیا کیا بُری عادتیں اختیار کر لیتا ہے، مگر ہر ایک چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لیے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذّات اس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دُنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دُنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے اور اس کی زبان پر نرا دعویٰ ہی رہ جاتا ہے۔ الغرض زندوں کی صُحبت میں رہو تاکہ زندہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے۔[1]

۹؍جولائی ۱۹۰۰ء

دُعا بہترین ہمدردی ہے

یاد رکھو۔ ہمدردی تین قسم کی ہے۔ اوّل جسمانی، دوم مالی، تیسری قسم ہمدردی کی دُعا ہے۔ جس میں نہ صَرفِ زر ہوتا ہے اور نہ زور لگانا پڑتا ہے اور اس کا فیض بہت ہی وسیع ہے، کیونکہ جسمانی ہمدردی تو اس صورت میں ہی انسان کرسکتا ہے۔ جبکہ اس میں طاقت بھی ہو۔ مثلاً ایک ناتواں مجروح مسکین اگر کہیں پڑا تڑپتا ہو، تو کوئی شخص جس میں خود طاقت اور توانائی نہیں ہے، کب اُس کو اٹھا کر مدد دے سکتا ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی بیکس دبے بس، بے سرو سامان انسان بھوک

[1] الحکم جلد نمبر ۴ نمبر ۲۶ صفحہ ۵-۱۲ مورخہ ۲۴؍جولائی ۱۹۰۳ء

تضاد:

۴

وفاتِ مسیح میں حیاتِ اسلام ہے

ہاں اس میں شک نہیں کہ وفاتِ مسیح کا مسئلہ اس زمانہ میں حیاتِ اسلام کے واسطے ضروری ہوگیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ایسے امور کے سخت مخالف ہے جو دین کو ضرر پہنچانے والے ہوں۔ حیاتِ مسیح کا مسئلہ اوائل میں صرف ایک غلطی تھی مگر آج کل وہ ایک اژدھا ہے۔ جب عیسائیوں کا خروج زور سے ہوا اور انہوں نے مسیح کی زندگی کو ایک قوی دلیل اس کی خدائی کے واسطے پکڑ لیا اور کہا کہ اگر کوئی دوسرا انسان ایسا کر سکتا ہے تو آدم سے لیکر آج تک اس کی کوئی نظیر پیش کرو اور درحقیقت اگر یہ بات صحیح ہو جو عیسائی کہتے ہیں کہ وہ زندہ آسمان پر چلا گیا۔ اور عرش پر بیٹھا ہے تو اسلام کے واسطے ایک ماتم کا دن ہوتا۔ اسلام توحید کے واسطے آیا ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ کوئی کمزوری باقی رہے خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اگر کسی دوسرے کو خصوصیت دی جائے تو یہ امر خدا تعالیٰ کی شان میں فرق لاتا ہے۔ اس بات سے دھوکا نہ کھاؤ جو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا خدا قادر نہیں؟ خدا تعالیٰ بے شک قادر ہے لیکن تمام جہان میں سے کسی ایک شخص کو بعض وجوہ کی خصوصیت دینا جو دوسروں کے واسطے نہیں ایک مبدأ شرک ہے اور ایسے شخص کو گویا شریکِ باری ٹھہرانا ہے۔ جو مسلمان اس زمانہ میں یہ عقیدہ پیش کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ اب تک زندہ چلا آتا ہے وہ اسلام کے اندرونی دشمن اور اسلام کے واسطے مارِ آستین ہیں۔ توفّی کے معنی جب تمام جہان کے انسانوں کے واسطے موت کے ہیں۔ جب یہود و نصاریٰ اور اسلام اور تمام قوموں کی لغات میں اس لفظ کے معنے موت کے ہیں تو پھر مسیح کے واسطے کیا خصوصیت ہے کہ صرف ایک انسان کے واسطے اس لفظ کے معنے اور ہو جاتے ہیں یہ ایک موٹی بات ہے اور یہ مسئلہ دراصل ایسا باریک نہیں ہے کہ اس کے واسطے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

أشدّ الإنكار، وعلى حياته يصرّون. وتلك كلمة بها يموتون. فاجتنبْ ذالك إن كنت من الذين يؤمنون بالفرقان ولا يكفرون. ولا تكنْ كمثل الذين تركوا كلام الله وراء ظهورهم فلا يبالون. ويقولون إن المسلمين أجمعوا على حياته.. كلا، بل هم يكذبون. وأين الإجماع وفيهم المعتزلون؟ وإذا قيل لهم ألا تفكّرون في قول ربّكم: فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي أو به لا تؤمنون؟ فليس جوابهم إلّا أن يحرّفوا آيات الله ويقولوا إنّ معنى التوفّى رفعُ الروح مع الجسم العنصرىّ. انظرْ كيف عن الحقّ يعدلون! ويعلمون أنّ هذا القول قول يجيب به عيسٰى بحضرة العزّة يوم القيامة إذ يسأله الله عن ضلالة الأمّة، وكذالك فى الفرقان تقرؤون. فعجبت، والله، كلّ العجب من شأنهم، ومن عقلهم وعرفانهم! ألا يعلمون أنه ما كان لبشر أن يحضر يوم النشور، من قبل أن يُقبَض روحه ويكون من أصحاب القبور؟ ما لهم لا يتدبّرون؟ وقد حثا الصحابة التراب فوق خير البريّة، ومزاره موجود إلى هذا الوقت فى المدينة المنوّرة. فمن سوء ﴿۳۶﴾ الأدب أن يقال إن عيسٰى ما مات، وإنْ هو إلّا شرك عظيم.. يأكل الحسنات ويخالف الحصاة. بل هو تُوفّى كمثل إخوانه، ومات كمثل أهل زمانه. وإنّ عقيدة حياته قد جاءت فى المسلمين من الملّة النصرانية، وما اتّخذوه إلٰهًا إلّا بهذه الخصوصيّة، ثم أشاعها النصارىٰ ببذل الأموال فى جميع أهل البدو والحضر، بما لم يكن أحد فيهم من أهل الفكر والنظر. وأما المتقدّمون من المسلمين فلم يصدر منهم هذا القول إلّا على طريق العثار والعثرة، فهم قوم معذورون عند الحضرة، بما كانوا خاطئين غير متعمّدين. وما أخطأوا إلّا من وجه الطبايع الساذجة، والله يعفو عن كلّ مجتهد يجتهد بصحّة النيّة، ويؤدّى حقّ التحقيق من غير خيانة على قدر الاستطاعة. إلّا الذين جاء هم الإمام الحَكَم مع البيّنات

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

رہتے تھے اس ملک میں تو شاذ و نادر کوئی ایسا سال گذرتا ہوگا کہ زلزلہ نہ آتا ہو۔ تاریخ سے
ثابت ہے کہ اس ملک میں ہمیشہ زلزلے آتے رہے ہیں اور سخت زلزلے بھی آتے رہے ہیں ﴿۱۰۰﴾
حضرت عیسیٰ نے اپنی زندگی میں جب وہ اُس ملک میں تھے اور ابھی کشمیر کی طرف سفر نہیں کیا
تھا☆ کئی زلزلے خود دیکھے ہوں گے۔ پس مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ ان معمولی حوادث کا نام پیشگوئی
کیوں رکھا جائے۔ پس جس تمسخر کو آپ نے میری پیشگوئیوں میں تلاش کرنا چاہا اور نامراد
رہے اگر آپ حضرت عیسیٰ کی ان پیشگوئیوں میں تلاش کرتے تو بغیر کسی محنت کے فی الفور
آپ کو مل جاتا۔ اور یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ نے زلزلہ کا نام زلزلہ ہی رکھا کوئی
تاویل نہیں کی۔ کیا آپ مجھے حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا فقرہ دکھلا سکتے ہیں جس میں لکھا ہو کہ ان
پیشگوئیوں میں زلزلے سے مراد در حقیقت زلزلہ ہے کوئی استعارہ نہیں۔ اور بغیر حضرت عیسیٰ کی

☆ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کا زندہ آسمان پر جانا محض گپ ہے بلکہ وہ صلیب سے بچ کر پوشیدہ طور پر ایران اور افغانستان کا سیر کرتے ہوئے کشمیر میں پہنچے اور ایک لمبی عمر وہاں بسر کی۔ آخر فوت ہو کر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے اور اب تک آپ کی وہیں قبر ہے۔ یُزَارُ وَ یُتَبَرَّکُ بِہٖ اور صلیب پر آپ فوت نہیں ہوئے۔ کچھ زخم بدن پر آئے تھے جن کا مرہم عیسیٰ کے ساتھ علاج کیا گیا تھا۔ اور اس مرہم کا نام اسی وجہ سے مرہم عیسیٰ رکھا گیا۔۞ منہ

۞ جس طرح ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی لڑائی میں مجروح ہوئے تھے اور کئی زخم تلواروں کے پیشانی مبارک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آئے تھے اور سر تا پا خون سے آلودہ ہو گئے تھے اسی طرح بلکہ اس سے بہت کم حضرت عیسیٰ کو صلیب پر زخم آئے تھے پھر نہ معلوم نادان لوگوں کو حضرت عیسیٰ سے کیسی مشرکانہ محبت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم تو قبول کر لیتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ کا مجروح اور زخمی ہونا ان کی شان سے بلند تر سمجھتے ہیں اور شور ڈالتے ہیں کہ ان کی نسبت ایسا کیوں کہتے ہو اور ان کو تمام دنیا سے الگ ایک خصوصیت دینا چاہتے ہیں۔ وہی آسمان پر چڑھ کر پھر زمین پر اترنے والے۔ وہی اس قدر لمبی عمر پانے والے۔ مگر خدا نے ان کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں۔ مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیلے تھے۔ نہ کوئی دوسرا بھائی تھا نہ بہن۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-16.pdf

الزمان. نحتوا من عند انفسهم ان مهديهم مستترفی مغارة. ويخرج فی اخرالزمان و يحيى صحابة رسول اللّٰہؐ ليقتلهم باذيّة. وان حسينًا بن علی وان كان مانجّاهم من ظلم يزيد. ولكن ينجّيهم بدمه فی اليوم الأخرمن عذاب شديد. وكذالك كل من خسر وخاب تَحتَ هٰذا الجواب. وسمعت ان فرقة من الوهابيين الهنديين ينتظرون كمثل هٰذه الفرق شيخهم سيد احمد البريلوی وانفدوا اعمارهم فی فلوات منتظرين فهؤلاء كلهم محل رحم بمالم يرجع احد من كبراءهم الی هٰذا الحين. بل رجع المنتظرون اليهم وكم حسرات فی قلوب المقبورين. فملخّص القول ان عقيدة رجوع المسيح وحياته كانت من نسج النصارى ومفترياتهم. ليطمئنوا بالامانی ويذبّوا اليهود وهمزاتهم. واما المسلمون فدخلوها من غير ضرورة. و اُخذوا من غير شبكة. واكلوا السم من غير حلاوة. واذا قبلوا ركنًا من ركنی الملة النصرانية. فما معنی الانكار من الركن الثانی اعنی الكفّارة. وانا فصّلنا هٰذه الامور كلها فی الكتاب. وكفاك هٰذا ان كنت من الطُّلّاب. ان الذين ظنوا من المسلمين ان عيسٰی نازل من السماء مااتبعوا الحق بل هم فی وادی الضلال يتيهون. ما لهم بذالك من علم ان هم الا يخرصون. اَمْ اُوْتوا من البرهان اوعُلّموا من القران فهم به مستمسكون. كلّا بل اتبعوا اهواء الذين ضلّوا من قبل وتركوا ما قال ربّهم ولا يبالون. وقد ذكر الفرقان ان عيسٰی قدتوفّی فبای حديث بعد ذالك يؤمنون. الايفكرون فی سرّ مجئ المسيح ام علی القلوب اقفالها ام هم قوم لايبصرون. ان اللّٰه كان قد مَنّ علی بنی اسرائيل بموسٰی و النبيين الذين جاء وا من بعده منهم فعصوا انبياء هم ففريقًا كذبوا وفريقًا يقتلون. فاراد اللّٰه ان ينزع منهم نعمته ويؤتيها قومًا اخرين ثم ينظر كيف يعملون. فبعث مثيل موسٰی من قوم بنی اسماعيل وجعل علماء امته كانبياء سلسلة الكليم وكسرغرور اليهود بها بما كانوا يستكبرون. واٰتٰی نبينا كلّما اوتی موسٰی وزياده وآتاه من الكتاب والخلفاء كمثله واحرق به قلوب الذين ظلموا واستكبروا لعلهم يرجعون. فكما انه خلق الازواج كلّها

من تلك الآيات، ولِمَ تتّبعون ما تشابه من القول وتتركون البيّنات المحكمات؟ ألا تعلمون أنّ الكفّار طلبوا في هٰذه الآية معجزة الصعود إلى السماء، من نبيّنا خير الأنبياء وزُبدة الأصفياء، فأجابهم اللّٰه أنّ رفع بشرٍ مع جسمه ليس من عادته، بل هو خلاف مواعيده وسنّته. ولو فُرض أن عيسٰى رُفع مع جسمه إلى السّماء الثانية، فما معنى هٰذا المنع في هٰذه الآية؟ ألم يكن عيسٰى بشرًا عند حضرة العزّة؟ ثم أيّ حاجة اشتدّت لرفعه إلى السّماوات العُلٰى؟ أأرْهَقَتْه الأرض بضيقها، أو ما بقي مفرّ من أيدي اليهود فيها، فرُفع إلى السّماء ليُخفٰى؟

أيُّها النّاس.. لا تجاوزوا حدود النهج القويم، وزِنوا بالقسطاس المستقيم. واللّٰه، إنّ موت عيسٰى خير للإسلام من حياته، وكلّ فتح الدّين في مماته. أتستبدلون الذي هو شرّ بالذي هو خير، ولا تُفرّقون بين النفع والضَّير؟ واللّٰه، لن يجتمع حياة هٰذا الدين وحياة ابن مريم، وقد رأيتم ما عمَّرَ حياتُه إلٰى هٰذا الوقت وما هدَم، وترون كيف نصَر النصارىٰ حياتُه وقدَم، وجرّح الدّينَ الأقوم. ولما ثبت ضيره فيما بين يدينا، فكيف يُتوقّع خيره فيما خَلْفَنا؟ وإذا جرّبنا إلٰى طول الزمان مضرّات حياته، فأيّ خير يرجٰى من هٰذه العقيدة بعد ذالك مع ثبوت معرّاته؟ والعاقل لا يعرض عن مجرّباته. وإن اللّٰه يوافي دروب الحكمة، ويرحم عباده ويعصمهم من أبواب الضلالة. ولا شكّ أنّ حياة عيسٰى وعقيدة نزوله باب من أبواب الإضلال، ولا يتوقّع منه إلّا أنواع الوبال. ولِلّٰه في أفعاله حِكم لا تعرفونها، ومصالح لا تمسّونها. ففكّروا، رحمكم اللّٰه.. إن عقيدة حياة عيسٰى كما تصرّون عليه إلٰى هٰذا الآن، ثم عقيدة نزوله في آخر الزمان، أمرٌ ما أفادكم مثقال ذرّة، وما أيّد دينَنا الذي هو خير الأديان، بل أيّد دين النصارىٰ ﴿۳۸﴾
وأدخل أفواجا من المسلمين في أهل الصّلبان. فلا أدري أيّ حاجة أحسستم

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

الشرک والفجور، ولستُ من الملومين. فلو كان رجوعه إلى الدنيا أمرًا حقًّا قبل يوم القيامة فيلزم منه أنه يكذب كذبًا شنيعًا عند سؤال حضرة العزّة. وهذا باطلٌ بالبداهة. فالنزول باطلٌ من غير الشکّ والشبهة. فاستيقظوا يا فتيان! أين أنتم من تعليم القرآن؟ بل مات عيسٰى كما ماتت إخوانه من النبيّين، ولحق بهم كما تقرؤون في أخبار خير المرسلين. أقرأتم في حديث سيّد الكائنات أنّه في السماء في حجرة عَلٰى حِدَةٍ من الأموات؟ كلّا بل هو ميّت، ولا يعود إلى الدنيا إلى يوم يبعثون. ومن قال متعمّدا خلاف ذالک فهو من الذين هم بالقرآن يكفرون. إلّا الذين خلوا مِن قَبْلي فهم عند ربّهم معذورون. ويشهد القرآن أنه يقول يوم القيامة إنّي ما كنت مطّلعًا على ارتداد الأمّة، ولا أعلم أنهم اتّخذوني إلـٰهًا من دون ربّ البريّة، وكذالک يبرّء نفسه من علم فساد النصارى ووقوعهم في الضلالة. فلو كان نازلًا قبل القيامة لكان من شأنه أن يصدق بحضرة اللّٰه كما هو طريق البررة، بل هو من حُلل الرسالة والإمامة. فكيف يُظَنّ أنه يختار الكذب ويرتكب جُرْم إخفاء الشهادة، ويقول: يا ربّ، ما عُدتُ إلى الدنيا، وليس لي علم بأحوال أُمّتي، ولا أعلم ما صنعوا بعدي. فإنّ هذا كذب شنيع تقشعرّ منه الجلدة، وتأخذ منه الرعدة☆. ولو فرضنا أنه يقول كمثل هذه الأقوال، ويُخفي متعمّدًا زمن عوده إلى الدنيا عند سؤال اللّٰه ذي الجلال

☆ روى الإمام البخاري عن المغيرة بن النعمان قال، قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم إنه يجاء برجالٍ من أمّتي (يعني يوم القيامة)، فيؤخذ بهم ذات الشمال، فأقول: يا ربّ أصيحابي، فيقال: إنک لا تدري ما أحدثوا بعدک. فأقول كما قال العبد الصالح (يعني عيسٰى) وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وكذالک روى البخاريّ في معنى التوفّي عن ابن عباس قال: متوفّيک: مميتک. منه

﴿۲۹﴾ لوگوں کی غلطی ثابت ہوتی ہے جو خواہ نخواہ حضرت عیسیٰ کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں اور وہ حقیقت جو الیاس نبی کے دوبارہ آنے کی تھی جو خود حضرت عیسیٰ کے بیان سے کھل گئی۔☆ اس سے کچھ عبرت نہیں پکڑتے بلکہ جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے اُس کا اُنہیں حدیثوں میں یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی بھی ہوگا اور اُمتی بھی مگر کیا مریم کا بیٹا اُمتی ہوسکتا ہے؟ کون ثابت کرے گا کہ اُس نے براہِ راست نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے درجۂ نبوت پایا تھا؟ هٰذَا هُوَ الْحَقُّ ط وَاِنْ تَوَلَّوا فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَ نَا وَاَبْنَآءَ كُمْ وَنِسَآءَ نَا وَنِسَآءَ كُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ اور ہزار کوشش کی جائے اور تاویل کی جائے یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کیلئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف مُنہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا اور سؤر کا گوشت کھائے گا اور اسلام کے حلال و حرام کی کچھ پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی بھی آئے گا کہ جو مستقل نبوت کی وجہ سے آپ کی ختم نبوت کی مُہر کو توڑ دے گا اور آپ کی فضیلت خاتم الانبیاء ہونے کی چھین لے گا۔

☆ حاشیہ: حضرت عیسیٰ کے دوبارہ آنے کا مسئلہ عیسائیوں نے محض اپنے فائدہ کے لئے گھڑا تھا کیونکہ اُن کی پہلی آمد میں اُن کی خدائی کا کوئی نشان ظاہر نہ ہوا۔ ہر دفعہ مار کھاتے رہے۔ کمزوری دکھلاتے رہے۔ پس یہ عقیدہ پیش کیا گیا کہ آمد ثانی میں وہ خدائی کا جلوہ دکھائیں گے اور پہلی کسریں نکالیں گے تا اس طرح پر پہلی آمد کے حالات کی پردہ پوشی کی جائے مگر اب وہ زمانہ آتا جاتا ہے کہ خود عیسائی ایسے عقائد سے منحرف ہوتے جاتے ہیں۔ مَیں یقین کرتا ہوں کہ جب اُن کی عقلیں ترقی کریں گی تو وہ بہت آسانی سے اس عقیدے کو چھوڑ دیں گے۔ اور جیسا کہ بچہ پورا تیار ہو کر پھر رحم میں نہیں رہ سکتا اسی طرح وہ بھی مشیمۂ حجاب اور جہل سے باہر آجائیں گے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

کنت السواد لناظری. فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت. فعلیک کنت احاذر

یعنی اے میرے پیارے نبی! تُو تو میری آنکھوں کی پتلی تھی اور میرے دیدوں کا نور تھا۔ پس میں تو تیرے مرنے سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد میں دوسروں کی موت کا کیا غم کروں عیسیٰ مرے یا موسیٰ مرے۔ کوئی مرے مجھے تو تیرا ہی غم تھا۔ دیکھو عشق محبت اسے کہتے ہیں جب صحابہ کو معلوم ہو گیا کہ وہ نبی افضل الانبیاء جن کی زندگی کی اشد ضرورت تھی عمر طبعی سے پہلے ہی فوت ہو گئے تو وہ اس کلمہ سے سخت بیزار ہو گئے کہ آنحضرت تو مر جائیں مگر کسی دوسرے کو زندہ رسول کہا جائے۔ افسوس ہے آج کل کے مسلمانوں پر کہ پادریوں کے ہاتھ سے اس بحث میں سخت ذلیل بھی ہوتے ہیں اور لاجواب اور کھسیانے ہو کر بحث کو ترک بھی کر دیتے ہیں مگر اس عقیدہ سے باز نہیں آتے کہ زندہ رسول فقط عیسیٰ علیہ السلام ہے جو آسمان کے تخت پر بیٹھا ہوا دوبارہ آنے سے محمدی ختم نبوت کو داغ لگانا چاہتا ہے۔ افسوس کہ یہ علماء اس بات کو خوب سمجھتے ہیں کہ حضرت سید الرسل و سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مردہ رسول قرار دینا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زندہ رسول ماننا اس میں جناب خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی ہتک ہے اور یہی وہ جھوٹا عقیدہ ہے جس کی شامت کی وجہ سے کئی لاکھ مسلمان اس زمانہ میں مرتد ہو چکے ہیں اور اصطباغ لئے ہوئے گرجاؤں میں بیٹھے ہوئے ہیں مگر پھر بھی یہ لوگ اس باطل عقیدہ سے باز نہیں آتے بلکہ میری مخالفت کی وجہ سے اور بھی اس میں اصرار کرتے اور حد سے بڑھتے جاتے ہیں۔ بلکہ بعض نابکار مولوی یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عیسیٰ مسیح ﴿۱﴾
سے نسبت ہی کیا ہے وہ تو از قسم ملائکہ تھا نہ انسان۔ اور صاف اور صریح اور روشن دلائل حضرت مسیح کی موت پر پیش کئے گئے ان کو میرے بغض سے مانتے نہیں اور اُن کی اُس ہندو کی مثال ہے کہ ایک ایسے موقع پر جہاں صرف مسلمان رہتے تھے سخت بھوکا اور قریب الموت ہو گیا مگر مسلمانوں کے کھانے جو نہایت نفیس اور لذیذ موجود تھے جن کو اُس ہندو کے کبھی باپ دادے نے

ہاں اس جگہ ایک طالب حق کا یہ حق ضرور ہے کہ وہ یہ سوال پیش کرے کہ اس میں کیا
حکمت اور مصلحت تھی کہ توریت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف مثیل موسیٰ کر کے بیان
کیا گیا لیکن انجیل میں خود عیسیٰ کر کے ہی بیان کر دیا گیا۔ اور کیوں جائز نہیں کہ عیسیٰ سے مراد
درحقیقت عیسیٰ ہی ہو اور وہی دوبارہ آنے والا ہو۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو کسی طرح دوبارہ نہیں آسکتے
کیونکہ وہ وفات پا گئے اور اُن کا وفات پا جانا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صریح لفظوں میں
بیان فرمادیا ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس جماعت
میں آسمان پر بیٹھے ہوئے دیکھ لیا جو اس جہان سے گذر چکے ہیں۔ پھر تیسری شہادت یہ کہ تمام
اصحاب رضی اللہ عنہم کے اجماع سے تمام نبیوں کا فوت ہو جانا ثابت ہو گیا۔ پھر بعد اس
کے عقل سلیم کی شہادت ہے جو شہاداتِ ثلاثہ مذکورہ کی مؤید ہے کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی
ہے عقل نے اس واقعہ کی کوئی نظیر نہیں دیکھی اور کوئی نبی آج تک نہ کبھی مع جسم عنصری آسمان پر
گیا اور نہ واپس آیا، پس چار شہادتیں باہم مل کر قطعی فیصلہ دیتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی
وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ افسوس کہ اسلام بُت پرستی سے بہت
دور تھا لیکن آخر کار اسلام میں بھی بُت پرستی کے رنگ میں یہ عقیدہ پیدا ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ کو
ایسی خصوصیتیں دی گئیں جو دوسرے نبیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس قسم ﴿۲۳۱﴾
کی بُت پرستی سے رہائی بخشے۔ عیسیٰ کی موت میں اسلام کی زندگی ہے اور عیسیٰ کی زندگی میں
اسلام کی موت ہے۔ خدا وہ دن لاوے کہ غافل مسلمانوں کی نظر اس راہ راست پر پڑے۔ آمین

اب خلاصہ کلام یہ کہ جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قطعی طور پر ثابت ہے تو پھر یہ
گمان بداہت باطل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ رہا سوال
مذکورہ کے اِس حصہ کا جواب کہ ایک اُمتی کا عیسیٰ نام رکھنے میں کیا مصلحت تھی اور کیوں انجیل

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

82۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کی تعریف/تکذیب

قول:

اسی کی تائید میں بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے مستدرک میں بروایت طلحہ بن عبید اللہ سے بیان کی ہے لا شك انه سمع من رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لا نسمع وذلك انه كان مسكينا لا شئ له ضيفا لرسول الله صلى الله عليه وسلم۔ ایسا ہی ابن عمر کا یہ قول احمد اور ترمذی نے بیان کیا ہے جو ابوہریرہ کے متعلق ہے۔ كنت الزمنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم واعرفنا بحديثه۔ اور بخاری نے تاریخ میں اور بیہقی نے بروایت محمد بن عمارہ بن حزم سے کی ہے۔ انه قعد فی مجلس فيه مشيخة من الصحابة بضعة عشر رجلا فجعل ابو هريرة يحدثهم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بالحديث فلا يعرفه بعضهم فيراجعون فيه حتى يعرفوه ثم يحدثهم بالحديث كذلك حتى فعل مرارا فعرفت يومئذ ان ابا هريرة احفظ الناس۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی لوگ کہا کرتے تھے کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتا ہے چنانچہ ایک دن ابوہریرہ نے ایک ایسا کہنے والے سے پوچھا کہ کل عشاء کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون کونسی سورتیں پڑھی تھیں تو وہ نہ بتا سکا۔ اور پھر آپ نے اسکو بتادیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ کو ابتدا سے ہی یہ شوق تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق معمولی سے معمولی باتوں کو توجہ سے دیکھتے اور یاد رکھتے تھے۔

ان تمام واقعات سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کے علم کی اشاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی شروع ہوگئی تھی۔ اور آپ کے سامنے ہی حدیثیں پھیلنی شروع ہوگئی تھیں اور آپ نے ہی سخت وعید ان لوگوں کے لیے بیان فرمائے تھے جو آپ کی حدیث میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کریں۔ انہی تمام احتیاطوں کی وجہ سے صحابہؓ حدیث کے بیان کرنے میں پرلے درجہ کے محتاط تھے اور اس ڈر سے کہ شاید کوئی غلطی نہ ہو جائے وہ بغیر یقین کامل کے کسی حدیث کو بیان نہ کرتے تھے۔ جو لوگ صحیح احادیث کے بیان کرنے میں اس درجہ کے محتاط تھے انکی نسبت یہ وہم کرنا کہ انہوں نے وضعی حدیثیں بنا بنا کر پھیلائیں پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ میور صاحب کا خیال ہے اور یہ خیال محض ایک بے بنیاد دعویٰ ہے کہ کثرت سے حدیثیں جنگوں میں وضع کی گئیں۔ وہ کہتا ہے کہ ایک لڑائی سے دوسری لڑائی تک جو وقفہ ہوتا تھا اس وقفہ میں صحابہؓ کا یہی کام ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے آپ کی تعریف میں جھوٹی حدیثیں بنا بنا کر ناواقف لوگوں کو جو آنحضرتؐ کے بعد اسلام میں داخل ہوئے تھے خوش کیا کرتے تھے۔ یہ خیال جو ایک متعصب دل نے محض اپنے آپ کو اور اپنے اندھے ہمخیالوں کو خوش کرنے کے لیے اپنے دل سے ہی بنالیا ہے اسیوقت قبول کیا جاسکتا ہے جب تمام تاریخی واقعات پر خاک ڈالی جاوے اور محض خیالات کی پیروی کیجاوے اور اگر ایسے ایسے بیہودہ خیالات کے تراش لینے سے تاریخ بن سکتی ہے تو پھر تمام صحیح اور سچے تاریخی

تضاد:

جن کی درایت عمدہ نہیں تھی۔ عیسائیوں کے اقوال سُن کر جو اردگرد رہتے تھے پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہے جیسا کہ ابوہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکرؓ نے جن کو خدا نے علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب صحابہ پر موت جمیع انبیاء ثابت ہوگئی اور وہ اِس آیت سے بہت خوش ہوئے اور اُن کا وہ صدمہ جو اُن کے پیارے نبی کی موت کا
«۱۹» اُن کے دِل پر تھا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیوں، کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے۔ اسی تقریب پر **حسّان** بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں یہ شعر بھی بنائے۔ **شعر**

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِی عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی تُو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پُتلی تھا۔ مَیں تو تیری جُدائی سے اندھا ہوگیا۔ اب جو چاہے مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑ کا تھا۔ یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہم نے یقین کرلیا کہ دوسرے تمام نبی مرگئے ہمیں اُن کی کچھ پروا نہیں۔ **مصرعہ**

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اُس کی ماں کو ہم نے ایک **ٹیلہ** پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَ اٰوَیْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِیْنٍ[1] یعنی ہم نے واقعہ صلیب کے بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اُس کی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی خوشگوار تھا یعنی خطہ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مس ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اوی کا لفظ اُسی موقعہ پر آتا ہے کہ جب کسی مصیبت پیش آمدہ سے بچا کر پناہ دی جاتی ہے یہی محاورہ تمام قرآن شریف میں اور تمام اقوال عرب میں اور احادیث میں موجود ہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے ثابت ہے کہ

[1] المومنون: ۵۱

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-19.pdf

پیش کر کے یہ غلطی دور کر دی اور اسلام میں یہ پہلا اجماع تھا کہ سب نبی فوت ہو چکے ہیں۔

غرض اس مرثیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض کم تدبر کرنے والے صحابی جن کی درایت اچھی نہیں تھی (جیسے ابو ھریرہ) وہ اپنی غلط فہمی سے عیسیٰ موعود کے آنے کی پیشگوئی پر نظر ڈال کر یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ ہی آجائیں گے جیسا کہ ابتداء میں ابوہریرہ کو بھی یہی دھوکہ لگا ہوا تھا اور اکثر باتوں میں ابوہریرہ بوجہ اپنی سادگی اور کمی درایت کے ایسے دھوکوں میں پڑ جایا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک صحابی کے آگ میں پڑنے کی پیشگوئی میں بھی اس کو یہی دھوکہ لگا تھا اور آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ[1] کے ایسے اُلٹے معنی کرتا تھا جس سے سُننے والے کو ہنسی آتی تھی کیونکہ وہ اس آیت سے یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی مَوت سے پہلے سب اس پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ دوسری قراءت اس آیت میں بجائے قَبْلَ مَوْتِهٖ کے قَبْلَ مَوْتِهِمْ موجود ہے اور یہ عقیدہ کُھلے طور پر قرآن شریف کے مخالف ہے کہ کوئی زمانہ ایسا بھی آئے گا کہ سب لوگ حضرت عیسیٰ کو قبول کر لیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:-

يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[2] یعنی اے عیسیٰ مَیں تجھے مَوت دُوں گا اور پھر مَوت کے بعد مومنوں کی طرح اپنی طرف تجھے اُٹھاؤں گا اور پھر تمام تہمتوں سے تجھے بَری کروں گا اور پھر قیامت تک تیرے متبعین کو تیرے مخالفوں پر غالب رکھوں گا اب ظاہر ہے کہ اگر قیامت سے پہلے تمام لوگ حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وہ کون سے مخالف ہیں جو قیامت تک رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک اور مقام میں فرماتا ہے۔

وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ[3] یعنی یہود اور نصاریٰ میں قیامت تک عداوت رہے گی پس ظاہر ہے کہ اگر تمام یہود قیامت سے پہلے ہی حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آویں گے تو قیامت تک عداوت رکھنے والا کون رہے گا۔

۴۳

[1] النساء:۱۶۰ [2] آل عمران:۵۶ [3] المائدۃ:۶۵

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-22.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-21.pdf

یہ ضمیر پھرتی تو دوسری قراءت میں موتھم کیوں ہوتا؟ دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہی معنے ہیں مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ "ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابوہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے معنے کئے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ اور کئی مقام میں محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور فہم اور درایت کے متعلق ہیں اکثر ابوہریرہؓ اُن کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے اور غلطی کرتا ہے۔ یہ مسلم امر ہے کہ ایک صحابی کی رائے شرعی حجت نہیں ہو سکتی۔ شرعی حجت صرف اجماع صحابہؓ ہے۔ سو ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس بات پر اجماع صحابہ ہو چکا ہے کہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں۔

اور یاد رکھنا چاہئے کہ جبکہ آیت قبل موتہٖ کی دوسری قراءت قبل موتھم موجود ہے، جو ﴾۲۳۵﴿
بموجب اصول محدثین کے حکم صحیح حدیث کا رکھتی ہے یعنی ایسی حدیث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اس صورت میں محض ابوہریرہ کا اپنا قول رد کرنے کے لائق ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے مقابل پر ہیچ اور لغو ہے اور اُس پر اصرار کرنا کفر تک پہنچا سکتا ہے۔ اور پھر صرف اسی قدر نہیں بلکہ ابوہریرہ کے قول سے قرآن شریف کا باطل ہونا لازم آتا ہے کیونکہ قرآن شریف تو جابجا فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ قیامت تک رہیں گے ان کا بکلی استیصال نہیں ہوگا۔ اور ابوہریرہ کہتا ہے کہ یہود کا استیصال بکلی ہو جائے گا اور یہ سراسر مخالف قرآن شریف ہے۔ جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے اس کو چاہئے کہ ابوہریرہ کے قول کو ایک ردّی متاع کی طرح پھینک دے بلکہ چونکہ قراءت ثانی حسب اصول محدثین حدیث صحیح کا حکم رکھتی ہے اور اس جگہ آیت قبل موتہٖ کی دوسری قراءت قبل موتھم موجود ہے جس کو حدیث صحیح سمجھنا چاہئے۔ اس صورت میں ابوہریرہ کا قول قرآن اور حدیث دونوں کے مخالف ہے۔
فلا شکّ انّہ باطل و من تبعہ فانّہ مفسد بطّال۔

کلمــہ

تمــت

83۔ انبیاء کا استاد اللہ سبحان و تعالیٰ/دنیاوی استاد

قول:

خلق جوید پناہ و سایہ کس وان پناہِ ہمہ تو ہستی وبس
ہست یادت کلید ہر کارے خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہر کہ نالد بدر گہت بہ نیاز بخت گم کردہ را بیابد باز
لطف تو ترکِ طالبان نکند کس بکارِ رہت زیان نکند
ہر کہ باذات تو سرے دارد پشت بر روئے دیگرے دارد
زینکہ چون کار بر تو بگذارد رو بہ اغیار ازچہ رو آرد
ذاتِ پاکت بس ست یار یکے دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ پوشیدہ با تو در سازد رحمت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور از در و بام او ببارد نور
ہر کہ راحت[1] گرفت کارش شد صد امیدے بروز گارش شد ﴿۷﴾
ہر کہ راہ تو جُست یافتہ است تافت آن رو کہ سرنتافتہ است
وانکہ از ظل قربت تو رمید بردر ہر کہ رفت ذلت دید
اے خداوندِ من گناہم بخش سوئے درگاہ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم پاک کُن از گناہِ پنہانم
دلستانی و دلربائی کن بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی و آنچہ میخواہم از تو نیز توئی

لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیا کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سبحان اللہ کیا رحمٰن اور منان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے

[1] نقل مطابق اصل ہے۔ غالباً سہو کاتب ہے۔ صحیح لفظ ''راہت'' معلوم ہوتا ہے۔ (ناشر)

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-1.pdf

اندھے کو راہ نہیں دکھا سکتا اور یہ صفت مہدویت اگرچہ تمام نبیوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص طور پر اور اکمل اور اتم تھی۔ وجہ یہ کہ دوسرے نبیوں نے انسانوں سے بھی تعلیم پائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے گویا شاہزادگی کی حیثیت میں زیر نگرانی فرعون تعلیم پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُستاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا ایسا ہی اگر ایک انسان مہدی اور خدا سے تعلیم پانے والا ہو لیکن روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے اس کو رُوح القدس عطا نہ کیا گیا ہو تب بھی وہ لوگوں پر حجت پوری نہیں کر سکتا اور رُوح القدس کی تائید کا متقدم بالزمان نمونہ حضرت مسیح ہیں۔ سو اس زمانہ میں عقلی پہلو سے بھی رُوح القدس کی تائید کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک انسان طبعاً عقلی اور نقلی دلائل سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ اگر ان کے مخالف کوئی معجزہ بھی دکھایا جائے تو کچھ اثر نہیں کرتا اس لئے کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں کہ وہ ان دونوں صفتوں سے متصف ہو۔ یعنی وہ خدا کا خاص شاگرد ہو اور پھر ہر ایک میدان میں رُوح القدس سے تائید پاتا ہو☆۔ اور مہدی آخر الزمان کے لئے جس کا دوسرا نام

☆ یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے کیونکہ سب نبی تلامیذ الرحمان ہیں اور نیز اگرچہ ہر ایک نبی میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی رُوح القدس سے تائید یافتہ ہیں لیکن پھر بھی یہ دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور ﴿۱۲﴾
مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں کیونکہ اُن کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے لیکن رُوح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

تضاد:

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى [۱] اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا مگر حضرت عیسےٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَأْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا اس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ مَیں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے یا کسی مفسّر یا محدّث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویّت ہے جو نبوت محمدیہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے اور اسرارِ دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائے گا کیونکہ اس میں حضرت ﴿۱۴۸﴾
عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائے گا اور جس طرح ☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدویّت کو اس کے اندر پھونکا

☆ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد نام رکھا کہ اصل عبودیت کا خضوع اور ذلّ ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے☆۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں مَـــوْرٌ

☆ نوٹ:۔ یہ مرتبہ عبودیّت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خداتعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس مہدی کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خداتعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء فاشھدوا انّا نشھد انّ محمدًا عبداللہ و رسولہ۔ منہ

[۱] الضحٰی: ۸

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-14.pdf

اندھے کو راہ نہیں دکھا سکتا اور یہ صفت مہدویت اگرچہ تمام نبیوں میں پائی جاتی ہے کیونکہ وہ سب خدا تعالیٰ کے شاگرد ہیں لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں خاص طور پر اور اکمل اور اتم تھی۔ وجہ یہ کہ دوسرے نبیوں نے انسانوں سے بھی تعلیم پائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ نے گویا شاہزادگی کی حیثیت میں زیر نگرانی فرعون تعلیم پائی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اُستاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا ایسا ہی اگر ایک انسان مہدی اور خدا سے تعلیم پانے والا ہو لیکن روحانی بیماریوں کے دُور کرنے کے لئے اس کو رُوح القدس عطا نہ کیا گیا ہو تب بھی وہ لوگوں پر حجت پوری نہیں کر سکتا اور رُوح القدس کی تائید کا متقدم بالزمان نمونہ حضرت مسیح ہیں۔ سو اس زمانہ میں عقلی پہلو سے بھی رُوح القدس کی تائید کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ایک انسان طبعاً عقلی اور نقلی دلائل سے ایسا متاثر ہو جاتا ہے کہ اگر ان کے مخالف کوئی معجزہ بھی دکھایا جائے تو کچھ اثر نہیں کرتا اس لئے کامل مصلح کے لئے ہمیشہ سے یہ ضروری شرطیں ہیں کہ وہ ان دونوں صفتوں سے متصف ہو۔ یعنی وہ خدا کا خاص شاگرد ہو اور پھر ہر ایک میدان میں رُوح القدس سے تائید پاتا ہو۔☆ اور مہدی آخر الزمان کے لئے جس کا دوسرا نام

☆ یاد رہے کہ اگرچہ ہر ایک نبی میں مہدی ہونے کی صفت پائی جاتی ہے کیونکہ سب نبی تلامیذ الرحمان ہیں اور نیز اگرچہ ہر ایک نبی میں مؤید بروح القدس ہونے کی صفت بھی پائی جاتی ہے کیونکہ تمام نبی رُوح القدس سے تائید یافتہ ہیں لیکن پھر بھی یہ دو نام دو نبیوں سے کچھ خصوصیت رکھتے ہیں یعنی مہدی کا نام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہے۔ اور مسیح یعنی مؤید بروح القدس کا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کچھ خصوصیت رکھتا ہے گو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نام کے رو سے بھی فائق ہیں کیونکہ اُن کو شدید القویٰ کا دائمی انعام دیا گیا ہے لیکن رُوح القدس کے مرتبہ میں جو شدید القویٰ سے کم مرتبہ ہے حضرت ﴿۱۲﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-17.pdf

(متن حدیث) إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْبَرًا مِنْ نُورٍ، وَإِنِّي لَعَلَى أَطْوَلِهَا وَأَنْوَرِهَا، فَيَجِيءُ مُنَادٍ، فَيُنَادِي: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ؟ قَالَ: فَيَقُولُ الْأَنْبِيَاءُ: كُلُّنَا نَبِيٌّ أُمِّيٌّ، فَإِلَى أَيِّنَا أُرْسِلَ؟ فَيَرْجِعُ الثَّانِيَةَ، فَيَقُولُ: أَيْنَ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْعَرَبِيُّ؟ قَالَ: فَيَنْزِلُ مُحَمَّدٌ حَتَّى يَأْتِيَ بَابَ الْجَنَّةِ، فَيَقْرَعُهُ، فَيَقُولُ: مَنْ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ أَوْ أَحْمَدُ، فَيُقَالُ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُ، فَيَدْخُلُ، فَيَتَجَلَّى لَهُ الرَّبُّ، وَلَا يَتَجَلَّى لِنَبِيٍّ قَبْلَهُ، فَيَخِرُّ لِلَّهِ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ وَلَنْ يَحْمَدَهُ أَحَدٌ بِهَا مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أُمَّتِي أُمَّتِي، فَيُقَالُ: أَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيرَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّانِيَةَ فَيَخِرُّ لِلَّهِ سَاجِدًا وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ بِهَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيُقَالُ لَهُ: أَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ بُرَّةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ الثَّالِثَةَ، فَيَخِرُّ لِلَّهِ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بِهَا أَحَدٌ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: أَخْرِجْ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ خَرْدَلَةٍ، ثُمَّ يَرْجِعُ، فَيَخِرُّ سَاجِدًا، وَيَحْمَدُهُ بِمَحَامِدَ لَمْ يَحْمَدْهُ بِهَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَلَنْ يَحْمَدَهُ بِهَا أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ بَعْدَهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، تَكَلَّمْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَسَلْ تُعْطَهْ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَيُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدُ لَسْتَ هُنَاكَ، تِلْكَ لِي، وَأَنَا الْيَوْمَ أَجْزِي بِهَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قیامت کے دن ہر نبی کے لیے نور کا منبر ہوگا اور میں سب سے زیادہ اونچے اور سب سے زیادہ نورانی منبر پر ہوں گا پھر ایک منادی آکر یہ اعلان کرے گا۔ اُمی نبی کہاں ہیں؟ تو انبیاء جواب دیں گے کہ ہم میں سے ہر ایک اُمی نبی ہے۔ ہم میں کسے بلایا گیا ہے وہ دوسری مرتبہ واپس آئے گا اور دریافت کرے گا۔ اُمی عربی نبی کہاں ہیں؟ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: حضرت محمد ﷺ منبر سے نیچے اتریں گے اور جنت کے دروازے پر آکر اس کو کھٹکھٹائیں گے۔

(اندر سے) داروغہ پوچھے گا کون ہے تو آپ جواب دیں گے محمدؐ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) احمد۔ دریافت کیا جائے گا کیا انہیں بلایا گیا ہے تو وہ جواب دیں گے جی ہاں تو ان کے لیے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ وہ اس کے اندر داخل ہوں گے تو ان کا پروردگار ان کے سامنے تجلی کرے گا۔ ان سے پہلے کسی اور نبی کے لیے پروردگار نے تجلی نہیں کی ہوگی تو وہ اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں چلے جائیں گے۔ اور ایسے کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے کہ ان سے پہلے اور ان کے بعد کسی نے بھی ان کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہیں کی ہوگی۔ ان سے کہا جائے گا: اے محمد (ﷺ) اپنا سر اٹھاؤ تم بات کرو اسے سنا جائے گا۔ تم شفاعت کرو اسے قبول کیا جائے گا۔ مانگو وہ دیا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے: اے پروردگار میری امت، میری امت' تو ان سے کہا جائے گا۔ تم ہر اس شخص کو (جہنم سے) نکال لو۔ جس کے دل میں جو کے وزن جتنا (ایمان ہو) پھر وہ دوبارہ آکر اللہ کی بارگاہ میں سجدے میں چلے جائیں گے۔ اور ایسے کلمات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے کہ ان سے پہلے کسی نے بھی ان کلمات

https://archive.org/download/SahiIbneHibbanJild1-8/Sahih%20Ibn%20Hibban%20Jild%207%20LRes.pdf

84۔ معراج اور صعود عیسیٰ ہمشکل/غیر مشابہہ

قول:

روحانی خزائن جلد ۳ ۲۲۸ ازالہ اوہام حصہ اول

لیکن پھر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اِس بات کو تسلیم نہیں کرتیں اور کہتی ہیں کہ وہ ایک
رویا صالحہ تھی اور کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ کا نام نعوذ باللہ مُلحدہ یا ضالہ نہیں رکھا اور نہ اجماع
کے برخلاف بات کرنے سے اُنہیں ٹوٹ کر پڑ گئے۔ اب اے منصفو! اے حق کے طالبو! اے
خدائے تعالیٰ سے ڈرنے والے بندو! اس مقام میں ذرہ ٹھہر جاؤ!!! اور آہستگی اور تدبّر سے
خوب غور کرو کہ کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان پر جسم کے ساتھ چڑھ جانا اور پھر جسم
کے ساتھ اُترنا ایسا عقیدہ نہیں ہے جس پر صدر اوّل کا اجماع تھا اور بعض صحابی جو اس اجماع
﴿۲۹۰﴾ کے مخالف قائل ہوئے کسی نے اُن کی تکفیر نہیں کی۔ نہ اُن کا نام مُلحد اور ضال اور مأوّل مخطی
رکھا۔ ==پھر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمانی معراج کا مسئلہ بالکل مسیح
کے جسمانی طور پر آسمان پر چڑھنے اور آسمان سے اُترنے کا ہمشکل ہے== اور ایک ہمشکل
مقدمہ کے بارہ میں بعض صحابہ جلیلہ کا ہماری رائے کے مطابق رائے ظاہر کرنا درحقیقت ایک
دوسرے پیرایہ میں ہماری رائے کی تائید ہے یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمانی معراج کی نسبت انکار کرنا درحقیقت اور درپردہ مسیح کے جسمانی
رفع و معراج سے بھی انکار ہے۔ سو ہر یک ایسے مومن کے لئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
عظمت اور عزّت مسیح کی عظمت اور عزّت سے برتر اور بہتر سمجھتا ہے طریقِ ادب یہی ہے کہ یہ
اعتقاد رکھے کہ جو مرتبہ قرب اور کمال کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جائز نہیں وہ مسیح
کے لئے بھی بوجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا کیونکہ جس حالت میں مسلمانوں کا عام طور پر یہ مذہب
ہے کہ مسیح ابن مریم آخری زمانہ میں ایک اُمّتی بنکر آئے گا۔ اور مقتدی ہوگا نہ مقتدا یعنی نماز
﴿۲۹۱﴾ میں۔ پس اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ اس شخص کا درجہ کہ جو آخر اُمّتی بن کر
آئے گا اُس دوسرے شخص کے درجہ سے نہایت ہی کمتر اور فروتر ہونا چاہیئے جس کو
اُمّتی کا نبی اور رسول اور پیشوا ٹھہرایا گیا ہے یعنی ہمارے سیّد و مولیٰ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم۔ اور بڑے تعجب کا مقام ہوگا کہ ایک اُمّتی کی وہ تعریفیں کی جائیں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-3.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۷ — ۲۲۰ — حمامة البشریٰ

وكذلك كثير من الصحابة. فأنت تعلم وتفهم أنّ قصّة المعراج شيء آخر لا يضاهيه قصةُ صعود عيسى عليه السّلام إلى السّماء، وإن كنت تشك فيه فارجع إلى البخاري، وما أظن أن تبقى بعده من المرتابين.

وأما قوله تعالى في قصة إدريس: وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا[1] فاتفق المحققون من العلماء أن المراد من الرفع ههنا هو الإماتة بالإكرام ورفع الدرجات، والدليل على ذلك أن لكل إنسان موت مُقدّر لقوله تعالى: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ[2] ولا يجوز الموت في السماوات لقوله تعالى: وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، ولا نجد في القرآن ذِكر نزول إدريس وموته ودفنه في الأرض، فثبت بالضرورة أن المراد من الرفع الموتُ. فحاصل الكلام أن كل ما يخالف القرآن ويعارض قصصه فهي أباطيل وأكاذيب، وإنما هو تقَوُّلُ المفترين.

ثم اعلم.. أيدك الله تعالى.. أن عقيدة نزول المسيح من السماء.. مع عدم ثبوته من النصوص القرآنية ومخالفة القرآن فيها، يضر عقائد التوحيد ويربي عقائد قوم أهلكوا الناس بمثل هذه القصص، فإنه إن كان هذا هو الأمر الحق.. أن عيسٰى لم يمت كإخوانه من الأنبياء، بل هو حيّ موجود في السماء، ومع ذلك كان يخلق الطيور كمثل خلق الله، ويُحيي الأموات كإحياء رب العالمين، فأىّ ابتلاء أعظم من هذا للذين يدعون إلى ربوبية المسيح في هذا الزمان الذى تموج فيه فتن النصارىٰ من كل جهة، ويجاهدون بأموالهم وجميع مكائدهم ليضلوا الناس ويجعلوهم من المتنصّرين!

ثم اعلموا.. أيها الأعزة.. أن حياة رسولنا صلى الله عليه و سلم ثابت بالنصوص الحديثية، وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لا أُترَك ميّتًا في قبري إلى ثلاثة أيام أو أربعين باختلاف الرواية، بل أُحيا وأُرفَع إلى ﴿۳۵﴾

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-7.pdf

85۔ وظائف کا ورد بدعت / مرزا کے وظائف کرنا

قول:

توفیق دی اپنی ذات اور صفات کا علم دیا۔ ولی اللہ اس کو کہتے ہیں جو اوامر و نواہی کا پابند ہو اس کے کرنے سے جو نتیجہ ہوتا ہے اس کا نام کشف و الہام اور دیدار الٰہی یالقاء اللہ کہتے ہیں انسان کا فرض یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اختیار کرے پھر جو اس پر اس کا نتیجہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ عنائیت فرماوے گا ایسے محروموں اور مجنونوں سے الگ رہنا مناسب ہے اگرچہ پاس ہو تو سوال کرنے پر وید ے ورنہ الگ رہے اور خدا تعالیٰ کا شکر کرے کہ ہمیں محروم نہیں کیا اور بے نصیب نہیں کیا نماز ایسی چیز ہے کہ سب مراتب ولایت اور قرب الٰہی کے مدارج اسی میں طے ہو جاتے ہیں افسوس لوگوں نے نماز کو تو چھوڑ دیا اور بے ہودہ وظائف کے پیچھے پڑ گئے نماز ہی سے انسان خدا سے ملتا ہے اس کو بہت سنوار کر پڑھنا اور زیادہ اہتمام کرنا چاہئے نماز کو جس قدر درستی اور آہستگی سے پڑھو گے اتنا ہی خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرو گے اور خدا تعالیٰ کو نزدیک پاؤ گے دعاء سیفی حزب البحر قصیدہ غوثیہ وغیرہ سے جو وظائف لوگوں نے نکالے ہیں وہ سب اختراع بدعت ہے جتنی دیر وظیفوں میں صرف ہو اتنی دیر نماز میں لگانی چاہئے خشوع و خضوع سے نماز پڑھنا اور قرآن شریف ترتیل سے اسی قدر زیادہ فائدہ مترتب ہو گا۔

دلائل الخیرات کا ورد

ایک روز ایک شخص نے سوال کیا کہ دلائل الخیرات کا ورد اور پڑھنا کیسا ہے فرمایا دلائل الخیرات میں جتنا وقت خرچ ہو اگر نماز اور قرآن شریف کی تلاوت میں خرچ ہو تو کتنا فائدہ ہوتا ہے یہ کتابیں قرآن شریف اور نماز سے روک دیتی ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کلام اور حکم ہے۔ اور انسانوں کا بناوٹی وظیفہ ہے فرمایا قرآن شریف کی آیتوں اور سورتوں کا بھی لوگ وظیفہ کرتے ہیں اور یہ بدعت ہے اور نا کبھی سے ایسا کرتے ہیں۔ قرآن شریف وظیفہ کے لئے نہیں ہے یہ عمل کرنے کے لئے اور اخلاق کو درست کرنے کے لئے ہے اگر آنحضرت ﷺ صحابہ کو تسبیح ہاتھ

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Tazkara-tul-Mahdi.pdf

تضاد:

چونکہ قانون شریعت کا نفاذ خود بندے کے ہاتھ میں ہے وہ اپنے لئے بہت سی سہولتیں پیدا کر لیتا ہے اور اس طرح اس کی ظاہری تکلیف سے بچ جاتا ہے۔ لیکن قضا وقدر کا قانون خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے اور بندے کا اس میں کچھ اختیار نہیں رکھا۔ پس جب قضا وقدر کے قانون کی چوٹ بندے کو آ کر لگتی ہے اور وہ اس کو خدا کے لئے برداشت کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے اور خدا کی قضا پر راضی ہوتا ہے تو پھر وہ اس ایک آن میں اتنی ترقی کر جاتا ہے جتنی کہ چالیس سال کے نماز روزے سے بھی نہیں کر سکتا تھا۔ پس مومن کے لئے ایسے دن درحقیقت ایک لحاظ سے بڑی خوشی کے دن ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے بھی یہ روایت بیان کی تھی۔

﴿159﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بعض اوقات کسی بزرگ کا واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ان کا کوئی لڑکا فوت ہو گیا اور لوگوں نے ان کو آ کر اطلاع دی تو انہوں نے کہا ''سگ بچہ بُمرد دفن بکنید''۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خاص حالت کی باتیں ہیں۔ انبیاء جنھوں نے لوگوں کیلئے اسوۂ حسنہ بننا ہوتا ہے اور حقوق العباد کی بھی بہترین مثال قائم کرنی ہوتی ہے۔ عموماً ایسا طریق اختیار نہیں کرتے۔

﴿160﴾ **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (مجھے تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے تھے) لے لو اور ان پر فلاں سورۃ کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی)۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورۃ یاد نہیں رہی مگر اتنا یاد ہے کہ وہ کوئی چھوٹی سی سورۃ تھی۔ جیسے **اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (الفیل: ۲)** ہے الخ۔ اور ہم نے یہ وظیفہ قریباً ساری رات صرف کر کے ختم کیا تھا۔ وظیفہ ختم کرنے پر ہم وہ دانے حضرت صاحب کے پاس لے گئے کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وظیفہ ختم ہونے پر یہ دانے میرے پاس لے آنا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ہم دونوں کو قادیان سے باہر غالباً شمال کی طرف لے گئے اور فرمایا یہ دانے کسی غیر آباد کنوئیں میں ڈالے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ جب میں دانے کنوئیں میں

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Seerat-ul-Mahdi-Vol-1.pdf

میں بھی پورا کرنے کی سعی فرماتے تھے۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی اسی خیال سے حضرت نے ایسا فرمایا۔ اس پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے میرا اور میاں عبداللہ صاحب سنوری کا نام لیا اور حضرت نے پسند فرمایا اور ہم دونوں کو ماش کے دانوں پر ایک ہزار دفعہ سورہ **اَلَمْ تَرَ کَیْفَ** پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم نے عشاء کی نماز کے بعد سے شروع کر کے رات کے دو بجے تک یہ وظیفہ ختم کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حصہ اول میں میاں عبداللہ صاحب سنوری کی زبانی بھی درج ہو چکی ہے۔ اور مجھے میاں عبداللہ صاحب والی روایت سن کر تعجب ہوا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فعل کس حکمت کے ماتحت کیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کی کارروائی بظاہر آپ کے طریق عمل کے خلاف ہے لیکن اب پیر صاحب کی روایت سے یہ عقدہ حل ہو گیا ہے کہ آپ کا یہ فعل دراصل ایک خواب کی بناء پر تھا جسے آپ نے ظاہری صورت میں بھی پورا فرما دیا۔ کیونکہ آپ کی یہ عادت تھی کہ حتی الوسع خوابوں کو ان کی ظاہری شکل میں بھی پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ بشرطیکہ ان کی ظاہری صورت شریعت اسلامی کے کسی حکم کے خلاف نہ ہو اور اس خواب میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس طرح اصحاب فیل (جو عیسائی تھے) کے حملہ سے خدا نے کعبہ کو محفوظ رکھا اور اپنے پاس سے سامان پیدا کر کے ان کو ہلاک و پسپا کیا اسی طرح آتھم کی پیشگوئی والے معاملہ میں بھی عیسائیوں کا اسلام پر حملہ ہو گا اور ان کو ظاہراً اسلام کے خلاف شور پیدا کرنے کا موقعہ مل جائے گا لیکن بالآخر اللہ تعالےٰ اپنے پاس سے ان کو شکست و ہزیمت کا سامان پیدا کر دے گا اور یہ کہ مومنوں کو چاہیے کہ اس معاملہ میں خدا پر بھروسہ کریں اور اسی سے مدد کے طالب ہوں اور اس وقت کو یاد رکھیں کہ جب مکہ والے کمزور تھے اور ان پر ابرہہ کا لشکر حملہ آور ہوا تھا اور پھر خدا نے ان کو بچایا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر صاحب اور میاں عبداللہ صاحب کی روایتوں میں بعض اختلافات ہیں جو دونوں میں سے کسی صاحب کے نسیان پر مبنی معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً میاں عبداللہ صاحب نے اپنی روایت میں بجائے ماش کے چنے کے دانے بیان کئے ہیں۔ مگر خواہ ان میں سے کوئی ہو ماش اور چنے ہر دو کی تعبیر علم الرویاء کے مطابق غم و اندوہ کی ہے۔ جس میں یہ اشارہ ہے کہ آتھم والے معاملہ میں بظاہر کچھ غم پیش آئے گا۔ مگر یہ غم و اندوہ سورۃ الفیل کے اثر کے ماتحت بالآخر

http://www.alislam.org/urdu/pdf/Seerat-ul-Mahdi-Vol-2.pdf

86۔والدالحرام نام نہ رکھنا/حرام زادہ کہنا

قول:

روحانی خزائن جلد۹ ۳۲ انوار الاسلام

عیسائیوں کو غالب اور فتح یاب قرار دیتا ہے تو میری اس حجت کو واقعی طور پر رفع کرے جو میں نے پیش کی ہے پس اس پر **کھانا پینا** حرام ہے اگر وہ اس اشتہار کو پڑھے اور مسٹر عبداللہ آتھم کے پاس نہ جائے اور اگر خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں تو اس گندے لقب کے خوف سے بہت زور لگاوے کہ تا وہ **کلمات مذکورہ** کا اقرار کر دے اور تین ہزار روپیہ لے لے اور یہ کارروائی کر دکھاوے پھر اگر عبداللہ آتھم میعاد قرار دادہ سے بچ جائے تو بے شک تمام دنیا میں مشہور کر دے کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی ورنہ **حرام زادہ** کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہوں سے پیار کرتا رہے۔ اگر کسی کو ایسا ہی اسلام سے بغض اور عیسائیت کی طرف میل ہے اور بہر صورت عیسائیوں کو فتح یاب بنانا چاہتا ہے تو اب اس راہ کے سوا اور تمام راہیں بند ہیں نہ ہم کسی کو ولدالحرام کہتے نہ حرام زادہ نام رکھتے **بلکہ جو شخص** ایسے سیدھے اور صاف فیصلہ کو چھوڑ کر زبان درازی سے باز نہیں رہے گا وہ آپ یہ تمام نام اپنے لئے اختیار کرے گا ﴿۳۱﴾ خداتعالیٰ جانتا ہے کہ **بے شک** اسلام کی فتح ہوئی اور دین **محمدی** ہی غالب رہا اور عیسائی ذلیل ہوئے اور جو شخص اس فتح کو نہیں ماننا چاہیے کہ وہ اس طریق اور فیصلہ کی راہ سے ہم کو ملزم کرے اور اس فیصلہ کی راہ سے ہم کو جھوٹا اور مغلوب قرار دے ورنہ بجز اس کے کیا کہیں کہ **یک خطا دو خطا سویم مادر بخطا**۔

اور ان مخالفوں کی عقل پر تعجب ہے کہ عبداللہ آتھم کے ساتھ دوسرے لوگ جو فریق مخالف میں داخل تھے اور فریق کے اس لفظ میں شامل تھے جو پیشین گوئی میں تھا ان کے حالات پر کچھ بھی نظر نہیں کرتے کہ ان پر بھی کوئی ذلت آئی یا نہیں کیا پادری رائٹ نہیں مرا۔ کیا دو معاون مر مر کے نہیں بچے کیا پادری عمادالدین کے گلے میں **ہزار لعنت کا رسّہ نہیں پڑا** جس کو کوئی جھوٹا منجی اتار نہیں سکتا کیا اس کا علم عربی سے بے بہرہ اور جاہل ہونا ثابت نہیں ہوا۔ کیا اس ثبوت سے اس کی مصنوعی عزت خاک میں نہ مل گئی **بیشک وہ نہایت ذلیل ہوا اور اس کا کچھ باقی نہ رہا** اور اس کی علمی آبرو **نجاست** کے بودار گڑھے میں جا پڑی۔ اگر وہ باغیرت آدمی ہوتا تو اس ذلت کی وجہ سے کچھ کھا پی کر مر جاتا **حیف ہے** تمہارے ایمان اور سمجھ اور دینداری پر کہ ایسی سچی **پیشگوئی** کی تم نے تکذیب کی کیا ایک دن مرو گے یا نہیں یا ہمیشہ کے جینے کی خبر آ گئی ہے...... یہ تو اس پیشگوئی کے متعلق بیان ہے جو عیسائیوں کے مقابل پر کی گئی تھی جس کو خداتعالیٰ نے حسب المراد پورا کیا لیکن اکثر لوگ دریافت کیا کرتے ہیں کہ جو **عبدالحق غزنوی** کے ساتھ مباہلہ ہوا تھا اس کا کیا اثر ہوا اور کس فریق کو ذلت ہوئی تو اس کے جواب میں ہم بدیہی وجوہات کے ساتھ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

تضاد:

تسلیم کرلیا اور اس صریح نتیجہ سے کچھ بھی نہ ڈرے جو مغلوب ہونے کی حالت میں فریق مخالف کے ہاتھ میں آتا ہے اور جب میاں ثناء اللہ و سعد اللہ و عبد الحق وغیرہ نے عیسائیوں کا غالب ہونا مان لیا تو پھر کیوں یہ لوگ اپنے اشتہاروں میں عیسائیوں کے حال پر افسوس کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی تکذیب کے لئے یہ حجت قرار دی جبکہ بحث اسلام اور عیسائیت کے صدق و کذب کی تھی نہ میرے کسی خاص عقیدہ کی تو نعوذ باللہ اگر میں مغلوب ہوں تو پھر دشمن کے لئے حق پیدا ہوگیا کہ اپنی عیسائیت کے صدق کا دعویٰ کرے امور بحث پر نظر چاہیئے نہ مباحث پر مثلاً اگر ہماری طرف سے ایک بھنگی یا چمار جو دین سے بالکل الگ ہے اسلامی حمایت میں عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کرے تو پھر بھی یہ ممکن نہ ہوگا کہ عیسائی فتح یاب ہوں اور خدا تعالیٰ اس کا بھنگی یا چمار ہونا نہیں دیکھے گا بلکہ اپنے دین کی عزت محفوظ رکھ لے گا اور کبھی اسلام کو ہتک نہیں دکھلائے گا۔

تمہیں معلوم ہوگا کہ بعض کافر اور بت پرست آنحضرت صلعم سے عہد صلح کرکے دوسرے کافروں کے ساتھ لڑتے تھے اور چونکہ اس حالت میں مؤید اسلام تھے تو دشمنوں پر فتح پاتے تھے سو فرض کرو کہ میں تمہاری نظر میں سب کافروں سے بدتر ہوں اور دوسرے کافر تو **خالدین فیھا ابدا** کے جہنم میں سزا پائیں گے اور میری سزا تمہاری نظر میں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ تم نے میرا نام نہ صرف کافر بلکہ اکفر رکھا مگر تاہم سوچنے کا مقام تھا کہ امور بحث میں ان باتوں کا کچھ بھی دخل نہ تھا۔ جن کی وجہ سے مجھ کو آپ لوگ کافر اور اکفر اور دجال کہتے ہیں بلکہ زیر بحث وہی باتیں تھیں جن کیلئے ہر یک مسلمان کو

«۲۴» غیرت کرنی چاہیئے اور پھر طرفہ تر یہ کہ مجھ کو مغلوب اور عیسائیوں کو غالب بتلاتے ہیں یہ **ایسا سفید جھوٹ** ہے کہ کسی طرح چھپ نہیں سکتا۔ پیشگوئی کے مسٹر عبد اللہ آتھم کی نسبت دو پہلو تھے نہ صرف ایک اور خدا تعالیٰ نے اس پہلو کو جو مشکوک کیا گیا تھا یعنی **موت** کو چھوڑ دیا کیونکہ عبد اللہ آتھم کی موت کو کچھ ایک معمولی بات اور قریب قیاس سمجھا گیا تھا اور **دوسرا پہلو** حق کی طرف رجوع کرنا تھا اس پہلو کو خدا تعالیٰ نے عبد اللہ آتھم کے **افعال** سے ثابت کردیا۔ اگر کوئی مولویوں میں سے کہے کہ ثابت نہیں تو اگر وہ **اس بات** میں سچا اور **حلال زادہ** ہے تو عبد اللہ آتھم کو اس **حلف** پر آمادہ کرے جو ہم لکھ چکے ہیں اگر عبد اللہ آتھم قسم کھا لے تو ہم بلا توقف ہزار روپیہ بلکہ اب تو **دو ہزار روپیہ** باضابطہ تحریر لے کر دے دیں گے۔ پھر اگر وہ ایک سال تک فوت نہ ہوا تو جو مولوی لوگ ہمارا نام رکھیں سب سچ ہوگا ورنہ اس تصفیہ سے پہلے جو شخص اس فتح نمایاں کو قبول نہیں کرتا خواہ وہ امرت سری ہے یا غزنوی یا لدھیانوی یا دہلوی یا بٹالوی وہ سراسر ظلم کرتا ہے اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

خبردار رہے کہ خداتعالیٰ کی ظالموں اور کاذبوں پر لعنت ہے۔ جب تک عبداللہ آتھم دو ہزار روپیہ لے کر ایسا دشمن اسلام نہ ہو لے اور حضرت مسیح کو خدا سمجھنے کا اقرار نہ کر لے اور پھر اس پر ایک برس بخیر نہ گذر جائے ہم کسی طرح کاذب نہیں ٹھہر سکتے۔ ہمیں اپنے الہام سے خداتعالیٰ نے جتلا دیا ہے کہ اس نے عظمت اسلام قبول کر کے اور اسلامی پیشگوئی کی وجہ سے اپنے پر ہم و غم لے کر شرط الہامی سے فائدہ اٹھالیا۔ اب اگر بغیر اس امتحان کے کوئی شخص **ہمارا نام کاذب رکھے** اور ہمیں مغلوب خیال کرے تو وہ **کاذب** اور مورد **لعنت اللہ علی الکاذبین** ہے اور پاک فطرت سے بے نصیب اس کو چاہیئے کہ عبداللہ آتھم کے پاس جا کر **ہاتھ پیر** جوڑے اور بہت خوشامد کرے کہ وہ شرط مذکورہ کی پابندی سے ہزار روپیہ مجھ سے لے اور اس قطعی فیصلہ کے بالمقابل کھڑا ہو جائے ورنہ میاں عبدالحق غزنوی ہو یا میاں ثناءاللہ یا سعداللہ یا غلام رسول یا کوئی اور ہو خوب یاد رکھیں کہ مسلمان کہلا کر بے وجہ عیسائیوں کو غالب قرار دینا اور سراسر ظلم کی راہ سے ان کا نام فتح یاب رکھنا یہ حلال زادوں کا کام نہیں چاہیئے کہ اب بھی سمجھ جائیں اور یقیناً اور غور کر کے دیکھ لیں کہ اس بحث میں عیسائی مغلوب ہوئے ہیں۔ ان کے فریق پر خداتعالیٰ نے ہر طرح سے آفت اور ذلت ڈالی چنانچہ اس فریق میں سے ایک پادری صاحب تو فوت ہو گئے اور دو مر مر کے بچے اور بعضوں کے گلے میں ہزار لعنت کی ذلت کا رسہ پڑ گیا جس رسہ سے وہ اپنی گردنوں کو چھوڑا نہ سکے۔ اب **ایمانا کہو فتح کس کی ہوئی اور مباہلہ کا بد اثر کس پر پڑا خداتعالیٰ سے ڈرو اور بڑھتے نہ جاؤ** وہ ﴿۲۵﴾ تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ توبہ کرو تا توبہ کا پھل پاؤ۔ غضب کی بات ہے کہ خداتعالیٰ نے تو اس پیشگوئی کے بعد **فریق مخالف** کے ہر یک فرد پر قہر نازل کیا موت نازل کی ذلت نازل کی بیماری نازل کی خوف نازل کیا اور پھر بھی کہا جاتا ہے کہ عیسائی غالب رہے ہیں۔ لوگو! ایک دن مرنا ہے یا نہیں، بیشک عیسائیوں کی حمایت کرو اور سچ کو چھوڑ دو۔ رب العرش دیکھ رہا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو جو شخص درحقیقت عزت پا گیا تم اس کو ذلیل کر سکتے ہو اے **غزنوی** گروہ کے لوگو! اے **امرت سر** کے مسلمانو مگر اسلام کے دشمنو اور اے لدھیانہ کے سخت دل مولویو اور منشیو!!! خوب سوچ لو کہ تم کیا کام کر رہے ہو اور اے غزنویو تم ذرا آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ **تمہارا مباہلہ تم پر ہی پڑا** جھوٹے اشتہاروں سے شرم کرو اور یہ میرا تمام رسالہ غور سے پڑھو تا تمہیں معلوم ہو۔ **والسلام علی من اتبع الھدٰی۔**

بلکہ برابر سخت دل اور دشمن اسلام رہا اور مسیح کو برابر خدا ہی کہتا رہا۔ پھر اگر ہم اسی وقت بلاتوقف دو ہزار روپیہ نہ دیں تو ہم پر لعنت اور ہم جھوٹے اور ہمارا الہام جھوٹا۔ اور اگر عبداللہ آتھم قسم نہ کھائے یا قسم کی سزا میعاد کے اندر نہ دیکھ لے تو ہم سچے اور **ہمارا الہام سچا**۔ پھر بھی اگر کوئی تحکم سے ہماری تکذیب کرے اور اس **معیار** کی طرف متوجہ نہ ہو اور ناحق سچائی پر پردہ ڈالنا چاہے تو بے شک وہ **ولد الحلال** اور نیک ذات نہیں ہوگا کہ خواہ نخواہ **حق سے روگردان** ہوتا ہے اور اپنی شیطنت سے کوشش کرتا ہے کہ **سچے** جھوٹے ہو جائیں۔

﴿۳۰﴾ اب اس سے زیادہ صاف اور کون فیصلہ ہوگا کہ ہم دو گلموں کے مول میں خود امرت سر میں جا کر دو ہزار روپیہ دیتے ہیں۔ مسٹر عبداللہ آتھم اگر درحقیقت **مجھے** کاذب سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ ایک ذرہ بھی اس نے اسلامی عظمت کی طرف رجوع نہیں کی تو وہ ضرور بلاتوقف عبارت مذکورہ بالا کے موافق اقرار کردے گا کیونکہ اب تو وہ اپنے تجربہ سے جان چکا کہ میں جھوٹا ہوں اور مسیح کی حفاظت کو اس نے مشاہدہ کرلیا **پھر اس مقابلہ سے اس کو کیا خوف ہے** کیا پہلے پندرہ مہینوں میں مسیح زندہ تھا اور مسٹر عبداللہ آتھم کی حفاظت کرسکتا تھا **اور اب مرگیا ہے** اس لئے نہیں کرسکتا جبکہ عیسائیوں نے اپنے اشتہار میں یہ کہہ کے **اعلان** دیا ہے کہ خداوند مسیح نے مسٹر عبداللہ آتھم کی جان بچائی تو پھر اب بھی **خداوند مسیح** جان بچائے گا۔ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ اب مسیح کے خداوند قادر ہونے کی نسبت مسٹر عبداللہ آتھم کو کچھ شک اور تردد پیدا ہو جائے اور پہلے وہ شک نہ ہو بلکہ اب تو بہت یقین چاہیئے کیونکہ اس کی خداوندی اور قدرت کا تجربہ ہو چکا اور نیز ہمارے **جھوٹ کا تجربہ**۔ لیکن یاد رکھو کہ مسٹر عبداللہ آتھم اپنے دل میں خوب جانتا ہے کہ یہ باتیں سب جھوٹ ہیں کہ اس کو مسیح نے بچایا جو خود **مر چکا** وہ کس کو بچا سکتا ہے اور جو مر گیا وہ قادر کیونکر اور خداوند کیسا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ سچے اور کامل خدا کے خوف نے اس کو بچایا اگر اب نادان عیسائیوں کی تحریک سے بے باک ہو جائے گا تو پھر اس کامل خدا کی طرف سے بے باکی کا مزہ چکھے گا۔ غرض اب ہم نے فیصلہ کی صاف صاف راہ بتا دی اور جھوٹے سچے کیلئے ایک معیار پیش کر دیا۔ اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے برخلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور اپنی شرارت سے بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور کچھ شرم اور حیا کو کام نہیں لائے گا اور بغیر اس کے جو ہمارے اس فیصلہ کا **انصاف** کی رو سے جواب دے سکے انکار اور **زبان درازی** سے باز نہیں آئے گا اور ہماری **فتح** کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو **ولد الحرام بننے کا شوق ہے** اور حلال زادہ نہیں۔ پس حلال زادہ بننے کیلئے واجب یہ تھا کہ اگر وہ مجھے جھوٹا جانتا ہے اور

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

87۔ متعہ حرام/متعہ کی ضرورت

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۰ | ۶۷ | آریہ دھرم

نیک نیتی کے ساتھ اپنے نفس کی اغراض کے لئے نکاح ہوتے ہیں ایسا ہی جب تک ایک مطلقہ کے ساتھ کسی کا نکاح نہ ہو اور وہ پھر اپنی مرضی سے اس کو طلاق نہ دے تب تک پہلے طلاق دینے والے سے دوبارہ اس کا نکاح نہیں ہوسکتا ☆۔ سو آیت کا یہ منشاء نہیں ہے کہ جورو کرنے والا پہلے خاوند کے لئے ایک راہ بنادے اور آپ نکاح کرنے کے لئے سچی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ نکاح صرف اس صورت میں ہوگا کہ اپنے پختہ اور مستقل ارادہ سے اپنے صحیح اغراض کو مدنظر رکھ کر نکاح کرے ورنہ اگر کسی حیلہ کی غرض سے نکاح کرے گا۔ تو عندالشرع وہ نکاح ہرگز درست نہیں ہوگا اور زنا کے حکم میں ہوگا۔ لہٰذا ایسا شخص جو اسلام پر حلالہ کی تہمت لگانا چاہتا ہے اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کا یہ مذہب نہیں ہے اور قرآن اور صحیح بخاری اور مسلم اور دیگر احادیث صحیحہ کی رو سے حلالہ قطعی حرام ہے اور مرتکب اس کا زانی کی طرح مستوجب سزا ہے۔ ﴿ج﴾

اور بعض آریہ نیوگ کے مقابل پر اسلام پر یہ الزام لگانا چاہتے ہیں کہ اسلام میں متعہ یعنی نکاح موقت جائز رکھا گیا ہے جس میں ایک مدت تک نکاح کی میعاد ہوتی ہے اور پھر عورت کو طلاق دی جاتی ہے۔ لیکن ایسے معترضوں کو اس بات سے شرم کرنی چاہئے تھی کہ نیوگ کے مقابل پر متعہ کا ذکر کریں۔ اول تو متعہ صرف اس نکاح کا نام ہے جو ایک خاص عرصہ تک محدود کردیا گیا ہو پھر ماسوا اس کے متعہ اوائل اسلام میں یعنی اس وقت میں جبکہ مسلمان بہت تھوڑے تھے صرف تین دن کے لئے جائز ہوا تھا اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ وہ جواز اس قسم کا تھا جیسا کہ تین دن کے بھوکے کے لئے مردار کھانا نہایت بےقراری کی حالت میں جائز ہوجاتا ہے اور پھر متعہ ایسا حرام ہوگیا جیسے سور کا گوشت اور شراب حرام ہے اور نکاح کے احکام نے متعہ کے لئے قدم رکھنے کی جگہ باقی نہیں رکھی۔ قرآن شریف میں نکاح کے بیان میں مردوں کے حق عورتوں پر اور عورتوں کے حق مردوں پر قائم کئے گئے ہیں اور متعہ کے مسائل کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اگر اسلام میں متعہ ہوتا تو قرآن میں نکاح کے مسائل کی طرح متعہ کے

☆ **نوٹ**۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف میں یہ شرط جو ہے کہ اگر تین طلاق تین طہر میں جو تین مہینہ ہوتے ہیں دی جائیں۔ تو پھر ایسی عورت خاوند سے بالکل جدا ہو جاوے گی اور اگر اتفاقاً کوئی دوسرا خاوند اس کا اس کو طلاق دیدے تو صرف اسی صورت میں پہلے خاوند کے نکاح میں آسکتی ہے ورنہ نہیں یہ شرط طلاق سے روکنے کے لئے ہے تا ہر یک شخص طلاق دینے میں دلیری نہ کرے اور وہی شخص طلاق دے جس کو کوئی ایسی مصیبت پیش آگئی ہے جس سے وہ ہمیشہ کی جدائی پر راضی ہوگیا اور تین مہینے بھی اس لئے رکھے گئے تا اگر کوئی مثلاً غصہ سے طلاق دینا چاہتا ہو تو اس کا غصہ اتر جائے۔ منہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

تضاد:

سفر میں جاتا جس میں کئی سال کی توقف ہوتی تو وہ عورت کو ساتھ لے جاتا یا اگر عورت ساتھ جانا نہ چاہتی تو وہ ایک دوسرا نکاح اس ملک میں کر لیتا۔ لیکن عیسائی مذہب میں چونکہ اشد ضرورتوں کے وقت میں بھی دوسرا نکاح ناجائز ہے اس لئے بڑے بڑے مدبر عیسائی قوم کے جب ان مشکلات میں آپڑتے ہیں تو نکاح کی طرف ان کو ہرگز توجہ نہیں ہوتی اور بڑے شوق سے حرام کاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے ایکٹ چھاؤنی ہائے نمبر ۱۳، ۱۸۸۹ء پڑھا ہوگا وہ اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ عیسائی مذہب کی پابندی کی وجہ سے ہماری مدبر گورنمنٹ کو بھی یہی مشکلات پیش آگئیں۔ ناظرین جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دور اندیش اور اپنے تمام کاموں میں بااحتیاط ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر رفاہ عام کے لئے اس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں اور کیسے کیسے حکماء اور فلاسفر یورپ میں اس کے زیر سایہ رہتے ہیں مگر تاہم یہ دانا گورنمنٹ مذہبی روکوں کی وجہ سے اس کام میں احسن تدابیر پیدا کرنے سے ناکام رہی ہے۔ یوں تو اس گورنمنٹ نے اپنی تدبیر اور حکمت اور ایجادات سے یونانیوں کے علوم کو بھی خاک میں ملا دیا مگر جس انتظام میں مذہب کی روک واقع ہوئی اس کے درست کرنے اور ناقابل اعتراض بنانے میں گورنمنٹ قادر نہ ہو سکی اس بات کے سمجھنے کے لئے وہی نمونہ ایکٹ نمبر ۱۳، ۱۸۸۹ء کافی ہے کہ جب گوروں کو اس ملک میں نکاح کی ضرورت ہوئی تو مذہبی روکوں کی وجہ سے نکاح کا انتظام نہ ہو سکا اور نہ گورنمنٹ اس فطرتی قانون کو تبدیل کر سکی جو جذبات شہوت کے متعلق ہے۔ آخر یہ قبول کیا گیا کہ گوروں کا بازاری عورتوں سے ناجائز تعلق ہو۔ کاش اگر اس کی جگہ پر متعہ بھی ہوتا تو لاکھوں بندگان خدا زنا سے تو بچ جاتے۔ ایک مرتبہ گورنمنٹ نے گھبرا کر اس قانون کو منسوخ بھی کر دیا مگر چونکہ فطرتی قانون تقاضا کرتا تھا کہ جائز طور پر یا ناجائز طور پر ان جذبات کا تدارک کیا جائے کہ جن سے جسمانی بیماریاں زور مارتی ہیں لہٰذا اسی پہلے قانون کے جاری کرنے کے لئے اب پھر سلسلہ جنبانی ہو رہی ہے اور ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ اخبار عام ۹ نومبر ۱۸۹۵ء کا وہ مضمون جو اس بحث کے متعلق ہے بجنسہٖ لکھ دیں۔

اور وہ یہ ہے

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

88۔ اللہ پاک نور/کھا جانے والی آگ (نعوذ باللہ)

قول:

۴۴۹

مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ

خدا آسمان وزمین کا نُور ہے یعنی ہر ایک نُور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے۔ خواہ خارجی۔ اُسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیضِ عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اُس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا عِلّت العِلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے۔ اُسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیّوم اور تمام زیر وزبر کی پناہ ہی وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعتِ وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حدِّ ذاتہٖ واجب اور قدیم ہو یا اُس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور رُوح اور جسم سب اُسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں ظاہر فرمایا گیا۔ یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فائز ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرائط ہے اور اُنہیں افرادِ خاصّہ پر فائز ہوتا ہے جن میں اُس کے قبول کرنے کی قابلیت واستعداد موجود ہے یعنی نفوسِ کاملہ انبیاء علیہم السّلام پر جن میں سے افضل واعلیٰ ذاتِ جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا۔ اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقائق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اِس لئے خداوند تعالیٰ نے اوّل فیضانِ عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کرکے پھر اُس فیضانِ خاص کو بغرضِ اظہار کیفیت نُور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اِس آیت سے شروع ہوتی ہے مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ الخ اور بطور مثال اِس لئے بیان کیا کہ تا اِس دقیقۂ نازک کے سمجھنے میں اِبہام اور دِقّت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صُوَرِ محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ بقیہ ترجمہ

تفسیر مرزا غلام احمد قادیانی حصہ سوم

http://www.alislam.org/quran/tafseer/guide.htm?region=V2

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۲ ۶۴ سراج منیر

بچوں کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ دیانند اور لیکھرام اس کا چیلہ اس جہان سے گذر گئے مگر دہریت اور بخل اور تعصب کی بدبو باقی چھوڑ گئے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ بدبو دور ہو اس لئے میں اس آریہ سے بھی قسم سے فیصلہ چاہتا ہوں جیسا کہ پہلے آریہ سے درخواست کی گئی ہے اور میں یقیناً جانتا ہوں بلکہ آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں کہ خدا راستی کا حامی ہے اور راستی کے مخالف کا دشمن ہے سچی بات کی گواہی دینی ایک ایماندار کیلئے مشکل نہیں مگر آریوں کیلئے آجکل بہت مشکل ہے۔ غرض اگر کوئی مکذب ہو یہ آریہ ہو یا وہ آریہ تو قسم کھا کر مجھ سے فیصلہ کر لے میں جانتا ہوں کہ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے وہ جھوٹے کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ لیکن اگر سچا ہوگا تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اب دیکھو ثبوت اسے کہتے ہیں کہ دین کے دشمنوں کے حوالہ سے اس بابرکت پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی گئی ہے دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ ایسے دین کے دشمن جیسا کہ آجکل آریہ ہیں خدا کی پیشگوئیوں کی سچائی کے گواہ ہوں کیا ایسی گواہیاں اور ایسے موجودہ نشان عیسائیوں کے پاس بھی ہیں؟ اگر ہیں تو ایک آدھ بطور نظیر کے پیش تو کریں پس یقیناً سمجھو کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس کی طرف قرآن شریف بلاتا ہے اس کے سوا سب انسان پرستیاں یا سنگ پرستیاں ہیں۔ بیشک مسیح ابن مریم نے بھی اس چشمہ سے پانی پیا ہے جس سے ہم پیتے ہیں اور بلاشبہ اس نے بھی اس پھل میں سے کھایا ہے جس سے ہم کھاتے ہیں لیکن ان باتوں کو خدائی سے کیا تعلق اور ابنیت سے کیا علاقہ ہے عیسائیوں نے مسیح کو ایک مقید خدا بنانے کا ذریعہ بھی خوب نکالا یعنی لعنت اگر لعنت نہ ہو تو خدائی بیکار اور ابنیت لغو۔ لیکن باتفاق تمام اہل لغت ملعون ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ خدا سے دل برگشتہ ہو جائے۔ بے ایمان ہو جائے۔ مرتد ہو جائے۔ خدا کا دشمن ہو جائے۔ سیاہ دل ہو جائے۔ کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہو جائے جیسا کہ توریت بھی گواہی دے رہی ہے پس کیا یہ مفہوم بھی ایک سیکنڈ کیلئے مسیح کے حق میں تجویز کر سکتے ہیں کیا اس پر ایسا زمانہ آیا تھا کہ وہ خدا کا پیارا نہیں رہا تھا۔ کیا اس پر وہ وقت آیا تھا کہ اس کا دل خدا سے برگشتہ ہو گیا تھا۔ کیا کبھی اس نے بے ایمانی کا ارادہ کیا تھا۔ کیا کبھی ایسا ہوا کہ وہ خدا کا دشمن اور خدا اس کا دشمن

ملعون کے معنی «۵۶»

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-12.pdf

89۔ چولہ غیب سے امر شد کا انعام

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۰ ۱۹۲ ست بچن

‹۶۸› اور چالیس روز تک روضہ شاہ شمس تبریز پر چلہ میں بیٹھے اور یہ وہ باتیں ہیں جو ایسی طور پر ثابت ہوگئی ہیں جو حق ثابت ہونے کا ہے پھر اسی پر باوا صاحب نے کفایت نہیں کی بلکہ ان لوگوں کی طرح جو غلبۂ عشق میں دیوانہ کی مانند ہو جاتے ہیں۔ چولہ پہنا جس پر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔ ہم باوا صاحب کی کرامت کو اس جگہ مانتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ وہ چولہ ان کو غیب سے ملا اور قدرت کے ہاتھ نے اس پر قرآن شریف لکھ دیا۔ ان تمام امور سے ثابت ہے کہ باوا نانک صاحب نے دل وجان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو قبول کیا۔ اور نیز ان کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اعلیٰ درجہ کے اولیاء پاک زندگی والے ہوئے ہیں۔ تبھی تو وہ بعض ہندوستان کے اولیاء کی مقابر پر چلہ کشی کرتے رہے۔ اور پھر بغداد میں جا کر سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے روضہ پر خلوت گزین ہوئے۔ اگر باوا صاحب نے اس عظمت اور وقعت کی نظر سے کسی اور مذہب کو بھی دیکھا ہے تو ان تمام واقعات کے مقابل پر وہ واقعات بھی پیش کرنے چاہئے ورنہ یہ امر تو ثابت ہو گیا کہ باوا صاحب ہندو مذہب کو ترک کر کے نہایت صفائی اور صدق سے اسلام میں داخل ہو گئے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو کہ کیسے زبردست قرائن ننگی تلواریں لے کر آپ کے شبہات کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں تمام واقعات جو ہم نے لکھے ہیں۔ ان کو نظر یک جائی سے دل کے سامنے لاؤ تا اس سچے اور یقینی نتیجہ تک پہنچ جاؤ جو مقدمات یقینیہ سے پیدا ہوتا ہے اور یہ بڑی نادانی ہے کہ کوئی واہیات اور بے سروپا شعر ناحق باوا صاحب کی طرف منسوب کر کے اس کو ایک یقینی امر سمجھ لیں۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ باوا صاحب کے زمانہ کے بعد متعصب لوگوں نے بعض اقوال افترا کے طور پر ان کی طرف منسوب کر دیئے ہیں۔ گرنتھ کے بعض اشعار اور بعض مضامین جنم ساکھیوں کے نہایت مکروہ جعل سازیوں سے لکھے گئے ہیں اس کی یہ وجہ تھی کہ متعصب لوگوں نے جب دیکھا کہ باوا صاحب کی تحریروں سے تو صاف اور کھلی کھلی ان کا اسلام ثابت ہوتا ہے تو ان کو اسلام کا مخالف ٹھہرانے کیلئے جعلی طور پر بعض شبد آپ بنا کر ان کی طرف منسوب کر دیئے اور جعلی قصے لکھ دیئے اور وہ دو طور کی چالاکی عمل میں لائے ہیں اول ایسے اشعار جو باوا صاحب کے اسلام پر دلالت کرتے تھے۔ گرنتھ سے عمداً خارج رکھے حالانکہ چشتی خاندان کے فقراء جن کے سلسلہ میں باوا صاحب مرید تھے اب تک سینہ بہ سینہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-10.pdf

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۸ — ۵۸۳ — نزول المسیح

﴿۲۰۵﴾

نمبر شمار	تاریخ بیان پیشگوئی	جس وحی سے میں مشرف کیا گیا ہوں اسی وحی نے مندرجہ ذیل خارق عادت پیشگوئیاں بتلائیں جو دنیا پر ظاہر ہو چکیں	تاریخ ظہور پیشگوئی
نقیض پیشگوئی نمبر ۷۳		یہ جواب کہ یہ چولہ باوا صاحب نے ایک قاضی سے زبردستی چھینا تھا یہ بہت بیہودہ جواب ہے سکھوں کو اب تک خبر نہیں کہ قاضیوں کا کام نہیں کہ چولے اپنے پاس رکھیں اسلام میں چولے رکھنا اس زمانہ میں فقیروں کی ایک رسم تھی پس یہ بات بہت صحیح ہے کہ باوا صاحب کے مرشد نے جو مسلمان تھا یہ چولہ ان کو دیا تھا ہاں یہ بھی ہو سکتا ہے بلکہ جنم ساکھیوں میں بھی لکھا ہے کہ چونکہ باوا صاحب نیک بخت آدمی تھے اور بڑی مردانگی سے ہندوؤں سے قطع تعلق کر بیٹھے تھے مرد میدان بھی بڑے تھے اور ایک شخص حیات خان نامی افغان کی لڑکی سے نکاح بھی کیا تھا اور ملتان اور چند دوسرے اولیاء اسلام کے مقبروں پر چلہ کشی بھی کی تھی اس لئے خدا سے الہام پا کر یہ چولہ انہوں نے بنایا تھا یہ ان کی کرامت ہے گویا چولہ آسمان سے اترا۔ اور میری خواب میں جو باوا نانک صاحب نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اس سے یہی مراد تھی کہ ایک زمانہ میں ان کا مسلمان ہونا پبلک پر ظاہر ہو جائے گا۔ چنانچہ اسی امر کے لئے کتاب ست بچن تصنیف کی گئی تھی اور یہ جو میں نے ہندوؤں کو کہا کہ یہ چشمہ گدلا ہے ہمارے چشمہ سے پانی پیو اس سے یہ مراد تھی کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اہل ہنود اور سکھوں پر اسلام کی حقانیت صاف طور سے کھل جائے گی۔ اور باوا صاحب کا چشمہ جس کو حال کے سکھوں نے اپنی کم فہمی سے گدلا بنا رکھا ہے وہ میرے ذریعہ صاف کیا جائے گا اور جس تعلق کو باوا صاحب نے ہندو قوم سے بڑی مردی اور مردانگی	
[illegible] نمبر ۷۳	مولوی نور الدین صاحب وغیرہ بہت سے احباب ہیں اور اس کے پورا ہونے کا ثبوت خود چولہ ڈیرہ بابا نانک میں اب تک موجود ہے جو چاہے جا کر خود دیکھ سکتا ہے اور ان آیات کو پڑھ سکتا ہے جو ہم نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھ دی ہیں۔		

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-18.pdf

90۔فریق سے مراد گروہ/اکائی

قول:

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

عیسائیت بیچ گری۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک

یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے ﴿۸﴾
اور جنگ مقدس کے مباحثہ سے تعلق رکھتے تھے خواہ وہ تعلق اعانت کا تھا یا بانی کار ہونے کا یا مجوز بحث یا
حامی ہونے کا یا سرگروہ ہونے کا ان میں سے کوئی بھی اثر ہاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے میعاد کے
اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ہاویہ کا مزہ دیکھ لیا۔ چنانچہ اول خدا تعالیٰ نے پادری رائٹ کو لیا جو در اصل
اپنے رتبہ اور منصب کے لحاظ سے اس جماعت کا سرگروہ تھا اور وہ عین جوانی میں ایک ناگہانی موت سے
اس جہان سے گذر گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی بے وقت موت سے ڈاکٹر مارٹین کلارک اور ایسا ہی اس
کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ ☆ پہنچایا اور ماتمی کپڑے پہنا دیئے اور
اس کی بے وقت موت نے ان کو ایسے دکھ اور درد میں ڈالا جو ہاویہ سے کم نہ تھا اور ایسا ہی پادری ہاول بھی
ایسی سخت بیماری میں پڑا کہ ایک مدت کے بعد مر مر کے بچا اور پادری عبداللہ بھی سخت بیماریوں کے ہاویہ
میں گرا اور معلوم نہیں کہ بچا یا گذر گیا اور جہاں تک ہمیں علم ہے ان میں سے کوئی بھی ماتم اور مصیبت یا
ذلت اور رسوائی سے خالی نہ رہا اور نہ صرف یہی بلکہ انہیں دنوں میں خدا تعالیٰ نے ایک خاص طور پر سخت
ذلت اور رسوائی ان کو پہنچائی جس سے تمام ناک کٹ گئی اور وہ لوگ مسلمانوں کو منہ دکھانے کے قابل نہ
رہے کیونکہ میں نے خدا تعالیٰ سے توفیق پا کر عیسائی پادریوں کی علمی قلعی کھولنے کے لئے اور اس بات
کے ظاہر کرنے کے لئے کہ قرآن اور اسلام پر حملہ کرنے کے لئے زبان دانی کی ضرورت ہے اور یہ لوگ
زبان عربی سے بے بہرہ ہیں۔ ایک کتاب جس کا نام نور الحق ہے عربی فصیح میں تالیف کی اور عماد الدین
اور دوسرے تمام باقی پادریوں کو رجسٹری کرا کر خط بھیجے گئے کہ اگر عربی دانی کا دعویٰ ہے۔ جو اسلامی
مسائل میں خوض کرنے اور قرآنی فصاحت پر حملہ کرنے کے لئے ضروری ہے تو اس کتاب کے
مقابل پر ایسا ہی عربی میں کتاب بنا دیں اور پانچ ہزار روپیہ انعام پا دیں اور اگر انعام کے بارہ میں
شک ہو تو پانچ ہزار روپیہ پہلے جمع کرا دیں اور یہ بھی لکھا گیا کہ اسلامی صداقت کا یہ خدا تعالیٰ

☆فٹ نوٹ۔ پادری رائٹ صاحب کی وفات پر جو افسوس گرجا میں ظاہر کیا گیا۔ اس میں عیسائیوں کی مضطربانہ اور خوف زدہ حالت کا اظہار مفصلہ ذیل الفاظ سے آئینہ دل میں منقش ہو سکتا ہے جو اس وقت پر بیچر کے مرعوب اور مغضوب دل سے نکلے اور وہ یہ ہیں۔ آج رات خدا کے غضب کی لاٹھی بے وقت ہم پر چلی اور اس کی خفیہ تلوار نے بے خبری میں ہم کو قتل کیا وغیرہ۔ رائٹ صاحب امرتسر کے آنریری مشنری تھے اور علاوہ ازیں پادری فورمین لاہور میں مرے۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

اب یاد رہے کہ ’’پیشگوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ہاویہ یا ذلت کا وعدہ تھا ایک گروہ ﴿۲﴾
مراد ہے۔ جو اس بحث سے تعلق رکھتا تھا خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرگروہ تھا۔
ہاں مقدم سب سے ڈپٹی عبداللہ آتھم تھا کیونکہ وہی دوسرے عیسائیوں کی طرف سے منتخب ہوکر پندرہ
دن جھگڑتا رہا مگر درحقیقت اس لفظ کے حصہ دار دوسرے معاون اور محرک اور ان کے سرگروہ بھی تھے
کیونکہ عرفاً فریق اس تمام گروہ کا نام ہے جو ایک کام بالمقابل کرنے والا یا اس کام کا معاون یا اس کام
کا بانی یا مجوز یا حامی ہو اور پیشگوئی کی کسی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ
آتھم ہے‘‘۔ ہاں میں نے جہاں تک الہام کے معنے سمجھے وہ یہ تھے کہ جو شخص اس فریق میں سے
بالمقابل باطل کی تائید میں بنفس خود بحث کرنے والا ہے اس کے لئے ہاویہ سے مراد سزائے موت ہے
لیکن الہامی لفظ صرف ہاویہ ہے اور ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ حق کی طرف رجوع کرنے والا نہ ہو۔ اور
حق کی طرف رجوع نہ کرنے کی قید ایک الہامی شرط ہے جیسا کہ میں نے الہامی عبارت میں صاف
لفظوں میں اس شرط کو لکھا تھا اور یہ بات بالکل سچ اور یقینی اور الہام کے مطابق ہے کہ اگر مسٹر عبداللہ کا
دل جیسا کہ پہلے تھا ویسا ہی توہین اور تحقیر اسلام پر قائم رہتا اور اسلامی عظمت کو قبول کر کے حق کی طرف
رجوع کرنے کا کوئی حصہ نہ لیتا تو اسی میعاد کے اندر اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا لیکن خدا تعالیٰ کے الہام
نے مجھے جتلا دیا کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم نے اسلام کی عظمت اور اس کے رعب کو تسلیم کر کے حق کی طرف
رجوع کرنے کا کسی قدر حصہ لے لیا جس حصہ نے اس کے وعدہ موت اور کامل طور کے ہاویہ میں تاخیر
ڈال دی اور ہاویہ میں تو گرا لیکن اُس بڑے ہاویہ سے تھوڑے دنوں کے لئے بچ گیا جس کا نام موت ہے
اور یہ ظاہر ہے کہ الہامی لفظوں اور شرطوں میں سے کوئی ایسا لفظ یا شرط نہیں ہے جو بے تاثیر ہو یا جس کا کسی
قدر موجود ہو جانا اپنی تاثیر پیدا نہ کرے۔ لہٰذا ضرور تھا کہ جس قدر مسٹر عبداللہ آتھم کے دل نے حق کی
عظمت کو قبول کیا اس کا فائدہ اس کو پہنچ جائے سو خدا تعالیٰ نے ایسا ہی کیا اور مجھے فرمایا اطلع اللّٰہ علی
ھمہ وغمہ. ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلا و لا تعجبوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان
کنتم مؤمنین و بعزتی و جلالی انک انت الاعلیٰ. و نمزق الاعداء کل ممزق و
مکر اولئک ھو یبور. انا نکشف السر عن ساقه یومئذ یفرح المؤمنون. ثلّة من
الاولین و ثلّة من الآخرین و ھذہ تذکرة فمن شاء اتخذ الی ربه سبیلا۔ ترجمہ یہ ہے کہ
خدا تعالیٰ نے اس کے ہم و غم پر اطلاع پائی اور اس کو مہلت دی جب تک کہ وہ بیبا کی اور سخت گوئی اور

تضاد:

روحانی خزائن جلد ۱۳ ۲۰۶ کتاب البریۃ

﴿۱۷۳﴾

نقل بیان عدالت فوجداری باجلاس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور

مرجوعہ	فیصلہ	نمبر بستہ	نمبر مقدمہ
۹؍اگست ۹۷ء	زیر تجویز	ازمحکمہ	۳/۳

مہر عدالت — دستخط حاکم 15/8/97

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک صاحب جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری بنام مرزا غلام احمد قادیانی

بیان مرزا غلام احمد بلا حلف ۱۳؍اگست ۹۷ء

ہم نے کبھی پیشگوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک صاحب مر جائیں گے۔ ہرگز ہمارا منشا کسی لفظ سے یہ نہ تھا کہ صاحب موصوف مر جاویں گے۔ عبداللہ آتھم کی بابت ہم نے شرطیہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مر جاوے گا۔ عبداللہ آتھم صاحب کی درخواست پر پیشگوئی صرف اس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحثہ کی بابت پیشگوئی نہ تھی۔ لیکھرام کی درخواست پر اس کے واسطے بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ ہم نے کی تھی چنانچہ پوری ہوئی۔

سنایا گیا درست ہے۔ سب بیان درست درج ہوا ہے۔ دستخط حاکم

﴿۱۷۳﴾

کے سر پر ظہور کرے گا۔ اور یہ پیشگوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے۔ مگر احادیث کے رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ جس کا کذب عندالعقل ممتنع ہے۔ اگر تواتر کچھ چیز ہے تو کہہ سکتے ہیں کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلیں کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو اس درجہ تواتر پر ہو جیسا کہ اس پیشگوئی میں پایا جاتا ہے۔ جس شخص کو اسلامی تاریخ سے خبر ہے وہ خوب جانتا ہے کہ اسلامی پیشگوئیوں میں سے کوئی ایسی پیشگوئی نہیں جو تواتر کے رو سے اس پیشگوئی سے بڑھ کر ہو۔ یہاں تک کہ علماء نے لکھا ہے کہ جو شخص اس پیشگوئی کا انکار کرے اس کے کفر کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ متواترات سے انکار کرنا گویا اسلام کا انکار ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ باوجود اس تواتر کے ہمارے زمانہ فیج اعوج کے علماء نے اس پیشگوئی کے صحیح صحیح معنے سمجھنے میں بڑا دھوکہ کھایا ہے اور بباعث سخت غلط فہمی کے اپنے عقیدہ میں قابل شرم تناقضات جمع کر لئے ہیں۔ یعنی ایک طرف تو قرآن شریف پر ایمان لا کر اور احادیث صحیحہ

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

۲۴۴ نقل بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلاحلف بمقدمہ فوجداری اجلاسی مسٹر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور

سرکار بذریعہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک بنام مرزا غلام احمد قادیانی جرم ۱۰۷ ضابطہ فوجداری

مہر عدالت

دستخط حاکم

۲۰ راگست ۹۷ء بیان مرزا غلام احمد قادیانی بلاحلف

جب مباحثہ ۹۳ء کا ختم ہوا آخر پر ہم نے حسب درخواست عبداللہ آتھم کے اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیشگوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیشگوئی میں شامل تھا۔ فریق سے مراد آتھم ہی ہے۔ جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ فریق اور شخص کے ایک ہی معنے ہیں اور اس میں ہم بھی شامل ہیں۔ کوئی حملہ آتھم کے اوپر نہیں کیا گیا تھا اگر ہوتا تو وہ خود کوئی استغاثہ کرتا یا رپورٹ دیتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ پندرہ ماہ کے عرصہ کے بعد عبداللہ آتھم فوت ہوئے تھے۔ پندرہ ماہ گذرنے کے بعد عبداللہ آتھم سے ہم نے سنا تھا کہ اپنے دوستوں کے پاس بیان کیا تھا کہ اس پر تین بار حملے ہوئے۔ اس پر بھی ہم نے اس کو متنبہ کیا کہ میں ایسا سنتا ہوں کہ آپ میرے پر الزام لگاتے ہیں کہ میرے پر تین حملے ہوئے۔ اگر یہ صحیح ہے تو چاہیئے کہ آپ قسم کھائیں یا عدالت میں نالش کریں یا خانگی طور پر باضابطہ اس کا ثبوت دیں۔ مگر کوئی جواب مجھے نہیں ملا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی بیان نہیں کیا تھا نہ کسی اخبار میں نہ اور طرح پر۔ میں نے کوئی پیشگوئی سانپ کی بابت نہیں کی تھی۔ عبدالحمید کو ایک دفعہ میں نے مسجد میں دیکھا تھا کسی

حاشیہ

اب خلاصہ کلام یہ کہ مسیح کا مصلوب ہونا توریت کے رو سے صرف اس بات کا مانع تھا کہ اور تمام صلحا اور راستبازوں کی طرح اس کا رفع روحانی ہو۔ اور یہی بار بار یہود کا اعتراض بھی تھا۔ پس نصاریٰ کا اس پہلو کو اختیار کر لینا کہ حضرت مسیح درحقیقت مصلوب ہو گئے ہیں اور پھر یہ بات بنانا کہ گویا وہ بعض عیسائیوں کے روبروئے صلیب سے نجات پا کر تین دن بعد مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے یہ نہایت لغو اور بیہودہ عذر ہے۔ کیونکہ جبکہ انہوں نے توریت کے موافق اس بات کو مان لیا کہ یسوع مصلوب ہو کر درحقیقت مورد لعنت ہو گیا تھا۔

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-9.pdf

91۔ مریدین آٹھ ہزار / تین سو اٹھارہ

قول:

روحانی خزائن جلد ۱۱ — ۳۱۰ — ضمیمہ رسالہ انجام آتھم

﴿۲۶﴾ میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں اور یا اشتہار شائع کرکے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی

گیا تھا اور انہیں میں سے یہ عربی مکتوب ہے جواب نکلا۔ کیا عبدالحق اور کیا اس کے دوسرے بھائی ان رسائل کے مقابل پر مر گئے اور کچھ بھی لکھ نہ سکے اور دنیا نے یہ فیصلہ کر دیا کہ عربی دانی کی عزت اسی شخص یعنی اس راقم کے لئے مسلّم ہے جس کو کافر ٹھہرایا گیا ہے اور یہ سب مولوی جاہل ہیں۔

اب سوچو کہ یہ عزت کی تعریفیں مجھ کو کس وقت ملیں۔ کیا مباہلہ کے بعد یا اس کے پہلے۔ سو یہ ایک مباہلہ کا اثر تھا کہ خدا نے ظاہر کیا۔ اسی وقت میں خدا نے شیخ محمد حسین بٹالوی کا وہ الزام کہ اس شخص کو عربی میں ایک صیغہ نہیں آتا میرے سر پر سے اتارا۔ اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا۔ فالحمد للّٰہ علٰی ذالک۔

تیسرا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا وہ قبولیت ہے جو مباہلہ کے بعد دنیا میں کھل گئی۔ مباہلہ سے پہلے میرے ساتھ شاید تین چار سو آدمی ہوں گے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں۔ اور جس طرح اچھی زمین کی کھیتی جلد جلد نشوونما پکڑتی اور بڑھتی جاتی ہے ایسا ہی فوق العادت طور پر اس جماعت کی ایک ترقی ہو رہی ہے۔ نیک روحیں اس طرف دوڑتی چلی آتی ہیں۔ اور خدا زمین کو ہماری طرف کھینچتا چلا آتا ہے۔ مباہلہ کے بعد ہی ایک ایسی عجیب قبولیت پھیلی ہے کہ اس کو دیکھ کر ایک رقت پیدا ہوتی ہے۔ ایک دو اینٹ سے اب ایک محل طیار ہو گیا ہے۔ اور ایک دو قطرہ سے اب ایک نہر معلوم ہوتی ہے۔ ذرہ آنکھیں کھولو اور پنجاب اور ہندوستان میں پھرو۔ اب اکثر جگہ ہماری جماعتیں پاؤ گے۔ فرشتے کام کر رہے ہیں اور دلوں میں نور ڈال رہے ہیں۔ سو دیکھو مباہلہ کے بعد کیسی عزت ہم کو ملی۔ سچ کہو کیا یہ خدا کا فعل ہے یا انسان کا۔

چوتھا وہ امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت کا موجب ہوا۔ رمضان میں خسوف کسوف ہے۔ کتب حدیث میں صدہا برسوں سے یہ لکھا ہوا چلا آتا تھا کہ مہدی کی تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہوگا۔ اور آج تک کسی نے نہیں لکھا کہ پہلے اس سے کوئی ایسا مہدویت کا مدعی ظاہر ہوا تھا جس کو خدا نے یہ عزت دی ہو کہ اس کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو گیا ہو۔ سو خدا نے مباہلہ کے بعد یہ عزت بھی میرے نصیب کی۔

اے اندھو! اب سوچو کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت کس کو ملی۔ عبدالحق تو میری ذلت کے لئے دعائیں کرتا تھا۔ یہ کیا واقعہ پیش آیا کہ آسمان بھی مجھے عزت دینے کے لئے جھکا

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-11.pdf

تضاد:

پیشتر مرزا غلام احمد پر کبھی ٹیکس تشخیص نہیں ہوا۔ چونکہ یہ ٹیکس نیا لگایا تھا۔ مرزا غلام احمد نے اس پر عدالت حضور میں عذرداری دائر کی جو بنا بر دریافت سپرد محکمہ ہذا ہوئی۔ پیشتر اس کے کہ انکم ٹیکس کے متعلق جس قدر تحقیقات کی گئی ہے اس کا ذکر کیا جائے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا کچھ ذکر گوش گذار حضور کیا جاوے تا کہ معلوم ہو کہ عذردار کون ہے اور کس حیثیت کا آدمی ہے۔ ﴿۴۴﴾

مرزا غلام احمد ایک پرانے معزز خاندان مغل میں سے ہے جو موضع قادیان میں عرصہ سے سکونت پذیر ہے اس کا والد مرزا غلام مرتضٰی ایک معزز زمیندار تھا اور موضع قادیان کا رئیس تھا۔ اس نے اپنی وفات پر ایک معقول جائیداد چھوڑی۔ اس میں سے کچھ جائداد تو مرزا غلام احمد کے پاس اب بھی ہے اور کچھ مرزا سلطان احمد پسر مرزا غلام احمد کے پاس ہے جو اس کو مرزا غلام قادر مرحوم کی بیوی کے توسل سے ملی ہے۔ یہ جائیداد اکثر زرعی مثلاً باغ، زمین اور تعلقہ داری چند دیہات ہے اور چونکہ مرزا غلام مرتضٰی ایک معزز رئیس آدمی تھا ممکن ہے اور میری رائے میں اغلب ہے کہ اس نے بہت سی نقدی اور زیورات بھی چھوڑے ہوں لیکن ایسی جائیداد غیر منقولہ کی نسبت قابل اطمینان شہادت نہیں گذری۔ مرزا غلام احمد ابتدائی ایام میں خود ملازمت کرتا رہا ہے اور اس کا طریق عمل ہمیشہ سے ایسا رہا ہے کہ اس سے امید نہیں ہو سکتی کہ اس نے اپنی آمدنی یا اپنے والد کی جائیداد نقدی و زیورات کو تباہ کیا ہو۔ جو جائیداد غیر منقولہ اس کو باپ سے وراثتاً پہنچی ہے وہ تو اب بھی موجود ہے۔ لیکن جائیداد غیر منقولہ کی نسبت شہادت کافی نہیں مل سکی۔ لیکن بہر حال مرزا غلام احمد کے حالات کے لحاظ سے یہ طمانیت کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ بھی اس نے تلف نہیں کی۔ کچھ مدت سے مرزا غلام احمد نے ملازمت وغیرہ چھوڑ کر اپنے مذہب کی طرف رجوع کیا اور اس امر کی ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی سرگروہ مانا جاوے اس نے چند مذہبی کتابیں شائع کیں رسالہ جات لکھے اور اپنے خیالات کا اظہار بذریعہ اشتہارات کیا۔ چنانچہ اس کل کارروائی کا یہ نتیجہ ہوا کہ کچھ عرصہ سے ایک متعدد اشخاص کا گروہ جن کی فہرست (بحروف انگریزی) منسلک ہذا ہے اس کو اپنا سرگروہ ماننے لگ گیا اور بطور ایک علیحدہ فرقہ کے قائم ہو گیا۔ اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا (۳۱۸) آدمی ہیں۔ جن میں

http://www.alislam.org/urdu/rk/Ruhani-Khazain-Vol-13.pdf

۱۹۳۵ میں مقدمہ بہاولپور

"عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں بہاولپور کا تاریخی کردار" پر بہاولپور کی سرزمین کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ باقاعدہ عدالتی فیصلے میں قادیانیوں کو ملت اسلامیہ سے الگ قرار دیتے ہوئے ختم نبوت کا پرچم بلند کیا۔

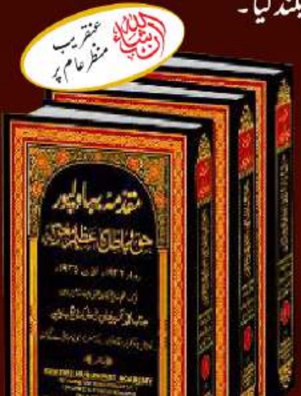

اس سے پہلے برصغیر پاک وہند کے تمام جید علمائے کرام قادیانیت کو "دائرہ اسلام" سے خارج قرار دے چکے تھے لیکن یہ پہلی مرتبہ تھا کہ باقاعدہ سرکاری عدالت نے غلام مرزا قادیانی کو کذاب قرار دیتے ہوئے قادیانی گروہ کو کافر قرار دیا۔

PUBLISHED BY:

ختم نبوۃ اکیڈمی لندن

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY

387 Katherine Road, Forest Gate London E7 8lt United Kingdom
Phone: 020 8471 4434,
Mobile: 0798 486 4668, 0788 905 4549, 0795 803 3404
E-mail: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

Design by: brandswitch | +92-321-8952785